10 - 263

برصغیر پاک و ہند کے آٹھ معروف
سلاسل طریقت پر مشتمل انمول تحفہ

گلدستہ اولیاء

مصنف

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

ہاشمی پبلی کیشنز
اقبال روڈ راولپنڈی

برصغیر پاک و ہند کے آٹھ معروف سلاسل طریقت پر مشتمل انمول تحفہ

گلدستہ اولیاء

مصنف

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

حسب الارشاد

مبلغ عالم اسلام وارث علوم حضرت خواجہ چوراہی

پیر طریقت امیر شریعت نباض قوم حضرت علامہ

پیر سید محمد شبیر علی شاہ گیلانی نقشبندی مجددی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ چورہ شریف ضلع اٹک

ناشر ہاشمی پبلی کیشنز عالم بزنس سنٹر، اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی

Marfat.com
Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

ناشر .... ہاشمی پبلی کیشنز
نام کتاب .... گلدستہ اولیاء
98403
تالیف .... صاحبزادہ مقصود احمد صابری
ابواب .... ۸(آٹھ)
کمپوزنگ .... میٹرکس کمپوزرز 0300-5211201
قیمت 300/-

ڈسٹری بیوٹرز
احمد بک کارپوریشن
عالم بزنس سنٹر، اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔ فون 5558320

دوسرے شہروں میں ملنے کے پتے

﴿۱﴾ شبیر برادرز 40 بی اُردو بازار لاہور
﴿۲﴾ شمع بک ایجنسی، اولمپک پلازہ، الکریم مارکیٹ، اُردو بازار لاہور
﴿۳﴾ مکتبہ رحمانیہ، اقرا سنٹر، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور
﴿۴﴾ پیر بھائی کمپنی بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ 38 اُردو بازار لاہور
﴿۵﴾ قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور
﴿۶﴾ زاویہ پبلشرز، گنج بخش روڈ، لاہور
﴿۷﴾ مکتبہ قادریہ، گوجرانوالہ
﴿۸﴾ ضیاء القرآن، اُردو بازار لاہور
﴿۹﴾ نوریہ رضویہ گنج بخش روڈ، لاہور
﴿۱۰﴾ مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور

Marfat.com
Marfat.com

انتساب

دریائے گوہر و فضل و کمال، بلبل چمنستان فضلی عارف باللہ

مرد حقیقت آگاہ سلطان العاشقین برہان الواصلین

مرشدنا حضرت خواجہ

میاں محمد حسین چشتی صابری کلیامی رحمتہ اللہ علیہ

آف ماڑی بگیال شریف کے نام

جن کی نگاہِ ولایت سے

ہزاروں گمراہوں کو راہ ہدایت ملی

سگ درگاہ

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

Marfat.com
Marfat.com

نذرانہ عقیدت

میں اپنی اس تالیف کو اپنے شیخ طریقت بحر العلوم حضرت قبلہ

حاجی منیر احمد چشتی صابری

سجادہ نشین دربار عالیہ چشتیہ صابریہ ماڑی شریف

اور قبلہ والد بزرگوار شیخ التفسیر **حافظ فیض محمد چشتی صابری** رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت میں بطور نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہوں۔
جن کی نگاہ کرم اور فیض سے ناچیز اس قابل ہوا۔

تیری رحمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لئے

خادم العلماء والفقراء

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ فیض القران (رجسٹرڈ)
سجادہ نشین آستانہ عالیہ گلستان غریب نواز
موہڑہ چھپر چکری روڈ، راولپنڈی

Marfat.com
Marfat.com

تقریظ

مناظر اسلام حکیم اہلسنت پیر طریقت حضرت علامہ

پیر سید شبیر حسین شاہ گیلانی القادری۔ایم اے

زیب آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ محلہ گلشن احمد رضا غازی آباد ڈھوک سیداں راولپنڈی

خداوند قدوس نے جس سے جو کام لینا ہوتا ہے۔ وہ اس سے کروالیتا ہے۔ اور یہ بات اُس کی سرشت میں داخل کی ہوتی ہے۔ جناب صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب جو" پاسبانِ مسلک اولیاء" کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ " گلدستہ اولیاء" ان کی محنت شاقہ کا ثمر ہے۔ میرے علم میں ہے کہ صاحبزادہ صاحب نے یہ کتاب شاید 1982ء میں شروع کی۔ ابتداً مواد بہت کم تھا۔ جس کی تشنگی وہ محسوس کرتے رہے۔ اس کے ساتھ امامت خطابت تنظیمی اور تحریکی سرگرمیاں اور اپنے دارالعلوم کی تعمیری اور تعلیمی مصروفیات بھی آڑے آتی رہیں۔ مگر اس کے باوجود بفضل حق تعالیٰ لگن سے مسلک اولیاء کی پاسبانی کے لئے کوشاں رہے اور ساتھ ساتھ مختلف بزرگانِ دین کے حالات و واقعات جمع کرتے رہے۔ الحمدللہ آج یہ شاہکار اولیاء کرام کے 8 سلسلوں پر مشتمل " گلدستہ" ہے۔ بڑی محنت سے یہ سب ہو پایا۔ امید ہے کہ ہر سلسلہ طریقت سے وابستہ سالک اس سے مستفید ہوں گے۔ اس لئے کہ یہ وہ کام ہے جو شاید خود ان مذکورہ بزرگانِ دین کی اولاد بھی نہ کر سکی ہو۔ دعا ہے یہ کتاب صاحبزادہ صاحب کے لئے اخروی نجات کا ذریعہ ہو۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

دعا گو: سید شبیر حسین گیلانی القادری۔ ایم اے

آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ غازی آباد

ڈھوک سیداں، راولپنڈی

Marfat.com
Marfat.com

تقریظ

رئیس المناطقہ
امام المدرسین
حضرت علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی صاحب مدظلہ العالی

مہتمم دارالعلوم انواررضا ڈھوک منگٹال راولپنڈی و برمنگھم برطانیہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اَوَّلًا آخِرًا وَالصَّلٰوۃُ عَلَی النبی ھی اللہ علیہ وسلم اولًا وَ اَبَدًا

حضرات گرامی: سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اوران کے منصب نبوت کے فضائل وفواضل کو جیسے اولیائے کرام نے جانا پہچانا اور مانا یوں کوئی دوسرانہ جان سکا حتیٰ کے مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے سرکار کے بارے میں قدمِ اضافی کا قول تک بھی کیا ہے۔تو یوں وارثان علوم نبوت درحقیقت اولیائے کرام ہی قرار پائے۔جن سلاسل اربعہ بشمول ان ہی میں سے تخرج شاخیں اور کونپلیں علوم و فیضان نبوت کی جن میں سے "گلدستہ اولیاء" میں فاضل مولف نے آٹھ سلاسل کو شامل فرمایا اور انتہائی جانفشانی' عرق ریزی' کثرت مطالعہ' غایت عقیدت میں رہ کر کتاب کو ترتیب دیا اور ایک انمول ذخیرہ جمع کر ڈالا۔زیادہ نہیں تو کم از کم اس صدی کا یہ وسیع وعریض کبیر وعظیم کارنامہ قرار دیا جاسکتا ہے۔منصۂ شہود پر آنے کے بعد کافی کتب سے یہ قاری کو بے نیاز کردے گی اللہ تعالیٰ فاضل مولف کی کاوش کو درجہ قبولیت بخشے اور قارئین کو استفادہ اوراس پر عمل پیرا ہوکراس مقدس گروہ سے مستفیض ہونے کا اہل قرار دے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
خویدم اہل تصوف
محمد سلیمان غفرلہ

Marfat.com
Marfat.com

تقریظ از قلم

شہنشاہ خطابت مبلغ عالم اسلام پاسبان مسلک مجددیہ

حضرت پیر سید محمد شبیر علی شاہ گیلانی

نقشبندی مجددی مدظلہ
زیب سجادہ چورہ شریف

نحمدہ ونصلی عی رسول اکریم: امابعد و بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔اس دنیافانی میں مختلف خیال کے لوگ آئے اپنا کام کیا اور چلے گئے کچھ وہ نفوس قدسیہ بھی میرے رسول کریم کی امت کامل سے آئے جن کے آنے سے بہار آئی اور جن کا تعارف رب کریم نے ان مبارک لفظوں میں فرمایا کہ وہ میرے دوست ہیں۔ پھر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میرے معاملہ میں وہ قسم اٹھائیں تو پوری کرنی پڑتی ہے سبحان اللہ مخبر صادق پاک نے مزید پھر ارشاد فرمایا کہ وہ پاکیزہ گروہ میرے قباء کے نیچے ہے کوئی غیر نہیں دیکھ سکتا ہاں مگر جن کے دل میں محبت ہوگی۔

زندہ جاوید ہے اللہ والوں کا گروہ

کے مصداق وہ زندہ جاوید ہیں آج جو دینِ متین ہم تک پہنچا ہے
یہ انہی کا صدقہ وخیرات ہے ورنہ ہم کہاں ہوتے
اسی گروہ میں کہیں تو والی بغداد سرکار نظر آتے ہیں کہیں غریب نواز کا پرچم لہرا رہا ہے کہیں سرکار گنج بخش لاہوری۔کہیں سرکار۔
مجدد پاک کہیں سرکار میاں میر کامل پیر کہیں خواجہ بختیار ہیں۔ ہندا لو لی کن کن کا ذکر کریں

ہر گل را رنگ و بو دیگر است

اسی گروہ کا ایک دیوانہ مستانہ وار چل رہا نہ گھر کا فکر نہ معاش کا فکر نہ سواری کی خبر نہ کسی کا غم ہے۔
سبحان اللہ دل میں اشتیاق ہوا کہ اس دیوانہ صابری کو دیکھوں۔

Marfat.com
Marfat.com

محض خیال تھا تصور تھا جب ملاقات ہوتی تو دل باغ باغ ہو گیا

وہ صابری دیوانہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری ہے۔

جو چل رہا ہے۔ جس کی محنت سے کئی کتابیں قارئین کی نظر سے گزر چکی ہے آج یہ خوبصورت

محبت اور عقیدت اولیاء سے بھرپور گلدستہ اولیاء آپ کی نظروں کے سامنے ہے۔

کیا محبت ہے کیا عشق ہے کسی چیز کی فکر نہیں۔

کبھی گاڑی پہ کبھی کبھی موٹر سائیکل پر اور کبھی پا پیادہ اولیاء کاملین کے مزاروں پہ بوسہ زنی کرنا۔

بہت محبت ہے بہت محنت ہے اس دور میں خط لکھنا مشکل ہے تو یہ دیوانہ کتابیں لکھ رہا ہے۔

خدا قبول فرمائے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا ہے۔

رب کریم ان پاک بازون کا صدقہ دیوانہ صابری کی یہ منزل آسان فرمائے۔

دعا گو

سیّد محمد شبیر علی شاہ گیلانی

چورہ شریف

Marfat.com
Marfat.com

رونق بزم عاشقاں پیر طریقت

حضرت پیر شمیم صابر صابری صاحب مدظلہ العالی

سجادہ نشین دربار عالیہ کلس شریف ملکوال ضلع سرگودھا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنo اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمo

اَمَّا بَعْدُ۔ انسان جب فطرت کی رعنائیوں میں کھو کر تحقیق کی منازل سے گزرتا ہے تو اسے دلنواز اور حیرت انگیز مناظر کا مشاہدہ وجد انگیز غیر مرئی نغمات مسحور کرتے ہیں تو روح اور دل بے ساختگی میں جھوم اٹھتے ہیں ایک انجانے سرور کی کیفیات رگ وریشہ میں سرائیت کر جاتی ہے گا ہے گا ہے وہی سرور کی دولت موتی بن کر آنکھوں سے ٹپک پڑتی ہے۔ کبھی وہ آہ نالہ کبھی وجد وکیف کبھی رقص وسرور کا سماں پیدا کرتی ہے۔ کہیں شعر وسخن کہیں مضراب ونے کی میٹھی سروں کا روپ دھار لیتی ہے۔ جو اہل دل درد کا درماں اور اہل نظر کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے۔ دل کی دنیا میں ایک انقلاب بپا ہو جاتا ہے۔ اور وجدانی کیفیات شعر وسخن اور انداز بیان اور تحریر کا روپ دھار لیتی ہے۔

عزیزم صاحبزادہ مقصود احمد صابری کی تصنیف لطیف موسوم بہ ”گلدستہ اولیاء“ کا چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ کرنے کے بعد محسوس کیا کہ ان کے دل میں جو سوز وگداز اور اولیائے کاملین سے جو عشق ومحبت ہے وہ کتاب مذکور کے آٹھ ابواب اور 150 بزرگوں کے تذکرے سے عیاں ہے۔ مالک کائنات کی بارگاہ میں التجا ہے کہ وہ خواجگان چشت اہل بہشت کا صدقہ ان کے قلم اور علم وذوق وشوق میں لافانی برکتیں پیدا فرمائے اور ان کو اپنے خواجگان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسی طرح اپنے مسلک ومشرب اور عقیدہ پر استقامت نصیب فرما کر روز محشر اولیائے کاملین کے جھنڈے کے نیچے جگہ نصیب فرمائے۔ آمین بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

دعا گو شمیم صابر صابری

کلس شریف ملکوال ضلع سرگودھا

Marfat.com
Marfat.com

تقریظ

محسن اہلسنت یادگارِ اسلاف جنابِ صاحبزادہ عمران الٰہی چشتی صابری صاحب

منتظم اعلیٰ دربارِ عالیہ خواجہ نگر شریف حسن ابدال، ہری پور روڈ ضلع اٹک

برصغیر پاک و ہند کے اولیائے کرام کے تذکروں پر 8 ابواب پر مشتمل صاحبزادہ مقصود احمد صابری کی یہ کتاب تصوف اور بزرگان دین کے تذکروں پر لکھی گئی۔ کتابوں میں ایک نئے باب کی حیثیت رکھتی ہے ہر اہل قلم نے اپنی سوچ اور اہمیت و بساط کے مطابق کام کیا مگر صاحبزادہ مقصود احمد صابری نے اس کتاب میں مختلف سلاسل کو اکٹھا کر کے جو نئی طرح دی ہے وہ انکی ذات کا اپنا خاصہ وحصہ ہے۔

کتاب مذکورہ میں جن معروف سلاسل کا ذکر اور تذکرہ کیا گیا ہے کتاب پڑھنے والے کو اپنے سلسلہ سے متعلقہ کسی نہ کسی بزرگ یا شیخ طریقت کا اس میں تذکرہ ضرور ملے گا۔ اس سے نہ صرف پڑھنے والے کی معلومات میں اضافہ ہوگا۔ بلکہ اسے اطمینان قلب بھی حاصل ہوگا۔

دعا ہے کہ رب کائنات اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ اس کتاب کو پڑھنے والوں کے لئے نافع بنائے اور حضرت صاحبزادہ مقصود احمد صابری کے علم و عمل میں برکت پیدا فرمائے اور بزرگان دین کے اس تذکرے کو ان کے لئے توشۂ آخرت بنائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

صاحبزادہ عمران الٰہی صابری

منتظم اعلیٰ دربار خواجہ نگر شریف حسن ابدال

Marfat.com
Marfat.com

دعائے صابری

دعا مقبول ہو یا رب شہ ابرارؒ کا صدقہ
وطن کی لاج رکھ لے احمد مختار کا صدقہ

الٰہی خطہ کشمیر کو آزاد کر دیجیے
شہنشاہِ ولایت حیدر کرارؓ کا صدقہ

جدھر دیکھیں ادھر اسلام کا پرچم نظر آئے
الٰہی کربلا کے قافلہ سالار کا صدقہ

الٰہی سرزمین پاک کی تو آبرو رکھنا
جناب غوثؒ الاعظم فاطمیؒ دلدار کا صدقہ

مقابل حق کے باطل نہ کبھی ٹھہرا نہ ٹھہر یگا
معین الدینؒ خواجہ سنجری سرکار کا صدقہ

طفیل خواجہ قطب الدینؒ فرید الدینؒ علاؤ الدینؒ
فتح اسلام یارب ہو اِس گلزار کا صدقہ

امیر صابری لاہور پہ جو جو کرم دیکھا
حقیقت ہے یہ سب کچھ داتاؒ کے دربار کا صدقہ

Marfat.com
Marfat.com

حمد باری تعالیٰ

ازقلم: سلطان الہند نائب رسول حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چومن پر جرم و عصیا نم توئی غفار یا اللہ
چومن یا عیب و نقصان نم توئی ستار یا اللہ
چناں کن از کرم برمن بنائے توبہ مستحکم
کہ دانم کر زبان ہر لحظہ استغفار یا اللہ
چناں کن ازکرم دردل بحق احمد مرسلؐ
عذاب مرگ چوں گردو مرا دشوار یا اللہ
چوگور تیرہ تر وحشت تماید برمن مجرم
بشمع مغفرت گرداں پر از انوار یا اللہ
معین الدین عاصی را کہ مے نالد بصدزاری
گناہم بخش ایماں را سلامت دار یا اللہ

Marfat.com
Marfat.com

پیش لفظ

الحمدُلِلّٰہ وحدہٗ۔ وَالصّلٰوۃُ وَالسّلَامُ عَلٰی مَن لّانَبِی بعدہٗ

اللہ تعالیٰ کی بے پناہ حمد وثناء اور جناب مصطفیٰ کریم رؤف الرحیم نبیوں کے سردار امت کے غم خوار جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں کروڑوں مرتبہ ہدیہ درود وسلام کے بعد زیر نظر کتاب ''گلدستہ اولیاء'' جو کہ آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ ۱۹۸۲ء میں مکمل ہوئی جس میں سلسلہ عالیہ قادریہ' سہروردیہ' چشتیہ' چشتی نظامی' چشتی صابری' چشتی وارثی' قلندری سلسلوں کے معروف بزرگان طریقت کا ذکر موجود ہے۔

۱۹۸۲ء میں اس کے صفحات ۴۰۰ کے قریب تھے ۲۰۰۰ء میں کتاب کے مسودے کو دوبارہ نظر ثانی کرنا پڑی جس کے پیش نظر بہت سے بزرگان کے مختصر تذکرے کو تفصیل سے لکھا گیا اور اس میں چند نئے بزرگان دین کا تذکرہ جن کا تذکرہ پہلے شامل نہ تھا وہ بھی شامل کیا۔ برصغیر پاک وہند کے معروف بزرگان کے تمام سلاسل پر مشتمل یہ کتاب انفرادی کتاب ہے اس کی ترتیب میں اس بات کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے کہ مختلف سلاسل کے ایسے بزرگان جن کے چشمے کا فیض آج بھی جاری وساری ہے اور ان کی جلائی ہوئی شمع آج بھی روشن ہے۔

یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ طریقت کے سلاسل سے تعلق رکھنے والے حضرات کو اس کتاب میں اپنے اکابرین کا تذکرہ ضرور ملے گا اس سے پہلے میری چند تصانیف تذکرہ خواجگان چشت اہل بہشت ۴۰۰ صفحات، صداقت اہل سنت ابواب گیارہ صفحات ۳۷۰، مسائل الصلوٰۃ صفحات ۲۷، تحریک پاکستان میں علماء مشائخ کی شاندار خدمات صفحات ۵۲، وظیفہ خداوندی صفحات ۱۰۰، تحفہ میلاد مصطفیٰ ﷺ صفحات ۳۲، ایصال ثواب اور حقیقت گیارہویں شریف صفحات ۵۲، مسائل رمضان صفحات ۵۲، مسائل نماز صفحات ۷۰، تذکرۃ العارفین صفحات ۳۰۰، تذکرہ اولیاء پوٹھوہار جلد اول صفحات ۶۷۰، چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہیں جو کہ عوام اہل سنت اور برادران طریقت نے ہاتھوں ہاتھ خریدی۔ تذکرہ خواجگان چشت دو مرتبہ چھپی اب پھر ختم ہونے کو ہے جبکہ صداقت اہل سنت عوام اہل سنت میں بے حد مقبول ہوئی عوام نے ہاتھوں ہاتھ پہلا ایڈیشن خریدا جو کہ ختم ہو چکا ہے۔ اس سلسلہ میں میرا کوئی کمال نہیں' میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ میرے شیخ طریقت قبلہ صاحبزادہ حاجی منیر احمد صابری مدظلہ العالیٰ کے روحانی تصرف کی بدولت ہے۔ زیر نظر کتاب جو کہ چھپنے کے بعد آپ کے ہاتھوں میں ہے جو کہ پہلی مرتبہ مکتبہ صابریہ راولپنڈی کے زیر اہتمام چھپی جو کو عوام الناس، علماء اور مشائخ میں کافی مقبول ہوا کہ ۱۱۰۰ صفحات کی یہ ضخیم کتاب صرف

Marfat.com
Marfat.com

چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں ختم ہو کر مارکیٹ میں نایاب ہوگئی۔ اولیائے کرام کے عقیدتمندان کے بار بار اصرار پر اب اس کا دوسرا ایڈیشن برادر مکرم جناب حافظ مشتاق احمد مرحوم مالک احمد بک کارپوریشن اقبال روڈ راولپنڈی کے برادران جناب ظہیر احمد صاجب، تنویر احمد صاحب کی نگرانی میں چھپ رہا ہے جو کہ میرے لئے نہیں بلکہ ہر خاص وعام کیلئے خوش آئند بات ہے دعا ہے کہ مالک ومولیٰ احمد بک کارپوریشن کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ اور اس مکتبہ کے زیر اہتمام بڑی کتابوں میں یہ پہلی کتاب ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مکتبہ کو دوام بخشے۔ اس موقعہ پر اپنے دیرینہ کرم فرما بزرگ حضرت علامہ پیر سیّد شبیر حسین شاہ گیلانی زیب آستانہ عالیہ غازی آباد راولپنڈی نمونہ سلف صالحین مخلصی فی اللہ پیر طریقت نباض قوم حضرت قبلہ پیر سیّد شبیر علی شاہ گیلانی نقشبندی مجددی زیب سجادہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ چورہ شریف محبوب المشائخ جناب صاحبزادہ عمران الٰہی صابری صاجب منتظم اعلیٰ دربار خواجہ نگر شریف اور پیر طریقت جناب پیر شمیم صابر صابری سجادہ نشین دربار عالیہ کلس شریف، رونق بزم عاشقاں محترم القام جناب الحاج چوہدری نذیر احمد ہجویری آف اسلام آباد، پیر طریقت جناب صاحبزادہ سعید احمد صابری صاحب سجادہ نشین دربار حضرت منظور المشائخ محلہ اسلام آباد اوکاڑہ، حضور زبدۃ الانبیاء شیخ السلام والمسلمین حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لخت جگر حضرت دیوان عظمت سید محمد چشتی فریدی مدظلہ العالی زیب آستانہ عالیہ پاک پٹن شریف کا خصوصی طور پر مشکور وممنون ہوں جن کے تعاون اور سرپرستی سے یہ مرحلہ مکمل ہو سکا وگرنہ یہ کام مجھ اکیلے شخص کے لئے ناممکن تھا یہ صرف اور صرف انہی بزرگوں کی دعاؤں کا ثمر ہے۔

الحمدللہ ہماری یہ کتاب یعنی گلدستہ اولیاء محی الدین اسلامک یونیورسٹی نے اپنے BA کے نصاب میں شامل کر لی ہے۔ یہ ہمارے لیے بڑے اعزاز کی بات ہے جس کے لیے ہم یونیورسٹی کے چانسلر حضرت پیر الحاج علاؤالدین صدیقی مدظلہ کے مشکور ہیں۔

دعا ہے کہ رب کائنات ان بزرگوں کے علم وعمل اور فیضان اور عرفان میں دن دگنی اور رات چگنی ترقی عطاء فرمائے اور روز محشر مجھ جیسے گنہگار کو ان کے دامانِ کرم کی ٹھنڈی چھاؤں میں جگہ نصیب فرمائے۔ مجھے اپنی کم علمی کا احساس بھی ہے اور انسان ہونے کے ناطے غلطی کا یقینی امکان بھی اس کے لئے قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی غلطی نظر آجائے تو مجھے مطلع فرمائیں تا کہ اپنی غلطی کو دوسرے ایڈیشن میں صحیح کرسکوں۔

والسلام مع الکرام خویدم اہل التصوف

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

Mobile: 0333-5594225, 0300-9500314

Marfat.com
Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	نام بزرگان سلسلہ عالیہ قادریہ	صفحہ نمبر
۱	حضرت سیّد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	23
۲	حضرت مخدوم شیخ محمد الحسینی جیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ	34
۳	حضرت مخدوم سید عبد القادر قادری رحمۃ اللہ علیہ	36
۴	حضرت مخدوم شیخ حامد قادری رحمۃ اللہ علیہ	39
۵	حضرت شیخ داؤد قادری رحمۃ اللہ علیہ	40
۶	حضرت میر سیّد اسماعیل قادری رحمۃ اللہ علیہ	42
۷	حضرت شاہ قمیص قادری رحمۃ اللہ علیہ	43
۸	حضرت شاہ عبد الرزاق جھنجھانہ قادری رحمۃ اللہ علیہ	44
۹	حضرت شاہ ابو المعالی قادری رحمۃ اللہ علیہ	46
۱۰	حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی قادری رحمۃ اللہ علیہ	49
۱۱	حضرت شاہ نعمت اللہ ولی قادری رحمۃ اللہ علیہ	52
۱۲	حضرت سیّد غوث علی شاہ پانی پتی قادری رحمۃ اللہ علیہ	54
۱۳	حضرت شاہ کمال کیتھلی قادری رحمۃ اللہ علیہ	58
۱۴	حضرت میاں میر قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ	62
۱۵	حضرت سلطان باہو قادری رحمۃ اللہ علیہ	68
۱۶	حضرت ملا شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ	74
۱۷	حضرت بابا بُلھے شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ	78
۱۸	حضرت سیّد عبد اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ	82
۱۹	حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی قادری رحمۃ اللہ علیہ	85
۲۰	حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی قادری رحمۃ اللہ علیہ	95
۲۱	حضرت امام بری شاہ لطیف قادری رحمۃ اللہ علیہ	99
۲۲	حضرت پیرا شاہ غازی قلندر قادری رحمۃ اللہ علیہ	111
۲۳	حضرت میاں محمد بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ	123

Marfat.com
Marfat.com

۲۴	حضرت پیر سید نیاز الحسن شاہ گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ	143
۲۵	حضرت پیر سیّد الطاف حسن شاہ گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ	146
۲۶	حضرت خواجہ محمد احسن قادری رحمۃ اللہ علیہ	156

بزرگان سلسلہ عالیہ سہروردیہ

۲۷	حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	169
۲۸	حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	173
۲۹	حضرت شیخ صدرالدین عارف سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	178
۳۰	حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	182
۳۱	حضرت شیخ سلطان نورالدین مبارک غزنوی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	187
۳۲	حضرت قاضی حمیدالدین ناگوری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	189
۳۳	حضرت خواجہ حسن افغان سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	193
۳۴	حضرت پیر عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	195
۳۵	حضرت سیّد جلال الدین بخاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	197
۳۶	حضرت شیخ احمد نہروانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	204
۳۷	حضرت شیخ سارنگ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	206
۳۸	حضرت خواجہ محمود موئینہ دوز سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	208
۳۹	حضرت شیخ صلاح الدین درویش سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	209
۴۰	حضرت شیخ جمالی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	211

بزرگان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

۴۱	حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلال نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	217
۴۲	حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	222
۴۳	حضرت خواجہ علاؤالدین عطار نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	228
۴۴	حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	231
۴۵	حضرت مجدد الف ثانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	238
۴۶	حضرت سائیں توکل شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	248
۴۷	حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ شاہ تیراہی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	256
۴۸	حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ چوراہی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	262

Marfat.com
Marfat.com

۴۹	حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	270
۵۰	حضرت خواجہ سیّد دین محمد شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	278
۵۱	حضرت خواجہ سیّد احمد نبی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	280
۵۲	حضرت خواجہ محمد خان عالم خان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	282
۵۳	حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	283
۵۴	حضرت سیّد نور الحسن بخاری کیلیانوالے نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	292
۵۵	حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	293
۵۶	حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ ثانی علی پوری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	315
۵۷	حضرت مولانا محمد علی جماعتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	316
۵۸	پیر محمد حیات سیالکوٹی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	319
۵۹	پیر سیّد محمد حسین شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ	321
۶۰	حضرت حافظ عبدالکریم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	322
۶۱	حضرت پیر صوفی نواب الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	330
۶۲	حضرت خواجہ صوفی محمد اسلم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	336
۶۳	حضرت پیر فضل عثمان نقشبندی مجددی کابلی رحمۃ اللہ علیہ	343
۶۴	حضرت پیر غلام محی الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	345
۶۵	فقیہہ اعظم مولانا محمد شریف نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	346
۶۶	حضرت خواجہ محمد قاسم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	348
۶۷	حضرت خواجہ امیر الدین کوٹلوی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	361
۶۸	حضرت حافظ عبدالغفور نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	362
۶۹	حضرت خواجہ محمد ہاشم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	372
۷۰	حضرت پیر سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	374

بزرگان سلسلہ عالیہ چشتیہ

۷۱	حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ	381
۷۲	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی رحمۃ اللہ علیہ	392
۷۳	حضرت بابا فرید الدین گنج شکر چشتی رحمۃ اللہ علیہ	398
۷۴	حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی چشتی رحمۃ اللہ علیہ	406

Marfat.com
Marfat.com

۷۵	حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیئری چشتی رحمتہ اللہ علیہ	410
۷۶	حضرت شیخ صوفی حمیدالدین ناگوری چشتی رحمتہ اللہ علیہ	417
۷۷	حضرت شیخ نظام الدین ابوالمویدؒ چشتی رحمتہ اللہ علیہ	419
۷۸	حضرت شیخ بدرالدین غزنوی چشتی رحمتہ اللہ علیہ	421
۷۹	حضرت شیخ نجیب الدین متوکل چشتی رحمتہ اللہ علیہ	423
۸۰	حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی چشتی رحمتہ اللہ علیہ	425
۸۱	حضرت مولانا بدرالدین اسحاق چشتی رحمتہ اللہ علیہ	427
۸۲	حضرت مولانا شہاب الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ	429

بزرگان سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ

۸۳	حضرت شیخ محمود نصیرالدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ	433
۸۴	حضرت شیخ سراج الدین عثمان ناگوری چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	437
۸۵	حضرت شیخ خواجہ ابوالحسن امیر خسرو چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	438
۸۶	حضرت شیخ قطب الدین منور چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	443
۸۷	حضرت مولانا فخرالدین رازی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	447
۸۸	حضرت مولانا فتح الدین مروزی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	449
۸۹	حضرت سیّد محمد گیسودراز بندہ نواز چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	452
۹۰	حضرت شیخ صدرالدین احمد طبیب دولہا چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	456
۹۱	حضرت خواجہ معین الدین خرد چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	458
۹۲	حضرت شیخ محمد جعفر مکی سرہندی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	460
۹۳	حضرت شیخ علاؤالدین بنگالی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	462
۹۴	حضرت شیخ میر سیّد اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	464
۹۵	حضرت خواجہ نور محمد مہاروی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	468
۹۶	حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	470
۹۷	حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	479
۹۸	حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	448
۹۹	حضرت خواجہ ضیاء الدین چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	511
۱۰۰	حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	517

Marfat.com
Marfat.com

۱۰۱	حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	523
۱۰۲	حضرت پیر سیّد غلام محی الدین شاہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	538
۱۰۳	حضرت خواجہ احمد میروی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	566
۱۰۴	حضرت علامہ احمد خان چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	571
۱۰۵	حضرت مولانا محمد علی مکھڈی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	573
۱۰۶	حضرت خواجہ غلام محی الدین چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	576
۱۰۷	حضرت خواجہ زین الدین شاہ چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	578
۱۰۸	حضرت خواجہ امیر احمد بسالوی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ	580

بزرگان سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ

۱۰۹	حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ	585
۱۱۰	حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ	589
۱۱۱	حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ	592
۱۱۲	حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ	596
۱۱۳	حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ	601
۱۱۴	حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ	604
۱۱۵	حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ	607
۱۱۶	حضرت شیخ محمد صادق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ	610
۱۱۷	حضرت شیخ داؤد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ	612
۱۱۸	حضرت سیّد شاہ ابوالمعالی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ	615
۱۱۹	حضرت سیّد میراں شاہ بھیک چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ	617
۱۲۰	حضرت سیّد محمد سالم ترمذی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ	621
۱۲۱	حضرت سیّد محمد اعظم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ	623
۱۲۲	حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ	626
۱۲۳	حضرت سیّد محمد معین الدین شاہ خاموش سرکار چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ	631
۱۲۴	حضرت حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ	640
۱۲۵	حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ	658
۱۲۶	حضرت حافظ محمد شریف خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ	669

Marfat.com
Marfat.com

۱۲۷ حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ 681
۱۲۸ حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ 708
۱۲۹ حضرت مولانا امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ 717
۱۳۰ حضرت حافظ محمد حسین عرف حافظ بانکے شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ 720
۱۳۱ حضرت خواجہ رحم الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ 721
۱۳۲ حضرت خواجہ غلام فرید چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ 737
۱۳۳ حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ 748
۱۳۴ حضرت پیر سیدن شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ 760
۱۳۵ حضرت پیر گلزار حسین شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ 784
۱۳۶ حضرت پیر قدرت اللہ شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ 797

بزرگان سلسلہ عالیہ وارثیہ

۱۳۷ حضرت حاجی سیّد وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ 803
۱۳۸ حضرت حافظ عبدالکریم المعروف حافظ پیاری وارثی رحمۃ اللہ علیہ 808
۱۳۹ حضرت میاں بیدم شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ 810
۱۴۰ حضرت سیّد حیرت شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ 816
۱۴۱ حضرت میاں عنبر علی شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ 826
۱۴۲ حضرت حافظ اکمل شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ 835
۱۴۳ حضرت خواجہ مقصود شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ 838
۱۴۴ حضرت ڈاکٹر سیّد سبحان اللہ شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ 840
۱۴۵ حضرت سیّد الحمد اللہ شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ 841
۱۴۶ حضرت بابا رحیم شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ 842

بزرگان سلسلہ عالیہ قلندریہ

۱۴۷ حضرت رابعہ بصری قلندر رحمۃ اللہ علیہ 848
۱۴۸ حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ 859
۱۴۹ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ 876
۱۵۰ حضرت بابا لعل شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ 891

Marfat.com
Marfat.com

باب اوّل

سلسلہ عالیہ قادریہ

کے بزرگان کے حالات وواقعات پر

Marfat.com
Marfat.com

98403

Marfat.com
Marfat.com

حضرت ابو محمد سیّد عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف

سیّد الاولیاء، سند الاصفیاء، قطب الاقطاب، فرد الاحباب غوث الاغواث سیّد الاسیّاد، محبوب سبحانی قطب ربانی، غوث الصمدانی، شاہباز لامکانی، غوث الثقلین، امام الطائفین شیخ الطالبین، شیخ الملک والجن والانس علی الاطلاق بالاتفاق حضرت سیدنا غوث الاعظم الشیخ محی الدین ابو محمد السیّد عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام اولیائے کرام علیہم الرضوان میں بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۴۷۰ھ کو قصبہ جیلان نزد بغداد شریف ماہِ رمضان المبارک میں ہوئی دایہ کا نام سموسہ بن جفان تھا جو حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھیں اور غوث پاکؓ کے والد بزرگوار کی مریدہ تھیں۔

حسب ونسب

آپ والد بزرگوار کی نسبت سے حسنی ہیں۔ سیّد محی الدین ابو محمد عبد القادرؒ بن سیّد ابو محمد صالح جنگی دوستؒ بن سیّد عبد اللہؒ بن سیّد یحییٰؒ بن داؤدؒ بن سیّد موسیٰ ثانیؒ بن سیّد عبد اللہؒ بن سیّد موسیٰ جونؒ بن سیّد عبد اللہ محضؒ بن سیّد امام حسن مثنیٰؒ بن سیّد امام حسینؓ بن سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین آپ والدہ کی نسبت سے حسینی سیّد ہیں سیّد محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانیؓ بن امۃ الجبار بنت سید عبد اللہ موسیٰ بن سیّد ابو جمال الدین محمد بن جواد بن سیّد امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظمؓ بن امام جعفر صادقؓ بن امام باقرؓ بن امام زین العابدینؓ بن امام ابو عبد اللہ حسینؓ بن علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

خاندان

آپ کا خاندان اولیاء اللہ کا گھرانہ تھا۔ آپ کے نانا جان دادا جان والد ماجد والدہ محترمہ پھوپھی جان بھائی اور صاحبزادگان سب اولیاء الرحمٰن تھے اور صاحب کرامتِ ظاہرہ و باطنہ اور مالکِ مقاماتِ علیاء تھے اسی وجہ سے لوگ آپ کے خاندان کو اشراف کا خاندان کہتے تھے۔

سیّد و عالی نسب در اولیاء است
نورِ چشمِ مصطفیٰ و مرتضیٰ است

Marfat.com
Marfat.com

تعلیم و تربیت

آپ ۱۸ سال تک اپنے وطن میں قیام پذیر رہے۔ ۴۸۸ھ میں جب آپ کی عمر شریف ۱۸ سال کی ہوئی تو آپ اپنی والدہ صاحبہ سے اجازت لیکر علم کی تکمیل کے لئے بغداد تشریف لے آئے اور اُس وقت کے شیوخ آئمہ بزرگانِ دین اور محدثین کی خدمت کا قصد فرمایا۔ اوّل قرآن مجید روایات اور تجوید و قرأت کے اسرار و رموز کے ساتھ حاصل کیا۔ اور زمانے کے بڑے محدثین اور اہل فضل و کمال و مستند علمائے کرام سے سماع حدیث فرما کر علوم ظاہری کی تحصیل و تکمیل فرمائی حتیٰ کہ تمام اصولی فروعی مذہبی اور اختلافی علوم علمائے بغداد سے ہی نہیں بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے علماء سے سبقت لے گئے اور آپ کو تمام علماء پر فوقیت حاصل ہوگئی اور سب نے آپ کو اپنا مرجع بنا لیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخلوق کے سامنے ظاہر فرمایا آپ کی مقبولیت عام نامہ عوام و خواص کے قلب میں ڈال دی۔ حتیٰ کے چار دانگ عالم کے تمام فقہاء علماء طلباء اور فقراء کی توجہ آپ کے آستانہ عالیہ کی جانب ہوگئی، حکمت و دانائی کے چشمے آپ کی زبان سے جاری ہوگئے اور عالم ملکوت سے عالم دنیا تک آپ کے کمال و جلال کا شہرہ ہوگیا۔

لقب محی الدین کی وجہ تسمیہ

جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے آپ کے لقب محی الدین کی وجہ تسمیہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا ۵۱۱ھ میں برہنہ پاؤں بغداد شریف کی طرف آ رہا تھا کہ راستہ میں مجھے ایک بیمار شخص ملا جو نحیف البدن متغیر رنگ تھا اس نے میرا نام لیکر مجھے سلام کیا اور قریب آنے کو کہا جب میں اُس کے قریب گیا تو اس نے مجھے سہارا دینے کے لئے کہا دیکھتے ہی دیکھتے اس کا جسم صحت مند ہونے لگا اور رنگ و صورت میں تر و تازگی نظر آنے لگی میں دیکھ کر ڈرا اُس نے مجھ سے پوچھا کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو کہنے لگا۔

اَنَا الدِّیْنُ: میں دین اسلام ہوں۔ کُنْتُ قَدِمْتُ وَدَثَرْتُ فَاَحْیَانِی اللّٰہُ تَعَالٰی بِکَ بَعْدَ مَوْتِیْ میں قریب المرگ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری بدولت از سرِ نو زندہ کیا۔

پھر میں اس کو چھوڑ کر جامع مسجد میں آیا یہاں پر ایک شخص نے مجھ سے ملاقات کی اور میرے جوتے کو پکڑ لیا اور مجھے یَا سَیِّدِیْ مُحْیَ الدِّیْن کہہ کر پکارا پھر جب میں نماز پڑھنے لگا تو چاروں طرف سے لوگ آ کر یُقَبِّلُوْنَ یَدِیْ میرے ہاتھوں کو چومنے لگے اور یَا مُحْیَ الدِّیْن کہہ کر پکارنے لگے آپ فرماتے ہیں کہ اس سے قبل مجھے کسی نے اس لقب سے نہیں پکارا تھا اسی مقام کو آپ اپنے قصیدہ غوثیہ میں اس طرح بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

اَنَــا الْـجِیْــلِیُ مُـحْـیِ الدِّیْنِ اِسْمِیُ
وَاَعْلَامِــیْ عَــلــیٰ رَاْسِ الْـجِبَــالِــیْ

حسن اخلاق

آپ کے عادات واخلاق اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیْم کا نمونہ اوراِنَّکَ لَعَلیٰ هُدًی مُّسْتَقِیْم کا مصداق تھے آپ اتنے عالی مرتبت جلیل القدر وسیع العلم اور شان وشوکت کے باوجود ضعیفوں میں بیٹھتے فقیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے بڑوں کی عزت چھوٹوں پر شفقت فرماتے۔ سلام کرنے میں پہل کرتے اور طالب علموں اور مہمانوں کے ساتھ کافی دیر بیٹھتے بلکہ ان کی لغزشوں اور گستاخیوں کو درگزر فرماتے۔ اگر آپ کے سامنے کوئی جھوٹی قسم بھی کھاتا تو آپ یقین فرمالیتے اور اپنے علم وکشف کو ظاہر نہ فرماتے اپنے مہمان اور ہمنشین سے دوسروں کی بہ نسبت انتہائی خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے آپ کبھی نافرمانوں سرکشوں ظالموں اور مالداروں کے لئے کھڑے نہ ہوتے نہ کبھی کسی وزیر وحاکم کے دروازے پر جاتے۔ القصہ مختصر یہ کہ مشائخ وقت میں سے کوئی بھی حسن خلق دستِ قلب کرم نفس مہربانی اور عہد کی نگہداشت میں آپ کی برابری نہیں کرسکتا تھا۔

ریاضت ومجاہدہ

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بغداد شریف میں قحط سالی ہوئی تو مجھے سخت تنگدستی ہوئی کئی روز تک میں نے کھانا نہیں کھایا بلکہ اس اثنا میں پھینکی ہوئی جو چیز مل جاتی اس کو کھالیتا ایک روز بھوک نے خوب ستایا اس لئے دریائے دجلہ کی طرف چلا گیا شائد کوئی سبز ترکاری گھاس وغیرہ کے پتے مل جائیں ان کو کھا کر گزارہ کرلوں۔ جب اس طرف گیا تو جدھر دیکھتا ہوں وہاں مجھ سے پہلے آدمی موجود ہیں اور ان سے مزاحمت اور پیش قدمی کرنے کو میں اچھا نہ جانتا تھا شہر میں لوٹ آیا اور یہاں بھی مجھے کوئی چیز نہ ملی۔ آخر کار بھوک سے تنگ آ کر بغداد شریف کی مشہور منڈی شوق الریحانیین کی مسجد کے ایک گوشہ میں جا بیٹھا۔ حضرت شیخ ابومسعود الحریمی علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں نے ریاضت اور مجاہدہ کا کوئی ایسا طریقہ نہیں چھوڑا جس کو اپنے نفس کے لئے نہ اپنایا ہو اور اس پر قائم نہ رہا ہوں۔ مدت تک میں شہر کے ویران اور بے آباد مقامات پر زندگی بسر کرتا رہا۔ نفس کو طرح طرح کی ریاضت اور مشقت میں ڈالا۔ پچیس سال تک عراق کے بیابانوں میں تنہا پھرتا رہا۔

Marfat.com
Marfat.com

چنانچہ ایک سال میں ساگ گھاس وغیرہ اور پھینکی ہوئی چیزوں سے گزارا کرتا رہا اور پانی مطلقاً نہ پیا۔ پھر ایک سال تک پانی بھی پیتا رہا پھر تیسرے سال میں صرف پانی پر گزارہ تھا۔ کھاتا کچھ بھی نہ تھا۔ پھر ایک سال تک نہ کھایا نہ پیا اور نہ ہی سویا آپ ہر روز ایک ہزار رکعت نفل ادا فرماتے تھے حضرت ابوالفتح ہروی علیہ الرحمتہ بیان کرتے ہیں کہ میں سرکار غوث پاکؓ کی خدمت میں چالیس سال تک رہا۔ اس مدت میں میں نے آپ کو ہمیشہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور میں نے دیکھا کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پندرہ سال تک رات بھر میں ایک قرآن پاک ختم کرتے رہے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے بڑی سختیاں اور مشقتیں برداشت کیں اگر وہ کسی پہاڑ پر گزرتیں تو وہ پہاڑ بھی پھٹ جاتا۔

کمال علمی

ایک دن آپ کی مجلس میں کسی قاری نے قرآن کریم کی ایک آیت پڑھی آپ نے اس کی تفسیر بیان کی پھر دوسری پھر تیسری حتیٰ کے حاضرین کے علم کے مطابق آپ نے اس کی گیارہ تفسیریں بیان فرمائیں اور ہر تفسیر کی مستند مفصل دلیل اور ہر دلیل کی ایسی تفصیل بیان فرمائی کہ اہل مجلس غرق حیرت وتعجب ہو گئے اس کے بعد فرمایا کہ اب ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرف آتے ہیں پھر آپ نے **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه** کہا اس کلمہ توحید کا زبان سے نکلنا تھا کہ حاضرین کے دل میں شورش واضطراب موجزن ہوا اور کپڑے پھاڑ کر جنگل کا رخ کیا۔

آپ کے وعظ میں مردان غیب شریک ہوتے تھے کسی محفل وعظ میں ایسا نہیں ہوا کہ جنازے نہ اٹھے ہوں یا غیر مسلم ایمان نہ لائے ہوں چار سو آدمی آپ کا وعظ لکھتے تھے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام دنیا کے طالبان علم کے مرکز تھے اطراف عالم سے آپ کے پاس فتاویٰ آتے تھے جن کا غور وفکر اور مطالعہ کتب کے بغیر فوراً آپ صحیح جواب لکھتے تھے بڑے سے بڑے عالم کو آپ کے خلاف ذرا سا بھی لکھنے یا کہنے کی مجال نہ ہوتی۔

ایک مرتبہ عجم سے آپ کے پاس فتویٰ آیا جس میں تحریر تھا کہ سادات علماء اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے یہ قسم کھائی کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت نہ کرے کہ افراد انسان میں سے کوئی بھی کسی جگہ اس عبادت میں اُس کا شریک نہ ہو تو اُس کی عورت پر تین طلاقیں اب بتائیے کہ یہ شخص کون سی ایسی عبادت کرے جس سے اس کی قسم نہ ٹوٹے۔ اس کا جواب لکھنے میں عراق وعجم کے تمام علماء عاجز ہو گئے تو آپ کے سامنے یہ فتویٰ پیش کیا گیا۔ آپ نے فوراً غور وفکر کے بغیر فرمایا کہ اس کے لئے خانہ کعبہ کو طواف کرنے والوں سے خالی کرا لیا جائے پھر یہ شخص تنہا

Marfat.com
Marfat.com

طواف کے سات چکر کرے تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی کیونکہ خانہ کعبہ کا طواف ایسی عبادت ہے کہ اس وقت انسانوں میں سے کوئی بھی اس کا شریک نہ ہوگا۔

سیرت مبارک

آپ نحیف البدن میانہ قد کشادہ سینہ لمبی چوڑی داڑھی گندمی رنگ پیوستہ آبرو بلند آواز پاکیزہ سیرت بلند مرتبہ اور علم کامل کے حامل تھے۔ صاحب شہرت وسیرت اور خاموش طبع تھے آپ کے کلام کی تیزی اور بلند آوازی سننے والوں کے دل میں رعب وہیبت طاری کرتی تھی یہ آپ کی کرامت تھی کہ مجلس میں قریب وبعید بیٹھنے والے بے کم وکاست بغیر کسی تفاوت کے آپ کی آواز باآسانی یکساں سُن لیتے تھے۔ جب آپ کلام کرتے تو ہر شخص پر خاموشی چھاجاتی جب آپ کوئی حکم دیتے تو اس کی تعمیل میں سرعت ومبادرت کے سوا اور کوئی صورت نہ ہوتی جب بڑے سے بڑے سخت دل پر نظر جمال پڑ جاتی تو وہ خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری کا مرقع بن جاتا اور جب آپ جامع مسجد میں تشریف لاتے تو تمام مخلوق دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر درگاہ قاضی الحاجات میں دعا کرتی۔

کرامات دستگیر اور بچپن کے حالات

منقول ہے کہ آپ پیدائش کے بعد ماہ رمضان المبارک میں دن کے وقت اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیتے تھے حتیٰ کے سب میں مشہور ہوگیا کہ سادات کے فلاں گھرانے میں ایک بچہ ایسا پیدا ہوا ہے جو رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتا۔

نمبر۲

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ آپ ولی اللہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دس برس کی عمر تھی جب میں مدرسے جاتا تھا تو راستے میں فرشتوں کو اپنے گرد چلتے ہوئے دیکھتا اور جب مکتب میں پہنچ جاتا تو فرشتوں کو یہ بات بچوں سے کہتے ہوئے سنتا کہ اے بچو اللہ کے ولی کے لئے جگہ کشادہ کردو۔

نمبر۳

سرکار غوث پاکؓ کا فرمان ہے۔ لَوْلَا لَجَامُ الشَّرِيْعَةِ عَلٰى لِسَانِىْ لَاخْبَرْتُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ بُيُوْتِكُمْ اَنْتُمْ بَيْنَ يَدِىْ كَالْقَوَارِيْرَ اُيْرَاى مَافِىْ بَوَاطِنِكُمْ وَظَوَاهِرِكُمْ۔ (ترجمہ) اگر میری زبان پر شریعت

Marfat.com
Marfat.com

کی رکاوٹ کی لگام نہ ہوتی تو میں تم کو ان چیزوں کی خبر دے دوں جو تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور رکھتے ہو تم سب حضرات میرے سامنے شیشے کی بوتلوں کی مانند ہو جن کے ظاہر و باطن سب کچھ نظر آتے ہیں۔

نمبر۴

شیخ ابوعمرو عثمان الصیر فینی اور ابومحمد عبدالحق الحریمی سے مروی ہے کہ ہم ماہ صفر ۵۵۵ھ کو حضرت غوث الاعظمؓ کے مدرسے میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ اس وقت آپ نے اپنی کھڑاؤں پہنیں اور وضو فرمانے کے بعد دو رکعت نفل ادا فرمائے نماز سے فارغ ہو کر آپ نے بلند آواز کرتے ہوئے ایک کھڑاؤں اٹھا کر ہوا میں زور سے پھینکی بعد ازیں دوسری کھڑاؤں بھی اسی طرح پھینکی دونوں کھڑائیں ہماری نظروں سے غائب ہو گئیں آپ اپنی جگہ پر آرام سے بیٹھ گئے ہم میں سے کسی کو واقعہ معلوم کرنے کی جرأت نہ ہوئی تین روز گزر جانے کے بعد ایک قافلہ آیا اور کہنے لگا ہم نے غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنا ہے ہم نے قافلہ اندر آنے کی اجازت طلب کی آپ نے اجازت عنایت فرما دی نیز فرمایا کہ جو کچھ نذرانہ دیں وہ ان سے لیکر رکھ لو قافلہ اندر حاضر ہوا اور انہوں نے ہم کو ریشمی اونی کپڑے سونا وغیرہ اور آپ کی دونوں کھڑاویں جن کو آپ نے ہوا میں پھینکا تھا وہ ہمیں دیں۔ باہر آ کر ہم نے ان سے دریافت کیا یہ کھڑاویں تم کو کہاں سے ملیں تو انہوں نے بیان کیا کہ تین صفر کو ہم جا رہے تھے کہ راستے میں ہم کو عرب ڈاکوؤں نے لوٹ لیا اور ہمارے قافلے کے بہت سے افراد کو قتل بھی کر ڈالا ڈاکو ہمارا مال ایک طرف لے جا کر آپس میں تقسیم کر رہے تھے تو اس وقت ہم نے کہا کہ اگر اس وقت حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری دستگیری فرمائیں اور ہم بچ کر نکل گئے تو اپنے مال میں سے آپ کو نذر پیش کریں گے ابھی ہم یہ کہہ ہی رہے تھے کہ دو بلند آوازیں سنائی دیں کہ سارا بیابان گونج اٹھا اور وہ ڈاکو بھی ہیبت زدہ ہو گئے ہم نے سمجھا کہ کوئی شخص آ رہا ہے جو ان ڈاکوؤں سے مال چھین لے گا اتنے میں وہ ڈاکو ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آؤ تم اپنا مال اٹھا لو اور دیکھو ہمارا کیا حال ہوا ہے؟ ہم وہاں پہنچے تو ڈاکوؤں کے دونوں سرداروں کو مردہ پایا اور ہر ایک کے پاس پانی سے تر ایک کھڑاؤں پڑی ہے اور انہوں نے ہمارا مال واپس کر دیا۔

نمبر۵

امام المحدثین حضرت ملا علی قاریؒ نے اپنی تصنیف لطیف نزہتہ الخاطر الفاطر میں تحریر فرمایا ہے کہ ابو حفص عمر بن صالح بغدادیؒ اپنی اونٹنی ہانکتے ہوئے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com
Marfat.com

عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ میں حج بیت اللہ شریف کو جانا چاہتا ہوں مگر میری اونٹنی قابل سفر نہیں ہے اس کے سوا میرے پاس کوئی دوسری سواری بھی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت غوث پاکؒ نے اونٹنی کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور ایک ایڑ لگائی تو وہ اونٹنی بیت اللہ شریف تک کسی سے پیچھے نہ رہی۔

نمبر ۶

حضرت کے رکابدار ابوالعباس احمد بن محمد القرشی البغدادیؒ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت نے قحط سالی میں مجھے دس بارہ سیر گندم عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اسے ایسے برتن میں رکھنا جس کے دو منہ ہوں جب ضرورت پڑے تو ایک منہ کھول کر حسب ضرورت نکال لیا کرنا اور تولنا بالکل نہیں نیز اس برتن میں جھانک کر گیہوں کی مقدار کبھی نہ دیکھنا۔

چنانچہ ہم اس گندم کو پانچ سال تک کھاتے رہے ایک دفعہ میری بیوی نے اس برتن کا منہ کھول کر دیکھا کہ اس میں گندم کتنی باقی ہے تو معلوم ہوا کہ جتنی گندم ڈالی گئی تھی اتنی مقدار میں ہی موجود ہے۔ پھر یہ گندم سات دنوں ہی میں ختم ہوگئی میں نے اس واقعہ کا ذکر حضور غوث پاکؒ سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا **لَوْ تَرَكْتَهُ عَلٰى حَالِهِ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ حَتّٰى تَمُوْتُوْا**۔ اگر تم ان کو اسی طرح رہنے دیتے یعنی اس کی مقدار کو نہ دیکھتے تو تم ان میں سے مرتے دم تک کھاتے رہتے۔

نمبر ۷

ایک دن رمضان شریف میں ستر آدمیوں نے فرداً فرداً آپ کو اپنے گھر میں برکت کی خاطر روزہ افطار کرنے کی دعوت دی آپ نے ہر ایک کی دعوت قبول فرمائی ہر دعوت دینے والے کو کسی دوسرے کے بھی مدعو کرنے کا قطعاً علم نہ تھا آپ نے ایک ہی وقت میں ہر ایک کے گھرانے کے ہمراہ روزہ افطار کیا نیز آپ نے اپنے آستانہ عالیہ پر بھی اس روز روزہ افطار کیا صبح ہر مدعو کرنے والے نے آپ کی اپنے گھر تشریف آوری کا اور روزہ افطاری کی سعادت حاصل کرنے کا تذکرہ کیا تو یہ خبر بغداد شریف میں خوب پھیلی آپ کے خدام میں سے ایک خادم کے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت اپنے آستانہ عالیہ سے باہر تشریف لے کر بھی نہیں گئے تو یہ لوگ آپ کے بیک وقت تشریف آوری اور کھانا تناول فرمانے کا تذکرہ کیسے کرتے ہیں تو اُس نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ اپنے قول میں سچے ہیں، میں نے ان میں سے ہر ایک کی دعوت قبول کی اور بیک وقت ہر آدمی کے گھر جا کر کھانا کھایا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

ارشادات دستگیر

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ رسول کریم افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے مبارک نقش قدم پر چلو! کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی حال میں دامن نہ چھوڑو۔

نمبر۲

روزہ دار کو چاہیے کہ وہ اپنے روزہ کو مکروہات سے بچائے رکھے۔

نمبر۳

آپ فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہیے کہ تمام ان کاموں اور اشیاء سے پرہیز کرے جن سے شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے منع فرمایا ہے مرید اور کامل تقویٰ کے لئے دس شرائط ہیں:
(نمبر۱) زبان کو قابو میں رکھنا (نمبر۲) غیبت سے بچنا (نمبر۳) کسی کو حقیر نہ سمجھنا اور استہزاء نہ کرنا (نمبر۴) محارم پر نظر نہ ڈالنا (نمبر۵) راستی اور راست بازی اختیار کرنا (نمبر۶) انعامات و اکرام ربانیہ کا شکر گزار رہنا تا کہ نفس میں تکبر اور غرور پیدا نہ ہو (نمبر۷) نفسانی خواہشات پر قابو رکھنا اور راہِ خدا میں مال صرف کرنا (نمبر۸) صرف اپنی ہی ذات کے لئے ہی بھلائی اور بہتری کا خواہشمند نہ ہونا (نمبر۹) فرض نمازیں باجماعت ادا کرنا (نمبر۱۰) سنت نبویؐ اور اجماع امت پر قائم رہنا۔

نمبر۴

آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص علم پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے علم میں وسعت پیدا کر دیتا ہے۔

نمبر۵

آپ فرماتے ہیں کہ ہر گوشہ نشین کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے علم دین حاصل کرے جو شخص علم کے بغیر گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے اس کی مثال مرغ بے پر کی ہے علم شریعت کا چراغ اپنے ہاتھ میں لے کر اس راہ میں قدم رکھو۔

نمبر۶

آپ فرماتے ہیں کہ سجادہ نشین میں ان بارہ خصلتوں کا ہونا ضروری ہے جس میں یہ خصلتیں نہ پائی جائیں اس کا مسند ولایت پر سجادہ نشین ہونا ہرگز جائز نہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

(۱) دو خصلتیں اللہ تعالیٰ سے سیکھو: عیب پوشی اور رحم دلی۔
(۲) دو خصلتیں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھے۔ شفقت۔ رفاقت۔
(۳) دو خصلتیں سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھے۔ راستی۔ راست گوئی۔
(۴) دو خصلتیں سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سیکھے۔ نیکی کی تعلیم دینا۔ برائی سے روکنا۔
(۵) دو خصلتیں سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے سیکھے۔ کھانا کھلانا۔ ذکر الٰہی کے لئے شب بیداری کرنا۔
(۶) دو خصلتیں سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سیکھے۔ عالم ہونا۔ شجاعت و جوانمردی۔
(۷) آپ فرماتے ہیں کہ محبت الٰہی میں بڑھنا اور علم الٰہی کو جان کر قضا و قدر پر راضی رہنا۔
(۸) آپ فرماتے ہیں کہ سچائی اور راست بازی اختیار کرو اگر یہ دونوں صفتیں نہ ہوتی تو کسی شخص کو بھی تقرب الٰہی نہ حاصل ہو سکتا تھا۔

اولاد اطہار

آپ کی اولاد کثرت تعداد میں تھی مورخین نے آپ کی اولاد کی تعداد انچاس (۴۹) لکھی ہے۔ جن میں سے زیادہ مشہور آپ کے مندرجہ ذیل صاحبزادگان تھے۔ سیّدنا شیخ سیف الدین عبدالوہابؒ، سیّدنا شیخ خرف الدین عیسیٰؒ سیّدنا شیخ شمس الدین عبدالعزیزؒ، سیّدنا شیخ سراج الدین عبدالجبارؒ، سیّدنا شیخ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاقؒ سیّدنا شیخ ابوالفضل محمدؒ سیّدنا شیخ ابوعبدالرحمن عبداللہ، سیّدنا شیخ ابوزکریا یحییٰ، سیّدنا شیخ ضیاء الدین ابونصر موسیٰ، سیّدنا شیخ ابواسحاق ابراہیم سیّد صالح آپ کے بیٹے ۲۷ اور ۲۲ بیٹیاں ہیں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

بیعت وخلافت

آپ حضرت ابوسعید ابن علی مخدومی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے ۱۷ اصفر ۵۱۱ھ کو حضرت ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ کلاہ اور خرقۂ خلافت لے کر بغداد کی جامع مسجد میں تشریف لائے اور جمعے کی نماز کے بعد حضرت غوث پاکؓ کو خلافت عطا فرمائی اس محفل میں تیس بڑے بڑے اولیاء اللہ شریک تھے۔

وصال

۵۶۱ھ کو آپ بیمار ہو گئے علالت کے دوران آپ کے صاحبزادے سیّدنا شیخ عبدالوہابؒ نے آپ کی خدمت میں عرض کی حضور مجھے کچھ وصیتیں فرمائیے جس پر آپ کے وصال کے بعد عمل

Marfat.com
Marfat.com

کروں تو آپ نے ارشاد فرمایا اے برخوردار اللہ کے تقویٰ کو اپنے اوپر لازم رکھو اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ کرو توحید کو لازم پکڑو کہ اس پر سب کا اتفاق ہے بعدازیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ کیونکہ تمہارے علاوہ میرے پاس کچھ اور حضرات بھی تشریف لائے ہوئے ہیں ان کے لئے جگہ فراخ کردو اور اُن کے ساتھ ادب سے پیش آؤ بار بار یہ الفاظ فرماتے ہیں وَعَلَيْكُمُ اَسَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ غَفَرَ اللّٰهُ لِيْ وَلَكُمْ وَتَابَ اللّٰهُ عَلٰى وَعَلَيْكُمْ یعنی آپ ملائکہ مقربین کے سلام کا جواب دے رہے تھے بعدازیں آپ کے پاس پیامِ حق آیا اور موت کے اثرات شروع ہوگئے پھر آپ نے تین مرتبہ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ کہا پھر آپ کی آواز مبارک مخفی ہوگئی اور آپ کی زبان تالو سے مل گئی پھر آپ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔مزار فیض آثار منبع فیوض و برکات بغداد شریف میں آج بھی اہل عقیدت و عارفان حق کے لئے مرجع ہر خاص و عام ہے جہاں سے آپ کے روحانی فیوض و برکات پوری دنیا کے کونے کونے میں بکھر رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت غوث اعظمؓ کے ۱۹۹ اسمائے شریف

عبدالقادر	سیّد	موید	کریم	عظیم
شریف	ظریف	امام	همام	سالک
ناسک	موقن	مومن	منهم	مکرم
طبیب	طیب	مطیب	جواد	منقاد
قائم	صائم	عابد	زاهد	ساجد
واجد	جیلی	حنبلی	تقی	نقی
کامل	باذل	زکی	صفی	جمیل
جلیل	ماض	مناص	سعید	رشید
سخی	وفی	بارسا	نقیب	نجیب
خاضع	خاشع	صاحب	ثاقب	وارث
حارث	وارع	بارع	فالق	لائق
راسخ	شامسخ	ولی	خفی	ظاهر
طاهر	مطیع	مینع	لبیب	حبیب
شاهد	راشد	زاهد	قائد	بصیر
منیر	سراج	تاج	فائح	مقرب
مهذب	خلیل	دلیل	صادق	حاذق
سلطان	برهان	حسنی	حسینی	عالم
حاکم	معین	مبین	مصباح	مفتاح
شاکر	ذاکر	ملاذ	معاذ	صالح
ناصح	فالح	واضح		

بحوالہ: تفریح الخاطر تصنیف سیّد عبدالقادر اربلیؒ
۵۵۔۵ مطبوعہ قادری رضوی کتب خانہ لاہور
صفحہ ۴۸۔۱۴۷

Marfat.com
Marfat.com

حضرت مخدوم شیخ محمد الحسینی الجیلانی قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف

شیخ العصر، امام السالکین، فخر الکاملین حضرت سیّدنا مخدوم شیخ محمد الحسینی اجلیلانی قادری رحمتہ اللہ علیہ آپ اوچ شریف کے رہنے والے اور حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے چودہ واسطوں سے آپ کا نسب نامہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ شیخ محمد حسینیؒ بن سیّد شاہ بن سیّد علیؒ بن سیّد مسعودؒ بن سیّد احمدؒ بن سیّد صفی الدینؒ بن سیّد السادات شیخ سیف الدین عبدالوہابؒ بن سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ آپ اصل میں روم کے رہنے والے تھے روم سے خراسان آئے اور وہاں سے ملتان موجودہ بہاولپور تحصیل احمد پور شرقیہ کے قصبہ اوچ شریف میں آ کر مقیم ہوئے۔

سیرت

آپ بڑے باعظمت صاحب کشف و کرامت اور بارعب بزرگ تھے ظاہری شان و شوکت کے مالک منقول و معقول میں ماہر تھے ظاہری باطنی نعمتوں کا فیضان آپ کی ذات اقدس سے جاری تھا علاوہ ازیں کسبی اور نسبی فضیلتوں سے نوازے گئے تھے۔

سیر و سیاحت

آپ نے ایک مرتبہ بغیر ساز و سامان پوری دنیا کا سفر کیا تھا دوسری بار ہاتھی گھوڑے شاہانہ ٹھاٹ غیر معمولی نوکر اور متعلقین کے ہمراہ ملتان تشریف لائے۔ آپ کے اس اندازِ فقر اور شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ کو دیکھ کر اس وقت کا بادشاہ بھی آپ کا معتقد ہو کر مرید ہو گیا اور آپ کے نوکر و متعلقین مریدین کے ساتھ بڑی فراخدلی سے پیش آتا تھا اُسی وقت ملتان میں علماء فضلاء کا قحط تھا۔ اِس لئے آپ وہاں بہت جلد مشہور ہوئے۔

اولاد

آپ کے تین صاحبزادے تھے ایک کا نام عبدالقادر ثانی جو مخدوم ثانی کے لقب سے مشہور ہوئے دوسرے کا نام سیّد عبداللہ تھا جو بہت سلیم الطبع اور اپنے زمانے کے بے مثل شاعر تھے

Marfat.com
Marfat.com

تیسرے کا نام سیّد مبارک تھا جو بہت بڑے بزرگ ہوئے تھے۔

وصال

۸۹۴ھ میں آپ کا وصال ہوا مزار شریف اوچ شریف تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور میں آج بھی مرجع ہر خاص و عام ہے جہاں پر اہل عقیدت آج بھی اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف نے بھی اوچ شریف میں آپ کے دربار میں حاضری دی ہے الحمدللہ ایک روحانی کیف و سرور ملتا ہے۔ دعا ہے کہ

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت مخدوم شیخ عبدالقادر قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف

امام الطائفتین، قبلہ طالبان، مدث وجد و پیان حضرت مخدوم شیخ عبدالقادر قادری رحمتہ اللہ علیہ آپ حضرت شیخ محمد حسنی جیلانی کے فرزند دلبند ہیں اور شیخ عبدالقادر ثانی کے نام نامی اور مخدوم ثانی کے لقب سے مشہور ہیں آپ بڑے بلند پایہ اور عالی مقام صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے آپ کمالات کے ان مقامات تک رسائی حاصل کر چکے تھے جو انسانی عقل سلیم کی حدود سے وراء لوریٰ ہیں بہت سے کفار و مشرک آپ کی محض صورت ہی دیکھ کر اسلام لے آئے تھے۔

آپ اوچ شریف میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے حقیقی وارث کی حیثیت سے رہتے تھے اسی لئے آپ کو عبدالقادر ثانی اور مخدوم ثانیؒ کے لقب سے پکارتے تھے ترک و تجرید میں آپ اپنا ثانی نہ رکھتے تھے اسی لئے اس لقب سے مشہور ہوئے۔

منقول ہے کہ آپ نے جوانی کا زمانہ نہایت ہی تزک و احتشام سے گزارا تھا۔ آپ عیش و نشاط کے اتنے رسیاء تھے کہ مزامیر وغیرہ کو اپنے ساتھ اونٹوں پر جہاں جاتے لے جاتے تھے لیکن سجادہ نشین ہو جانے کے بعد آپ نے اسباب تغنی اور ایسی مجالس میں شرکت سے توبہ کر لی اور اپنے مریدوں کو بھی قوالی وغیرہ سے بڑی سختی اور شدت سے منع فرمایا کرتے تھے اور اگر اتفاق سے کسی گانے والے یا طبلہ و سارنگی کی آواز آپ کے کان میں پڑ جاتی تو اتنا روتے اور خدا کے حضور آہ و بکا کرتے کہ دیکھنے والوں کو یہ یقین ہو جاتا کہ آپ ابھی وفات پا جائیں گے۔

واقعہ عجیب

آپ پر جذب کی حالت کی ابتدا یوں ہوئی کہ آپ ایک روز اوچ شریف کے کسی جنگل میں شکار کھیل رہے تھے کہ ایک تیتر عجیب و غریب آوازیں نکال رہا تھا۔

چنانچہ اس جنگل میں ایک فقیر اور درویش بھی گھوم رہا تھا اس نے آپ کو دیکھ کر کہا سبحان اللہ ایک روز ایسا بھی آئے گا یہ نوجوان بھی اسی تیتر کی طرح آہ و نالہ کیا کرے گا اس فقیر کی یہ بات آپ پر ایسی اثر انداز ہوئی کہ اُسی وقت آپ پر وجد طاری ہو گیا اور ماسویٰ اللہ سے دل نفرت کرنے لگا اس کے بعد کیفیت یہ تھی کہ روزانہ آپ پر شوق کے آثار جذبہ و وجد کے اسباب محبت

Marfat.com
Marfat.com

الٰہی کے انوار موسلادھار برسنے لگے یہاں تک کہ تمام چیزوں سے دل ہٹ کر خدا کی جانب متوجہ ہوگیا۔

بارگاہِ غوثیت سے قبولیت کی آواز

ایک مرتبہ آپ کے والد بزرگوار کے پاس کہیں سے مخمل کے تھان آئے انہوں نے آپ کے پاس یہ کہہ کر بھجوائے کہ ان سے اپنا لباس سلوا لو لیکن شیخ نے ان مخمل کے تھانوں کی اپنے شکاری کتوں کی جھولیں سلوالیں اس کی خبر جب آپ کے والد بزرگوار کو ہوئی تو انہوں نے آپ کو بلا کر بہت ڈانٹا اس کے بعد آپ کے والد بزرگوار کو اسی رات حضرت پیران پیر دستگیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی اور فرمایا کہ تم اپنے دوسرے بچوں کی دیکھ بھال کرو عبدالقادرؒ تو ہمارا بیٹا ہے ہم ہی اس کی تربیت کریں گے تم اسے کچھ نہ کہا کرو۔

اس واقعہ کے فوراً بعد حضرت عبدالقادر ثانی پر جذب وجد کی فروانی ہوگئی اور توبہ کر کے عیش ونشاط ولذات سے دور رہنے لگے۔ مزامیر باجہ طبلہ وسارنگی سب توڑ کر پھینک دیئے اور شکاری جانور چھوڑ دیئے اور سر منڈوا کر سلوک کی راہ لی آپ کے والد بزرگوار جب اس دنیا فانی سے رحلت فرمانے لگے تو آپ کے سب بھائیوں میں سے آپ ہی کو جانشین مقرر فرمایا۔

سیرت

آپ کو وردو وظائف کا اس حد تک شوق تھا کہ تمام دن عبادت میں مصروف رہتے اور کسی سے کلام تک نہ کرتے تھے بعدہ عشق الٰہی اور استغراق کی یہ کیفیت تھی کہ فرائض وسنن سے فراغت کے بعد جو بھی وقت ملتا اسے مراقبہ میں صرف کرتے فجر کی نماز سے اشراق تک اور اشراق سے چاشت تک اسی طرح ایک نماز سے دوسری نماز تک مراقبہ میں مستغرق رہتے البتہ جب بہت تھک جاتے تب تھوڑی دیر مسجد کی چٹائی پر آرام فرماتے بسا اوقات آپ خود ہی اذان واقامت اور امامت کے فرائض انجام دیا کرتے تھے اور اکثر وبیشتر فجر کی اذان دینے کے بعد گھروں میں جا کر لوگوں کو بیدار کرتے اور فرماتے کہ یہ وقت نیک بختی اور خوشی کا ہے جب لوگ جمع ہوجاتے تو فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس ساعت میں یعنی صبح کو اپنے جمال پُر انوار سے نوازا کرتے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم لوگوں کو بھی یہ فیض نصیب ہو مگر تم لوگ اس وقت اٹھنے میں کوتاہی کرتے ہو۔

کرامات

ایک دن ایک قوال آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ توبہ کرو اور رباب وستار کو توڑ کر پھینک دو اور سر منڈوا کر درویش بن جاؤ اُس بدنصیب قوال کو تو یہ سعادت

Marfat.com
Marfat.com

نصیب نہ ہوئی۔ البتہ لنگایت کا ایک رئیس اسی مجلس میں بیٹھا تھا آپ کی یہ بات اس کے دل میں اثر کر گئی اور اس نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کی ابھی وہ گریہ وزاری کر ہی رہا تھا کہ اس کو خدا نے ولایت کے بلند مقام پر فائز کر دیا اور وہ کہنے لگا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ میرا گجراتی بھائی فوت ہو گیا ہے اور اس کا جنازہ جا رہا ہے اور اب لوگوں نے اُسے دفن کر دیا سو یہ آپ کی معمولی سی برکت تھی کہ آپ کی ادنیٰ توجہ سے ایک نو مسلم کو اُسی وقت جلی کشف ہو گیا۔

نمبر۲

ملتان میں ایک مرتبہ بڑی شدت سے طاعون کی بیماری پھیلی لوگوں کے تمام کاروبار ٹھپ ہو گئے۔ اس زمانے میں لوگ وہاں سے گھاس لے جاتے جو آپ کے وضو کا پانی پڑنے سے اُگی تھی اور اُسے طاعون کی پھنسی پر لگاتے تمام بیمار اللہ کے حکم سے ٹھیک اور صحت یاب ہو جاتے تھے۔

نمبر۳

اوچ شریف میں ایک مرتبہ اس قسم کی وبا پھیلی کہ لوگوں کی پسلیوں میں درد ہوتا طرح طرح کے علاج کے باوجود کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا حتیٰ کے لوگ اس درد کی وجہ سے مرنے لگے اسی دوران غیاث لنگاہ جو بڑے متقی اور صالح بزرگ تھے اور آپ کی خدمت گزاری میں برابر لگے رہتے تھے۔ اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زراع کے مقدار لمبے بانس کی لاٹھی دی اور فرمایا کہ اس کو لے جا کر ہمارے بیٹے عبدالقادر ثانیؒ کو دے دو اُسے کہہ دو اس پر دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر جس مریض کو لگا دو گے وہ بحکم الٰہی فوراً تندرست ہو جائے گا اور اسی رات آپ کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے غیاث الدین کو ایک امانت دی ہے وہ لے لو اور استعمال میں لاؤ کہتے ہیں کہ اُس بانس کے ٹکڑے سے وہ کرامات جاری ہوئیں جن کو لکھا نہیں جا سکتا اور بانس کے ٹکڑے کے متعلق اب بھی ملتان میں قصے مشہور ہیں۔

وصال

آپ نے ۷۸ برس کی عمر میں ۸ ربیع الاول ۹۴۰ھ کو وصال فرمایا مزار پُرانوار اُوچ شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔

فقیر راقم الحروف نے بھی اُچ شریف تحصیل احمد پور شرقیہ میں آپ کے مزار پُرانوار پر حاضری دی ہے جو کہ ایک روحانی اور پر کیف مقام ہے دعا ہے کہ

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت مخدوم شیخ حامد قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف

وارث علوم مصطفوی، مقتدائے طریقت حضرت مخدوم شیخ حامد قادری رحمتہ اللہ علیہ آپ حضرت شیخ عبدالرزاق بن حضرت شیخ عبدالقادر ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزندِ ارجمند ہیں آپ حضرت مخدوم شیخ عبدالقادر ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے سجادہ نشین وخلیفہ تھے۔ ۸۸۵ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ بڑے بلند پایہ بزرگ تھے ہرقسم کا مال ومتاع آپ کے پاس موجود تھا لیکن کبھی اتنی دولت اپنے پاس نہ رکھی کہ نصاب تک پہنچ جائے اور آپ پر نہ زکوٰۃ نہ واجب ہوتی آپ کے پاس جو کچھ بھی آتا وہ تمام مال غربا کو تقسیم کر دیتے تھے آپ اپنے دادا حضرت شیخ عبدالقادر ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے حضرت شیخ عبدالقادر ثانی کے زمانہ عالیہ میں ہی آپ کی بزرگی اور مشیخیت کا چرچا ہوا جس نے آپ کی مخالفت کی وہ کبھی کامیاب وبامراد نہ ہوا بلکہ وہ اپنی زندگی میں ہی پریشان وپشیمان ہوا آپنے عین حیات ہی میں اپنے بیٹے حضرت شیخ موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ کو سجادہ نشین مقرر فرمایا تھا اور ساتھ ہی اشغال باطنیہ کی تلقین کی اور لوازمات ومناجات سلوک آپ کو دیئے علاوہ ازیں بوجہ محبت ورضا کے جو حضرت مخدوم ثانی رحمتہ اللہ علیہ کو آپ سے تھی اور قابلیت واستحقاق کا جوہر آپ کی ذات شریفہ میں ملاحظہ فرما کر سلسلہ قادریہ کی دولت آپ کے حوالہ کردی اور پھر تھوڑے دنوں بعد ۱۹ ذوالحجہ ۹۷۸ھ کو واصل بحق ہوئے۔

مزار پرانوار اوچ شریف تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور میں مرجع ہرخاص وعام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو آپ کے روزہ اقدس پر بارہا حاضری کا شرف حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ داؤد قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف

شیخ علی الاطلاق، قطب عالم بہ استحقاق حضرت شیخ داؤد قادری رحمتہ اللہ علیہ آپ حضرت شیخ حامد الحسنی الجیلانیؒ کے مرید وخلیفہ تھے آپ کی ولادت باسعادت ۸۹۹ھ میں ہوئی آپ صاحب الحال والکشف بزرگ تھے۔ آپ نے سلوک میں بے انتہا مجاہدے اور ریاضتیں کی تھیں۔ اور غیب سے متعدد اشارات ومبشرات سنے آپ کے سلوک میں آنے کا واقعہ یہ ہے کہ تعلیم کے دوران ہی اللہ تعالیٰ نے ریاضت ومجاہدے کی توفیق دی اور اس کا راستہ دکھایا نفس وخواہشات کے خلاف آپ نے اس ضبط وتحمل سے کام لیا کہ اس کو تحریر یا تقریر میں لانا مشکل ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا، کہ شام ہوتے ہی کھڑے ہوتے۔ تو کھڑے کھڑے ہی صبح کر دیتے اور رکوع تک بھی نہ کرتے۔ اور کبھی تمام رات رکوع۔ قعدہ یا سجدہ ہی میں گزار دیتے اسی طرح برسہا برس تک آپ نے صحراؤں اور جنگلوں میں عبادت کی اور اتنی عبادت کی کہ دل کی تمام خواہشات ختم ہوگئیں اور دنیاوی علائق سے بے نیاز ہوگئے۔ فیض باطن کے ذریعہ گزارہ کرنے لگے اس کے بعد توبہ اور بیعت کی سنت کو قائم کرنے کیلئے جو مشائخ کا طریقہ ہے۔ خدا کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ علاوہ ازیں سلسلہ قادریہ میں منسلک ہونے کی غیبی بشارت بھی آپ کو مل چکی تھی پھر آپ نے خدا سے دعا کی کہ اے اللہ! میں کس کو اپنا شیخ طریقت بناؤں۔ تو غیبی اشارہ ہوا کہ شیخ حامد سے تعلق قائم کرو۔

چنانچہ آپ شیخ حامد کی خدمت میں حاضر ہوکر دولت بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ مجلس میں اس طرح پریشانی کے عالم میں بیٹھتے کہ گویا آپ کی کوئی چیز گم ہوگئی ہے۔ یا محبوب کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ پھر یکا یک ذوق کی حالت طاری ہوتی اور حقائق ومعارف بیان کرنے لگتے۔ اور فرماتے کہ عراق کی جانب سے میرے دل کو ہوا لگتی ہے۔ جس کے ساتھ اللہ کی خوشبو ہوتی ہے۔ اکثر وبیشتر آپ بغداد کی طرف دیکھتے رہتے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ سے نسبت معنوی تھی۔

شیخ قطب عالم فرماتے ہیں کہ جب میں آپ کے پاس گیا۔ تو آپ کو جذبہ عشق اور غلبہ حق کی حالت میں بھی وعظ ونصیحت کرتے ہوئے پایا ایک بار میرے دل میں خیال آیا کہ آپ طریقہ

Marfat.com
Marfat.com

مہدویہ کے پیروکار ہیں۔ میرے دل میں یہ خیال آتے ہی آپ نے فوراً اپنا سر اٹھا کر فرمایا کہ فرقہ مہدویہ ایک گمراہ فرقہ ہے۔ اور اس سلسلہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نسبت نہیں اس کے بعد فرمایا کہ ذکر کا ادنیٰ درجہ سماع نفس ہے۔ آپ کے جانشین اور خلیفہ حضرت شاہ ابوالمعالی لاہوریؒ ہیں جو عالی منصب رکھنے کے باوجود مجاہدہ و ریاضت میں ہمہ وقت مشغول رہتے تھے۔ کافی شہرت کے مالک ہیں۔ تندرست و توانا اور حسن مقال کی صفت سے موصوف تھے۔

وصال

حضرت شیخ داؤد نے ۹۸۲ھ میں انتقال مکانی فرمایا۔ آپ کا مزار صوبہ پنجاب قصبہ شیر گڑھ میں ہے۔ جو مرجع خاص و عام ہے اور یہی وہ مقام ہے کہ جہاں آپ ظاہری حیات مبارک میں رہا کرتے تھے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت میر سیّد اسماعیل قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف

آپ حضرت سیّد عبدل رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں جن کا سلسلہ نسب حضرت پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الحمدانی۔ السید نا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے السیدی شیخ عبدالرزاق تک پہنچتا ہے آپ ہی وہ بزرگ ہیں۔ جنہوں نے ہندوستان میں حضرت قطب الاقطاب فردا الاحباب غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ قادریہ کو جاری کیا۔ شیخ محمد حسین شیخ امان اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ اسی طرح اور دوسرے درویش آپ کے فیض یافتہ اور معتقد تھے آپ کی ولادت باسعادت ۸۰۹ھ کو ہوئی اور وصال باکمال ۹۰۶ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار منصور میں آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شاہ قمیص قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف

مقتدائے طریقت، عارف حقیقت، حضرت شاہ قمیص قادری رحمتہ اللہ علیہ آپ سیّد ابی الحیٰوۃ کے صاحبزادے تھے۔ ۸۹۷ھ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ کا سلسلہ بھی سیّدی الشیخ عبدالرزاقؒ بن شیخ سیّدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے آپ بنگال سے فقر وتجرد کے لباس میں ہندوستان کے قصبہ دھوڑا خضرا آباد آ کر مقیم ہوئے۔ یہاں شاہ نصراللہ کی بیٹی سے شادی کی شادی ہی کی وجہ سے آپ نے دھوڑا میں مستقل سکونت اختیار کرلی تھی۔ دھوڑا اور اس کے گردونواح کے لوگ بڑی عقیدت مندی سے مرید ہونے شروع ہو گئے۔ اکثر درویش جو آپ کی صحبت میں رہے وہ اپنے آپ کو آپؒ ہی کے سلسلہ کی طرف منسوب کرتے ہیں ان درویشوں میں سے حضرت شاہ عبدالرزاق صاحبؒ المعروف بہ لقب شاہ بہلول صاحبؒ وہ بھی آپ ہی کے مرید وخلیفہ تھے۔ حضرت شاہ بہلول علم شریعت اور طریقت میں کامل ولی تھے۔ جوانی ہی میں عبادت وریاضت اور نیک کاموں کی طرف مائل تھے۔

وصال

حضرت شاہ قمیص رحمتہ اللہ علیہ نے بنگال میں وصال فرمایا کیونکہ بادشاہ وقت نے آپ کو ایک ضروری کام کی غرض سے بنگال بھیجا تھا۔ وہاں سے ۳ ذیعقدہ ۹۹۲ھ کو آپ کا جسد خاکی سادھوڑا ضلع انبالہ انڈیا خضرآباد میں لاکر آپ کو دفنایا گیا۔ مزار آج بھی سادھوڑا میں مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شاہ عبدالرزاق جھنجانہ قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف

غریق بحرِ حقیقت، قطب وقت حضرت شاہ محمد عبدالرزاق جھنجانہ قادریہ سلسلہ کے عظیم روحانی پیشوا ہیں۔ ۸۴۲ھ کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ حضرت شیخ محمد حسن رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہیں آپ کی حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ سے توحید کے مسئلہ پر بہت بحث ہوئی تھی۔ آپ صاحب حال اور صاحب کمال بزرگ تھے۔ آپ کی بہت سی کرامتیں خوارق وعادات مشہور ہیں۔ ابتداءِ جوانی میں آپ نے علم دین حاصل کیا۔ بعد میں آپ پر عشق و محبت کا مشرب غالب آیا۔ اور بے حد ریاضت ومجاہدہ کے بعد مرتبہ مشاہدہ پر پہنچ گئے۔

سیرت

آپ نہایت ہی خوش اور حلیم الطبع تھے۔ مصائب وآلام کو بڑی خندہ پیشانی سے برداشت کرتے جہاں تک ہوتا آپ ہر کسی کے کام آتے۔ آنے والے ہر مہمان کو بڑی عزت واحترام سے دیکھتے اور اس کی خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے ہر وقت یادِ خدا میں مشغول اور مستغرق رہتے۔ حسن اخلاق آپ کا وصف خاص تھا۔

ایک واقعہ

ایک مرتبہ ایک سیّد کسی نواب کے ہاتھوں قید ہوگیا۔ جب آپ نے اس کو قید خانے میں دیکھا تو بغیر کسی شناسائی کے اس کی ضمانت کرالی۔ اور بعد میں اس سیّد سے کہا کہ اب تم اس شہر سے دور چلے جاؤ میں تمہارے بدلے جیل میں بند رہوں گا۔

چنانچہ اس سلسلہ میں آپ پر بے حد مصائب بھی آئے مگر آپ نے سب کو بڑی خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

حقیقت معرفت

آپ فرماتے ہیں کہ معرفت کی دو قسمیں ہیں: (۱) اشدلالی۔ (۲) وجدانی۔ معرفت استدلالی یہ ہے کہ جس نے اللہ کے حسن کی چمک اور یقین کو آسمان وزمین کی اوران دونوں کی

Marfat.com
Marfat.com

درمیانی اشیاء کی تخلیق میں دیکھا۔تو اُس کو وہ تمام علامات مل گئیں جو اللہ کے صانع اور حکیم ہونے کی دلیل ہیں اور یہ تمام تخلیق وصنعت اللہ تعالیٰ کے عرفاق کے اثرات دلیل ہیں اگر یہ معرفت ضروری ہوتو پھر کسی مسلمان کو اس سے بے خبر رہنے کی جسارت ہونہیں سکتی حالانکہ ایمان کی تکمیل اللہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ایمان کے ساتھ ہوتی ہے۔اور اس طرح معرفت عامہ ہر مسلمان کو حاصل ہوتی ہے۔جس میں معرفت حقیقی شامل نہیں ہے۔اور معرفت حقیقت وجدانی یہ ہے کہ عارف اپنے لباس وجود سے کٹ کر ریاضت ومجاہدہ دوام ذکر قلب وزبان کے ذریعہ اپنے شیخ کے اعتماد کے ساتھ مسلک فناء پر گامزن ہو جائے تا کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے احسانات سے سرفراز فرما کر اس کو اپنے اسما سکھا دے اس طرح وہ حق کی معرفت طے کر لیتا ہے۔

وصال

۹۴۹ھ میں آپ واصل بحق ہوئے۔مزار پر انوار جھنجھانہ انڈیا (بھارت) میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شاہ ابوالمعالی قادری لاہوری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف

رکن روزگار، قطب ابرار زبدۃ العارفین حضرت سیّد شاہ ابوالمعالی قادری رحمتہ اللہ علیہ ۱۰ ذی الحج ۹۶۰ھ بمقام شیر گڑھ مولد ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب اٹھائیس واسطوں سے حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ بن حضرت امام محمد تقی الجوار علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد سادات کرمان سے تھے آپ کے دادا کے دادا سیّد فیض اللہ اپنے لڑکے سیّد مبارک کرمانی کو اپنے ہمراہ لے کر کرمان سے ۹۶۷ھ میں ہندوستان آئے اور قصبہ اوچ میں قیام فرمایا۔ اوچہ سے سکونت ترک کر کے داؤد رجال میں جو ملتان کے قریب واقع ہے وہاں اقامت گزیں ہوئے۔ آپ کے والد سیّد رحمت اللہ داؤد رجال سے سکونت ترک کر کے ستگھرہ میں رونق افروز ہوئے۔ پھر وہاں سے شیر گڑھ میں مکمل سکونت اختیار کی آپ کا نام نامی اسم گرامی ابوالمعالی ہے آپ شاہ ابوالمعالی کے نام سے مشہور ہیں۔ اسد الدین اور شاہ خیر الدین آپ کے القابات ہیں۔

تعلیم و تربیت

آپ کی تعلیم تربیت آپ کے والد بزرگوار کے سایہ عاطفت میں ہوئی آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو علوم ظاہری پڑھائے علوم ظاہری سے فارغ ہو کر آپ کو علم باطنی کا شوق پیدا ہوا آپ کو اویسی طریقہ پر حضرت پیرانِ پیر دستگیر قطب ربانی محبوب سبحانی سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عشق پیدا ہوا اور شہر کو چھوڑ کر جنگل کی راہ لی۔ اور کئی سالوں تک جنگلوں میں پھرتے رہے۔ اس کے بعد ۹۸۰ھ میں آپ دہلی پہنچے۔ قیام دہلی کے دوران آپ کی ایک مجذوب سے سرائے میں ملاقات ہوئی وہ مجذوب آپ کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور یہ الفاظ زبان پر لایا کہ آجکل لوگ سلوک طریقت اور حصول دولت کے واسطے بابا شیخ داؤد کے در پر جاتے ہیں اور یہ ایسی نعمت کو گھر میں چھوڑ کر باہر جاتے ہیں۔

بیعت و خلافت

یہ اشارہ پاتے ہی آپ دہلی سے شیر گڑھ روانہ ہو گئے شیر گڑھ پہنچ کر آپ حضرت شیخ داؤد رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت شیخ داؤد نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا، معالی آ گئے آؤ پھر بیان

Marfat.com
Marfat.com

کرو۔ کہ اس مجذوب کو دیکھا کیا کہا اور سنا آپ نے مجذوب سے ملاقات کا سارا واقعہ بیان کر دیا اس کے بعد حضرت شیخ داؤد نے آپ سے فرمایا اے ابوالمعالی تم ہمیشہ میرے پاس رہو تا کہ تمہیں وہ حاصل ہو جو دوسری جگہ سے آدھی عمر میں بھی حاصل نہ ہو سکے اس کے بعد حضرت شیخ داؤد نے آپ کو بیعت سے نوازا اور خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

سیرت

آپ صاحب کشف و کرامات تھے حضرت غوث الاعظم کے سچے عاشق تھے اپنے پیرومرشد سے والہانہ عشق تھا اپنے پیرومرشد کی عنایت و الطاف و کرم کا اس طرح اعتراف کرتے ہیں۔

بہ تحت فقر بنشینم چو حاصل گشت مقصودم
سلیمانی کنم کتر جان غلامز شیخ داؤدم

آپ فنافی الشیخ کے درجہ پر فائز تھے۔ آپ ایک خدارسیدہ بزرگ ہونے کے علاوہ ایک جیدِ عالم بھی تھے آپ نے کئی کتابیں لکھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ایک بہترین خوشگو شاعر بھی تھے۔

تعلیمات

آپ اس خیال سے متفق نہیں تھے کہ مرنے کے بعد عشق و محبت کا تعلق بے کار ہے۔ آپ کے نزدیک ہر حال میں عشق و محبت جائز ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ نفس کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ باوجود نفس کی مخالفت کے محنت و ریاضت میں لگا رہنا چاہیے۔ آپ کے نزدیک نفس کی مخالفت نیک فال ہے جس طرح چھت پر زاغ کی آواز مہمان کے آنے کی بشارت ہے۔ اسی طرح نفس کا پکارنا مراد پوری ہونے کی دلیل ہے۔

کشف و کرامات

ایک مرتبہ ملا شاہ ایک عالم اور عامل ملا نعمت اللہ کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ وہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور آپ کو ایک تسبیح نذر کی۔ تسبیح دیکھ کر دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ تسبیح اگر آپ مجھے دے دیں تو اس کو آپ کی کرامت سمجھوں گا آپ اس کی بات سے بذریعہ کشف مطلع ہو گئے۔ چنانچہ جب وہ مہمان آپ کے پاس سے رخصت ہونے لگے۔ آپ نے وہ تسبیح ان کو دے دی۔ اور تاکید فرمائی کہ ہر روز سو بار صلوٰۃ پڑھا کریں۔ ملا نعمت اللہ کو ایک دن یہ خیال آیا کہ ان کو جو اعتقاد اور محبت حضرت غوث الاعظم محی الدین حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ سے ہے اس کی خبر حضرت غوث الاعظم کو ہو گی یا نہیں۔ اسی رات ملا نعمت اللہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ

Marfat.com
Marfat.com

کسی کام میں پریشان ہیں اور سر ننگے ہیں اسی اثناء میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے اور سفید دستار ان کو عطا فرمائی اور فرمایا کہ اے ملا نعمت اللہ ہم ایسی جگہ اور اس حالت میں تمہارے حال سے خبردار ہیں۔ دوسرے دن حضرت ابوالمعالی نے ملا نعمت اللہ کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو سفید دستار عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہ وہی دستار ہے جو تم نے رات کو لی تھی۔

وصال

۱۰۱۱ھ میں آپ اپنے پیرو مرشد کے وصال کے بعد لاہور میں تشریف لے آئے۔ اور مخلوق کو رشد و ہدایت فرمانے لگے۔ ۱۰۲۴ھ سولہ ربیع الاول کو واصل بحق ہوئے۔ مزار شریف لاہور ریلوے اسٹیشن کے قریب لاہور ہوٹل کے نزدیک مرجع ہر خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت حاضری دیکر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو بھی اس دربار کی حاضری کی سعادت حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف

قبلۂ انوار، گنجینہ اسرار حضرت شیخ امام اللہ پانی پتی قادری رحمتہ اللہ علیہ آپ کا نام نامی اسم گرامی عبدالملک اور لقب امان اللہ ہے۔ عام طور پر لوگ آپ کو شیخ امان اللہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ ۸۷۶ھ میں آپ کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ آپ ایک عظیم صوفی اور توحید پرست عالم تھے اور شیخ ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کے متبعین میں سے تھے۔ جماعت صوفیاء میں بلند مقام رکھتے تھے۔ مسئلہ توحید کی تقریر میں ماہر تھے۔ توحید کی باتیں صاف صاف فرماتے۔ اور کہتے تھے کہ اگر آج عدل وانصاف موجود ہوتا۔ تو میں توحید کو برسر منبر اس طرح وضاحت سے بیان کرتا کہ اس میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ رہتی۔ نیز فرمایا کرتے کہ مجھے ابتداء صرف دو دلیلیں یاد تھیں مگر اب اللہ کے فضل وکرم سے سولہ دلیلیں یاد ہیں آپ نے علم وتصوف وتوحید کے موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب ''اثبات الاحدیث'' بہت مشہور ہے۔

سیرت

آپ تصوف میں مشرب ملامتیہ رکھتے تھے۔ آپ کی مجلس ومحبت میں دنیا کی باتیں کسی کی غیبت اور بے ہودہ گفتگو نہیں ہوتی تھی۔ اکثر اوقات اشاعتِ علوم اور ذکر حق میں بسر کرتے تھے اور تصوف کی کتابوں سے مانوس تھے ان کے پڑھانے میں ہمیشہ مشغول رہتے تھے۔ اور فرماتے تھے اے اللہ ہمیں صوفیا کرام کے اقوال و افعال سے بہرہ ور فرما نیز فرماتے کہ علم تصوف کا قول عین حال ہے اور کہتے تھے کہ ہر ایک کو کسی خاص چیز سے رغبت ہوتی ہے اور مجھے کتب تصوف سے رغبت ہے اگر کوئی طلب گار حق آپ کے پاس آتا تو اس سے فرماتے کہ کچھ پڑھو ہمارا طریقہ یہی ہے اسی وجہ سے لوگوں کا ہجوم آپ کے پاس نہیں ہوتا تھا۔ آپ کی کوئی علیحدہ خانقاہ نہیں تھی۔ طالبوں کو عشق صورت سے منع فرمایا کرتے۔ اور فرماتے اس میں مبتلا ہونے سے مبتدی کا کام رک جاتا ہے۔ اپنی آسائش اور خواب وخوراک کے لئے کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھتے تھے۔ زمین پر لیٹتے اور تھوڑی غذا کھاتے تھے اور ہر حالت میں فقیروں کو سلوک کی تعلیم دیتے تھے۔ زہد وتقویٰ میں بے مثال تھے۔ بہر حال میں یاد خدا میں مصروف رہتے تھے۔ سادات کا بے حد احترام کرتے اگر

Marfat.com
Marfat.com

کوئی سیّدزادہ آپ کی گلی سے گزر جاتا۔ تو آپ کتاب پڑھتے پڑھاتے فوراً کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور جب تک سیّدزادے گلی یا محلّہ میں موجود رہتے۔ آپ کھڑے رہتے۔

بیعت وخلافت

آپ حضرت شیخ محمد حسن رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ اور حضرت شیخ عبدالرزاق جھجھانہؒ کے برادر طریقت تھے اور حضرت شیخ مودود لاشاری کے شاگرد تھے اکثر سلسلوں سے تعلق رکھتے تھے اور مسلک قادریہ میں دو واسطوں سے نعمت اللہ شاہ ولی تک پہنچتے تھے۔ تمام مسلکوں میں سے مسلک قادریہ آپ پر غالب تھا۔

کیفیت استغراق

آپ کے بارے میں منقول ہے کہ بعض اوقات فرض نمازیں بھی قضا ہو جاتی تھیں کیونکہ آپ اکثر ذکر میں مشغول رہتے تھے اور چونکہ علم وحال صداقت کمال ان کی خاص صفات تھیں اس لئے ان کی طرف کوئی برا خیال نہیں کیا جا سکتا ساری رات بیدار رہتے اور اسی بیداری میں کئی مرتبہ اٹھ کر وضو کرتے پھر وجد کی حالت میں نعرے لگاتے رہتے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے شیخ امان اللہ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور سورہ فاتحہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ پوری طرح نہ پڑھ سکتے۔ بلکہ اس کو بار بار دہراتے یہاں تک کہ بے ہوش ہو کر گر پڑتے نماز پڑھتے وقت آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ اور قیام کی طاقت نہ رہتی۔

وصال

حضرت شیخ امان اللہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے دوستوں سے ملنے دہلی آیا کرتے تھے۔ آخری مرتبہ جب دہلی سے جانے لگے تو اپنے دوستوں سے کہا کہ اس مرتبہ لمبا سفر کرنا ہے۔ اس پر آپ کے مخصوص دوست شیخ ذکریا اجودھی نے کہا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ سفر میں رہیں گے آپ نے جواب میں فرمایا کہ اگر ظاہری سفر ہوتا تو آپ ساتھ ہوتے لیکن یہ دوسرا سفر ہے۔ اس لئے میں آپ کو اللہ کی حفاظت میں دیکر جا رہا ہوں پھر بعد میں آپ نے گھر جا کر ہر چیز کو دیکھا اور اُن سے رخصت ہوئے۔ قرآن شریف کو کھول کر دیکھا اور فرمایا اے قرآن کریم میں نے تجھ سے استفادہ کر کے بے حد فائدہ اٹھائے اسی طرح کمرہ در کمرہ اور کمرے کی ہر چیز کو الوداع کہا اسی حالت میں آپ کو بخار چڑھ گیا تو آپ نے فرمایا کہ بہت سا پانی گرم کرو۔ اور نئے لوٹے لے آؤ تا کہ عمر بھر کے وسوسے دور ہو جائیں۔ گیارہ ربیع الثانی کو حضرت غوث الثقلین سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ

Marfat.com
Marfat.com

عنہ کا عرس کیا۔ اور فرمایا کہ غوث پاک سے پہلے قدم اٹھانا ٹھیک نہیں۔

چنانچہ اسی دن جو کچھ عرس کے لئے کھانا پکوایا تھا تقسیم کر دیا۔ ۱۲ ربیع الثانی کو آپ پر سکرات موت کا غلبہ ہوا تو آپ نے اسی حالت میں کہا۔ کہ مشائخین طریقت کھڑے ہیں۔ اور فتویٰ توحید طلب کر رہے ہیں۔ چنانچہ کلمات توحید آپ کی زبان پر جاری ہے۔ بارہ ربیع الثانی ۹۹۷ھ کو اس دنیائے فانی سے عالم آخرت میں واصل بحق ہو گئے۔ مزار پر انوار پانی پت میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شاہ نعمت اللہ ولی قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف

سبوح طریقت، واصلِ اصلِ حقیقت ولی زماں قدوۂ کاملاں حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رحمتہ اللہ علیہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سیّد ابوبکر ہے آپ کا نسبت نامہ پدری حسب ذیل ہے۔ نعمت اللہ بن سیّد ابوبکرؒ بن سیّد شاہ نورؒ بن سیّد لیل ادھمؒ بن سیّد جعفرؒ بن سیّد محمدؒ بن سیّد بہاؤالدینؒ بن سیّد داؤدؒ بن سیّد ابوالعباس احمدؒ بن سیّد موسیٰؒ بن سیّد علی بن سیّد محمدؒ بن سیّد متقیؒ بن سیّد صالح بن سیّد ابی صالح بن سیّد عبدالرزاقؒ بن غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ۔

آپ کو تاج ترکی اور نعمت اللہ شاہی کے القاب سے پکارا جاتا ہے۔ آپ کو علوم ظاہری و علوم باطنی میں دستگاہ حاصل تھی۔ صرف نحو حدیث، فقہ تفسیر میں اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے۔ فارسی سے خاص نسبت تھی۔

سیرت

آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے آپ پیکر صبر و رضا اور متوکل بخدا تھے آپ نے تشنگانِ مۂ وحدت کو شربت ہدایت سے سرشار کیا۔

آپ شاعر بھی تھے آپ کا ایک مشہور قصیدہ آپ کی شاعری کی یادگار ہے۔ آپ کا تخلص نعمت تھا۔

کرامات

فیروز شاہ ایک مرتبہ احمد خان خانخانان سے خفا ہو گیا۔ اس نے احمد خان کو اندھا کرنا چاہا احمد خان مقابلہ کے لئے تیار ہو گیا۔ احمد خان نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی صورت بزرگ نے اس کے سر پر تاج ترکی رکھا اور اُس کو سلطنت کی بشارت دی احمد خان بادشاہ کے مقابلہ میں کامیاب ہوا اور اُس کو تاج و تخت نصیب ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد آپ حضرت نعمت اللہ ولی کی کرامت کا چرچا ہونے لگا۔ احمد خان نے آپ کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہا۔

اس نے شیخ حبیب اللہ جنیدیؒ کو کچھ تحائف دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا آپ نے تحائف قبول فرمائے۔ آپ نے اپنے پوتے شاہ نوراللہ بن خلیل اللہ کے ذریعے سبز رنگ کا تاج

Marfat.com
Marfat.com

ترکی احمد خان کو بھیجا۔ احمد خان نے وہ جو تاج ترکی دیکھا تو بے چین ہوگیا۔ اس نے فوراً اس تاج ترکی کو پہچان لیا کہ یہ وہی تاج ہے جو اس بزرگ نے خواب میں اس کے سر پر رکھا تھا اور بزرگ نے سلطنت دکن کی بشارت دی تھی احمد خان نے آپ کے پوتے شاہ نور اللہؒ کی بہت تعظیم کی اور اپنی لڑکی کی شادی شاہ نور اللہ سے کر دی۔

نمبر۲

آپ کے وصال کے بعد آپ کے مریدوں میں جھگڑا ہوا مریدوں کی دو جماعتیں ہوگئیں ہر جماعت اپنے طور پر آپ کو دفن کرنا چاہتی تھی۔ اختلاف کا کوئی حل تلاش نہ ہو سکا حتیٰ کہ خون خرابہ تک نوبت آ پہنچی کہ آپ اٹھ بیٹھے اپنے مریدوں اور معتقدوں سے فرمایا کہ لڑائی جھگڑے کی کیا بات ہے اگر لڑائی جنازہ اٹھانے کے طریقے کے متعلق ہے تو ہم یہاں مرتے ہی نہیں۔ آپ دھکھکی تشریف لے گئے اور وہاں جا کر انتقال فرمایا۔

وصال

۸۸۴ھ میں آپ نے وصال فرمایا۔ مزار پُر انوار دھکھکی میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت سیّد غوث علی شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف

قطبِ ابرار، عاشق معشوق، آفتابِ بے غم قدوۃ السالکین حضرت سیّد غوث علی شاہ صاحب قادری پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب بتیس واسطوں سے حضرت نبی مختار مدینے کے تاجدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ آپ حسنی حسینی سیّد ہیں آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سیّد احمد کبیر علیہ الرحمۃ ہے۔ اُن کو درجہ ولایت حاصل تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ صاحب جذب وسکر تھیں آپ جمعہ کے روز ماہِ رمضان المبارک ۱۲۱۹ھ میں موضع اتھاون میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی سیّد غوث علی شاہ تھا۔

تعلیم وتربیت

آپ کے والد ماجد نے آپ کو دہلی بلایا اور آپ کی تعلیم کی تکمیل دہلی میں ہی ہوئی۔ آپ نے حدیث وفقہ کی کتب حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور مولانا شاہ محمد اسحاق سے پڑھیں۔ منطق ودینیات کی تعلیم آپ نے مولوی فضل امام صاحب خیر آبادی سے حاصل کی۔ مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ آپ نے مولوی قلندر علی جلال آبادی سے پڑھیں۔ آپ کو علم ہیئت و دیگر علوم ظاہری وباطنی میں دستگاہ حاصل کی۔

بیعت وخلافت

آپ کئی سلسلوں میں بیعت ہیں اور کئی سلسلوں کے بزرگوں سے خرقۂ خلافت پا کر سرفراز ہوئے سب سے پہلے آپ اپنے والد بزرگوار سیّد احمد کبیر رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ حضرت لعل شاہ کے روحانی فیوض برکات سے مستفید و مستفیض ہوئے۔ خاندان سہروردیہ میں آپ حضرت سیّد فدا حسین رسول شاہیؒ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ خاندان قادریہ میں آپ حضرت سیّد اعظم علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ نقشبندی سلسلہ میں آپ حضرت حبیب اللہ شاہ علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

نوٹ: خاندان چشتیہ میں آپ حضرت امیر الدین علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

سیر وسیاحت

آپ نے ہندوستان کی سیر وسیاحت کے بعد مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، بغداد شریف۔ نجف اشرف۔ بیت المقدس۔ مصر۔ روم وشام کی سیر وسیاحت فرمائی۔ مقامات مقدسہ پر حاضری دے کر روحانی فیوض وبرکات سے مستفید ہوئے بہت سے درویشوں سے جن کی تعداد نواسی (۷۹) کے قریب ہے ملاقات کی اوران کے روحانی اور باطنی فیوض وبرکات سے مستفید ہوئے اس کے علاوہ آپ نے بہت سے جوگیوں، سنیاسیوں، دیگر مذاہب کی بزرگ ہستیوں سے ملے اور اُن سے استفادہ کیا۔

سیرت

آپ قطب ارشاد تھے آپ کو مرتبہ غوثیت بھی حاصل تھا آپ کمالاتِ باطنی میں یکتا اور توحید میں لاثانی تھے۔ آپ کو نسبتِ جذب حاصل تھی۔ ترک تجرید، قناعت وتوکل، ریاضت و مجاہدہ میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ جو کچھ آتا اسی وقت محتاجوں۔ بیواؤں اور مسکینوں کو تقسیم کر دیتے تھے کوئی سائل آپ کے دروازے سے کبھی خالی نہ گیا۔ خوراک آپ کی بہت کم تھی۔ کھانا سادہ پسند فرماتے تھے۔ لباس سفید اور سادہ ہوتا تھا۔ رنگین کپڑے نہیں پہنتے تھے۔ آپ کو علم ظاہری اور علم باطنی میں کمال حاصل تھا آپ منبع شریعت وطریقت تھے۔ فصاحت وبلاغت اور متانت میں بے نظیر تھے۔

تعلیمات

آپ کی تعلیمات اہل ذوق وشوق، اہل تصوف اور اہل عرفان ہی کیلئے مفید نہیں بلکہ ہر شخص آپ کی تعلیمات سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اسلام کی ترقی کا دارو مدار اتفاق اولوالعزمی اور غیرت پر ہے۔ (نمبر ۱) آپ طالب حق کو ہدایت فرماتے تھے کہ غیر اللہ سے کبھی کسی حاجت کے واسطے سوال نہ کرنا۔ کیونکہ سوال کرنا اصول طریقت کے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے کہ حصول مقصد اصلی اسی پر منحصر ہے۔ کہ طالب ماسویٰ اللہ سے بے سروکار ہو اور موجودات عالم سے قطع تعلق کرے سوال کرنا فقر کی شان وعظمت کے منافی ہے۔ اور سبب تذلیل ہے یہ فعل اعزاز فقر کے پاک وشفاف دامن پر بدنما دھبہ لگاتا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

کشف و کرامات

ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ عسرت اور تنگی معاش سے پریشان تھا۔ آپ سے د۔۔ خواستگار ہوا۔ آپ نے اس کو ایک چٹکی خاک دی اور تاکید فرمائی کہ اس کو سرہانے رکھنا اور فجر کی نماز کے بعد اکیس مرتبہ پڑھا کرنا:

اے کریمے کہ از خزانہ غیب، گروتر ساوظیفہ خودداری
دوستاں راکجا کنی محروم، تو کہ بادشمنا نظرداری

اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ اس کو پانچ روپے روزانہ سرہانے کے نیچے سے ملنے شروع ہو گئے۔ کچھ دنوں کے بعد اس شخص نے آپ کی ہدایت کے خلاف اس بات کا ذکر لوگوں سے کر دیا چنانچہ اسی روز سے پیسے ملنے بند ہو گئے۔

کرامت ۲

ایک شخص عطا محمد کو دولت تو ملی تھی لیکن اولاد کی دولت سے محروم تھا۔ ضعیف ہو گئے تھے مگر اولاد کی آرزو باقی تھی۔ عطا محمد نے آپ سے عرض کیا حضور خدا کا دیا سب کچھ ہے مگر اولاد جیسی دولت سے محروم ہوں۔ دعا فرمائیں آپ نے فرمایا عطا محمد خدا نے چاہا تو بیٹا ہوگا۔

چنانچہ آپ کی دعا سے عطا محمد کا گھر روشن ہوا۔ عطا محمد اپنے بچے کو آپ کے پاس لائے آپ نے بچے کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ اور دوسرا ہاتھ عطا محمد کے سر پر رکھا۔ اور فرمایا:

پیرے کے دم زعشق زند بس غنیمت است
از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است

کرامت ۳

ایک شخص جو پانی پت میں نائب تحصیل دار تھا آپ سے بہت عقیدت رکھتا تھا اس نے کوئی امتحان دیا اور کامیابی کی دعا کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا حضور اگر ملازمت مستقل ہو جائے تو کیا ہی اچھا ہو۔ آپ اس کی بات سن کر مسکرائے اور پھر اُس سے مخاطب ہو کر فرمایا ایسی بشارت اول باپ ہی دیا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ شخص جب گھر پہنچا تو اس کو اس کے اپنے والد کا خط ملا اس وقت وہی خوش خبری اس کے والد نے تحریر کی تھی۔

Marfat.com
Marfat.com

کرامت ۴

پنڈت شومدت دھلی میں کمشنر کے رشتہ دار تھے کمشنر ان سے کسی بات پر خفا ہو گیا اُس نے اس کو برخاست کرنے کی دھمکی بھی دی پنڈت جی کو آپ سے بے حد عقیدت تھی وہ دہلی سے پانی پت آئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک مرتبان میں مربہ بھرا ہوا تھا۔ آپ کو پیش کیا آپ نے پنڈت جی سے دریافت فرمایا۔ کہ مرتبان میں کیا ہے۔ پنڈت جی نے عرض کیا کہ حضور کے لئے مربہ لایا ہوں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ بہت خوب مربی بیا او مربہ بخور پھر پنڈت جی نے سارا قصہ آپ کے گوش گزار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اور میاں تم کو اس نے ڈپٹی کر دیا ہے۔ تم پریشان نہ ہو خدا فضل کرے گا۔ وہ بھی مہربان ہو گا۔ بعد ازاں پنڈت جی کو معلوم ہوا کہ واقعی کمشنر نے ان کو ایکسٹرا اسسٹنٹ بنانے کی پر زور سفارش کی ہے۔ کچھ ہی دنوں کے بعد پنڈت جی ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہو گئے۔

وصال

آپ نے زندگی کے آخری ایام پانی پت میں گزارے۔ قلندر صاحب کے مزار کے ایک حجرے میں قیام پذیر رہے۔ آپ نے ۲۶ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ کو اس دنیائے فانی کو خیر باد کہا۔ مزار پر انوار پانی پت میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شاہ کمال کیتھلی قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف

گنجینہ اسرار، فارغ از دوری، مجذوب وحدت مقتدائے راہِ دین حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمتہ اللہ علیہ بغداد شریف کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حافظ حاجی سیّد محمد عمر ہے، وہ ایک کامیاب طبیب ہونے کے علاوہ ایک عالم باعمل بھی تھے۔ حضرت شاہ کمال کی ولادت باسعادت ۷ شوال ۸۳۵ھ کو ہوئی۔ آپ کا نام اسمِ گرامی کمال تھا۔

آپ سلب احوال اور لال وبال کے القابات سے مشہور تھے ایک روز حضرت فضل قادری علیہ الرحمۃ آپ کے یہاں تشریف لائے تو آپ کو دیکھ کر آپ کے والد بزرگوار سے آپ کے متعلق فرمایا کہ ہادی کامل، ولی عادل تمہیں ودیعت ہوا ہے اس کی تربیت صحیح طور پر کرنا کیونکہ یہ بچہ اولیاء کے زمرے میں مراتب عالیہ پر فائز ہوگا۔ اس کی پرواز سدرۃ المنتہٰی تک ہوگی اس کا علم وسیع ہوگا اور عمر دراز ہوگی بچپن ہی سے آپ میں ترک وتجرید کے آثار نمایاں تھے اور بچوں کی طرح کھیل کود میں دلچسپی نہیں لیتے تھے۔ جنگلوں میں گھومنا پھرنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا کھانا پینا بھی برائے نام تھا اگر مل جاتا تو کھالیتے۔ ورنہ نہیں بچپن ہی سے آپ حالت جذب میں رہتے تھے ایک روز جبکہ حسب معمول آپ گھر سے غائب تھے آپ کے والد ماجد آپ کی تلاش میں نکلے ایک جنگل میں پہنچ کر دیکھا کہ آپ ایک درخت کے نیچے مراقبہ میں بیٹھے ہیں۔ آپ کو اسی وقت روحانی قوت کے ذریعے معلوم ہوا کہ آپ کے والد ماجد تشریف لائے ہوئے ہیں آپ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے آپ کے والد ماجد نے گھر آ کر تمام واقعہ اہل خانہ سے بیان کر دیا۔

بیعت وخلافت

آپ کے والد بزرگوار نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر بخوبی اندازہ کر لیا کہ آپ کی تعلیم و تربیت ان کے بس کی بات نہیں۔ انہوں نے آپ کو حضرت فضیل قادری علیہ الرحمۃ کے سپرد فرما دیا۔ چنانچہ آپ کی تعلیم وتربیت حضرت فضیل قادری علیہ الرحمۃ کے نگرانی ہوئی۔ آپ بہت جلد علوم ظاہری وباطنی کی تکمیل وتحصیل سے فارغ ہو کر حضرت فضیل قادری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت بھی پایا۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ نے سلوک کے تمام مدارج طے کئے ریاضت ومجاہدہ عبادت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ آپ کے پیرو مرشد نے آپ کے روحانی کمالات سے متاثر ہو کر آپ کو ہندوستان کی ولایت عطا فرمائی۔ کہ ہندوستان جا کر تادم آخر رشد وہدایت میں مشغول رہے۔

سیر وسیاحت

بغداد سے روانہ ہو کر آپ نے عراق، ایران، مشہد، نجف، اشرف تبریز، اصفہان کی سیرو سیاحت فرمائی۔ بہت سے کامل درویشوں سے ملے اور ان کے فیض باطنی سے مستفید ہو کر آپ ہندوستان پہنچے۔ ٹھٹھ میں پہنچ کر ایک سال قیام فرمایا وہاں ملا سید محمد مدرس کو بیعت کیا اور خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا ٹھٹھ سے آپ ملتان تشریف لے گئے وہاں حمید خان نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔

ملتان سے آپ لدھیانہ میں رونق افروز ہوئے لدھیانہ سے آپ پائل (سرہند) کے قریب تشریف لے گئے۔ پائل سے آپ کیتھل تشریف لے گئے اور کیتھل کو اپنی رشد وہدایت کا مرکز بنایا کیتھل میں مفتیوں کا اقتدار تھا ان کی پانچ سو پالکیاں نکلا کرتی تھیں۔ مفتی طرح طرح سے آپ کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ بہت سے لوگ مفتیوں کے بہکانے سے آپ کے مخالف ہو گئے۔ اور مختلف حیلوں بہانوں سے آپ کو اذیت دینے لگے مفتی اپنی فتنہ پروازیوں سے باز نہ آئے ایک دن آپ کو غصہ آ ہی گیا اور آپ کی زبان سے الفاظ جو نکلے۔ مندرجہ ذیل ہیں۔

مفتیان کی جڑ اللہ شاہ کمال نے پٹی

اس کے بعد سے مفتیوں کا اقتدار گرنا شروع ہو گیا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ وہ سب نیست و نابود ہو گئے۔ آپ کیتھل میں بلا روک ٹوک رشد وہدایت فرمانے لگے اور لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور دن بدن آپ کا حلقہ ارادت بڑھنے لگا۔

سیرت

آپ کو حضرت غوث الثقلین سیّدنا عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پُرفتوح سے براہ راست اویسی طریقہ سے فیض حاصل تھا۔ کئی بزرگ ہستیوں نے آپ سے جلا و بقا پائی جس میں حضرت عبدالاحدؒ حضرت شاہ ہاشم نجوتویؒ حضرت شیخ طاہر بندگیؒ اور باوا سمعیل پوری علیہم الرحمۃ قابل ذکر ہیں۔

آپ کی ذات ستودہ صفات کے ذریعہ سے سلسلہ قادریہ کو کافی فروغ وعروج حاصل ہوا۔ آپ کی شخصیت وعظمت اور بزرگی کا اندازہ حضرت مجدد الف ثانی کے ان الفاظ سے بخوبی ہوتا ہے

Marfat.com
Marfat.com

کہ ہم کو جب خاندان قادریہ کے مشائخ کا کشف ہوتا ہے تو بعد حضرت غوث الثقلینؒ کے ہم نے شاہ کمال صاحب رحمتہ اللہ علیہ جیسا کوئی بزرگ نہیں دیکھا۔ آپ صاحب کرامت و صاحب تصوف بزرگوں میں سے تھے جن کی نظیر اولیائے متقدین میں بھی کم نظر آتی ہے آپ کی قدر و منزلت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا آپ کیتھل کے صاحب ولایت تھے۔

آپ کو جلال بہت تھا کوئی صاحب ولایت کیتھل کے قریب بغیر آپ کی اجازت کے نہیں آ سکتا تھا۔ اگر کوئی ہمت کرتا تو آپ اس کی ساری صلاحیتیں سلب کر لیتے تھے۔ آپ نے اپنے بڑے صاجبزادے عمادالدین سے کرامتیں سرزد ہونے پر سلب کر لیں۔ آپ کے چھوٹے صاجبزادے نورالدین سے جب کرامت سرزد ہوئی تو آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا ہاتھ پھیرنا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ آپ اتباع سنت نبوی کے سخت پابند تھے کوئی کام خلاف شرع نہ کرتے تھے۔ آپ تمام روحانی اور اخلاقی خوبیوں سے آراستہ تھے۔ ریاضت اور مجاہدہ میں فقید المثال اور عبادت وفقر میں بینظیر تھے۔ فقر و غنا کا دامن کسی حالت میں بھی نہیں چھوڑتے تھے آپ سرخ رنگ لباس زیب تن کرتے تھے۔ کبھی کبھی فوجی طرز کا لباس بھی پہنتے تھے۔

ارشادات

آپ فرماتے ہیں کہ سالک مثل میت ہے اور یہ غسال کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ ٹھنڈے پانی سے غسل دے یا گرم سے۔ میت کو کوئی حق نہیں کہ وہ غسال کے سامنے لب کشائی کرے۔

کشف و کرامات

ایک ہندو فقیر اپنی آنتوں کو نکال کر کیتھل کے تالاب کے کنارے صاف کرایا کرتا تھا۔ ایک روز آپ کا گزر ادھر سے ہوا آپ یہ دیکھ کر مسکرائے اور واپس تشریف لے آئے آپ کے آنے کے بعد جب باوا ستیل پوری نے اپنی آنتوں کو اندر رکھنا چاہا تو وہ ٹھیک نہیں بیٹھیں تو وہ پریشان ہوئے اور آپ کے پاس آ کر اپنی پریشانی کی وجہ بیان کی۔ آپ نے ان کو توجہ دی ان کا سینہ عشق الٰہی کا گنجینہ ہو گیا۔ ظلمت دور ہوئی حجابات اُٹھ گئے وہ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ آپ نے ان کو کلاہ دیکر سرفراز فرمایا۔

کرامت

ایک روز باوا ستیل پوری آپ کے یہاں آ گئے آپ کے چھوٹے بیٹے کو مردہ، ناتواں،

Marfat.com
Marfat.com

کمزور دیکھ کر باوا ستیل پوری نے صاحبزادے سے وجہ پوچھی تو صاحبزادے بوجہ کم عمری کے وہ وجہ چھپا نہ سکے۔ انہوں نے صاف صاف بتا دیا کہ کئی دن کا فاقہ ہے۔ کھانا وغیرہ نہ کھانے کی وجہ سے کمزوری ہوگئی ہے۔

باوا ستیل پوری یہ سن کر بے چین ہو گئے۔ فوراً واپس آ گئے اور ایک پارس پتھر لے کر واپس آئے۔ پارس پتھر پیش کرتے ہوئے انہوں نے عرض کیا کہ اگر اس پتھر کو لوہے سے مس کیا جائے تو لوہا سونا بن جاتا ہے۔ کچھ دنوں بعد جو باوا ستیل پوری درِ دولت پر حاضر ہوئے تو وہی حالت دیکھ کر حیران ہوئے کہ سنگ پارس کے ہوتے ہوئے بھی یہ افلاس یہ غربت اور یہ ناداری اتنے میں آپ تشریف لائے اور باوا ستیل پوری سے فرمایا کہ آؤ باہر چلیں۔

چنانچہ دونوں حضرات کچھ دور ہو گئے۔ ایک مقام پر پہنچ کر آپ نے استنجا کیا۔ استنجا کر کے ڈھیلہ زور سے زمین پر مارا۔ جہاں ڈھیلہ گرا وہ زمین سونے کی ہوگئی۔ آپ نے باوا ستیل پوری سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ جتنا چاہو بلا تکلف اٹھا لو پھر فاقہ کشی کی وجہ بتاتے ہوئے فرمایا۔ فاقہ کشی کی اصل وجہ یہ ہے کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ادا کر رہا ہوں۔ بعدازاں باوا ستیل پوری کا پیش کردہ سنگ پارس دریا میں ڈلوا دیا۔

وصال

آپ کو شغل میت سے کافی دلچسپی تھی۔ اس شغل میں کئی کئی مہینے گزر جاتے تھے۔ آپ چھ چھ مہینے حجرے سے باہر تشریف نہ لاتے۔ ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ عمادالدین علیہ الرحمۃ آپ کے حجرے کی طرف سے گزرے انہوں نے حجرہ کے دروازہ میں سے جھانک کر دیکھا۔ آپ بے حس و حرکت پڑے ہیں دروازہ اٹھا کر قریب گئے تو آپ کو مردہ پایا گیا غسل دیتے وقت آپ نے حرکت کی اور غسال سے پوچھا کہ کیا ہمارے مرنے کی خبر تمام شہر کو ہو گئی ہے۔ غسال نے جواب دیا جی ہاں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا اچھا ہم جاتے ہیں۔ اسی طرح ۱۹ جمادی الثانی ۹۲۱ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ مزار کیتھلی میں مرجع خاص و عام ہے۔

جہاں پر آج ہزاروں گم کردہ راہ حاضری دیکر گوہر مقصود حاصل کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت میاں میر لاہوری قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف

شمع مردان زکی، تاج اولیاء سراج الاصفیاء قطب زمن حضرت میاں میر لاہوری رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب اٹھائیس واسطوں سے حضرت امیر المومنین خلیفہ برحق جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے آپ کے دادا قاضی قلندر فاروقی ایک صوفی منش بزرگ تھے آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی قاضی سائیں دتا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ قاضی قادن کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت میاں میر لاہوری کی ولادت باسعادت سیوستان جو ٹھٹھ اور بھکر کے مابین واقع ہے اور آپ کے آباؤ اجداد کا اصل وطن ہے۔ آپ کی ولادت ۹۳۸ھ میں ہوئی آپ کا اسم گرامی میر محمد ہے آپ میاں میر، شاہ میر، میاں جیو اور بالا پیر کے القابات سے پکارے جاتے ہیں۔ سات سال کی عمر میں آپ کے والد بزرگوار قاضی سائیں دتا کا سایہ آپ کے سر سے اُٹھ گیا۔ بارہ سال کی عمر میں آپ نے اپنی والدہ سے علم باطنی حاصل کرنا شروع کیا۔ اس سے فارغ ہو کر آپ دنیاں اور دنیاوی تعلقات سے کنارہ کش ہو گئے۔ آپ والدہ ماجدہ سے رخصت ہو کر جنگلوں اور بیابانوں اور باغوں میں گھوما کرتے تھے تلاش حق میں بے چین رہتے تھے۔ ریاضت وعبادت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔

بیعت وخلافت

آپ سیوستان میں ایک دن گھومتے گھومتے حضرت خضر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت خضر علیہ السلام سلسلہ قادریہ کے ایک بلند پایہ بزرگ تھے وہ بارہ مہینے پہاڑوں میں رہتے تھے۔ ان کے پاس ایک کوزہ اور ایک بوریا تھا۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھا سردی کے موسم میں ایک تنور بنا کر اور لکڑیاں جمع کر کے اس تنور میں رات رہا کرتے تھے۔ آپ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا حال اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب میں والدہ ماجدہ سے رخصت لے کر بڑے شوق سے باہر نکلا تو بے اختیار جنگل کا رخ کئے جارہا تھا یہاں تک کہ میں سیوستان میں پہنچا وہاں پر میں نے دیکھا کہ ایک تنور ہے۔ جس کا منہ ڈھکا ہوا تھا۔ جب منہ کھول کر دیکھا تو اس میں پتھر دیکھا اور تنور گرم تھا میں یہ تمام معاملہ دیکھ کر حیران تھا مجھے اسی دوران معلوم ہوا کہ یہ کسی

Marfat.com
Marfat.com

بزرگ کا مقام ہے۔
چنانچہ میں نے عہد کرلیا کہ جب تک میں اس بزرگ کی زیارت نہ کرلوں یہاں سے نہ جاؤں گا تین روز بعد حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے میں نے سلام کیا آپ نے میرے سلام کا جواب مع میرے نام کے دیا۔ بعدہ آپ نے مجھے بیعت فرما کر ذکر و فکر عبادت و ریاضت کی تلقین کی اور اس کے بعد خرقۂ خلافت عطا فرما کر ہدایت فرمائی کہ اب میرے پاس رہنے کی ضرورت نہیں تم جہاں جی چاہے چلے جاؤ اور جہاں جی چاہے رہو۔

لاہور میں آمد

آپ علوم ظاہری حاصل کرنے کے لئے لاہور تشریف لائے۔ لاہور میں مسجدوں میں قیام فرمایا کرتے بعدازاں مولانا سعداللہ کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے۔ اور کچھ ہی مدت میں علوم معقول و منقول کی تحصیل سے فارغ ہوئے مولانا نعمت اللہ سے بھی آپ نے علم حاصل کیا آپ نے دوران تعلیم اپنی اصل حالت کا کسی کو علم نہ ہونے دیا۔ اس کے بعد آپ کا یہ طریقہ تھا کہ دن میں بزرگان دین کے مزاروں پر جاتے اور مزارات سے فیض و برکات حاصل کرتے۔ پھر باغوں، جنگلات اور غیر آباد مقامات پر جا کر یاد حق میں مشغول ہو جاتے تھے۔ لاہور میں کچھ عرصہ قیام فرما کر آپ سرہند تشریف لے گئے۔ سرہند میں آپ بیمار ہو گئے۔ گھٹنے کی درد کی شکایت ہوئی، حاجی نعمت اللہ سرہندی نے آپ کی بہت خدمت کی آپ نے ان کی خدمت اور تیمارداری سے خوش ہو کر ان کو ایک ہی ہفتہ میں درجۂ کمال تک پہنچا دیا۔ بیماری کی حالت میں ایک دن حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور حضرت خضر علیہ السلام آپ کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے صحت یابی کی درخواست کی۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا دستِ مبارک آپ کے جسم پر پھیرا اور پانی کا ایک پیالہ دے کر اسے پینے کی تاکید فرمائی۔ آپ تندرست و توانا ہو کر خداوند تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔ ایک سال کے قریب سرہند میں رہ کر آپ لاہور واپس تشریف لائے اور باغبانوں کے محلے میں مستقل سکونت اختیار کی۔ آپ ہمہ وقت عبادت و ریاضت مجاہدہ و تعلیم و تلقین اور رشد و ہدایت میں مشغول رہتے۔ لوگوں کو راہِ حق دکھاتے رہے آپ کا فیض عام تھا۔ بہت سے لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔

سلاطین کی باز یابی

آپ کے کمالات کا شہرہ سن کر شہنشاہ جہانگیر کو آپ سے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ لاہور سے

Marfat.com
Marfat.com

چلنے کے بعد اس نے ایک قاصد کے ہاتھ آپ کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ لاہور میں رہتے ہوئے مجھے آپ کے بارے میں کوئی علم نہ ہو سکا۔ اب آگے آ کر علم ہوا ہے اگر میں لاہور میں ہوتا۔ تو خود حاضر ہوتا۔ لہٰذا آپ خود ہی از راہِ نوازش میرے پاس تشریف لے آئیں۔

آپ نے جہانگیر کی درخواست قبول فرمائی۔ جہانگیر نے آپ کی بہت آؤ بھگت کی۔ بہت دیر تک آپ سے بات چیت ہوتی رہی۔ جہانگیر آپ سے بہت متاثر ہوا۔ اور اس حالت میں آپ سے عرض کرنے لگا کہ جو کچھ سلطنت کا مال و زر ہے میرے سامنے اینٹ و پتھر کے برابر ہے۔ حکم فرما دیں تو میں دنیاوی تعلقات کو چھوڑ دوں۔ آپ نے جہانگیر کے یہ الفاظ سن کر فرمایا کہ تم پہلے اپنے جیسا خلقت کی نگہبانی کے لئے کوئی شخص مہیا کر لو پھر میں اپنے ساتھ لے جا کر مشغول کرونگا۔ جہانگیر یہ سن کر بہت خوش ہوا اس نے آپ سے عرض کیا کہ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو حکم فرمائیں آپ نے جہانگیر سے وعدہ لیا کہ میں جو کچھ طلب کروں گا۔ وہ دے گا جہانگیر نے کہا کہ ضرور دوں گا تو آپ نے فرمایا تو بس میں چاہتا ہوں کہ مجھے رخصت دے دو۔ جہانگیر نے آپ کو نہایت عزت و احترام سے رخصت کیا۔

شہنشاہ شاہجہان کی آپ کے دربار میں حاضری

شہنشاہ شاہجہان دو مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے شاہجہان کو نصیحت فرمائی کہ عادل بادشاہ کو اپنی رعیت اور سلطنت کی خبر گیری کرنی چاہیے اور اپنی تمام ہمت اپنی ولایت کو آباد کرنے میں صرف کرنی چاہیے کیونکہ اگر رعیت آسودہ حال اور ملک آباد ہے تو سپاہ آسودہ اور خزانہ پُر ہوگا۔

شاہجہان آپ سے مل کر اتنا متاثر ہوا کہ اکثر کہا کرتا تھا کہ ہم نے ترک و تجرید میں حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ جیسا کوئی درویش نہیں دیکھا دوسری مرتبہ جب شاہجہان آپ سے ملنے آپ کے دَردولت پر گیا تو شال کی دستار اور کھجوروں کی تسبیح اپنے ساتھ لے گیا جب اُس نے دونوں چیزیں آپ کو نذر کیں تو آپ نے دستار واپس کر دی او تسبیح قبول فرمائی۔ اور وہ تسبیح اپنے ایک مرید خاص کو دے دی آپ بادشاہ سے بات کرتے جاتے تھے۔ اور لونگ چبا کر پھینکتے جاتے تھے۔ شیخ محمد لاہوری وہ لونگیں اٹھا کر کھا لیتے تھے شیخ محمد لاہوری نے شاہجہان کے جانے کے بعد آپ سے دریافت کیا کہ مجلس کیسی گزری آپ نے جواب دیا کہ بادشاہ فردِ کامل اور خاص ہوتے ہیں لیکن اُن کی آمد و رفت اور بات چیت سے مجھ میں کسی طرح کا فرق نہیں آیا کیونکہ میں جس کام میں مشغول تھا اسی کام میں مشغول رہا۔

Marfat.com
Marfat.com

سیرت

آپ تقویٰ ورع، ترک وتجرید، تفرید، سیر وسلوک، فتوح کشایش، اوضاع وافعال واقوال اور اشغال میں ممتاز تھے۔ آپ شریعت، حقیقت، طریقت سے آراستہ تھے۔ آپ حقائق و معارف کی وہ باتیں بیان فرماتے جو پہلے نہ سنی گئی تھیں آپ کی خوبیاں حوصلہ استغراق، استغنا، فنا، وقت کی محافظت احوال کا چھپانا، توحید معارف، دلوں کو کھولنا، مریدوں پر مہربانی کرنا، امتیازی شان رکھتی تھیں۔

آپ کی تجرید کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ عصا لے کر دو تین قدم چلے ہوں گے کہ عصا پھینک دیا اور فرمایا۔ وہ شخص عصا پر کیوں سہارا لے جس نے حق تعالیٰ سبحانہ' کا سہارا لیا ہے۔ آپ کے توکل کا یہ حال تھا کہ رات کے وقت کوزے کا پانی پھینک دیتے تھے لوگوں سے علیحدہ رہنا پسند فرماتے تھے رات کو سوتے نہیں تھے۔ شروع شروع میں ایک سانس لے کر رات گزار دیتے تھے آپ بہت کم لوگوں کو مرید بناتے تھے آپ کے فقر و فاقہ کا یہ عالم تھا کہ کئی کئی روز تک بھوکے رہتے۔ تیس سال تک آپ کے ہاں کچھ نہ پکا۔ آپ کی خوراک بہت کم تھی۔ ہر وقت استغراق کی حالت میں رہتے تھے آپ کا لباس بہت سادہ ہوتا خرقہ اور مرقع زیب تن نہیں فرماتے تھے ایک معمولی پگڑی سر پر رکھتے تھے اور موٹے کپڑے کا کرتہ پہنتے تھے۔ آپ کے گھر میں ایک پرانا بوریا بچھا رہتا تھا۔ اور دنیاوی چیزوں سے کسی قسم کا لگاؤ نہ تھا فرائض سنت موکدہ اور تہجد پابندی سے ادا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ کوئی اور نماز ادا نہیں کرتے تھے۔ رمضان کے روزوں کے علاوہ کوئی اور روزہ نہیں رکھتے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں تسبیح نہیں ہوتی تھی آپ کو سماع کا شوق تھا۔ لیکن سماع میں وجد اور رقص نہیں کرتے تھے۔

تعلیمات

آپ فرماتے ہیں کہ جس طرح ظاہر میں یہ بات ہے کہ جب تک جنبی شخص کا ایک بال بھی خشک رہ جائے تو جنابت قائم رہتی ہے۔ اور پاک نہیں ہوتا اس طرح خواہ اس نے تمام تعلقات کو چھوڑ دیا ہو اگر اسکے دل میں ایک قطرہ بھی باقی ہے تو بھی وہ تعلقات سے پاک نہیں ہوا۔ اور جنابت باطنی بھی باقی ہے۔

نمبر۲

ایک روز چند عالم آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ التعظیم لِاَ مْرِ اللّٰہِ وَلْشَفْقَۃَ

Marfat.com
Marfat.com

عَلیٰ خَیرِ خَلْقِ اللّٰہ امر الٰہی کی تعظیم اور خلق خدا پر شفقت ضروری ہے کا مسئلہ زیر بحث تھا آپ نے اس کی وضاحت اس طرح کی کہ: امر سے مراد روح ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی پس اس کی تعظیم یہ ہے کہ اسے یاد الٰہی سے غافل نہ رکھا جائے اور خطرات کو دور کیا جائے اور خلق سے مراد خلقت ہے۔ یعنی اپنے اعضاء پس ان پر شفقت یہ ہے۔ کہ ان سے کوئی فعل ناجائز اور خلاف شرع ظہور میں نہ آئے۔ اور دنیاوی لذتوں سے آسودہ نہ کرے تاکہ وہ آخرت کے عذاب میں گرفتار نہ ہوں۔

اقوال

حق کی طلب آسان نہیں۔ جب تک تم اس کی طلب میں یگانہ نہ ہو جاؤ گے اسے نہ پاسکو گے۔ (نمبر۲) جس کا اللہ ہو وہ فقیر نہیں۔ (نمبر۳) کامل صوفی وہ ہے کہ جس کی نظر میں پتھر اور جواہر یکساں ہو۔ (نمبر۴) صوفی جب کامل ہو جاتا ہے اور اس کا دل خطرے سے پاک ہو جاتا ہے تو اسے کوئی چیز ضرر نہیں دے سکتی۔ (نمبر۵) شریعت کے معاملات کی نگہداشت مرتبہ طریقت کے حصول کا سبب ہے اور طریقت بری خصلتوں سے باطن کو پاک کرنے اور مرتبہ حقیقت کے ادراک کا موجب ہے۔ اور حقیقت کیا ہے؟ وجود کو فال بنانا اور اس کو ماسوا اللہ سے خالی کرنا۔ (نمبر۶) انسان تین چیزوں نفس، دل اور روح کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی اصلاح خاص چیز سے ہوتی ہے چنانچہ نفس کی اصلاح شریعت سے دل کی طریقت سے اور روح کی حقیقت سے۔ (نمبر۷) صوفی وجد کی حالت میں ہوتا ہے تو اپنی ہستی سے خالی ہوتا ہے اور بقائے حق سے باقی۔ (نمبر۸) اولیاء کی موت ان کے نفس کا مرنا ہے جب ان کا نفس مر جاتا ہے تو پھر وہ ابدالآباد تک زندہ رہتے ہیں۔ (نمبر۹) اولیاء اللہ کا تصوف صرف زندگی میں اور موت کے بعد یکساں نہیں ہوتا ہے بلکہ مرنے کے بعد اور زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

کشف وکرامات

ایک روز آپ نولکھا باغ میں تشریف فرما تھے آپ نے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ اس درخت سے پوچھو کہ کونسی تسبیح پڑھتا ہے۔ جب اس درخت سے پوچھا تو اس نے جواب دیا **یَانَافِعُ** کہتا ہوں۔

نمبر۲

آپ کے ایک خادم غیاث الدین کے یہاں اولاد نہ تھی اس نے دوسری شادی کرنا چاہی۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ نے منع فرمایا اور اس کو یہ خوشخبری دی۔ اس بیوی سے کئی لڑکے پیدا ہوں گے۔ چنانچہ اسی بیوی سے دس بچے پیدا ہوئے۔

وصال

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ بعد از وفات مجھے شورہ زمین میں دفن کرنا۔ تا کہ میری ہڈیوں تک کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ اور نہ ہی قبر کی صورت بنانا کیونکہ

مورتے در قبر بعداز مرگ ویراں خوشتر است

نیستی مانند مَن باخاک یکساں خوشتر است

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میری ہڈیوں کو نہ بیچنا۔ اور میری قبر پر دوسروں کی طرح دکان نہ بنانا۔ آپ نے ۱۷ ربیع الاول ۱۰۴۵ھ کو اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف کوچ فرمایا۔ مزار فیض آثار باغ بانپورہ لاہور میں مرجع خاص و عام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے روضہ انور پر حاضری کا اتفاق ہوا جہاں پر حاضری کے بعد روحانی سکون و اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔

نوٹ

ایک مرتبہ دربار شریف کی منتظمہ کمیٹی کی دعوت پر جب سالانہ عرس مبارک میں شرکت کی تو منتظمین نے دربار شریف کی جانب سے فقیر کی دستار بندی بھی کی جو کہ فقیر کے لئے باعث خیر و برکت ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت سلطان باھو قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

ملک المشائخ باتفاق، قطب وابدال با استحقاق، بادشاہ عالم راز و نیاز سراج السالکین برہان الواصلین سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ قبیلہ اعوان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب انتیس واسطوں سے امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملتا ہے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام نامی اسمِ گرامی بایزید محمد ہے وہ شہنشاہ شاہجہان کی طرف سے کوہستان میں منصب دار تھے وہ حافظ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین عالم بھی تھے۔ شریعت کے سخت پابند تھے کوہستان سے ملتان آ کر اقامت گزیں ہوئے ان کو دوبارہ کوہستان بھیجے جانے کے احکام نافذ ہوئے لیکن انہوں نے کوہستان جانے سے انکار کر دیا۔ ملتان سے شورکوٹ تشریف لائے اور وہاں مکمل سکونت اختیار کر لی۔ شورکوٹ میں ان کو جاگیر ملی اور وہیں وفات پائی۔

آپ کی والدہ صاحبہ کا نام بی بی راستی تھا وہ اپنی بزرگی اور پرہیزگاری کی وجہ سے مشہور زمانہ تھیں۔

آپ ۱۰۳۹ھ کو بمقام شورکوٹ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے آپ کا نامِ نامی اسمِ گرامی باہو ہے آپ اپنے نام پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میری والدہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو انہوں نے میرا نام "باہو" رکھا ہے جو ایک ہی نقطے سے "یاہو" ہو جاتا ہے آپ کی تعلیم و تربیت آپ کی والدہ ماجدہ کی زیر نگرانی ہوئی۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت:

سن رشد کو پہنچنے کے بعد ایک دن کا واقعہ ہے کہ امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے آپکو دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بیعت فرمایا آپ اس کا ذکر خود اس طرح کرتے ہیں کہ وہ مقامات اور درجات حاصل ہوئے جو بیان سے باہر ہیں پھر غوث پاک میراں محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا اس کے بعد آپ میں نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی ہر وقت خود مستغرق رہنے لگے۔ مشاہدات حق میں مست اور ذات مطلق کے جمال میں غرق نظر آنے لگے آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر

Marfat.com
Marfat.com

آپ کو کسی باکمال شیخ سے بیعت ہونے کی تاکید فرمائی۔ آپ نے اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ بیعت کی کیا ضرورت ہے سردر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے مشرف ہونے کے بعد کسی اور سے بیعت نہیں کرنی چاہیے آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا دنیا عالم اسباب ہے اور اس دنیا میں بھی شیخ طریقت کے دست حق پر بیعت ہونا ضروری ہے۔ یہ سن کر آپ نے والدہ ماجدہ سے عرض کیا اگر ایسا ہے تو پھر آپ میرے لئے مرشد کافی ہیں آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ عورتوں کو اجازت نہیں ہے کہ وہ کسی کو بیعت کریں آپ نے عرض کیا تو پھر مرشد کہاں تلاش کیا جائے کہاں جایا جائے۔ آپ کی والدہ صاحبہ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا اشارہ ملتے ہی آپ نے فوراً گھر بار چھوڑا اور تلاش مرشد کامل میں نکل کھڑے ہوئے۔

آپ حضرت شاہ حبیب اللہ علیہ الرحمۃ کے کمالات صوری و معنوی کا شہرہ سُن کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے جب حضرت شاہ حبیب اللہ سے اپنا مدعا ظاہر کیا تو انہوں نے آپ سے فرمایا کہ طالب صادق اور طالب حق کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کو یکسوئی و یکجہتی حاصل ہو اگر اس کی دو طرف توجہ ہوگی تو مقصد برآوری مشکل ہے۔ پس ضروری ہے کہ طالب حق پہلے مال و متاع سے فارغ ہولے پھر اس راہ میں قدم رکھے یہ سن کر آپ کافی متاثر ہوئے گھر آئے مال و متاع سے فارغ ہو کر جب حضرت شاہ حبیب اللہ علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو وہ فوراً سمجھ گئے آپ واقعی طالب صادق ہیں اور سچی طلب آپ کو لائی ہے ایک دن اُنہوں نے آپ سے کہا جس نعمت کے تم مستحق ہو وہ ہمارے پاس نہیں ہے البتہ ہم تم کو منزل کا نشان بتا دیتے ہیں وہاں جاؤ گے مقصد پاؤ گے تم میرے شیخ حضرت عبدالرحمٰن قادری علیہ الرحمۃ کے پاس چلے جاؤ اور اُن کا دامن تھام لو یہ تمہارے لئے کافی ہے۔

حضرت شاہ حبیب اللہ کی ہدایت کے مطابق آپ دہلی تشریف لے گئے حضرت شیخ عبدالرحمٰن قادری کو بذریعہ کشف آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی انہوں نے ایک شخص آپ کو لینے کیلئے روانہ کیا۔

بیعت وخلافت:

اس شخص کے ساتھ آپ حضرت شیخ عبدالرحمٰن قادری علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے وہ آپ کو خلوت میں لے گئے اور مدارج سلوک ذرا سی دیر میں طے کرا دیئے اس کے بعد آپ بیعت سے مشرف ہوئے اور خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے اور آپ کو وہ نعمت عظمیٰ حاصل ہوئی جس کی آپ کو تلاش تھی اس کے بعد آپ دہلی سے واپس شورکوٹ تشریف لے آئے

Marfat.com
Marfat.com

اور تعلیم و تلقین اور رشد و ہدایت میں مشغول ہو گئے۔

سیرت:

آپ مشاہدہ حق میں مسرور جمال دوست میں محو اور انوار الٰہی کی تعلیمات میں مستغرق رہتے تھے آپ معاش کی طرف سے بے پرواہ تھے۔ بظاہر آپ کا کوئی ذریعہ معاش نہ تھا دو مرتبہ جاگیر والی زمین پر کھیتی باڑی کی لیکن فصل نہیں کاٹی توکل بر خدا گزارہ کرتے تھے آپ بالکل پڑھے لکھے نہ تھے اس کے باوجود بہت سی کتابوں کے مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین اور عظیم صوفی شاعر بھی تھے۔

تعلیمات:

آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہیں آپ فرماتے ہیں کہ اُن لوگوں پر افسوس اور تعجب ہے کہ خدا فرماتا ہے لوگو خدا کی طرف آؤ مگر انہیں خدا کی طرف آنا کیا معنی وہ اس سے بھاگتے اور گریز کرتے ہیں۔ گو ان پر معرفتِ الٰہی کی جھلک نہ پڑی ہو مگر وہ اپنے آپ کو عارف اور صاحب حضور جانتے ہیں لیکن درحقیقت وہ معرفت اور مقام حضور سے کوسوں دور اپنی کشف و کرامات و بدعات و استدراج میں مغرور رہتے ہیں۔ دنیاداری اور سیم و زر میں شب و روز خراب اور پریشان ہوتے ہیں۔ (نمبر۲) آپ فرماتے ہیں کہ مرشد تین قسم کے ہوتے ہیں اول مرشد کامل طالب حق کے حق میں رحمت ہوتا ہے۔ دوم مرشدِ ناقص اس کے حق میں زحمت ہوتا ہے۔ سوم مرشد جو کہ دنیاوی مراتب و مناسب میں کمال حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنی ترقی سے مرتبہ فرعونیت پر پہنچتا ہے اور جو مرشد کہ نہ ہدایت دنیا ہی دیتا ہے اور نہ مقامات معرفت کو طے کراتا ہے وہ دونوں جہاں کی ذلت اور رسوائی اپنے سر لیتا ہے۔ (نمبر۳) آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کو چاہیے کہ ان دونوں مقامات کو طے کر کے آگے بڑھے اور اطمینان اور دل جمی حاصل کرے جو دانائی اور ہوشیاری سے حاصل ہوتی ہے۔ ہوشیاری کی نظر ہمیشہ روزِ قیامت اور خدائے تعالیٰ کے حساب و کتاب پر رہتی ہے اس لئے وہ خلق اللہ کو نفع پہنچاتا ہے اور ان کی ضرر رسانی سے گریز کرتا ہے اور اُن کے پیچھے ان کے حقوق پر پانی نہیں پھیرتا۔ (نمبر۴) آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص راگ سنتا ہے اُس کا دل مردہ اور نفس زندہ ہوتا ہے اہل سرود مردہ دل اور زندہ نفس ہوتے ہیں۔ (نمبر۵) آپ فرماتے ہیں کہ ذکر خفی جو بظاہر معلوم نہیں ہوتا اور اسم اللہ سے وجود میں اس طرح جاری ہوتا ہے جس طرح نمک

Marfat.com
Marfat.com

ماکول ومشروب میں سرایت کر جاتا ہے مگر بظاہر معلوم نہیں ہوتا مگر درحقیقت موجود ہوتا ہے جو کھانے پینے سے معلوم ہوتا ہے اور ذکرِ خفی اس طرح سے پہچانا جاتا ہے کہ صاحب ذکر خفی تصور برزخ اسم اللہ سے ایسی لذت اور حلاوت پاتا ہے کہ اس کا ایک زرہ مشرق تک کل مخلوق کو ملے تو وہ ایسا بے ہوش ومست ہوجائے کے بجز دن قیامت کے وہ بیدار ہی نہ ہو صاحب ذکرِ خفی دنیا مافیہا سے کچھ خبر نہیں رکھتا۔(نمبر۶) آپ فرماتے ہیں لفظ فقر کے تین حروف ہیں۔ف۔ق۔ر اول ف سے فنائے نفس ق قہر برنفس ر سے راضی بہ خدا مراد ہے دوئم ف سے فخر ق سے قرب اور ر سے راز مراد ہے آپ فرماتے ہیں کہ مراتب فقر محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حاصل ہوتے ہیں نہیں تو ف سے فضیحت ق سے قہر خدا اور ر سے رد ہے۔(نمبر۷) آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے بغیر اپنی شیخ زادگی کے بھروسے پر رہبری اور پیشوائی کرے گا وہ خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔

اقوالِ زریں:

آپ فرماتے ہیں کہ اگر صوفی کا ایک بھی فعل شرع محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خلاف ہے تو وہ صوفی نہیں بلکہ شیطان ہے اس سے کنارہ کشی اختیار کرنی چاہیے۔

نمبر۲:

سخاوت کرنے سے خلق اللہ کا حق ادا ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ صاحب مال کو خدا کے مقابلے میں اپنے مال سے کہاں تک محبت ہے۔

نمبر۳:

فقر ومعرفت الٰہی دریائے رحمت کی موجیں ہیں اور سخاوت اور کرم ایسی صفتیں ہیں جو خدائے تعالیٰ سے ملاتی ہیں۔

نمبر۴:

جو پیر ومرشد قوت باطنی نہ رکھے اور ہر وقت مرید کی خبر گیری نہ کرے اور اُسے گناہ و مصیبت سے نہ روک سکے اور مُرید کی جان کنی کے وقت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا اور عرض نہ کر سکے اور اس نازک وقت سے صحیح سالم پار نہ گزار دے اُسے پیر ومرشد نہ کہنا چاہیے۔

Marfat.com
Marfat.com

نمبر۵:

پیری مریدی کوئی معمولی کام نہیں وہ ایک راز و نیاز سیر و اسرار ہے۔

نمبر۶:

حرص و حسد کا انجام آخر خواری و ذلت ہے۔

نمبر۷:

اہل دنیا سیم وزر کے غلام ہیں اور دنیا اور سیم وزر فقیر و عارف باللہ کے غلام ہیں۔

نمبر۸:

چاروں نفسوں کے چاروں پرندے ذبح کرے یعنی شہوت کا مرغ حرص کا کوا زینت کا مور۔ اور حرص کا کبوتر۔

کشف و کرامت:

ایک مرتبہ شورکورٹ کے قریبی علاقے کا ایک رئیس کنگال ہو گیا ایک بزرگ نے اُسے حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ کئی میل کا سفر کر کے جب وہ شورکورٹ پہنچا تو دیکھ کر اسے بہت رنج ہوا کہ حضرت سلطان باہوؒ ہل چلا رہے ہیں اُس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ بھلا ایسا آدمی تیری کیا مدد کر سکتا ہے۔ جو محنت و مشقت میں لگا ہوا ہے یعنی اس نے سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کو ایک معمولی زمیندار سمجھا اور واپس ہونے لگا تو حضرت سلطان باہو نے اُس کو اپنے قریب بلایا اور ہل چلانے کو کہا اور آپ پیشاب کرنے چلے گئے واپس آ کر آپ نے وہ ڈھیلے جن سے طہارت کی تھی زمین پر دے مارے اس ڈھیلے کے ٹکڑے زمین پر بکھرے اور زمین سے مس ہوئے تو تمام زمین سونا بن گئی۔ آپ نے اُس شخص سے فرمایا جتنا سونا چاہو لے جاؤ اور اپنی غرض پوری کر لو وہ رئیس بہت سا سونا لیکر کامیاب و کامران واپس چلا گیا۔

وصال:

آپ یکم جمادالثانی ۱۱۰۲ھ کو واصل بحق ہوئے آپ کا عرس مبارک جمادالثانی کی یکم سے لیکر دس تاریخ تک منایا جاتا ہے۔ دس دن خوب رونق ہوتی ہے۔ اور ہر طرف حق باہو بے شک باہو کے نعروں سے فضا گونجتی رہتی ہے۔ مزار فیض آثار بستی سلطان باہو شورکوٹ ضلع جھنگ میں مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

فقیر راقم الحروف کو بارہا اس دربار فیض آثار میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ جو کہ روحانیت کا عظیم مرکز اور انوار و تجلیات کا منبع ہے۔

آپ کی اولاد پاک میں مبلغ عالم اسلام رئیس المجاہدین پیر طریقت حضرت صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن قادری مدظلہ العالیٰ سے راقم الحروف کی کافی نیاز مندی ہے حضرت صاحبزادہ صاحب فقیر کی دعوت پر فقیر کے دارالعلوم میں بھی تشریف لائے فقیر کی انعقاد کردہ سالانہ غریب نواز کانفرنس میں بھی جلوہ افروز ہوئے جبکہ مختلف روحانی محافل میں اکثر اکٹھے ہونے کا اتفاق رہتا ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت ملا شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

مستغرق، بحرِ بے کنار، صاحب ولایت عمدۃ الاسرار واقف رموزِ شریعت حضرت ملا شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد کا وطن موضع ارکساء (علاقہ روہتاس) بدخشاں ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام ملا عبدی ہے۔ وہ موضع ارکساء کے قاضی تھے آپ موضع ارکساء میں پیدا ہوئے آپ کا نام نامی اسم گرامی شاہ محمد ہے آپ کے پیرو مرشد حضرت میاں میر لاہوری قادری رحمتہ اللہ علیہ آپ کو محمد شاہ کے لقب سے پکارتے تھے۔ خداوند تعالیٰ کی طرف سے آپ کا لقب لسان اللہ ہے آپ کی ابتدائی تربیت موضع ارکساء میں ہوئی دینی علوم کے حاصل کرنے میں آپ نے سخت محنت کی۔ تحصیل علم کے بعد آپ اپنے وطن ارکساء سے سکونت ترک کر کے کشمیر آئے اور وہاں تین سال تک قیام پذیر رہے۔

تلاشِ حق:

جب آپ کے دل میں طلب الٰہی کا جذبہ موجزن ہوا تو آپ کشمیر سے لاہور تشریف لے آئے مگر لاہور آ کر آپ اپنی جستجو میں کامیاب نہ ہو سکے ناچار لاہور سے آگرہ روانہ ہوئے راستے میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی باتوں باتوں میں کاملِ واکمل درویشوں کا ذکر آیا اس شخص سے آپ کو حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ کا نام معلوم ہوا تو آپ کو افسوس ہوا کہ لاہور میں رہ کر حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ سے ملاقات نہ کی مگر اس کے ساتھ ساتھ ہی آپ کو خوشی بھی ہوئی۔ آپ نے سوچا اب بھی منزل دور نہیں ہے لاہور واپس جانا چاہیے۔ ابھی آپ کے دل میں لاہور کا خیال پیدا ہوا ہی تھا کہ اُس شخص نے آپ کو بتایا کہ آگرہ میں ایک درویش ہیں اُن سے ملنا چاہیے آگرہ پہنچ کر آپ اس شخص کے ہمراہ ان بزرگ سے ملے مگر دل کو تسکین نہیں ہوئی چنانچہ آپ آگرہ سے لاہور تشریف لے آئے۔

بیعت وخلافت:

لاہور پہنچ کر حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ نے تین سال تک آپ کی طرف کوئی التفات نہیں برتا۔ تین سال اسی طرح گزر گئے

Marfat.com
Marfat.com

تین سال کے بعد حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ نے آپ سے دریافت کیا کہ میاں تم کہاں رہتے ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ مسجد میں رہتا ہوں یہ سن کر حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ نے آپ سے فرمایا کہ مسجد میں رہنا مناسب نہیں یہ حکم سنتے ہی آپ نے مسجد میں رہنا چھوڑ پھر حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ نے آپ سے پوچھا کہ کیا کھاتے ہو؟ آپ نے جواب دیا بازار کی روٹی کھاتا ہوں۔ حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ نے آپ سے فرمایا کہ بازار کی روٹی نہیں کھانی چاہیے۔ چنانچہ آپ نے بازار کی روٹی کھانا چھوڑ دی فاقہ کرنا شروع کر دیا آخر کار حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ نے آپ کو بیعت سے مشرف فرما کر خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

پیر و مرشد کی دعا:

ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ نے دعا کی حاضرین نے پوچھا کہ حضور دعا کس کے واسطے کی ہے حضرت میاں میر علیہ الرحمۃ نے فرمایا ملا شاہ کے بارے میں جس سے میرا طریقہ روشن ہوگا آپ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں تیس سال رہے۔ عبادت و ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہے ایک دن آپ کے پیر و مرشد نے خوش ہو کر آپ سے فرمایا کہ ملا شاہ جو ریاضت تم نے کی ہے۔ وہ مشائخ سابق میں سے کسی نے بھی نہیں کی ہے۔ جب آپ کا کام پایۂ تکمیل پر پہنچ گیا تو اپنے پیر و مرشد سے اجازت لیکر گرمی کے موسم میں کشمیر چلے جاتے اور سردی کے موسم میں لاہور آ کر اپنے مرشد کی خدمت میں رہتے تھے۔

سیرت:

آپ کامل و اکمل درویش تھے قادری سلسلہ کے بزرگوں میں آپ کو نمایاں درجہ حاصل تھا۔ آپ نہایت عسرت سے گزارا کرتے تھے آپ کے گھر میں کھانا نہ پکتا تھا اور نہ چراغ روشن ہوتا تھا۔ آپ بچپن سے ہی نماز روزہ کے پابند تھے کم کھاتے تھے کم بولتے تھے ساری زندگی میں کبھی نماز قضا نہیں کی شروع شروع میں آپ نے سات سال تک اس طرح ذکر خفی کیا کہ عشاء کی نماز کے بعد سے صبح تک آپ حبسِ نفس اور پھر ذکر میں مشغول ہوتے۔ پوری رات دو سانس میں گزار دیتے تھے۔ تیس سال تک آپ مطلق نہیں سوئے آپ ترک تجرید فقر و، استغنا، قناعت و توکل، تسلیم و رضا، عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں اپنی مثال آپ تھے آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کا تخلص شاہ ہے۔ آپ صاحب دیوان ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

تعلیمات:

آپ فرماتے ہیں کہ اُمید ہے کہ حق تعالیٰ اپنے آشناؤں کو اپنے سے دور نہیں کرے گا جب کہ خود رب کائنات کا فرمان ہے کہ جو شخص میری طرف بڑھے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ پس خاطر جمع رکھو کہ پہچان لینے کے بعد پہچان محال ہے۔ لیکن پھر بھی اپنی کوشش نہیں چھوڑنی چاہیے۔ اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ انسان کی طاقت اور قوت بھی اس دن کے لئے ہے اور اسی کام کے لئے ہے۔ طاقت وقوت اسی طرف صرف کرنی چاہیے خصوصاً اس شخص کے لئے یہ بات ضروری ہے جسے راہ مل گئی ہو اگر وہ نہ کرے گا تو افسوس اُس پر ہے کہ پھر بھی دعویٰ عاشقی کرے۔

نمبر۲:

آپ فرماتے ہیں کہ طلب کا انجام یا علت غائی سلوک ہے۔ اور سلوک کی انتہا معرفت لیکن معرفت کی انتہا کوئی نہیں ہے۔ معرفت کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے اور غارت کے لئے اس کا عبور ہر وقت جائز ہے۔ تجلی ہر وقت نئی سے نئی ہوتی ہے۔ اور یہ تازگی انداز سے باہر ہے۔ اس کا سمجھ لینا بڑے اعلیٰ درجے کی بات ہے۔

نمبر۳:

مبارک سفر باطنی سفر ہے سو عمدہ طور پر انجام ہو چکا دنیا کا ظاہری سفر سو اس کے سرانجام ہونے میں کسی کو کلام ہے جس کو وجود اعظم کا یقین ہو گا یقیناً اس کے اغیار کا لشکر شکست کھائے گا تمام کمالات عارف کے مسخر ہیں اور یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ اسے موز و ینت بھی حاصل ہوتی ہے۔

اقوال:

آپ فرماتے ہیں کہ ہر فرد میں عرفان کی استعداد ہے۔

نمبر۲:

وحدت کا کام دید ہے جس کی برکت سے نظری علم حاصل ہوتا ہے۔ یہ لوگ جو طالبان خدا کے لئے وحدت کی دور دراز راہ ایک ہی نظر میں طے کرا دیتے ہیں ان کو اللہ کی طرف سے وحدت کا علم ہوتا ہے۔

کشف وکرامت:

مرید ہونے سے قبل شہزادہ دارشکوہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ جب آپ کی خدمت میں

Marfat.com
Marfat.com

جائیں گے تو عرض کریں گے کہ چونکہ دنیا میں آپ کا ہمسایہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ تو اس سے یہ امید کرنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ مہربانی فرما کر اور توجہ کر کے آخرت میں بھی ایسا ہمسایہ بنائیں گے۔ شہزادہ دارشکوہ جب حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے بغیر اُن کے کچھ کہے ہوئے اُن کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ اے عزیز میں نے کسی مرید اور دوست سے اس قسم کا مصافحہ نہیں کیا اور میں کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی تیری مدد کروں گا۔

نوٹ:

شہزادہ دارشکوہ آپ کے نہ صرف مرید بلکہ خلیفہ مجاز بھی ہیں۔

وصال:

۱۰۶۹ھ میں آپ واصل بحق ہوئے۔ مزارِ پرانوار لاہور آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت بابا بُلھے شاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

شیر بیشۂ تحقیق، شجاع صفدر صدیق، یگانہ قیامت، سراج السالکین عمدۃ الکاملین برہان الواصلین حضرت بابا بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ آپ کے والد بزرگوار کا اسمِ گرامی سیّد سخی درویش محمد ہے۔ آپ اُچ شریف میں رہتے تھے۔ اُچ شریف سے سکونت ترک کر کے ملکوال تشریف لے آئے۔ پھر ملکوال سے پانڈو میں جا کر اقامت گزیں ہوئے۔ آپ کا نام عبداللہ شاہ ہے اور کنیت بلھے شاہ ہے۔ آپ کے والد ماجد اپنے زمانے کے ایک مشہور عالم دین تھے۔ عربی فارسی میں اُن کو دستگاہ حاصل تھی۔

چنانچہ آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے والد گرامی کی زیرِ نگرانی میں ہوئی پھر قصور پہنچ کر حافظ غلام مرتضیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے مزید تعلیم ظاہری حاصل کی علوم ظاہری سے جلدی فارغ ہو کر باطنی علوم کی طرف متوجہ ہوئے تحصیل علوم باطنی بغیر مرشد کامل کے ممکن نہیں۔ آپ ہر وقت اسی تگ و دو میں رہتے تھے ایک دن آپ ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ آپ کو نیند آ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت سیّد عبدالحکیم جو پانچویں پشت میں آپ کے جدامجد ہیں ایک تخت پر بیٹھے ہوئے ہوا میں اُڑ رہے ہیں ان کا تخت نیچے اُترا انہوں نے آپ کو دیکھ کر آپ سے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو۔ آپ نے جواب دیا کہ میں سیّد ہوں انہوں نے آپ کا حسب و نسب دریافت فرمایا۔ آپ نے اپنا اور اپنے والد کا نام اُن کو بتایا انہوں نے آپ سے کہا کہ ہمیں پیاس لگی ہے۔ آپ نے دودھ پیش کیا انہوں نے دودھ سے بھرا پیالہ لیکر تھوڑا سا خود نوش فرمایا اور باقی آپ کو دے دیا۔ آپ نے باقی دودھ پی لیا دودھ پیتے ہی آپ از خود رفتہ ہو گئے۔ آپ کا سینہ روشن ہو گیا۔ رخصت ہوتے وقت حضرت سیّد عبدالحکیم نے آپ سے فرمایا کہ ہمارے پاس تمہاری امانت تھی جو آج ہم نے تمہارے سپرد کر دی ہے۔ اور سنو آج کے بعد تمہیں روزانہ دس روپیہ ملا کریں گے۔ اب یہ ضروری ہے کہ تم مرشد کامل کی تلاش کرو کہ اس کی وساطت سے تم جلدی معرفت اور سلوک کے مقامات طے کر سکو۔

گھر آ کر آپ نے اپنا خواب اپنے والد گرامی سے بیان کیا آپ کے والد گرامی نے آپ سے کہا کہ انہیں بزرگ سے کہنا چاہیئے تھا۔ کہ وہ بیعت کر لیں آپ نے اپنے والد محترم سے عرض

Marfat.com
Marfat.com

کیا اب انہیں کہاں تلاش کیا جائے آپ کے والد بزرگوار نے مراقبہ کر کے آپ کو بتایا کہ وہ بزرگ موضع سانده میں رونق افروز ہیں آپ اسی وقت سانده کی جانب روانہ ہوئے سانده پہنچ کر حضرت سیّد عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ان سے اپنی خواہش کا اظہار کیا اُنہوں نے آپ سے فرمایا کہ جو تمہاری امانت ہمارے پاس تھی وہ ہم نے تم کو دے دی اب تمہارا حصہ حضرت شاہ عنایت اللہ قادری کے پاس ہے۔ ان کے پاس چلے جاؤ اور ان سے اپنا حصہ لے لو۔

لاہور میں آمد:

آپ یہ مژدہ سُن کر گھر واپس آئے اور اپنے والد بزرگوار کو سب حال سنایا اور حضرت شاہ عنایت اللہ قادری علیہ الرحمۃ سے بیعت کی اجازت چاہی۔ آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو بخوشی اجازت دے دی اور کچھ روپے اور دستار آپ کو دی تا کہ حضرت شاہ عنایت اللہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کریں لاہور پہنچ کر آپ حضرت شاہ عنایت اللہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت سے مشرف ہونے کی خواہش ظاہر کی حضرت شاہ عنایت اللہ علیہ الرحمۃ نے آپ سے فرمایا کہ اس شرط پر بیعت کروں گا کہ وہ پہلے پانچ سو روپے نقد پانچ سو روپے کا ایک گھوڑا پانچ سو روپے کے طلائی کنگنوں کی ایک جوڑی اور پانچ سو روپے کی ایک پوشاک لے کر آئیں۔ یہ شرائط سن کر آپ کی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ آپ نے سوچا کہ شرائط کا پورا کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے۔ چنانچہ نا اُمید ہو کر دریا کی راہ لی راوی کے کنارے بیٹھے ہوئے اسی سوچ و بچار میں تھے۔ آخر کار عالم نا امیدی دریا میں ڈوب کر مَر جانے کا ارادہ کیا ابھی یہ طے کیا ہی تھا کہ ایک شخص چہرہ پر نقاب ڈالے ہوئے گھوڑے پر سوار وہاں آ پہنچا۔ اُس سوار نے آپ سے کہا کہ میاں صاحب ایک کام کرو گے میں دریا میں نہانا چاہتا ہوں تمہیں تکلیف تو ہوگی۔ میں جب تک نہاؤں تم میرا گھوڑا تھامو اور میرے سامان کی حفاظت کرو آپ نے ایسا کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی اُس شخص نے ایک تھیلی جس میں پانچ سو روپے تھے طلائی کنگنوں کی جوڑی پوشاک اور گھوڑا آپ کے سپرد کیا اور خود دریا میں نہانے چلا گیا۔ آپ اُس شخص کے انتظار میں بہت دیر وہاں بیٹھے رہے جب وہ کافی دیر تک دریا سے باہر نہیں آیا تو آپ یہ سوچ کر کہ وہ دریا میں ڈوب گیا ہے۔ وہاں سے اُٹھے اور شہر کی جانب روانہ ہوئے شہر میں جب داخل ہوئے تو لوگ پوشاک اور گھوڑا دیکھ کر بے اختیار کہنے لگے کہ یہ گھوڑا اور پوشاک تو حضرت شاہ عنایت اللہ قادری علیہ الرحمۃ کا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

بیعت وخلافت:

آپ خوشی خوشی وہ تمام سامان لیکر حضرت شاہ عنایت اللہ قادری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت شاہ عنایت علیہ الرحمۃ آپ کو دیکھ کر مسکرائے آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا۔ اور بعدہ خرقہ خلافت عطا فرمایا کچھ عرصہ اپنے پیرومرشد کی خدمت میں رہ کر ان کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوکر چناب کے کنارے رہنے لگے اور عبادت ومجاہدہ میں مشغول ہوگئے اس کے بعد آپ نے قصور میں سکونت اختیار کرلی۔ اور تعلیم وتلقین اور تبلیغ میں مصروف ہونے کے بعد لوگوں کو راہِ حق دکھاتے رہے۔

گوالیار میں آمد:

آپ کے پیرومرشد آپ سے کسی بات پر ناراض ہوگئے اور ولایت سلب کرلی تو آپ اپنے مرشد کے پاس گوالیار چلے گئے وہاں پہنچ کر حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کے مزار پر حاضر ہوئے اور اُن سے روحانی فیوض وبرکات حاصل کئے۔ علاوہ اس کے فن موسیقی میں کمال حاصل کیا کچھ دنوں کے بعد آپ کے پیرومرشد آپ سے خوش ہوگئے اور ولایت عطا کردی۔

سیرت:

آپ کو سماع کا بہت زیادہ شوق تھا فن موسیقی سے باخوبی واقف تھے آپ ایک عظیم شاعر ہونے کے ساتھ صاحب دیوان بھی ہیں آپ کا تخلص بلھے شاہ تھا آپ کو اپنے مرشد کامل سے والہانہ عشق تھا۔

کشف وکرامت:

آپ اپنے مویشیوں کو چرانے جنگل میں جایا کرتے تھے ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ حسب دستور اپنے مویشیوں کو چرانے جنگل میں گئے۔ جانور چراتے چراتے آپ ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گئے بیٹھے بیٹھے آپ کو نیند آگئی مویشی چرتے چرتے ایک شخص کے کھیت میں چلے گئے۔ اتنے میں کھیت کا مالک آگیا اُس نے جب مویشیوں کو اپنے کھیت میں دیکھا تو بے چین ہوکر آپ کو تلاش کرنے لگا درخت کے قریب آکر دیکھا کہ آپ محو خواب ہیں اور ایک ناگ کالا سانپ اپنے پھن کا سایہ کئے ہوئے آپ کے پاس کھڑا ہے۔ کھیت کا مالک جیون خان یہ دیکھ کر متعجب ہوا۔ وہ بھاگا ہوا آپ کے والد کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تمہارے مویشیوں نے میرا

Marfat.com
Marfat.com

کھیت اجاڑ دیا ہے اور تمہارا لڑکا درخت کے نیچے مردہ حالت میں پڑا ہے۔ اور سانپ اُن کے برابر میں کھڑا ہے۔ آپ کے والد گرامی کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ کچھ آدمیوں کو لیکر فوراً وہاں پہنچے سانپ فوراً غائب ہو گیا آپ بیدار ہو گئے آپ کے والد صاحب نے کہا کہ لوگ شاکی ہیں کہ تمہارے مویشیوں نے کھیت اجاڑ دیا ہے۔ یہ سُن کر آپ نے اپنے والد بزرگوار سے کہا ایسا تو نہیں ہے کہ آپ خود دیکھ کر رائے قائم کیجئے۔ کہ کھیت اُجڑا ہے یا نہیں جب موقعہ دیکھا گیا تو کھیت پہلے سے زیادہ سرسبز و شاداب تھا یہ دیکھ کر جیون خان نے وہ کھیت آپ کے والد گرامی کو نذر کر دیا۔

وصال:

اے اا ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار فیض آثار ضلع قصور میں مرجع خاص و عام ہے۔ راقم الحروف نے بارہا آستانہ عالیہ پر حاضری دی ہے۔ عجب رنگ اور کیفیت نظر آتی ہے۔ آپ کا کلام عارفین کی زبان پر عام رہتا ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت سیّد عبداللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

محب محبوب، فارغ از عیوب، عارف صادق حضرت سیّد عبداللہ شاہ صاحب قادری رحمتہ اللہ علیہ مورد فیض ایزدی ہیں آپ حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی السید نا میراں محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں آپ کے والد بزرگوار کا نام سیّد عبدالجلیل ہے۔ آپ کی نسبت باطن وظاہر گیارہ واسطوں سے حضرت سیّد عبدالعزیز بغدادی علیہ الرحمتہ فرزندِ ارجمند حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتی ہے۔ ہندوستان میں آپ کے تشریف لانے کی دو وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔ اوّل یہ کہ آپ کے صاحبزادے کا انتقال آپ کے لئے صدمہ جانکاہ تھا۔ اس کے رنج وغم میں آپ نے دور دراز سفر اختیار کیا اور سفر کی تکالیف کو برداشت کیا۔ دوسری وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ آپ کو حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی کے قادری سلسلہ میں بیعت کرنے کی غرض سے ہندوستان بھیجا گیا تھا۔ آپ نے دہلی پہنچ کر جامع مسجد دہلی میں قیام فرمایا۔ دہلی میں آپ کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔ حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ سیّد ظفر علی شاہ علیہم الرضوان آبادائی میراں ناتوؔ اور میر فتح علی علیہم الرضوان جیسی عظیم المرتبت اور باکمال ہستیوں نے آپ کی انتہائی تعظیم وتکریم کی اور آپ کی پالکی کو ان بزرگوں نے کاندھے پر اٹھایا۔ دہلی سے آپ رام پور میں رونق افروز ہوئے نواب فیض اللہ خان صاحب والی رام پور آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ بیعت سے مشرف ہو کر انہوں نے اس بات کی کوشش کی کہ آپ رامپور ہی میں مستقل سکونت اختیار فرمالیں چنانچہ نواب صاحب کے اصرار پر آپ راضی ہو گئے نواب صاحب نے آپ کو جاگیر پیش کی آغا پور گاؤں آپ کی نذر کیا۔

مسجد کی تعمیر:

رام پور میں آپ نے ایک عالی شان مسجد تعمیر کرائی مسجد تعمیر ہو رہی تھی کہ ایک دن آپ کو بذریعہ مکاشفہ حضرت غوث الاعظم کی طرف سے اس بات کا اشارہ ہوا کہ مسجد گر جائے گی چنانچہ آپ فوراً خلوت سے باہر تشریف لائے اور معماروں اور مزدوروں کو باہر آنے کی ہدایت فرمائی۔

Marfat.com
Marfat.com

جب معمار اور مزدور مسجد سے باہر آ گئے تو فوراً مسجد گر گئی۔ آپ نے از سر نو مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ نواب فیض اللہ صاحب نے مسجد کی تعمیر کیلئے روپیہ نذر کرنا چاہا مگر آپ نے انکار کر دیا اور نواب صاحب رام پور کی نذر قبول نہیں فرمائی۔

سیرت:

آپ قادری سلسلہ کے جلیل القدر بزرگ ہیں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانیت آپ کی معاون و مددگار تھی۔ آپ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض و برکات سے ہمہ وقت مستفید و مستفیض ہوئے تھے۔ امورِ دینی و دنیاوی آپ پر منکشف ہوتے رہتے تھے۔ فتوحات بکثرت آتی تھیں۔ آپ اس میں سے کچھ نہ بچاتے تھے سب غرباء، فقراء، مساکین پر خرچ کر دیتے تھے۔ آپ بزرگی وعظمت کے مالک تھے۔ جس شہر میں تشریف لے جاتے تھے وہاں کے لوگ آپ کی پالکی کو کندھا دینا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے۔

آپ کے خلفاء:

آپ کے تین خلفاء تھے جو کہ درج ذیل ہیں۔ مولوی امجد علی صاحب، حضرت نیاز احمد بریلوی، حضرت شمس الضحیٰ اکبر آبادی علیہم الرضوان۔

کشف وکرامات:

آپ رامپور میں مسجد تعمیر کرا رہے تھے بظاہر آپ کے پاس کوئی مال و متاع نہ تھا جس مصلے پر بیٹھا کرتے تھے۔ اس کے نیچے سے جب خرچ کی ضرورت ہوتی نکال کر دیتے رہتے تھے۔ ایک مزدور کو خیال ہوا کہ شاہ صاحب کا سارا روپیہ مصلے کے نیچے دفن ہے رات کو اس مزدور نے زمین کھودی لیکن کچھ بھی نہ ملا۔ زمین کو پھر سے برابر کر دیا اور کسی سے ذکر نہیں کیا۔ آپ نے دوسرے دن پھر مصلے کے نیچے سے نکال کر خرچ کیا۔ شام کو سب مزدوروں کا حساب کیا۔ اور اُس مزدور کو دگنی مزدوری یہ کہہ کر دی کہ آدھی مزدوری دن کی ہے آدھی رات کی۔ اُس مزدور نے جب یہ سنا تو بہت شرمندہ ہوا اور معافی کا خواستگار ہوا۔

وصال باکمال:

۱۲۰۷ھ ۱۴ محرم الحرام کو آپ کا وصال ہوا مزار فیض آثار رام پور میں مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ کے مزار مبارک کے دروازے پر آپ کی تاریخ وفات ان اشعار میں کندہ ہے۔

دریغا حسد تا قطب معظم   چراغ دودمانِ غوث اعظم
گرامی گوہر دریائے پُرنور   کہ نامش سیّد عبداللہ مشہور
بیکشنبہ دہ و چار زر محرم   بہرو زد خمہ از آفاقِ عالم
دریں غم باہزاراں آہ و حسرت   طلب کر دم ز دل تاریخ رحلت
بدل گفتا سروش رحمت حق   جناں را روحِ پاکش داد رونق

سنہ ۱۲۰۷

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

مقتدائے ارباب یقین، کشتۂ عشق رسولؐ، معدن حکمت ربانی، تیغ بے نیام، ضخیم اسلام، عالم ربانی، مقیم لامکانی، پیشوائے اہل سنت، بنیرۂ امام اعظم، امام اہل سنت مجدد دین وملت حضرت مولانا احمد رضا خان محدث بریلی رحمتہ اللہ علیہ ۱۴ جون ۱۸۵۹ء بمطابق ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ کو بریلی شریف یوپی انڈیا میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ نسبناً پٹھان مسلکاً حنفی مشرباً قادری مولدۂ بریلوی تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام نامی اسم گرامی مولانا نقی علی خان تھا۔ جو اپنے وقت کے بلند پایۂ عالم اور صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔

آپ کے دادا کا نامِ نامی مولانا رضا علی خان تھا۔ اعلیٰ حضرت محدثِ بریلوی نے اپنے نعتیہ دیوان میں ان دونوں بزرگوں کا ذکر اس طرح فرمایا ہے کہ احمد رضا ہندی ابن نقی ابن رضا اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کا نام نامی محمد رکھا گیا تھا مگر آپ کے دادا نے آپ کا نام احمد رضا تجویز کیا۔ بعدازاں آپ نے خود اپنے نام کے ساتھ عبدالمصطفیٰ کا اضافہ فرما دیا۔ چنانچہ آپ اپنے نعتیہ دیوان میں ایک جگہ فرماتے ہیں:

خوف نہ رکھ رضا تو تو ہے عبدِ مصطفیٰ

تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

ذہانت وزکاوت:

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی نہایت ہی ذہین اور زکی تھے اپنی فطری زکاوت کی بنا پر ۱۳ سال ۱۰ ماہ کی عمر شریف میں آپ نے علوم دینیہ سے سند فراغت حاصل کر لی تھی۔ علوم عربیہ سے فراغت کے بعد آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان نے دارالافتا کی ذمہ داری آپ پر ڈال دی۔ آپ نے اس صغرسنی میں اپنے اس علم فضل کے سبب فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا۔ مولانا ظفرالدین کے نام ایک مکتوب میں خود اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ بحمدہٖ تعالیٰ فقیر نے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو ۱۳ سال کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا اور زندگی بالخیر رہی تو دس شعبان ۱۳۳۶ھ بمطابق ۱۹۱۷ء کو اس فقیر کو فتاویٰ لکھتے پچاس سال ہو جائیں گے۔ اس نعمت کا شکر فقیر کیسے ادا کر سکتا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

بیعت وخلافت:

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی ۱۸۷۷ء بمطابق ۱۲۹۴ھ کو اپنے والدگرامی کے ہمراہ حضرت شاہ آل رسول کی خدمت میں حاضر ہوکر قادریہ سلسلہ میں بیعت سے مشرف ہوکر اجازت و خلافت سے بھی نوازے گئے آپ نے اپنے دیوان میں اپنے شیخ کامل کی شان میں ایک منقبت بھی لکھی جس کا مطلع یہ ہے کہ:

خوشادے کہ ہندش دلائے آل رسولؐ
خوشا سرے کہ کندش فدائے آل رسولؐ

اس کے علاوہ آپ کو جن سلاسل طریقت میں اجازت وخلافت حاصل تھی اس کی تفصیل آپ نے بذاتِ خود اس طرح لکھی ہے: (نمبر۱) قادریہ برکاتیہ جدیدہ۔ (نمبر۲) قادریہ آبائیہ قدیمہ۔ (نمبر۳) قادریہ الهدیہ۔ (نمبر۴) قادریہ رزاقیہ۔ (نمبر۵) قادریہ منوریہ۔ (نمبر۶) چشتیہ نظامیہ قدیمیہ۔ (نمبر۷) چشتیہ محبوبیہ جدیدہ۔ (نمبر۸) سہروردیہ واحدیہ۔ (نمبر۹) سہروردیہ فضلیہ۔ (نمبر۱۰) نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ۔ (نمبر۱۱) نقشبندیہ علائیہ اس کے علاوہ آپ کو مصافحات رابعہ کی اسناد بھی ملیں جس کے متعلق آپ بذاتِ خود تحریر فرماتے ہیں۔

(نمبر۱) مصافحۃ الحسینہ۔ (نمبر۲) مصافحۃ الخضریہ۔ (نمبر۳) مصافحۃ العمریہ۔ (نمبر۴) مصافحۃ المنامیہ۔ ان مصافحات واجازات کے علاوہ مختلف اذکار۔ اشغال واعمال وغیرہ کی بھی آپ کو اجازت تھی۔ مثلاً خواص القرآن، اسماء الٰہیہ، دلائل الخیرات، حصن حصین اور دعا حفنی وغیرہ۔

حج بیت اللہ اور سفر حجاز مقدس:

۱۹۰۵ء بمطابق ۱۳۲۳ھ کو اعلیٰ حضرت محدث بریلی حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی اور زیارت روضۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حجاز مقدس تشریف لے گئے حج اور زیارت حرمین شریفین کے موقع پر آپ نے ایک منظوم کلام لکھا جس کا مطلع یہ ہے۔

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار جان فلاح و ظفر کی ہے

حجاز مقدس کے علمائے کرام اور مشائخ عظام نے آپ کی نہایت درجہ تعظیم وتوقیر کی جس کا

Marfat.com
Marfat.com

اندازہ "حسام الحرمین الدولۃ المکیہ" کفل الفقیہ کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔ حضرت شیخ اسماعیل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اہل مکہ جوق در جوق اعلیٰ حضرت فاضل بریلی کے گرد جمع ہو گئے۔ بہت سے حضرات نے آپ سے سفر اجازت مانگی علماء کے اصرار پر آپ نے بہت سے علمائے کرام مشائخ عظام کو سند اجازت مرحمت فرمائی۔

اس سفر میں آپ کے ہمراہ مولانا حامد علی خان بھی ساتھ تھے۔ اجازت طلب کے بعد سب سے پہلے مولانا سید عبدالحیٰ تشریف لائے۔ اُن کے ہمراہ ایک جوان صالح شیخ حسین جمال بن عبدالرحیم تھے ان دونوں حضرات کو سند اجازت فرمائی گئی۔ اس کے بعد آپ دربار رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں حاضری کے لئے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ مدینہ منورہ میں جو حضرات اعزاز و اکرام سے نوازے گئے اس کے متعلق مولانا عبدالرحیم مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں کئی سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں۔ برصغیر ہندوستان سے ہزاروں صاحب علم آتے رہے۔ ان علماء میں وصلحاء اتقیاء سب ہی ہوتے تھے اور دیکھا یہ گیا ہے کہ وہ سب شہر کے گلی کوچوں میں مارے مارے پھرتے تھے کوئی بھی اُن کو مڑ کر نہیں دیکھتا تھا لیکن اعلیٰ حضرت عظیم البرکت محدث بریلوی کی عجیب شان ہے کہ مدینہ منورہ کے علماء اور مشائخ سب اُن کی طرف جوق در جوق چلے آرہے ہیں۔ اُن کی تعظیم کے لئے بصد تعجیل کوشاں ہیں۔ یہاں بھی اعلیٰ حضرت نے بہت سے علماء کو سند اجازت مرحمت فرمائی ان میں شیخ عمران حمدان المحرسی، سیّد ماموں بری، شیخ الدلائل شیخ محمد سعید وغیرہ قابل ذکر ہیں جن پر اعلیٰ حضرت نے تلطف فرمایا۔

سیرت و کردار:

آپ نے اپنے ظاہری و باطنی علوم سے لوگوں کو فیض یاب کیا اور دینِ اسلام کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہے۔ آپ فرماتے تھے کہ ایک شخص مجاہدات ۸۰ سال کی عمر میں کرے یا ۸۰ سال مجاہدہ کرے کیونکہ جس طرح اس عالم میں مسببات کو اسباب سے مربوط فرمایا گیا ہے۔ اسی طریقہ پر اگر چھوڑ دیں اور جذب وعنایات ربانی بعید کو قریب نہ کر دیں تو اس راہ کو طے کرنے کے لئے ۸۰ برس درکار ہیں اور رحمت باری اگر توجہ فرمائے تو ایک دن میں چور سے ابدال کر دیا جاتا ہے۔ اور صدق سنت کے ساتھ اگر کوئی شخص مشغول ہو جائے تو اس کو امدادِ الٰہی تصور کرنا چاہیے کیونکہ ارشاد ربانی ہے کہ: وہ ہماری راہ میں مجاہدہ کریں ضرور انہیں اپنے راستے دکھائیں گے اعلیٰ حضرت کی بافیض صحبت جو بھی اختیار کرتا اس پر حقیقت و معرفت کے تمام دروازے کھل جاتے تھے۔ شریعت و طریقت کے وہ باریک مسائل جن کو حل کرنے کے لئے بڑے بڑے اکابرین

Marfat.com
Marfat.com

مدتوں صرف کر کے حل نہ کر سکتے آپ ایک فقرے میں ان مسائل کا حل نہایت سادہ اور سہل طریقے سے فرما دیتے تھے آپ کی محفل میں روحانیت و ولایت کے جواہر عالیہ وزواہر عالیہ اس طرح بکھرے ہوئے تھے کہ جو بھی چاہتا جھولیاں بھر لیتا تھا۔ آپ کے فیوض و برکات کے چشمے سے ایک زمانے روحانیت کی تشنگی دور کی آپ نے ملت اسلامیہ کے لئے زبانی تحریری اور عملی خدمات سرانجام دیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہر شخص خدا سے بخشش اور خیر کا طالب ہے اسی لئے ساری مخلوق خدا کے دربار میں جبیں ریز ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ ایک پری نے جو خود سلیمانی تھی شیطان کو نماز پڑھتے دیکھا تو پری حیران ہوئی اُس نے شیطان سے پوچھا تم تو انسان کے ایمان و آگہی کے دشمن ہو مگر آج نماز پڑھ رہے ہو کیا تمہیں خبر ہے کہ تمہاری کوئی عبادت قبول نہ ہوگی۔ شیطان نے پری کو جواب دیا کہ میں نماز اس لئے پڑھتا ہوں کہ نماز بخشش مانگنے کا وسیلہ ہے۔ شاید اس سے میری بخشش ہو جائے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے کسی کو بخشش اور خیر مانگنے سے روکا بھی نہیں۔

آپ کے فرمودات:

آپ اپنے متعلقین کو فرمایا کرتے تھے کہ اہل اللہ کی زندگی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک نعمت ہے۔ ان کی ذات پاک کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ ہر مصیبت ٹال دیتا ہے۔ ان نفوس قدسیہ کے قدم کی برکت سے وہ عقدے چٹکی بجاتے بجاتے حل ہو جاتے ہیں۔ جنہیں قیامت تک ناخن تدبیر کبھی بھی نہ کھول سکے جس سے بڑے بڑے صاحب علم وعقل حیران رہ جاتے ہیں۔ اور ان کے سامنے زرہ بھی لب کشائی نہ کر سکے ان کی صورت، ان کی سیرت، ان کی رفتار، ان کی گفتار، ان کی ہر روش، ہر ادا اور ہر کردار و اسرار پروردگار عالم کا ایک بہترین مرقع اور منہ بولتی تصویر ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ دوام کسی کو بھی حاصل نہیں نہ ہمیشہ کوئی روانہ رہے گا ہمیشگی رب العزت کے لئے ہے۔ جو ہمیشہ سے موجود ہے اور موجود رہے گا جبکہ ہر شے کو ایک دن تباہ اور فناء اور معدوم ہونا ہے۔ اسی لئے اسلاف کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے ایسے پاک انفاس قدسیہ کے حالات مبارکہ و حکایات و ملفوظات جمع فرمائے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے اسلاف کے ان گراں قدر علمی خزینوں سے پورا فائدہ اٹھائیں اور افکار عشق و محبت اور مسائل شریعت و طریقت کے مجموعہ معرفت و حقیقت کے گنجینہ کو اپنی آنے والی نسلوں کے لئے چھوڑ جائیں تا کہ یہ سلسلے تا قیامت جاری و ساری رہ سکیں۔

نمبر ۲:

ہندوستان میں گائے کا گوشت کھانا ہندو پسند نہیں کرتے تھے۔ اس سلسلے میں اکثر مسلمان بھی ان کی تقلید کرتے تھے کئی افراد نے طبی نقطہ نظر سے اس کے مضر اثرات مرتب کر رکھے تھے۔

Marfat.com
Marfat.com

ایک دن اعلیٰ حضرت محدث بریلی کے سامنے گائے کے گوشت کے کھانے اور اس کے مضر ہونے کا ذکر آیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

گائے کا گوشت حلال اور غریب پرور گوشت ہے۔ اور بعض حالتوں میں گوشت بُر سے نافع تر ہے۔ عام گوشت کے شوقین گائے کے گوشت کو ہی پسند کرتے ہیں۔ اور بکری کے گوشت کو تو بیماروں کی خوراک کہا جاتا ہے۔ گائے کی قربانی کا تو خاص طور پر قرآن پاک میں ذکر موجود ہے اور خود آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قربانی اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے فرمائی ہے۔

نمبر۳:

بچوں کے ناموں کے بارے میں اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے پاس کسی شخص نے آ کر کہا کہ میں اپنے بچوں کا کیا نام رکھوں۔ میں نے کہا کہ اوّل اسمائے حسنیٰ میں سے نام رکھنا مسنون ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میری محبت کی وجہ سے اپنے بیٹے کا نام محمد یا احمد رکھے گا روزِ قیامت اللہ تعالیٰ دونوں باپ بیٹوں کو بخش دے گا۔ اور قیامت کے روز ملائکہ کہیں گے کہ جن کا نام محمد یا احمد ہے۔ جنت میں چلے جاؤ اس طرح ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں کسی کا نام محمد یا احمد ہے اس گھر کی زیارت کے لئے ملائکہ دن میں ایک مرتبہ ضرور آتے ہیں۔

نمبر۴:

کسی شخص نے آپ سے سوال کیا کہ قبرستان میں کیونکر بغیر جوتوں کے داخل ہونے کا حکم ہے اور اگر راستے میں ببول کے کانٹے پڑھے ہوں تو کیا پھر بھی جوتے اتارنے ضروری ہوں گے۔ اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ شریعت مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ جب کسی کام سے منع فرماتی ہے تو کسی مصلحت سے اور جب بندہ کو ضرورت پیش آتی ہے تو فوراً اپنی حمایت اٹھا لیتی ہے۔ خمر و خنزیر سے بڑھ کر کونسی چیز حرام فرمائی گئی ہے۔ مگر ساتھ ہی مضطر کا استثناء فرما دیا کہ جب جنگل میں انسان کو شدت کی پیاس لگی ہو اور پانی نہ ملے اور شراب موجود ہو اور ایسی حالت ہو جائے کہ مرنے کا اندیشہ ہو یا منہ میں نوالہ اٹکا ہوا ہو سوائے شراب کے کوئی چیز ایسی نہیں کہ نوالہ اتر سکے اور پینے سے دم گھٹ کر مر جانے کا خطرہ ہو ایسی حالت میں اگر شراب نہ پی اور مر گیا تو گنہگار ہو گا اور موت حرام ہوگی۔ اسی طرح سخت بھوک لگی ہو اور سوائے خنزیر کے کوئی چیز دستیاب نہ ہو اور ایسی جگہ پر ہو جہاں اور کسی چیز کے ملنے کی توقع نہ ہو تو اگر خنزیر کا گوشت نہ کھایا اور مر گیا تو گنہگار ہو گا تو ایسی موت بھی

Marfat.com
Marfat.com

حرام ہوگی۔

نمبر۵: ایک مرتبہ کسی شخص نے اعلیٰ حضرت محدث بریلی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کیا مرنے کے بعد عذاب روح پر ہوتا ہے یا جسم پر بھی ہوتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا روح اور جسم دونوں پر عذاب ہوتا ہے۔ اور اسی طرح ثواب بھی کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ ایک لنجھا کسی باغ کے سامنے پڑا تھا اور میوے دیکھ رہا تھا مگر اس تک جا نہیں سکتا تھا۔ اتفاقاً ایک اندھے کا بھی ادھر سے گزر ہوا وہ اندھا باغ میں جا تو سکتا تھا مگر باغ کے میوے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ لنجھے نے اندھے سے کہا بھائی مجھے باغ میں لے چلو وہاں جا کر ہم دونوں میوے کھائیں گے۔ اندھے نے اس کو اپنے کاندھے پر سوار کیا اور باغ میں لے گیا لنجھے نے میوے توڑے اور دونوں نے کھائے۔ اس صورت میں مجرم کون ہوگا یقیناً دونوں ہی مجرم ہوں گے۔ اندھا بھی اور لنجھا بھی اس میں اعلیٰ حضرت نے جسم کو اندھے سے تشبیہ دی اور لنجھے کو روح کے ساتھ۔ آپ کا سمجھانے کا انداز انتہائی دلنشین اور شگفتہ ہوا کرتا تھا۔ جب تک سائل کو اپنے سوال کا جامع اور ٹھوس جواب نہ مل جاتا۔ آپ مسئلہ کو مختلف رنگوں میں بیان کرتے رہتے اور بار بار کرنے سے گھبراتے نہ تھے۔

نمبر۶:

ایک شخص نے اعلیٰ حضرت کے سامنے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے عرض کیا کہ میری بیٹی کچھ عرصہ قبل انتقال کر گئی تھی۔ میں کئی مرتبہ خواب میں اس کو علیل اور برہنہ دیکھ چکا ہوں اس لئے سخت مضطرب ہوں اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ اپنی بیٹی کو کلمہ طیبہ ستر ہزار مرتبہ پڑھ کر بمع درود شریف بخش دو انشاء اللہ آئندہ اس کو تم خواب میں ایسی حالت میں نہ دیکھو گے کیونکہ پڑھنے والے کے لئے بھی اور جس کو بخشا جائے اس کے لئے بھی اور اگر تمام مومنین مومنات کو ایصال ثواب کیا جائے تو اس کو ثواب بے شمار ملتا ہے۔ پھر آپ نے حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کا ایک واقعہ سنایا کہ وہ کسی جگہ دعوت میں تشریف لے گئے اُس میں ایک لڑکا بھی شریک تھا جو کشف میں شہر بھر میں مشہور تھا اچانک کھانا کھاتے ہوئے وہ لڑکا رونے اور چلانے لگا۔ جب اُس سے اُس کی وجہ دریافت کی تو بولا کہ میری ماں کو جہنم میں لے جانے کا حکم ہوا ہے اور فرشتے اس کو جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں۔ حضرت ابن عربی کے پاس ستر ہزار مرتبہ کلمہ پہلے کا پڑھا ہوا محفوظ تھا آپ نے اپنے دل میں ہی اس کی ماں کو بخش دیا اور ایصال ثواب کے۔ لئے دعا فرمائی تھوڑی دیر بعد وہ لڑکا خوش ہو گیا۔ اور ہنسا حضرت ابن عربی نے اس سے ہنسنے کا سبب پوچھا تو اُس نے عرض کی کہ ابھی میں نے

Marfat.com
Marfat.com

دیکھا ہے کہ فرشتے میری والدہ کو جنت کی طرف لے جا رہے ہیں۔

حضرت شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ مجھے اس لڑکے کے کشف کی تصدیق ہوگئی کہ کلمہ طیبہ پڑھنے کے ثواب سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ کلمہ طیبہ کے ذکر سے روح بالیدہ خاطر ہو جاتی ہے۔

نمبر ۷:

حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں اکثر لوگ سوال کرتے تھے کہ وہ ولی ہیں یا نبی آپ نے اُن کے متعلق فرمایا کہ جمہور کا مذہب یہی ہے۔ کہ وہ نبی ہیں۔ اور زندہ ہیں جس طرح حضرت لیاس علیہ السلام کے ذمہ بحر کی خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چار نبیوں کو زندہ رکھا ہوا ہے ان کا وعدہ لٰہیہ ابھی آیا ہی نہیں یوں تو سارے نبی زندہ ہیں جس کے متعلق ارشاد باری بھی ہے کہ بیشک اللہ نے زمین پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو خراب کرے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں اور انہیں قاعدہ روزی بھی دی جاتی ہے۔ نبیوں پر ایک آن کونصِ تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لئے موت طاری وتی ہے۔ اس کے بعد پھر ان کو حیات حقیقی ودنیاوی عطا کردی جاتی ہے۔ جو نبی بظاہر زندہ ہیں ان یاروں میں سے دو آسمان پر اور دو زمین پر زندہ موجود ہیں۔ ان کو جب حق تعالیٰ چاہیں گے موت کا ذائقہ چکھا دیں گے کیونکہ اللہ کا فرمان ہے کہ ایک دن موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

بر ۸:

کسی محفل میں سوال اٹھا کہ اولیائے کرام میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ عبادت وریاضت کے ساتھ کشتی وکسرت بھی کرتے ہیں کیا یہ اولیائے کرام کے لئے جائز ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ لکل جائز ہے۔ اس پر آپ نے حضرت بہاؤالدین خواجہ نقشبندی کا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ حضرت خواجہ نقشبند نے حضرت خواجہ امیر کلال کی عبادت وریاضت اور ولایت کا چرچا سنا تو ان کی ملاقات کے لئے گئے۔

جب ان کی خانقاہ کے قریب پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ لوگوں کا ایک ہجوم ہے جو ایک میدان میں جمع ہے جب آپ اس ہجوم کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ اس میدان میں کشتی ہو رہی ہے اور حضرت امیر کلال بھی اس کشتی میں شریک ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند کو یہ بات ناگوار گزری کیونکہ آپ اپنے وقت کے بہت بلند پایہ عالم اور پابند شریعت تھے۔ آپ کے دل میں جب یہ بات پیدا ہوئی تو اسی وقت آپ پر غنودگی طاری ہوگئی آپ نے خواب میں دیکھا کہ میدان محشر بپا ہے ان کے اور جنت کے درمیان ایک دلدل کا دریا حائل ہے یہ اس کے پار جانا چاہتے ہیں جب

Marfat.com
Marfat.com

دریا میں اترتے ہیں تو جتنا زور آگے بڑھنے کے لئے لگاتے ہیں اتنا ہی دلدل میں پھنستے جا
یہاں تک کہ بغلوں تک دلدل میں پھنس جاتے ہیں اسی کشمکش میں سخت پریشان ہین کہ اس میں
کیسے نکلا جائے اتنے میں امیر کلال تشریف لائے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو دلدل سے باہر نکال
کے دوسری طرف جنت میں لے جاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ تو اس سے
پہلے کہ آپ حضرت امیر کلال علیہ الرحمۃ سے کچھ عرض کریں وہ خود انہیں مخاطب کر کے فرمانے لگ
کہ بہاؤالدین اگر ہم کشتی نہ لڑیں تو یہ طاقت کہاں سے آئے۔ جس نے تمہیں دلدل سے نکال
جائے یہ سن کر خواجہ بہاؤالدین امیر کلال علیہ الرحمۃ کے قدموں پر گر گئے اور ان کی بیعت سے
مشرف ہوئے۔

نمبر۹:

اعلیٰ حضرت کے مریدوں نے ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت ایک
صاحب جو پہلے محدث تھے مدرسہ میں پڑھاتے تھے۔ اب ان کی حالت یہ ہے کہ وہ مخفی باتیں بھی
بتاتے ہیں ہر وقت ان کے ہاں لوگوں کا ہجوم رہتا ہے مگر وہ نماز کی پابندی نہیں کرتے۔
اعلیٰ حضرت یہ سُن کر مسکرا دیئے اور ایک واقعہ ان مریدین کے سامنے بیان فرمایا کہ ایک
صاحب اولیائے کرام میں سے تھے ان کی خدمت میں بادشاہ وقت قدم بوسی کے لئے حاضر
ہوئے۔ اس وقت آپ کے پاس کچھ سیب نذر میں آئے تھے۔ آپ نے ان سیبوں کو بادشاہ کے
سامنے رکھ کر ایک سیب بادشاہ کو دیا اور ایک خود لے لیا۔ اچانک بادشاہ کے دل میں ایک شیطانی
خیال پیدا ہوا اور اُسنے سوچا کہ سیبوں میں سے ایک سیب جو سب سے بڑا ہے۔ اگر حضرت وہ اٹھا
کر مجھے دے دیں تو پھر میں ان کو ولی مان لوں گا۔ ان باتوں کو اللہ تعالیٰ نے ان بزرگوں کو القا
کے ذریعے سب کچھ بتادیا۔

چنانچہ انہوں نے وہی بڑا سیب اٹھا کر فرمایا کہ ایک مرتبہ ہم مصر گئے تھے ایک جگہ بھاری
جلسہ تھا وہاں ایک شخص کے پاس گدھا تھا اس گدھے کو اس کے مالک نے سدھار رکھا تھا اُس
گدھے کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر کہا جاتا کہ فلاں جگہ پر فلاں چیز پڑی ہے اٹھالاؤ گدھا سارے
جلسے میں جاتا گھومتا اور جس شخص کے پاس وہ مطلوبہ چیز ہوتی اس کے پاس جا کر سر ٹیک دیتا۔
یہ حکایت سنا کر اللہ کے ولی نے بادشاہ سے کہا کہ اگر ہم تمہیں بڑا سیب نہ دیں تو ولی نہ
ہوئے اگر دے دیں تو پھر اس گدھے سے بڑھ کر کیا کمال دکھایا یہ فرما کر سیب بادشاہ کی طرف پھینکا
اور فرمایا وہ صفت جو غیر انسان کے لئے کمال نہیں اور جو غیر مسلم کے لئے ہوسکتی ہے مسلم کے لئے

Marfat.com
Marfat.com

ل نہیں۔

پ کی علمی اور دینی خدمات:

اعلیٰ حضرت نے دینی خدمات اس قدر انجام دیں ہیں کہ ان کا شمار اور احاطہ تحریر میں لانا ل ہے۔ آپ عمر بھر علوم اسلامی کے ظاہری و باطنی اسرار کے مطالعہ میں مصروف رہے۔ آپ علوم قدسیہ کے علاوہ دیگر علوم وفنون کی بھی تکمیل کی اور بعض علوم وفنون میں تو خود آپ کی ت سلیم نے رہنمائی کی۔ ایسے تمام علوم وفنون کی تعداد ۴۵ ہے جن میں علم قرآن، علم حدیث، ل حدیث، فقہ جملہ مذاہب، اصول فقہ، جدل تفسیر، عقائد کلام، صرف، نحو، معانی، بیان، بدیع رہ قابل ذکر ہیں۔ ان علوم کے علاوہ آپ نے علم الفرائض، عروض، نجوم، اوفاق، فن تاریخ ادِ نظم ونثر فارسی، نظم ونثر ہندی، خط نسخ اور خط نستعلیق وغیرہ میں بھی کمال حاصل کر رکھا تھا۔

آپ نے جن علوم وفنون پر دسترس حاصل کی ان کی تعداد ۵۴ سے زیادہ ہے۔ عالم اسلام مشکل سے کوئی عالم ایسا نظر آئے گا جو اِس قدر علوم وفنون میں دسترس رکھتا ہو پھر یہی نہیں کہ پ نے ان علوم کی تکمیل کی بلکہ ہر ایک علم وفن میں اپنی کوئی نہ کوئی یادگار چھوڑی ہے ان علوم و ن جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ ان میں سے بعض کو اعلیٰ حضرت نے خود ترک فرما دیا تھا اور بعض خود اپنایا تھا اس ترک وقبول پر آپ روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ میں نے فلسفہ کو اس ت سے ترک کیا جب میں نے یہ محسوس کیا کہ اِس میں سوائے طبع کاری کے کچھ نہیں اس کی ست اور رنگ جب چھا جاتا ہے۔ تو دین سلب کر لیتا ہے اور اس کی ظلمت ہی کی وجہ سے قیامت خوف ہلکا ہو جاتا ہے اس لئے میں نے اپنی ذمہ داریوں پر غور کیا اور ہیت ہندسہ، نجوم، گارشات اور فنون ریاضی سے میرا شغف اس لئے نہیں کہ اس میں مجھے مزید مشق حاصل ہو بلکہ وجہ تو محض تفریح طبع کے لئے ہے اس کے علاوہ اس سے وقت کے تعین اور تعدیل میں مدد ملتی ہے۔ جس سے مسلمانوں کو نماز روزے کے اوقات کی جانچ کے لئے فائدے پہنچ سکتے ہیں۔

لیٰ حضرت کا محبوب مشغلہ:

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرا سب سے محبوب مشغلہ آنحضرت لی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرنا ہے کیوں کہ وہابی مسلک کے لوگ آپ کی شان میں گستاخی کرتے ہں اور توہین بھی کرتے ہیں آپ وہابی حضرات کی زبان درازی کا مقابلہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے اس عمل کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا کیونکہ اس نے خود فرمایا ہے کہ میں اپنے بندے سے اس کے حسن ظن سے معاملہ فرماتا ہوں اور میرا ظن یہی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کی

Marfat.com
Marfat.com

زبان درازی کا مقابلہ کروں آپ کے دیگر مشاغل میں قابل ذکر بدعتیوں کی بیخ کنی، مفسدین اور دین کے دشمنوں کی نشاندہی حسب استطاعت اور واضح مذہب حنفی کے مطابق فتویٰ نویسی ہے۔

وصال باکمال:

ایک روز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنے بھائیوں کو حکم دیا کہ میرے پاس بیٹھ کر سورہ یاسین شریف اور سورہ رعد کی تلاوت کرو جب دونوں سورتیں تلاوت فرما دی گئیں پھر آپ نے دعائیں جو سفر پر چلتے وقت پڑھی جاتی ہیں وہ پڑھیں اس کے بعد کلمہ طیبہ پڑھا اس کے بعد آپ کے چہرے پہ ایک لحہ کے لئے نور چمکا جس میں ایسی چمک اور جنبش تھی جس طرح آئینے میں لمعان خورشید جنبش کرتا ہے۔ اس کے بعد آپ کی روح مبارک جسم اطہر سے پرواز کر گئی اور آپ فرمایا کرتے تھے جنہیں ایک جھلک دکھا دیتے ہیں وہ شوق دیدار میں ایسے جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا۔

آپ کا وصال باکمال ۲۵ صفر المظفر بروز جمعتہ المبارک ۱۳۴۰ھ کو ہوا۔ مزار پُر انوار دار العلوم منظر الاسلام کے شمال جانب ایک پرشکوہ عمارت کے اندر محلہ سوداگراں شہر بریلی شریف یوپی انڈیا میں ہے۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک آپ کے مزار پُر انوار کے علاوہ بھی پوری دنیا میں ہر سال ۲۴۔۲۵ صفر المظفر کو بڑی عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر آپ کے مزار شریف پر ہزاروں علماء اور مشائخ عُرس میں شرکت کے لئے پوری دنیا سے آتے ہیں اور فیوض و برکات سے جھولیاں بھرتے ہیں۔

مزار شریف کی تعمیر کا انداز انتہائی دلکش اور گنبد اور میناروں کا ڈیزائن بہت خوبصورت ہے۔ جسے دیکھنے کے بعد عشاق کی زبان سے بے ساختہ سبحان اللہ کا لفظ نکلتا ہے۔ اللہ کریم اس آستانے کے فیضان کو مزید بڑھائے اور اس چمنستان ولایت کو عقیدت مندان کے لئے رشد و ہدایت کا مرکز بنائے رکھے۔ آمین۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمتہ اللہ علیہ

ضیاء المشائخ:

فاضل نگینہ، قطب مدینہ، عاشق و فنافی الرسول، نائب اعلیٰ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمتہ اللہ علیہ۔

تعارف:

آپ کی ولادت ۱۲۹۴ھ میں ضلع سیالکوٹ میں ہوئی آپ کے والد کا نام عبدالعظیم تھا۔ ابتدائی تعلیم آپ نے سیالکوٹ ہی میں حاصل کی۔ دینی تعلیم کے لئے لاہور کا رخت سفر باندھا۔ اور استاد علامہ غلام قادر بھیروی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عربی کی بیشتر کتابیں آپ سے پڑھیں اور بعدازاں آپ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں چار سال تک تعلیم حاصل کی۔ پھر دورہ حدیث کے لئے پیلی بھیت تشریف لے گئے پیلی بھیت میں آپ نے علامہ سیّد احمد سورتی رحمتہ اللہ علیہ کی شاگردگی اختیار کی جو اپنے زمانے کے مشہور محدث تھے۔ پیلی بھیت ہی میں آپ کی زندگی میں ایک نئے اور روشن باب کا اضافہ ہوا۔

بیعت وخلافت:

محدث سورتی علیہ الرحمۃ کا اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی سے خصوصی لگاؤ اور تعلق تھا۔ اُن کے ذریعہ ہی آپ حضرت فاضل بریلوی کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ قبلہ مرحوم پابندی کے ساتھ ہر جمعہ کو بریلی تشریف لے جاتے اور بعد نماز جمعہ پیلی بھیت واپس آ جاتے۔ علم حدیث کی فراغت کے بعد اعلیٰ حضرت بریلوی نے خود اپنے دست مبارک سے دستار بندی فرمائی اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کر کے خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔

زیارت بغداد و مدینہ شریف:

عوام کی رہنمائی پر مامور ہونے کے بعد آپ بغداد شریف روانہ ہو گئے تا کہ حضور غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر آپ کے خصوصی فیض و برکات سے مستفیض ہو سکیں یہاں عشق و محبت نے اتنا زور پکڑا کہ آپ

Marfat.com
Marfat.com

مجذوب ہو گئے۔ پانچ سال تک آپ پر یہی حالت طاری رہی بعدازاں آپ کو سیّد الحسینی اپنے ساتھ اپنے مسکن پر لے گئے۔ اور آپ پر خصوصی توجہ فرمائی تو آپ معمول پر آئے اس وقت سیّد الحسینی کی عمر تقریباً ۱۸ سال تھی اس کے بعد حضرت قبلہ کو مدینہ شریف کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ اپنی اس خواہش کا اظہار آپ نے اپنے میزبان سے کیا انہوں نے اجازت دے دی اور سفر کا انتظام بھی فرما دیا۔ آپ ۱۳۲۷ھ میں مدینہ شریف حاضر ہوئے اور باقی تمام عمر دربار حبیب ہی میں بسر کی مدینہ شریف میں حضرت قبلہ کی کرامات و خدمات کے ذکر کے لئے ایک طویل دفتر درکار ہے۔ مختصر عرض کروں گا کہ اس دور میں جبکہ غربت اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ آپ حجاج کرام اور زائرین مدینہ کے قیام و طعام کے بندوبست پر اپنی خصوصی توجہ مرکوز رکھی اور خاص کر ریلوے لائن کی تعمیر کے سلسلے میں آپ کی خدمات کو آئندہ وقتوں میں یاد رکھا جائے گا۔

آپ ترکوں کے زمانہ میں مسجد نبوی شریف میں درس حدیث دیتے تھے محفل میلاد کا انعقاد تو آپ کا خصوصی مشغلہ تھا۔ مدینہ طیبہ میں جہاں بھی مولود کی مجلس ہوتی۔ آپ کو ضرور مدعو کیا جاتا اور آپ بڑے جوش وخروش سے تشریف لے جاتے۔ آپ کو اردو، عربی، فارسی اور پنجابی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ اور کچھ انگریزی بھی جانتے تھے۔ مصر اور ترکی کے علماء و مشائخ آپ کے پاس آتے اور دیر تک علمی گفتگو رہتی۔

سیرت و کردار:

آپ جدید درجہ شفیق و خلیق تھے۔ آپ کے پاس بیٹھنے سے خدا یاد آتا تھا۔ اور ایمانی و روحانی لذت ملتی تھی۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کے علاوہ آپ کو مختلف سلاسل میں خدمت بھی ملی ہوئی تھی۔ جن میں سے سلسلہ منوریہ، معلمیہ، مکموتیہ، شاذلیہ، اشرفیہ، نقشبندیہ اور چشتیہ قابل ذکر ہیں۔ لیکن آپ عموماً لوگوں کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں ہی بیعت فرماتے تھے جو کہ آپ کو اعلیٰ حضرت محدث بریلی نے عطا فرمایا تھا۔ کشف کا یہ عالم تھا کہ ہر حاضر ہونے والے کی طبع کے مطابق گفتگو فرماتے تاکہ زائر کی دل جوئی ہو جائے آپ خود بھی شریعت پر سختی سے کاربند تھے۔ آپ کا فرمان تھا کہ طریقت اور حقیقت کی ساری منزلوں کا راز پابندی شریعت میں پنہاں ہے۔ آپ کے خلفائے نامدار پاکستان، بھارت، افریقہ، ترکی اور عرب ممالک میں آپ کے لاتعداد مرید ہیں۔ آپ کے خلفاء میں سے مندرجہ ذیل حضرات قابل ذکر ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا سیّد حسین الدین شاہ صاحب راولپنڈی، قائد اہلسنت حضرت شاہ احمد نورانی صدیقی رحمتہ اللہ علیہ خطیب پاکستان، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمتہ اللہ علیہ، قاری مصلح الدین صدیقی کراچی رحمتہ اللہ علیہ، مولانا شاہ

Marfat.com
Marfat.com

تراب الحق قادری کراچی، مفتی غلام سرور قادری لاہور، مولانا غلام رضا علوی راولپنڈی، مولانا تقدس علی خان سندھ، قاری امانت رسول انڈیا، علامہ محمد ابراہیم خوش تر صدیقی افریقہ، علامہ سیّد محمد عباس مالکی مکہ معظمہ اور جانشین وخلیفہ اعظم حضرت مولانا فضل الرحمٰن القادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔

ایام علالت:

ذکر پاک ہر وقت آپ کے لبوں پر جاری رہتا تھا۔ یہاں تک کہ آخری ایام میں جب آپ کو مدینہ منورہ کے ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ تو وقت کے مطابق جب میلاد شریف کا ٹائم ہوتا تو آپ فرماتے کہ آپ شروع کریں ہسپتال کا عملہ اس بات کا گواہ ہے کہ آپ جتنے دن ہسپتال میں رہے۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی صدائیں گونجتی رہیں۔ آپ نے ہمیشہ اپنے عبدیت کے روپ کو ظاہر کیا اور اپنی ولایت کے روپ کو چھپایا۔ لیکن جن خوش نصیب حضرات کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے باطنی آنکھیں عطا فرمائی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ حضرت قبلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدینہ منورہ میں خاص ڈیوٹی پر مامور تھے۔ بارگاہ رسالت میں ایک اہم عہدہ آپ کو تفویض تھا۔

کشف وکرامات:

آپ کرامات کو چھپاتے تھے لیکن اس کے باوجود آپ کی ذات سے کرامات کا ظہور ہوتا رہتا تھا۔ کراچی کے ایک صاحب جو کہ کراچی میں ایک فارن بنک میں ملازم ہیں۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا فضل الرحمٰن قادری کے نام اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں کہ ایک دن میں عشاء کی نماز کے بعد اپنے روزانہ کے وظائف سے فارغ ہو کر سو گیا۔ بظاہر تو میں سو گیا۔ لیکن درحقیقت میری قسمت جاگ گئی۔ میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد نبوی شریف کا منظر ہے اور سرکار باب مجیدی کے دروازے سے باہر تشریف لاتے ہیں۔ اور سامنے ایک مکان میں جاتے ہیں آپ مکان میں داخل ہوئے تو میں نے کیا دیکھا کہ ایک ضعیف شخص نے اٹھ کر آپ کی قدم بوسی کی اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ نے اتنی تکلیف کیوں فرمائی آپ حکم فرماتے اور بندہ حاضر ہو جاتا کہ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی صبح مسجد کے خطیب سے میں نے اس خواب کا ذکر کیا۔ انہوں نے بتایا کہ واقعی باب مجیدی کے سامنے ایک عاشق رسول رہتے ہیں۔ اس خواب میں تمہیں ان کے دامن سے وابستہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا اب یہ عریضہ ارسال کر رہا ہوں تاکہ حضرت مجھے اپنے دامن میں لے لیں تاکہ میری بارگاہ رسالت تک رسائی ہو جائے۔ بڑے بڑے مشائخ عظام جب آپ کے پاس آتے تو آپ کی قدم بوسی کرتے اور آپ کا اتنا ادب بجالاتے کہ

Marfat.com
Marfat.com

بغیر حکم کے بات تک نہ کرتے۔ غزالی دوراں رازی زماں حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ جن کی علمیت کا اس وقت برصغیر میں جواب نہیں۔ جب آپ کے آستانے پر حاضر ہوتے تو کہتے کہ میں تو حضرت قبلہ محترم کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کچھ عرض کرتا ہوں ورنہ میری کیا مجال ہے اس طرح دوسرے علماء مشائخ کی یہی حالت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا سیّد الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت محبت تھی لہٰذا مدینے شریف کا جو قطب ہوتا ہے۔ وہ سیّدنا امیر حمزہ کا مظہر ہوتا ہے۔

ایک دفعہ انڈیا سے ایک بزرگ آئے اور مسجد نبوی شریف میں حاضر تھے اور بارگاہ رسالت میں استغاثہ پیش رہے تھے کہ یارسول اللہ کرم کا طالب ہوں کہ مدینہ کے قطب سے ملاقات ہو جائے۔ انہوں نے ابھی منہ پر ہاتھ پھیرے ہی تھے کہ آگے بڑھ کر مولانا ضیاء الدین صاحب نے معانقہ کیا اور کہا کہ خادم حاضر ہے۔ فرمایئے کہ کیوں یاد کیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے دل میں دعا مانگی تھی آپ نے تقریباً ساٹھ کے لگ بھگ حج ادا کیے۔ جن میں سے زیادہ تر پیدل ادا کیے۔ آخری ایام میں عرصہ دس سال سے آپ مدینہ طیبہ سے باہر نہیں جاتے تھے کہ کہیں مدینہ سے باہر ہی موت نہ آ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ خواہش بھی پوری کر دی اور ۱۴۱۵ء ۱۵ ویں صدی ہجری کے پہلے ذوالحجہ کے پہلے جمعہ کو عین اذان کے وقت جبکہ مسجد نبوی شریف سے موذن کی صدا بلند ہو رہی تھی اس وقت آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کے جنازہ پر مسلمانوں کا اژدھام تھا۔ آپ کی وصیت کے مطابق مسجد نبوی میں جنازہ کے بعد آپ کی میت مواجہ شریف میں لائی گئی۔ پھر مدینہ کی گلیوں سے ہوتا ہوا جنازہ جنت البقیع میں پہنچا۔ سارے راستے میں جنازہ کے ساتھ درود شریف کا ورد ہوتا رہا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے بڑے فرزند ارجمند صاحبزادہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن قادری کی علماء اور مشائخ عظام کی موجودگی میں آپ کے آستانہ پر دستار بندی ہوئی۔ الحمد للہ آپ اپنے والد صاحب کے صحیح جانشین اور ایک علمی اور روحانی شخصیت جو اس روحانی سلسلے کو تاحیات قائم رکھے ہوئے اور حسب سابق نماز عشاء کے بعد محفل میلاد کا اہتمام تاحیات کرتے رہے۔ اب قریباً ایک برس قبل آپ کا بھی وصال مبارک ہو گیا ہے اور جنت البقیع میں ہی آپ کی تدفین ہوئی۔

یاد رہے مولانا فضل الرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی رحمتہ اللہ علیہ کے خسر تھے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت سیّد عبداللطیف شاہ المعروف بری امام قادریؒ

تعارف:

مقتدائے قوم، ہدف تیر ملامت، پیشوائے اہل کرامت، حضرت سیّد عبداللطیف شاہ قادری المعروف حضرت امام بری شاہ رحمتہ اللہ علیہ ۱۰۲۶ھ بمطابق ۱۶۱۷ء میں ضلع باغ کلاں کے قصبہ چولی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل نام سیّد عبداللطیف شاہ ہے۔ حضرت سیّد جمال اللہ حیات المیر علیہ الرحمتہ نے آپ کو امام بری کا لقب عطا فرمایا۔ اور ساتھ ہی تاکید فرمائی کہ اگر کوئی پوچھے کہ تمہیں امام بری کا لقب کس نے دیا ہے۔ تو برملا کہہ دینا کہ مجھے یہ لقب حضرت امام مہدی بن حسن عسکری علیہ السلام نے عطا کیا ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام نامی اسم گرامی حضرت سید سخی محمود شاہ علیہ الرحمتہ ہے۔ انہوں نے اپنے گاؤں سے نقل مکانی فرما کر باغ کلاں (موجودہ اسلام آباد آبپارہ) میں آ کر ڈیرے ڈال دیئے۔ آپ کے والد بزرگوار نجف اشرف کے فارغ التحصیل عالم و فاضل تھے۔ آپ اپنے وقت کے متقی اور زاہد قیام اللیل اور قائم العلوم تھے۔ آپ نے حضرت سیّد عبداللطیف شاہ المعروف امام بری سرکار کی تربیت اس طرح کی تھی جس طرح حق تھا۔ آپ نے اپنی نگاہ ولایت سے اپنے بیٹے کو دیکھتے ہوئے ان کی بہترین انداز میں تربیت کی۔ اور اپنی زندگی کے آخری لمحات تک کماحقہ زیور تعلیم سے بہرہ ور کیا۔ حضرت سخی محمود بادشاہ علیہ الرحمتہ کا جب وصال با کمال ہوا تو انہیں آبپارہ اسلام آباد نزد شاہراہ کشمیر میں دفن کیا گیا۔ والد گرامی کی وفات کے بعد غور غشتی علاقہ چھچھ ضلع اٹک جو کہ اس زمانے میں علوم دینیہ کا مرکز تھا۔ آپ نے وہاں پر ریاضی، منطق، فقہ، حدیث کی تعلیم مکمل کی۔ اس کے علاوہ علم الکلام و علم ادب، علم معانی، علم طب اور علوم روحانی میں کمال حاصل کیا۔ یہاں سے تحصیل علوم مکمل کر کے کشمیر، بدخشاں، مشہد، نجف اشرف، کربلائے معلیٰ، بغداد شریف، بخارا، مصر، دمشق، مکہ مکرمہ اور مدینۃ المنورہ تشریف لے گئے۔ حج بیت اللہ کے دوران آپ نے علوم ظاہری اور باطنی کے خزانے حاصل کئے۔

سلسلہ بیعت:

حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے فارغ ہو کر آپ مرشد حق کی تلاش میں حجرہ شاہ مقیم ضلع قصور میں حضرت سید شاہ امیر بالا پیر علیہ الرحمتہ کی خدمت میں

Marfat.com
Marfat.com

حاضر ہوئے۔ اس زمانہ میں یہ علاقہ روحانیت کا مرکز و منبع تھا۔ آپ نے حضرت سیّد شاہ امیر بالا پیر علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ اور روحانیت کے باقی تمام علوم مرشد کامل کی خدمت میں رہ کر مکمل کیئے۔ انہی دنوں حضرت پیر شاہ غازی دمڑیاں والی سرکار بھی حضرت سیّد شاہ پیر بالا کے دست حق پرست ہوئے تھے۔ باطنی علوم کی تکمیل کے بعد مرشد کامل نے آپ کو ظلمت و جہالت کی اندھیری چادر کے خاتمے کے لئے خطۂ پوٹھوار کی طرف روانہ کیا۔ اور حضرت پیر شاہ غازی المعروف دمڑیاں والی سرکار کو آزاد کشمیر کی طرف روانہ کیا۔

سلسلہ نسب وطریقت:

آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام موسیٰ کاظم سے ہوتا ہوا حضرت علی علیہ السلام سے جاملتا ہے اور شجرہ طریقت کے اعتبار سے آپ ۱۴ واسطوں کے بعد حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی حضرت غوث الاعظم سے جاملتا ہے۔ آپ کے مرشد حضرت سیّد شاہ امیر بالا پیر بن حضرت سیّد محکم الدین شاہ محمد مقیم المعروف حجرہ شاہ مقیم حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمۃ کے پوتے کی اولاد تھے۔

شادی واولاد:

آپ نے نور پور شاہاں سے ۷ میل شمال میں واقع ایک گاؤں راہی سیداں ضلع ہزارہ کے ایک معزز خاندان کے سردار سیّد نور محمد کی صاحبزادی بی دامن خاتون سے شادی کی۔ اللہ نے آپ کو ایک لڑکی عطا کی۔ جو کچھ ہی عرصہ کے بعد رضائے الٰہی سے وصال فرما گئیں۔ اور کچھ مدت کے بعد آپ کی اہلیہ محترمہ بھی اِس دارفانی سے کوچ کر گئیں۔ اس کے بعد آپ نے عائلی پابندیوں سے آزاد رہنے کا فیصلہ کرتے ہوئے دوسری شادی نہیں کی۔ اور اپنا سارا وقت خدا کی عبادت و ریاضت میں گزارنا شروع کر دیا۔ آپ نے اپنی زندگی کا ایک حصہ بطور سالک گزارا۔

حضرت غلام شاہ قادری اور حضرت شاہ محمد غوث لاہوری کی آپ سے ملاقات:

حضرت سیّد غلام شاہ قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے علاقہ پوٹھوار میں حضرت امام بری شاہ لطیف سے ملاقات کی۔ اور آپ کو عابد و زاہد اور گوشہ نشین سالک پایا۔ آپ پر بعض اوقات اس قدر جذب طاری ہو جاتا کہ آپ سالک کی بجائے مجذوب معلوم ہوتے تھے۔ اسی

Marfat.com
Marfat.com

طرح حضرت شاہ محمد غوث لاہوری علیہ الرحمتہ نے حضرت امام بری شاہ لطیف رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔ اوران کو جذب سے نکال کر سلوک میں منتقل کیا۔ اور اپنا کمبل مبارک حضرت امام بری سرکار کو اوڑھا کر صاحب ستر کیا۔

سیرت و کردار:

آپ کی زندگی اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک انمول نمونہ تھی۔ آپ نے خطہ پوٹھوار میں رشد و ہدایت کے وہ چراغ روشن کئے۔ کہ تمام علاقہ کی کایا ہی پلٹ گئی۔ آپ نے بے لوث دینی خدمات انجام دیں۔ آپ کے دم قدم سے کفر و ظلمت کے بادل چھٹ گئے۔ آپ نے لوگوں کو جہاں اخلاقی اور اسلامی و مذہبی تعلیم دی۔ وہاں اس کے ساتھ ساتھ تصوف کے جام بھی پلائے۔ آپ ایک انقلاب آفرین ہستی تھے۔ آپ کی نادر روزگار درس گاہ نے اسلام کو بہت ترقی دی۔

حضرت سیّد غوث علی شاہ قادری لاہوری نے آپ کی حیات مبارکہ اور سیرت و کردار پر 2 کتابیں تحریر کی ہیں۔ ان کتابوں سے نہ صرف آپ کی روحانیت کی دنیا میں عرق ریز محنتوں کا پتہ چلتا ہے۔ بلکہ ان کے مطالعہ سے روح میں تازگی اور ایمان میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔

آپ کی دینی و علمی خدمات:

آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر چلتے ہوئے بندگان خدا کی رشد و ہدایت کا سلسلہ احسن طریقہ سے شروع کیا۔ دین اسلام کی تعلیمات کو عام لوگوں تک پہنچانے کے لئے درس گاہیں قائم کیں۔ اور خود درس قرآن مجید دیتے اور وعظ و نصیحت کا فریضہ بھی انجام دیتے تھے۔ آپ کی روحانیت اور علمیت کا چرچا سن کر دور دور سے لوگ آپ کے درس میں شرکت کے لئے آیا کرتے تھے۔ دور دراز سے لوگوں کی آمد کے پیش نظر آپ نے طالبان دین حق کے لئے خور و نوش کا بھی اہتمام کر رکھا تھا۔ لنگر کا سارا انتظام اللہ کریم کے فضل و کرم سے ہی پورا ہوتا تھا۔

آپ ایک جید عالم و فاضل تھے۔ شریعت معرفت طریقت اور حقیقت آپ پر روز روشن کی طرح عیاں تھی۔ نوجوانوں کی زندگی اور ان کے تخیل کی رفعت و پابندی آپ کی تربیت پر منحصر تھی۔ حضرت بری سرکار نے دینی علوم کی ترویج اور اپنے افکار و نظریات کو پھیلانے کے لئے تین اداروں کا قیام ضروری سمجھا۔ مدرسہ کو آپ نے اولیت دی۔ جہاں عربی علوم شریعت کی تعلیم کے علاوہ درس نظامی کی تعلیم کو فروغ ملا۔ صوفیائے کرام کیلئے تصوف کی تعلیم کے لئے خانقاہوں کے قیام کا اہتمام کیا۔ عوام الناس کے لئے وعظ و ہدایت کا انتظام مسجد میں کیا۔ حضرت بری سرکار نے

Marfat.com
Marfat.com

اپنے ان اداروں سے دین حق کی تبلیغ پورے زوروشور سے شروع کی۔ آپ نے اِس کے لئے ایک جگہ نہیں بلکہ علاقہ بھر میں پھر کر دین اسلام کی روشنی کو پھیلایا۔

اِس سلسلہ میں آپ دھیرکوٹ بھی تشریف لے گئے۔ وہاں پر بھی یہی سلسلہ رشد وہدایت جاری کیا۔ لوگوں کو خدا کی وحدانیت کا درس دیا۔ دھیرکوٹ آزاد کشمیر میں ستی قوم آباد تھی۔ جو آپ کی تبلیغ کے زور اور نگاہ ولایت سے مسلمان ہوگئی۔ دھیرکوٹ میں جب مسلمانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہونے لگا اور ہر جگہ پر آپ کی عوام شہرت اور چرچا ہونے لگا تو وہاں پر موجود ایک قوم تہوڑ آپ کے خلاف ہوگئی۔ اس قوم کا سردار کئی ہزار کا لشکر لے کر آپ کے خلاف جنگ کے لئے نکل آیا۔ مگر آپ نے جنگ کرنے کی بجائے اِس قوم کو دوبارہ خدا کی وحدانیت سے آگاہ کیا۔ آپ کی پُر اثر وعظ ونصیحت کا یہ اثر نکلا کہ لشکر میں شامل ایک دوسرا سردار اپنے بہت بڑے قبیلے کے ہمراہ حلقہ بگوش اسلام ہوا اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوگیا۔ اس کی تقلید کرتے ہوئے اور بھی کئی لوگ میدان جنگ میں مسلمان ہونا شروع ہوگئے۔ اِس طرح آپ کے پاس بھی بہت بڑی قوت جمع ہوچکی تھی جب وہ لوگ جنگ سے باز نہ آئے۔ تو آپ نے ستی قوم کے نوجوانوں کو آگے کیا۔ نتیجتاً تہوڑ قوم کے اس سردار کو شکست فاش ہوئی۔

فقر واستغناء:

ایک مرتبہ مغل شہزادے نجی حسنین شاہ کو نایاب پتھروں اور زمرد کی تلاش تھی۔ وہ ہزارہ کے علاقہ میں آیا۔ مگر باوجود کافی کوشش کے اس کو زمرد کی کان کا سراغ نہ مل سکا۔ دہلی کی جانب سے روانگی سے قبل شہزادے نے حضرت بری شاہ عبداللطیف رحمتہ اللہ علیہ کی عظمت بزرگی اور خداداد روحانیت کی شہرت سنی۔ تو آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر قدم بوسی کی۔ شہزادے کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ایک بادشاہ کو فقیر کی کٹیاء میں کیا کام۔ شہزادے نے عرض کیا۔ حضرت میں ہیروں کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہوں۔ مگر کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ آپ اس سلسلہ میں میری مدد فرمائیں۔

آپ نے فرمایا شہزادے ایک مرتبہ پھر پہاڑ پر جاؤ اس چٹان جس پر قدیمی زبان میں کچھ لکھا ہوا ہے۔ اس کو ہٹاؤ اس کے نیچے زمرد کی کان مل جائے گی۔ شہزادہ آپ کے حکم کے مطابق مطلوبہ کان کی طرف چل دیا۔ جب وہ چٹان ہٹائی۔ اس کے نیچے سے انتہائی قیمتی اور نایاب ہیرے برآمد ہوئے مطلوبہ ہیرے حاصل کرنے کے بعد ایک طشت ہیروں کا بھر کر آپ کی خدمت میں بھی پیش کیا۔ آپ نے اس سے طشت لیکر ندی میں الٹ دیا۔ شہزادہ حیران ہوا اور

Marfat.com
Marfat.com

عرض کی حضور آپ نے اتنے قیمتی ہیرے اس طرح ضائع کر دیئے آخر کیوں؟ آپ نے فرمایا شہزادے قیمتی پتھر تو تمہارے لئے ہیں میرے لئے تو وہ سنگریزے ہیں۔ اور اگر تمہیں یقین نہیں اور اگر ان پتھروں کے ضائع ہونے کا دکھ ہوا ہے تو آنکھیں بند کرو، تمہیں اس سے بھی قیمتی پتھر دکھا سکتا ہوں۔ شہزادے نے آنکھیں بند کیں تو دیکھ کر حیران و پریشان ہو گیا۔ کہ آپ کے حجرے میں اس سے قیمتی پتھر بکھرے پڑے ہیں۔ جن کا نظارہ انسانی آنکھ سے ناممکن ہے۔ حضرت امام بری سرکار کی اِس کرامت کا اس شہزادے پر اتنا اثر ہوا کہ اس کا ظاہر و باطن روحانی عظمت سے روشن ہو گیا۔ اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ اب تمام زندگی آپ کے قدموں سے وابستہ رہ کر ہی گزاروں گا۔

اس کے بعد شہزادے نے آپ سے شریعت و طریقت کی تعلیم حاصل کی۔ اور سلوک کی منزلیں طے کیں۔ اور ہر وقت ذکر خدا میں مشغول رہنے لگا اور ساری زندگی ایک لمحہ کے لئے بھی آپ کے قدموں سے جدا نہ ہوا۔ آپ کو شہزادے سے بڑا اُنس اور محبت تھی۔ اس کو ہمیشہ اپنے نزدیک جگہ دیتے۔ جب اس کا انتقال ہوا۔ تب بھی اس شہزادے کو آپ کے قدموں میں جگہ ملی۔ اس کا مزار بھی آپ کے مزار کے ساتھ اندر ہی واقع ہے۔

عبادت و ریاضت:

آپ نے کئی برس تک نور پور شاہاں کے قریب بہنے والی ندی نیلاں میں کھڑے ہو کر عبادت و ریاضت کی۔ اس کے بعد نور پور شاہاں کے قریب موضع بھوتوں کے قریب ایک غار میں طویل چلہ کشی کی۔ اور اسی غار میں آپ نے سلوک کی تمام منازل طے کیں۔ اور نفس کشی کی ایک شاندار مثال قائم کی۔ آپ کی محنت شاقہ کو دیکھ کر حضرت سخی حیات المیر علیہ الرحمتہ تشریف لائے اور آپ کو غار سے باہر نکالا اور فرمایا کہ میں تمہیں اِس بریعنی (زمین) پر اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔ اس روز سے آپ حضرت بری امام کے نام سے مشہور ہو گئے۔

نوٹ:

بعض مورخین کہتے ہیں کہ ۱۲ سال تک پانی میں چلہ کشی کی وجہ سے آپ بحری کہلائے۔ بعد میں لفظ بگڑ کر بری ہو گیا۔

آپ نے تمام عمر بڑی سادگی میں گزاری۔ آپ کو سامان زندگی حاصل کرنے کی کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ ایک معمولی لباس آپ کے لئے مہینوں کافی ہوتا تھا۔ اکثر اوقات ایک دھوتی اور ایک کمبل میں گزارا کیا کرتے تھے۔

Marfat.com
Marfat.com

بچپن کی کرامت:

آپ کا دور شہنشاہ جہانگیر کا دور تھا۔ آپ کے والد گرامی عبادت و ریاضت کے ساتھ ساتھ اپنی کھیتی باڑی بھی کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی گزر بسر کے لئے چند بھینسیں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ مویشی چرانے جاتے تو آپ کو بھی ہمراہ لے جاتے۔ ایک مرتبہ آپ کے والد گرامی حضرت سخی محمود شاہ مویشی لیکر نہ گئے۔ آپ اکیلے ہی مویشی چرانے جنگل تشریف لے گئے۔

ایک دن درخت کے سائے کے نیچے بیٹھے تھے۔ آپ کو نیند آ گئی۔ اور آپ کی بھینس کسی زمیندار کے کھیت میں گھس گئی۔ اور پورے کھیت کا صفایا کر دیا۔ کھیت کے مالک نے آپ کے والد گرامی سے شکایت کی۔ تو آپ کے والد گرامی فوراً آپ کے پاس آئے اور نیند سے جگا کر آپ کی سرزنش کی۔ حضرت امام بری سرکار نے اپنے والد گرامی سے عرض کیا۔ کھیت کے مالک کو غلط فہمی ہو گئی ہے۔ آپ فوراً کھیت میں جا کر دیکھ لیجئے۔ اس کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ آپ کے والد اس زمیندار کو لے کر جب کھیت پر گئے تو اس میں فصل کھڑی لہلہا رہی تھی۔ ایک پودے کا بھی نقصان نہیں ہوا تھا۔ یہ کرامت دیکھ کر زمیندار اپنے پورے خاندان سمیت آپ کا مرید ہو گیا۔

کرامت ۲:

ماش کی فصل پک کر تیار ہو گئی۔ مزارع نے تمام ماش اکٹھے کئے۔ اور گھر لے گیا۔ فصل کا ڈھیر دیکھ کر مزارع کی نیت میں فتور آ گیا۔ اور دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ زمین کے مالک کو فصل کا وزن پورا نہیں بلکہ کم بتایا جائے اور فالتو فصل منڈی میں فروخت کر کے خوب اور زیادہ پیسے کما لئے جائیں۔ ابھی وہ یہ منصوبہ بنا رہا تھا کہ اس کے قریب حضرت امام بری سرکار آ کے رکے۔ اور مزارعے سے پوچھا۔ سناؤ بھئی اس مرتبہ کتنے ماش پیدا ہوئے ہیں۔ اس نے بتانے سے گریز کیا۔ حضرت نے 3 مرتبہ پوچھا۔ مزارعہ ہر مرتبہ خاموش رہا۔ حضرت امام بری سرکار اس کی خاموشی دیکھ کر جلال میں آ گئے۔ اور فرمایا کہ تم دھوکے بازی کے منصوبے بناتے رہو۔ خدا نے تمام ماش کنکر میں تبدیل کر دیئے ہیں۔ مزارع بھاگا۔ اور کمرے میں جا کر دیکھا کہ ماش واقعی ہی کنکر میں تبدیل ہو چکے تھے۔ فوراً واپس آیا اور آپ کے پاؤں پکڑ لئے اور گڑگڑا کر رونے لگا۔ اور عرض کیا حضور فصل کا مالک میری چمڑی ادھیڑ دے گا۔ آپ خدا سے دعا کریں کہ میرے ماش دوبارہ اصلی حالت میں آ جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ فصل کے مالک سے ڈرتے ہو۔ لیکن مالک کائنات سے نہیں ڈرتے تمہیں معلوم نہیں کہ جو ذات پاک اس زمین کے اندر سے ماش پیدا کر سکتی ہے وہ اسے کنکر بھی بنا سکتی ہے۔ اس مزارع نے توبہ کی اور آپ نے دعا فرمائی۔ ماش اصل حالت میں ہو گئے۔

Marfat.com
Marfat.com

اس نے زمین کے مالک کو اصل پیداوار سے آگاہ کیا اور اس کا حصہ اس کو دینے کے بعد آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا۔

کرامت ۳:

ایک مرتبہ آپ ایک خشک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے کہ چند آدمی مویشی چراتے ہوئے اس طرف آ نکلے۔ ان کے قدموں کی چاپ سن کر آپ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ ان لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ جس درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ مدت ہوئی ہے کہ یہ خشک ہے۔ اس کو بارشیں بھی سر سبز نہ کر سکیں۔ سنا ہے کہ اللہ کے ولیوں کی دعا سے اللہ کریم سوکھے درخت بھی ہرے بھرے کر دیتا ہے۔ اگر آپ اللہ کے ولی ہیں تو خدا کی بارگاہ میں دعا کر کے اس درخت کو سر سبز و شاداب کروا دیجئے۔ آپ ان لوگوں کی باتیں خاموشی سے سن رہے تھے کہ اسی اثناء میں وہاں سکھ یاتریوں اور ہندو جوگیوں کا ایک قافلہ بھی آ گیا۔ انہوں نے سوچا کیوں نہ اس مسلمان ولی کی کرامت دیکھ لی جائے وہ بھی آپ کے قریب کھڑے ہو گئے۔ حضرت امام بری سرکار نے بارگاہ رب العزت میں ہاتھ اٹھائے۔ اور عرض کیا اے مولائے کریم یہ لوگ میرا امتحان لینا چاہتے ہیں۔ مجھے اس میں سرخرو کر دے یہ کہہ کر آپ نے سجدے میں سر رکھا۔ ابھی سجدے سے سر اٹھایا ہی نہ تھا کہ سوکھا درخت ہرا بھرا ہو گیا۔ تمام کے تمام لوگ حیران رہ گئے۔ سکھ یاتریوں اور ہندو جوگیوں نے جب یہ کرامت دیکھی تو فوراً اسی وقت آپ کے دست حق پرست پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ اور آپ کے ارادت مندوں میں شامل ہو گئے۔

شاہجہان بادشاہ کی آمد:

شاہجہان بادشاہ کسی مہم پر ہزارہ کے دورے پر آیا ہوا تھا۔ بادشاہ کے حواریوں نے حضرت امام بری سرکار کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو بادشاہ کے لئے خطرہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ بادشاہ نے بھی ان لوگوں کی لگی لپٹی باتوں میں آ کر فوج کا ایک لشکر اپنے بیٹے اورنگزیب کی قیادت میں تیار کیا اور حکم دیا کہ آپ کی درسگاہ کو گھیرے میں لے کر آپ کے مقتدیوں سمیت سب کو گرفتار کرا لیا جائے۔

شہزادہ اورنگزیب فوج لیکر آپ کی درس گاہ پر پہنچ گیا۔ مگر آپ نے اس کی آمد کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور درس و تدریس میں مشغول رہے۔ اس بات کا شہزادے پر بہت اثر ہوا اور وہ دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ یہ واقعی کوئی اللہ کے ولی کامل اور فقیر ہیں۔ جنہیں میری آمد کا علم ہے باوجود اس کے انہیں نہ میری اور نہ ہی فوج کی پرواہ ہوئی۔ شہزادے کی اس بات کا باطنی طور پر آپ کو علم ہو

Marfat.com
Marfat.com

گیا۔ آپ نے درس کے دوران قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے "اللہ کے ولیوں کو نہ خوف ہے اور نہ ہی انہیں کوحزن ملال ہے۔" اس کے جواب میں شہزادے نے بھی قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت کی۔ جس کا ترجمہ یہ تھا" کہ اطاعت کرو اللہ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور حاکم وقت کی اطاعت کرو۔" آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ہی فارغ نہیں حاکم وقت کی اطاعت کیسے کرسکتا ہوں۔ پھر آپ نے درس دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں جو کہ لائق حمد وثناء ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر وقابض ہے۔ اس کا نور چار سو پھیلا ہوا ہے۔ اس کا کوئی شریک وثانی نہیں۔ وہ ہر برائی اور عیب سے پاک اور مبرا ہے۔

از ازل تا ابد بود ظاہر — ز آنکہ دین نور نور جاوید است
عالم ظہور کمال محمد است — آدم مثال حسن و جمال محمد است

اس کے بعد شہزادے نے آپ سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے اِس کے لئے تفصیلی دعا فرمائی اور اس کو دعا کی اہمیت وفضیلت بیان فرمائی۔ اس ضمن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بھی پیش کیں۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو دعا سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں مانگتا وہ اس سے غضبناک ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ اور دعا قبولیت کا یقین رکھ کر کرنی چاہیے۔ شہزادے نے دعا قبول نہ ہونے کے متعلق دریافت کیا۔ تو فرمایا، رزق حلال دعا کی قبولیت کے لئے سب سے بڑی چیز ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ایک مرتبہ صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ میرے لئے دعا فرمادیجئے۔ چونکہ میری دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔ آپ نے فرمایا کہ رزق حلال کا بندوبست کرو کیونکہ دعا کی قبولیت رزق حلال سے ہوتی ہے۔ اور لقمہ حرام سے 40 روز تک دعا قبول نہیں ہوتی۔ دوسری بات استغفار کی ہے۔ انسان عیوب کا اعتراف اور کمزوریوں کا اقرار اور آئندہ کے لئے توبہ کرے تو بھی دعا قبول ہوجاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر انسان اپنی مذموم حرکات پر بھی قائم رہے اور دعا بھی کرتا رہے تو اس طرح دعا قبول نہ ہوئی بلکہ وقت کا ضیاع ہوگا۔

اِس کے بعد آپ نے شہزادہ اورنگزیب کو خوشخبری دی۔ کہ تم ہندوستان کے بادشاہ بنوگے۔ مگر یاد رکھو جب تک تم رزق حلال نہیں کماؤ گے۔ تمہاری دعا ہرگز قبول نہ ہوگی۔ شہزادے اورنگزیب پر آپ کی حکیمانہ اور مشفقانہ باتوں کا بہت اثر ہوا اور تاریخ گواہ ہے کہ اورنگزیب نے بادشاہت سے پہلے اور بادشاہت کے بعد ہمیشہ قرآن حکیم کی کتابت کرکے روزی کمائی اور رزق

Marfat.com
Marfat.com

حلال کھایا۔ آپ نے اورنگزیب کو یہ بھی تلقین فرمائی۔ کہ رعایا کے ساتھ انتہائی محبت اور شفقت سے پیش آنا بادشاہت کو بڑی تقویت پہنچاتا ہے۔ اور ایسے بادشاہ ہی سے حکومت کو دوام ملتا ہے۔ جو اپنی رعایا میں مقبول ہوتا ہے۔

فقر اور حضرت امام بری سرکار:

فقر کے متعلق حضرت امام بری شاہ لطیف رحمتہ اللہ علیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ایک فرمان الفقر فخری (مجھے فقیر پر ناز) کی حقیقت بڑے جامع پیرائے میں بیان کی کہ فقیر کا درجہ خدا کے نزدیک بہت بلند ہوتا ہے۔ اور دنیاوی طور پر تنگ دستی فقیر کی شان ہے۔ کیونکہ دنیاوی مال وزر فقیر کی عبادت وریاضت میں دخل انداز ہوتا ہے۔ درویش جس قدر تنگ دست ہوگا۔ وہ اتنا ہی اعلیٰ وارفع مقام پر پہنچے گا۔ اور اس کی حقیقت کے اسرار ورموز اسی قدر زیادہ نصیب ہوں گے۔

آپ نے فرمایا کہ فقیر کا سرمایہ اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت اور والہانہ عشق ہے۔ عرفان کے سمندر پی جانا فقیر کی شان پہچان ہے۔ اور فقیر کا در ہر ایک کے لئے کھلا ہوتا ہے۔ خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم امیر ہو یا غریب فقیر کے لئے سب یکساں ہوتے ہیں۔ اور فقیر ان کی طرف سے بے نیاز ہوتا ہے۔ فقیر کی زندگی کچی جھونپڑی میں بسر ہوتی ہے اور بعد از وصال بھی وہ کچی قبر میں رہتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ فقیری بڑا کٹھن اور نازک راستہ ہے۔ فقیر کی نظر صرف تین چیزوں پر ہوتی ہے۔ علم، فقر اور شمشیر یعنی علم برائے تبلیغ اسلام فقر برائے خدمت خلق اور شمشیر برائے جہاد اسلام۔

آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کی زبان سے جو بات بھی نکلتی ہے وہی دل میں ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر انسان کا دل نیک ہے۔ تو جسم بھی پاک ورنہ اس کے تمام اعمال بے کار ہو جاتے ہیں۔

پھنے شاہ بخاری کا مقابلہ اور شکست:

اوچ شریف کے رہنے والے سیّد پھنے شاہ بخاری جو کہ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ انہوں نے جب حضرت بری سرکار علیہ الرحمۃ کی شہرت سنی تو غضب وجلال میں آ کر فرمانے لگے۔ کہ ہماری اس مملکت میں دوسرا مشہدی ولی کیسے آ سکتا ہے۔ ہم اس کی تمام قوتوں اور روحانیت کو سلب کر لیں گے۔ اِس ارادہ سے وہ اوچ شریف سے اسلام آباد نور پور (سابق چور پور) کی جانب اس انداز سے روانہ ہوا کہ شیر پر سواری اور ہاتھ میں سانپ کا کوڑا۔ شیر پر سوار

Marfat.com
Marfat.com

ہاتھ میں ناگ اور ہمراہ ایک سو کے قریب ساتھی۔ جب وہ جہلم کے قریب پہنچا تو آپ نے اپنے مریدین سے فرمایا کہ اوچ شریف کے سیّد پھنے شاہ بخاری ہمارے ساتھ مقابلے کے لئے آ رہا ہے۔ اور ساتھ ہی شہادت کی انگلی پھنے شاہ کی طرف کی تو پھنے شاہ کا نصف دھڑ مفلوج ہو چکا تھا۔ اِس علاقے کے ایک بزرگ سیّد مہر شاہ خراسانی سکنہ نرالا والا۔ اِس معاملہ کو باطنی طور پر دیکھ رہے تھے۔ پھنے شاہ نے ان بزرگ کو مدد کے لئے پکارا۔ تو حضرت مہر شاہ خراسانی نے باطنی طور پر حضرت بری سرکار سے عرض کیا کہ مہمان سمجھ کر معاف کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ مہمان بن کر آ رہا ہے تو بے شک آئے۔ اور میں اِسے اِس مصیبت سے آزاد کرتا ہوں۔ چنانچہ پھنے شاہ بخاری مہمان بن کر آپ کے پاس پہنچا۔ آپ کے مریدین پھنے شاہ کے لشکر کو دیکھ کر پریشان ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ کہ آٹا گوندھنے والے برتن میں تھوڑا سا آٹا لے آؤ۔ آپ کے حکم پر آٹا برتن میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے آٹا گوندھا اور مریدین سے فرمایا کہ میرا رومال اس پر ڈھکے رہنے دینا۔ حسب ضرورت آٹے کے پیڑے بناتے جاؤ۔ روٹی پکاتے جاؤ۔ پھنے شاہ بخاری کا لشکر اور آپ کے تمام مریدین کھانا کھا چکے تو پھنے شاہ نے عرض کیا۔ کہ سرکار میرے شیر اور سانپ کی خوراک کا بھی انتظام کیا جائے۔ آپ نے اپنے مریدین کو حکم دیا کہ رات کو شیر کے لئے گائے اور سانپ کے لئے مرغ کا اہتمام کیا جائے۔ تا کہ یہ بھی اپنا پیٹ بھر لیں۔ صبح کو پھنے شاہ اور اس کے ساتھیوں نے دیکھا کہ شیر اور سانپ دونوں غائب تھے۔

حضرت امام بری سرکار کو جب علم ہوا تو آپ گائے کے قریب آئے اور فرمایا کہ یہ ہمارے مہمان ہیں ان کا مال واپس کرو۔ آپ کا فرمانا تھا۔ کہ گائے نے فوراً شیر کو اگل دیا۔ اسی طرح مرغ نے سانپ کو اگل دیا۔ اور دونوں زندہ تھے۔ پھنے شاہ بخاری کو رخصت کرتے وقت آپ نے فرمایا کہ تم نے جو ہمارے ساتھ مقابلہ کا ارادہ کیا تھا۔ اس کی ہم نے تو معافی دے دی۔ مگر کارکنان قضاو قدرا نے ایک معمولی سزا کے طور پر فیصلہ کیا ہے۔ کہ تم تپلی کے مقام پر اس جہان سے رخصت ہو جاؤ گے۔ لیکن زمین تمہیں جگہ نہ دے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ضلع ہزارہ تلہاڑ کے قریب تپلی کے مقام پر پھنے شاہ فوت ہو گئے۔ مریدین نے آس پاس زمین پر قبر کھودنے کی لاکھ کوشش کی۔ مگر جہاں ارادہ کرتے وہاں پر سخت پتھر نکلتا۔

چنانچہ مجبور ہو کر میت کو ساتھ لئے پھرتے رہے جہاں پڑاؤ کرتے رہے۔ زمین پتھریلی نکلتی۔ یہاں تک کہ پھنے شاہ کے مریدوں کا یہ قافلہ سری نگر کے راستے میں چناری کے مقام پر تکیہ رنگ امام کے سامنے دریا کے کنارے پہنچا۔ جہاں انہوں نے پھنے شاہ کی میت کو ایک تابوت میں

Marfat.com
Marfat.com

بند کر کے لوہے کی زنجیروں اگا کر درخت کے کنارے لٹکا دیا جہاں وہ آج تک موجود ہے۔ اس تابوت کو کشمیر جانے والے سینکڑوں لوگ دیکھ چکے ہیں۔

دیو کا سیل پتھر بن جانا:

ایک دیو جو کہ آپ کی چلہ گاہ کے قریب ہی کہیں مقیم تھا۔ دوران عبادت آپ کو پریشان کرتا تھا۔ آپ نے کئی باراس سے فرمایا کہ میری عبادت میں خلل ڈالنے سے باز آ جاؤ۔ مگر وہ اپنی سرکشی سے باز نہ آیا۔ ایک روز آپ نے اِس سرکش کو غصے میں آ کر پکڑا اور پوری طاقت سے دور پھینک دیا۔ وہ دیو اوندھے منہ ایک پہاڑی پر جا گرا۔ اور وہیں سیل پتھر ہو گیا۔

حضرت امام بری سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے یہ کرامت چلہ کشی کے دوران لوئی دندی کے مقام پر دکھائی۔ یہ مقام نور پور شاہاں سے 2 میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آج بھی آپ کے عقیدت مند 2 میل کا سفر پیدل طے کر کے اس مقام پر موجود اس لمبے سے پتھر کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔ جو قیامت تک آپ کی کرامت کے طور پر باقی رہے گی۔

ستر بھینسوں کا زندہ کرنا:

ندی نیلاں میں آپ کا ایک مرید صادق رہتا تھا۔ اس کے پاس ستر بھینسیں تھیں۔ وہ آپ کو روزانہ ایک بھینس کا دودھ پلاتا تھا۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ جس روز اس نے آپ کو جس بھینس کا دودھ پلایا وہ مرگئی۔ اگلے روز وہ دوسری بھینس کا دودھ لے آیا۔ وہ بھی مرگئی۔ مختصر یہ کہ آپ کو جس بھینس کا بھی دودھ پلاتا وہ مرجاتی اس طرح اس کی تمام بھینسیں مرگئی۔

ایک روز آپ نے دیکھا کہ وہ مرید خالی ہاتھ چلا آ رہا ہے۔ آپ نے پوچھا۔ بھئی ... دودھ لیکر نہیں آئے۔ تو عرض کرنے لگا حضور میں نے آپ کی خدمت میں جس بھینس کا بھی ... دودھ پیش کیا وہ مرگئی۔ حتیٰ کہ میری ستر کی ستر بھینسیں مرگئی ہیں۔ اب صرف ایک بھینسا ہی باقی رہ گیا ہے۔ آپ نے اسے تسلی دی اور فرمایا تمہارا یہ بھینسا بھی ستر بھینسوں جتنا دودھ دے گا تم جا کر دودھ دھونے کی کوشش کرو۔ وہ مرید گیا۔ اور بھینسے کی کمر پر ہاتھ پھیر اس کے نیچے بیٹھ کر دودھ دھونے لگا۔ قدرت خدا کی کہ اس نے ستر بھینسوں جتنا دودھ دیا۔ جب وہ دودھ لیکر آپ کی خدمت میں پہنچا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اب واپس ندی پر چلا جا۔ اور اپنی ہر بھینس کو پکار۔ اللہ کے حکم سے تمام بھینسیں زندہ کر تیرے پاس آ جائیں گی۔ مگر بھینسوں کو پکارتے ہوئے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھنا۔

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور ندی کے کنارے کھڑے ہو کر اپنی تمام بھینسوں کے نام پکارتا گیا۔ تمام کی تمام ہی بھینسیں زندہ ہو کر دریا سے نکلنا شروع ہو گئیں۔ اس شخص پر یہ کرامت دیکھ کر

Marfat.com
Marfat.com

عجیب خوف طاری ہو گیا اور گھبرا گیا۔ اس نے ڈر کے مارے دریا کی جانب پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اس وقت اس کا بھینسا دریا سے نکل رہا تھا۔ اس پر اس کی نظر پڑتے ہی وہ بھینسا پانی میں پتھر بن گیا۔ جو آج بھی ہر خاص و عام کو دعوت فکر دے رہا ہے۔

وصال باکمال:

1756ء بمطابق 1117ھ میں آپ نے طویل علالت کے بعد 91 برس کی عمر میں اس دار فانی کو خیر باد کہتے ہوئے آپ واصل بحق ہوئے۔ آپ کے جنازے میں بادشاہ اورنگزیب عالمگیر نے بھی شرکت کی۔ آپ کے مزار کی پہلی تعمیر بھی بادشاہ اورنگزیب عالمگیر نے کرائی۔ اور اس علاقے موضع باغ کلاں کا نام بدل کر نور پور شریف رکھا۔ بعد ازاں وقتاً فوقتاً ضرورت کے مطابق مزار شریف کی تعمیر و توسیع کا کام جاری رہتا ہے۔ جو کہ آج بھی جاری و ساری ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت پیرا شاہ غازی قلندر قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

امام العارفین، قدوۃ السالکین، برھان الواصلین، زبدۃ الکاملین حضرت پیر محمد المعروف پیرا شاہ غازی قلندر رحمتہ اللہ علیہ ۱۶۶۵ء بمطابق ۱۰۷۶ھ میں موضع چک بہرام ضلع گجرات کے ایک نیک سیرت باکردار عبادت گزار اور نیک گھرانے میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ کے والد گرامی بہترین حافظ قرآن ایک بڑے زمیندار مگر دیندار صاحب تقویٰ عبادت گزار اور تہجد گزار شخص تھے۔ اسی طرح آپ کی والدہ ماجدہ بھی اپنے وقت کی عظیم نیک سیرت و باکردار پابند صوم وصلوٰۃ اور تہجد گزار خاتون تھیں۔ ایسے نیک والدین کے گھر میں جب آپ نے آنکھ کھولی تو گھر کا تمام کا تمام ماحول مذہبی تھا ایسے مذہبی ماحول اور نیک والدین کی زیر نگرانی آپ کی تربیت و پرورش ہوئی جس کے سبب آپ بہت جلد اعلیٰ مقام کو پہنچے۔

خاندانی پس منظر:

آپ کا تعلق قبیلہ پسوال جو گجر قوم ایک گوت بھی ہے سے ہے آپ کا تمام خاندان زمیندار طبقے سے متعلق ہے والدین بھی زمیندار اور کاشت کاری کرتے تھے۔

جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو گھر میں خیر و برکت کا نزول شرع ہو گیا جس سے آپ کے والدین سمجھ گئے تھے کہ پیدا ہونے والا بچہ غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہوگا ایک دن آفتاب ولایت بن کر اس دنیا پر جلوہ گر ہوگا اسی وجہ سے والدین نے آپ کا نام پیر محمد رکھا تھا مگر آپ کو پیار سے پیرا کہہ کر پکارتے تھی اور یہی وجہ ہے کہ اب آپ کو پیرا شاہ غازی قلندری کے نام سے لکھا اور پکارا جاتا ہے۔

ابتدائی تعلیم وتربیت:

آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے گھر میں حاصل کی بعدازاں اپنے گاؤں کی مرکزی جامع مسجد سے حاصل کی تلاوت قرآن مجید آپ کا معمول اور شوق تھا۔

Marfat.com
Marfat.com

سیرت و کردار:

آپ کا معمول تھا کہ قرآن مجید حمائل کی صورت میں ہر وقت گلے میں ڈالے رکھتے اور جہاں بھی قیام فرماتے وہیں تلاوت قرآن فرماتے۔ عبادت و ریاضت میں یگانہ روزگار اور زہد و تقویٰ میں بے مثل و بے مثال تھے آپ ایک نیک سیرت با کردار خوش اخلاق اور انتہائی درجہ کے سخی تھے۔ اپنی زبان و کلام سے کسی کو تکلیف نہ پہنچاتے مخلوق خدا کی خدمت آپ کا شعار تھا۔ آپ کے چہرہ مبارک سے شان ولایت کا اظہار ہوتا تھا نور ولایت ہر وقت آپ کی پیشانی سے چمکتا رہتا تھا۔ جو بھی آپ کے چہرہ انور کی زیارت کرتا گرویدہ ہو کر رہ جاتا۔ آپ کا لنگر وسیع اور دراز تھا ہر آنے والا آپ کے لنگر سے فیض پاتا تھا۔

فوج میں نوکری:

عالم شباب میں آپ مغلیہ فوج میں بھرتی ہو گئے۔ یہ اورنگزیب عالمگیر کا عہد حکومت تھا اس عہد میں مرہٹوں اور ہندو جاٹوں نے بار بار سرکشی کی مگر ہر بار ناکامی ان کا مقدر بنی۔ کیونکہ وہ جب بھی سر اٹھاتے لشکر اسلام ان کے سر پر جا پہنچتا اور ان کی بیخ کنی کر دیتا۔

آپ نے بھی فوج کی ملازمت کے دوران بے شمار معرکوں میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے اس دوران کئی مرتبہ آپ زخمی بھی ہوتے۔ اور شدید ضربات برداشت کیں مگر آپ کی یہ فطرت تھی کہ آپ دشمن پر شہباز کی طرح جھپٹتے اور شیر کی طرح ان کی صفوں میں گھس کر ان کا ستیاناس کر دیتے۔ آپ نے کئی برس تک عسکری خدمات سرانجام دیں اور اس دوران مختلف فوجی دستوں کی قیادت اور کمان بھی آپ کے سپرد رہیں۔

آپ کی ان عسکری خدمات کے صلہ میں آپ کو غازی اور امیر العسار کرو المغازی کے خطابات بھی ملے۔ آپ اورنگزیب عالمگیر کی وفات تک فوج میں اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے بعد ازاں آپ نے فوج سے استعفیٰ دیا اور یاد خدا اور خدمت خلق میں مصروف ہو گئے۔

بیعت و خلافت:

جب آپ کی عمر بائیس برس کی ہوئی تو آپ مرشد کامل کی تلاش میں گھر سے نکلے اور حجرہ شاہ مقیم ضلع قصور پہنچ کر حضرت شاہ محمد حیات الامیر بالا پیر گیلانی قادری علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

آپ کے مرشد کامل نے آپ کو بیعت فرمانے کے بعد آپ کے سر پر دست شفقت رکھا

Marfat.com
Marfat.com

اور آپ کو اپنا فرزند کہہ کر پکارا۔ مرشد کامل کے یہ الفاظ چار دانگ عالم میں پھیل گئے اور آپ پیرا شاہ کے نام سے مشہور اور معروف ہو گئے اور آپ کو امیر العسار و المغازی حضرت میاں پیرا شاہ غازی قلندر رحمتہ اللہ علیہ کے نام اسم گرامی سے پکارا اور لکھا جانے لگا۔

آپ حضرت سیّد شاہ محمد حیات الامیر بالا پیر گیلانی قادری علیہ الرحمۃ کے مرید اور خلیفہ اعظم ہوئے اور آپ کی وجہ سے اس سلسلہ کو چار چاند لگے۔

شادی و اولاد:

بیعت طریقت کے دو سال بعد آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو شادی کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس سنت نبویہ کو پورا کرنے کے لئے آپ نے گجرات میں موجود اپنے خاندان کی ایک لڑکی سے عقد کر لیا۔ جس کے بطن سے خدا نے آپ کو دو فرزند عطا فرمائے۔ جن میں سے ایک حضرت میاں ساون جی جن کا مزار محلہ سراجاں پرانا میر پور کی مسجد کے نزدیک موجود ہے۔ دوسرے صاحبزادے میاں شہباز عرف ڈھیرو ہیں جن کا مزار اقدس دربار عالیہ کھڑی شریف میں موجود ہے۔ یہ صاحبزادے آپ کے مرید و خلیفہ بھی تھے۔ جبکہ آپ کے خلیفہ اول حضرت میاں دین محمد علیہ الرحمۃ ہیں۔ آپ اپنے پیرو مرشد حضرت بالا پیر کے متبنیٰ تھے اور حضرت میاں دین محمد علیہ الرحمۃ آپ کے متبنیٰ فرزند تھے۔

جیسا کہ پہلے تحریر کیا جا چکا ہے کہ آپ نے دو شادیاں کیں تھیں ایک زوجہ سے دو بیٹے تھے جبکہ دوسری بیوی سے کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ کی وہ زوجہ جن سے آپ کو کوئی اولاد نہ تھی۔ وہ حسن و جمال میں باکمال اور بے مثال تھیں۔ آپ کو ان سے بہت محبت تھی۔

چنانچہ ایک دن آپ دریا کے کنارے قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے کہ کسی نے آ کر خبر دی کہ آپ کی اس بیوی کو کسی نے زہر دے دیا ہے۔ جس سے وہ ہلاک ہو گئیں ہیں۔ اس جانکاہ خبر کا آپ کے دل پر گہرا اثر ہوا اور جزوی طور پر آپ کے ہوش و حواس جاتے رہے اور قرآن پاک سمیت دریا میں چھلانگ لگا دی اور بارہ سال تک غائب رہنے کے بعد ایک دن اچانک بالکل اسی حالت میں اسی جگہ سے دریا سے باہر تشریف لے آئے دیکھنے والے حیران تھے کہ جسم بالکل خشک اور قرآن مجید بھی بالکل خشک تھا۔ کسی چیز پر بھی پانی کا ذرہ برابر بھی اثر نہ تھا۔

ترک وطن اور سلسلہ مجاہدہ عبادت و ریاضت:

چک بہرام ضلع گجرات سے آپ ترک سکونت کر کے مختلف مقامات پر مقیم رہے اور ان میں سے بیشتر مقامات پر آپ چلہ کش بھی رہے لیکن ان تمام مقامات میں چک ٹھاکرہ (کھڑی

Marfat.com
Marfat.com

شریف) کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ آپ نے جن مقامات پر چلہ کشی فرمائی ان میں سے چند مشہور مقامات درج ذیل ہیں۔ (نمبر۱) ٹھٹھہ موسیٰ۔ (نمبر۲) پیرو شاہ۔ (نمبر۳) موضع ملدی حدود قلعہ روہتاس۔ (نمبر۴) بوڑھا جنگل۔ (نمبر۵) بیلہ موضع مناور کنارہ دریائے جہلم۔ (نمبر۶) ملوٹ ضلع میر پور۔ (نمبر۷) جبوٹ۔ (نمبر۸) سموال شریف۔ (نمبر۹) چک ٹھا کرہ کھڑی شریف وغیرہ اہم مقامات ہیں۔

چک بہرام کے نزدیک کئی برس تک عبادت و ریاضت اور چلہ کشی کی اور وہاں سے ۱۷۲۰ء اور ۱۷۲۵ء کے درمیانی عرصہ میں آپ موضع ٹھا کرہ کھڑی شریف میں تشریف لے آئے اور یہاں پر اپنے مرید خاص اور خلیفہ اکبر حیات میاں محمد دین کو یہاں پر چھوڑا اور آپ بذات خود مختلف مقامات پر چلہ کشی اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔

دوران چلہ کشی آپ جس مقام پر مصروف عبادت ہوتے وہاں پر آپ کے گرد مخلوق خدا کا ہجوم جمع رہتا۔ جہاں جہاں سے آپ گزرتے جاتے۔ آپ کی ولایت کی خوشبو کستوری کی طرح ہر طرف پھیلتی جاتی جس کی وجہ سے لوگ قافلہ در قافلہ فوج در فوج آنے لگتے اور آپ کے دست حق پرست پر سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں افراد اس دوران بیعت سے مشرف ہوئے۔

آپ کی نشست گاہیں:

آپ جہاں بھی بیٹھ جاتے وہ جگہ اہل عقیدت اور اہل نظر کے لئے زیارت گاہ بن جاتی۔ آپ کی نشست گاہیں ویسے تو بہت زیادہ ہیں مگر ذیل میں صرف چار نشست گاہوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

نمبر۱:

میر پور شہر شمال کی جانب منگلا جھیل کے اس پار دامن کوہ میں موضع ملوٹ ہے جہاں آپ کی نشست گاہ آج بھی موجود ہے۔ اس مقام پر آپ عرصہ دراز تک قیام پذیر رہ کر عبادت و ریاضت و مجاہدہ اور سلوک کی منزلیں طے کرتے رہے۔ اس علاقہ کو آپ کی خصوصی دعا ہے جس کی وجہ سے وہ زمین برکت سے مالا مال ہے۔

نمبر۲:

دوسری نشست گاہ آپ کے دربار سے شمال کی جانب پہاڑ پر واقع ہے۔ اس جگہ پر ایک پتھر کی سل ہے جس پر آپ کافی عرصہ بیٹھے رہے اور جب اس پر سے اٹھے تو آپ کے جسم کے آثار

Marfat.com
Marfat.com

اس پتھر کی سل پر قائم ہو گئے کہا جاتا ہے اور یہ پتھر کی سل پہلے بالکل سیدھی تھی آپ کی نشست کے لئے یہ کرسی نما بن گئی جو کہ آج بھی اپنی اصل حالت میں موجود ہے۔ یہ جگہ آپ کے دربار عالیہ سے تقریباً دو میل دور ہے۔

نمبر۳:

تیسری نشست گاہ قلعہ روہتاس میں مواضع ملدی کے قریب واقع ہے یہ بھی لوگوں کے لئے آج تک زیارت گاہ ہے۔

نمبر۴:

چوتھی نشست آپ کے دربار عالیہ کے صحن میں واقع ہے جب سلام و زیارت سے فارغ ہو کر لنگر خانے کی طرف جانے لگیں اور پتھر کی پرانی حویلی کے مشرقی گیٹ کے پاس پہنچیں تو دائیں طرف کی قبروں میں آپ یہ نشست تلاش کریں گے۔
یا لنگر سے فارغ ہونے کے بعد جونہی پتھر کی حویلی میں داخل ہونگے تو اپنے بائیں ہاتھ کی جانب جنگلے میں داخل ہو جائیں تو فوراً آپ کی نظر اس نشست گاہ پر پڑے گی۔ اب یہ جگہ سطح زمین سے اونچی کر کے پختہ تعمیر کر دی گئی ہے۔

تعلیمات:

جذب و مستی اور استغراق کی کیفیت طاری ہونے سے قبل آپ نماز روزہ حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ غرضیکہ شریعت مطہرہ کے احکامات امر بالمعروف نہی عن المنکر وغیرہ پر خود بھی پابند رہتے اور دوسروں کو ان احکامات پر پابند رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔

نمبر۲:

آپ کو قرآن کریم سے حد درجہ کا عشق اور لگاؤ تھا قرآنی تعلیمات کو پھیلانے کا بہت شوق تھا اسی لئے قرآن پاک کو حمائل کی صورت میں گلے لٹکائے رکھتے تھے اور بیشتر وقت قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف رہتے تھے۔

نمبر۳:

شریعت ظاہرہ کے علاوہ تزکیہ نفس کے لئے آپ روحانی تعلیم کے بھی مبلغ تھے۔ خلوص، صدق، سچائی اور ہمدردی آپ کی تعلیمات کے اصل جوہر ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

نمبر۴:

آپ کی عمل زندگی ہی لوگوں کی رہنمائی کے لئے آپ کی تعلیم ہے۔

دمڑی والی سرکار کہلانے کی وجہ تسمیہ:

آپ اپنے مریدین سے بطور شیرنی یا نذر نیاز صرف ایک دمڑی لیا کرتے تھے اور بوقت وصال بھی آپ نے اپنے خلیفہ و جانشین حضرت میاں دین محمد علیہ الرحمۃ کو وصیت فرمائی کو جو میرے مزار پر حاضری کے لئے آئے اور لنگر میں حصہ لینا چاہے تو اس سے صرف ایک دمڑی لینا۔ اگر کوئی اس سے زیادہ دینا چاہے تو اس کی مرضی خواہ کوئی دے یا نہ دے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو اپنے مریدین و عقیدت مندان کا کتنا خیال تھا۔ کہ کسی پر زیادہ بوجھ بھی نہ پڑے اور لنگر میں اُس کا حصہ بھی پڑ جائے۔ (نوٹ) اس زمانے میں ایک روپیہ کے چونسٹھ پیسے ہوا کرتے تھے اور ایک پیسے کی چار دمڑیاں ہوتی تھیں۔ اس حساب سے 256 دمڑیوں کا ایک روپیہ بنتا تھا۔

دوسرے لفظوں میں 256 آدمی مل کر ایک روپیہ لنگر کے لئے جمع کراتے اور 256 آدمی لنگر کھاتے مگر باوجود اس کے کبھی بھی لنگر میں کمی نہ آئی نہ آئے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ

عاجز نردھن اس دے در تے لکھ نعمت کھاندے
ہک دمڑی دا تحفہ لے کے دیندا ان لکھاں دے

پیرا شاہ غازی قلندر:

ایک اورنگزیب عالمگیر کے عہد میں مغلوں کی فوج میں بھرتی ہوئے اس دور میں سکھوں اور مرہٹوں اور ہندو جاٹوں نے کئی بار سر اٹھایا لیکن ہر بار ناکام رہے۔ اورنگریب عالمگیر شمالی ہند، پنجاب اور دکن پر پوری نظر رکھتا تھا۔ جہاں بھی دشمن سر اٹھاتا وہ اپنی فوج کا لشکر بھیج کر اس سرکوبی کرا دیتا تھا۔ آپ نے بھی کئی معرکوں میں حصہ لیا اور دینی فریضہ جان کر وطن عزیز کا دفاع کیا۔ آپ جس معرکہ میں بھی شامل ہوتے ڈٹ کر لڑتے اور بہادری کے جوہر دکھاتے حتیٰ کے دشمن کو آپ کے مقابلے کی سکت نہ رہتی۔ آپ کی ذات شیر کی طرح جس طرف بھی صفوں میں گھس جاتی میدان کارزار کا نقشہ پلٹ کر رکھ دیتے۔ آپ نے کبھی بھی ہمت نہ ہاری۔ زخموں سے چور چور جسم کے باوجود جذبہ شہادت لئے لڑتے رہتے۔ آپ اپنی بے مثال عمدہ فوجی خدمات کے صلہ میں امیر لشکر بنائے گئے۔ اسی لئے آپ کو امیر العساکر والمغازی پیرا شاہ غازی قلندر کہا جاتا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

پیرا شاہ غازی قلندر کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ آپ خود بھی قلندر کے رتبہ پر فائز ہو چکے تھے اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کا تعلق کسی قلندر سے ضرور ہوگا وگرنہ اس نام کا استعمال بے معنی ہو جائے گا یقیناً کسی نہ کسی قلندر سے آپ کا باطنی تعلق ضرور ہوگا۔

نیز یہ کہ قلندر کی صفت میں یہ بات خاص طور پر شامل ہے کہ یہ لوگ دنیا کو ہیچ اور فانی سمجھتے ہیں اس لئے لذت دنیاوی سے کنارہ کشی رہتے ہیں۔ بالعموم یہ لوگ رند مزاج ہوتے ہیں کسی کو برا نہیں سمجھتے۔ نہ کسی شے کے مالک بنتے ہیں نہ وارث قلندر لاہوری علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے خوب کہا۔

قلندر جزد و حرف لاالٰہ کچھ بھی نہیں رکھتا

تیسرے یہ کہ آپ حضرت محمد امیر بالا پیر کے مرید و خلیفہ تھے جو حضرت شاہ مقیم حجروی کے فرزند جن کے پڑدادا حضرت سیّد بہاول شیر قلندر تھے لہٰذا حضرت بہاول شیر قلندر کی نسبت سے آپ قلندر کہلائے۔

کشف و کرامات:

ایک دن آپ دریائے گنگا کے کنارے حجامت بنوا رہے تھے کہ اچانک نظروں سے غائب ہو گئے۔ حجام اس واقعہ پر سخت پریشان حیران و ششدرہ تھا کہ تھوڑی ہی دیر گزری کہ اس نے دیکھا آپ پھر اسی جگہ موجود ہیں مگر آپ کا جسم اور کپڑے پانی سے تربتر تھے۔ حجام کے پوچھنے پر آپ نے بتایا کہ ایک سوداگر کا جہاز سمندر میں غرق ہونے لگا تھا۔ جو مجھے حجامت بنواتے ہوئے نظر آیا۔ میں فوراً اس کی مدد کو پہنچا اللہ تعالیٰ نے میرے طفیل اس کا جہاز بچا لیا۔ میں اسے ساحل پہنچا کہ واپس آ گیا ہوں۔ حجام نے جب یہ ماجرا سنا تو دل سے آپ کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گیا۔ اور آپ کے سر کے بال اور ناخن جو اُس نے تراشے تھے احتراماً اس نے دفن کر دیئے۔

اِتَّقُوْ فَرَاسَتِ المومِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہ۔ الحدیث

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

کرامت ۲:

ایک دن دریا کے کنارے قرآن پاک کی تلاوت میں آپ مصروف تھے چند مرید بھی آپ کے ہمراہ تھے کہ اچانک دربار میں چھلانگ لگا کر غائب ہو گئے۔ مریدین نے دریا میں غوطے لگا کر

Marfat.com
Marfat.com

ہر چند تلاش کیا مگر آپ کو ڈھونڈنے میں ناکام رہے۔ لیکن وہ ناامید نہ ہوئے اور روزانہ اسی جگہ آتے جاتے اور آپ کا انتظار کرتے بالآخر بارہ برس کے بعد آپ دریا کے اسی کنارے اچانک نظر آئے تو تمام مریدین نے دیکھا کہ جسم بھی خشک تھا۔ اور قرآن پاک پر بھی پانی نے کوئی اثر نہ کیا وہ بھی بالکل خشک تھا۔ آپ کے مریدین نے عرض کیا حضور آپ کہاں تشریف لے گئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کے پاس سے جانے کے بعد حضرت خضر علیہ السلام کا مہمان بن کر ان کے پاس ٹھہرا رہا۔

کرامت ۳:

ایک دفعہ آپ پیدل سفر فرما رہے تھے کہ راستے میں دریا آ گیا۔ دریا پر نہ کشتی نہ ملاح۔ آپ نے اللہ اکبر کہہ کر دریا میں قدم رکھ دیا۔ ایک مسافر اور بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ میرا نام لیتا ہوا میرے پیچھے پیچھے چلا آ۔ جبکہ آپ بذات خود اللہ اللہ کہتے اور اسم ذات کا ورد کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ جب پانی گہرا آیا تو ساتھی مسافر نے سوچا کہ یہ شخص خود تو خدا کا نام لے رہا ہے اور مجھے کہتا ہے کہ میرا نام پکارتا آ۔ کیوں نہ میں بھی اسی کو پکاروں جس کو یہ پکار رہا ہے۔
چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا تعمیل حکم چھوڑ کر خدا کو پکارنا شروع کر دیا۔ اچانک پانی کمر سے بلند ہو کر گلے تک پہنچا۔ تب اس کے پاؤں اکھڑنے لگے تو وہ آہ وزاری کرنے لگا۔ آپ نے پلٹ کر دیکھا اور اس سے فرمایا کہ ابھی تو تجھے میرا نام لینا نہیں آیا تو بھلا اس ذات حقیقی کا نام کیسے لے سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہر بلندی پر پہنچنے کے لئے ایک زینہ ہوتا ہے۔ معرفت خداوندی حاصل کرنے کے لئے پیر طریقت کی پیروی ضروری ہے۔ اس مقام پر وارث شاہ فرماتے ہیں۔

بنا مرشدی راہ نہ ہتھ آوے
دوہراں باجھ نہ رجھدی کھیر سائیں

کرامت ۴:

آپ کے مرید و خلیفہ حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی علیہ الرحمۃ تذکرہ مقیمی میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ میر پور کے علاقہ ملوٹ کی پہاڑی پر تشریف فرما تھے کہ آپ کو بذریعہ کشف علم ہوا کہ نادر شاہ درانی بادشاہ ایران نے دہلی کو فتح کر لیا اور اب وہ محمد شاہ روشن اختر بادشاہ دہلی از ۱۷۱۹ تا ۱۷۴۸ کو قتل کرنا چاہتا ہے۔
تو آپ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور نہایت ہی پروقار مگر گرجدار آواز میں پکارا کہ

Marfat.com
Marfat.com

، خبردار خلیفہ کو قتل مت کرنا۔ اور اس جملہ کو دو مرتبہ دہرایا اور اس کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ تمام حاضرین حیران و پریشان تھے کہ آپ نے کس کو للکارا ہے۔ بعد میں راز کھلا کہ آپ کی آواز نے نادر شاہ کو ارادۂ قتل سے روک دیا اور شہزادہ روشن اختر محمد شاہ کو خدا نے آپ کے طفیل دوبارہ زندگی عطا کر دی۔

جب محمد شاہ کے کان میں یہ آواز پڑی تو اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو آپ کا جمال جہاں آرا بھی سامنے تھا مگر چند لمحوں کے بعد وہ جمال چھپ گیا اس نے اس نورانی جمال والے کی تلاش شروع کی اور کافی تگ و دو کے بعد جب اسے پتہ آپ کا پتہ چلا تو دہلی سے آپ کو ملنے آیا اور آپ کا مشکور ہونا چاہا جب آپ کو پتہ چلا کہ محمد شاہ آیا ہے تو آپ نے ملنے سے انکار کر دیا اور خانقاہ سے باہر تشریف لے گئے۔ (یہ واقع ۲۱ مارچ ۱۷۳۸ کو کرنال کے میدان میں پیش آیا جبکہ آپ موضع ملوٹ ضلع میر پور کے ایک پہاڑ پر اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔

آپ کے خلفائے کرام:

آپ کے متعدد خلفائے نامدار ہوئے ہیں۔ جن میں آپ کے پہلے خلیفہ و سجادہ نشین حضرت میاں دین محمد علیہ الرحمۃ جو آپ کے متبنّی بیٹے بھی ہیں مقرر ہوئے دوسرے خلیفہ میاں شہباز عرف ڈھیرو جو کہ آپ کے حقیقی فرزند ثانی تھے۔ تیسرے خلیفہ و سجادہ نشین حضرت میاں جیون صاحب ہیں چوتھے خلیفہ و سجادہ نشین حضرت میاں شمس الدین قادری ہیں پانچویں خلیفہ و سجادہ نشین حضرت میاں بہاول بخش جبکہ چھٹے خلیفہ و سجادہ نشین حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین ہوئے ہیں۔

وصال با کمال سے چند روز قبل کا واقعہ:

ایک دفعہ علاقہ روہتاس میں موضع بوڑا جنگل کے قریب رات کو جذب و مستی میں نعرہ ہائے مستانہ لگا رہے تھے۔ آپ کی عادت شریفہ تھی کے ایسی کیفیت میں پہلے اسم ذات کے تین نعرے لگاتے۔ اللہ ہو۔ اللہ ہو۔ اللہ ہو۔ پھر لا الہ الا ھو کہہ کر نفی کی ضرب لگاتے اور پھر لگا تار'' مار دو مار جانے نہ دو چور چور'' کہنا شروع کر دیتے۔ دراصل آپ نفس ظالم کو چور کہہ کر لوگوں کو نفس امارہ کی فریب کاریوں سے آگاہ کرتے تھے۔

وصال سے دو روز قبل رات کو بھی آپ اسی قسم کی کیفیت کا سامنا تھا کہ ادھر سے چوروں کا گزر ہوا۔ انہوں نے سمجھا کہ یہ شخص لوگوں کو ہمارے بارے میں ہو کا لگا کر آگاہ کر رہا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

چنانچہ انہوں نے یکبارگی سے آپ پر حملہ کر دیا اور آپ کو مجروح کر کے بھاگ گئے۔ صبح کے وقت موضع بوڑہ جنگل کے لوگوں نے جب آپ کو زخمی حالت میں دیکھا تو اٹھا کر اپنے گھر لے آئے اور آپ کا کافی علاج معالجہ مرہم پٹی کی مگر آپ جانبر نہ ہو سکے۔

اس بات کی اطلاع چک ٹھاکرہ میں آپ کے خلیفہ و جانشین اول حضرت میاں دین محمد اور دیگر احباب کو بھی ہو گئی تمام احباب پہنچے تو سینکڑوں افراد کی موجودگی میں آپ نے فرمایا کہ مجھے اس علاقہ میں دفن کرو گے تو شاہان دہلی اور کابل تمہارے پاس چل کر آئیں گے کیونکہ یہ شاہراہ ان کی گزرگاہ ہے جو چاہو گے کھلائیں گے۔ اور تمہیں ہر قسم کی نعمت سے مالامال کریں گے۔ اور اگر کھڑی لے جاؤ گے تو تمہاری مرضی دال روٹی پر گزارہ کرو گے لیکن پھر بھی خوش رہو گے۔ علاقہ روہتاس کے لوگوں کا اصرار تھا کہ آپ کو روہتاس میں ہی دفن کر دیا جائے لیکن آپ کے جانشین و خلیفہ حضرت میاں دین محمد نے آپ سے کھڑی شریف میں دفن کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے برضا و رغبت انہیں اجازت دے دی۔ اجازت ملتے ہی میاں دین محمد آپ کو لیکر ٹھاکر شریف پہنچے جہاں ایک آدھ دن اسی مجروح حالت میں رہنے کے بعد آپ کا وصال باکمال ہو گیا۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۷۷ برس کی عمر شریف میں چک ٹھاکرہ ضلع میرپور میں مورخہ ۱۹ جولائی ۱۷۴۲ء بروز اتوار بمطابق ۱۴ شعبان المعظم ۱۱۵۵ھ کو ہوا۔ مزار پر انوار موضع چک ٹھاکرہ ضلع میرپور کھڑی شریف میں مرجع خاص و عام ہے جہاں پر اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دیکر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں اور منہ مانگی مرادیں حاصل کرتے ہیں۔

آپ کے مزار پُر انوار کے نورانی جلوے:

آپ کے مزار پُر انوار پر یوں تو سینکڑوں افراد سلام کی غرض سے حاضری دیتے ہیں مگر نوچندی جمعرات کو میلے کا سماں ہوتا ہے اور سالانہ عرس مبارک ۱۴ شعبان المعظم کو منایا جاتا ہے جس میں ہزاروں افراد شرکت کرتے ہیں۔ دربار شریف کے باہر میلے کی سرگرمیاں اور دربار شریف کے اندر سلام و زیارت اور قرآن خوانی کا منظر قابل دید ہوتا ہے۔ جامع مسجد میں نعت خوانی اور تقاریر کا سلسلہ تمام رات جاری رہتا ہے۔

آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ جب سے آپ نے جام شہادت نوش فرمایا ہے اس دن سے آج تک آپ کے مزار پُر انوار پر شب و روز کثرت سے تلاوت قرآن کریم جاری

Marfat.com
Marfat.com

ہے ہر روز بلاناغہ درجنوں ختم قرآن شریف ہوتے ہیں۔ اور کوئی لمحہ درود و سلام کے گجروں سے خالی نہیں ہوتا۔ آپ کے مزار پُر انوار سے تین فرلانگ دور محکمہ اوقاف آزاد کشمیر کی مساعی جمیلہ سے آپ کے نام پر آپ کی یاد میں جامعۃ الاسلامیہ کھڑی شریف قائم ہے۔ جہاں پر تعلیم حاصل کرنے والے حضرات کے علاوہ بہترین اساتذہ پروفیسر صاحبان تعلیمی سرگرمیوں میں مصروف ہیں یہ ادارہ آپ کے فیضان کا تصدق اور مظہر ہے۔

دربار شریف سے منسلک جامع مسجد عظیم الشان فن تعمیر کا منظر پیش کر رہی ہے جبکہ نماز پنجگانہ کے علاوہ جمعہ کے روز اس علاقے کا سب سے بڑا اجتماع اسی مسجد میں ہوتا ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی آپ کی شان میں فرماتے ہیں

شاہ سلطان انہاں دے بوہے عاجز بن وکھاندے
عاجز اس دے شاہ سداون اس دامان رکھاندے
بادشاہاں دا پیر کہاوے پیراں شاہ کر جانا
پیرا شاہ قلندر غازی نت سوا لکھ داتا
ساوی جھنگی جوبن رنگی جلوہ حسن کمالوں
ساخاں مستاں سر لٹکائے دم دم جھولن حالوں
اٹھویں روز ہوئے نت میلہ لوک زیارت آون
شاہ مرداں تے مست قلندر بھیراں گج سناون
پیر میرے دی دھم چارچو فیرے آون ولی سلامی
چمن خاک کریندے خدمت دعویٰ رکھ غلامی
جنت شان مکان منور روپ ڈھلے ہر پاسے
در اسوے نت نویں سوالی پاون آس تراسے
رُڑھے جہاز لگاوے بنے ہر مشکل حل کردا
لڑلگے دا شرم تسانوں پاک شہیدا مردا

Marfat.com
Marfat.com

حضرت میاں محمد بخش قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

فاضل جلیل، عارف بے مثیل، معلم مدرسۃ یہدی اللہ من اناب قطب دائرہ کائنات، آفاقی شاعر حضرت میاں محمد بخش قادری رحمتہ اللہ علیہ ۱۲۴۶ھ بمطابق ۱۸۳۰ء کو کھڑی خاص میرپور آزاد کشمیر میں ممتاز و مستند عالم دین حضرت علامہ مولانا میاں شمس الدین قادری علیہ الرحمۃ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی جناب میاں شمس الدین قادری علیہ الرحمۃ اپنے وقت کے ممتاز و مستند عالم دین اور باکمال صوفی بزرگ اور حضرت پیرے شاہ غازی قلندر علیہ الرحمۃ کی درگاہ کے سجادہ نشین تھے۔

آپ نے علوم دینیہ کی تکمیل اپنے والد گرامی علامہ میاں شمس الدین قادری سے کی اور زہد و تقویٰ اور صفا باطن کا اعلیٰ ذوق بھی انہی کے فیض نظر کا نتیجہ تھا۔

تلاش مرشد کامل:

علوم ظاہریہ سے فراغت کے بعد تزکیہ باطن اور معرفت کے اسرار و رموز حاصل کرنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔

اس سلسلہ میں جہاں کہیں کسی صاحب دل اور اہل نظر کا پتہ چلتا آپ وہاں پہنچ جاتے۔ اور ان سے روحانی استفادہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔ ایک دن آپ کی طبیعت میں سخت اضطراب پیدا ہوا اور سوچنے لگے کہ بالاخر ماجرہ کیا ہے کہ اتنی کوشش کے باوجود گوہر مقصود ہاتھ نہیں آ رہا۔ آپ نے مقصد کے جلد حصول کے لئے استخارہ کیا اور سونے کی نیت سے لیٹ گئے اور نیند اور بیداری کے درمیان دیکھا کہ حضرت پیرے شاہ غازی قلندر المعروف دمڑی والی سرکار علیہ الرحمۃ آپ کو بازو سے پکڑ کر فرما رہے ہیں۔ تم میرے مرید ہو اور میں تمہارا پیر ہوں سلسلہ عالیہ قادریہ میں سائیں غلام محمد میرے روحانی فرزند ہیں۔ کلروڑی شریف میں حاضر ہو کر ان کی ظاہری بیعت کرلو۔

آپ اٹھے اور بڑی خوشی خوشی کلروڑی شریف پہنچے اور حضرت سائیں غلام محمد قادری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر مدعا عرض کیا تو انہوں نے فرمایا کچھ دن "صبر کرو"۔

Marfat.com
Marfat.com

چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد پھر حاضر ہوئے اور درخواست پیش کی تو فرمایا ابھی کچھ دن اور صبر کرو۔ آپ اسی طرح بار بار حاضری دیتے رہے اور کئی سال گزر گئے۔ اس دوران آپ نے تزکیہ باطن اور سلوک کی منازل طے کیں اور باقاعدہ عبادت و ریاضت میں مصروف رہے۔ آخر ایک دن حضرت سائیں غلام محمد آپ کو اپنے مرشد کامل کے دربار پر لے گئے اور وہاں پر آپ کو شرف بیعت سے مشرف فرمایا۔ اور حکم دیا کہ کشمیر جا کر حضرت شیخ احمد ولی علیہ الرحمۃ سے مزید فیض حاصل کرو۔

شیخ احمد ولی کی خدمت میں حاضری:

مرشد کامل کا حکم ملتے ہی آپ سرینگر جموں کشمیر تشریف لے گئے اور حضرت شیخ احمد ولی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضری دیکر شرف نیاز حاصل کیا۔ حضرت شیخ احمد ولی علیہ الرحمۃ بھی آپ سے بڑی شفقت و محبت سے پیش آئے اور اسرار معرفت سے آگاہ کر کے خلعت خلافت سے نواز کر وہاں سے آپ کو رخصت کر دیا۔

کھڑی شریف میں تشریف آوری:

سرینگر میں حضرت شیخ احمد ولی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد آپ اپنے مرشد کامل کی اجازت سے واپس کھڑی شریف تشریف لے آئے اور کھڑی شریف میں آپ نے علم و حکمت اور فضل و کمال کے جوہر بکھیرنے شروع کر دیئے چاروں طرف آپ کی شہرت کے ڈنکے بجنے لگے دور دور سے پیاسے مستانے آنے لگے اور آپ کی صحبت اور نظر ولایت سے مست شراب الست ہونے لگے لاتعداد افراد آپ کے انفاس قدسیہ، ارشادات عالیہ، اور فیض نظر سے مستفید ہوئے اور ان میں سے کئی حضرات درجہ ولایت کو پہنچے۔

سیرت و کردار:

آپ ایک متمول اور خوشحال خاندان کے چشم و چراغ ہونے کے باوجود جوانی ہی میں علائق دنیا سے بیزار اور ظاہری جاہ و حشم سے متنفر تھے آپ کے والدین نے بڑی محبت سے ایک جگہ آپ کی نسبت طے کی تھی لیکن آپ نے اسے بھی توڑ دیا اور ساری زندگی تجرد میں گزاری تمام زندگی معمولی مقدار میں کھانا کھایا اور عمر کے آخری حصے میں تو خوراک کی مقدار بالکل ہی نہ ہونے کے برابر رہ گئی تھی۔

عبادت و ریاضت کی لگن اور محبت الٰہیہ کی محویت نے آپ کے دل کو دنیا اور دنیاوی

Marfat.com
Marfat.com

ر سے پوری طرح مستغنی کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی محفل میں بیٹھنے والا اللہ تعالیٰ کی محبت، اللہ کی عقیدت، ذکر و فکر کے شوق اور روحانی سکون کی دولت سے مالا مال ہو کر لوٹتا تھا۔ آج آپ کی مرقد منورہ پر حاضری دینے والے روحانی سکون کی دولت لیکر جاتے ہیں۔

نیف و تالیف:

آپ کی متعدد تصانیف یادگار ہیں جو آپ کے تجر علمی، عقیدے کی پختگی، حسن عقیدت کی وانی، قدرت کلام اور فی البدیہہ شعر گوئی پر شاہد عدل ہیں۔ آپ کی چند مشہور تصانیف درج ذیل ۔ (نمبرا) تحفہ رسولیہ۔ (نمبر۲) گلزار فقر۔ (نمبر۳) کرامات غوثِ اعظم۔ (نمبر۴) تحفہ ان۔ (نمبر۵) ہدایت المسلمین (رد نجدیت)۔ (نمبر۶) نیرنگ عشق۔ (نمبر۷) تذکرہ مقیمی۔ بر۸) سخی خواص خان۔ (نمبر۹) قصہ شیخ صنعاں۔ (نمبر۱۰) مرزا صاحباں۔ (نمبر۱۱) شاہ سور۔ (نمبر۱۲) سوہنی مہینوال۔ (نمبر۱۳) شیریں فرہاد۔ وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔

یف الملوک اور اس کی شہرت:

آپ کی تصانیف میں سے سیف الملوک آپ کی سب سے زیادہ شہرت یافتہ تصنیف ۔ سیف الملوک جو آج بھی لاکھوں نہیں کروڑوں دلوں کی دھڑکن ہے۔ اور خطہ پوٹھوہار میں ریبا تمام مرد و زن اسے بڑی عقیدت و محبت سے پڑھتے اور سنتے ہیں۔ سیف الملوک میں آپ محض بدیع الجمال اور سیف الملوک کے حسن و عشق کا قصہ ہی بیان نہیں کیا بلکہ بقول عارف ں

خوشتر آں کے باشد کہ سرد براں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

عاشق صادق کو عشق حقیقی، تصوف کے گہرے اسرار و غواض اور محبوبِ حقیقی کے راستے میں ں آنے والے طوفانِ مصائب کے سامنے مردانہ وار سینہ سپر ہونے کا درس بھی دیا ہے۔ چنانچہ پ ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

بات مجازی رمز حقانی ون و ناں دی کاٹھی
سفر العشق کتاب بنائی سیف چھپی وچ لاٹھی

آپ واضح طور پر تاثر دینا چاہتے ہیں کہ سیف الملوک ایسا مجازی عاشق بے پناہ مصیبتوں

Marfat.com
Marfat.com

سے دوچار ہوتا ہے اس کے باوجود اس کی ثابت قدمی میں فرق نہیں آتا۔ اور وہ کسی نہ طرح اپنی حقیقی منزل کو پالیتا ہے۔ جبکہ عاشق حقیقی کو تو اس سے بھی زیادہ ہمت واستقلال کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور کسی بڑی سے بڑی مصیبت کو خاطر میں لائے بغیر راہ طلب میں گامزن رہنا چاہیے۔

آپ کا کلام اسرار معرفت کی عام فہم تشریح ہے۔ اور اس سے اسی وقت استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی معرفت کو مقصود قلب ونظر بنا کر پڑھا جائے ورنہ محض قصہ پڑھ لینے سے دل بہلانے کے علاوہ اور کیا حاصل ہوسکتا ہے۔

اس نادر قصے کا انتخاب بھی میاں صاحب کی جدت طبع کا نتیجہ ہے۔ طویل قصے کو جس خوش اسلوبی اور تسلسل سے پیش کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ پھر لطف یہ کہ حسن وعشق، رنج وراحت، بحروبر، باغ وبہار اور حقیقت ومجاز کسی بھی عنوان پر آپ کا شہسوار قلم رکنے کا نام نہیں لیتا۔

سیف الملوک کے مطالعہ کی بنا پر اگر آپ کو جامی پنجاب یا رومی کشمیر کہا جائے تو ہرگز مبالغہ نہ ہوگا۔ آپ نے صرف تیس سال کی عمر عزیز میں اسے مکمل کیا تھا۔

آپ کا خاندانی پس منظر:

آپ حضرت میاں شمس الدین قادری علیہ الرحمۃ کے منجلے بیٹے تھے۔ آپ کے برادر کلاں کا نام میاں بہاول بخش اور برادر خورد کا نام حضرت میاں علی بخش تھا۔ آپ تین بھائی اور آپ کی ایک ہمشیرہ تھیں جن کی شادی حضرت میاں کاکو صاحب سے ہوئی تھی۔ میاں بہاول بخش اور علی بخش دونوں شادی شدہ اور صاحب اولاد تھے ان دونوں حضرات کی اولاد و ابساط کا سلسلہ آج بھی موجود ہے۔ آپ نے شادی نہیں کی تھی بھائیوں کی اولاد کو ہی اپنی اولاد تصور فرماتے تھے۔

آپ کے جد امجد حضرت میاں دین محمد قادری علیہ الرحمۃ حضرت پیرا شاہ غازی قلندر دمڑی والی سرکار کے مرید وخلیفہ وجانشین ومتبنی تھے جو موضع چک بہرام ضلع گجرات میں برصغیر ہندو پاک کی مشہور ومعروف قوم گجر کے قبیلہ پسوال میں پیدا ہوئے۔ جب حضرت دمڑی والی سرکار چک ٹھاکرہ سے نقل مکانی کر کے کھڑی شریف تشریف لائے تو آپ کے جداعلیٰ حضرت میاں دین محمد بھی ان کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ اور یہیں آ کر آباد ہوگئے۔ (نوٹ) بعض حضرات اہل قلم کا یہ کہنا غلط ہے کہ آپ فاروقی یا قریشی ہاشمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ مغالطے اس لئے پیدا ہونے کے آپ کے خاص الخاص مرید حضرت ملک محمد صاحب ٹھیکیدار جہلمی مرحوم ومغفور نے آپ کی سوانح حیات تحریر کرتے ہوئے آپ کو حضرت عمر فاروق خلیفہ دوئم کی اولاد شمار کر کے فاروقی قرار دیا۔

Marfat.com
Marfat.com

حالانکہ یہ بات درست نہیں شاید اس لئے کہ ملک محمد صاحب کو یہ غلط فہمی اس لحاظ سے پیدا ہوئی کہ پسوال بعض لوگوں کے نزدیک حضرت وجیہہ کلبی صحابی رسول کی اولاد میں اور وجہ کلبی کا تعلق کسی لحاظ سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے جوڑا گیا ہو۔ جبکہ یہ بات قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے اول تو یہ کہ اس سلسلہ میں تاریخ کی کتابیں اور اسماء الرجال کی کتب خاموش ہیں۔ دوئم یہ کہ حضرت وجیہہ کلبی متوفی ۴۵ ہجری کا کشمیر یا برصغیر میں آنا ثابت نہیں۔

ٹھوس تحقیق کے مطابق پسوال گجر قوم کی ایک مشہور گوٹ ہے جس کی جنم بھومی طلوع اسلام سے قبل ہی برصغیر پاک و ہند ہے۔ یہ قوم اس سرزمین کی اصل وارث قوموں میں سے ہے۔

لفظ گجر دم صبح کے اس حسین نورانی وقت کو کہتے ہیں۔ جب پوہ پھٹتی ہے چونکہ یہ قوم شروع ہی سے مویشی پالنے۔ زمینداری کرنے اور علی الصبح اٹھنے کی عادی ہے۔ اس لئے گجر کہلاتی ہے۔ اس قوم کی ایک اپنی مستقل تاریخ ہے اور برصغیر پاک و ہند میں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے۔ اس قوم کی عظمت اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ پورے ملک میں اس کے نام پر کئی شہر کئی علاقے اور قصبے آباد ہیں۔ مثلاً گجرات، گجرات کاٹھیاواڑ، گوجرانوالہ، گوجرخان، گجر بانڈی اور کھڈ گجراں وغیرہ۔

علاوہ ازیں اس قوم کی کئی گوتیں ہیں جن میں سے پسوال بھی اس اس کی معروف گوت ہے اور حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی کا تعلق بھی اس گوت سے ہے۔

مختصر یہ کہ آپ کے جدامجد حضرت میاں دین محمد قادری علیہ الرحمۃ حضرت پیرا شاہ غازی قلندر علیہ الرحمۃ کے پہلے سجادہ نشین مقرر ہوئے پھر ان کے بعد یہ سلسلہ چلتا ہوا آپ کے والد گرامی میاں شمس الدین قادری علیہ الرحمۃ اور آپ کے بڑے بھائی جناب میاں بہاول بخش تک پہنچا۔

آپ کے والدین نہایت درجہ کے متقی و پرہیزگار اور عبادت گزار تھے۔ معاشرے میں ان کا بلند و بالا مقام تھا۔ حضرت دمڑی والی سرکار کی سجادگی شروع سے ہی آپ کے خاندان میں رہی۔ اس وجہ سے اہل علاقہ وعقیدت مندان دربار کھڑی شریف اس خاندان کے افراد کی طرف پیٹھ کر کے چلنا بھی گناہ سمجھتے تھے۔ اور یہ سلسلہ آج بھی قائم ہے۔ اہل نظر آج بھی اس گھرانے کے نہ صرف بزرگوں بلکہ بچوں کی بھی عزت و توقیر بجا لاتے ہیں۔ افرادی قوت اور دنیاوی وجاہت کے اعتبار سے بھی آپ کسی سے پیچھے نہ تھے۔ کیوں کہ آپ کسی اقلیتی برادری سے منسوب نہ تھے۔ مزید یہ کہ آپ کے آباؤ اجداد پشت در پشت کئی پشتوں سے ولی اللہ چلے آرہے ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

تعلیم و تربیت:

آپ کی والدہ ماجدہ نیک اور پارسا عابدہ خاتون تھیں اسی طرح آپ کے والد گرامی حضرت میاں شمس الدین قادری علیہ الرحمۃ بھی اپنے زمانے کے عارف کامل اور خدا کے مقرب بندے تھے۔ گھر کے مذہبی ماحول اور نیک سیرت ماں باپ کی نگرانی میں آپ تعلیم و تربیت جو ابتدائی زمانے میں ہوئی اس نے آگے چل کر بھی ایسا رنگ دکھایا کہ سموال شریف کے مدرسے میں آپ اپنے بڑے بھائی کے ہمراہ تعلیم حاصل کرتے رہے۔ پورے مدرسے میں آپ دونوں بھائی بلا کے ذہین تھے۔ سبق پر پوری توجہ دیتے جو سبق استاد دیتے وہ فوراً یاد کر لیتے تھے حتیٰ کہ پورے مدرسے میں تمام طلباء سے نمایاں حیثیت حاصل کر لی۔ جس کی وجہ سے آپ کے مہربان اساتذہ کی نظریں بھی آپ پر جم گئیں۔ اس زمانہ میں حافظ محمد علی اس درسگاہ کے صدر مدرس تھے اور حافظ غلام حسین صاحب بھی وہیں مدرس تھے۔

چنانچہ آپ اور آپ کے بڑے بھائی نے عربی فارسی قواعد زبان صرف ونحو۔ قرآن و حدیث وفقہ تفسیر۔ علم بدیع، علم کلام، فلسفہ وتصوف اور شعر وادب اس زمانہ کے اہم علوم تھے۔ آپ نے دس برس تک اس درسگاہ میں رہ کر تمام مروجہ علوم میں کامل دستگاہ حاصل کر لی اور صرف سترہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے اور یہیں سے آپ کا شاعرانہ ذوق بھی پیدا ہوا۔ دونوں بھائیوں نے زمانہ طالب علمی میں ہی شعر کہنے شروع کر دیئے تھے۔

سموال شریف کی درسگاہ کے اساتذہ کرام جملہ بزرگ ظاہری علوم کے علاوہ باطنی علوم کے بھی حامل تھے اس لحاظ سے آپ کو اپنے آبائی خاندان اور اساتذہ کرام ہر دو جانب سے فیض یاب ہونے کے عمدہ مواقع میسر آئے۔

زمانہ طالب علمی کی طلب وجستجو:

جس زمانہ میں آپ سموال شریف کی درسگاہ میں زیر تعلیم تھے آپ کے اساتذہ میں سے حضرت حافظ محمد علی مرحوم نے آپ دونوں بھائیوں کو بلایا اور فرمایا کہ آج دونوں بھائی مل کر مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ کا کلام سنائیں۔ آپ نے عرض کی حضرت آج ہم مولانا جامی کی لکھی ہوئی نعت اس شرط پر سنائیں گیکہ آپ ہمارے حق میں دعا فرمائیں گے کہ تمام علوم خواندہ و ناخواندہ پر ہمیں دسترس حاصل ہو جائے۔ اور جو کتب ہم نے ابھی تک نہیں پڑھی ہیں وہ بھی پڑھنی آ جائیں حافظ صاحب نے یہ شرط منظور کر لی۔

Marfat.com
Marfat.com

چنانچہ آپ نے حافظ صاحب کو درد بھری آواز میں مولانا جامی کلام سنایا جس سے حافظ محمد علی صاحب مرحوم پر کیفیت سی طاری ہوگئی جو کافی دیر تک جاری رہی۔ جب سکون ہوا تو قبلہ حافظ صاحب نے دونوں صاحبزادوں کے حق میں ایسی پر تاثیر دعا مانگی جسے حق تعالیٰ نے قبول فرمالیا اور دونوں صاحبزادوں کے سینے علوم ظاہری و باطنی کے لئے کھول دیئے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد کے مشاغل:

آپ تقریباً سولہ سترہ برس کی عمر میں تمام مروجہ علوم کی تکمیل کے بعد ہمہ تن مصروف عبادت و ریاضت ہوگئے۔ تاریخ انسانی اور کائنات کی تخلیق کے مقصد کا بغور مطالعہ کیا۔ عمر عزیز کا کوئی بھی لمحہ ضائع نہ ہونے دیا اللہ تعالیٰ کی وسیع و عریض کائنات میں تفکر و تدبیر کو شروع ہی سے اپنا شعار بنایا۔ حتیٰ کہ آپ تلاش حق کی جستجو میں عرفان کی ساری منزلیں طے کر کے عارف باللہ ہوگئے۔

مگر تمام زندگی تصوف و سلوک میں گزارنے کے باوجود سلوک کی کسی منزل میں بھی شریعت مطہرہ سے باہر نہیں ہوئے۔ آپ کا قدم شہنشاہ بغداد حضرت پیر سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ آپ کے قدم کسی حال میں بھی سرکار علیہ السلام کے بتائے ہوئے راستے سے نہیں ہٹے۔ آپ علی الصبح بلاناغہ حضرت پیرا شاہ غازی قلندر دمڑی والی سرکار علیہ الرحمۃ کے مزار پرانوار پر حاضری دیکر اپنے دامن سے جھاڑو دیتے۔ اور روزانہ کے اوراد و وظائف وہیں پر مکمل کرنے کے بعد سیر و تفریح کے لئے کھلی فضا میں نکل جاتے اور پھر سیر سے واپس آکر شعر و شاعری کے کام میں مصروف ہو جاتے۔

والد گرامی کی دعا:

آپ معمول تھا کہ آپ اپنے والد گرامی کو جب تھکاوٹ محسوس کرتے پاتے تو ان کا جسم دبانے کو مٹھیاں بھرا کرتے تھے۔ ویسے بھی کوئی موقع خدمت کا ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔ ایک دن آپ کے والد گرامی دوپہر کے وقت چادر اوڑھے آرام فرما رہے تھے کہ آپ ان کی چارپائی کے قریب آکر بیٹھ گئے اور پاؤں دبانے لگے۔ چند لمحوں کے بعد آپ والد گرامی نے پوچھا کہ کون ہے تو آپ نے عرض کیا حضرت میں محمد بخش ہوں۔

یہ سن کر آپ کے والد گرامی کی زبان ترجمان سے نکلا کہ تجھ پر کملی والے آقا علیہ السلام کی بخشش ہو۔ مانگ کیا مانگتا ہے۔ آپ نے عرض کیا ابا حضور جو کچھ مانگنا تھا وہ تو آپ نے دے دیا ہے۔ دل میں خواہش تھی کہ سچا فقیر بن جاؤں۔ سو آپ نے نہایت ہی عمدہ دعا

Marfat.com
Marfat.com

دے دی ہے۔ اللہ کرے یہی پوری ہو جائے۔ یہ سن کر آپ کے والد گرامی نے فرمایا۔ آمین۔

یہ ذوق و شوق دیکھ کر پرنم ہوئی وہ آنکھ
جس کی نگاہ تھی تیغ صفت بے نیام
پوری کرے خدائے محمد تیری مراد
کتنا بلند تیری محبت کا ہے مقام علامہ اقبال

پھر دنیا نے دیکھ لیا کہ وہ دعا کس قدر قبول ہوئی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمنامی کا فیض اس قدر جاری ہوا کہ تمام کرۂ ارض پر آپ کا نام مشہور ہے۔ جہاں سیف الملوک ہے وہاں محمد بخش ہے۔ جہاں محمد بخش ہے وہاں سیف الملوک ہے۔

آپ اپنی کتاب ہدایت المسلمین میں خود فرماتے ہیں۔

ڈر دا نام لکھاواں ناہیں شوخی تھیں شرماواں
عیب خطا میرے رب بخشے اسدا فضل سچاواں
خوامخواہ کوئی پچھا چاہے آخر آکھ نساواں
کرے نصیب مینوہ او دائم ایہہ محمد ناواں
شالا زائل کرے نہ میں تھیں اوہ حضرت ہمنامی
جسدے دوہاں جہاناں اندر ملک تے فلک سلامی

والد گرامی کا انتقال پرملال:

جب آپ کی عمر عزیز اٹھارہ برس کی ہوئی تو آپ کے والد گرامی بیمار ہو گئے اور انہیں محسوس ہو گیا کہ اب بچنا محال ہے۔ تو انہوں نے اپنی زندگی میں ہی سجادگی کا فیصلہ کرنا چاہا۔

اس مقصد کے لئے آپ کے والد گرامی نے علاقہ کھڑی شریف اور دور ونزدیک کے سرکردہ مریدوں کو بلایا جب مقررہ تاریخ کو تمام مریدین جمع ہو گئے تو انہوں نے بستر علالت پر تکیوں کے سہارے بیٹھ کر ایک پرتاثیر خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کے بعد مریدین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے اللہ کے نیک بندو اور درویشوں کے

Marfat.com
Marfat.com

مخلص عقیدت مندوں میں نے تمہیں اس لئے تکلیف دی ہے کہ میں بستر علالت پر پڑا اپنے آخری وقت کا انتظار کر رہا ہوں۔ کام تمام ہو چکا ہے۔ یہ اس کا کرم ہے کہ کوئی اہم فریضہ سرانجام دینے کے لئے یا شاید آپ لوگوں سے آخری ملاقات کے لئے مجھے چند گھڑیاں مہلت دے رکھی ہے۔

اُن کی زبان ترجمان سے یہ الفاظ نکلنے تھے کہ عاشقان باصفا کے صبر کا پیمانہ چھلک گیا۔ الفاظ کچھ ایسے تھے اور تاثیر ایسی تھی کہ ہر شخص پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ بعض کے لب پر آہ و زاری اور آنکھوں سے اشک جاری اور بعض کی رو رو کر ہچکیاں بندھ گئیں۔ جب مریدان باصفا کی آتش غم ذرا کم ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ اے مرے مریدان باصفا میرے دونوں بیٹے تمہارے سامنے ہیں۔ ہر بادشاہ کا کوئی نہ کوئی وارث ہوتا ہے۔ اکثر بادشاہوں کے بڑے بیٹے وارث ہوتے ہیں۔ جب بادشاہ دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو لوگ بڑے بیٹے کی تاجپوشی کرتے ہیں۔

لیکن امامت وخلافت کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ یہاں ہر فیصلہ قانون خداوندی اور خدا خوفی کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے اگر چہ میرا بڑا بیٹا بہاول بخش بھی ہر قسم کی لیاقت وصلایت رکھتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میرے بیٹوں میں میرے بعد سجادہ نشینی کا سب سے زیادہ اہل میرا صاحبزادہ محمد بخش ہے۔ کیا آپ حضرات اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ میں اسے اپنے بعد دربار عالیہ حضرت پیرا شاہ غازی قلندر دمڑی والی سرکار کا سجادہ نشین مقرر کر دوں۔

یہ سنتے ہی تمام حاضرین نے بیک زبان کہا آمین آمین۔

اب اگلا مرحلہ بیعت کا تھا۔ حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور اظہار خیال کی اجازت چاہی جب والد گرامی کی طرف سے اظہار خیال کی اجازت مل گئی تو عرض کیا کہ حضور میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ میں آپ کی نظر میں قبول ٹھہرا اور آپ نے فیضان نظر جاری فرما دیا۔ اور جملہ حاضرین کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے حاضر خدمت ہو کر آپ کے فرمان ذیشان کو بغور سنا اور نہایت خوشی سے آپ کے حکم کو قبول کیا۔

لیکن یا حضرت میں اپنے برادر بزرگ میاں بہاول بخش کی موجودگی میں اپنے آپ کو اس منصب کا اہل نہیں سمجھتا۔ میرے لئے ہرگز یہ بات باعث فخر نہیں ہے کہ بہاول بخش محمد بخش کے ہاتھ پر خلافت اور سجادہ نشینی کی بیعت کرے۔ بلکہ میرے لئے یہ بات باعث فخر ہوگی کہ میں اپنے بڑے بھائی کے ہاتھ پر بیعت کروں۔ جہاں تک زہد وتقویٰ کی بات ہے میں اپنے آپ کو ان سے افضل نہیں سمجھتا۔ منصب سجادگی پر متمکن ہونا ان کے لئے زیادہ موزوں ہے جب بارگراں ان کے کندھے پر پڑے گا اور اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان شامل ہو جائے گا تو ان جیسا پرہیزگار بھی کوئی ڈھونڈے سے نہ ملے گا۔ ان وجوہات کے پیش نظر میں اس منصب کو قبول کرنے سے قاصر ہوں۔

Marfat.com
Marfat.com

لہٰذا حضور اپنے فیصلے پر نظر ثانی فرمائیں۔ آپ کی دو منٹ کی پرتاثیر تقریر نے وہ سماں باندھا کہ حاضرین و سامعین آپ کی انصاف پسندی اور تواضع عاجزی وانکساری سے بے حد متاثر ہوئے اور آپ کے والد محترم بھی فرط محبت سے چشم پرنم ہو گئے اور آپ کو بانہوں میں لیکر کافی دیر تھپکتے رہے۔ اور فرمایا کہ صاحبزادہ محمد بخش کے فیصلہ پر مہر تصدیق ثبت کی جاتی ہے۔

اور ہمارے بعد صاحبزادہ بہاول بخش دربار عالیہ کھڑی شریف کا سجادہ نشین ہوگا۔ اس کے بعد آپ کے والد گرامی نے نہایت رقت قلب سے آپ کے حق میں خداوند قدوس سے دعا مانگی اور شہنشاہ بغداد حضرت پیران پیر دستگیر سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو مدد اور دستگیری کے لئے پکارا اور فرمایا کہ اے رب رحمان تو سمیع علیم ہے تو رحمان ورحیم اور قادر کریم ہے تو سنتا ہے اور تو ہی ہر ایک کا فریاد رس اور کارساز ہے۔ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوب سبحانی السید نا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے میرے بچے کو ہر دو جہان میں عزت وآبرو عطا فرما۔ اور اپنے نیک بندوں کی صف میں ملا۔ یہ صرف تیری رضا کا طالب ہے۔ تو بھی اس کی طلب پوری فرما۔ آمین ثم آمین۔ اس واقعہ کے چند روز بعد ماہ اکتوبر ۱۸۴۸ء بمطابق ۱۲۶۴ھ کو آپ کے والد گرامی کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔

حدود دربار میں چھپر کی تعمیر اور رہائش:

والد گرامی کے وصال کا آپ کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ چونکہ والدہ ماجدہ کا انتقال پہلے ہی ہو چکا تھا۔ اب والد کا سایہ بھی سر سے اٹھ چکا تھا۔ ان حالات میں آپ پر غموں کے پہاڑ ٹوٹ گئے ان حالات میں آپ نے انتہائی ہوش مندی اور تحمل سے کام لیا مگر چونکہ غم اتنا شدید تھا کہ بھولے سے بھی نہ بھلایا جاتا۔ اور آپ کے دل کی کیفیت کچھ اس طرح تھی

کتنا شدید غم ہے کہ احساس غم نہیں
تم میرے ساتھ ساتھ ہو یہ بھی تو کم نہیں

یہ غم ایسا تھا کہ تمام عمر اس درد میں کمی نہ آسکی بلکہ بڑھتا گیا۔ اور پھر یہی درد عشق حقیقی کے روگ کا علاج بن گیا۔ بقول غالب

عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا
درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

Marfat.com
Marfat.com

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پہ پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں

پھر آپ کے عشق کا یہ درد نوکِ قلم کے ذریعے کتابوں میں پھیل کر سوز عالم گیر بن گیا۔ یہی وجہ ہے کہ سوز و تاثیر کے میدان میں آپ شاعری کے میدان میں میر تقی میر اور استاد دامن سے جا ملتے ہیں۔

ہمارے آگے جب تیرا کسی نے نام لیا
دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا
میرے سلیقے سے نبھی میری محبت میں
تمام عمر میں ناکامیوں سے کام لیا

آپ شروع سے ہی یادِ خدا میں مست الست تھے سجادگی کا بار بھی آپ کے کاندھے ٹل گیا تھا۔ اس لئے آپ کے پاس اب دو ہی کام تھے یا عبادت و ریاضت یا پھر شعر و شاعری۔

ایک دن آپ دربار شریف کی حدود میں داخل ہوئے اور ایک طرف ایک چھپر ڈال کر وہاں پرانی رہائش سے منتقل ہو گئے۔ اور وہیں پر چلہ کشی عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ پھر آپ کا معمول یہ تھا کہ صبح دربار شریف کی صفائی اور پھر کھلے میدان میں تھوڑی دیر کے لئے جا کر سیر کر کے واپس آ کر خدا کی یاد میں مست و مستغرق ہو جاتے اور فارغ وقت میں شعر و شاعری کا آپ کا مشغلا رہا۔

ایک درویش سے ملاقات:

میاں محمد سکندر اپنی تصنیف لطیف ''عارف کھڑی'' میں رقم طراز ہیں کہ ایک دن آپ حسب معمول جنگل کی سیر میں مصروف تھے کہ اچانک ایک بزرگ صورت خضر میں ملے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو ایک بوٹی کے ذریعے میں خام سے زر خالص بنانا سکھا دیں۔ آپ نے عرض کیا مجھے اس کی ضرورت نہیں بلکہ مجھے ایسی چیز کی ضرورت ہے جو میرے دل کی دنیا میں خام کی بجائے کندن میں بدل ڈالے۔

یہ بات سن کر وہ بزرگ اس روز تو چلے گئے مگر کچھ روز کے بعد دوبارہ اسی جنگل میں آن ملے اور فرمایا کہ ہم قندھار سے آئے ہیں اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو ایک ایسا وظیفہ بتا دیں جس سے جنگل کے تمام جانور آپ کے مطیع اور تابع فرمان ہو جائیں گے۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ نے عرض کی مجھے اس کی بھی ضرورت نہیں ہے اب تو صرف ایک دھن ہے کہ

یزداں بکمندے آور اے ہمت مردانہ

آپ نے اس بزرگ ہستی سے اپنے اعلیٰ مقاصد میں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی تو وہ بزرگ شخصیت آپ کو ڈھیروں دعاؤں سے نواز کر رخصت ہو گئے۔

کامل دے دروازے اوتے محکم لائیے جھوکاں:

جب آپ حضرت سائیں غلام محمد قادری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے تو اس کے بعد آپ کے مرشد کامل نے فرمایا میاں محمد بخش آپ کے روحانی فیض کا کچھ حصہ کشمیر میں ہے لہٰذا آپ اپنا حصہ لینے کے لئے غوث زماں قطب دوراں حضرت شیخ احمد ولی علیہ الرحمۃ کے پاس کشمیر چلے جائیں مرشد کامل کا حکم ملتے ہیں آپ میر پور سے وادی کشمیر کی جانب پاپیادہ روانہ ہو کر حضرت شیخ احمد ولی کے آستانہ پر پہنچے۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ حضرت شیخ موجود نہ ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ کب تشریف لائیں گے تو جواب ملا کہ کوئی مقررہ وقت اور ٹھکانہ بتا کر نہیں جا ... خدا جانے کب تشریف لائیں گے۔ آپ چونکہ کافی طویل سفر پیادہ کر کے گئے تھے مگر باوجود اس کے ہمت نہ ہاری دل کو تسلی دی اور خود سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ کی رحمت پر نظر رکھ وہ مایوس نہ لوٹائے گا یہ سوچ کر زبان حال سے پکار اٹھے۔

لاتقنطو من رحمۃ والی آس امید نہ چھوڑیں

آپ اگرچہ یہ سن چکے تھے کہ حضرت گھر پر موجود نہیں مگر باوجود اس کے آستانہ عالیہ کے خدام سے اجازت لیکر گھر میں داخل ہوئے تو کیا دیکھا کہ گھر کے اندر ایک خوبصورت نوجوان تخت پر بیٹھا ہوا مصروف تلاوت قرآن ہے۔ آپ نے ان سے سلام دعا کے بعد پوچھا کہ حضرت شیخ احمد ولی کب تشریف لائیں گے تو جواب ملا کہ دو یا تین ماہ بعد تشریف لائیں گے ابھی یہ بات ختم نہ ہوئی تھی کہ حضرت شیخ احمد ولی گھر کے دوسرے دروازے سے اندر داخل ہوئے اور اندر آتے ہی آپ سے بڑے پرتپاک طریقہ سے ملے۔ اور ایک ہی نگاہ فیض سے آپ کے روحانی فیض کا حصہ آپ کو منتقل فرما دیا۔

چنانچہ آپ حضرت شیخ احمد ولی کے چشمہ فیض سے سیراب ہو کر کشمیر کے مقامات مقدسہ کی زیارت میں مصروف ہو گئے بالخصوص چرار شریف اور حضرت شیخ نورالدین ولی علیہ الرحمۃ کے مزارات مقدسہ پر حاضری دی اور کسب فیض کیا۔ اس علاقہ کے لوگوں کو جب آپ کی آمدہ کا علم ہوا

Marfat.com
Marfat.com

تو وہ لوگ قافلہ در قافلہ جوق در جوق آپ کی خدمت شریفہ میں حاضر ہونا شروع ہو گئے۔

دربار عالیہ کھڑی شریف کی سجادہ نشینی:

آپ کے بڑے بھائی حضرت میاں بہاول بخش جو والد گرامی کے وصال کے بعد دربار عالیہ کھڑی شریف کے سجادہ و خلیفہ مقرر ہوئے تھے۔۱۸۸۱ء بمطابق ۱۲۹۸ھ کو ان کا بھی وصال ہو گیا۔ اس کے بعد حسب معمول آپ دربار عالیہ کے خلیفہ سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ اس زمانہ کی بات ہے کہ جب آپ اپنی بیشتر تصانیف مکمل فرما چکے تھے اور آپ کی عمر شریف تقریباً 51-52 برس کی ہو چکی تھی۔ چونکہ اب ذمہ داریاں بڑھ چکی تھیں۔ جن کی وجہ سے دربار سے دور یا باہر رہائش نہ رکھ سکتے تھے۔ اس لئے آپ مستقل طریقہ سے دربار شریف کے چھپر میں ہی قیام پذیر ہو گئے۔ اگر کہیں جانا بھی پڑ جاتا تو ہفتہ عشرہ سے زیادہ کبھی آپ باہر نہیں ٹھہرتے اور جلد ہی واپس آ جاتے تھے۔

بڑے بھائی کے انتقال کے بعد آپ کے دل کو شدید قسم کا صدمہ پہنچا ایک طرف تو بڑا بھائی دوسری طرف دونوں بھائیوں میں اس قدر ہم آہنگی اور مزاج شناسی اور حقیقی رشتہ کے علاوہ گہری علمی اور ہم ذوقی دوستی بھی تھی ان تمام وجوہات کی بنا پر آپ کو رہ رہ کر بھائی کی یاد ستاتی رہی۔ مگر آپ نے ہمت سے کام لیا اور خدا نے آپ کو اس عظیم صدمہ کو برداشت کرنے کی قوت عطا فرمائی اور آپ نے اپنے سر پڑنے والی تمام ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی سرانجام دیا اور دربار عالیہ کھڑی شریف کی رونق کو چار چاند لگا دیئے۔

آپ نے اپنی خلافت وسجادگی کے دور میں دربار عالیہ کھڑی شریف کا انتظام وانصرام اس خوبی سے چلایا کہ اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ آمدن میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ لنگر خانے کے انتظام میں باقاعدگی اور تسلسل کے علاوہ وسعت بھی بڑھ گئی۔

حلقہ مریدین میں زہد وتقویٰ عبادت وریاضت کی عادت ڈالی جس سے عقیدت مندوں اور مریدین کی اخلاقی اقدار میں اضافہ ہوا اور پھر لوگوں کے عقائد کی اصلاح کی۔ آپ عقیدت مندوں سالکین مریدین اور مسافروں کے مسائل سے باخبر رہتے تھے آنے والوں کو شرف ملاقات سے بخشتے ان کی فریادیں سنتے ان کی حاجات برآری کے لئے خداوند قدوس سے گڑگڑا کر دعا مانگتے۔

آپ نے اپنی سجادگی کے دوران دربار عالیہ کی بے شمار خدمات سرانجام دیں۔ جس میں تعمیری کام کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔ اگرچہ آپ سے پہلے خلفاء بھی اس طرف توجہ دیتے

Marfat.com
Marfat.com

رہے ہیں۔ لیکن تعمیرات کے دو اہم بڑے کام قدرت نے آپ ہی سے مکمل کروانے تھے۔ (نمبر۱) حضرت پیرا شاہ غازی قلندر ڈمڑی والی سرکار علیہ الرحمۃ کے مزارِ پُر انوار پر گنبد دار روضے کی تعمیر۔ (نمبر۲) دربار کے اردگرد پتھر کی پختہ چار دیواری کی تعمیر آپ کے عالی شان اور زندہ جاوید کارنامے ہیں۔

مصروفیات کے اس دور میں بھی آپ نے اپنی چند تصانیف جن میں ہیر رانجھا، پنج گنج بھی مکمل کی۔ جبکہ زائرین کے خورونوش اور رہائش کا انتظام کرنے میں ذاتی طور پر دلچسپی لیتے جس کی وجہ سے دن دن دیگ سوائی کا کرشمہ زیا نظر آنے لگا۔

مسلم ہندو کوئی نہ نابر سیوے سب لوکائی
داتا سخی محمد بخشا دن دن دیگ سوائی

احترام سادات:

ایک مرتبہ ایک سیّد پولیس انسپکٹر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کچھ دیر قیام کے بعد جاتے ہوئے بتقاضائے ادب سیّد انسپکٹر صاحب نے آپ کے پاپوش مبارک سیدھے کر کے رکھ دیئے تاکہ آپ کو پہنچتے ہی کوئی دشواری پیش نہ آئے بلکہ انہیں اپنے قریب پائیں۔

وہ تو بپاس ادب یہ کام کر کے چلے گئے آپ نے اس کے بعد سے وہ جوتا پہننا چھوڑ دیا اور اٹھوا کر رکھ دیا کہ اسکو سیّد زادے کا ہاتھ لگ گیا ہے لہٰذا اب میں اس میں پاؤں نہ ڈالوں گا۔

واقعہ نمبر۲:

ایک سیّد زادے کو کسی افسر نے کسی الزام پر نوکری سے نکال دیا۔ اس واقعہ کا علم آپ کو بھی ہو گیا۔ اور وہ افسر گاہے بگاہے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا تھا۔ اس واقعہ کے بعد جب وہ افسر آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ یہاں تک کہ اس افسر نے آپ کو راضی کرنے کے لئے حضرت قاضی سلطان محمود اعوان شریف اور دیگر چند بزرگوں کو شفا رش کے لئے آپ کے پاس لایا۔ نتیجتاً یہ ہوا کہ اس نے معافی بھی مانگی اور نوکری سے نکالے ہوئے سیّد زادے کو بلا کر بخوشی ملازمت پر بحال بھی کر دیا۔ اور آئندہ کے لئے خاندان سادات کا احترام کرنے کا بھی عہد کیا۔

واقعہ نمبر۳:

آپ کا معمول تھا کہ سال میں ایک مرتبہ موضع چک جانی ضلع گجرات میں سرکار علیہ السلام

Marfat.com
Marfat.com

کے موئے مبارک کی زیارت کے لئے تشریف لاتے تھے۔
چک جانی کی حدود میں داخل ہوتے تو گھوڑی سے اتر کر تشریف لے جاتے اور پاپوش مبارک پاؤں سے اتار کر بغل میں رکھ لیتے۔اس حالت میں آپ پاپیادہ موئے مبارک والے مقام پر پہنچتے اور نہایت ہی ادب سے دوزانوں ہو کر قبلہ رخ بیٹھ کر موئے مبارک کی زیارت فرماتے۔اس دوران آپ پر رقت طاری ہو جاتی۔حتیٰ کہ آپ کی ریش مبارک اور دامن آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔بعد از زیارت کے گاؤں سے اس حالت میں باہر تشریف لاتے کہ اس مقدس مقام کی طرف پیٹھ نہ فرماتے۔موئے مبارک کی زیارت کے بعد موضع ڈھنی میں آکر چند دن اپنے عقیدت مندوں کے پاس قیام فرماتے تھے۔
ایک دفعہ جب موئے مبارک کی زیارت کے بعد حسب معمول آپ جب اس گاؤں میں پہنچے تو آپ کو معلوم ہوا کہ گاؤں کے ایک نوجوان لڑکے نے ایک سیّدزادے کو غیر نظر سے دیکھا اور شرارت کی۔مگر گاؤں کے لوگوں نے اس شخص سے قطع تعلق نہ کیا۔آپ کے علم میں جب یہ بات آئی تو آپ فوراً ہی وہاں سے چلے آئے اور دوبارہ پھر کبھی بھی اس گاؤں میں نہ گئے۔

تواضع اور اخلاق:

آپ میں تواضع کی صفت بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔آپ سے جو بھی ملنے کے لئے آتا شاد کام واپس جاتا۔دربار پر آنے والے اکثر مریدین غریب ہی ہوتے تھے لیکن کچھ لوگ امراء روسا کے طبقے کے بھی آتے تھے۔مگر آپ سب سے ایک ہی انداز میں ملتے اور ایک جیسا ہی سلوک فرماتے۔اگر کوئی دیرینہ محسن یا خاص عزیز یا بزرگ شان والا کوئی آجاتا تو اسے اپنے ساتھ ہی بیٹھا لیتے تھے۔مگر کھانے پینے کے معاملات میں ان کے ساتھ بھی عام لوگوں کی طرح سلوک فرماتے۔
آپ اپنے استادوں اور پیرومرشد اور حضرت پیرا شاہ غازی قلندر دمڑی والی سرکار علیہ الرحمۃ کے مزارِ پُر انوار کا بے حد احترام کرتے ان میں کسی کی طرف بھی پوری زندگی پیٹھ نہ ہونے دی۔آپ اپنے بزرگوں کا احترام کرتے اور عزیزوں کے ساتھ شفقت سے پیش آتے۔آپ بہت وسیع اخلاق کے مالک نہایت ہی شریف النفس، صابر، بردبار، تحمل مزاج، ملنسار اور باوقار شخصیت کے مالک تھے۔اسی طرح قادر الکلام، فصیح اللسان، اور شیریں زبان ہونا آپ کی خصوصی صفت تھی۔

علم وفضل کی دولت:

جیسا کہ اس سے قبل تحریر کیا جا چکا ہے کہ آپ نے علوم ظاہریہ کی تکمیل صرف 16-17

Marfat.com
Marfat.com

برس کی عمر عزیز میں کر لی تھی۔ سموال شریف کی درسگاہ سے عربی، فارسی، اردو مع قواعد زبان، صرف ونحو، قرآن وحدیث، فقہ وتفسیر، معقولات ومنقولات، علم بدیع، علم کلام، فلسفہ، حکمت، علم حکمت و تصوف، علم ریاضی وعلم دلائل اور شعر وادب وغیرہ گویا کہ سموال شریف کی درسگاہ سے آپ تمام علوم مروجہ کے ساتھ لیس ہو کر نکلے۔ آپ کے پاس نہ صرف کتابی علم بلکہ آپ علم لدنی سے بھی مالا مال تھے۔ آپ کے علمی تجر دکا اندازہ آپ کی تصانیف بالخصوص تحفہ رسولیہ اور ہدایت المسلمین سے بخوبی لگ سکتا ہے۔ جن میں قرآن پاک اور حدیث رسول کے اصل متن پیش کر کے مستند شرعی اور فقہی کتب کے حوالے سے استدلال کیا گیا ہے۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوران تصنیف سینکڑوں کتابیں آپ کے مطالعہ اور نظر کے سامنے رہتی تھیں۔ جن کی فہرست بہت طویل ہے۔

آپ کے زمانے کے علماء اور مشائخ آپ کے علم وفضل وکمال کے معترف تھے۔

آپ مذہب اسلام کے سواد اعظم اہل سنت وجماعت سے تعلق رکھتے تھے فقہ میں حضرت امام ابوحنیفہ کے پیروکار اور سلسلہ طریقت میں حضرت پیر پیراں میر میراں حضرت السیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے سلسلہ عالیہ قادریہ سے منسلک اور روحانیت میں حضرت پیرا شاہ غازی قلندر دمڑی والی سرکار علیہ الرحمۃ اور سلسلہ طریقت میں ظاہری بیعت حضرت سائیں غلام محمد قادری علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر تھی۔

مرد بھلیرا مرشد میرا شاہ غلام محمد
اہل طریقت اہل شریعت و انگ امام محمد

سخاوت وتوکل:

آپ کا معمول تھا کہ دربار شریف پر جو بھی عطیات وتحائف آتے آپ تمام کے تمام غربا اور مساکین میں تقسیم فرما دیتے تھے جو بھی نقدی نذرانہ آتا وہ دربار شریف کی تعمیر اور لنگر پر خرچ کر دیتے اور آنے والے وقت کا خیال نہ کرتے اور نہ ہی اپنے لئے کوئی چیز بچا کر رکھتے۔ سخاوت کے دریا آپ نے بہائے اور دوسروں کو بھی نصیحت فرماتے کہ سخاوت اپناؤ اسی میں تمہارا بھلا ہے۔

مہاراجہ رنبیر سنگھ کی آمد:

ایک مرتبہ مہاراجہ رنبیر سنگھ جو جموں وکشمیر کا ۱۸۵۷ء تا ۱۸۸۵ء حکمران رہا۔ اپنے وزیروں، مشیروں سمیت آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ آپ روزانہ کے اوراد وظائف میں مشغول تھے۔ مہاراجہ کے آنے کی خبر خدام نے آپ کو دی تو آپ نے اپنے اوراد وظائف مکمل کئے اور

Marfat.com
Marfat.com

بڑے تحمل اور وقار کے ساتھ حجرہ مبارک سے صحن دربار میں تشریف لائے۔ مہاراجہ سمیت تمام حاضرین آپ کے ادب میں کھڑے ہوگئے۔ آپ نے بیٹھ جانے کا حکم دیا۔ اور مہاراجہ سے آنے کا سبب پوچھا تو عرض کرنے لگا حضور کی خدمت میں قدمبوسی کے لئے اور دعا کے لئے حاضر ہوا ہوں۔

تقریباً آدھا گھنٹہ مہاراجہ نے دربار شریف میں قیام کیا اور جانے سے قبل اپنے وزیر کو نذرانہ پیش کرنے کا کہا تو وزیر موصوف نے روپوں کی تھیلی آپ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے تھیلی ہاتھ میں لیکر پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو مہاراجہ نے عرض کیا حضور یہ ہماری طرف سے نذرانہ ہے۔ آپ نے تھیلی میں سے ایک روپیہ نکال کر اپنی ایک آنکھ پر رکھ کر فرمایا کہ یہ کیسی نذر نیاز ہے کہ جس نے میری پہلی نظر بھی بند کر دی ہے۔ مہاراج ہمیں ایسی نذر و نیاز کی قطعاً کوئی ضرورت نہ ہے جو ہماری آنکھوں پر پٹی باندھ دے۔

یہ کہہ کر آپ نے ایک روپیہ اپنے لنگر کے خادم کو دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ روپیہ مہاراجہ کی طرف سے لنگر میں شامل کرلو۔ اور بقایا تھیلی مہاراجہ کو واپس کرتے ہوئے نصیحت فرمائی کہ عوام کا خاص خیال رکھو اور رعایا کے ساتھ عدل وانصاف کرو اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔

آپ سے وعظ و نصیحت سننے کے بعد انتہائی ادب سے رخصت ہو کر چلا گیا۔

کشف و کرامات:

میاں عبدالغنی سب انسپکٹر پولیس راجہ محمد حسن مرحوم جہلم سب رجسٹرار کے مقدمہ قتل کی تفتیش کر رہے تھے کہ ان کی حراست سے ایک زیر تفتیش ملزم فرار ہوگیا۔ جس کی وجہ سے عدالت نے انہیں ایک ماہ قید کی سزا سنائی۔ جب وہ ضمانت پر رہا ہوئے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے طالب ہوئے۔

چنانچہ آپ نے دعا فرمائی معاملہ رفع دفع ہوگیا۔ اس کے بعد کسی اور جرم میں قصوروار ٹھہرے تو دوبارہ حاضر خدمت ہو کر دعا کے لئے درخواست کی۔ آپ نے دعا فرمائی وہ معاملہ بھی خدا کے فضل و کرم سے ختم ہوگیا مگر اس کے ساتھ ہی آپ نے فرما دیا کہ راجہ صاحب آپ مسلسل غفلت کا شکار ہو رہے ہیں اور ہمارے بارے میں بھی تمہاری نیت میں فتور آ گیا ہے لہٰذا پھر پکڑے جاؤ گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تیسری مرتبہ پھر پکڑے گئے جس کی وجہ سے تمام عزت بھی برباد ہوئی۔ لیکن باوجود اس کے رہائی پھر بھی ہو آپ کی دعا سے ملی۔

Marfat.com
Marfat.com

کرامت نمبر۲:

موضع بانگ دوارہ میں ایک سکھ ساہوکار کی دکان تھی۔ چوہدری حسن علی اس کا مقروض تھا۔ ایک دن حسن علی اور حیدر علی دریائی پتن کے راستے جہلم جا رہے تھے۔ جب دربار کے میلہ میں پہنچے تو سکھ دکاندار جہلم جاتا ہوا میلے میں مل گیا۔ حسن علی نے تنہائی کا موقع دیکھ کر سکھ دکاندار کو قتل کر دیا۔ تھانے میں رپٹ ہو گئی۔ پولیس نے اس شک کی بنا پر کہ جس روز مقتول سودا لینے جہلم گیا۔ حسن علی اور حیدر علی اس گھر پر نہ تھے۔ پولیس نے ان کو شامل تفتیش کر لیا۔ مگر ایک ماہ گزر گیا تھا کہ کسی نتیجہ پر نہ پہنچے۔ جس کی وجہ سے تفتیشی افسر تھانے دار اپنی ناکامی کی وجہ سے خفت محسوس کر رہا تھا۔ ایک دن اچانک حسن علی نے اچانک کسی وجہ سے گھر میں جھگڑا کھڑا کر دیا اور اپنی بیوی کو تھپڑ مارا جس پر اس کی بیوی نے شور مچا دیا کہ لوگوں اس نے کچھ روز قبل سکھ ساہوکار کو مارا تھا اب یہ مجھے مارنا چاہتا ہے۔ شور کی آواز سن کر لوگ اکٹھے ہو گئے اور یہ بات پولیس تک پہنچ گئی۔ پولیس نے حسن علی اور حیدر علی کو گرفتار کر لیا۔

جب بے گناہ حیدر علی کی ماں کو علم ہوا تو وہ روتی پیٹتی ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی حضور میرا بیٹا بالکل بالکل بے گناہ ہے وہ اس جرم میں شریک نہ ہے۔ لہٰذا آپ دعا فرمائیں کہ میرا بیٹا بری ہو جائے۔ آپ نے اس کی ماں کو تسلی دلائی کہ تیرا بیٹا جلد ہی بری ہو کر آ جائے گا فکر نہ کر۔ اللہ کریم کرم کرے گا۔

چنانچہ ایک روز ایسا ہوا کہ حسن علی اور حیدر علی جیل میں بند تھے حسن علی سے حیدر علی نے کہا حسن علی دیکھو قتل تم نے کیا ہے اور تم نے بے گناہ میرا نام بھی شامل کروا دیا ہے جبکہ تم خود جانتے ہو کہ میں تمہارے اس جرم میں شریک نہیں۔ لہٰذا بات یہ ہے کہ سزائے موت تو ہونی ہے مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ تمہیں صرف تمہارے جرم کی سزا ملے ایسا نہ ہو کہ تمہارے کہنے پر عدالت تمہارا شریک سمجھ کر مجھے بھی سزائے موت یا پھانسی دے دے تو تم پر دو قتل کا جرم خدا کے سامنے بن جائے گا ایک قتل تو تم نے سکھ کیا ہے دوسرا قتل تمہارے مسلمان بھائی کا تم پر پڑ جائے گا اس لئے صبح کو جب عدالت میں پیش ہو تو تم صاف کہہ دو کہ قتل میں نے کیا ہے لہٰذا حیدر علی کو بری کیا جائے۔

حیدر علی کی ان باتوں کا حسن علی پر گہرا اثر ہوا اور اس نے صبح کو عدالت میں پیش ہو کر بیان دے دیا کہ سکھ ساہوکار کا قتل میں نے کیا ہے حیدر علی بے قصور ہے عدالت نے اس کی بات سن کر حیدر علی کو بری کر دیا۔ اس طرح آپ کی دعا سے حیدر علی باعزت بری ہو کر گھر آ گیا۔

Marfat.com
Marfat.com

کرامت نمبر 3:

آپ کے مرید خاص جناب ملک محمد جہلمی مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے حکم سے آپکی دو کتابیں تحفہ رسولیہ اور تحفہ میراں طبع کرانے کی غرض سے لاہور گیا اور اس دوران پنڈت من پھول بہادر جی (سی ایس آئی) کے گھر ٹھہرا۔ پنڈت جی کا بیٹا گینش مل میرا دوست تھا۔ یہ دونوں باپ بیٹے غیر مذہب ہونے کے باوجود آپکے معتقد تھے اور کئی مرتبہ آپکی خدمت میں حاضری دے چکے تھے۔

مجھے اپنے کام کے سلسلہ میں چار مہینے رکنا پڑ گیا۔ اس دوران ایک دن پنڈت جی میرے لئے مٹھائی لائے مگر مٹھائی میں بھنگ ملی ہوئی تھی جس کا مجھے علم نہ تھا میں نے وہ مٹھائی لیکر کھالی مگر کچھ ہی دیر بعد میری حالت خراب ہوگئی جس کا پنڈت جی کو کافی فکر لاحق ہوا اور وہ مجھے علاج معالجے کے لئے ہسپتال لے گئے۔

خدا کے فضل و کرم سے چند روز بعد مجھے افاقہ ہوا تو ایک دن آپکا خط کھڑی شریف سے لاہور پنڈت جی کے گھر پہنچا جس میں میری بیماری کا تفصیلاً ذکر تھا میں یہ خط پڑھ کر پریشان ہوا اور خوش بھی کہ میرے مرشد کو میرے حالات کی تمام خبر اور علم ہے۔ میں نے وہ خط پنڈت جی اور اسکے اہل و عیال کو دکھایا تو وہ سب لوگ آپ کی اس کرامت اور روشن ضمیری سے بے حد متاثر ہوئے۔

وصال باکمال:

ماہ جنوری موسم سرما میں ایک دن آپ نے مغرب کی نماز کے لئے ٹھنڈے پانی سے وضو فرما کر نماز مغرب ادا کی بعد از نماز مغرب آپ نے خادم خاص کو انگیٹھی جلانے کا حکم دیا خادم نے تعمیل کر کے انگیٹھی پیش کی آپ آگ تاپ رہے تھے کہ کمزوری سے آپ ایک طرف جھک گئے خادموں نے فوراً آپ کو اٹھا کر چارپائی پر لٹایا۔ ایک دن اور ایک رات بدستور آپ پر غشی طاری رہی یہ فالج کا حملہ تھا ایک روز کے بعد مورخہ 7 ذالحج بمطابق 1324ھ 22 جنوری 1907ء کو آپ کا وصال باکمال ہوگیا۔

مزار پر انوار دربار پیرا شاہ غازی قلندر دمڑی والی سرکار علیہ الرحمہ کے مزار کی جانب مشرق کھڑی شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دیکر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک 7 ذالحج کو ہر سال منایا جاتا ہے جس میں علمائے کرام مشائخ عظام آپکی سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں پر بیان کرتے ہیں جبکہ معروف نعت خوان حضرات بھی اپنا نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے علاوہ آپکا کلام سیف

Marfat.com
Marfat.com

الملوک پیش کرتے ہیں۔ عرس مبارک کے موقع پر عقیدت مندوں کا ہجوم دیدنی منظر پیش کرتا ہے۔

آپ کا عرس مبارک کھڑی شریف کے علاوہ تین جگہ اور بھی منایا جاتا ہے۔

نمبر 1:

موضع دھنی شریف، جو کہ چک جانی ضلع گجرات میں واقع ہے یہاں آپ عموماً قیام فرماتے تھے، 10 ماگھ کو یہاں عرس ہوتا ہے۔

نمبر 2:

موضع پنجن شریف جہاں آپکا دلق مبارک اور ایک عدد عصا شریف اور دانت مبارک ایک تربت میں دفن ہے یہاں بھی ہر سال باقاعدگی سے عرس ہوتا ہے

نمبر 3:

تحصیل و ضلع چکوال میں آپ کی ایک بیٹھک تھی اس لئے وہاں بھی ہر سال 10 ماگھ کو عرس ہوتا ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت پیر سیّد نیاز الحسن شاہ گیلانی قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

ہمالۂ علوم، مناظر اسلام، عالم ربانی مرشد لاثانی، جگر گوشۂ غوث الصمدانی، حاجی الحرمین شریفین حضرت پیر سیّد نیاز الحسن شاہ گیلانی قادری رزاقی رحمتہ اللہ علیہ موضع کھوجہ سیداں نواں شہر ضلع جالندھر بھارت میں حضرت پیر سیّد علی نواز شاہ بن سیّد شاہنواز بن سیّد غلام حسین بن سیّد برکات محمد شاہ علیہم الرحمتہ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے چوٹی کے عالم فاضل اور بہت بڑے مناظر اور شیخ طریقت اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ کے بارے میں یہ بات موضع کھوجہ سیداں میں بہت مشہور ہے کہ آپ جب رات کو ذکر خدا میں مشغول ہو جاتے تھے تو آپ کا جسم کئی حصوں میں تقسیم ہو کر جسم کا ہر حصہ الگ الگ فرش پر پڑا رہتا تھا پھر آپ جب جذب کی کیفیت سے باہر آتے تو پورا جسم اپنی اصلی حالت میں آ جاتا۔

ایک دن آپ کے ایک مرید خاص نے دل میں سوچا کہ کیوں نہ اس حقیقت سے آگاہی حاصل کی جائے۔ وہ رات کو تہجد کے وقت اٹھا اور آپ کے حجرہ مبارک میں آیا تو کیا دیکھا کہ آپ کے جسم کے کئی حصے فرش پر الگ الگ پڑے ہوئے ہیں اور جسم کے ہر حصے سے اللہ ھو اللہ ھو کی آوازیں آ رہی ہیں۔

عبادت وریاضت ومجاہدہ:

آپ نے تمام عمر فرض نمازیں تو الگ نفل نمازوں میں بھی کبھی کوتاہی نہیں آنے دی۔ نماز تہجد، نماز اشراق، نماز ضحیٰ اور چاشت نماز فی الزوال مغرب کے وقت اور بین کے نوافل، صلوٰۃ التسبیح کا روزانہ معمول تھا۔ اس کے علاوہ ایام بیض کے روزے ہر جمعرات اور دوشنبہ کو معمول کے مطابق رکھتے۔ شوال کے مہینے میں چھ روزے باقاعدگی سے رکھتے۔ اسی طرح ذوالحج کے مہینے میں اول دنوں کے 9 روزے رکھتے۔ محرم الحرام میں نویں اور دسویں کا روزہ رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ تسبیحات اوراد و اذکار اور درود شریف کا ورد آپ کا مستقل معمول تھا۔ آپ نے چلہ معکوس کے علاوہ دیگر چلے بھی کیے۔ کنویں میں لٹک کر عبادت کرنا بھی زبان زد خاص و عام پر ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

درس وتدریس اور جنات کی خدمت گزاری:

قرآن وسنت کی تعلیم کے لئے آپ نے دو الگ ادارے قائم کر رکھے تھے۔ ایک طلباء کے لئے دوسرا طالبات کے لئے۔ آپ بذات خود تمام شعبوں میں اپنے طالبان کو پڑھاتے صبح و شام قرآن وحدیث کا درس جاری رہتا سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں افراد آپ کے سامنے زانوے تلمذ طے کرکے مستفیض ہوئے۔

آپ کے پاس دین متین کی تعلیم کے حصول کے لئے نہ صرف انسان بلکہ جنات بھی آتے تھے اور تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ان جنات میں ایک جن جس کا نام آپ نے خیراتی شاہ رکھا تھا وہ اپنے اہل خاندان کے ہمراہ حاضر ہو کر قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کرتا تھا۔

خیراتی شاہ جن کے بارے میں یہ بات بھی شہرت کو پہنچی ہے کہ وہ صبح نماز تہجد کے وقت آپ کے دائیں پاؤں کے انگوٹھے کو چوستا تھا۔ جس سے آپ بیدار ہو کر اپنے معمولات میں مشغول ہو جاتے۔

(نوٹ)

خیران شاہ جن کی کئی مرتبہ موجودہ سجادہ نشین الحاج پیر سید محمد مخدوم گیلانی سے ان کی رہائش گاہ لندن میں ملاقات کے لئے حاضری دیتا رہا اور ایک دو مرتبہ کچھ احباب نے اس کا سایہ بھی دیکھا۔

مرزا قادیانی کے خلاف مناظرہ میں شرکت:

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب اپنی شامت اعمال کے پیش نظر حضور تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کو مناظرہ کا چیلنج کیا تو پورے برصغیر کے مسلمانوں کے دلوں میں ایمان کی ایک لہر دوڑ گئی اور پورے ہند کے علماء اور مشائخ اس علمی مقابلے کے لئے میدان عمل میں نکل آئے۔ ان علماء اور مشائخ کے ہمراہ آپ بھی مسلمانان کھوجہ سیداں کی نمائندگی کے لئے جالندھر سے لاہور پہنچے اور اس مناظرہ میں حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ اور حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ علیہم الرحمۃ کے ساتھ کفر کے مقابلے کے لئے کھڑے رہے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال موضع کھوجہ سیداں تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر بھارت میں مرجع

Marfat.com
Marfat.com

خاص وعام ہے۔ جہاں آج بھی ہندوسکھ اور مسلمان حاضری دیکر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

(نوٹ)

آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ تقسیم ہند کے بعد موضع کھوجہ سیداں میں کوئی مسلمان باقی نہ رہا ہے آج کل وہاں پر سکھوں کی مکمل طور پر علمداری ہے اور سکھوں نے تقسیم برصغیر پاک وہند کے بعد انڈیا گورنمنٹ سے اجازت لیکر با قاعدہ ہر سال 28-29 جون 9-10 ہاڑ کو میں میلہ وعرس کراتے ہیں پورے مشرقی پنجاب کے عوام وخواص اس میں شرکت کرتے ہیں جس کی با قاعدہ ویڈیو فلم آپ کے پڑپوتے حضرت مخدوم سید طارق حسن گیلانی کے پاس اور راقم الحروف کے پاس موجود ہے۔ ہزاروں کی تعداد اس میلہ وعرس میں شرکت کرتے ہیں۔ جس کا چشم دید مشاہدہ آپ کے نواسے مخدوم سیّد طیب گیلانی بذات خود فیصل آباد سے کئی مرتبہ کھوجہ سیداں انڈیا جا کر کر چکے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت پیر سیّد الطاف حسن شاہ گیلانی قادری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

خانوادہ رسالت وسادات گیلانیہ کے نیرّ تاباں، تارک مملکت دنیا طالب عقبیٰ، نمونہ سلف صالحین، شہباز طریقت امیر شریعت فخر السادات، عاشق قرآن، حاجی الحرمین شریفین، حضرت پیر سیّد الطاف حسین شاہ گیلانی رزاقی قادری رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے عظیم ولی کامل مناظر اسلام حضرت پیر سیّد نیاز الحسن شاہ گیلانی بن حضرت سیّد علی نواز بن حضرت سیّد شاہنواز بن سیّد غلام حسین بن سیّد بابا جی برکات محمد شاہ گیلانی قادری رزاقی علیہم الرحمۃ کے گھر کھوجہ سیداں تحصیل نوں شہر ضلع جالندھر میں مورخہ ۳ جنوری ۱۹۰۳ء کو پیدا ہوئے۔ آپ حضرت غوث الاعظم کے صاحبزادے حضرت سیّد عبدالرزاق شاہ گیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں۔

خاندانی پس منظر:

آپ کا گھرانہ شروع سے ہی مذہبی روحانی اور علمی گھرانہ تھا۔ خاندان کے اکثر بزرگ بیک وقت عالم فاضل اور منصب ولایت پر فائز اور صاحب کشف و کرامت رہے۔

آپ کے پڑدادا حضرت پیر سیّد بابا جی برکات محمد شاہ گیلانی قادری رزاقی علیہ الرحمۃ اپنے وقت کے غوث زمان اور عارف کامل تھے جن کا مزار پرانوار کھوجہ سیداں جالندھر میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ اور یہ دربار برکات شریف کے نام سے مشہور اور اسم بامسمیٰ ہے۔

(نوٹ)

اہل ذوق حضرات آج بھی آپ کے جداعلیٰ کی اس کرامت کو بچشم خود مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ کھوجہ سیداں میں سالانہ عرس برکات شریف تقسیم برصغیر کے بعد سے وہاں پر مقیم سکھ حضرات کراتے ہیں جس کی باقاعدہ منظوری ڈپٹی کمشنر جالندھر سے لی جاتی ہے۔ پورے ہندوستان سے نعت خوان، قوال، علمائے کرام، مشائخ عظام اس میں حاضری دیتے ہیں۔ عرس کیا ہے بلکہ میلے کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ جس میں ہزاروں افراد اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

شجرہ نسب:

آپ نجیب الطرفین حسنی حسینی سیّد ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب چالیس واسطوں سے حضرت مولائے کائنات مولا مشکل کشا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے۔ اور چھبیس واسطوں سے حضور شہنشاہِ بغداد پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی السید نا الشیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ سید الطاف حسن گیلانی بن سید نیاز الحسن گیلانی بن سید علی نواز بن سید شاہنواز بن سید غلام حسین بن سید برکات محمد شاہ بن سید حیات محمد شاہ بن سید تھمن شاہ بن سید محمد رضا بن سید چھجن شاہ بن سید ابوبکر شاہ بن سید جمال اللہ بن سید قاسم علی بغدادی بن سید علی بغدادی بن سید شہر اللہ بن سید اسماعیل بندگی بن سید محمد بن سید برہان الدین بن سید تاج الدین بن سید بہاؤ الدین بن سید جلال الدین بن سید داؤد بن سید جمال الدین بن سید ابوصالح نصر بن سید تاج محمود بن سید عبدالرزاق بن سید حضرت عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

سیرت و کردار:

آپ انتہائی درجہ کے متقی و پرہیزگار شب بیدار تہجد گزار نماز پنجگانہ کا باقاعدہ اہتمام باجماعت فرماتے۔ زندگی بھر فرض نماز تو کجا نفلی عبادت میں بھی کبھی کوتاہی نہ آنے دی۔ چاشت، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد اوابین اور تہجد کے نوافل کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔ فرض نماز اور نفلوں کی ادائیگی کے بعد فارغ اوقات میں تلاوت قرآن پاک آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔

سفر میں ہوں یا حضر میں قرآن مجید حمائل کی شکل میں آپ کے گلے میں لٹکا رہتا تھا۔ آپ کا کوئی سانس بھی ذکر خدا سے غافل نہ رہتا تھا۔ مخلوق خدا کی خدمت کو اپنا شعار سمجھتے تھے۔ ہر وقت ایک بڑی چادر اوڑھے رکھتے جس سے آپ اپنا چہرہ چھپائے رکھتے تھے۔ شرم وحیاء میں آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیروکار تھے۔ سخی اس قدر کہ جو کچھ بھی پاس مال ومتاع جمع ہوتا وہ غرباء میں تقسیم فرما دیتے۔ آپ نے دنیا اور اہل دنیا کو کبھی اپنے نزدیک بھٹکنے نہ دیا۔ ہمہ وقت یاد خدا میں مستغرق رہتے اپنے تمام دنیاوی معاملات خدا کی ذات پر چھوڑ رکھے تھے۔

تحریک پاکستان میں آپ کی خدمات:

آپ نے اپنے اباؤ اجداد کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے وطن عزیز پاکستان کے قیام کے لئے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ کا آبائی قصبہ کھوجہ سیداں مکمل طور پر دو قوموں پر مشتمل

Marfat.com
Marfat.com

تھا۔ ایک طرف تو آپ کے خاندان اور برادری کے گیلانی سادات ایک بہت بڑی جماعت کی شکل میں دوسری طرف سکھوں کا پورا قبیلہ تھا جو کہ اکثریت میں تھے تحریک پاکستان کے وقت ہندوؤں اور سکھوں نے جو مظالم، سادات کے اس عظیم گھرانے پر ڈھائے آپ نے اس کا بڑی ہمت اور پامردی سے مقابلہ کیا۔ دوسری طرف حضرت قائداعظم علیہ الرحمۃ کے شانہ بشانہ ان کے مشن کی کامیابی کے لئے نہ صرف دعائیں کیں بلکہ دام درم قدم سخن بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

آپ کھوجہ سیداں کے بہت بڑے رقبے کے مالک تھے۔ زمیندارہ بہت وسیع وعریض تھا۔ جب وطن عزیز کی تکمیل ہوئی تو ہجرت کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہوئے سب کچھ چھوڑ کر حتیٰ کے اپنے آباؤ اجداد کے مزارات بھی سکھوں کے حوالے کر کے پاکستان میں چک نمبر ۲۰۵ ر۔ب۔ وزیروالا تحصیل جڑانوالہ نزد کھڑیانوالہ فیصل آباد تشریف لے آئے اور یاد خدا میں مشغول ہو گئے۔

آپ کی اولاد و امجاد:

اللہ کریم نے آپ کو تین بیٹے اور چھ صاحبزادیاں عطا کیں تھیں آپ کے بڑے صاحبزادے پیر سید ظفر احمد شاہ گیلانی (المتوفی اگست ۱۹۹۳ء)، دوسرے صاحبزادے حافظ سید انوار الحسن شاہ گیلانی (المتوفی......۱۹ء) اور تیسرے صاحبزادے پیر سیّد محمد مخدوم گیلانی مدظلہ العالیٰ جو کہ آپ کے دربار شریف کے سجادہ نشین اور فوج سے اسکارڈن لیڈر ریٹائرڈ ہیں۔ آج کل بہت بڑے کاروبار کے مالک ہیں۔ اولی الذکر دونوں صاحبزادوں کے مزارات آپ کے مزار شریف کے ساتھ چک نمبر ۲۰۵ ر۔ب۔ وزیروالا تحصیل جڑانوالہ فیصل آباد میں موجود ہیں۔

آپ کی تعلیمات:

آپ فرماتے ہیں کہ طالب حق کو چاہیے کہ وہ سب سے پہلے فرقہ ناجیہ (اہل سنت و جماعت) کے عقائد کے موافق اپنے عقائد کی تصحیح کرے اور مسائل ضروریہ کو سیکھے اور کتاب وسنت اور آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم الرضوان کا اتباع کرے اس کے بعد نفس کو رذیل اخلاق و عادات سے پاک اور صاف کرے۔

نمبر۲:

آپ فرماتے ہیں کہ سلوک کے راستے میں مردانہ وار قدم رکھے اور دنیوی امور کی خوشی اور

Marfat.com
Marfat.com

غم کو یک طرفہ اور بالائے طاق رکھ دے کیونکہ یہ حجاب ہے اور ناجنس مخالف شریعت اور منکر فقراء اور بدعتیوں سے دور رہے۔

نخست موعظ پیر کہن ہمیں سخن ست
کہ از مصاحب ناجنس احتراز کند

اور ایسے خلاف شرع درویشوں سے جو کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ ہوں دور رہے۔ اگرچہ ان سے کرامتیں اور خوارق عادات ظاہر ہوتے ہوں۔ اور وہ آسمان پر اڑتے ہوں۔

نمبر۳:

آپ فرماتے ہیں کہ لوگوں سے بقدر ضرورت میل جول رکھے۔ اور ہر اچھے اور برے سے کشادہ پیشانی سے پیش آئے۔ اور عاجزی وانکساری کے دامن کو ہرگز نہ چھوڑے۔

نمبر۴:

آپ فرماتے ہیں کلام میں نرمی اور حلیمی اختیار کرے۔ زیادہ تر چپ اور خاموش رہنے کی کوشش کرے کہ اسی میں نجات ہے۔

نمبر۵:

آپ فرماتے ہیں کہ دل جمعی سے اپنے کام میں مشغول رہے اور تشویش کو دل میں جگہ نہ دے اور جو مشاہدات سامنے آئیں ان کو منجاب اللہ تصور کرے۔ اور ہمیشہ دل اور نگاہ کا پاسبان رہے۔ تاکہ غیر کا گزر نہ ہو۔

نمبر۶:

آپ فرماتے ہیں کہ دینی اور دنیاوی امور میں لوگوں کو نفع پہنچانا اپنے اوپر لازم جانے اور ہر کام میں اول خالص نیت کرے اس کے بعد عمل کرے۔

نمبر۷:

آپ فرماتے ہیں کہ کھانے پینے میں حد اعتدال سے نہ بڑھے۔ نہ اس قدر کھائے کہ سستی پیدا ہو اور نہ اس قدر کمی کرے کہ ضعف کی وجہ سے عبادت سے رہ جائے۔

Marfat.com
Marfat.com

نمبر۸:

آپ فرماتے ہیں کہ ہر بات میں افراط اور تفریط سے پرہیز کرتا رہے اور نفس کو لقمہ چرب دے تو اس سے ویسا ہی کام بھی لے اور بہتر یہ ہے کہ محنت و مزدوری کر کے کھائے۔ اور اگر توکل کرے تو وہ بھی مناسب اور زیبا ہے۔ بشرطیکہ کسی سے لالچ اور طمع نہ رکھے اور دل کو غیر اللہ کے تعلق سے پاک رکھے اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے امید اور خوف نہ رکھے۔ خدا کی ذات کے سوا کسی سے محبت نہ کرے اور ذات حق کی طلب میں بے آرام و بے قرار اور مضطر رہے اور جہاں بھی رہے خدا پر بھروسہ رکھے اور خدا کی نعمت پر خواہ وہ تھوڑی ہو یا زیادہ شکر کرتا رہے۔

نمبر۹:

آپ فرماتے ہیں کہ طالب صادق کو چاہیے کہ وہ فقر و فاقہ اور تنگدستی اور معیشت کی کمی سے تنگ دل نہ ہو۔ بلکہ اپنی عزت اور فخر اس میں جانے اور شکر بجالاتا رہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو انبیاء اولیاء صلحاء فقرا کا منصب عطا فرمایا ہے۔

نمبر۱۰:

آپ فرماتے ہیں کہ اپنے متعلقین سے نرمی اور تلطف اور مہربانی برتے۔ ان کی نافرمانیوں سے درگزر اور ان کے عذروں کو قبول کرتا رہے۔ اور ان کے عیبوں کو چھپائے اور اپنے عیبوں کو اپنی آنکھ کے سامنے رکھے۔ اور تمام مسلمانوں کو اپنے سے بہتر جانے اور کسی سے بحث مباحثہ نہ کرے اگرچہ خود حق پر ہو۔

نمبر۱۱:

آپ فرماتے ہیں کہ مہمان نوازی اور مسافر پروری کو اپنا پیشہ بنالے۔ غریبوں مسکینوں کی صحبت اختیار کرے۔ علماء اور صلحاء کی خدمت گزاری میں اپنی عزت اور حرمت جانے اور جو کچھ میسر ہو اسی میں صرف کر دے تاکہ نقصان نہ اٹھائے۔

نمبر۱۲:

آپ فرماتے ہیں کہ طالب صادق کو چاہیے کہ دو چیزوں کے وجود اور عدم کو برابر سمجھتا رہے اور فقیروں کے لباس کو پسند کرے اور جو بھی لباس اور طعام باآسانی میسر آئے اسی پر قناعت

Marfat.com
Marfat.com

کرے۔اور بھوک اور پیاس کو جو کہ طعام اللہ ہے محبوب رکھے۔

کم ہنسے اور زیادہ روئے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی بے پروائی اور بے نیازی سے ڈرتا رہے۔اور موت کو جو کہ ماسوا کو جڑ سے اکھاڑنے والی ہے ہروقت آنکھ کے سامنے رکھے۔اور دوزخ جو کہ محبوب حقیقی سے جدائی اور فراق کی جگہ ہے سے پناہ چاہا کرے۔اور بہشت جو کہ اس کے وصال کی جگہ ہے طلب کرتا رہے۔

نمبر۱۳:

آپ فرماتے ہیں کہ اے طالب صادق اپنے اوپر محاسبہ کو لازم کر۔دن کا محاسبہ مغرب کے بعد اور رات کا محاسبہ صبح کے بعد کرے۔

محاسبہ اس کو کہتے ہیں کہ حساب کرے کہ رات اور دن میں مجھ سے کتنی غلطیاں ہوئی ہیں اور اس دوران کتنی نیکیاں کی ہیں۔نیکی پر شکر خداوندی کرے اور بدی پر توبہ اور استغفار کرے۔

نمبر۱۴:

آپ فرماتے ہیں کہ طالب معرفت کو چاہیے کہ اولیاء اللہ اور مشائخ کے مزارات کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا کرے۔اور فراغت کے اوقات میں ان کے مزارات پر بیٹھ کر مراقبہ کرے اور ان کی روحانیت کی طرف توجہ کرے اور اس کی حقیقت اپنے مرشد کی صورت میں تصور کرے اور فیض یاب اور برکت حاصل کرے اور کبھی کبھی عام اہل اسلام مسلمانوں کے قبرستان میں جا کر ان کی روح کو ایصال ثواب کرے۔اور ان کی قبروں کو دیکھ کر موت کو یاد کرے۔

نمبر۱۵:

آپ فرماتے ہیں کہ طالب صادق کو چاہیے کہ وہ اپنے شیخ طریقت کا دل کی گہرائی سے ادب و احترام کرے اور اس کے حکم کو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تصور کرے اس لئے کہ وہ ان کے نائب ہیں اور اپنے مشائخ طریقت کے لئے دعا کیا کرے کہ وہ اس کے لئے فیضان الٰہی کے میزاب (پرنالے) اور خدا کی بارگاہ میں وسیلہ اور ذریعہ ہیں۔

کشف و کرامات:

کھوجہ سیداں جالندھر اور چک نمبر ۲۰۵ ر۔ب۔فیصل آباد کے گردونواح اور اطراف میں یہ بات بہت زیادہ مشہور ہے کہ اگر کسی کے گھر میں جنات آجائیں تو لوگ آکر آپ کے بزرگوں

Marfat.com
Marfat.com

سے رجوع کرتے۔

آپ کے والد بزرگوار حضرت پیر سید نیاز الحسن شاہ علیہ الرحمۃ جنات والے گھر میں آپ کو بھیج دیتے۔ آپ کے قدم رکھنے کی دیر ہوتی تھی کہ جنات کچھ کہے سنے بغیر وہاں سے چلے جاتے اور دوبارہ واپس نہ آتے تھے۔

ایک مرتبہ عرس مبارک شروع تھا کہ کچھ افراد روتے پیٹتے آئے اور آ کر آپ کے والد گرامی سے عرض کرنے لگے کہ پیر صوفی صاحب (چونکہ آپ پیر صوفی کے نام سے مشہور تھے) کہاں ہیں۔ ہمارے گھر میں جنات نے قبضہ کر لیا ہے۔ بڑے بڑے عاملوں، درویشوں کو بلایا مگر وہ وہاں سے جانے کا نام نہیں لیتے۔ آپ کے والد بزرگوار نے ان کے ہمراہ آپ کو بھیج دیا۔

جب آپ وہاں پہنچے تو جنات وہاں سے یہ کہہ کر چلے گئے کہ لو بھئی اب ہم یہاں سے جاتے ہیں اس لئے کہ حضرت پیر صوفی صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ یہ کہہ کر چلے گئے اور دوبارہ تمام عمر کبھی واپس نہ آئے۔

کرامت نمبر۲:

آپ کے علاقہ وزیر والا کھڑڑیاں والا، لاٹھیاں والا اور دیگر چکوک میں ہر سال جانوروں کی ایک مخصوص بیماری آئی جس سے سینکڑوں جانور ابتدائی دنوں میں مر گئے۔ لوگوں کا کافی نقصان ہوا۔

ایک مرتبہ ان تمام مواضعات اور چکوک کے مریدین عقیدت مندان اکٹھے ہو کر آئے اور عرض کرنے لگے کہ شاہ صاحب جانوروں میں بیماری پڑنے سے ہر سال ہمارا بہت زیادہ نقصان ہو جاتا ہے۔ اب دوبارہ پھر وہ دن آ رہے ہیں۔ لہٰذا ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ اس کے لئے اللہ کی بارگاہ میں کوئی دعا کریں تاکہ ہم اس ناگہانی آفت سے محفوظ رہ سکیں۔

آنے والے عقیدت مندان کی بات سن کر آپ نے فرمایا کہ ایک دن مقرر کر لو اور تمام مواضعات اور چکوک کے ہر زمیندار کے گھر میں جتنے جانور کھڑے ہیں چھوٹے بڑے سب کو لیکر ایک کھلے میدان میں کھڑے کر دو۔ میں اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا کروں گا تم آمین کہنا۔ انشاءاللہ یہ بیماری تمہارے جانور اس بیماری سے محفوظ رہیں گے۔

چنانچہ دن مقرر ہوا تمام جانور ایک کھلے آسمان کے نیچے جمع کر کے آپ کو اطلاع کی گئی۔ اطلاع ملنے پر آپ تشریف لے گئے۔ اور ایک بہت بڑے کڑاہ میں پانی جمع کرایا۔ اور شیریں کے

Marfat.com
Marfat.com

درخت کے پتے اکٹھے کرائے۔

تمام انتظامات کر کے آپ نے قرآن پاک کھولا اور سورت تغابن کی تلاوت شروع کی اور پورے میدان کے تین چکر لگائے اور اس کے بعد آپ تلاوت کرتے ہوئے اس کڑاہ کا پانی لیکر شیریں کے پتوں سے پانی گراتے جاتے اور جانوروں کو اس جگہ سے نکالنے کا حکم دیتے حتیٰ کہ تمام جانوروں کے ساتھ اسی طرح کیا اس کے بعد وہ بیماری اس سال دوبارہ نہیں آئی۔ اس کے بعد ہر سال اسی طرح عمل کرتے تمام جانور محفوظ رہتے اور لوگ نقصان سے بچ جاتے تھے۔

کرامت نمبر ۳:

جیسا کہ اس سے پہلے ذکر آ چکا ہے کہ آپ نے تمام عمر کبھی نماز تہجد قضا نہیں کی۔ نماز تہجد کے بعد ذکر و فکر میں مشغول ہو جاتے اور اس کے بعد نماز فجر ادا فرماتے۔

آپ کے بہت سے مریدین و عقیدت مندان جو کہ ابھی زندہ ہیں بتاتے ہیں کہ آپ نے ایک جن کی ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی کہ وہ صبح نماز تہجد کے لئے آپ کو جگایا کرے۔

چنانچہ وہ جن مذکورہ ہر روز صبح سویرے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے دائیں پاؤں کے انگوٹھے کو حرکت دیتا جس سے آپ کی آنکھ کھل جاتی اور آپ بیدار ہو کر اپنے تمام معمولات پورا فرماتے۔

کرامات نمبر ۴:

آپ بڑے سیف زبان اور مستجاب الدعوات تھے۔ زبان ترجمان سے جو فرماتے اللہ کریم پورا فرما دیتے تھے۔ علاقہ بھر کے تمام مریدین عقیدت مندان میں لاتعداد افراد ایسے ہیں جن کے گھروں میں اولاد نرینہ نہ تھی۔ وہ آپ کی خدمت میں آ کر عرض کرتے آپ کی دعا سے اللہ کریم نے بہت سے بے اولادوں کو اولاد جیسی نعمت سے نوازا اور وہ بچے اب جوان ہو کر آپ کے عرس مبارک میں ہر سال تشریف لا کر اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

کرامت نمبر ۵:

جس طرح اللہ کریم نے آپ کو ظاہری و باطنی دینی و دنیاوی دولت سے مالا مال کیا تھا اسی طرح آپ کی زوجہ محترمہ (المعروف اماں جی) بھی اپنے وقت کی عابدہ عارفہ زاہدہ کاملہ اور ولیہ تھیں۔ خواتین کا ان کے پاس اکثر میلہ لگا رہتا۔ مائی صاحبہ جس کے لئے بھی ہاتھ اٹھا دیتیں خدا

Marfat.com
Marfat.com

ان کی دعا کو درجہ قبولیت بخش کر اس کی مراد پوری کر دیتا۔ محترمہ مائی صاحبہ ہر ماہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں اظہار عقیدت کے لئے گیارہویں شریف کا ختم دلاتی تھیں۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس ختم شریف کے لئے پیسے نہ تھے اور گیارہویں شریف کا دن آ گیا۔ مائی صاحبہ کے صاحبزادے حضرت پیر سید محمد مخدوم گیلانی مدظلہ اپنے معمول کے مطابق اماں جی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے آج گیارہویں شریف ہے ختم کے لئے پیسے عنایت فرما دیں تو اماں جی نے فرمایا کہ بیٹا آج گھر میں پیسے نہیں ہیں۔ ٹھہر جاؤ ابھی میرا خدا کوئی انتظام فرما دے گا۔

سید محمد مخدوم گیلانی فرماتے ہیں کہ تھوڑی دیر بعد اپنے ذکر واذکار سے فارغ ہو کر اماں جی نے قرآن پاک کھولا تو اس میں سے دس دس روپے کے دو نئے نوٹ جن پر شکن کا نشان تک نہ تھا مجھے دیئے اور کہا جاؤ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصال ثواب کے لئے لنگر کا سامان لے آؤ اور پکوا کر لوگوں میں تقسیم کر دو۔

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور یہ معمول آج تک جاری وساری ہے کہ ہر ماہ گیارہ تاریخ کو حضور غوث الاعظم کے ایصال ثواب کے لئے باقاعدہ دیگیں پکا کر لوگوں میں تقسیم کی جاتی ہیں۔

وصال با کمال:

آپ کا وصال با کمال مورخہ ۴ ۱۹۷ ماہ دسمبر بروز بدھ کو ہوا۔ مزار پر انوار چک نمبر ۲۰۵ وزیر والا نزد گٹ والا پارک تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دیکر آج بھی منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے جانشین اول جناب حضرت پیر سید ظفر احمد شاہ علیہ الرحمۃ مقرر ہوئے۔ جن کا وصال ۱۹۹۳ء میں ہوا اور مزار شریف بالکل آپ کے مزار پرانوار کے ساتھ ہے۔
حضرت پیر سیّد ظفر احمد شاہ گیلانی الحسنی والحسینی بھی اپنے وقت کے عظیم عارف کامل اور صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ سیف زبان، مستجاب الدعوات، اعلیٰ درجہ کے متقی و پرہیزگار اور سخاوت میں یگانہ روزگار تھے۔

اسی طرح آپ کے دوسرے صاحبزادے وجانشین حضرت حافظ سید انوار الحسن شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ جن کا وصال .... کو ہوا۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے گیارہ ماہ میں قرآن کریم حفظ کیا تھا جو کہ ایک بہت بڑی سعادت تھی جو ان کو ملی۔

اسی طرح آپ کے تیسرے صاحبزادے اور موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر سید محمد مخدوم گیلانی مدظلہ جو کہ فوج سے اسکارڈن لیڈر ریٹائرڈ ہیں بہت ہی اعلیٰ عہدوں پر متمکن رہے اور آج

Marfat.com
Marfat.com

کل اپنے کاروبار کے ساتھ ساتھ دربار شریف اور خانقاہ کے ساتھ مدرسہ برکات الاسلام کو بھی چلا رہے ہیں۔

تادم تحریر سینکڑوں بچے بچیاں اس مدرسے سے نور قرآن کی دولت سے مالا مال ہو چکے ہیں۔

دربار شریف کے منتظم اعلیٰ حضرت پیر سید طارق حسن گیلانی مدظلہ ہیں۔ جو کہ آپ کے پوتے اور مخدوم سید ظفر احمد شاہ گیلانی کے فرزند ارجمند ہیں۔ انتہائی خلیق وضع دار، روادار اور محبت و سخاوت کا مجسمہ ہیں۔

ہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ محمد احسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

قطب الاقطاب سلطان الفقرا برھان العرفاء نازش اہل ھدیٰ، حضرت خواجہ محمد احسن قادری رحمۃ اللہ علیہ تحصیل کوٹلی ستیاں ضلع راولپنڈی کے خوبصورت دیہات اور روحانی بستی کرل شریف میں حضرت مولانا فقیر محمد علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت مولانا کلیم اللہ علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند تھے کے گھر میں ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا حضرت مولانا کلیم اللہ علیہ الرحمۃ اور والد گرامی مولانا فقیر محمد علیہ الرحمۃ اپنے وقت کے بہترین پائے کے عالم اور صوفی باصفا اور عظیم روحانی شخصیت تھے۔ آپ کے دادا اور والد نے تمام زندگی اپنے علم و عمل اور کردار سے مخلوق خدا کی رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا اور کرل شریف کی بستی کو علم و عرفان کا مرکز بنایا تا زندگی نماز روزہ کی ادائیگی سنت رسول اللہ ﷺ کی پابندی آپ کا وطیرہ تھا۔ ہمہ وقت ذکر خدا میں مگن اور خوف خدا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت سے مالا مال تھے۔ آپ کے دادا بزرگوار اور مولانا کلیم اللہ صاحب موضع سائن سے ہجرت کر کے کرل شریف میں آ کر آباد ہوئے۔

کرل شریف کی بستی کو آپ کے قدموں نے ایسا دوام بخشا کے تا قیامت علم و عرفان کی بارش اس بستی پر ہوتی رہے گی اور اس بستی سے جاری فیض حضرت خواجہ محمد احسن قادری کی صورت میں چاردانگ عالم کو منور کرتا رہے گا۔

بچپن کے حالات وواقعات:

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو گھر میں ایک عجیب سماں تھا۔ ہر طرف ایک قدرتی رونق و بہار تھی۔ آپ کے چہرہ پرنور چمکارے مار رہا تھا۔ جس وقت آپ کے دیگر بہن بھائیوں اور عزیز رشتہ داروں نے آپ کی نورانی صورت کو دیکھا تو سجدہ میں گر کر رب قدیر کا شکر ادا کیا۔ بستی کی خواتین جوق در جوق آتیں اور آپ کے چہرے کی بلائیں لے کر واپس چلی جاتیں۔ آپ کی ولادت کے بعد نہ صرف آپ کے گھر اور گھر والوں کی معاشی اور روحانی حالت بہتر ہوتی گئی۔ بلکہ پوری بستی پر خدا کی رحمتوں کا نزول شروع ہو گیا۔

ہر طرف خوش حالی آ گئی ہر گھر سے بدحالی ختم ہونا شروع ہو گئی۔ آپ کی فطرت عام بچوں

Marfat.com
Marfat.com

کی طرح نہیں تھی۔ بلکہ آپ بچپن ہی سے انتہائی صابروشا کر طبیعت کے مالک تھے۔ آپ کے چہرہ پر جو نورولایت جلوہ گر تھا۔ اس کی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضری دینا اپنے لئے باعث رحمت تصور کرتے تھے۔ عقیدت ومحبت کا سلسلہ بچپن سے شروع ہو کر تادم آخر اور آج تک جاری ہے۔ جو کہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ بچپن ہی سے کشف وکرامات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ جس سے پتہ چلتا تھا کہ آپ مادرزاد ولی تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ہم کرل شریف سے علی پور فراش کے گاؤں کھدر پور آپ کی پھوپھی صاحب سے ملنے کے لئے گھر سے نکلے چونکہ اس زمانہ میں ٹرانسپورٹ کا کوئی معقول انتظام نہ تھا۔ اکثر لوگ پیدل ہی سفر کرتے یا پھر امراء اور بڑے لوگوں نے اپنے سفر کے لئے گھوڑے رکھے ہوئے تھے۔ آپ کی عمر شریف اس وقت چار پانچ سال تھی۔ ۵-۶ کلومیٹر دور کا یہ پیدل سفر ہمارے لئے بہت مشکل تھا۔ ہم تھوڑی دور چل کر آرام کرتے، جاتے اور اپنی منزل کو چلتے رہے۔ آپ پیدل سفر کرتے ہوئے میرے ساتھ چلتے رہے۔ جب میں دیکھتی کہ آپ تھک گئے ہوں گے تو میں گود میں اٹھالیتی مگر آپ تھوڑی ہی دیر بعد میری گود سے اتر جاتے اور پیدل چلتے چلتے علی پور فراش کے قریب ایک قبرستان سے گزرے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس بازار سے کوئی چیز خرید کر دو میں نے کہا یہ بازار نہیں بلکہ قبرستان ہے۔ مگر آپ بضد رہے کہ نہیں بازار ہے۔ مجھے کوئی چیز خرید کر دو بالآخر قبرستان کی حد ختم ہوئی۔ آپ باہر تشریف لائے اور پیچھے مڑ کر دیکھا تو فرمانے لگے۔ ابھی تو یہاں بازار نظر آرہا تھا اب واقعی قبرستان نظر آرہا ہے۔ آپ کی والدہ یہ بات سُن کر پریشان ہوگئیں اور گھر پہنچ کر رشتہ داروں میں ایک بزرگ رہتے تھے۔ ان سے پورا واقعہ بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ انہیں اکیلے لے کر نہ نکلا کریں۔

یہ بچہ عام بچوں کی طرح نہیں ہے۔ پھر انہوں نے آپ سے کچھ پوچھا اور آپ کی والدہ سے فرمایا کہ جو کچھ انہوں نے دیکھا ہے وہ عام آدمی کے تصور میں نہیں آسکتا اس بچے نے قبرستان سے گزرتے ہوئے عالم برزخ کو دیکھا ہے اور یہ ولی اللہ کے بغیر کسی کو نظر نہیں آتا ان پر خدا کا خصوصی فضل وکرم ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

آپ کے بچپن کے ایک ساتھی کپتان رحیم داد صاحب مرحوم ومغفور فرماتے ہیں کہ آپ بچپن ہی ایسی صفات کے مالک تھے جو کہ کسی انسان میں نہ پائی جاتی تھیں۔ اگرچہ آپ بظاہر دنیا میں رہتے تھے۔ دنیا کے کام بھی کرتے ہے۔ مگر حرکات وسکنات عادات واطوار عام لوگوں سے

Marfat.com
Marfat.com

بالکل مختلف تھے۔ کپتان رحیم داد فرماتے ہیں کہ ہم خواجہ صاحب کے ساتھ گاؤں کے کافی بچے مال مویشی چرانے جایا کرتے تھے۔ چنانچہ ابتداء میں تو آپ ہمارے ساتھ ہی ہوتے تھے۔ جب آپ کے مویشی چرتے ہوئے دور جنگل میں چلے جاتے تو آپ فرماتے کہ جو بھی شخص میرے مویشی واپس موڑ کر لائے گا۔ میں اسے عجیب تماشا دکھاؤں گا۔

چنانچہ میں اس دوڑ میں بہت آگے نکل جاتا۔ جب میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا تو مجھے ایک نیا جہاں نظر آتا۔ عجیب وغریب منظر دکھائی دیتا جس میں رنگ برنگی وردیوں میں ملبوس فوج پریڈ کی صورت میں دکھائی دیتی اور قطار در قطار گزرتی ہوئی نظر آتی پہلے تو ابتداء میں ایسا منظر دیکھ کر میں خوف زدہ ہوا مگر آپ میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرماتے رحیم داد پریشان نہ ہونا۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ یہ فوج تمہیں کچھ نہیں کہے گی میں نے جب یہ منظر دوسرے بچوں کو بتایا تو وہ بھی کہنے لگے ہم بھی دیکھیں گے لیکن یہ کوئی تماشا نہ تھا بلکہ یہ ایک حقیقت تھی جو کہ ہر ایک کو نہیں دکھائی جا سکتی تھی۔ یہ سلسلہ کچھ عرصہ تک رہا بعد ازاں آپ نے سب سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ آپ کی عمر سات برس تھی کہ گاؤں کے بچوں کو اسکول جاتے ہوئے دیکھ کر آپ نے اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ میں اسکول جایا کروں گا والدہ نے فرمایا کہ یہاں سے چار پانچ میل دور کوٹلی ستیاں میں سکول ہے۔ جو کہ دور ہے۔ لہٰذا میں جانے کی اجازت نہ دوں گی۔ آپ کے اسکول جانے کے شوق کی اطلاع آپ کے گاؤں کے ایک پڑوسی جو کہ کوٹلی ستیاں کے ڈاکخانہ میں پوسٹ ماسٹر تھے۔ ان کو ہوئی تو وہ آپ کی والدہ کے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے کہ خواجہ صاحب کو سکول بھیج دیا کریں گاؤں کے کافی بچے جاتے ہیں اور میں بھی کوٹلی میں ملازم ہوں ان کی دیکھ بھال میں خود کیا کروں گا۔ آپ کی والدہ نے آپ کو اسکول بھیج دیا۔ دوران تعلیم ایک دن ایسا ہوا کہ آپ اسکول جا رہے تھے کہ راستے میں سفید رنگ کے لباس میں ملبوس دو افراد ملے اور کہنے لگے ہم بھوکے ہیں ہمیں کھانے کیلئے کچھ دو ہم اس کا اس کا معاوضہ تمہیں دے دیں گے۔ آپ نے سوچا گھر سے میں صرف اپنے لئے روٹی لایا ہوں میں دوپہر کو کیا کھاؤں گا آپ نے انہیں اپنا کھانا نہ دیا اور انکار کرتے ہوئے آگے کی طرف چل دیئے چند قدم ہی چلے تھے کہ دل میں خیال گزرا کہ بھوکے کو کھانا کھلانا سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ لہٰذا میں نے اچھا نہیں کیا وہ بھوکے ہیں۔ انہیں کھانا کھلانا چاہیے تھا یہ خیال آتے ہی فوراً آپ ان کی طرف دوڑے اور کچھ دور چلنے کے بعد انہیں پالیا اور اپنا کھانا انہیں دے دیا۔ انہوں نے آپ کو معاوضہ دینا چاہا مگر آپ نے نہ لیا اور اسکول چلے گئے بھوک لگنے لگی اور بھوک کی وجہ سے نڈھال ہو گئے اور بے ہوشی طاری ہو گئی۔ اس دوران آپ نے دیکھا کہ آسمان کی طرف سے ایک شخص سفید گھوڑے پر سوار سبز پوشاک پہنے

Marfat.com
Marfat.com

ہوئے آپ کی طرف آ رہا تھا اور قریب آ کر تسلی دینے لگا اور بشارت دی کہ غم مت کرو تم پر خدا کی رحمتوں کا نزول ہونے والا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنی منزل کی جانب واپس ہو گیا جب آپ کو ہوش آیا تو اس وقت آپ کے سکول کے ساتھی اور استاد آپ کے قریب پریشان کھڑے ہوئے گھور گھور کر آپ کو دیکھ رہے تھے۔ استاد نے ہوش میں آتے ہی آپ سے پوچھا کہ کیا ماجرا ہے۔ آپ نے تمام قصہ سنایا تو استاد پر اسکا اتنا اثر ہوا کہ اُس دن کے بعد استاد نے کرسی پر بیٹھ کر پڑھانے کی بجائے نیچے بیٹھ کر پڑھانا شروع کر دیا۔ چند روز یہ سلسلہ چلتا رہا۔ آپ نے دل میں سوچا کہ استاد کو میری وجہ سے یہ تکلیف برداشت کرنا پڑ رہی ہے کہ وہ بھی بچوں کے ساتھ نیچے بیٹھ کر پڑھا رہے ہیں۔ اس وجہ سے آپ نے سکول جانا چھوڑ دیا۔ بعد میں استاد کے پیغام آتے رہے کہ آپ سکول آیا کریں۔ مگر آپ دوبارہ سکول نہ گئے۔

تعلیم و تربیت:

آپ نے سکول کی تعلیم تھوڑے ہی عرصہ تک کوٹلی ستیاں میں حاصل کی اور اپنی والدہ ماجدہ سے پہلے سپارہ کے دور کوع پڑھے جب آپ اس آیت مبارکہ پر پہنچے "ماذا اراداللّٰہ بھذا مثلا" تو اس کے بعد پورا قرآن کریم آپ نے از خود پڑھا اور مکمل کیا۔ قرآن کریم مکمل کرنے کے بعد علوم دینیہ کی تعلیم کا شوق اور غلبہ ہوا تو آپ نے بہت سے علماء کرام کے پاس اس مقصد کیلئے حاضری دی۔ جہاں بھی کسی معروف عالم دین کا چرچا اور نام سنا وہیں تشریف لے گئے اور ہر عالم دین سے یہ فرماتے کہ میں آپ سے ہر سبق سے متعلق پوری معلومات حاصل کرنے بعد دوسرا سبق پڑھوں گا۔ کیونکہ جب تک ہر پہلو پر غور نہ کیا جائے علم حاصل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس قسم کی باتیں سننے کے بعد کسی بھی عالم دین نے آپ کو اپنی شاگردی میں نہیں لیا۔ اور یہی کہہ دیتے کہ ہمارے ہاں قرآن و حدیث کی تدریس کا جو سلسلہ جاری ہے۔ اس کے مطابق ہم آپ کو پڑھانے کے لئے تیار ہیں جہاں آپ کے سوالات اور آپ کو سمجھانے کا تعلق ہے۔ تو یہ کام تو کوئی عارف کامل ہی کر سکتا ہے۔ اسی طرح ایک عرصہ تک تگ و دو کے بعد آپ نے از خود تفاسیر کا مطالعہ شروع کر دیا اور اللہ کریم کی بارگاہ میں رجوع کیا جوں جوں آپ تفاسیر کا مطالعہ فرماتے اسرار و امور و کے پردے کھلتے گئے اور حقیقت آپ پر منکشف ہوتی گئی۔ بڑے بڑے پیچیدہ مسائل حل ہوتے گئے۔ اسی طرح تفسیر و فقہ پر آپ کو مکمل عبور حاصل ہو گیا۔

اس کے بعد آپ نے صحاح ستہ کا مطالعہ شروع کر دیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں استعانت کی درخواست کی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ پاک کے

Marfat.com
Marfat.com

تصدق آپ احادیث مبارکہ کو سمجھنے میں کامیاب ہوئے آپ جو کچھ بھی مطالعہ فرماتے سبق پڑھتے وہ فوری طور پر ذہن پر نقش ہو جاتا تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں آپ کا شہرہ پورے علاقے میں ہو گیا۔ اپنے وقت کے بڑے بڑے علماء فضلاں حکماء وصوفیاء بڑے بڑے پیچیدہ مسائل لے کر آپکی خدمت میں حاضری دیتے۔ آپ مسئلہ سُن کر فوراً اس کو حل فرما دیتے تھے۔

بیعت وخلافت:

آپ قادریہ سلسلہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت سائیں ٹکا صاحب قادری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

حضرت سائیں ٹکا صاحب قادری علیہ الرحمۃ صاحب علم وعرفان و صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ نے جب خواجہ محمد احسن صاحب کے بارے میں لوگوں سے سنا تو ملاقات کے لئے مشتاق رہے۔ لیکن جب حضرت خواجہ محمد احسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے سائیں ٹکا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا اور ملاقات کا اظہار کیا تو آپ تیار ہو گئے۔ سائیں صاحب سے پہلی ملاقات کامرہ میں ہوئی بڑی خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ جب تک آپ ان کی خانقاہ میں رہے بڑی شفقت ومحبت سے آپ کے ساتھ براتاؤ کیا اس کے بعد ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر ایک دن آپ نے سائیں صاحب سے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ مجھے اپنا مرید کریں۔ انہوں نے بخوشی اس بات کو قبول کیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ بیعت کرنے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں مگر آپ کا رتبہ مجھ سے بلند ہے پھر آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں داخل فرما کر خانقاہ کا منتظم بنا دیا گیا۔ جو کہ تادم آخر آپ اُن فرائض سے عہدہ برآں ہوتے رہے۔ روحانی طور پر اپنی منازل کو طے کرتے ہوئے آپ حضور محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الصمدانی السیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچے تو غوث الثقلین نے آپ کو بیعت فرما کر مریدان خاص کی صف میں شامل فرمایا۔

اسی طرح آپ حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے توسل سے امام الانبیاء محبوب کبریا آقائے نامدار تاجدار مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بھی پہنچے جہاں آپ کے صحابہ ستاروں کی مانند نبوت کے چاند کے گرد جمع تھے۔ حضور نے آپ کو قطب الاقطاب اور خاتم الاولیاء کے خطاب سے سرفراز فرمایا آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر مقام پر میری دستگیری اور راہنمائی فرمائی ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

سیرت و کردار:

آپ بچپن سے نیک سیرت بلند کردار کے مالک تھے۔ تمام زندگی عبادت و ریاضت میں گزاری زہدی و تقوی پرہیز گاری کا دامن کبھی نہ چھوڑا ہر حال میں خدا کی مشیت پر راضی رہتے تھے۔ خوف خدا اور حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبہ سے سرشار تھے۔ آپ کی ذات صبر و تحمل بردباری کا نمونہ تھی ہر ممکن اپنے کو چھپاتے رہتے تھے۔ آپ کی بصیرت قدرت کا ایک خوبصورت آئینہ تھی۔ اپنی زبان سے کبھی بھی کسی کے بارے میں کوئی دعوی نہ فرماتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ کسر نفسی سے کام لیتے تھے۔ افراط و تفریط سے پاک ہو کر مخلوق خدا کی خدمت فرماتے تھے۔ کبھی کوئی سائل آپ کے پاس آ کر دعا کا طالب ہوتا تو آپ اس سے فرماتے کہ تم میرے لیے دعا لیا کرو تمہاری دعا خود بخود قبول ہو جائے گی۔ آپ نہایت سادہ زندگی گزارتے اور دوسروں کو بھی سادہ زندگی گزارنے کی تلقین فرماتے تھے۔ غریب و نادار اور ضرورت مند حضرات کی ہر ممکن امداد فرماتے تھے۔ اکثر اوقات اگر کوئی ضرورت مند آجاتا اور آپ کے پاس اس کی ضرورت پورے کرنے کے وسائل نہ ہوتے تو دوسروں سے قرض لے کر اس کی ضرورت پوری کرتے آپ اپنے متعلقین کے دنیاوی کاموں میں ایک عام فرد کی طرح چلنا پھرنا غرض یہ کہ ہر کام سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق فرماتے گویا آپ کی زندگی سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عملی نمونہ تھی۔

ایک سیدزادے کا واقعہ:

چناری آزاد کشمیر کے رہنے والے سید علی حیدر شاہ مقصد حقیقی کی تلاش میں اکثر و بیشتر چلہ کشی فرماتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ بہت چلہ کیا ساتویں سال حضرت خواجہ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء زری زر بخت علیہ الرحمۃ سے روحانی ملاقات ہوئی تو خواجہ محبوب الٰہی نے فرمایا کہ اگر تم اپنا مقصد حقیقی پانا چاہتے ہو تو یہاں سے تھوڑی دور دریائے جہلم کے پار مری کے علاقہ میں قطب زمانہ موجود ہیں۔ وہاں چلے جاؤ تمہارا مقصد پورا ہو جائے گا۔ ساتھ ہی فرمایا کہ وہ ترکی ٹوپی پہنتے ہیں۔

سید علی حیدر شاہ چلتے چلتے آزاد کشمیر و پاکستان کے سنگم میں کوہالہ کے مقام پر پہنچے وہاں کے لوگوں سے آپ کا حلیہ بتا کر پوچھا مگر کچھ نہ پتہ چلا وہاں سے موہڑہ شریف مری پہنچے مگر آپ کے بارے میں کوئی علم نہ ہو سکا پھر حضرت بابا لعل شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کے پاس سوراسی پہنچے وہاں پر جب انہوں نے آپ کا حلیہ بیان کیا تو ایک شخص نے بتایا کہ جن بزرگ کا حلیہ آپ بیان فرما

Marfat.com
Marfat.com

رہے ہیں ویسا حلیہ تو کرل شریف والے استاد جی کا ہے۔ چنانچہ سید علی حیدر شاہ کرل شریف پہنچے تو دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک پہاڑ پر گھاس کاٹ رہے ہیں۔ اُن میں ایک انتہائی خوبصورت نیک سیرت نورانی چہرے والے سرخ رنگ کی ترکی ٹوپی پہنے ہوئے ایک بزرگ بھی گھاس کاٹنے میں مصروف ہیں۔ سید علی حیدر شاہ نے گھاس کاٹنے والے ساتھیوں سے آپ کی طرف اشارہ کر کے دریافت کیا یہ بزرگ کون ہیں تو اس نے بتایا کہ یہ حضرت خواجہ محمد احسن قادری ہیں سُن کر سید علی حیدر شاہ نے ان لوگوں سے کہا کہ اس زمانے کے قطب اقطاب کے ساتھ تمہاری گفتگو کا یہ انداز مجھے پسند نہیں آیا۔ تمہیں کیا معلوم یہ بزرگ کون اور کس مقام پر فائز ہیں۔ پھر اُنہوں نے بتایا کہ میں سید و آل رسول ﷺ ہوں میرے باپ دادا کے مزار پر اب بھی ہر جمعرات کو شیر سلام کرنے آتا ہے۔ پھر انہوں نے اپنے چلے اور خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ والا معاملہ بیان کیا اور کہا کہ مجھے حضرت خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے حکم دیا ہے کہ وہاں چلے جاؤ آپ نے سید علی حیدر شاہ کی طرف غصہ کے عالم میں دیکھا اور فرمایا کہ ان لوگوں سے اس قسم کی باتیں مت کرو تمہیں تو معلوم ہے کہ مجھے اس قسم کی باتوں سے نقصان پہنچتا ہے۔ یہ سُن کر شاہ صاحب نے عرض کیا حضور میں بھی تو انہیں یہی سمجھا رہا ہوں یعنی آپ کے منصب کے بارے میں بتلا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ خاموش ہو جاؤ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم کیا ہیں۔ انہیں بتانے کی ضرورت نہیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے اپنے گھر والوں کو فرمایا کہ ایک الفی اور ایک رومال لاؤ۔ شاہ صاحب کو دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ الفی پہن لو اور رومال لے لو اگر جانے کا ارادہ ہو تو صبح چلے جانا۔ اور کبھی کبھی میرے پاس آجایا کرنا اور فرمایا کہ میں ابھی آپ کو مرید نہیں کروں گا۔ پہلے میں آپ کے کاغذات چیک کروں گا۔ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو مرید کرلوں گا۔ اس کے بعد شاہ صاحب تمام زندگی ۱۹۷۱ء سے لے کر آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں حاضری دیتے رہے۔ حتیٰ کہ بعد از وصال بھی حاضری دیتے رہے اور کافی فیض حاصل کیا۔ ۱۹۹۰ء میں شاہ صاحب کا بھی وصال ہو گیا۔

سکول ماسٹر اور مقام قطبیت:

موضع ڈھانڈہ کوٹلی سیاں کے ایک ماسٹر صاحب ایک مرتبہ آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اتفاق سے آپ کو تنہا دیکھ کر ماسٹر نے موقع غنیمت سمجھا کہ آپ سے چند باتیں کرلی جائیں۔ مگر آپ فوراً اپنی نشست سے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ماسٹر صاحب آؤ باہر چلتے ہیں۔ تھوڑی سی چہل قدمی ہو جائے گی۔ اس دوران ماسٹر صاحب کے دل میں خیال آیا کہ آپ سے کوئی ایسا سوال کیا جائے۔ جس سے مجھے آپ کے منصب جلیلہ کا علم ہو سکے۔ دل ہی دل میں یہ باتیں

Marfat.com
Marfat.com

سوچ رہے تھے کہ اچانک موقع پاتے ہی فوراً مخاطب ہو کر عرض کیا حضور تاریخ اور تصوف کی کتابوں میں لکھا ہوتا ہے۔ کہ ہر دور اور زمانے میں ایک غوث اور قطب موجود ہوتا ہے۔ حضور یہ فرمائیں کہ ایسے لوگ کیسے پہچانے جاتے ہیں۔ آپ نے بڑے غور سے سختی کے انداز میں مخاطب ہو کر فرمایا کہ ان کو پہچاننے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ ماسٹر صاحب نے عرض کیا حضور بس ویسے ہی خیال آیا تھا۔ معلومات کے اضافے کے لئے آپ سے پوچھ لیا تھا چہل قدمی کے دوران آپ ایک میدان میں کھڑے تھے۔ جہاں لکڑی کا ایک بڑا شہتیر پڑا ہوا تھا۔ آپ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ایسا شخص اگر خشک درخت کو کہے کہ چل تو وہ خدا کے حکم سے چلنا شروع کر دے۔ آپ یہ فرما رہے تھے کہ ماسٹر صاحب نے دیکھا کہ وہ پورے درخت کا شہتیر فوراً حرکت میں آ کر چلنے لگا ۔آپ نے لکڑی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بس بس تو وہ رک گئی۔ اس کے بعد آپ نے ماسٹر صاحب کو دیکھا تو نیم بے ہوشی کے عالم میں تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ماسٹر صاحب جو کچھ تم نے دیکھا ہے۔ وہ میری زندگی میں کسی سے بیان نہ کرنا وگرنہ تمہیں سخت نقصان ہوگا۔ آپ کے وصال باکمال کے بعد ماسٹر صاحب نے یہ واقعہ آپ کے مرید خاص بابو عبدالقیوم قادری جو کہ مسلم ٹاؤن کے رہنے والے ہیں اور آپ کے سلسلہ کی معروف کتاب انوار الحسن کے مصنف بھی میں سے بیان فرمایا

نوٹ:

راقم الحروف نے بھی اسی کتاب انوار الحسن سے ہی ان واقعات کو نقل کیا ہے۔

کرامت ا:

ماسٹر مصطفیٰ صاحب کا چھوٹا بھائی جن کی عمر ۱۶ برس کی تھی۔ درخت سے گرنے کے باعث اس کے ہاتھ پاؤں کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ آپ کو جب یہ خبر پہنچی تو ماسٹر مصطفیٰ کے ہمراہ ان کے گھر پر تشریف لے گئے تو کیا دیکھا کہ ماسٹر مصطفیٰ کا بھائی نیم بیہوشی کے عالم میں چار پائی پر پڑا ہے۔ آپ اس کے قریب بیٹھ گئے اور اسکے بازو پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد اسکی ٹانگوں پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے فرمایا کہ خیر ہے۔ اس کے بازو اور ٹانگیں بالکل ٹھیک ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے دکھاؤ کون سی ہڈیاں ٹوٹی ہیں۔ جب اُنہوں نے ہاتھ کو دیکھا تو بالکل ٹھیک تھا۔ ٹانگیں بھی بالکل ٹھیک تمام اعضاء بالکل صحیح سالم ہیں۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر تمام لوگ حیران و پریشان ہو گئے۔ چند ہی دنوں بعد وہ مریض بالکل صحت مند بلکہ پہلے سے بہتر صحت

Marfat.com
Marfat.com

ہوگئی۔اس حادثے کا احساس بھی نہ رہا بعد ازاں وہ فوج میں ملازم ہوگیا اور تادم تحریری بالکل صحت مند ہے۔

کرامت ۲:

حضور خواجہ صاحب غریبوں مسکینوں کے ساتھ بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ آپ کے قریب ایک خاندان آباد تھا جو کہ ہروقت آپ کی خدمت میں مصروف رہتا تھا۔ایک دن آپ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم میں سے جس کے پاس پیسے ہیں وہ راولپنڈی چلے جاؤ اور وہاں پرسستی زمین خرید کر آباد کرو اور وہیں پر کھیتی باڑی بھی کرو۔تم سب بہت جلد امیر ہو جاؤ گے اور اگر کسی شخص کے پاس پیسے نہ ہوں تو وہ مجھ سے لے لے آپ کی ہدایت پر بہت سے افراد نے عمل کیا اور راولپنڈی کے قریب چک شہزاد میں جگہ خرید کر رہنے لگے اور کاشت کاری شروع کردی۔جس کی وجہ سے ان کے حالات دن بدن بہتر ہونا شروع ہوگئے۔

خدا کی کرنی کے چک شہزاد کی بستی اسلام آباد دارالحکومت میں آئی۔جس کی وجہ سے ان لوگوں کو زمین کی اتنی رقم ملی کہ وہ سب کے سب امیر اور دولت مند اور خوشحال ہوگئے۔

کرامت ۳:

بلوچستان کے قبائل میں جھگڑے کی بنا پر سول انتظامیہ معطل ہوکر رہ گئی تھی۔حکومت پاکستان نے فوج کی نگرانی میں بلوچستان کی عوام کیلئے غلہ اور دوسری اشیاء کی ترسیل شروع رکھی تھی۔خواجہ صاحب کا ایک مرید حوالدار محمد نواز بطور ڈرائیور فوجیوں کے ساتھ ڈیوٹی پر تھا کراچی سے لسبیلہ ٹرکوں میں گندم لوڈ کر کے لیجا رہا تھا کہ ایک مقام پر چڑھائی تھی۔محمد نواز نے ٹرک کی اسپیڈ تیز کردی تاکہ چڑھائی چڑھنے میں دشواری نہ پیش آئے۔اچانک ٹرک کے اگلے حصے میں دھماکہ ہوا اور ٹرک نیچے کی جانب الٹنا شروع ہوگیا۔ٹرک کی حفاظت پر موجود فوجی جوان بھی ٹرک سے نیچے گرے ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچا۔گندم بھی تمام کی تمام ادھر ادھر بکھر رہی تھی کہ اچانک ڈرائیور والی سائیڈ کا ٹرک کا دروازہ کھل گیا۔حوالدار محمد نواز نے کیا دیکھا کہ حضور خواجہ محمد احسن علیہ الرحمۃ نے اس کا بازو پکڑ کر کھینچا اور ٹرک سے باہر نکال لیا۔جبکہ ٹرک لڑکھڑاتا ہوا نیچے گہرائی میں گر گیا حوالدار محمد نواز سوچ میں تھا کہ حضور خواجہ صاحب کا تو کافی عرصہ قبل انتقال ہوگیا تھا وہ آج کیسے میری دستگیری کے لئے پہنچ گئے بات اس کی سمجھ میں نہ آسکی اور آپ اچانک اس کی نظروں سے اوجھل ہوگئے۔

Marfat.com
Marfat.com

کرامت ۴:

حضور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید محمد شعبان جو کہ سروے آف پاکستان میں ملازم تھا انہوں نے سی ڈے اے سے ایک پلاٹ قسطوں پر اسلام آباد میں الاٹ کرایا تھا۔ چند اقساط جمع کرانے کے بعد وہ مزید قسطیں جمع نہ کرواسکے کچھ عرصہ کے بعد سی ڈی اے کے دفتر سے ایک لیٹر شعبان صاحب کو ملا کہ آپ کے ذمہ جو بقایا جات ہیں وہ مقرر تاریخ تک جمع کرادیں۔ وگرنہ اپنا پلاٹ منسوخ تصور کریں۔ لیٹر ملنے کے بعد بڑی تگ ودو کی گئی مگر رقم کا انتظام نہ ہوسکا۔ بالآخر شعبان صاحب اس ارادے سے آپ کی خدمت میں پہنچے کہ آپ سے کچھ رقم ادھار لے کر جمع کرادی جائے۔ بعد میں آپ کو واپس کر دی جائے گی۔ جب دربار شریف پہنچے آپ سے ملاقات ہوئی خیر خیریت حال واحوال کے بعد آپ نے خود ہی فرمایا کہ میرے پاس لوگوں کی امداد اور ضرورت کے لئے رقم ہوتی ہے۔ آج کل میرے پاس پیسے نہیں ہیں نہ ہی کہیں سے آئے یہ بات سن کر شعبان صاحب نے اپنی بات حضور والا سے نہ کہی بلکہ دل میں سوچا کہ میری بات کا غائبانہ طور پر حضرت صاحب کو علم ہوگیا ہے۔ لہٰذا واپس چلتے ہیں جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ راولپنڈی پہنچنے کے کچھ دنوں بعد سی ڈی اے کی طرف سے پھر لیٹر موصول ہوا شعبان صاب نے اسے نظر انداز کیا کہ شائد الاٹمنٹ منسوخ ہونے کا لیٹر ہوگا۔ لہٰذا کھول کر پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں پھر اچانک بادل نخواستہ وہ لیٹر کھولا تو خوشی کی انتہا نہ رہی۔ کہ سی ڈی اے نے لکھا تھا کہ ہمیں آپ کی طرف سے واجب الادا رقم کا چیک مل گیا ہے۔ لہٰذا آپ فوری طور پر دفتر آ کر اپنے پلاٹ کی الاٹمنٹ کے کاغذات وصول کرلیں۔ شعبان صاحب نے سوچا کہ میں نے تو پیسے جمع کرائے نہیں ہوسکتا ہے کسی اور کا ڈرافٹ میرے کھاتے میں نہ چلا گیا ہو ایسا نہ ہو کہ مجھے بعد میں شرمندگی نہ اٹھانی پڑے پھر دوبارہ چند ماہ تک سی ڈی اے کی طرف سے کسی قسم کا کوئی لیٹر وصول نہ ہونے پر خیال آیا کہ سی ڈی اے کے دفتر جا کر کیوں نہ معلوم ہی کرلیا جائے تا کہ عقدہ کھل جائے۔ چنانچہ شعبان صاحب سی ڈی اے کے دفتر گئے اپنی فائل کھلوائی تو وہاں پر جو ڈرافت لگا ہوا تھا وہ شعبان صاحب کی طرف سے ہی تھا۔ دفتر والوں نے آناً فاناً الاٹمنٹ کے کاغذات بنا کر شعبان صاحب کے حوالے کیئے شعبان صاحب کے دل میں یقین ہوگیا کہ ہو یا نہ ہو یہ ڈرافت یقیناً حضرت خواجہ صاحب نے ہی جمع کرایا ہوگا۔ شعبان صاحب دوبارہ دربار شریف شکریہ ادا کرنے کیلئے پہنچے تو آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ شعبان صاحب خیر تو ہے آج کل بہت جلدی جلدی دربار شریف کے چکر لگا رہے ہیں تو شعبان صاحب نے قدرے توقف کے بعد تمام ماجرا عرض کیا اور آپ کی ذات

Marfat.com
Marfat.com

والا صفات کا شکریہ بھی ادا کیا۔ آپ نے فرمایا کہ بھئی جب آپ نے اپنا معاملہ مجھے بتایا ہی نہیں اور مجھ سے ذکر ہی نہیں کیا تو میں کیا کر سکتا تھا آپ کو غلط فہمی ہو گئی ہے شعبان صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ کام آپ کے سوا کوئی اور کر سکتا ہی نہیں تو آپ نے فرمایا چلو کسی نے بھی کیا تمہارا کام تو ہو گیا ہے۔ جس کسی نے بھی کیا اچھا ہی کیا۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال...... 19ء کو ہوا مزار پُر انوار موضع کرل شریف تحصیل کوٹلی ستیاں مری ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے جہاں پر آج بھی اہل عقیدت حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف کو تادم تحریک ایک مرتبہ حاضری کا شرف حاصل ہے۔ پہاڑوں کے دامن میں عجیب و غریب پر کیف منظر ہے جو احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

باب دوم

سلسلہ عالیہ سہروردیہ

کے بزرگان کے حالات و واقعات پر

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

گنجینہ ہدایت، مقرب حضرت باری، مقتدائے قوم، عمدۃ الابرار، قدوۃ الاخیار شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین ابوحفص عمر بن محمد سہروردی رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ مورخین نے آپ کا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا ہے۔ ابوحفص عمرؒ بن محمدؒ بن عبداللہؒ بن محمد عمویہ بن سعدؒ بن حسینؒ بن قاسمؒ بن علقمہؒ بن نصرؒ بن معاذؒ بن عبدالرحمٰنؒ بن قاسمؒ بن محمدؒ بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ۔ آپ کے نسب کے تمام آباؤ اجداد اوپر سے نیچے تک خدا رسیدہ بزرگ اور عالم باعمل تھے۔ آپ کے پڑدادا حضرت محمد عمویہ بھی سہروردیہ کے بہت بڑے بزرگ اور عارف کامل تھے۔ لہٰذا آپ کے خاندان کے افراد نے علمی اور روحانی فیض گھر ہی میں حاصل کیا ہے اور اپنے بزرگوں سے خرقہ خلافت بھی حاصل کرتے تھے۔ مثلاً آپ کے جدامجد شیخ عبداللہ کے بھائی قاضی وجیہہ الدین سہروردیؒ نے خرقہ خلافت اپنے والد محترم حضرت محمد عمویہؒ سے حاصل کیا اور اُن سے آپ کے چچا اور پیرو مرشد حضرت شیخ ضیاء الدین ابونجیب عبدالقاہرؒ بن عبداللہ نے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

ولادت:

آپ کے والدین کے ہاں اولاد نہ تھی اولاد کی آرزو میں اپنی زندگی کا بیشتر حصہ گزار چکے تھے آپ کے والدین حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور بارگاہِ غوثیت میں اولاد کے لئے دعا کی درخواست کی حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اُسی وقت بارگاہِ خداوندی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور آپ کے والدین کو خوشخبری دی کہ جاؤ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے تمہیں ایسی اولاد عطا فرمائیں گے جس کا چرچا قیامت تک جاری رہے گا یہ مژدہ سُن کر آپ کے والدین گھر آئے اسی رات آپ کی والدہ ماجدہ حاملہ ہوئیں۔ ۹ ماہ گزرنے کے بعد لڑکی پیدا ہوئی والدین خوش تھے کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی دعا سے اللہ نے یہ نعمت عطا کی ہے۔ اسی دن بچی کو لیکر جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے آپ کی والدہ نے پُرمسرت

Marfat.com
Marfat.com

لہجہ میں عرض کی حضور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے یہ بچی عطا فرمائی ہے۔ حضور اس بچی کے لئے دعا بھی فرمائیں۔ اور نام بھی تجویز فرمائیں یہ سن کر آپ سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے نیک بخت خاتون تم کیا کہہ رہی ہو میرے سامنے بچی کو لاؤ جب غوث پاک رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ نے متبسم ہو کر فرمایا کہ یہ لڑکی نہیں لڑکا ہے اور ہم نے اس کا نام شہاب الدین عمر سہروردیؒ رکھا ہے اور تمہیں مبارک ہو کہ یہ بچہ زمرہ اولیاء اللہ میں مراتب عالیہ پر فائز ہوگا اس کا علم وسیع اور عمر دراز ہوگی آپ سہروردیہ میں ۵۳۶ھ ماہ رجب المرجب کے آخر میں پیدا ہوئے۔

تعلیم وتربیت:

آپ بچپن ہی میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بغداد شریف تشریف لے آئے اور یہاں آ کر اپنے چچا محترم کے زیر تربیت رہ کر تعلیم حاصل کرنے لگے آپ کی ظاہری و باطنی تعلیم میں آپ کے سب سے بڑے اُستاد آپ کے چچا محترم شیخ ضیاء الدین ابو نجیب عبد القاہرؒ تھے گیارہ سال کی عمر میں آپ نے علم حدیث کی تعلیم شروع کر دی تھی حضرت شیخ الشیوخ اپنی جوانی کے زمانے میں علم وکلام کی تکمیل میں بہت سرگرم تھے۔ آپ نے علم کلام کی بہت سی کتابیں پڑھیں مگر آپ کے چچا محترم آپ کے اس شغف کو پسند نہیں فرماتے تھے اس لئے ایک دن وہ آپ کو لیکر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں لے گئے اور اُن کے سامنے صورتحال بیان کی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے آپ سے علم کلام کے زیر مطالعہ کتب کے نام دریافت کئے اس کے بعد حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے آپ کے سینہ پر ہاتھ رکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ علم کلام کے تمام مسائل بھول گئے اور سینہ میں باطنی علوم سما گئے۔ اس وقت سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے عمر تم عراق کے مشاہیر کے آخر ہو۔

سیرت:

آپ زہد وتقویٰ میں بے مثال تھے۔ ہمہ وقت عبادت وریاضت میں مشغول رہتے تھے آپ نے خلیج فارس جزیرہ عبادان میں گوشہ نشینی اختیار کی اور عرصہ دراز تک ذکر وفکر عبادت و ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہے اور اسی مقام پر آپ کی ملاقات ایک ابدال سے بھی ہوئی تھی آپ نے متعدد حج کئے اور کئی سال تک خانہ کعبہ میں رہے آخر کار روحانی مجاہدات اور سفر سے فارغ ہو کر بغداد شریف واپس آ گئے۔

Marfat.com
Marfat.com

بغداد میں آپ صرف خانقاہ کے درویش ہی نہ تھے بلکہ اپنے اثرورسوخ سے ملک اور قوم کو بھی فائدہ پہنچاتے تھے بالخصوص اسلامی ممالک کی حکومتوں کے درمیان مصالحت کرانے میں آپ کا بڑا حصہ رہا۔ یہی وجہ ہے کہ خلفائے بغداد اور اسلامی ممالک کے امراء اور حکام آپ کا بے حد احترام کرتے تھے دربار خلافت کے آپ خاص سفیر بھی تھے۔ اسی واسطے جب کوئی بڑی علمی یا روحانی شخصیت کے بزرگ بغداد تشریف لاتے تو سرکاری طور پر آپ ہی کو ان کے استقبال کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ فقہ میں آپ شافعی مسلک کے پیروکار تھے۔ مگر وسعت نظر کے لحاظ سے آپ مجتہدانہ انداز رکھتے تھے عقائد میں آپ امام ابوالحسن اشعری کے متبع تھے۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت ضیاء الدین ابونجیب عبدالقاہر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

خواب کی تعبیر:

خلیفہ الظاہر ابونصر محمد بن الناصر کی تخت نشینی کے موقع پر آپ روم تشریف لے گئے اس وقت سلطان مصروف سیر وشکار تھا مولانا رومؒ کے والد ماجد مولانا بہاؤالدین بلخی بھی سلطان کے ہمراہ تھے۔ اس وقت آپ نے خلیفہ کا فرمان سلطان کے سامنے پیش کیا۔ اسی رات سلطان نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا کہ اس کا سر سونے کا ہے۔ منہ چاندی کا اور پیٹ پیتل کا اور دونوں رانیں شیشے کی پاؤں رانگ کے ہو گئے ہیں۔ صبح جب حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی مولانا بہاؤالدین بلخی کے ہمراہ شاہی محل میں گئے تو سلطان نے اپنا خواب آپ کو سنایا اور کہنے لگا حضور اس کی تعبیر بیان فرمائیں آپ نے سلطان کی فرمائش پر خواب کی تعبیر اس طرح بیان فرمائی کہ ”سلطان کی زندگی میں ان کی رعایا سونے کی طرح خوشحال اور شان وشوکت سے رہے گی اور سلطان کے فرزند کے دور میں رعایا چاندی کی طرح ہوگی مگر جب سلطان کا پوتا حکومت کرے گا اس کی رعایا کی اخلاقی اور مالی حالت کی قدر و قیمت پیتل کی طرح ہو جائے گی۔ اور رعایا کمزور اور پست ہمت ہو جائے گی۔ تیسری پشت میں رعایا کے اخلاق بالکل گر جائیں گے۔ اور امن وامان خطرہ میں پڑ جائے گا چوتھی اور پانچویں پشت میں ملک تباہ و برباد ہو جائے گا سلجوقی خاندان کی حکومت ختم ہو جائے گی اور مفسد لوگ اس ملک پر قابض ہو جائیں گے بادشاہ آپ کی صحیح تعبیر سن کر آپ کی صداقت اور بے باکی سے بہت متاثر ہوا اور دعائے خیر کا طالب ہوا۔ آخر میں اُس نے بڑے اہتمام اور احترام اور عزت سے آپ کو رخصت کیا۔

Marfat.com
Marfat.com

کشف وکرامات:

۶۱۴ھ میں سلطان محمد بن خوارزم شاہ نے عباسی خلفاء کی بیعت سے روگردانی اختیار کی۔ اور اپنی تمام مملکت میں خلیفہ الناصر کے نام کا سکہ اور خطبہ بند کر کے فخر السادات حضرت سیّد علاؤالدین ترمذی سے بیعت وخلافت کی اس نے اُسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تین لاکھ سوار لے کر خلیفہ الناصر کو معزول کرنے کے لئے بغداد روانہ ہوا اس خبر سے خلیفہ الناصر بہت پریشان ہوا اس نے مصالحت کے لئے آپ کو سفیر بنا کر روانہ کیا آپ نے ہمدان کے قریب سلطان محمد سے ملاقات کی سلطان محمد آپ کی فصیح وبلیغ تقریر سے بہت متاثر ہوا مگر اپنے ارادے سے باز نہیں آیا۔ اس لئے آپ رنجیدہ ہو کر واپس آ گئے تاہم یہ آپ کی کرامت تھی کہ سلطان محمد ہمدان سے نکل کر عقبہ حلوان پہنچا ہی تھا کہ برف باری کی کثرت اور سردی کی وجہ سے اس کا سارا لشکر تباہ وبرباد ہو گیا اور وہ اپنے ارادے میں ناکام ہو کر واپس چلا گیا۔

وصال:

آپ آخری عمر میں معذور ہو گئے تھے۔ بصارت بھی جاتی رہی تھی لیکن خانقاہ کا نظام اُسی شان وشوکت سے چلتا رہا نوے سال کی عمر پا کر یکم محرم ۶۳۲ھ کو واصل بحق ہوئے مزار پُر انوار بغداد شریف میں مرجع خاص وعام ہے۔

جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دیکر آج بھی آپ کے فیوض وبرکات سے مالا مال ہو رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

رئیس الاولیا حضرت پیر لا ثانی مقبول بارگاہ رحمانی، برہان ملت، گنج غزلت، مخزن سخا معدن وفا، کان صفا، قطب الاولیاء، شیخ الاتقیاء قدوۃ الاصفیا حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کا شمار اکابر اولیاء میں ہوتا ہے۔ آپ قریشی اسدی ہاشمی ہیں آپ کے جد امجد حضرت مولانا شیخ کمال الدین علی شاہ ایک درویش منش بزرگ تھے۔ وہ خاندان قریشی کے معزز فرد تھے۔ انہوں نے مکہ معظمہ سے سکونت ترک کر کے خو رزم میں سکونت اختیار کی پھر وہاں سے ملتان تشریف لے آئے۔ اور ملتان میں مکمل سکونت اختیار کر لی ملتان اس زمانہ میں اسلامی علوم وفنون کا مرکز تھا ملتان میں بہت لوگ اُن سے معتقد ہوئے۔

آپ کے والد ماجد کا نام نامی شیخ وجیہہ الدین تھا والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ ہے۔ جو حضرت مولانا حسام الدین ترمذی علیہ الرحمۃ کی صاحبزادی تھیں۔ تاتاریوں کے دور میں جب لوٹ مار شروع ہوئی اور بدامنی پھیلی تو مولانا حسام الدین علیہ الرحمۃ اپنے وطن ترمذ سے قلعہ کوٹ کروڑ جس کو سلطان محمود غزنوی نے فتح کیا تھا تشریف لے آئے اور وہیں رہنے لگے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کی والدہ بی بی فاطمہ کے والد کا نام حضرت عیسیٰ ہے جو حضرت پیرانِ پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے وہ ہامہ رہتے تھے جب آپ کے والد ماجد شیخ وجیہہ الدین ہامہ گئے تو حضرت عیسیٰ نے اپنی صاحبزادی بی بی فاطمہ کا نکاح ان سے کر دیا تھا وہ کچھ دن ہامہ رہے اور پھر کوٹ کروڑ آئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

ولادت:

آپ صبح کے وقت ۲۷ رمضان المبارک بروز جمعتہ المبارک ۵۶۶ھ کو کوٹ کروڑ میں پیدا ہوئے آپ کا نام بہاؤالدین اور کنیت ابو محمد بعض نے ابوالبرکات لکھی ہے۔

ابتدائی حالات:

آپ مادرزاد ولی تھے۔ بچپن سے ہی آپ میں بزرگی کے آثار نمایاں تھے آپ کے والد ماجد جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے تو آپ تلاوت قرآن کریم کی آواز سنتے ہی فوراً دودھ پینا چھوڑ

Marfat.com
Marfat.com

دیتے تھے اور قرآن شریف سننے میں محو ہو جاتے تھے۔ ابھی آپ مکتب ہی میں پڑھتے تھے کہ ایک دن آپ نے فرمایا کہ جس وقت خداوند تعالیٰ نے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ فرمایا تھا اُس وقت سے لیکر آج تک کے واقعات مجھے یاد ہیں۔

آپ نے والدین دادا اور نانا کی زیرنگرانی میں پرورش پائی آپ جب بارہ سال کے ہو گئے تو والد ماجد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ نے سات برس کی عمر میں سات قرأت کے ساتھ قرآن کریم حفظ کر لیا۔ والد ماجد کی وفات کے بعد آپ خراسان تشریف لے گئے وہاں سات سال تک درسِ ظاہری میں مشغول رہے۔ بعدازاں بخارا آ گئے اور وہاں علم ظاہری کی تکمیل کی تو وہاں آپ بہاؤالدین فرشتہ کے نام سے مشہور ہوئے مدینہ منورہ پہنچ کر حضرت شیخ کمال الدین محمد یمنی سے جن کا شمار محدثین کبار میں ہوتا تھا درس حدیث لیا اور اجازت نامہ بھی حاصل کیا آپ نے مدینہ شریف میں پانچ سال تک قیام کیا آپ نے خراسان بخارا مکہ معظمہ مدینہ منورہ اور بیت المقدس میں بہت سے درویشوں سے ملاقات کی اور اُن سے بہت سے فیوض و برکات حاصل کیے۔

بیعت وخلافت:

بغداد آ کر آپ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیہ علیہ الرحمۃ سے بیعت ہو گئے حضرت خواجہ نظام الدین اولیا علیہ الرحمۃ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں سترہ روز تک رہے اور اس تھوڑے سے عرصے میں بہت سی نعمتیں حاصل کیں یہ دیکھ کر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ کے دیگر مریدوں کو ناگوار گزرا آپ نے اُن لوگوں سے کہا کہ تمہاری شکایت بے جا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تم مثل تر لکڑی کے ہو اور حضرت زکریا خشک لکڑی کی مانند ہیں۔ خشک لکڑی کو آگ جلدی پکڑتی ہے۔

مرید ہونے کے بعد آپ کو خرقہ خلافت کی آرزو ہوئی ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا ایک نور سے معمور مکان ہے۔ اور اس مکان میں سرکارِ دو عالم تاجدارِ مدینہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی مودب کھڑے ہیں ایک طناب ہے۔ اور اس پر بہت سے خرقے لٹک رہے ہیں اسی درمیان میں آپ کی طلبی ہوئی آپ کے پیر و مرشد نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور قدم بوس کرایا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خرقہ کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا کہ اے عمر اس خرقہ کو شیخ بہاؤالدین غوث الاعظم کو پہنا دو آپ کے پیر و مرشد نے حسب

Marfat.com
Marfat.com

فرمان سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خرقہ طناب سے اُتار کر اپنے ہاتھ سے آپ کو پہنایا اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قدم بوس کرایا اور جب صبح ہوئی تو آپ اپنے پیرومرشد کے کمرے میں گئے تو کیا دیکھا وہ کمرہ بعینہٖ اسی طرح خرقوں سے مرصع ہے جیسا کہ رات کو خواب میں دیکھا تھا۔ آپ کے مرشد نے آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ بابا بہاؤ الدین یہ سب خرقے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں میں تو درمیان میں صرف ایک واسطہ ہوں بے اجازت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو نہیں پہنا سکتا۔ جیسا معاملہ تم نے شب گزشتہ میں دیکھا ہے۔ خرقہ خلافت عطا کرنے کے بعد آپ کے پیرومرشد نے آپ کو ملتان جانے کی تاکید فرمائی۔

روانگی ملتان:

آپ اپنے پیرومرشد سے رخصت ہو کر جانب ملتان روانہ ہوئے۔ راستے میں آپ کی ملاقات ایک عالم فاضل قلندر سے ہوئی۔ اس کا نام سیّد عبدالقدوس تھا وہ موصل کے رہنے والے تھے انہوں نے سیّد جمال الدین مجرّدؒ کی قبر پر جا کر قلندروں کا جامعہ پہن لیا تھا آپ نے ان کا قلندرانہ جامہ اتروایا اور عالم جذب سے ان کو عالم سلوک میں پہنچایا۔ نیشاپور تک حضرت شیخ جلال الدین تبریزی علیہ الرحمۃ آپ کے ہمراہ آئے اور نیشاپور پہنچ کر آپ اُن سے الگ ہو گئے۔ آپ نے ملتان پہنچ کر مستقل سکونت اختیار کر لی ملتان کے درویشوں کو آپ کا آنا ناگوار گزرا۔ انہوں نے کوشش کی کہ آپ ملتان سے چلے جائیں ایک پیالہ دودھ کا بھر کر آپ کے پاس بھیجا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس شہر میں دوسرے کی گنجائش نہیں وہ ہے۔ آپ اس رمز و کنایہ کا مطلب سمجھ گئے۔ آپ نے ایک پھول اس پیالے پر رکھ دیا اور پیالہ واپس کر دیا۔ آپ نے اس بات کا اظہار اس طرح کیا کہ ان کی جگہ اس شہر میں اس طرح ہو گی جیسے کہ پھول دودھ پر ہے۔ ملتان کے درویشوں کو تعجب ہوا وہ آپ کے معتقد ہو گئے۔

سیرت:

آپ کے یہاں زراعت و تجارت بڑے پیمانے پر ہوتی تھی ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرتے تھے۔ آپ کا لنگر عام تھا آپ بہت مخیّر تھے۔ دنیا سے بے پرواہ تھے اور قناعت کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔ کھانا بہت کم کھاتے تھے علماء کرام اور مشائخ عظام اور مہمانوں کی بہت عزت کرتے تھے۔ شروع زندگی میں روزے بہت رکھتے تھے۔ آخری عمر میں روزانہ روزہ نہ رکھتے تھے۔ ہر شب ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ تحمل اور بردباری ذوق وشوق بے ہوشی و مدہوشی ،ور

Marfat.com
Marfat.com

ستغراق آپ کی نمایاں خصوصیات تھیں۔

تعلیمات:

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مال دنیا کتنا ہی کیوں نہ ہوتا ہم قلیل ہے۔ اور سانپ کی صحبت اس شخص کو نقصان پہنچاتی ہے۔ جو افسوس اس کو نہ جانتا ہو میرے نزدیک مال دنیا کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہ تو ایک میل میرے رخسارہ حال کی ہے۔

نمبر۲:

آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کے نزدیک مال دنیا کا ہونا نہ ہونا یکساں ہے نہ جانے کا غم نہ آنے کا کی خوشی۔

کشف و کرامات:

حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری جب ملتان آئے تو ایک روز گرمی سے تنگ آ کر بخارا کے موسم کو یاد کرنے لگے آپ کو یہ بات بذریعہ کشف معلوم ہوگئی آپ نے ایک خادم کو مسجد میں بھیجا اور یہ تاکید فرمائی کہ صفیں لپیٹ کر مسجد کے صحن میں جھاڑو دے دو اتنے میں بادل نمودار ہوئے۔ خوب زور کی بارش ہوئی اولے گرے مگر مسجد سے باہر بارش نہ ہوئی نہ اولے گرے۔ ظہر کی نماز کے وقت آپ مسجد میں آئے اور حضرت جلال الدین بخاری سے مسکرا کر فرمایا کہیے سید اولے ملتان کے بہترین یا بلخ بخارا کے انہوں نے عرض کیا اس صورت میں تو اولے ملتان کے بہتر ہیں۔ آپ نے اُن کو اسی وقت خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

کرامت۲:

آپ کے ایک مرید خواجہ کمال الدین مسعود شیرازی جواہرات کی تجارت کرتے تھے ایک بار اُن کا جہاز طوفان، میں گھر گیا انہوں نے آپ کو یاد کیا اور آپ سے امداد چاہی اچانک آپ نمودار ہوئے سب مسافروں نے بخوبی آپ کو دیکھا آپ نے سلامتی کی بشارت دی۔ جہاز بخیر و خوبی عدن پہنچا۔ عدن پہنچ کر مسافروں نے اپنا تہائی مال خواجہ کمال الدین کو بطور نذرانہ وشکرانہ دیا خواجہ کمال الدین نے وہ سب مال اور اپنے نصف جواہرات اپنے بھانجے خواجہ فخر الدین گیلانی کو دے کر آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ خواجہ فخر الدین وہ مال و جواہرات لے کر ملتان آئے۔ اُنہوں نے آپ کو جہاز پر سوار دیکھا تھا۔ حاضر خدمت ہو کر تمام مال پیش کر دیا آپ نے تیس دن

Marfat.com
Marfat.com

کے اندر تمام مال و جواہرات لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ اس مال کی قیمت ستر لاکھ تنکہ تھی خواجہ فخر الدین نے جب آپ کی یہ فیاضی دیکھی تو اپنا مال بھی تقسیم کر دیا اور فقیری اختیار کر لی اور آپ کے مرید ہو گئے بعد ازاں حج کو گئے اور جدہ میں وفات پائی۔

وصال با کمال:

۶۶۶ھ ماہ صفر بروز جمعرات بعمر ۱۰۰ سال آپ دنیائے فانی سے کوچ فرما گئے ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے جنازہ کی نماز میں شرکت کی مزار پر انوار ملتان شہر قلعہ قاسم باغ میں مرجع خاص و عام ہے۔ راقم الحروف نے بارہا اس مقدس مقام کی زیارت کی ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ صدرالدین عارف سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

صاحب سجادہ پدر باتحقاق۔ عارف کامل بالاتفاق۔ سرحلقہ اکثر اولیاء۔ مرشدوقت حضرت شیخ صدرالدین عارف رحمتہ اللہ علیہ ۵۹۹ھ میں حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی سہروردی علیہ الرحمۃ کے گھر میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ کا شمار کاملان وقت میں ہوتا ہے۔ آپ عظیم شان کے مالک اور باہمت باکردار بہت ہی نیک اور صالح متقی و پرہیزگار تھے۔ اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد اُن کی مسند ارشاد پر بیٹھے اپنے وقت کے بڑے بڑے صلحا آپ کے ہاتھوں خرقہ خلافت حاصل کر کے مرتبہ ولایت کو پہنچے۔

سیر العارفین میں لکھا ہے کہ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کے سات فرزند تھے حضرت شیخ کے وصال کے بعد تمام مال و اسباب برابر سات بھائیوں میں تقسیم کیا گیا حضرت شیخ صدرالدین عارف رحمتہ اللہ علیہ کے حصے میں ستر لاکھ روپے نقد اور جنس کی صورت میں آئے آپ نے مال وصول کرتے ہی فوراً پہلے روز ہی تمام مال و اسباب درویشوں مسکینوں غریبوں میں تقسیم کر دیا اور فارغ البال ہو کر یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔

آپ کے فرمودات:

آپ فرماتے ہیں کہ کوئی سانس خدا کے ذکر کے بغیر نہ نکلے کیونکہ بزرگوں کا ارشاد ہے کہ جو شخص ذکر الٰہی کے بغیر سانس لیتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو ہلاک و برباد کرتا ہے۔ ذکر اللہ کے وقت وساوس شیطانیہ اور خواہشات نفسانیہ سے مکمل گریز کرنے کی کوشش کی جائے۔ جب اس مذکورہ طریقہ کے مطابق ذکر اللہ کیا جائے تو ذکر کی نورانیت کی وجہ سے وساوس اور دل میں آنے والے تمام تخیلات خود بخود جل کر خاکستر ہو جائیں گے اور پھر ذکر اللہ کی نورانیت سے دل بہت جلد منور ہو جائے گا اس میں ذکر کی حقیقت مستقر ہو جائے گی اور اُس وقت ذکر کے ساتھ جس کا ذکو کیا جاتا ہے۔ زیر نظر آئے گا اور نور یقین سے دل منور و تاباں ہو جائے گا طلبگاروں کا مطلوب اور سالکوں کا مقصود صرف یہی ہے۔

ایں کار دولت است کنوں تا کرا رسد

ترجمہ: یہ کام دراصل خوش بختوں کا ہے آپ دیکھو کس کے حصے میں آئے۔

Marfat.com
Marfat.com

کشف وکرامات:

حضرت شیخ صدرالدین عارف رحمتہ اللہ علیہ دریا کے کنارے وضو کر رہے تھے۔ کہ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ رکن ابوالفتح علیہ الرحمۃ جن کی عمر شریف اس وقت صرف ۷ سال تھی جو کہ ان دنوں قرآن کریم حفظ کر رہے تھے۔ اُس وقت آپ کے پاس دریا پر موجود تھے کہ اچانک ہرنوں کا ایک گلہ اس طرف آ گیا مگر وہ آدمیوں کو دیکھو بھاگ گیا شیخ رکن الدین ابوالفتح علیہ الرحمۃ چونکہ بچے تھے۔ اپنے والد گرامی سے کہنے لگے مجھے ہرن پکڑنا ہے حضرت شیخ صدرالدین عارف رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی نگاہ ولایت سے ہرنوں کے گلہ کی طرف دیکھا تو تمام ہرن فوراً واپس آ گئے آپ نے فرمایا رکن الدین جس ہرن کو دل چاہے پکڑ لو چنانچہ مدتوں تک یہ دونوں ہرن آپ کے گھر میں رہے۔

کرامت ۲:

جب سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے بڑے بیٹے خان شہید محمد کو ملتان کا حاکم مقرر کر کے بھیجا تو چونکہ شہزادہ بہت بلند ہمت اور لطیف طبع تھے حضرت امیر خسرو اور امیر حسن اس کے پاس رہتے تھے اور انعام و اکرام حاصل کرتے تھے خان شہید کی بیوی سلطان رکن الدین بن سلطان شمس الدین التمس کی لڑکی تھی جو کہ نہایت حسینہ و جمیلہ اور صالحہ تھی۔ چونکہ خان شہید اکثر شراب خوری میں مشغول رہتا تھا اس کی بیوی کو یہ بات ناپسند تھی ایک دن نشہ کی حالت میں اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ جب ہوش آیا تو بے حد پشیمان ہو کر قاضی شرف الدین خوارزمی جو کہ اس کا ہمراز تھا کو بلا کر معاملہ کا حل دریافت کیا کیونکہ بیوی سے جدائی اس کے لئے ناممکن تھی۔ قاضی نے کہا کسی دوسرے آدمی سے نکاح کئے بغیر اب اس کے ساتھ آپ کا نکاح ممکن نہیں۔ لیکن غیرت بشری کی وجہ سے خان شہید کو یہ بات منظور نہ تھی لیکن خدا سے ڈرتا بھی تھا۔ آخر قاضی نے مشورہ دیا حضرت شیخ صدرالدین عارف سے شہزادی کا نکاح کر دیا جائے دوسرے دن اُن سے طلاق لے کر دوبارہ نکاح کر لیا جائے۔

چنانچہ خان شہید نے لاعلاج ہو کر یہ بات منظور کر لی جب شہزادی کا حضرت شیخ صدرالدین عارف سے نکاح ہو گیا تو شہزادی نے حضرت شیخ کی بارگاہ میں عرض کیا حضور اب آپ مجھے اپنے سے جدا نہ کیجئے۔ چونکہ شہزادہ شرابی ہے میں آپ کے پاس رہنا چاہتی ہوں۔ لہٰذا خدا کے لئے آپ

Marfat.com
Marfat.com

مجھے طلاق نہ دیں۔ شیخ نے اس کی یہ بات مان لی دوسرے دن خان شہید کے آدمیوں نے آ کر حضرت شیخ صدرالدین عارف سے کہا کہ شہزادی کو طلاق دے دیں لیکن حضرت نے فوراً انکار کر دیا غرضیکہ اس معاملے پر بہت گفت وشنید ہوئی آخر خان شہید کو غصہ آ گیا اور اس نے قسم کھا کر کہا کہ کل شیخ کے مکان پر جا کر انہیں سارے قبیلے سمیت قتل کر دوں گا۔ لوگوں نے جا کر حضرت شیخ کو شہزادے کے اس خیال سے مطلع کیا لیکن آپ ذرا بھر فکرمند نہ ہوئے دوسرے دن اعلیٰ الصبح جب وہ شیخ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ تو خبر ملی کے ساٹھ ہزار خونخوار مغل حملہ آور ہو کر شہر ملتان کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ اس نے کہا کہ مغلوں کو شکست دینے کے بعد شیخ صدرالدین عارف کی خبر لوں گا۔ ملتان سے نکل کر لڑائی میں مشغول ہو گیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گیا اس کے بعد کسی نے نہ دیکھا کہ مغل کہاں گئے۔ امیر خسرو اسی روز مغلوں کے ہاتھوں قید ہو گئے تھے۔ اور بہت کوشش کے بعد لاہور کے قریب رہائی حاصل کی۔

کرامت ۳:

ایک مرتبہ شیخ رکن الدین فردوسی دہلی جاتے ہوئے ملتان میں حضرت شیخ صدرالدین عارف سے ملے۔ حضرت نے مہمان کو کھانے کی دعوت دی جب کھانے کا وقت آیا تو بہت سے علماء فقراوقت کے شیوخ بھی دسترخوان پر موجود تھے۔ شیخ رکن الدین فردوسی خود فرماتے ہیں کہ جب دسترخوان لگایا گیا تو بادشاہوں کے دسترخوان سے بھی زیادہ تکلف سے کام لیا گیا تھا۔ میں حضرت شیخ کے ساتھ بیٹھا تھا ہر قسم کے کھانے شیخ کے سامنے لائے جاتے تھے۔ آپ میری طرف اشارہ فرما دیتے تھے۔ شیخ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھانا کھانا شروع کیا اگرچہ میں نے ایام بیض کا روزہ رکھا ہوا تھا لیکن میں نے کھانا کھانے سے انکار نہیں کیا میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ ہر قسم کے کھانے بڑے شوق سے تناول فرما رہے ہیں۔ میرے دل میں خیال آیا کہ میں نے میزبان کی تالیف قلبی کے لئے روزہ تو افطار کر لیا لیکن مجھے تقلیل غذا سے کام لینا چاہیے۔ جونہی میرے دل میں یہ خیال گزرا آپ نے فرمایا اے درویش رکن الدین فردوسی جو شخص طعام کو حرارت باطن سے نور بنا سکتا ہے اور حق کے ساتھ ملا سکتا ہے۔ اس کے لئے لازم نہیں کہ تقلیل غذا کرے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۶۸۴ھ ماہ ذوالحجہ کی تین تاریخ ظہر وعصر کے درمیان ہوا۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ کا مزار پُر انوار آپ کے عظیم والد گرامی حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کے پہلو میں واقع ہے۔ بوقت وصال آپ کی عمر شریف انہتر سال تھی قاسم باغ ملتان میں آپ کا مزار پُر انوار آج بھی مرجع پر خاص وعام ہے۔

جہاں آج بھی عقیدت مندان حاجت روائی کے لئے جاتے ہیں۔ اور اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف نے بھی بارہا آپ کے مزار پُر انوار کی حاضری کی سعادت حاصل کی ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

سلطان العارفین، خورشید ہدایت، واقف رموزِ حقیقت، و معرفت، حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح رحمتہ اللہ علیہ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی کے پوتے اور حضرت شیخ صدرالدین عارف کے فرزند دلبند ہیں آپ کی والدہ ماجدہ بی بی راستی رابعہ عصر اور حافظہ کلام اللہ تھیں وہ حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی کی مریدہ تھیں روزانہ ایک قرآن ختم کرنا آپ کا معمول تھا۔

پیشین گوئی:

ایک روز آپ کی والدہ ماجدہ آپ کے دادہ بزرگوار شیخ بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمۃ کو سلام کرنے کی غرض سے آئیں اس وقت آپ سات ماہ کے اپنی والدہ ماجدہ کے پیٹ میں تھے۔ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمۃ آپ کی والدہ صاحبہ کی تعظیم کو کھڑے ہوگئے آپ کی والدہ صاحبہ کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمۃ نے فرمایا بیٹی یہ تعظیم تیرے اس بچے کی ہے۔ جو تیرے پیٹ میں ہے۔ وہ چراغ خاندان و شمع دوراں ہوگا آپ نے ۹ رمضان المبارک ۶۴۹ھ بروز جمعتہ المبارک اس عالم کو زینت بخشی۔ آپ کے دادا جان نے آپ کا نام رکن الدین رکھا ابوالفتح آپ کی کنیت ہے اور لقب فضل اللہ ہے۔

تعلیم و تربیت:

آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے دادا کی زیرنگرانی میں ہوئی۔

بچپن کا ایک واقعہ:

ابھی آپ کی عمر ۴ سال کی تھی ایک دن آپ کے دادا شیخ بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمۃ تکیہ لگائے پلنگ پر بیٹھے تھے۔ ان کی دستار مبارک پلنگ کے پائے پر رکھی ہوئی تھی۔ آپ کھیلتے ہوئے پلنگ کے پائے کی طرف پہنچے اور دستار اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی۔ آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو منع فرمایا اور آپ سے دستار اتارنے کو کہا آپ کے دادا حضرت بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمۃ نے آپ کے والد بزرگوار سے فرمایا بابا صدرالدین تم اس کو منع نہ کرو کیوں کہ اس نے دستار بطور حق کے اپنے سر پر رکھی ہے۔ میں نے یہ دستار اس کو دی۔

Marfat.com
Marfat.com

چنانچہ اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد آپ سجادہ نشین ہوئے تو آپ نے وہی دستار سر پر رکھی اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ کا خرقہ مبارک جو آپ کو اپنے والد بزرگوار سے ملا تھا زیب تن فرمایا۔

بیعت وخلافت:

آپ اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ اعظم ہیں۔ اپنے والد ماجد کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے اور تعلیم وتلقین اور رشد وہدایت میں مشغول رہے۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ سے مستفیض ہوئے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ سے رشتہ اتحاد:

حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح علیہ الرحمۃ کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء زری زربخت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد محبت تھی۔ آپ اُن کی حیات ظاہری میں دربار سلطان علاؤ الدین کے عہد میں جب دہلی تشریف لائے تو حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی نے اپنی خانقاہ سے حوض خاص محلائی پر جا کر آپ کا استقبال کیا۔ پھر آپ کی حضرت خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ سے اُس وقت کی جامع مسجد میں ملاقات ہوئی۔

ایک روز آپ کی ملاقات خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ سے ہوئی اس وقت آپ کے بھائی شیخ عماد الدین اسماعیل علیہ الرحمۃ بھی آپ کے ہمراہ تھے انہوں نے اس اجتماع کو غنیمت سمجھتے ہوئے یہ سوال کیا: کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت میں کیا حکمت تھی؟

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ''غالباً اس میں حکمت یہ تھی کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض کمالات ودرجات کا ظہور عالم فعل میں اصحاب صفہ رضی اللہ عنہ کی صحبت پر موقوف رکھ لیا تھا۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ فقیر کو ایسا معلوم ہوتا ہے اس میں حکمت یہ تھی کہ مدینے کے بعض فقراء جن کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت صحبت حاصل کرنا محال تھا اس نعمت سے مشرف ہوں۔'' اس کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے بعد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے خادم خاص اقبال نے ریشمی کپڑوں کے چند تھان اور سو اشرفیاں ایک باریک کپڑے میں رکھ کر آپ کے قدموں میں رکھیں مگر آپ نے وہ تحفہ قبول نہ فرمایا حضرت محبوب الٰہی نے وہ تھان اور اشرفیاں آپ کے بھائی حضرت شیخ عماد الدین اسماعیل کے سپرد کر دیں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ

Marfat.com
Marfat.com

جب بیمار ہوئے تو آپ ان کی عیادت کے لئے ملتان سے دہلی روانہ ہوئے آپ حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کو کس قدر و منزلت سے دیکھتے تھے۔ اس کا اندازہ آپ کے الفاظ سے ہوتا ہے جو اپنے خواجہ صاحب کے پاس دہلی پہنچ کر کہے۔

عشرہ ذالحج ہے ہر شخص سعادت حج حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر میں نے شیخ المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کی زیارت کرنے کی کوشش کی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے جنازہ کی نماز آپ نے پڑھائی اس کے بعد آپ ملتان تشریف لے گئے۔

سلاطین سے تعلق:

سلطان علاؤالدین آپ کا بہت معتقد تھا۔ آپ جس دن دہلی میں رونق افروز ہوتے تو سلطان دو لاکھ تنکہ بطور شکرانہ آپ کی خدمت میں بھیجتا اور جس روز آپ دہلی سے روانہ ہوتے تو سلطان پانچ لاکھ تنکہ آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کرتا تھا۔ اس کی درخواست منظور کر کے جب آپ اُس سے ملنے جاتے تو سلطان دربار کے تیسرے دروازے پر آپ کا استقبال کرتا تھا۔ سلطان قطب الدین بھی آپ کا بہت معتقد تھا اور آپ کی بہت تعظیم کرتا تھا۔ آپ اُس کے عہد میں پہلی مرتبہ دہلی تشریف لائے تو حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ آپ کے استقبال کے لئے حوض خاص محلائی تک تشریف لے گئے جب آپ کی ملاقات سلطان قطب الدین سے ہوئی تو اس نے آپ سے دریافت کیا کہ شہر کے لوگوں میں سے کس نے سب سے پہلے آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے فرمایا سب سے پہلے اُس شخص نے استقبال کیا جو اہل شہر میں سب سے بہترین شخص ہے آپ کا اشارہ حضرت خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کی طرف تھا۔

سیرت:

آپ سات سال کی عمر سے نماز روزہ کے پابند تھے نماز باجماعت پڑھتے تھے۔ نماز تہجد اشراق و چاشت اور نوافل کے پابند تھے رمضان کے علاوہ عاشورہ محرم کے بھی روزے رکھتے تھے۔ ذکر خفی و جلی و مراقبہ و محاسبہ آپ کے معمولات میں سے تھے۔ ہمہ وقت ریاضت و عبادت۔ اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے کشف قلوب طے ارض و طے لسان میں دس سال کی عمر سے ممتاز تھے کمالات صوری و معنوی آپ کو پچیس سال کی عمر سے حاصل تھے غرض عبادت و ریاضت زہد و تقویٰ تفرید و عفو وفا دوستی نصیحت و شفقت الفت و مروت بردباری کسر نفسی اور اخلاق میں بے نظیر تھے۔ خوراک بہت کم تھی لیکن کھانا اچھا کھاتے تھے جو حاجت مند آپ کے پاس آتا تھا۔ خالی ہاتھ کبھی نہیں جاتا ہر ایک

Marfat.com
Marfat.com

کی حاجت پوری کرتے تھے اسی واسطے آپ قبلہ حاجات مشہور ہوئے جو نذرانہ آتا فوراً خرچ کر دیتے تھے۔ سلطان علاؤ الدین آپ کو لاکھوں تنکہ پیش کرتا تھا مگر آپ وہ تمام رقم خرچ کر دیتے اپنے لئے بھی کچھ نہ بچایا کرتے تھے کسر نفی کا یہ عالم تھا کہ جب پالکی میں نکلتے تھے تو آپ کے دونوں ہاتھ باہر نکلے ہوتے اور اس لئے ایسا کرتے تھے جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں کہ شاید کسی بخشے ہوئے کا ہاتھ میرے ہاتھ کے ساتھ لگ جائے تو میں بھی بخشا جاؤں آپ علماء وفضلاء اور درویشوں کا بہت خیال کرتے تھے ان کی بہت عزت کرتے اور اُن کی خاطر ومدارت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے تھے آپ کس حد تک لوگوں کی امداد کرنے پر آمادہ رہتے تھے وہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک امیر آدمی آپ کی خدمت میں آیا اور مُرید ہو کر گناہوں سے توبہ کی آپ نے اس کو کلاہ عطا فرمائی ایک درویش نے اس پر اعتراض کیا۔ آپ نے فرمایا اے عزیز اگر وہ بوجہ ایک کلاہ کے گناہ سے باز آجائے اور اس کی جہت سے بخشا جائے تو میں کس لئے اس کو کلاہ نہ دوں۔

تعلیمات:

آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہیں آپ فرماتے ہیں کہ آدمی دو چیزوں سے عبارت ہے۔ صورت اور صفت اور حکم صرف صفت پر ہے نہ کہ صورت پر لیکن حکم صفت کی تحقیق حرف دارِ آخرت میں ظہور پذیر ہوتی ہے۔ کیوں کہ وہاں کی اشیاء کے حقائق ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ شکل وصورت نیست و نابود ہو جاتی ہے وہاں ہر شخص کو اس صورت میں جمع کرتے ہیں جو اس صفت کے موافق ہے۔

نمبر ۲:

آپ فرماتے ہیں کہ اعمال پر مطابقت یہ ہے کہ اعضاء جوارح کو شرعی ممنوعات ومکروہات سے قولاً فعلاً باز رکھے لایعنی مجلس سے بھی پرہیز کرے وہ چیز جو طالب کو حق تعالیٰ سے برگزشتہ کر کے دنیا کی طرف مائل کرتی ہے۔ اس کے اوقات کو بے ہودہ ضائع کرتی ہے باطلوں کی صحبت سے بھی احتراز ضروری ہے۔

اقوال:

نمبر ۱ قیامت کے دن ہر شخص کو اُس صورت میں اٹھائیں گے جو اس کی صفت کے مطابق ہوگی۔ بلعم باعور کو اتنی عبادت کے باوجود کتے کی صورت میں اٹھائیں گے ظلم اور تعدی کرنے والا شخص اپنے کو بھیڑیئے کی شکل میں دیکھے گا اور صاحب کبر چیتے کی صورت میں ظاہر ہوگا اور بخیل وحریص خنزیر کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

Marfat.com
Marfat.com

نمبر۲: جب تک کوئی شخص اوصاف ضمیمہ سے پاک نہیں ہوتا اس کا شمار جانوروں ا
درندوں میں ہوتا ہے۔

نمبر۳: تزکیہ نفس اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک بندہ حضرت عزت کی بار
میں التجا و استعانت نہ کرے۔

نمبر۴: جب تک اللہ کا فضل ورحمت وسعت گیری نہ کرے تزکیہ نفس حاصل نہیں ہوتا۔

کشف وکرامات:

آپ کے ایک معتقد کو آپ کے یہاں سے چار قرص روزانہ ملا کرتے تھے وہ حج کو گیا وہا
غلہ کی گرانی کی وجہ سے پریشان ہو کر کہنے لگا کہ وہاں چار قرص ملتے تھے۔ اور یہاں ایک بھی نہیں
ایک درویش نے جب یہ سنا تو اس شخص سے کہا کہ آپ ہر جمعہ کی رات کو یہاں آتے ہیں اور جہاں
آپ مشغول ہوتے تھے وہ مقام بھی دکھا دیا اس شخص نے اس رات آپ کو تلاش کیا۔ آپ کو پہچان
کر سلام عرض کیا۔ آپ نے اس کا حال دریافت فرمایا اس نے اپنا حال بیان کیا آپ نے حال
سُن کر فرمایا کہ فکر کی کوئی بات نہیں چار قرص اور دو پیالے برابر ملتے رہیں گے۔

کرامت:

ایک مرتبہ مغل ملتان کے قریب آ پہنچے لوگ آپ سے دعا کے طالب ہوئے۔ آپ نے کچھ دیر
مراقبہ کیا اور پھر فرمایا کہ مغل چلے گئے دریا کے کنارے پہنچ کر وہ منتشر ہوگئے وجہ دریافت کرنے پر
فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے فرشتوں کا لشکر بھیج کر ان کو منتشر کر دیا۔

آپ کا ایک مرید خانقاہ کے حجرے میں عبادت میں مشغول تھا اُس نے خواب میں دیکھا
کہ کوئی شخص اس سے حج کو جانے کے لئے کہتا ہے۔ وہ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ
نے اُس شخص کو دیکھتے ہی فرمایا وہ خواب شیطان کی وجہ سے تھا شیطان مشغولی سے محروم کرنا چاہتا
تھا۔ حج اس پر فرض نہیں کیوں کہ وہ فقیر ہے۔

وصال باکمال:

آپ نے وصال سے ۳ ماہ قبل گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ ۱۶ رجب المرجب ۷۳۵ھ کو اس
جہان فانی سے پردہ فرما کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ مزار پُر انوار ملتان شہر قلعہ قاسم باغ میں
مرجع خاص وعام ہے۔ فقیر راقم الحروف کو بارہا حاضری کا شرف نصیب ہوا ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت سلطان نورالدین مبارک غزنوی سہروردیؒ

تعارف:

منوراحوال، عارف معنوی وصوری، واصل بمشاہدہ رحمان، حضرت سلطان نورالدین مبارک غزنوی رحمتہ اللہ علیہ آپ دہلی کے شیخ الاسلام تھے تارک دنیاعام وخاص کے نزدیک نیک اوصاف سے متصف مقبول اولیاء محبوب الاصفیاء تھے آپ زہدوتقویٰ مجاہدہ کمالات ریاضت میں بے مثل وبے نظیر تھے۔ آپ صاحب کرامت صاحب جلال وباکمال وصاحب کشف تھے۔

پیدائش:

حضرت شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ سیّدنورالدین مبارک نے ایک بڑے بزرگ شیخ محمد اجل شیرازی علیہ الرحمۃ سے فیض نعمت حاصل کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ شیخ شیرازی علیہ الرحمۃ کے مریدوں میں ایک سوداگر تھا ایک روز اُس نے شیخ سے آ کرعرض کیا کہ میرے گھر میں ایک لڑکا تولد ہوا ہے۔ جو آپ کا غلام زادہ ہے۔ اسے فیض نعمت پہنچایئے۔ شیخ نے فرمایا اچھی بات ہے کل صبح جب میں نماز سے فارغ ہو جاؤں گا تو اپنے بچے کو میری داہنی جانب سے لا کر سامنے پیش کرنا۔ اتفاق سے اُسی دن سیّدنورالدین مبارک کی پیدائش ہوئی۔ آپ کے والد بھی اسی مجلس میں موجود تھے اور یہ بات انہوں نے بھی سُن لی انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ میں بھی اپنے نومولود بچے کو شیخ اجل شیرازی کی خدمت میں لاؤں گا۔ دوسرے روز جب فجر کا وقت ہوا تو اس تاجر کو دیر ہوگئی سیّدنورالدین مبارک غزنوی کے والد نے علی الصبح اٹھے موذن نے تکبیر کہی اور شیخ اجل نے نماز پوری کی۔

چنانچہ سیّدنورالدین مبارک کے والد نے شیخ اجل کی داہنی جانب سے آ کر بچے کو شیخ کے سامنے کردیا۔ حضرت شیخ نے ان پر نظر کرم فرمائی۔ یہ تمام نعمتیں اسی فیض نظر کا اثر ہیں اس کے بعد وہ تاجر آیا تو شیخ نے فرمایا کہ یہ نعمت تو سیّدنورالدین مبارک کی قسمت میں تھی۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کو میر دہلی بھی کہا جاتا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

کرامت:

فوائد الفوائد میں لکھا ہے کہ ایک روز شیخ نظام الدین ابوالموید علیہ الرحمۃ کی بزرگ کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ ایک دفعہ بارش نہ ہوئی آپ کو لوگوں نے پکڑ لیا کہ دعائے باراں کیجئے۔ آپ منبر پر تشریف لائے اور بارش کے لئے دعا کی پھر آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ اگر تو نے بارش نہ برسائی تو میں اس سے پہلے کسی بھی آبادی میں نہ جاؤں گا یہ کہہ کر منبر سے اُتر آئے۔ حق تعالیٰ نے بارش کا نزول فرما دیا۔ اس کے بعد سیّد قطب الدین علیہ الرحمۃ کی آپ سے ملاقات ہوئی۔ سیّد صاحب نے کہا کہ آپ کے بارے میں ہماری عقیدت بہت پختہ ہے اور معلوم ہے کہ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کو نیاز کامل حاصل ہے۔ لیکن آپ نے یہ فرمایا کہ اگر تو نے بارش نہ برسائی۔ تو میں اس سے پہلے کسی بھی آبادی میں نہ جاؤں گا۔ حضرت شیخ نظام الدین نے جواب دیا چونکہ مجھے یقین کامل تھا کہ بارش برسے گی اس لئے میں نے کہہ دیا تھا۔ سیّد قطب الدین نے دریافت کیا کہ آپ کو یہ یقین کیسے حاصل ہو گیا تھا۔ فرمایا کہ ایک دفعہ دست نشینی کے سلسلہ میں میرا اور سیّد نور الدین مبارک کا نزع سلطان شمس الدین برازی کی خدمت میں پیش ہوا۔ میں نے کوئی ایسی بات کہہ دی جس سے سیّد نور الدین مبارک غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کبیدہ خاطر ہو گئے اسی وقت مجھ سے دعائے بارش کے لئے فرمایا میں نے کہا کہ آپ تو مجھ سے رنجیدہ خاطر ہیں اگر آپ مجھ سے راضی ہو جائیں تو دعا کروں گا ورنہ نہیں کروں گا ان کے خلوت خانے سے آواز آئی کہ میں تم سے راضی ہوں جا کر دعا کرو۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال ۶۳۲ھ میں ہوا مزار شریف خوضِ شمسی کے مشرق جانب دہلی میں واقع ہے۔
فقیر راقم الحروف نے بھی دہلی میں آپ کے مزار پر حاضری دی ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

مقرب احدیت، مقدس صمدیت، برگزیدہ، حق سبحانہ وتعالیٰ قطب زمانہ حضرت خواجہ قاضی حمید الدین ناگوری سہروردی آپ کو محمد بن عطا بھی کہتے ہیں۔ آپ کا ہندوستان کے مقتدر مشائخ کرام میں شمار ہوتا ہے۔ علوم ظاہری و باطنی میں مکمل دسترس رکھتے تھے۔ آپ اگرچہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے ساتھی تھے۔ مگر نسبت کے لحاظ سے آپ خاندان سہروردیہ سے تعلق رکھتے تھے اور شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ نے اپنے بعض مکتوبات میں اس بارے میں لکھا ہے کہ ہندوستان میں میرے خلفاء میں سے قاضی حمید الدین ناگوری بھی میرے خلیفہ ہیں۔ آپ ریاضت و مجاہدہ میں بے مثال تھے۔ آپ صاحب جمال و کمال و صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کو سماع سے بہت دلچسپی تھی آپ علوم شریعت و طریقت کے حقائق پر مکمل دسترس رکھتے تھے آپ کی طبیعت میں ظرافت اور خوش طبعی کا ذوق بھی تھا جس کی وجہ سے گاہے گاہے اپنے مصاحبین سے خوش طبعی کیا کرتے تھے۔

خوش طبعی:

ایک دفعہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ شیخ برھان الدین علیہ الرحمۃ اور اپنے زمانہ کے مشہور زمانہ قاضی کبیر علیہ الرحمۃ کے ہمراہ گھوڑوں پر سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے۔ آپ کا گھوڑا دوسرے ساتھیوں کی نسبت کوتک اور کوتاہ قد تھا۔

چنانچہ قاضی کبیر نے قاضی حمید الدین ناگوری سے کہا کہ آپ کا گھوڑا بہت چھوٹا ہے۔ آپ نے بطور ظرافت و خوش طبعی کے فرمایا کہ کبیر سے بڑا ہے یعنی اشارہ تھا قاضی کبیر کی طرف کہ اگرچہ دوسرے گھوڑوں سے چھوٹا ہے۔ لیکن آپ سے تو بڑا ہے۔

خط:

ایک دفعہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے سماع سننے کی خواہش ظاہر کی تا کہ کوئی غزل یا نعت وغیرہ سنیں لیکن اتفاق سے اس وقت کوئی نعت خواں یا غزل گو نہ ملا تو حضرت بابا صاحب نے شیخ بدر الدین اسحاقؒ سے فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے جو میری طرف خط لکھا

Marfat.com
Marfat.com

وہ اٹھالاؤ۔

چنانچہ بدرالدین اسحاق اس جگہ سے اُٹھے ایک حجرے میں گئے اور وہ بیگ اٹھا کر بابا صاحب کے پاس لے آئے جس میں بہت سے خطوط تھے۔اور حضرت کے سامنے رکھ کر اس میں ہاتھ ڈالا۔تو سب سے اولاً ان کے ہاتھ میں قاضی حمیدالدین ؒ کا خط آیا۔

چنانچہ حضرت بدرالدین علیہ الرحمۃ نے وہ خط بابا صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت عالیہ میں پیش کر دیا۔حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ نے شیخ بدرالدین سے فرمایا کہ اسے کھڑے ہو کر پڑھو چنانچہ شیخ بدرالدین اسحاق علیہ الرحمۃ نے کھڑے ہو کر وہ خط پڑھنا شروع کر دیا اس میں یہ لکھا تھا کہ ''فقیر وحقیر کمزور وناتواں محمد عطا جو درویشوں کا خادم وغلام ہے۔اور ان کی قدموں کی خاک کو اپنے سر اور آنکھوں پر بطور تبرک ملتا ہے۔'' حضرت شیخ بدرالدین نے ابھی خط کا اتنا ہی مضمون پڑھا تھا کہ شیخ فریدالدین علیہ الرحمۃ پر حال وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ پھر خط کی یہ رباعی بھی پڑھی گئی۔

آں عقل کجا کہ در کمال تو رَسد
آں روح کجا کہ درجلال تو رسد
گیرم کہ تو پردہ برگرفتی اجمال
آں دیدۂ کجا کہ درجمال تو رسد

ترجمہ: میں وہ عقل کہاں سے لاؤں جو تیرے کمال کی گہرائیوں تک پہنچ سکے اور وہ روح کہاں سے لاؤں جو تیرے جلال کی کہنہ اور حقیقت کو پا سکے۔میں خوب سمجھتا ہوں۔کہ تو نے اپنے جمال سے پردہ اٹھالیا ہے۔لیکن وہ آنکھیں کہاں سے لاؤں جو تیرے جمال کو دیکھ سکیں۔

تعلیمات:

اسم ھو۔آپ فرماتے ہیں کہ اسم ھو۔وہ اشارہ ہے کہ جس کے انوار کی تعلیمات سے خدا تعالیٰ کے خاص اسرار ظاہر ہوتے ہیں اور جب یہ اسم اشارہ تھا تو مشارالیہ کو بیان کی وضاحت کے لئے اسم اللہ کو اس کے ساتھ لگا دیا۔پھر یہ ھواللہ ہوگیا۔

ارواح خاص پر اللہ تعالیٰ کے پرتو کا عکس پڑتا ہے۔اور جب انسانی عقل کی نورانیت پر خداوندی انوار غالب آتے ہیں تو بیان کی وضاحت کے لئے ھُو کے بعد اسم اَحَدُ کو بڑھا دیا جاتا ہے۔تاکہ اہل تشخیص کے دلوں پر واحدانیت کی تجلیاں رونما ہوتی رہیں۔اور جب لوگوں کی

Marfat.com
Marfat.com

انانیت (میں) اور تقلی کو انوار وحدانیت نے جلا کر راکھ کر دیا۔ تو اس کی وضاحت کے لئے اسم صمد سے لوگوں کی انانیت اور اُن کے تمام رسوم کا قلع قمع ہوتا ہے۔ تو اس کی وضاحت کے لئے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ط کہ اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی بیٹا ہے نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ کوئی اس کا ہمسر اور ہم پلہ ہے۔ کی حفاظت کا اِس نے خود اضافہ کر دیا۔ اور جب کہ صفات مرکوزہ کی تجلیات اور انوار نے تمام مخلوق کو دائرہ عبودیت اور ان صفات نے تمام مخلوق کو لیتب خاطر دربار الٰہی میں پہنچا دیا تو سب کی منتہائے نظر ابتداء پر پڑی تو انہوں نے ھا کا دائرہ دیکھا۔ جو تمام کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔ اگر چہ عبارت کے اعتبار سے اللہ کے دوسرے اسماء بھی اسی طرح ہی کے نہیں۔ لیکن بظاہر اِسی ''ھا'' کے اسم کو دیکھ کر مخلوق نے کہا۔ کہ یہ اسمِ اعظم ہے۔ جو تمام اسماء کی اصل ہے۔ جس طرح کہ سورۃ الفاتحہ کو ام الکتاب کہتے ہیں اس طرح اِس اسم کو ام الاسماء کہتے ہیں۔

ذوق سماع:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے وقت میں سماع کا زیادہ روز و شور تھا تو حضرت قاضی صاحب کے مخالفین نے بہت بہت فتوے اور اُن کے جوابات لئے اور سب نے سماع کو حرام کہا۔ ایک فقیہہ جو حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی آتے جاتے رہتے تھے۔ اُنہوں نے اس فتوے پر کچھ لکھا یہ خبر حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی۔

چنانچہ جب وہ فقیہہ حضرت قاضی صاحب کے پاس پہنچے تو قاضی صاحب نے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تم نے بھی اس فتوے کا جواب لکھا ہے۔ فقیہہ نے شرمندگی کے ساتھ کہا کہ جی ہاں لکھا ہے۔ اس پر حضرت نے اس دن اپنا کوئی راز ظاہر کیا۔ الغرض جب اس فقیہہ نے کہا کہ ہاں میں نے لکھا ہے۔ کہ سماع حرام ہے۔ اس راز کو دکھانے کے بعد آپ نے ان مفتی سے فرمایا وہ ابھی میرے نزدیک ماں کے پیٹ میں ہیں لیکن تم پیدا ہو چکے ہو۔ لیکن ابھی بچے ہو۔ وہ مفتی جھوٹے ہیں۔

حکایت:

حضرت قاضی حمید الدین ناگوری فرماتے ہیں کہ میں خواجہ حمید الدین ناگوری کی زیارت کے لئے جب اُن کی خانقاہ میں پہنچا تو حضرت کا وصال ہو چکا تھا۔

Marfat.com
Marfat.com

چنانچہ ایک رات میں نے حضرت حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مجوعات طلب
کی اور وہ کتابیں بھی جو انہوں نے سلوک پر لکھی تھی جو ان کا مطالعہ شروع کیا۔ مطالعہ کے بعد
طالب علموں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا جو اُن کے پاس حاضر تھے کہا کہ جو کچھ تم نے پڑھا ہے۔ سب
ان کاغذوں میں ہے۔ اور جو نہیں پڑھا ہے وہ بھی ان میں موجود ہے۔

وصال باکمال:

۶۲۵ھ میں آپ کا وصال ہوا مزار شریف دہلی مہروی میں ہے۔ حضرت خواجہ قطب الدین
رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے پاؤں کی سمت ہے جو آج بھی مرجع وخاص وعام ہے۔ فقیر راقم
الحروف نے اس مقدس مقام پر حاضری دی ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ حسن افغان سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

بندۂ آزاد، سعید مادرزاد، فارغ از مقطع، حضرت خواجہ حسن افغان رحمتہ اللہ علیہ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ صاحب کمال و جمال زہد و تقویٰ اور ذوق و شوق عبادت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے آپ کا خاندان سہروردیہ کے جلیل القدر اولیاء کبار میں شمار ہوتا ہے۔ آپ کا شجرہ نسب مندرجہ ذیل ہے۔ سیّد حسن المعروف قمرندی بن ابو محمدؒ بن سیّد علی بن سیّد جعفر بن موسیٰ بن ابراہیم اصغرؒ بن موسیٰ کاظمؒ بن جعفرؒ صادق بن محمد باقر بن زین العابدین بن حسین بن علی بن ابو طالب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

سیرت:

آپ تعلیم ظاہر سے بے بہرہ تھے اور تعلیم علم لدنی سے بھرپور تھے۔ آپ کے مرشد آپ پر بہت ناز فرماتے اور کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھیں گے کہ ہماری درگاہ میں کیا لایا ہے۔ تو میں عرض کروں گا کہ حسن افغان کے اشغال و عبادات۔

ان کے علاوہ تمام اولیاء جو آپ کے زمانہ میں ہوئے وہ بھی آپ کی عظمت و بزرگی کے معترف ہیں۔ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کو بھی آپ کی عظمت و رفعت کا اعتراف تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ حضرت حسن افغان رحمتہ اللہ علیہ ایک باعظمت و جلالت بزرگ ہیں۔ آپ کے دروازے پر آنے والا سائل کبھی خالی نہ جاتا عفو درگزر آپ کا مسلک تھا۔

کشف و عرفان:

آپ علمِ ظاہری سے بالکل نابلد تھے لیکن علم باطن میں ایسے کامل تھے گویا تمام علم لوح محفوظ آپ کے سینہ اقدس پر نقش تھا اکثر لوگ آزمائش کے طور پر چند سطور جن کے الفاظ قرآن وحدیث اور اقوال و مشائخ سے ماخذ ہوتے کاغذ پر لکھ کر دکھاتے لیکن آپ کی نگاہ فراست فوراً قرآنی وغیرہ قرآنی الفاظ میں تصدیق کر دیتی لیکن جب لوگ پوچھتے کہ آپ اُمی ہونے کے باوجود ایسا کیونکر کر لیتے ہیں تو فرماتے اس کے سوا شناخت کی کوئی اور وجہ نہیں ہے کہ قرآن کی عبادت دیکھ کر مجھے ایک نور نظر آتا ہے۔ جو لامکان کو محیط کئے ہوئے ہوتی ہے اور حدیث شریف کے الفاظ کے انوار د

Marfat.com
Marfat.com

تجلیات آسمان ہفتم تک نظر آتے ہیں اور بزرگان دین کے اقوال تا فلک قمر دیکھتا ہوں۔

کشف کرامت:

ایک دفعہ آپ نے ملتان سے عزم سفر دہلی کیا راستہ میں کچھ حضرات ایک مسجد کی تعمیر کر رہے تھے۔ علماء وفقہاء کی ایک جماعت کثیر نے قبلہ کی سمت کے تعین پر اعتراض کیا۔ چلتے چلتے نماز کا وقت ہوا تو آپ اس مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے اور وہاں پر علماء کو اعتراض کرتے ہوئے دیکھ کر آپ نے ایک طرف کھڑے ہو کر فرمایا قبلہ اس طرف ہے۔ علماء دوبارہ معترض ہوئے تو آپ نے اپنی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اگر میری بات پر اعتبار نہیں تو دیکھو قبلہ کس طرف ہے جونہی لوگوں نے اس طرف دیکھا تو زیارت بیت اللہ شریف سے مشرف ہوئے۔ اور فوراً اختلاف سمت قبلہ دور ہو گیا۔

کرامت:

ایک دن آپ کسی گلی سے گزر رہے تھے مغرب کا وقت ، گیا تو قریب ہی ایک مسجد تھی اس میں چلے گئے۔ مکبر نے تکبیر کہی تو امام صاحب جماعت کرانے کے لئے آگے بڑھے۔ خواجہ حسن افغان رحمتہ اللہ علیہ نے بھی امام صاحب کے مقتدی کی حیثیت سے نماز ادا کی نماز کے بعد خواجہ حسن افغان رحمتہ اللہ علیہ نے امام صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا اے خواجہ آپ نے نماز پڑھائی۔ اور آپ عین نماز میں دہلی سے بنگال تشریف لے گئے اور وہاں سے غلام دے کر واپس آ گئے انہی غلاموں کو بیش قیمت پر بیچنے کے لئے عرب روانہ ہو گئے اور آپ کی نگرانی میں خاطر خواہ مجھے مارا مارا پھرنا پڑا۔ فرمایئے یہ کونسی نماز ہے اور اسے کس نماز سے منسوب کیا جائے۔ امام صاحب سُن کر بہت حیران ہوئے اور قدموں پر سَر رکھ کر معافی چاہی۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت شیخ الاسلام شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی سہروردی کے مرید وخلیفہ تھے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۶۸۹ھ میں ہوا مزار شریف حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا سہروردی علیہ الرحمۃ کے قریب قلعہ قاسم باغ ملتان شہر میں واقع ہے جو آج بھی مرجع ہر خاص وعام ہے۔ راقم الحروف نے متعدد بار دربار عالیہ پر حاضری کا شرف حاصل کیا ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت پیر عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

ارف:

پاکباز ولایت، شاہباز ہدایت، مقتدائے زمانہ حضرت پیر عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ احب کشف وکرامت صاحب جلال علم لدنی اور علم ظاہری سے مالا مال خلوت میں یگانہ تارک یا تھے۔آپ کا خاندان سہروردیہ کے مشائخ کبار میں شمار ہوتا ہے۔آپ عین شباب کے عالم ں سندھ سے ملتان تشریف لائے۔آپ زہد وتقویٰ میں بے مثال و بے نظیر تھے اور عبادت و اضت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔

بت وخلافت:

آپ شیخ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی سہروردی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے۔ ضرت شیخ بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمۃ کی ایک نگاہ اثر نے تمام مدارج ومراتب روحانی طے کرا یئے۔

لرامت:

عمر کے آخری ایام میں آپ کے پاس ایک نواب کی بیگم دعا کے لئے حاضر ہوئی اور کہا کہ ضور نواب صاحب ہر وقت مجھ سے ناراض رہتے ہیں۔دعا کیجئے کہ ہم دونوں میں محبت والفت ائم ہوجائے۔

چنانچہ آپ نے اپنا خندف ریزہ اٹھایا اور اس پر مندرجہ ذیل الفاظ تحریر فرمائے۔اگر نواب پنی بیگم سے محبت کرے تو عمر کو کیا اور اگر نہ کرے تو عمر کو کیا۔بعد ازاں نواب کی بیوی کو ہدایت رمائی کہ وہ خندف ریزے کو اپنے پاس رکھے۔اس خندف ریزہ کی مدد سے نواب نے اپنی بیگم سے محبت کرنی شروع کردی۔بیگم نے شکر وسپاس گزاری کیلئے اشرفیوں سے بھری ہوئی ایک ہمیانی حضرت میر عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کی آپ نے دانستہ طور پر ایک اشرفی اٹھا کر منہ میں ڈالی۔بیگم بول اُٹھی۔سرکار یہ کھانے کی چیز نہیں ہے۔فرمایا: اگر کھانے کی چیز نہیں ہے تو پھر لائی کیوں ہو۔آپ نے یہ اشرفیاں بیگم کو واپس کردیں اور قبر کے واسطے ایک قطعہ اراضی

Marfat.com
Marfat.com

طلب کیا۔ اس خاتون نے آپ کو حضرت شیخ عارف کے محلوں کی مشرقی جانب ایک کشادہ قط
اراضی نذر کیا۔

چنانچہ وصال کے بعد آپ وہیں مدفون ہوئے۔ اب وہ کافی بڑا قبرستان بن گیا ہے۔ جوا
دنوں گورستان کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کا مزار شریف ملتان میں قاسم باغ کے قریب مرجع
خاص و عام ہے۔ فقیر راقم الحروف نے بارہا آپ کے مزار پُر انوار کی زیارت کی ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت سیّد جلال الدین بخاری سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

فرزند صوری و معنوی ءِ حضرت محمد مصطفیٰ، وارث ولایت خاص علی المرتضیٰ، موصوف بہ صفات حضرت باری، قطب الاقطاب حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سیّد جلال الدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ سیاح بادیہ تجرید وتفوید ہیں۔ آپ سادات حسینی سے بخارا کے ایک معزز خاندان سے تھے آپ کے دادا حضرت شیخ جلال الدین سرخ بخاری علیہ الرحمۃ جن کا سلسلہ نسب حضرت میر سیّد جعفر مرتضیٰ بن امام تقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوتا ہوا مولائے کائنات منبع ولایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔ اپنے وطن بخارا سے ہجرت کر کے ملتان آئے حضرت بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمۃ کے مرید ہوئے اور اُنہی سے خرقہ خلافت پایا اور اپنے پیرومرشد کے حکم سے ہی اوچ شریف میں ہی مکمل سکونت اختیار کی آپ کے تین صاحبزادے تھے ان میں سب سے بڑے کا نام سیّد احمد کبیر دوسرے کا نام بہاؤالدینؒ اور سب سے چھوٹے کا نام صدرالدین المعروف بہ محمد غوثؒ ہے۔ حضرت سیّد جلال الدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے والد کا نام سیّد احمد کبیر ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت اوچ میں ۱۵ شعبان ۷۰۷ھ کو واقع ہوئی۔ آپ کا پورا نام سیّد جلال الدین حسین ہے۔ کنیت ابوعبداللہ ہے اور لقب مخدوم جہانیاں جہاں گشت ہے۔

آپ مخدوم جہانیاں کے نام سے مشہور ہیں ایک دفعہ آپ عید کی رات حضرت بہاؤالدین زکریا رحمتہ اللہ کے مزار پر یاد الٰہی میں مشغول رہے پھر صدرالدین عارف اور حضرت رکن الدین ابوالفتح علیہم الرحمۃ کے مزارات پر حاضر ہوئے ہر جگہ عیدی مانگی ہر جگہ سے آپ کو مخدوم جہانیاں کا خطاب عطا ہوا۔ اسی روز سے آپ مخدوم جہانیاں کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ میں انکساری اس درجہ تھی کہ ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ عمامہ خاص مردوں کے لئے ہوتا ہے اور میں مرد ہوں۔

بچپن کا ایک واقعہ:

آپ کے والد صاحب آپ کو حضرت شیخ صدرالدینؒ عارف علیہ الرحمۃ کے خلیفہ شیخ شیخ

Marfat.com
Marfat.com

جمال الدین علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں لے گئے اور آپ کو دست بوس کرایا اس وقت آپ کی عمر سات سال تھی۔ حضرت شیخ جمال الدین خندان علیہ الرحمۃ کے سامنے چھوہاروں ایک خوان آیا اس میں سے آپ کو بھی کچھ چھوہارے دیئے گئے۔ آپ نے وہ چھوہارے مع گٹھلیوں کے کھالئے۔ حضرت شیخ جمال الدین خندان علیہ الرحمۃ نے جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ اس میں بھی برکت ہے اور پھینکنا بے ادبی ہے۔ یہ سُن کر حضرت جلال الدین علیہ الرحمۃ بے حد خوش ہوئے اور آپ کو دعائیں دیں۔

تعلیم و تربیت:

آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اوچ میں ہوئی۔ علامہ قاضی بہاؤالدین آپ کے اُستاد تھے قاضی صاحب کے انتقال کے بعد ہدایہ و بزدوی ختم کر کے اور مزید تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے آپ اوچ سے ملتان آئے اور شیخ موسیٰ اور بدرالدین جیسے شفیق استاد ملے۔ آپ نے ہدایہ و بزدی جلد ہی ختم کی بعدازاں مدینے شریف جا کر مزید تعلیم حاصل کی ملتان میں آپ شیخ رکن الدین ابوالفتح علیہ الرحمۃ کی اجازت سے مدرسہ میں رہنے لگے۔ اسی عرصہ میں آپ کے والد صاحب اور شیخ جمال الدین خنداں علیہ الرحمۃ میں کچھ کشیدگی پیدا ہوگئی جب حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح علیہ الرحمۃ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کو اپنی خاص کشتی پر سوار کرا کے اوچ بھجوا دیا اور آپ کے والد کو آپ کے ذریعے یہ ہدایت فرمائی کہ وہ حضرت جمال الدین خنداں علیہ الرحمۃ کا ادب ملحوظ رکھیں جب آپ نے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح علیہ الرحمۃ کا پیغام اپنے والد ماجد کو پہنچایا تو آپ کے والد ماجد اسی وقت حضرت شیخ جمال الدین خندان علیہ الرحمۃ کے پاس گئے اور اُن سے بغل گیر ہوئے۔

سیر و سیاحت:

آپ نے بہت سیر و سیاحت فرمائی۔ تین سو سے زیادہ بزرگوں سے ملے اور ان سے فیض و برکت حاصل کیے۔ کئی سال تک مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں رہے۔ عرب و عراق و شام و مصر، بلخ، خراسان وغیرہ کی سیر و سیاحت فرمائی۔ آپ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ آپ جب کسی سے معانقہ فرماتے تھے تو جو نعمت اس کے پاس ہوتی۔ اُسی وقت جذب کر لیتے تھے۔ یعنی آپ اس قدر توجہ اور خدمت سے کام لیتے تھے کہ وہ شخص بے اختیار ہو کر آپ کو اپنی ہر نعمت دے دیتا۔

Marfat.com
Marfat.com

بیعت وخلافت:

آپ اپنے والد ماجد سے سلسلہ سہروردیہ میں بیعت ہوئے پھر آپ نے اپنے چچا حضرت سیّد صدرالدین المعروف بہ محمد بن غوثؒ سے خرقہ پہنا حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح علیہ الرحمۃ سے بھی آپ نے خرقہ خلافت پہنا آپ کو چودہ خانوادوں میں بیعت وخلافت کی اجازت حاصل تھی۔ آپ خود فرماتے تھے کہ میں نے خرقہ سیادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پہنا جو خرقہ حضرت خواجہ اویس قرنی کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ملا تھا۔ اور حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا کا خرقہ اپنے والد سیّد احمد کبیر سے پہنا اور بیدار ہونے کے بعد وہ سر پر پایا حضرت بابا فرید حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء حضرت نصیرالدین چراغ دہلی، حضرت قطب الدین منور۔ حضرت شیخ قوام الدین شیخ مکہ امام شیخ عبداللہ یافعی شیخ مدینہ حضرت عبداللہ المطری خطیب عدن، حضرت شیخ اسحاق کازوانی، شیخ امین الدین، شیخ حمیدالدین، شیخ شرف الدین، محمد شاہ شتری، سیّد احمد رفاعی، شیخ نجم الدین صفانی، شیخ نجم الدین کبریٰ، حضرت خضر علیہ السلام، حضرت اموال الدین چشتی، شیخ نورالدین علیہم الرضوان اِن تمام بزرگوں سے عالم خواب میں خرقہ خلافت پایا جو بیدار ہونے کے بعد سر پر پائے۔

ملازمت:

سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد میں آپ کو منصب شیخ الاسلامی مسند خانقاہ محمدی پیش کیا گیا آپ نے عہدہ قبول فرمایا۔ اور کچھ عرصے تک منصب شیخ الاسلامی ومسند خانقاہ محمدی پر سیوستان اور اِس کے مضافات میں فائز رہ کر اپنے فرائض بخوبی انجام دیتے رہے پھر شیخ رکن الدین ابوالفتح علیہ الرحمۃ کے حکم سے ملازمت سے مستعفی دگئے۔

سفر دیار حرمین شریفین:

ملازمت سے مستعفی ہو کر آپ مدینہ منورہ حاضر ہوئے وہاں پہنچ کر آپ نے کہا السلام علیک یا جدی۔ وہاں سے آپ کو جواب ملا وعلیکم السلام یا ولدی۔ مدینہ پاک میں آپ نے عفیف الدین عبداللہ المطری سے کلاوہ ارادت اور خرقہ خلافت حاصل کیا اور ان سے عوارف اور دیگر کتابیں پڑھیں، جب آپ تہجد سے فارغ ہوتے تو شیخ عبداللہ المطری تشریف لاتے اور اُن کے ایک ہاتھ میں کھانا ہوتا اور دوسرے ہاتھ میں چراغ آپ کو صحاح، عوارف اور رسائل و سلوک کا درس دیتے۔

Marfat.com
Marfat.com

ایک دن کا واقعہ ہے کہ امام غیر حاضر تھا آپ نے امامت کی۔آپ بپاس ادب اس جگہ سے جہاں سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کھڑے ہوئے تھے۔ایک صف پیچھے کھڑے ہوئے شیخ عبداللہ المطری آپ کی اِس بات سے بہت خوش ہوئے۔

مدینہ منورہ سے آ کر آپ مکہ معظمہ میں امام عبداللہ یافعی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے تربیت حاصل کر کے کامیاب وکامران ہوئے۔چھ سال مزید مکہ میں رہ کر ۷۴ھ میں اپنے وطن واپس ہوئے اس سفر میں آپ سیّد صدرالدین اور شیخ حمیدالدین بن محمود الحسنیؒ سمرقندی سے بھی ملے اوران سے فیوض وبرکات حاصل کیے واپسی پر آپ حضرت نصیرالدین محمود چراغ دہلویؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور خرقہ پایہ۔

سیرت:

آپ ترک وتجرید، عبادت، ریاضت اور مجاہدہ میں ممتاز تھے۔آخری عمر میں 500 رکعت نماز پڑھنا آپ کا معمول تھا آپ ساتوں قرأت کے قاری تھے۔آخری عمر میں بھی 100 رکعت نماز پڑھنا آپ کا معمول تھا اور ذکرخفی بھی کرتے تھے۔لباس بالکل معمولی تھا سماع بھی سنتے تھے آپ جس بزرگ سے ملتے تھے اس سے فیض پانے کی کوشش کرتے ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح دہلیز سے نیچے اُتر رہے تھے۔آپ نیچے لیٹ گئے۔تاکہ ان کا پاؤں میرے سینہ پر پڑ جائے حضرت نے دیکھا تو رک گئے اور بہت خوش ہوئے انہوں نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور اپنا سینہ آپ کے سینے سے ملا دیا ایک دن آپ حضرت شیخ رکن الدین کے غسل کیے ہوئے پانی سے نہائے حضرت شیخ رکن الدینؒ کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ کو نعمت خاص سے سرفراز فرمایا۔

تحمل اور بردباری:

آپ جب کسی کو مرید کرتے تو فرماتے کہ "میں صرف وکیل ہوں آپ کے تحمل اور بردباری کا یہ حال ہے کہ آپ سلطان فیروز کے وزیر خان جہاں کے پاس جس نے ایک محرر کے بیٹے کو قید کر دیا تھا۔اُنیس بار سفارش کرنے تشریف لے گئے۔خان جہاں آپ سے نہیں ملا بیسویں بار جب آپ تشریف لے گئے تو خانِ جہان نے آپ سے کہلا بھیجا اے سیّدتم کو غیرت نہیں آتی آپ نے وزیر سے کہلا بھیجا کہ اے عزیز میں جتنی بار آتا جاتا ہوں مجھ کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے۔میں چاہتا ہوں کہ مظلوم کو تیرے ہاتھ سے چھڑا دوں تاکہ تو بھی درجہ ثواب کو پہنچے۔

Marfat.com
Marfat.com

چنانچہ خان جہان پر اس کا بہت اثر پڑا وہ ننگے سر گلے میں رسی ڈالے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا معافی کا خواستگار ہوا اور مرید ہوگیا اور محرر کے بیٹے کو خلعت اور گھوڑا دے کر روانہ کر دیا آپ کو نذرانہ پیش کیا آپ نے وہ نذرانہ محرر کے بیٹے کو دے دیا۔

تعلیمات:

آپ کی بعض تعلیمات حسب ذیل ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ خرقہ دو طرح کا ہے۔ خرقہ تصوف۔ اور خرقہ تشلبہ خرقہ تصوف خرقہ صحبت ہے۔ اور خرقہ تثبلہ، خرقہ تبرک کو کہتے ہیں۔ اس میں صحبت کی شرط نہیں ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ صبر تین طرح پر ہے صبر عام، صبر خاص، صبر اخص الخاص۔ صبر عام یہ ہے کہ ناپسند بات پر باوجود دشوار معلوم ہونے کے اپنے نفس کو روکے۔ صبر خاص یہ ے کہ کڑوی چیزوں کو بغیر ترش روی کے لئے صبر اخص الخاص پر ہے۔ کہ بلد سے لذت حاصل کرے۔

مشیخیت:

آپ فرماتے ہیں مشیخیت کے لئے تین شرطیں ہیں۔ اگر یہ تینوں نہ ہوں تو مشیخیت نامکمل ہے۔ اول یہ کہ فقیر تین علم کا عالم ہو یعنی شریعت طریقت وحقیقت کا عالم ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اس زمانے کے علماء اس کو قبول کریں۔ اور اس کے معتقد مرید ہوں۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس کو سوائے حق تعالیٰ کے اور کسی چیز کی طلب نہ ہو۔

شریعت، طریقت، حقیقت:

شارع چلنے والا ہے آداب واحکام شریعت میں اور طارق چلنے والا ہے۔ آداب سر حقیقت میں کپڑے کا نگاہ رکھنا باعث نجاست ہے اور جسم کا حقیقت شریعت ہے۔ اور دل کا نگاہ رکھنا کدورت شریعت سے طریقت ہے۔ اور خاطر نگاہ رکھنا غیر خدائے عزوجل سے حقیقت ہے۔ منہ قبلہ کی طرف لانا شریعت ہے اور دل حق کی طرف لانا حقیقت ہے اور اس میں ملازم رہنا حقیقت ہے۔

اقوال:

اعتبار خرقہ حاصل کرنے کا نہیں ہے۔ بلکہ پیر کی محبت کا ہے۔ سالک کو ایسا مشغول ہونا چاہیے کہ اس کا وظیفہ خلا و ملا جمع وتنہائی میں ترک نہ ہو۔ خلق کو مثل جمار کے جانے خلق کی وجہ سے

Marfat.com
Marfat.com

عمل وظیفہ کو ترک نہ کرے سالک کو چاہیے کہ غیر حق کو دل میں جگہ نہ دے جو عمل دنیا میں پھل نہ دے اس کا حصہ عقبیٰ میں بھی نہیں ہے۔ درویش بشرط پیروی قول و فعل و حال اپنے پیغمبر کے ولی ہوتا ہے۔ اگر مخالف ہے۔ تو ولی نہیں ہے۔ مراقبہ یہ ہے کہ ہمیشہ اس بات کو جانے کہ حق تعالیٰ مجھ پر مطلع ہے اور مجھ کو دیکھتا ہے نہ یہ کہ سر کو زانو پر رکھ کر بیٹھا رہے۔ جاہل صوفیوں سے دور رہو۔ کیونکہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن ہیں ہر سانس کہ گزرتی ہے۔ ملک دو جہاں کی قیمت رکھتی ہے۔

کشف و کرامت:

ایک دن آپ نماز چاشت میں مشغول تھے آپ کا چھوٹا لڑکا جس کی عمر چار سال تھی۔ اُس مصلے کے نزدیک کھیل رہا تھا بچے کے کھیلنے کی وجہ سے آپ کو نماز میں یکسوئی نہ حاصل ہو سکی نماز سے فارغ ہو کر آپ نے سیّد شمس الدین علیہ الرحمۃ سے فرمایا مجھے اس لڑکے کا زندہ رہنا مشکل نظر آتا ہے کیونکہ عین نماز میں میری طبیعت اس کی طرف مائل تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا ظہر کے وقت اِس لڑکے کو بخار ہوا اور اِسی رات اس کا انتقال ہوا۔

کرامت ۲:

ایک دفعہ دہلی میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے لوگ پریشان تھے۔ آپ سے دعا کے طالب ہوئے چنانچہ آپ نے دعا فرمائی اتنی بارش ہوئی کہ لوگوں نے عاجز ہو کر بارش کے بند ہونے کی آپ سے دعا چاہی۔ آپ نے دعا کی اور بارش رک گئی۔

کرامت ۳:

ایک سال ماہ رمضان المبارک میں آپ نے اوچ کی جامع مسجد میں اعتکاف فرمایا ایک دن اوچ کا حاکم جس کا نام سومرہ تھا جامع مسجد میں آیا۔ آپ کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو گئے اس نے سب کو جامع مسجد سے باہر نکال دیا۔ آپ کو یہ بات ناگوار گزری آپ نے سومرہ سے فرمایا کہ اے سومرہ کیا تو دیوانہ ہو گیا کہ درویشوں کو تنگ کرتا ہے۔

چنانچہ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ سومرہ دیوانہ ہو گیا۔ سومرہ کی ماں اس کو آپ کے پاس لائی اور آپ سے معافی کی خواستگار ہوئی آپ نے اس کو ہدایت فرمائی۔ نہ سومرہ کو غسل دے کر اور کپڑے پہنا کر حضرت جمال الدین خنداں علیہ الرحمۃ کے مزار پر لے جائے چنانچہ اُس کی ماں نے ایسا ہی کیا سومرہ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے آپ سے اور درویشوں

Marfat.com
Marfat.com

سے معافی چاہی معذرت کا خواستگار ہوا اور اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھا۔ آپ کی دعا سے وہ بالکل اچھا ہو گیا۔

وصال باکمال:

آپ کچھ روز بیمار رہ کر ۱۰ ذی الحجہ ۸۷ھ کو اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے۔ مزار شریف اوچ شریف میں آج بھی مرجع ہر خاص و عام ہے۔

فقیر راقم الحروف نے بارہا آپ کے مزار پر انوار پر حاضری دی ہے جہاں پر آج بھی اہل عقیدت و محبت حاضری دیکر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔ دربار شریف کے سجادہ نشین حضرت مخدوم سید سلطان جہانیاں سے فقیر کا گہرا تعلق اور واسطہ ہے جبکہ مخدوم صاحب اُس فقیر پر خصوصی شفقت فرماتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ احمد نہروانی سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

پیشوائے اصیفاء، سلطان الطریقت، برہان شریعت حضرت شیخ احمد نہروانی سہروردی رحمتہ اللہ علیہ آپ سلسلہ سہروردی کے مشہور و معروف اور جلیل القدر اولیاء کرام میں سے ہیں آپ صاحب کشف کرامت تھے۔ عبادت و ریاضت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ آپ باعتبار پیشہ جولا ہے تھے۔ حضرت غوث العالمین شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر کوئی شیخ احمد نہروانی کے مشغول بحق ہونے کا اندازہ لگائے تو دس صوفیوں کے اشغال باطنیہ سے کم نہ پائے گا۔

حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس مجلس میں حضرت قطب الاقطاب خواجہ خواجگان قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوا اس مجلس میں حضرت شیخ احمد نہروانی بھی شریک تھے۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

سیرت:

آپ نہایت ہی نرم مزاج تھے۔ عفو درگزر آپ کا شیوہ تھا۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ احمد نہروانیؒ کے گھر چور آیا اور تمام گھر میں پھرا مگر کوئی چیز نہ ملی ناچار و مجبور ہو کر واپس ہونا چاہا کہ حضرت شیخ احمد نے آواز دی اور قسم دلائی کہ وہ تھوڑی دیر رکے۔

چنانچہ اسی وقت آپ نے اپنی کھڈی میں ہاتھ ڈالا ایک دھاگا جو انہوں نے اپنی کھڈی میں بنا تھا اس دھاگا سے سات گز کپڑا اپھاڑا اور چور کے سامنے ڈال دیا۔ اور کہا۔ لے جا۔

چنانچہ چور نے کپڑا لیا۔ اور چلا گیا۔ دوسرے دن وہ چور اور اُس کے ماں باپ سب آئے اور شیخ احمد نہروانی کے قدموں پر سر رکھ دیا اور اس کام سے توبہ کی۔

Marfat.com
Marfat.com

کرامت:

حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ شیخ احمد نہروانی کو کبھی کبھی یعنی کھڈی پر کام کرتے ہوئے حالت وجد طاری ہو جاتی تھی اور اس وجہ سے آپ کپڑا بنانا چھوڑ دیتے تھے لیکن گھر کا چلتا رہتا اور کپڑا خود بخود تیار ہوتا رہتا تھا۔

ایک دفعہ آپ کے پیر و مرشد حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ آپ کے پاس بغرض ملاقات تشریف لائے اور جاتے وقت فرمانے لگے شیخ احمد کب تک اس کام میں مشغول رہو گے۔ یہ فرما کر قاضی صاحب تشریف لے گئے اور شیخ احمد نہروانیؒ ان میخوں کو کسنے کے لئے اٹھے جو ڈھیلی پڑ گئی تھیں۔ ابھی ایک میخ کستا ہی چاہتے تھے کہ آپ کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ جس پر شیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ نے ہندی زبان میں فرمایا کہ پیر قاضی حمید الدین نے میرا ہاتھ توڑ دیا۔ اس واقعہ کے بعد آپ نے جولاہوں کا پیشہ ترک کر دیا او مکمل طور پر یاد الٰہی میں مصروف ہو گئے۔

وصال با کمال:

آپ کا وصال با کمال ۶۶۱ھ میں ہوا۔ مزار شریف بدایوں شریف دہلی انڈیا بھارت میں ہے جو آج بھی مرجع ہر خاص و عام ہے۔ اہل عقیدت و محبت آج بھی حاضری دیکر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ سارنگ سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

محرمِ اسرارِ ربوبیت، مستغرق درمقام رویت، امام قوم حضرت شیخ سارنگ رحمتہ اللہ علیہ کاشف اسرار حقانی ہیں آپ کا شمار خاندان سہروردیہ کے جلیل القدر اولیائے کبار میں ہوتا ہے۔ آپ سلطان فیروز شاہ کے امراء میں سے تھے شاہی خاندان سے آپ کی رشتہ داری اس طرح سے ہوئی کہ محمود بن سلطان فیروز شاہ نے آپ کی بہن سے شادی کی اس رشتہ کی وجہ سے آپ کے اعزاز میں اور اضافہ ہوا۔ آپ امرائے شاہی کی طرح زندگی گزارنے تھے۔ آپ ایک صاحب کرامت بزرگ تھے عبادت وریاضت میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔

ابتداء:

آپ کا حضرت شیخ راجو قتال علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آنا جانا تھا۔ ایک دن حضرت شیخ راجو قتال علیہ الرحمۃ نے آپ سے فرمایا سارنگ" اگرتم پانچوں وقت کی نماز پڑھنا شروع کرو تو میں تمہیں شیخ جلال الدین علیہ الرحمۃ کے تبرک سے مالا مال کردوں گا آپ نے وعدہ کرلیا اور پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھنا شروع کی۔ حسب وعدہ شیخ راجو قتال" نے آپ سے فرمایا کہ سارنگ تم پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھتے ہو یہ خوشی کی بات ہے۔ اگر تم چاشت اور اشراق کی نماز بھی پڑھنا شروع کردو تو کیا اچھی بات ہے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اور تم ایک برتن میں کھاویں گے۔

چنانچہ آپ نے یہ بات بھی بخوشی قبول کرلی اور حضرت شیخ راجو قتال علیہ الرحمۃ کے ساتھ کھانا کھانا تھا کہ آپ کے قلب سے ظلمت وتاریکی دور ہوئی باطن روشن ہوا۔ دنیا سے نفرت پیدا ہوئی اور معبود حقیقی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔

بیعت وخلافت:

آپ نے سلوک کی راہ میں قدم رکھا تو حضرت شیخ قوام الدین علیہ الرحمۃ جو حضرت مخدوم جہانیاں سیّد جلال الدین بخاری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ اور اپنے زمانے کے مشہور بزرگ تھے۔ آپ ان سے بیعت ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پایا آپ حضرت شیخ یوسف ایرجی علیہ الرحمۃ

Marfat.com
Marfat.com

کے روحانی فیوض وبرکات سے بھی مستفید ہوئے۔

زیارت حرمین شریفین:

آپ اپنے تمام مال و جائیداد سے دست کش ہو کر پاپیادہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو کر واپس تشریف لائے اور رشد وہدایت میں مشغول ہو گئے۔

سیرت:

آپ شغل باطن اور ذکر خفی میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے ترک و تجرید عبادات ومجاہدات توکل وقناعت تحمل وبردباری میں اپنی مثال آپ تھے حضرت شیخ راجو قتال علیہ الرحمۃ نے خرقہ اور دیگر تبرکات جو اُن کو اپنے پیران طریقت سے ملے تھے بغیر آپ کے مانگے آپ کے پاس بھیج دیئے۔ آپ نے لینے سے انکار کر دیا اور وہ خرقہ و برکات واپس کر دیئے۔ حضرت راجو قتالؒ نے دوبارہ بھیجے اس مرتبہ آپ کے پاس سلسلہ سہروردیہ کے ایک بزرگ جن کا نام حسام الدین علیہ الرحمۃ ہے تشریف رکھتے تھے ان بزرگ نے آپ پر زور ڈالا کہ وہ تبرکات آپ قبول کر لیں۔ اِن بزرگ کے اثر اور ترغیب کا یہ نتیجہ ہوا کہ آپ نے وہ تبرکات جو تبرکات جو آپ کی طرف حضرت راجو قتال علیہ الرحمۃ نے بھیجے تھے قبول کر لئے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۷۸۴ھ میں ہوا مزار شریف لکھنؤ سے کچھ فاصلے پر واقع ہے جو آج بھی مرجع ہر خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ محمود موئینہ دوز سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

حکیم صاحب وحدت، فارغ از عالم کثرت، حضرت خواجہ محمود موئینہ دوز رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت قاضی حمید الدین رحمتہ اللہ علیہ سے بے حد عقیدت و محبت تھی۔ آپ سلسلہ سہروردیہ کے مشائخ کبار میں سے تھے زہد و ریاضت میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔ آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔

بیعت و خلافت:

آپ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی ہی سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

کرامت:

جب کسی کا کوئی غلام بھاگ جاتا تو وہ آپ کے پاس حاضر ہو کر دعا کراتا آپ کی دعا سے وہ بھاگا ہوا غلام واپس آ جاتا۔ ایک دفعہ ایک شخص کا غلام بھاگ گیا وہ آپ کے پاس حاضر ہوا اور دعا کرائی آپ نے فرمایا تیرا غلام فلاں دن واپس آ جائے گا لیکن یہ ضروری ہے کہ غلام کے آنے کے بعد فوراً مجھے اطلاع کر دینا۔ چنانچہ اُس شخص کا غلام واپس آ گیا مگر اُس سے یہ غلطی ہوئی کہ اس نے غلام کے آنے کی اطلاع آپ کو نہ دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غلام پھر بھاگ گیا اس نے عرض کی حضور غلام آ کر پھر بھاگ گیا آپ نے فرمایا چونکہ مجھے پہلے خبر نہ کی اس لئے اب پھر نہ آئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ پھر نہ آیا لوگ حاجت بر آری کے لئے آپ کے مزار سے ایک پتھر لے جا کر علیحدہ رکھ دیتے ہیں مراد پوری ہونے پر اس پتھر کے برابر شکر تول کر تقسیم کر دیتے ہیں۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۶۵۵ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں حضرت خواجہ قطب صاحب علیہ الرحمۃ کے نزدیک اس دروازے کے باہر ہے جو حوض شمسی کی جانب ہے جو آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ فقیر راقم الحروف نے بھی اس مزار پُر انوار کی زیارت کی ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ صلاح الدین درویش سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

قطب المشائخ، امام الفقراء، پیکر صدق وصفا، منزہ از جمیع اوصاف زشتی حضرت شیخ صلاح الدین درویش رحمتہ اللہ علیہ بڑے بزرگ اور عالی مرتب وصاحب کمال تھے۔ زہد وتقویٰ میں کامل نیک سیرت تھے۔ آپ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔

آپ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ کے ہمسایہ تھے۔ سلطان محمود تغلق بادشاہ کی طرف سے مشائخ کو جو تکالیف پہنچائی جاتی تھیں ان میں سے حضرت سیّد نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ نے تو اپنے شیخ کی وصیت کے مطابق ان تکالیف کو برداشت کیا۔ لیکن شیخ صلاح الدین علیہ الرحمۃ نے ملتان سے رخصت فرما کر دہلی کو اپنا وطن بنالیا تھا۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت شیخ صدر الدین عارف سہروردی علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے۔

مناجات:

آپ کی ایک مناجات ہے جس کو لوگ مناجات صلاح کہتے ہیں۔ اس میں آپ کہتے ہیں کہ اے اللہ مجھے اس گھڑی اور وقت کی قسم جب تو نے صلاح الدین درویش کو مروہمہ میں ایک بوہڑ کے درخت کے نیچے فرمایا۔

اللہ یقرئک اسلام کہ اللہ تجھے سلام کہتے ہیں اور اس قسم کی مختلف باتیں اس مناجات میں ہیں۔

کرامت:

منقول ہے کہ ایک نوجوان گھوڑے پر سوار کہیں جا رہا تھا۔ گھوڑا خوبصورت اور تیز رفتار تھا اچانک اس نوجوان نے گھوڑے کو زور سے کوڑا مارا جس سے زخم کا نشان گھوڑے کے سر پر نقش ہو گیا۔ شیخ صلاح الدین یہ دیکھ کر اس نوجوان پر غضب ناک ہوئے اور اسے بہت سخت سست کہا۔ آپ کے غضب ناک ہونے اور ڈانٹنے کا اس نوجوان پر یہ اثر ہوا کہ وہ گھوڑے سے گر پڑا گوں

Marfat.com
Marfat.com

نے دیکھا کہ گھوڑے کے زخم کا نشان حضرت شیخ صلاح الدین درویش رحمتہ اللہ علیہ کے جسم پر منقوش ہے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۷۴۹ھ ۲۲ صفر المظفر میں ہوا۔ عرس مبارک ۲۲ صفر المظفر کو ہوتا ہے۔ حضرت شیخ نصیر الدین دہلوی علیہ الرحمۃ کے مزار شریف کے قریب ہی آپ کا مزار ہے۔ جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دے کر آج بھی اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

راقم الحروف نے دربار عالیہ کی زیارت بھی کی ہے۔

رہے آستانہ سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ جمالی سہروردی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

موحد حمیدہ صفات، مستغرق تجلی ذات، حضرت شیخ جمالی رحمتہ اللہ علیہ یکتائے زمانہ اور جامع اخلاق تھے۔ آپ برہان ملت گنج عزلت بادشاہ عالم رازاور رازدار جہاں نواز ہیں۔ بچپن ہی میں آپ کے سر سے والد کا سایہ اُٹھ گیا تھا۔ لیکن اپنی قابلیت اور محنت کی وجہ سے کمال حاصل کر کے اپنے زمانہ کے بہت بڑے شاعر ہو گئے۔ شاعری کے اقسام منجملہ مثنوی اور غزل کے تھے۔ آپ کے اشعار سے اہل سخن واقف ہیں۔ آپ مثنوی اور غزل کی بہ نسبت قصیدہ زیادہ اچھا کہتے تھے۔

آپ کا اصلی نام حامد بن فضل اللہ ہے۔ بعض مورخین لکھتے ہیں کہ آپ کا اصلی نام جلال خان ہے اور لقب جلالی تھا بعض یہ بھی کہتے تھے کہ آپ نے اپنے پیرومرشد کے حکم سے اپنا نام جمال خان رکھا۔ اور انہی کے حکم سے آپ نے اپنا تخلص جمالی رکھا۔ آپ اپنی خداداد استعداد اور قابلیت کے سبب جلد ہی عمدہ تعلیم سے بہرہ ور ہوئے آپ نے علوم رسمی سے دستار فضیلت حاصل کی۔

بیعت وخلافت:

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ نے شمع عقیدت قلبی کو روشن کیا۔ اور حضرت مخدوم شیخ سماء الدین سہروردی علیہ الرحمۃ حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ پیر روشن ضمیر کی خدمت میں رہ کر عبادات وریاضت اور مجاہدات میں مشغول رہے اور پھر آخر کار درجہ کمال کو پہنچے پیرومرشد کو وضو کرانے کی خدمت آپ ہی کے ذمے تھی رومال طشت لوٹا آپ اپنے پاس رکھتے تھے۔ آپ شہر سے باہر جا کر اپنے پیرومرشد کے واسطے استنجے کے ڈھیلے ٹوکری میں بھر کر اور ٹوکری سر پر رکھ کر لاتے تھے۔ آپ کے پیرومرشد کو آپ سے بے حد انس تھا۔ آپ خود فرماتے تھے کہ حضرت مخدوم کو مجھ فقیر کے ساتھ از حد محبت تھی جب میں بیت اللہ شریف حج کے لئے گیا تو ہر وقت میرے لئے دعا فرماتے تھے اور فرماتے اے اللہ جمالی کو صحیح تک صحیح وسالم پہنچا دے اور مجھ کو اُس کے جمال کا دیکھنا اور روشن کر میری آنکھیں اس کے نور دیدار کے ساتھ اپنی رحمت کے جب

Marfat.com
Marfat.com

میں واپس پہنچا تو بغل گیر ہو کر پیار کیا۔ اور فرمایا میری برسوں کی دعا جو تہجد کے وقت کیا کرتا تھا وہ قبول ہوگئی۔

سیر و سیاحت:

آپ نے بحکم اپنے شیخ کامل کے "قل یسروفی الارض" دنیا کی خوب سیر کی اور خداوند تعالیٰ کی کاری گری اور اس کی صفات کو دیدۂ حق میں سے دیکھا حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہو کر مدینہ منورہ پہنچ کر فیضان نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مستفیض و مستفید ہوئے۔ ملتان، بغداد، القدس، روم، شام، عراق، عرب و عجم، گیلان، خراسان اور ان کے علاوہ بہت سے ممالک کی سیر کی اور بہت سے اولیاء کرام و پیران عظام سے ملاقات کی ملتان میں آپ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضر ہوئے اور شیخ صدرالدین عارف سہروردی علیہ الرحمۃ سے ملاقات کی۔ ہرات میں پیر حضرت شیخ صوفی، حضرت شیخ عبدالعزیز جامی، مولانا نورالدین جامی، مولانا مسعود شیروانی اور مولانا حسین علیہم الرحمۃ سے ملے بغداد میں آپ نے حضرت غوث الاعظم پیران پیر دستگیر حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ کے مزارات پر حاضر ہو کر دولت سرمدی حاصل کی۔

حکایت:

آپ جب ہرات پہنچے تو بہت پریشان حال تھے آپ کے جسم مبارک پر صرف ایک تہبند تھا کوئی دوسرا کپڑا نہ تھا۔ آپ حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ سے اسی حال میں ملنے چلے گئے۔ اور سلام علیک کر کے حضرت جامی کے برابر جا بیٹھے۔ یہ بات حضرت جامی علیہ الرحمۃ کو ناگوار گزری انہوں نے آپ سے کہا:

میاں خرد تو چند فرق است

گدھے میں اور تجھ میں کیا فرق ہے یہ سُن کر آپ نے بالشت بیچ میں رکھ دی۔ حضرت جامی علیہ الرحمۃ حیران ہوئے کہ یہ کیا ہے۔

آپ نے پوچھا "کیفی" تم کون ہو۔ آپ کا کلام آپ کی زندگی میں وہاں مشہور ہو چکا تھا۔ حضرت مولانا جامی نے پوچھا "از سُنخان جمالی چیزے یاد داری" کیا جمالی کی کوئی چیز یاد ہے۔ آپ نے حضرت جامیؒ کو کچھ اشعار سنائے پھر حضرت جامیؒ نے آپ سے دریافت کیا "طبع شعر داری" کیا تم کچھ شعر بھی کہتے ہو۔ آپ نے حسب حال شعر پڑھا۔

Marfat.com
Marfat.com

"ماراز خاک کویت پیراھن است. برتن آھنم ز آب دیدۂ صدجان تابدامن" آپ نے یہ شعر پڑھا اور آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب رواں ہوگیا۔ حضرت جامیؒ سمجھ گئے کہ یہی جمالیؒ ہیں اور اٹھ کر آپ سے بغل گیر ہوئے اور تعظیم وتکریم کی۔ حضرت مولانا جامیؒ نے نہایت عزت کے ساتھ اپنا چند روز تک آپ کو مہمان رکھا۔

سیرت:

آپ قطب وقت تھے بڑے عابد وزاہد تھے ذکر وفکر میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔ بہت متقی پرہیزگار تھے۔ نہایت منکسر المزاج اور ایک باوقار بزرگ تھے اپنے پیرو مرشد سے نہایت محبت وعقیدت تھی۔ اپنے پیرو مرشد کی خدمت کو اپنے لئے باعث فخر اور سعادت سمجھتے تھے۔ سعادت ارادت سے سرفراز اور مریدوں میں ممتاز تھے۔ جمال صوری اور کمال معنوی سے آراستہ تھے۔ آپ کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ شیخ جمالی دہلویؒ جمال باکمال اور زبان خوش مقال رکھتے تھے۔

علمی ذوق:

آپ ایک بہترین منصف تھے۔ سیرۃ العارفین مراۃ المعانی آپ کی علمی یادگار ہیں۔ آپ ایک نامی شاعر بھی تھے۔ شیخ جمالی سکندر لودھی کے عہد میں شعرائے باکمال میں شمار ہوتے تھے۔ آپ نے ایک فارسی کا دیوان چھوڑا ہے۔ جس میں آٹھ نو ہزار اشعار ہیں۔ مثنوی مہر وماہ بھی آپ کی یادگار ہیں۔ آپ کی نعت کا یہ شعر بارگاہ نبوی صلی اللہ عیہ وسلم میں بہت مقبول ہوا ہے۔

موسیٰ زھوش رفت بیک پر تو صفات

تو عین ذات می نگری در تبسی

حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اخبار الاخیار میں فرماتے ہیں کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صلحاء کو اس شعر کے مقبول ہونے کی بشارت دی۔ آپ نے خوشی خوشی فرمایا "ہذا المدحی"

کرامت:

کچھ لوگوں نے سلطان ابراہیم لودھی کو آپ سے مکدر کر دیا۔ آپ کو بھی انقباض پیدا ہوا۔ اگرچہ بعد میں وہ کدورت محبت میں بدل گئی۔ لیکن سلطان ابراہیم کو نہ صرف تخت وتاج سے محروم ہونا پڑا۔ بلکہ بابر کے مقابلے میں پانی پت کے میدان میں وہ مارا گیا۔

Marfat.com
Marfat.com

کرامت ۲:

ہرات کا واقعہ ہے کہ آپ حضرت جامی علیہ الرحمۃ کے پاس مقیم تھے۔ ان کے حجرہ خاص میں لمعات شیخ فخرالدین عراقیؒ رکھی ہوئی تھی۔ حضرت مولاناؒ نے شیخ صدرالدینؒ کی تعریف میں مبالغہ کیا اور کہا کہ لمعات جو فخرالدین عراقیؒ نے لکھی ہے۔ وہ شیخ موصوف کی برکت کا نتیجہ ہے۔ آپ کو یہ بات پسند نہ آئی۔ چنانچہ رات کو حضرت جامیؒ نے خواب دیکھا اور صبح بیدار ہو کر آپ سے خواب کا ذکر کیا اور حضرت شیخ کی روح مبارک کو ثواب پہنچایا۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۱۰ ذیعقد ۹۴۲ھ میں ہوا۔ مزار شریف مہرولی شریف دہلی میں واقع ہے۔ جو آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو اس مزار پر انوار کی زیارت کا شرف حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

باب سوم

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

کے بزرگان کے حالات وواقعات پر

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

پیشوائے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ امیر طریقت، برہان شریعت، واقف اسرار رموز حقیقت نسبتِ رسولی، فخر السادات، حضرت خواجہ شمس الدین امیر کلال نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کا تعلق سادات کے ایک معزز گھرانے سے ہے اور سلسلہ طریقت میں آپ مرید حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ سے ہیں آپ سوخار میں پیدا ہوئے۔ جو سماسی سے پانچ فرلانگ کے فاصلے پر ہے۔ آپ کوزہ گری کا شوق رکھتے تھے۔ فارسی زبان میں کلال کوزہ گر کو کہتے ہیں۔ آپ زہد وتقویٰ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپ صاحب کمال اور صاحب کشف وکرامات تھے۔

بیعت وخلافت:

حضرت خواجہ امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ ابتدائے جوانی میں کشتی کیا کرتے تھے۔ ایک روز راستین میں آپ کشتی لڑنے میں مشغول تھے کہ حضرت خواجہ محمد بابا علیہ الرحمۃ کا گزر اکھاڑے کے قریب سے ہوا۔

حضرت خواجہ بابا کے خدام میں سے ایک نے پوچھا کہ اے مخدوم آپ اس قدر حیران ہوکر ان کشتی کھیلنے والوں کو کیوں دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس اکھاڑے میں ایک مرد ہے۔ جس کی محبت سے کاملین زمانہ فیض یاب ہونگے۔ کیونکہ اس کی پرواز بہت بلند ہے۔ ہم اس مردِ حق کے منتظر ہیں۔ کہ کاش وہ ہمارے جال میں آ پھنسے۔

چنانچہ اچانک اتفاق سے حضرت امیر کلال کی نظر خواجہ محمد بابا علیہ الرحمۃ پر پڑی تو ان کے دل کا پرندہ حضرت خواجہ محمد بابا علیہ الرحمۃ کی محبت کے جال میں آ پھنسا خواجہ محمد بابا علیہ الرحمۃ نے اپنی قوت جاذبہ سے انہیں اپنی طرف کھینچ لیا۔

حضرت امیر کلال بے اختیار ہوکر حضرت محمد بابا علیہ الرحمۃ کے پیچھے پیچھے ان کے دولت خانے پر پہنچے اسی روز حضرت خواجہ محمد علیہ الرحمۃ نے ان کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تلقین کی اور اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ اس کے بعد کسی نے حضرت امیر کلال علیہ الرحمۃ کو کشتی کے دنگل یا بازار میں نہیں دیکھا اس کے بعد آپ بطریق خواجگان نقشبند ریاضت میں مشغول۔

Marfat.com
Marfat.com

رہے یہاں تک کہ حضرت خواجہ محمد بابا علیہ الرحمۃ کے سائے میں درجہ تکمیل وارشاد پر پہنچے آپ متواتر آٹھ سال تک ہمیشہ دوشنبہ اور جمعہ کے روز مغرب کی نماز اور فجر سوخار میں پڑھتے تھے۔ کسی شخص کو بھی ان کے حال پر اطلاع نہ ہوئی۔

زہد و تقویٰ:

ایک روز اتفاقاً راستین کے ایک باغ میں حضرت امیر کلالؒ نے اپنے کپڑے دھوئے اور یاروں سے فرمایا کہ اُن کو کانٹوں کی باڑھ پر نہ پھیلائیں ایسا نہ ہو کہ شاخیں ٹیڑھی ہو جائیں اور زمین پر بھی نہ پھیلانا۔ اس لئے کہ مویشیوں کی گھاس خراب ہوگی یہ سن کر آپ کے ساتھی عاجز رہ گئے۔ اور پوچھنے لگے کہ اے امیر کلالؒ آپ کس طرح کپڑے خشک کرتے ہیں۔ فرمایا کہ میں اپنے کپڑوں کو اپنی پیٹھ پر پھیلا کر اور پیٹھ سورج کی طرف کر کے بیٹھ جاتا ہوں اور اس طرح میرے کپڑے خشک ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ کپڑے پھیلانے سے باڑھ کو نقصان پہنچے یا کسی درخت کی شاخ ٹیڑھی ہو جائے۔ یا مویشیوں کی گھاس خراب ہو جائے تو باغ کے مالک کو کیا جواب دوں گا۔

جب امیر تیمور نے سمرقند میں قیام کیا تو ایک قاصد کو حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ آ کر اس ولایت پر قدم رنجہ فرما کر اس کو مشرف فرمائیں۔ کیونکہ ہمارا آنا دشوار ہے۔

چنانچہ وہ قاصد حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کی بات سُن کر آپ نے عذر کیا اور فرمایا کہ ہم اسی جگہ دعا گوئی میں مشغول ہیں اور اپنے صاحبزادے امیر محمد کو عذر خواہی کے لئے بھیجا اور فرمایا کہ اے صاحبزادے امیر تیمور تم کو انعام یا جاگیر دے گا۔ تم ہرگز قبول نہ کرنا اگر قبول کرو تو ہمارے پاس نہ لانا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جاگیریں اور انعام قبول نہیں فرمائے۔ تم اگر قبول کرو گے تو اپنے جدامجد کی مخالفت کرو گے علاوہ ازیں درویش ہر وقت مومنوں کے لئے دعا میں مشغول رہتے ہیں۔ اگر وہ دنیا کی طرف میلان کریں تو اُن کی دعا حجاب میں ہو جاتی ہے۔ جب آپ کے صاحبزادے امیر تیمور کے پاس پہنچے تو عذر خواہی کی چند روز کے بعد اجازت طلب کی تو امیر تیمور نے بطور نذرانہ تمام بخارا کی مملکت عطا کی لیکن آپ کے صاحبزادے سے امیر محمد نے اس کو قبول نہ کیا امیر تیمور نے کہا کہ حضرت کے واسطے کیا تحفہ ایسا بھیجوں کہ ہمارا اُن سے تقرب ہو جائے۔ تو آپ کے صاحبزادے امیر محمد نے کہا اگر تم چاہتے ہو کہ درویشوں کا دل تمہارا تقرب ہو جائے تو تقویٰ اور عدل کو اپنا شعار بناؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور

Marfat.com
Marfat.com

خاصان حق کے قرب کا یہی چیزیں ذریعہ ہوئی ہیں۔

تعلیمات:

حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ پر جب ضعف غالب ہوا تو آپ نے اپنے صاجبزادے اور ساتھیوں مریدوں عقیدت مندوں کو جمع کر کے یہ ارشادات فرمائے۔

(نمبر ۱) جب تک تم زندہ رہو۔ طلب علم سے ایک قدم دور نہ ہٹنا کیونکہ طلب علم تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اوّل علم ایمان دوئم علم نماز سوئم علم روزہ۔ چہارم علم زکوۃ پنجم علم حج۔ اگر استطاعت ہو۔ششم والدین کی خدمت کا علم ہفتم صلہ رحم اور رعایت ہمسایہ کا علم ہشتم خرید و فروخت کا علم۔ اگر ضرورت ہو۔ نہم حلال وحرام کا علم کیونکہ بہت سے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ بے علمی کے سبب سے تباہی کے حوض میں گر پڑتے ہیں اور گر پڑے۔

(نمبر ۲) آپ فرماتے ہیں کہ تم کو چاہیے کہ تم خدا داں بنو۔ اور خدخواں بھی اور ایسے کام میں مشغول نہ ہو۔ جس سے دنیا کے خیال میں تمہارا دین نہ جاتا رہے۔ ہر وقت خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ کوئی عبادت خدا ترسی سے بہتر نہیں ہے نیز چاہیے کہ جب تم ذکر خدا میں مشغول رہو تو حکم **لا اِلٰـــہَ** سے تمام ماسوائے حق کی نفی کرو اور غیر شرعی باتیں نہ کرو اور کلمہ **لا اِلٰـــہَ** سے تمام مشروعات کا اتباع کرو۔ اور اپنے دل میں اس امر پر نگاہ رکھو کہ کوئی عبادت وسجدے کے لائق نہیں۔ سوائے خدا تعالیٰ کے۔ جو باپ بیٹے اور معرفت سے بے نیاز ہے۔ جب تم نے یہ بات جان لی تو تم ذاکرین میں سے ہو گے اور جان لو کہ کپڑے کو پانی اور زبان کو خدا کا ذکر اور جسم کو نماز کا ہمیشہ ادا کرنا پاک کر دیتا ہے۔ اور تمہاری نگاہ کو مطالعہ حقوق کرنے والوں کی رضامندی اور تمہارے دین کو شرک سے پاک کر دیتا ہے۔

(نمبر ۳) آپ فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہیے کہ توبہ کرتا رہے تو بہ یہ نہیں کہ زبان سے کہو۔ کہ میں توبہ کرتا ہوں بلکہ توبہ یہ ہے کہ تم پہلے اپنے گناہوں پر پشیمان ہو۔ اور نیت کرو کہ آئندہ اِس گناہ کی طرف نہ جاؤ گے۔ اور ہمیشہ کے لئے رب العزت سے ڈرتے رہو اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ اور اپنے سے متعلقہ لوگ جن کے حقوق پر تم کو راضی کرو اور گریہ زاری ایسی کرو کہ توبہ کا اثر اپنے مشاہدہ میں کرو

Marfat.com
Marfat.com

تاکہ تائب کا نام صائق ہو جائے۔

(نمبر۴) آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ روزی کا غم تم اپنے دل سے نکال دو اور آخرت اور ادائے بندگی کے غم کو اپنے دل میں جگہ دو۔ کیونکہ تمام کاموں میں اصل یہ ہے۔

(نمبر۵) ارادت کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ ارادت کیا ہے۔ ارادت خدا کی طلب اور ترک عادت۔ وفائے عہد، ادائے امانت۔ نہ خیانت اپنی تقصیر کی دیدہ اور اپنے عمل کی نادید کا نام ہے۔

کرامت:

حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ پیٹ میں تھے اگر اتفاقاً کبھی مشتبہ لقمہ میرے پیٹ میں چلا جاتا تو اس قدر درد ہوتا کہ میں بے ہوش ہو جاتی یہ کیفیت کئی بار گزری تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ بات اس بچے کے قدم سے ہے جو میرے پیٹ میں ہے۔

کرامت ۲:

ایک روز حضرت امیر رحمتہ اللہ علیہ اپنے اصحاب کے ساتھ خواجہ ابوحفص کبیر رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور مناسک حج بالتفصیل بیان فرما رہے تھے کہ ایک بے اعتقاد شخص کے دل میں خیال آیا کہ حضرت امیر رحمتہ اللہ علیہ نے کعبہ کو کب دیکھا ہے۔ جو مسائل بیان فرما رہے ہیں۔ یہ مسائل تو وہ بیان کرے جس نے کعبہ کو دیکھا ہو کچھ دیر بعد امیر رحمتہ اللہ علیہ باہر نکلے اور اُس شخص کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے نادان دیکھ تجھے کیا دکھائی دے رہا ہے۔ اس نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا کے خود امیر کعبہ کا طواف کر رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کے اے نادان جس کے پاس ایک درہم ہو وہ اس خیال میں ہے کہ کسی کے پاس کچھ نہیں تاوقتیکہ تیرے دل کی آنکھ نہ کھلے تجھے کچھ نظر نہ آئے گا۔

کرامت ۳:

ایک دفعہ حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ اپنے دوستوں اور احباب کے ساتھ بخارا کی جانب جا رہے تھے ایک کسان اپنے کھیت میں کام کر رہا تھا۔ اس کے غلام نے پوچھا یہ کون ہیں۔ آقا نے جواب دیا کہ یہ مفت خورے ہیں۔

چنانچہ حضرت امیر کلال کو بذریعہ کشف علم ہو گیا۔ آپ نے اپنے ہمراہیوں سے اسی وقت فرمایا کہ یارو، درویشوں کے حق میں بداعتقادی نہ پیدا کرو اور اِن کو چشم حقارت سے نہ دیکھو۔ تاکہ

Marfat.com
Marfat.com

دنیا سے ذلیل وخوار ہو کے نہ جاؤ یا رحیران ہوئے کہ حضرت نے یہ کیا فرما دیا ہے۔

چنانچہ اس مسجد سے واپس آئے تو دیکھا کہ وہ شخص درد گردہ کے سبب سے قریب المرگ ہے۔ جب تکلیف زیادہ بڑھی تو اس نے کہا کہ مجھے حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے چلو۔ چنانچہ جب آپ کے پاس لایا گیا تو حضرت نے فرمایا اس شخص نے کارگر تیر کھایا ہے۔ اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔ اسے واپس لے جاؤ کیونکہ اس کا کام تمام ہو چکا ہے۔ چنانچہ وہ گھر پہنچتے ہی مر گیا۔

کرامت ۴:

ایک روز حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کی ایک جماعت حضرت جگر دوں اتار علیہ الرحمۃ کے مزار شریف کی زیارت کو گئی۔ کچھ فاصلہ پر ہی گئے تھے کہ دیکھتے ہیں کہ ایک شیران کے راستے میں کھڑا ہے۔ وہ حیران ہوئے کہ اچانک حضرت امیر تشریف لائے تو شیر نے بطور تعظیم سر جھکایا اور چل دیا کچھ عرصہ بعد اصحاب نے حضرت سے پوچھا کہ یہ کیا آپ نے فرمایا جو ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرتا ہے۔ اس سے خدا کی زمین پر رہنے والی تمام چیزیں ڈرتی ہیں۔

وصال باکمال:

وصال سے پہلے آپ نے اپنے تمام ارادت مندوں کو حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کی متابعت کا حکم دیا اور روز پنجشنبہ ۷ جمادی الاول ۷۷۲ھ میں سو آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار شریف قریہ سوخار میں ہے۔ جو آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے ایک سو چودہ خلفاء ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

عالم علوم ربانی، محرم اسرار سبحانی، واقف اسرار رموز حقانی، محدث وجد و پیان، قبلہ طالبان، حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاؤالدین محمد نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ سرتاج سلسلہ عالیہ نقشبند ہیں۔

نقشبند لقب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ جس طالب کو جو ذکر تلقین فرماتے۔ وہ اس کے دل پر نقش ہو جاتا تھا۔ آپ شریعت کے پابند اور حنفی المشرب تھے۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ کی سیر تمام طبقوں میں جاری تھی۔

آپ کی ولادت باسعادت ۴ محرم الحرام ۷۱۸ھ میں شہر عارفان میں ہوئی جو شہر بخارا سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔ پیدائش سے پہلے حضرت بابا محمد سماسی نے آپ کے تولد مبارک کی بشارت دی تھی۔ تولد سے تیسرے روز آپ کے جد امجد آپ کو حضرت بابا سماسی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لے گئے حضرت بابا نے آپ کو اپنی فرزندی میں لیا اور اپنے خلیفہ سیّد امیر کلال علیہ الرحمۃ سے آپ کی تربیت کا عہد لیا۔ آپ سے بچپن ہی میں ولایت کے آثار کرامت و ہدایت کے انوار ظاہر و آشکار ہونے لگے۔

چنانچہ آپ کی والدہ صاحبہ کا بیان ہے کہ میرا فرزند بہاؤالدین چار سال ایک ماہ کا تھا۔ میرے پاس ایک گائے تھی جو حاملہ تھی ایک روز میرے فرزند بہاؤالدین نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ یہ گائے گوسالہ سفید پیشانی جنے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چند ماہ بعد قدرت حق تعالیٰ سے اِس گائے نے ویسا ہی گوسالہ جنا۔ جنہوں نے اس وقت میرے فرزند کی بات سنی تھی وہ حیران رہ گئے۔

بیعت و خلافت:

آپ کو آداب طریقت کی تعلیم بظاہر سیّد امیر کلال علیہ الرحمۃ سے ہے اور حضرت امیر کلال علیہ الرحمۃ ہی کے مرید و خلیفہ ہیں اور آپ اویسی مرید حضرت خواجہ عبدالخالق جدوانی کے ہیں۔

سیرت و کردار:

آپ فقیرانہ زندگی گزارتے اور ہمیشہ فقر کی تائید کرتے تھے آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ

Marfat.com
Marfat.com

ہم نے جو کچھ بھی پایا ہے محبت وفقر سے پایا ہے آپ کے دولت خانہ میں موسم سرما میں خاشاک بچھا ہوا کرتا تھا۔ اور گرما میں پرانا بورا اور ہر چیز بالخصوص طعام میں حلال کی رعایت اور شبہات سے اجتناب میں نہایت احتیاط فرمایا کرتے تھے۔ باوجود کمال فکر کے آپ میں ایثار اعلیٰ کا درجہ تھا۔ جو شخص آپ کی خدمت میں ہدیہ لاتا۔ اتباع سنت کے طور پر آپ اسی قدر اُس کے ساتھ احسان فرماتے تھے۔ آپ کا گزر زراعت پر تھا۔ ہر سال کچھ جو اور کچھ ماش بوتے تھے۔ بیج زمین اور بیلوں سے بہت احتیاط سے کام لیتے تھے۔ آپ کے ہاں کوئی خادمہ نہ تھی۔ نہ آپ کا اپنا ملکیتی کوئی مکان تھا۔ بلکہ بطور رعایت رہا کرتے تھے۔ اکثر اوقات آپ اپنا کھانا خود پکاتے تھے۔

تربیت مریداں:

آپ کے خلیفہ اول حضرت خواجہ علاؤالدینؒ عطار فرماتے ہیں کہ ہمارے مرشد حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کی نظر عنایت کی برکت سے طالب علموں کا یہ حال تھا کہ قدم اول میں سب سعادت مراقبہ سے مشرف ہو جاتے تھے۔ جب نظر عنایت زیادہ ہوتی تو درجہ عدم کو پہنچ جاتے۔ جب اس سے زیادہ نظر عنایت فرماتے تو مقام فنا کو پہنچا دیتے تھے اور فانی از خود باقی با حق ہو جاتے تھے۔

حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ ہم تو دولت و مال کا واسطہ ہیں۔ ہم سے منقطع ہو کر مقصود حقیقی کو ملنا چاہیے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ارباب تکمیل و ایصال کا طریقہ یہ ہے کہ اس راستہ کے بچوں کو طریقت کے گہوارے میں لیٹاتے ہیں۔ اور تربیت کے پستان سے دودھ پلاتے ہیں۔ یہاں تک کہ حد وصال کو پہنچ جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان سے دودھ چھڑاتے ہیں اور بارگاہ تعدیت کا محرم بناتے ہیں۔ تاکہ حضرت جل وعزت سے بلاواسطہ فیض حاصل کر سکیں۔

تعلیمات:

(نمبر1) آپ فرماتے ہیں کہ اس راستے میں وجود کی نفی اور اپنے تئیں کم سمجھنا بڑا کام ہے۔ مقصدِ حقیقی کی دولت کا حاصل ہونا قبولیت پر موقوف ہے۔ میں نے اس معاملے میں موجودہ رات کے طبقوں میں سے ہر طبقہ کی سیر کی اور اپنے آپ کا ذروں میں سے ہر ذرے کا مقابلہ کیا۔ میں نے سب کو حقیقت میں اپنے آپ سے بہتر دیکھا یہاں تک کہ میں نے فضلات کے طبقہ کی بھی سیر کی اور اُن میں بھی فائدہ دیکھا مگر اپنے آپ میں کوئی فائدہ نہ دیکھا۔

Marfat.com
Marfat.com

(نمبر۲) کبارِ اہل حقیقت کا قول ہے۔ کہ اس راستے کا سالک اگر اپنے نفس کو سو بار فرعون کے نفس سے بدتر نہیں جانتا وہ اس راستے میں نہیں ہے۔

(نمبر۳) آپ فرماتے ہیں۔ کہ اگرچہ نماز روزہ اور ریاضت و مجاہدہ حق سبحانہ تعالیٰ تک پہنچنے کا طریقہ ہے۔ مگر ہمارے نزدیک وجود کی نفی سب طریقوں سے اقرب ہے۔ اور ترک اختیار اور دیدۂ مقصود کے سوا حاصل ہیں۔

(نمبر۴) بخارا کے علماء میں سے ایک عالم نے حضرت خواجہ سے سوال کیا کہ نماز میں حضوری کس چیز سے حاصل ہوتی ہے؟ حضرت خواجہ نے فرمایا۔ طعام حلال سے جو وقوف آگاہی سے کھایا جائے نماز سے فارغ اوقات میں اور وضو اور تکبیر تحریمہ کے وقت بھی موقوف کی رعایت چاہیے۔

(نمبر۵) آپ فرماتے ہیں کہ گروہ صوفیاء کی تین قسمیں ہیں۔ مقلد، کامل، کامل مکمل، مقلد اِس پر عمل کرتا ہے جو اپنے شیخ سے سن لیتا ہے۔ کامل فیض رسانی میں اپنی ذات سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ دوسروں کی تربیت کامل مکمل کے سوا کوئی نہیں کرتا۔

(نمبر۶) آپ فرماتے ہیں کہ صوفیائے کرام کا قول ہے کہ اگر ولی باغ میں جائے اور درختوں کے ہر پتے سے یہ آواز آئے ''یا ولی اللہ'' تو چاہیے کہ ظاہر و باطن میں اسے اِس آواز کی طرف کچھ التفات نہ ہو بلکہ بندگی و تفریح میں اِس کی کوشش ہر لحظہ زیادہ ہو اس مقام کا کمال حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا۔ کہ خدا کا احسان و اکرام و انعام آپ پر جس قدر زیادہ ہوتا۔ اسی قدر آپ کی بندگی اور نیاز مندی اور مسکنت زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ اسی وجہ سے آپ فرماتے ہیں میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

(نمبر۷) آپ فرماتے ہیں کہ ذکر کی تعلیم کسی کامل سے مکمل ہونی چاہیے تاکہ مؤثر ہو۔ اور اس کا نتیجہ ظہور میں آئے۔ تیر بادشاہ کی ترکش سے لینا چاہیے تاکہ شایان حمایت ہو۔

(نمبر۸) **(لا الٰہ)** نفی آلیہ طبیعت ہے۔ اور **(الا اللہ)** اثبات معبود ہے اور مقصود ذکر سے یہ ہے۔ کہ ذاکر حکم توحید کی حقیقت کو پہنچ جائے۔ بہت دفعہ کہنا شرط نہیں۔ اور کلمہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ اس کلمہ کے کہنے سے ماسوا اللہ کے بالکل نفی ہو جائے۔

کشف و کرامات:

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مخلص کا قول ہے کہ جس زمانے میں

Marfat.com
Marfat.com

دشت قپچاف کی طرف ایک لشکر نے بخارا پر حملہ کیا بہت سی مخلوق کو ہلاک اور بہت سوں کو قید کیا تھا۔ اسی دوران وہ میرے بھائی کو بھی قید کر کے لے گئے، میرے والد بیٹے کے غم میں بہت پریشان تھے اور مجھے ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ اگر تو میری رضامندی چاہتا ہے۔ تو اپنے بھائی کی تلاش میں قپچاف کی طرف جا۔

چونکہ مجھے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت تھی۔ اور میں مہمات میں انہیکی طرف رجوع کرتا تھا۔ میں نے یہ قصہ بھی ان سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ جلدی جا اور اپنے باپ کی رضامندی حاصل کر میں نے ایک درہم بطور نذرانہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ جسے آپ نے قبول کیا پھر مجھے واپس کر دیا اور فرمایا کہ اسے اپنے پاس رکھنا اس میں بڑی برکتیں ہوں گی جس وقت سفر میں تم کو کوئی مہم پیش آئے تو ہماری طرف متوجہ ہونا۔

چنانچہ حسب ارشاد میں روانہ ہو گیا اس سفر میں تھوڑی سی تجارت سے مجھے بڑا نفع ہوا اور بغیر کسی دشواری کے اپنے بھائی کو خوارزم میں پالیا۔ ہم قیدیوں کی حمایت کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر بخارا کی طرف روانہ ہوئے۔ کشتی میں اور بھی بہت سے لوگ سوار تھے ناگاہ مخالف ہوا چلنے لگی اور کشتی کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہوا۔ لوگوں نے فریاد شروع کی۔ اس پریشانی کی حالت میں میرے کان میں کسی کی آواز آئی جو حضرت خواجہ کو یاد کرتا تھا اسی وقت مجھے حضرت خواجہ کا وہ ارشاد یاد آیا کہ جس وقت کوئی سخت مہم پیش آئے تو میری طرف متوجہ ہونا۔

چنانچہ میں نے حضرت خواجہ کی طرف توجہ کی اُسی وقت حضرت خواجہ مجھے دکھائی دیئے۔ میں نے سلام عرض کیا چنانچہ آپ کی برکت سے ایک لمحہ میں ہوا ٹھہر گئی اور دریا کی لہر موقوف ہو گئی تھوڑی دیر کے بعد ہم دونوں بھائی بخارا میں حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلام عرض کیا حضرت نے مسکرا کر فرمایا جس وقت کشتی میں تم نے ہمیں سلام کیا تھا ہم نے سلام کا جواب دیا تھا مگر تم نے سنا نہیں تھا۔

کرامت ۲:

ایک روز حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبد رحمتہ اللہ علیہ ایک درویش کو کسی طرف روانہ کر رہے تھے۔ آپ نے حسب عادت اس کو بغل میں لیا اور اس پر نظر عنایت ڈالی۔ اتفاقاً اخی محمد دراہنی جو حضرت خواجہ کے بڑے درویشوں میں سے تھے۔ اس درویش کے آگے آگے جاتے تھے۔ ایک ساعت کے بعد وہ درویش گر پڑا اور اس کی روح قالب سے نکل گئی جب اخی محمد نے یہ حال دیکھا تو وہ جلدی سے حضرت خواجہ کی خدمت میں پہنچا اور تمام ماجرا عرض کیا۔ حضرت خواجہ

Marfat.com
Marfat.com

اس درویش کے پاس تشریف لے گئے اور قدم مبارک اس کے سینے پر رکھا وہ ہلنے لگا اور اس کی روح قالب میں آ گئی۔ بعد ازاں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میں نے اس کی روح چوتھے آسمان پر پائی اور وہاں سے واپس کر لی۔

کرامت ۳:

ایک سیّد صاحب نے جو حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ سے گہری عقیدت رکھتے ہیں نے یہ حکایت بیان کی کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ صاحب بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے جس روز حاجی قربانیاں دے رہے تھے آپ نے فرمایا کہ ہم بھی قربانی دیتے ہیں۔ ہمارا ایک لڑکا ہے۔ ہم اسی کو قربان کر دیتے ہیں۔

چنانچہ جو درویش آپ کے ساتھ سفر میں تھے انہوں نے یہ بات لکھ لی۔ جب بخارا واپس آئے تو معلوم ہوا کہ جس روز کعبہ شریف میں حضرت خواجہ صاحب کی زبان مبارک پر وہ الفاظ جاری ہوئے۔ اسی دن بخارا میں آپ کے صاجزادے کا وصال ہوا تھا۔

کرامت ۴:

ایک روز حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ قصر عارفاں میں تھے۔ اور شیخ شادی غدیوں سے آئے تھے وہ ایک قصور کے سبب جو اُن سے سرزد ہوا تھا۔ عذر خواہی کرنا چاہیے، حضرت خواجہ نے فرمایا کہ نذرانہ چاہیے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ایک بیل لاتا ہوں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا ہمیں بیل قبول نہیں اڑتالیس دینار عدی جو غدیوں میں تم نے مدت سے سوراخ میں چھپائے ہوئے ہیں اور دھوئیں نے وہ جگہ سیاہ کر دی ہے۔ نذرانہ میں لانے چاہیں یہ سن کر شیخ شادی کا حال دگرگوں ہو گیا۔ اس لئے کہ سوراخ میں چھپانے کے وقت کسی کو اطلاع نہ تھی وہ جلدی غدیوں میں گئے اور وہ دینار لا کر آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ حضرت خواجہ صاحب نے اُن میں سے ایک دینار شیخ شادی کو واپس کر دیا اور فرمایا کہ یہ حرام ہے۔ تجھے کہاں سے ملا ہے۔ اور اس وقت شیخ شادی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اِن دیناروں سے ایک بیل خرید کر کھیتی کرا اور بقایا وقت بندگان خدا کی خدمت میں صرف کر اس کے بعد شیخ شادی سے ایک دینار کا حال دریافت کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت خواجہ کا مرید بننے سے پہلے میں ایک مدت تک قمار بازی کرتا رہا وہ دینار قمار سے حاصل ہوا تھا۔

Marfat.com
Marfat.com

کرامت ۵:

ایک درویش کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ صاحب میرے غریب خانہ پر تشریف لائے تھے گھر میں آٹا نہ تھا میں اسی دن آٹے کی بوری لے آیا۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اس آٹے کو خرچ کرتے رہو مگر اس کی کمی بیشی کا حال کسی سے نہ کرنا حضرت خواجہ دو مہینے تک میرے غریب خانہ پر رہے ہر روز درویش دوست آپ کی زیارت کو آتے تھے۔ اسی آٹے سے پکتا رہا مگر وہ بدستور رہا جب حضرت تشریف لے گئے مدتوں بعد تک اسی بوری میں سے پکتا رہا مگر وہ اتنا ہی رہا بعد ازاں میں نے خلاف ارشاد حضرت خواجہ یہ قصہ اپنے اہل وعیال سے ذکر کر دیا۔ پھر وہ برکت نہ رہی۔

کرامت ۶:

حضرت سیّد امیر کلال علیہ الرحمۃ کے بڑے صاحبزادے امیر برہان الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ سوخار میں ہمارے مکان میں تھے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے مولانا عارف کی زیارت کا اشتیاق ہے۔ اور وہ اس وقت نسف میں ہے۔ آپ توجہ فرمائیں کہ وہ جلدی آ جائیں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا ہم ان کو جلد ہی بلوا دیں گے۔ بعد ازاں حضرت امیر برھان الدین کو لیکر چھت پر چڑھ گئے۔ اور تین دفعہ مولانا عارف کو آواز دی اور پھر فرمایا کہ مولانا نے ہماری آواز سن لی ہے۔ اور اس طرف چل پڑے ہیں۔ جب مولانا عارف نسف سے سوخار میں آئے تو ان سے حضرت خواجہ کے بلانے کا واقعہ دریافت کیا گیا۔ مولانا عارف نے بیان کیا کہ فلاں روز فلاں وقت ہم اپنے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے حضرت کی آواز سنی کہ چلے آؤ میں جلدی سے نسف سے بخارا اور بخارا سے سوخار کی طرف روانہ ہو گیا۔

وصال باکمال:

خواجہ علاؤ الدین عطار فرماتے ہیں کہ آپ کے وصال کے وقت ہم سورہ یٰسین پڑھ رہے تھے جب نصف سورۃ ہوئی تو انوار ظاہر ہونے لگے ہم کلمہ پڑھنے میں مشغول ہو گئے اس کے بعد سانس کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ ۷۹۱ھ ۱۳ ربیع الاول دوشنبہ کو آپ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک قصر عارفاں بلخ بخارا میں مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ علاءالدین عطار نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

قبلۂ اہل بصیرت، مرد حقیقت آگاہ: عارف باللہ، فنافی اللہ وفنافی المرشد، واقف علوم لدنی، حضرت خواجہ علاؤالدین عطار نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ اول اور نائب مطلق تھے آپ کا نام مبارک بن محمد بخاری ہے۔ آپ کا تعلق خوارزم سے ہے۔ جب آپ کے والد گرامی کا وصال ہوگیا۔ تو آپ نے ان کے ترکہ سے کوئی چیز وصول نہ کی اور حالت تجرید میں بخارا کے ایک مدرسہ میں تحصیل علوم میں مشغول ہوگئے۔ طالب علمی ہی کی حالت میں آپ کا عقد حضرت خواجہ نقشبند خواجہ بہاؤالدین نقشبندی علیہ الرحمۃ کی صاحبزادی سے ہوگیا تھا۔

طریق حق کی طلب جب آپ کے دل میں پیدا ہوئی تو علوم رسمی چھوڑ کر حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور طریقہ اختیار کیا حضرت خواجہ نقشبند کی آپ پر نظر خاص تھی مجالس میں آپ کو اپنے پاس بٹھاتے اور بار بار آپ کی طرف متوجہ ہوتے۔ بعض دوستوں نے حضرت خواجہ نقشبند سے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ان کو اپنے پاس بٹھاتا ہوں تاکہ ان کو بھیڑیا نہ کھالے ان کے نفس کا بھیڑیا گھات میں ہے۔ اس لئے میں ہر لحظہ ان کا حال دریافت کرتا رہتا ہوں۔

چنانچہ آپ حضرت خواجہ بزرگ کی توجہات عالیہ سے بہت جلد درجۂ کمال کو پہنچ گئے۔ حضرت خواجہ نقشبند اپنی حیات میں ہی بہت سے طالب علموں کی تربیت آپ کے سپرد کر دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ علاؤالدین نے ہمارا بوجھ بہت ہلکا کر دیا ہے۔ آپ سے بہت سے آثار ولایت بدرجہ اتم واکمل ظہور میں آئے اور آپ کے حسن تربیت اور صحبت کی برکت سے بہت سے طالب دوری اور نقصان سے بچ کر قرب وکمال کی پیش گاہ پر پہنچے اور مرتبہ کمال وتکمیل پر فائز ہوئے۔

بعض بزرگوں سے سننے میں آیا ہے۔ کہ قدوۃ المحققین سید شریف جرجانی جو آپ کے اصحاب میں سے تھے۔ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ جب تک میں شیخ زین الدین علیہ الرحمۃ کی صحبت میں نہ پہنچا رفض سے رہائی نہ پائی۔ اور جب تک خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں نہ پہنچا خدا کو نہ پہچانا۔ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ صاحب کے طریقہ خاص کو طریقہ علائیہ کہتے ہیں۔ جس کا ذکر مجدد الف ثانی نے اپنی مکتوبات دفتر اول مکتوب میں بالتفصیل کیا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

تعلیمات:

نمبر ۱ آپ فرماتے ہیں کہ ریاضت سے مقصود تعلقات جسمانی کی پوری نفی اور عالم ارواح وعالم حقیقت کی طرف توجہ تام (مکمل توجہ) ہے۔اور سلوک سے مقصود یہ ہے۔ بندہ اپنے اختیار وکسب سے ان تعلقات میں سے جو مورنخ راہ میں گزر جائے اور ان تعلقات میں سے ہر ایک کو اپنے اوپر پیش کرے۔جس تعلق سے گزر جائے وہ علامت ہے اُس امر کی وہ تعلق مانع نہیں اور غالب نہیں آیا اور جس تعلق میں وہ ٹھہر جائے۔اور اس میں اپنی قلبی وابستگی پائے تو جان لے کہ وہ تعلق اس کے راستے کا مانع ہوگیا ہے۔اس کے قطع کی تدبیر کرے۔

نمبر ۲ آپ فرماتے ہیں کہ مرشد کے ساتھ تعلق اگرچہ حقیقت میں غیر ہے اور آخر میں اس کی بھی نفی کرنی چاہیے۔مگر ابتداء میں یہ تعلق وصول کا سبب ہے اور اس کے ماسوا کی نفی کرنا لوازم سلوک سے ہے۔ہر طرح سے مرشد کی خوشنودی طلب کرنی چاہیے۔

نمبر ۳ آپ فرماتے ہیں کہ بڑے بڑے جلیل القدر مشائخ کا ارشاد ہے۔**التوفیق مع السعی** ۔توفیق کوشش کے ساتھ ہے۔اس طرح مرشد کی روحانیت کی مدد طالب کے بقدر کوشش ہوتی ہے جو شیخ مقتداء کے امر سے ہو بغیر اس کوشش کے مرشد کی مدد کو بقاء نہیں۔کیونکہ طالب کی طرف شیخ کی توجہ چند روز سے زیادہ باقی نہیں رہتی۔

نمبر ۴ جب ملک وملکوت طالب سے پوشیدہ وفراموش ہو جائے تو یہ مرتبہ فنا ہے۔اور جب سالک کی ہستی بھی سالک سے پوشیدہ ہو جائے۔تو یہ مرتبہ فناء وفنا ہے۔

نمبر ۵ آپ فرماتے ہیں کہ مشائخ کبار کے مزارات کی زیادہ زیارت کرنے والا اسی قدر فیض لے سکتا ہے۔جس قدر اس نے بزرگ کی صفت کو پہچانا ہے۔اور اُس کی صفت کی طرف متوجہ اور اس میں مستغرق ہوا ہے۔اگرچہ مزارات مقدسہ کی زیارت میں ظاہری قرب کا بہت اثر ہے۔لیکن حقیقت میں ارواح مقدسہ کی طرف توجہ کے لئے ظاہری دوری مانع نہیں۔

نمبر ۶ آپ فرماتے ہیں کہ اہل اللہ کی صحبت میں رہنا عقل معاد کی زیادتی کا ذریعہ ہے۔

نمبر ۷ آپ فرماتے ہیں کہ خاموشی تین صفتوں میں سے خالی نہیں ہونی چاہیے۔خطرات کی نگہداشت دل کے ذکر کا مطالعہ اور مشاہدہ احوال جو دل پر گزرتا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

کشف و کرامت:

بخارا میں علماء کی ایک جماعت کے درمیان رویئت باری تعالیٰ میں مباحثہ ہوا۔ انہوں نے بالاتفاق خواجہ علاؤالدین عطاء رحمتہ اللہ علیہ کو ثالث تسلیم کرلیا۔ اور آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر طالب فیصلہ ہوئے۔ آپ نے منکرین رویت جو مذہب معتزلہ کی طرف راغب تھے سے فرمایا کہ تم تین دن تک چپ چاپ باوضو ہماری صحبت میں رہو۔ بعدازاں ہم فیصلہ دیں گے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تیسرے روز ان پر ایسی کیفیت طاری ہوئی۔ بے ہوش ہو کر زمین پر لوٹنے لگے جب ہوش میں آئے تو نہایت نیازمندی سے عرض کرنے لگے کہ ہم رویت حق پر ایمان لاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ کبھی بھی حضرت خواجہ کی خدمت اقدس سے غیر حاضر نہ ہوئے اور تمام عمر آپ کی خدمت میں گزاری۔

کرامت ۲:

حضرت خواجہ محمد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ علاؤالدین عطاء رحمتہ اللہ علیہ اپنی وفات سے سات سال پہلے اوائل شعبان ۷۹۵ھ میں چغانیاں سے حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمتہ کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے آٹھارہ روز بعد بخارا میں پہنچے۔ اور اوائل شوال میں واپس آئے۔ عید رمضان کی رات کو بخارا میں تھے کہ اُس رات حضرت خواجہ نقشبند خواجہ بہاؤالدین علیہ الرحمتہ کے ایک درویش نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت بڑی شاندار بارگاہ ہے۔ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمتہ کے ساتھ اس بارگاہ کے قریب ہیں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ بارگاہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ آپ حضرت خواجہ بزرگ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمتہ کے ہمراہ اس بارگاہ میں داخل ہوئے اور تھوڑی دیر بعد وہاں سے نہایت خوش وخرم نکلے اور فرمایا کہ مجھے یہ کرامت عطا کی گئی ہے۔ جو شخص میری قبر کے گرد چاروں طرف سو سو فرسنگ کے اندر دفن ہوگا میں باذن الٰہی اس کی شفاعت کروں گا اور پیروی کرنے والوں کو ایک ایک فرسنگ تک شفاعت کرنے کا موقع ملا ہے۔

وصال باکمال:

بروز دوشنبہ رجب ۸۰۲ھ ۱۴۰۰ء کو آپ بیمار ہوئے اور چہارشنبہ کی رات ۱۸ رجب کو عشاء کے بعد آپ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک چغانیاں علاقہ بخارا میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

سراج الملۃ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

مالک دوربین، پیشوائے اہل دین، متمکن بمقام یقین، گم گشتۂ وصال، آزاد کردۂ ذوالجلال، بحرالحقائق، کاشف دقائق، عالم علوم الٰہی، غریق بحر نامتناہی، حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام سیّد رضی الدین محمد باقی تھا آپ کے والد ماجد قاضی عبدالسلام خلجی سمرقند کے ایک باعمل انسان تھے۔ وہ روزگار کی تلاش میں اپنا وطن چھوڑ کر کابل پہنچے۔ اور وہیں شادی کی۔ آپ کے والد ماجد اکثر کہتے تھے کہ میرا فرزند پیدائشی ولی ہے۔ اس کی پیدائش میرے لئے اور میرے خاندان کے لئے باعث برکت ہوگی۔ آپ کی پیشانی دیکھ کر والد ماجد فرماتے ہیں کہ میرے گھر میں ایک آفتاب اتر آیا ہے۔ بچپن ہی میں آپ تمام دن گوشہ تنہائی میں گزار دیتے تھے۔

ابتدائی حالات:

علوم ظاہری کا ابھی کچھ عرصہ باقی تھا کہ آپ کو تلاش حق کی طلب ہوئی۔ اسی جستجو میں ایک مرتبہ آپ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمۃ کی بھی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور ان سے باطنی طور پر بیعت توبہ کی اور اس طرح سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے اور روحانی طور پر آپ کے دست حق پر بیعت توبہ کی۔

بیعت وخلافت:

آپ مولانا خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہیں مولانا نے آپ کو سلسلہ نقشبند کا طریقہ اور اوراد ووظائف کی تلقین کی۔

عاجزی وانکساری:

آپ پر عاجزی وانکساری اس حد تک غالب تھی کہ اگر کسی طالب سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی تو آپ فرماتے کہ یہ بے چارے فقیر کیا کریں یہ تو ہماری ہی بدبختی کا اثر ہے۔ جو ان پر منعکس ہوتا ہے۔ آپ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی طالب آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضر

Marfat.com
Marfat.com

ہوتا تو آپ اس سے عذر فرماتے اور فرماتے کہ میں کب لائق ہوں تم نے اس کا جو گمان کیا ہے۔ میں اس کے شایان نہیں تم کسی اور جگہ جاؤ اور اگر کوئی راہبر ملے تو مجھے بھی اطلاع دینا کہ ہم بھی اس کی خدمت میں حاضر ہوں مگر صادق العقیدہ طالب آپ کے آستانہ کو نہ چھوڑتے اور اپنے مقصود کو پہنچتے۔

تحمل و بردباری:

صاحب زبدۃ المقامات کا بیان ہے کہ ایک روز میں مسجد کے ایک گوشہ میں تنہا بیٹھا ہوا تھا اور مجھ سے کچھ فاصلے پر ایک فقیر دوسرے فقیر سے اولیاء اللہ کا تذکرہ کر رہا تھا۔ اس ضمن میں اس نے کہا کہ میں نے عمر بھر ایک شخص کو دیکھا جو بے نفسی اور بردباری میں اِس زمانہ میں بے مثل ہے۔ اور حضرت خواجہ باقی باللہ کا نام لیا اور بیان کیا کہ میں حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر تھا ناگاہ خبر پہنچی کہ حضرت عارف باللہ خواجہ باقی باللہ تشریف لا رہے ہیں۔

چنانچہ خدام نے مزار شریف میں آپ کے لئے تخت بچھایا اور اس پر فرش تکیہ لگایا آپ کی تشریف سے پہلے ایک آزاد فقیر تشریف لائے اور اِس کی نظر فرش اور تکیہ پر پڑی اور پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ اور کس کے لئے ہے۔ خدام نے کہا کہ یہ فلاں بزرگ کے لئے ہے۔ یہ سُن کر وہ بزرگ کو سخت سست کہنے لگا۔ اِسی اثناء میں حضرت خواجہ بھی وہاں آ پہنچے اور فقیر آپ کو دیکھ کر اور بھی طیش میں آ گیا۔ اور آپ سے کہنے لگا کہ اے شخص تو ایسی کون سی لیاقت رکھتا ہے۔ کہ یہاں تیرے واسطے فرش بچھایا جائے۔ حضرت خواجہ کے ہمراہ جو درویشوں کی بڑی فوج تھی وہ یہ بدکلامی سُن کر بے آرام ہوگئی اور یہ چاہتی تھی کہ اس بے لگام فقیر کو تنبیہ کرے مگر حضرت نے اپنی نگاہِ خشم آلود سے سب کو اِس ارادے سے باز رکھا اور خود اس بدزبان فقیر کے پاس جا کر نہایت نرمی سے عذر کیا اور فرمایا کہ میں کسی لائق نہیں ہوں۔ آپ جو کچھ فرماتے ہیں۔ یہ سارا تکلف میرے اشارے اور علم کے بغیر ہوا ہے۔ آپ معاف کیجئے۔ اور بدنصیب کے پیچھے اپنا مغز خالی نہ فرمایئے۔ آپ زبان مبارک سے فرماتے جاتے اور آستین مبارک سے اُس کا پسینہ پونچھتے جاتے اور اظہار تواضع فرماتے جاتے چند درہم جو خود اس فقیر نے مانگے تھے دے رہے تھے۔ راوی کا قول ہے کہ میں نے کسی طرح کا تغیر وتذبذب آپ کے حال وقال میں نہیں دیکھا۔ اور اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ نفس کشی جسے کہتے ہیں وہ اس عالم میں موجود ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

شفقت ورحم:

حضرت خواجہ کی شفقت ورحمت کا یہ عالم تھا۔ کہ ایک دفعہ لاہور میں قحط پڑا۔ آپ شہر میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے کئی دن تک کھانا نہ کھایا۔ جس وقت آپ کے آگے کھانا رکھا جاتا فرماتے کہ یہ انصاف سے بعید ہے۔ کہ ایک تو کوچہ میں بھوک کے مارے جان دے رہے ہیں۔ اور ہم کھانا کھائیں۔ آپ اُس کھانے کو بھوکوں کے لئے بھیج دیتے۔ اور آپ قوت روحانی پر گزارہ کرتے۔

زہد وتقویٰ:

حضرت خواجہ باقی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے زہد واستغناء کا یہ حال تھا کہ آپ کی مجلس میں امور دنیا کا ذکر ہوتا تھا۔ اگر کوئی حاجت مند حاضر ہوتا۔ تو اِس کی سفارش فرمادیتے تھے۔ اور کاموں میں اپنے درویشوں کے لئے سوائے مسکنت وقناعت کے کچھ نہ چاہتے۔ اور فرماتے کہ جس کو ہم سے مالی امداد پہنچے۔ وہ یقین کرلے کہ اس کے ساتھ ہم کو دینی محبت کم ہے۔ آپ کے عقیدت مندوں میں سے بعض متمول اور مال دار حضرات التماس کرتے تھے کہ اگر حکم ہو تو آستانہ عالیہ کے لئے اور فقراء کے لئے کچھ روزینہ مقرر کردیا جائے۔ مگر آپ اُن لوگوں کو اجازت نہ دیتے تھے۔ جن لوگوں نے آپ کے ساتھ نسبت حضوری درست کرلی تھی۔ عام لوگوں سے منظور فرمالیتے تھے۔ آپ متاع دنیاوی قبول کرنے سے اس قدر متنفر تھے کہ جس وقت آپ نے سفر حجاز کا ارادہ کیا۔ تو مرزا خانخاناں نے جو فقراء بالخصوص حضرت خواجہ سے کمال عقیدت رکھتا تھا۔ ایک لاکھ روپیہ بطور نذرانہ خرچ کے لئے بھیجا جو آپ نے قبول کرنے سے انکار کرکے واپس بھیج دیا۔

سیرت:

آپ کے کھانے پینے کے لئے اگر کئی روز تک آپ کے لئے ایسا کھانا لایا جاتا جو آپ کو مطبوع ومرغوب نہ ہوتا تو آپ ہرگز نہ فرماتے کہ اور طرح کا کھانا لاؤ۔ اسی طرح اگر بدن مبارک کے کپڑے میلے ہو جاتے تھے تو یہ نہ فرماتے کہ دوسرے صاف وسفید کپڑے لاؤ آپ تنگ و تاریک کمرے میں رہتے۔ یہاں تک کہ وہ شکستہ ہو جاتا یا کوڑے کرکٹ سے اٹ جاتا مگر آپ تسلیم ورضا کے ایسے بحر میں غرق تھے کہ اس کی صفائی ومرمت اور روشنی کا ذکر تک آپ کی زبان مبارک پر نہ آتا۔ باوجود ایسی تسلیم ورضا اور ضعف بدنی کے جو دائمی تھا۔ آپ ہر وقت باوضو رہتے اور کثرت سے طاعت بجالانے کا شوق تھا نماز عشاء پڑھ کر آپ حجرے میں تشریف لے جاتے

Marfat.com
Marfat.com

کچھ دیر مراقب ہو جاتے۔ پھر جب اعضاء میں درد محسوس ہوتا تو کچھ دیر آرام فرماتے پھر اسی طرح کرتے۔ حتیٰ کہ رات گزر جاتی۔

دستور العمل:

ستر احوال دید قصور عزلت نیشی میں فقہائے متورع کی طرف رجوع کیا کرتے تھے تمام امور میں آپ کا عمل عزیمت وا ولے پر تھا۔ سماع ورقص و وجد کو آپ کے ہاں دخل نہ تھا۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ ایک درویش نے آپ کے حضور میں با آواز بلند پکار کر کہا۔ اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ ہماری مجلس کے آداب کو ملحوظ رکھ کر ہمارے پاس آیا کرے۔

تعلیمات:

آپ فرماتے ہیں کہ توکل یہ نہیں کہ ظاہری اسباب کو چھوڑ دیں اور بیٹھے رہیں۔ کیونکہ یہ تو بے ادبی ہے بلکہ کسب شروع مثلاً کتابت وغیرہ کو اختیار کرنا چاہیے۔ اور نظر سبب ہی پر نہ رکھنی چاہیے کیونکہ سبب مثل دروازے کے ہے۔ جو حق سبحانہ نے سبب پر پہنچنے کے لئے بنایا ہے۔ اس صورت میں اگر کوئی شخص دروازے کو بند کر لے کہ خدا اوپر سے پھینک دے گا۔ تو یہ اس کی بے ادبی ہے۔ کیونکہ دروازہ خدا کا بنایا ہوا ہے۔ اور اس بات پر دلیل ہے کہ کھلا ہے کھلے ہوئے کو بند نہ کرنا چاہیے بعد ازاں اسے اختیار ہے چاہے دروازے سے بھیجے یا اوپر سے پھینک دے۔

نمبر۲:

سلوک کے دس مقاموں کی تحقیق کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص مصیبت میں گرفتار ہے۔ یا دنیا سے کچھ رغبت رکھتا ہے۔ یا سبب پر نظر رکھتا ہے۔ یا بقدر ضرورت معاش پر اکتفا نہیں کرتا۔ یا لوگوں سے میل جول رکھتا ہے۔ یا اس کے اوقات حق تعالیٰ وسبحانہ کے ذکر سے معمور نہیں یا خدائے عزوجل سے غیر خدا طلب کرتا ہے۔ یا نفس کے ساتھ مجاہدہ نہیں کرتا یا اپنی ذات اور اپنے احوال پر نظر رکھتا ہے۔ اور اپنی قوت وطاقت پر بھروسہ کرتا ہے۔ یا اپنے تئیں احکام ازلیہ کے حوالہ نہیں کرتا۔ وہ طریق کے سلوک میں ناقص ہے۔ مخفی نہ رہے کہ بعضے نسبتی درویش جو اپنی خواہشات و ضروریات سے نکل چکے ہیں۔ ضروری معاش پر اکتفا کرنے اور لوگوں سے میل جول نہ رکھنے اور نفس کے ساتھ ساتھ مجاہدہ کرنے میں کسی خاص وجہ سے ثابت قدم نہ رہتے۔ ہر ایک کیلئے ایک جہت ہے جس کی طرف وہ چاہے منہ کرے۔

Marfat.com
Marfat.com

نمبر۳:

مشائخ جولوگوں کے ارشادات وتربیت میں مشغول ہوتے ہیں۔ان کا باعث ان تین چیزوں میں سے ایک ہوا کرتا ہے۔(نمبر۱) حق سبحانہ کا الہام یا پیر کا حکم وامر یا بندگان خدا پر شفقت یعنی جب وہ لوگوں کو گمراہی میں دیکھتے ہیں۔اور گمراہی کو ان کے عذاب وضرر کا سبب جانتے ہیں تو نہایت رحم یعنی نرم مزاجی سے ان کہ عذاب کا دفیعہ چاہتے ہیں۔پس شفقت کا منشا یہ ہے کہ شریعت کے رواج دینے کو اپنے اوپر لازم کر کے لوگوں کو وعظ ونصیحت سے حفظ وآداب اور اقامت شرائع کا حکم دیں۔مثلاً فقہ وحدیث کا پڑھنا، پڑھانا اور اس کے مطابق عمل کرنا۔مگر ان کو واصل بحق کرنا۔شفقت کی شرط نہیں ہے بلکہ وہ ایک زائد امر ہے۔اس موقعہ پر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اس طریقۂ تربیت کا ماحصل انجذ اایمانی ہے۔جس کی دعوت تمام انبیاء رُسل دیتے رہے ہیں۔

کشف وکرامت:

شہر دہلی کے ایک فاضل نے ایک باکرہ عورت سے نکاح کرلیا کئی سال تک وہ اس پر قادر نہ ہوسکا۔اُس نے اس کا علاج معالجہ بہت کیا مگر اس کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوسکا ایک روز حضرت خواجہ سوار ہوکر کسی جگہ جارہے تھے۔اس نے راستے میں آپ کے گھوڑے کی باگ تھام لی اور نہایت نیازمندی سے اپنا قصہ عرض کیا۔حضرت خواجہ باقی اللہ کو اس کی حالت پر بہت رحم آیا۔

چنانچہ آپ نے گھوڑے سے اتر کر اُس کو بغل میں لے کر خوب معانقہ کیا اور فرمایا جاؤ فتح ہے۔فاضل موصوف نے اُسی وقت اپنے جسم میں عجیب قوت محسوس کی۔اور نہایت آسانی سے اپنی عورت پر قادر ہوگیا۔

کرامت ۲:

ایک خلیفہ کا تین چار سال کا لڑکا حصار فیروز آپ کی دیوار سے گر پڑا دیوار کے نیچے سنگین فرش تھا۔گرتے ہی اُس کے کانوں سے خون بہنے لگا اور سانس بند ہوگیا گریہ وزاری اور بے قراری کی حالت میں ماں کو سوائے اس کے کوئی چارہ نہ سوجھا کہ حضرت خواجہ کے قدم محترم میں سر رکھ کر اس کی زندگی کی درخواست کی۔حضرت کی یہ عادت تھی کہ آپ اپنی توجہ وتصرف کو بہت چھپاتے تھے۔آپ نے طب کی ایک کتاب طلب کی اور فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا نہ مرے گا۔

Marfat.com
Marfat.com

حاضرین نے تعجب کیا۔ کہ کونسی کتاب سے بات بتادی ہے۔ آپ ایک لحظہ خاموش رہے۔ قریب المو ت لڑکا اپنی حالت پر آ گیا لوگ حیران رہ گئے۔

کرامت ۳:

ایک دفعہ ایک فوجی افسر نے حضرت خواجہ کے ایک ہمسائے پر ظلم کیا آپ وہ ظلم دیکھ کر بیقرار ہو گئے۔ اور اس افسر کو نصیحت کی مگر وہ بدبخت باز نہ آیا حضرت خواجہ کو اس مظلوم پر نہایت رحم آیا۔ آپ نے اس افسر سے فرمایا کہ ہمارے خواجگان بہت غیرت مند ہیں۔ یہ انہیں کہ پڑوس میں رہتا ہے۔ خبردار دو تین دن ہی گزرے تھے کہ وہ افسر ایک چور کے خون کے مقدمے میں گرفتار ہو کر قید ہوا اور اُس کے بعد قتل کر دیا گیا۔

وصال:

۲ ماہ جمادی الاخر ۱۰۱۲ھ میں امراض جسمانی نے آپ پر غلبہ پایا ان دنوں میں آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ عبید اللہ اصرار علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا ہے کہ فرما رہے ہیں۔ کہ پیراہن پہنو۔ یہ خواب بیان کر کے آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ اگر ہم زندہ رہے۔ تو ایسا ہی کریں گے ورنہ کفن بھی ایک طرح کا پیراہن ہے۔ پچیس جمادی الآخر ہفتہ کے روز آپ پر احتضار کے آثار نمایاں ہوئے۔ اسی اثناء میں ایک درویش کی زبان سے کلمہ یا الہ العالمین۔ نکلا آپ نے فوراً اُس کی طرف منہ پھیر کر دیکھا حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت خواجہ کی یہ توجہ نام محبوب کے سننے کے شوق سے ہے۔ اس کلام سے چشم مبارک میں آنسو بھر لائے۔

چنانچہ بعد نماز عصر جب تھوڑا دن باقی رہ گیا۔ تو آپ اسم ذات کے ذکر میں مشغول ہو گئے۔ اور اسی روز اللہ اللہ کرتے ہوئے اس دنیائے فانی سے انتقال کر گئے۔ دوسرے روز آپ کے اصحاب وارادت مندوں نے مشورہ کر کے ایک صاف ستھرے مقام پر آپ کی قبر مبارک کھودوائی۔ لیکن جب جنازہ اٹھا کر چلے تو تمام درویشوں پر ایک بے خودی سی طاری ہو گئی۔ اور اس بے خودی اور دیوانگی کی وجہ سے جو حاملان جنازہ پر طاری تھی۔ تابوت کو اس مقام پر نہیں اتارا۔ جہاں قبر تیار کی گئی تھی ایک اور جگہ پر جا کر اُتار دیا اتارنے کے بعد کیا دیکھتے ہیں۔ کہ یہ وہی زمین ہے جہاں ایک روز حضرت نے وضو کر کے دوگانہ ادا فرمایا تھا۔ اور اٹھتے بیٹھتے وہاں کی خاک آپ کے دامن مبارک پر لگ گئی تھی اس پر آپ نے زبان مبارک سے فرمایا تھا اس جگہ کی خاک ہماری دامن گیر ہوئی ہے۔ لہٰذا ہمارا مدفن یہیں ہوگا اس واقعہ کے یاد آنے کے بعد اسی جگہ قبر کھود کر دو ہیں

Marfat.com
Marfat.com

آپ کو دفن کیا گیا یہ مقام دہلی میں صدر بازار کے قریب قطب روڈ پر واقع ہے۔شروع میں آپ کا مزار کچا تھا بعد میں مولانا حسام الدین کی کوشش سے نہایت شاندار بن گیا ہے۔اوراس کے ساتھ مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے۔آپ کی مرقد منورہ پر گنبد نہیں بنایا گیا۔صرف ایک بلند چبوترہ بنا دیا گیا ہے۔آپ کا یہ تصرف آج بھی موجود ہے کہ اس چبوترے پر سخت گرمی میں بھی پاؤں کو تکلیف و حرارت محسوس نہیں ہوتی بلکہ بہت ہی پُرسکون جگہ ہے۔فقیر راقم الحروف کو اس درگاہ میں حاضری کا اتفاق نصیب ہوا ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندیؒ

تعارف:

عارف ربانی، مجسم روحانی، مقرب رب رحمان، پیشوائے جن وانسان، غریق بحر وحدت و صمدیت، آگاہ و جمال معرفت وکمال حقیقت مقرب ومقتدائے ارباب ہدایت، ولی صاحب ولایت علی الاطلاقِ بالاتفاق، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ صاحب علم، عمل، واقف، اسرار، طریقت، برہان شریعت ہیں۔ آپ کی پیدائش سے پہلے بڑے بڑے اکابرین اولیائے امت نے آپ کی پیدائش کی بشارت دی تھی۔ آپ علم شریعت وطریقت ومعرفت وحقیقت کے رموز وحقائق سے واقف تھے۔ آپ مجاہدہ و ریاضت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ آپ ایک صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ دین اسلام کی تبلیغ کے سلسلہ میں جو تکالیف آپ نے برداشت کیں۔ اُس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام نامی شیخ عبدالاحد فاروقی ہے۔ جو حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید ہیں۔

آپ کا شجرہ نسب:

آپ کا شجرہ نسب اِس طرح ہے۔ حضرت شیخ احمدؒ بن شیخ عبدالاحدؒ بن شیخ العابدینؒ بن شیخ عبدالحئیؒ بن شیخ محمدؒ بن شیخ یوسفؒ بن شیخ اسحاقؒ بن شیخ عبداللہؒ بن شیخ شعیبؒ بن شیخ احمدؒ بن شیخ یوسفؒ بن شیخ شہاب الدینؒ علی الملقب بہ فرخ شاہؒ بن نصیرینؒ بن شیخ محمودؒ بن شیخ سلیمانؒ بن شیخ منصورؒ بن شیخ عبداللہؒ الواعظ الاصغرؒ بن شیخ عبداللہؒ الواعظ الاکبرؒ بن شیخ ابوالفتحؒ بن شیخ اسحاقؒ بن شیخ ابراہیمؒ بن شیخ ناصرالدینؒ بن شیخ عبداللہؒ بن امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔

ولادت:

آپ کی ولادت شہر سرہند ریاست پٹیالہ میں شب جمعہ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ کو ہوئی آپ کے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالاحد کا بیان ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ تمام جہان میں ظلمت پھیل گئی ہے۔ سور، بندر اور ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے

Marfat.com
Marfat.com

ہیں اس اثناء میں میرے سینے سے ایک نور نکلا اور اس میں ایک تخت ظاہر ہوا۔ اور تخت پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے۔ اور اس کے سامنے تمام الحالموں اور زندیقوں اور ملحدوں کو بکرے کی طرح ذبح کیا جا رہا ہے۔ اور کوئی شخص با آواز بلند کہتا ہے۔
وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا اس خواب کی تعبیر آپ کے والد بزرگوار نے حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ سے دریافت کی۔ انہوں نے توجہ کے بعد فرمایا کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس سے الحاد و بدعت کی تاریکی دور ہو جائے گی۔

چنانچہ یہ تعبیر حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔ بعد از ولادت آپ ایام رضاعت میں کچھ علیل ہو گئے۔ تو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت شاہ کمال علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لے گئیں حضرت شاہ صاحب نے اپنی زبان مبارک آپ کے منہ میں دے دی اور آپ اسے دیر تک چوستے رہے۔ اُس کے بعد حضرت شاہ کمال علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو۔ یہ لڑکا بڑی عمر کا ہوگا۔ اور عالم باعمل اور عارف کامل ہوگا۔ میرے تیرے جیسے بہت سے اس سے پیدا ہوں گے۔

تحصیل علم:

آپ جب سن شعور کو پہنچے تو آپ کو مکتب میں داخل کرا دیا گیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے قرآن کریم حفظ کر لیا بعد ازاں اکثر علوم کی تکمیل اپنے والد ماجد ہی سے کی اس کے بعد آپ سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ اور وہاں معقولات کی بعض کتابیں مثنوی وغیرہ فاضل محقق مولانا کمال کشمیری سے اور حدیث شریف کی بعض کتابیں مولانا یعقوب کشمیری سے پڑھیں الغرض آپ ۱۷ سال کی عمر شریف میں علوم ظاہری کی تحصیل کے سب مرحلے طے کر کے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہو کر تدریس میں مشغول ہو گئے اور طلبہ علوم کو اپنی برکات سے بہرہ ور فرماتے رہے۔ اس اثناء میں آپ نے عربی فارسی میں متعدد رسالے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ تحریر فرمائے۔ رسالہ تہلیلہ رسالہ اثبات نبوت اور رسالہ ردشیعہ ان ہی رسائل میں سے ہیں۔

بیعت وخلافت:

آپ کو حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ مقدس رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا شوق مدت سے دامن گیر تھا آپ نے اپنے والد ماجد کی وجہ سے جو نہایت ضعیف العمر تھے اس ارادے کو ملتوی رکھا ہوا تھا۔ ۱۰۰۷ھ ۲۷ جمادالآخر بعمر اسی سال میں آپ کے والد بزرگوار نے وصال فرمایا اس کے بعد اگلے سال آپ حج کے ارادے سے روانہ ہوئے۔

Marfat.com
Marfat.com

جب آپ دہلی پہنچے۔ تو مولانا حسن کشمیری نے جو آپ کے دوستوں میں سے تھے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی بہت تعریف کی اور اُن سے ملنے کی ترغیب دی۔ آپ کو نسبت خاندان نقشبندیہ عالیہ کا شوق پہلے ہی سے تھا۔ اس لئے آپ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے حضرت خواجہ بھی آپ سے بڑی مہربانی سے پیش آئے۔ اور آپ کا ارادہ ومقصد دریافت کیا۔ آپ نے اپنا عزم ظاہر کیا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کا یہ شوق نہ تھا کہ کسی طالب کو بذات خود اپنے آپ اخذ طریقہ کا اشارہ کریں یا ایسے مقدس سفر سے روک کر اپنی خانقاہ میں سکونت کے لئے ارشاد فرمائیں مگر چونکہ شہباز بلند پرواز کی قابلیت اور استعداد بلند پر نظر عالی تھی اس لئے اپنی عادت سے تجاوز کر کے فرمایا اگر چہ تم سفر مبارک کا ارادہ رکھتے ہو۔ لیکن کچھ مدت کم سے کم ایک ماہ یا ایک ہفتہ فقراء کی صحبت میں رہو تو کیا حرج ہے۔

چنانچہ حسب الارشاد آپ نے ایک ہفتہ قیام کیا ابھی دو روز نہ گزرے تھے کہ حضرت خواجہ کی کشش وتصرف باطنی سے آپ پر اخذ طریقہ نقشبندیہ کا شوق غالب ہوا آپ نے حضرت خواجہ سے بیعت کے لئے عرض کیا حضرت خواجہ نے فی الفور بغیر استخارہ کے داخل طریق کر لیا اور خلوت میں لے جا کر توجہ شروع کی۔

چنانچہ اسی وقت آپ کا دل منور ہو گیا اور حلاوت از پیدا ہوا اور روز بروز ترقیات وعروجات ظاہر ہونے لگے۔ بعدازاں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت بھی عطا فرمایا۔

سیرت:

صبر وشکر، تسلیم ورضا۔ حسب حال ہر ایک کی تعظیم، لوگوں پر شفقت، صلہ، رحم ارباب حقوق کی رعایت مریضوں کی عیادت سلام میں سبقت، کلام میں نرمی آپ کا شیوہ تھا۔ آپ کا طریقہ عمل پر عزیمت تھا۔ عبادت وعادات میں نہایت احتیاط اور سنت کا کمال اتباع ملحوظ تھا۔ عبادت و ریاضت میں بے مثل و بے نظیر تھے۔

ابتدائی حالات:

جس رات کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ولادت شریف ہوئی اُس رات کو مغل شہنشاہ اکبر اعظم نے ایک وحشت ناک خواب دیکھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ شمال کی جانب سے ایک آندھی آئی اور اُس نے دیکھتے ہی دیکھتے اکبر اعظم کو تخت سمیت اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ بادشاہ نے بڑے ہاتھ

Marfat.com
Marfat.com

پاؤں مارے مگر اپنے آپ کو نہ بچاسکا۔ صبح اٹھتے ہی اس نے اپنے دربار کے نجومیوں کو طلب کیا اور عالموں کو اپنا خواب بیان کر کے خواب کی تعبیر طلب کی۔ چنانچہ ایک عالم نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ ایک بچہ پیدا ہوگا جو آپ کے بنائے ہوئے آئین کو جلا کر رکھ دے گا۔ بادشاہ یہ تعبیر سن کر بہت گھبرایا اور سوچنے لگا کیوں نہ اس رات کو پیدا ہونے والے بچوں کو قتل کر دیا جائے مگر پورے ہندوستان کے بچوں کا پتہ چلانا۔ جو اس رات پیدا ہوئے ناممکن ہے اور نہایت ہی مشکل کام تھا۔ اگرچہ اس بات کا پتہ لگ بھی جاتا تو یہ شناخت بہت مشکل تھی کہ وہ بچہ کون ہے۔ چنانچہ اکبراعظم چپ ہو رہا۔

حضرت مجدد الف ثانی نے جس ماحول میں پرورش پائی وہ ایک خالص دینی ماحول تھا مگر اس ماحول سے ہٹ کر دور دور تک اکبر کی پھیلائی خرابیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ اکبر کے درباریوں نے اس کو دیوتا بنا رکھا تھا۔ لوگ اس کو سجدہ کرتے تھے۔ اکبر نے ایک نئے مذہب دین الٰہی کی بنیاد ڈالی تھی۔ عربی مہینے موقوف ہو چکے تھے۔ اُن کے بجائے دین الٰہی کا ایک نیا مہینہ جاری ہوا۔ گائے کی قربانی پر پابندی لگا دی گئی۔ بادشاہ نے عربی کے خاص حروف ''ث، ح، ع، ص، ض، ط، ظ'' کو حروف تہجی سے نکال دیا۔

چنانچہ عبداللہ کو ابداللہ احمد کو اہمد علیم کو الم۔ ثواب کو سواب لکھا اور بولا جانے لگا۔ لوگ اسلام علیکم کی جگہ اللہ اکبر اور اس کے جواب میں جل جلالہ بولتے تھے۔ اللہ اکبر سے اکبر اور جل جلالہ میں جلال الدین بادشاہ کے نام سے نسبت پیدا کی گئی۔ یہ وہ زمانہ اور حالات تھے جن میں حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی پرورش پا رہے تھے۔

شادی:

جن دنوں اکبر کا بنایا ہوا دین الٰہی زوروں پر تھا اسی دور میں آپ کی شادی ہوئی۔ تھانیسر کے حاکم شیخ سلطان چونکہ ایک باشرع عالم دین اور متقی و پرہیزگار اور دیندار آدمی تھے۔ وہ گائے کی قربانی کرتے تھے۔ جو حاکم وقت شہنشاہ کے حکم کی کھلی خلاف ورزی تھی لوگوں نے بادشاہ اکبراعظم سے شیخ سلطان کی شکایت کی۔ کہ شیخ سلطان گائے کی قربانی کرتے ہیں۔ بادشاہ نے اسی جرم میں شیخ سلطان کو تھانیسر سے بھکر جلاوطن کر دیا لیکن کچھ عرصے بعد خانخاناں کی سفارش پر دوبارہ تھانیسر واپس بلا لئے گئے۔

کشف:

اسی دور میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اپنے

Marfat.com
Marfat.com

مریدوں میں بیٹھے ہوئے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم پر ایک مصیبت آنے والی ہے۔ مگر وہ ہمارے واسطے ترقیوں کا باعث بنے گی۔

چنانچہ ان دنوں آگرہ میں ملکہ نور جہاں کا بھائی آصف خان اور دوسرے امیر جہانگیر کو بھڑکا رہے تھے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے مغلیہ سلطنت کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ آخر بادشاہ نے ایک روز فرمان جاری کر دیا کہ شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ اپنے صاحبزادوں اور مریدوں کے ساتھ بادشاہ کے روبرو پیش ہوں کیونکہ بادشاہ ملنے کے خواہش مند ہیں۔ اس کے ساتھ ہی حاکم سرہند کو بھی حکم جاری کر دیا کہ شیخ احمد کو دارالسلطنت روانہ کیا جائے لوگوں میں افواہ پھیل گئی کہ بادشاہ حضرت مجدد صاحبؒ کو بلا کر قتل کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے اپنے صاحبزادوں کو کسی پہاڑی مقام پر بھیج دیا۔ اور لوگوں سے فرمایا کہ گھبراؤ مت انشاء اللہ بادشاہ ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ یہ تکلیف ایک سال کی ہے۔ پھر ساری عمر آرام ہی آرام ہے۔

چنانچہ آپ اپنے پانچ مریدوں کے ہمراہ آگرہ کی جانب روانہ ہوئے۔ آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر جہانگیر نے اپنے مشیروں کو آپ کے استقبال کی غرض سے شہر سے باہر بھیجا۔ اور آپ کا خیمہ اپنے محل کے قریب نصب کرایا۔ اس کے بعد آپ دربار میں طلب کیے گئے اس وقت رواج تھا کہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے والے بادشاہ کو سجدہ تعظیمی کرتے تھے۔ مگر حضرت مجدد صاحب نے سجدہ نہ کیا اور سر اٹھائے کھڑے رہے۔ ایک امیر نے بادشاہ سے کہا کہ حضور دیکھیے اس شخص کا غرور ملاحظہ فرمائیں۔ اس نے آپ کو سجدہ تعظیمی نہیں کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ شیخ صاحب سجدہ تعظیمی تو کرنا پڑے گا اور آپ کو آداب شاہی کا خیال ملحوظ رکھنا ہی ہوگا۔ آپ نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا کے سوا دوسرے کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ جہانگیر نے کہا کہ اچھا ہم آپ کو اتنی رعایت دیتے ہیں کہ آپ اپنا سر ذرا جھکا لیں۔ ہم اسے سجدہ تعظیمی میں شمار کر لیں گے مگر اس بات پر بھی آپ نے سختی سے انکار کر دیا۔

چنانچہ جہانگیر کو غصہ آ گیا جو ہماری زبان سے نکل چکا ہے۔ اس کی تعمیل ہو کر رہے گی چنانچہ اس نے اپنے مشیروں کو حکم دیا کہ آپ کا سر جبراً جھکایا جائے۔ امراء نے آپ کے سر اور گدی کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ مگر آپ نے پوری قوت سے اپنا سر اکڑا لیا۔ حتیٰ کہ اس کشمکش میں حضرت مجدد صاحب کی ناک سے خون جاری ہو گیا۔ مگر گردن کو جہانگیر کے سامنے نہ جھکنے دیا اس پر جہانگیر کو کچھ رحم تو آیا۔ مگر حکومت کا غرور دل میں سمایا ہوا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ آپ کو محل کے چھوٹے دروازے کی جانب سے اندر لے آؤ۔ کیونکہ جب آپ محل کے چھوٹے دروازے سے

Marfat.com
Marfat.com

اندر داخل ہونگے تو سر جھکے گا اور اس کو سجدہ تعظیمی تصور کر لیا جائے گا۔ آپ جب محل کے چھوٹے دروازے کے قریب آئے تو آپ نے اپنی گردن پیچھے کی طرف جھکا لی اور دروازے میں پہلے اپنا ایک پیر داخل کیا اور سر کو پیچھے کی جانب جھکا کر اندر داخل ہو گئے۔ بادشاہ اس پر اور غضب ناک ہوا اس نے حکم دیا کہ آپ کو اور آپ کے تمام مریدین کو گوالیار کے قلعہ میں بند کر دیا جائے۔ قید میں آپ کو سخت اذیت دی جاتی تھی۔ حاکم قلعہ بھی آپ کے ساتھ سختی سے پیش آتا تھا۔ الغرض جہانگیر نے آپ کو تکلیف پہنچانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ آخر ایک دن اس کا ظلم ختم ہو کے رہا۔ خان اعظم خان لودھی اور دوسرے وزیروں اور امیروں نے مہابت خان جرنیل کے ساتھ مل کر بادشاہ کے خلاف بغاوت کی اور بڑی ہوشیاری کے ساتھ مہابت خان نے جہانگیر کو گرفتار کر لیا۔ گوالیار کے لوگوں نے بڑی کوشش کی کہ مجدد صاحب حکومت سنبھال لیں مگر آپ نے انکار کر دیا اور مہابت خان کو سختی سے ہدایت کی کہ فتنہ و فساد کو ختم کیا جائے اور بادشاہ کی اطاعت کرو۔

چنانچہ آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مہابت خان نے بادشاہ کو رہا کر دیا اور گستاخی کی معافی چاہی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد جہانگیر سخت بیمار ہو گیا۔ ایک رات اُس نے خواب دیکھا کہ کوئی بزرگ فرما رہے ہیں کہ تجھ پر یہ مصیبت شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کو تکلیف پہنچانے کی وجہ سے پہنچی ہے اور تو نے مجدد صاحب پر بڑا ظلم کیا ہے۔ مجدد صاحبؒ امام وقت اور اسلام کے مجدد ہیں۔ لہٰذا انہیں رہا کر کے شفا حاصل کر۔ چنانچہ جہانگیر نے فوراً رہائی کا حکم دیا اور درخواست کی کہ جانے سے پہلے مجھ سے ملاقات ضرور کریں۔

حق وصداقت کی کامیابی:

گوالیار کے قلعہ سے رہائی پانے کے بعد آپ آگرہ پہنچے۔ شہزادہ خرم (شاہ جہان) نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے بادشاہ سے ملاقات کے لئے سات شرطیں رکھیں۔ (نمبر۱) سجدہ تعظیمی موقوف کیا جائے۔ (نمبر۲) گائے کی قربانی کا حکم جاری کیا جائے۔ (نمبر۳) جن مسجدوں کو شہید کیا گیا ہے۔ اُن کی تعمیر کا حکم دیا جائے۔ (نمبر۴) دربارِ عام کے قریب مسجد قائم کی جائے۔ (نمبر۵) دینی مدرسے قائم کئے جائیں۔ (نمبر۶) شہروں میں مفتی اور قاضی مقرر کئے جائیں۔ (نمبر۷) شریعت کے خلاف تمام احکام منسوخ کئے جائیں۔ چنانچہ جہانگیر نے آپ کی تمام شرطیں منظور کر لیں اور آپ سے معافی کا طلبگار رہا۔

Marfat.com
Marfat.com

تعلیمات:

آپ فرماتے ہیں کہ قرب بخشنے والے اعمال فرائض ہیں اور فرائض کے مقابلے میں نوافل کا کچھ اعتبار نہیں۔ فرائض میں سے ایک فرض کا ایک وقت میں ادا کرنا ہزار سال کے نوافل کے ادا کرنے سے بہتر ہے۔ اگرچہ خالص نیت سے ادا ہوں اور خواہ کوئی نفل ہوں۔ نماز، زکوٰۃ وذکر وفکر اور مثل ان کے بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ فرائض کے ادا کرنے کے وقت سنتوں میں سے ایک سنت اور آداب میں سے ایک ادب کی رعایت یہی حکم رکھتی ہے۔ یعنی ادائے نوافل سے بدرجہا بہتر ہے۔

نمبر۲:

آپ فرماتے ہیں کہ جاننا چاہیے کہ متکلمین کے لئے پہلی ضروری بات یہ ہے کہ وہ اپنے عقیدوں کو علمائے اہلسنت وجماعت کی رایوں کے مطابق درست کریں۔ کیونکہ نجات اخروی ان بزرگوں کی صواب نمارایوں کی پیروی سے وابستہ ہے۔ اور فرقہ ناجیہ یہی بزرگوار اور ان کے پیرو ہیں اور یہی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریق پر ہیں وہ علوم جو کتاب وسنت سے متضاد ہیں ان میں سے وہی معتبر ہیں جو ان بزرگوں نے کتاب وسنت سے اخذ کئے اور سمجھے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک بدعتی وگمراہ اپنے عقائد فاسدہ کو اپنے زعم فاسدہ میں کتاب وسنت ہی سے اخذ کرتا ہے۔ پس کتاب وسنت کے معانی ومفہوم میں سے ہر ایک معنی معتبر نہیں ہوتا۔

نمبر۳:

آپ فرماتے ہیں کہ پیر کے حقوق تمام حقوق والوں کے حقوق سے زیادہ ہیں۔ بلکہ پیر کے حقوق حق سبحانہ کے انعامات اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کے بعد دوسروں کے حقوق سے نسبت نہیں رکھتے بلکہ سب کے پیر حقیقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگرچہ ظاہری ولادت والدین سے ہے مگر ولادت معنوی پیر کے ساتھ مخصوص ہے۔ ظاہری ولادت کی زندگی چند روزہ ہے مگر ولادت معنوی کی زندگی مستقل ہے۔ اور پیر ہی ہے جو مرید کی نجاست معنویہ کو اپنے قلب وروح سے صاف کر دیتا ہے۔ اور اس کے قلب کو پاک کرتا ہے۔ اِس کو تاحیات جو بعض طالبوں کی نسبت وقوع میں آتی ہیں محسوس کرتا ہے۔ کہ ان کی باطنی نجاستوں کے پاک کرنے میں صاحب توجہ کو بھی کچھ آلودگی پہنچتی ہے۔ اور کچھ دیر تک فکر رکھتی ہے۔ پیر ہی ہے کہ جس کے وسیلہ سے خدائے عزوجل تک پہنچتے ہیں۔ جو دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں سے

Marfat.com
Marfat.com

بڑھ کر ہے پیرہی ہے کہ جس کے وسیلہ سے نفس امارہ جو بذات خود خبیث ہے۔ پاک ہو جاتا ہے۔ اور امارگی سے اطمینان تک پہنچتا ہے اور کفرزنی سے اسلام حقیقی میں آجاتا ہے۔

پس اپنی سعادت کو پیر کے قبول کرنے میں جاننا چاہیے اور اپنی بدقسمتی کو پیر کے رد کرنے میں العیاذ باللہ حق تعالیٰ سبحانہٗ کی رضا کو پیر کی رضا کے پردے پیچھے رکھا ہے۔ جب تک مرید اپنے پیر کی پسندیدہ چیز دل میں گم نہ کرے حق سبحانہ کی مرضیات میں نہیں پہنچتا۔ مرید کی آفت پیر کی ایذا میں ہے۔ اس کے سوا جو لغزش ہو اس کا علاج ممکن ہے۔ لیکن ایذائے پیر کا کوئی علاج کسی چیز سے نہیں کرسکتا۔

کشف وکرامت:

سیّد رحمت اللہ جو حضرت مجدد صاحب کے خاص مریدوں میں سے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ میں اور تین درویش ملک دکن میں ایک صحرا میں جارہے تھے۔ کہ ایک بت خانہ نظر آیا میں نے حضرت مجدد صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے سنا ہوا تھا کہ مسلمانوں سے بتوں اور بت پرستوں کی توہین جس قدر ہو سکے اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس سے غازی فی سبیل اللہ کا ثواب ملتا ہے۔

چنانچہ میں نے حضرت کی نصیحت پر کاربند ہو کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس صحرا میں اس بت خانہ کا کوئی نگہبان نظر نہیں آتا اور اس بت خانہ کو ویران کردیں۔

چنانچہ ہم نے ایک بت توڑ دیا اور بعض دیواروں کے گرانے کے لئے کمربستہ ہو گئے اسی اثناء میں ایک ہندو کاشتکار نے دور سے بت خانہ کا یہ حال دیکھا اور دوڑ کر گاؤں والوں کے پاس گیا۔ جو اس بت خانہ میں بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اور اُن سے تمام ماجرا بیان کرنے لگا۔ ناگاہ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ قریباً ہزار بت پرست لاٹھیاں پتھر اور ہتھیار لئے بڑے غیض وغضب کی حالت میں ہماری طرف آرہے ہیں۔ مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر حیرت و وحشت نے غلبہ کیا۔ بھاگ جانا بھی مشکل تھا ہم نے شہید ہونے کی ٹھان لی۔

چنانچہ اس حال میں حضرت مجدد صاحب کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کی اے دین کے بزرگ ہم نے آپ کی نصیحت پر کاربند ہو کر یہ کام کیا تھا۔ ہمیں کافروں کے ہاتھ سے چھڑائیے۔ اس تضرع و نیاز میں میرے کان میں آواز شیخ پہنچی۔ کہا اطمینان رکھو تمہاری حفاظت کے لئے لشکر عام بھیج رہا ہوں۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ حضرت کی یہ آواز تو میرے کان میں آگئی۔ مگر لشکر کب آئے گا۔ کفار تو ہمارے سر پر آپہنچے ہیں۔ ایک تیر کا فاصلہ رہ گیا تھا کہ اچانک ٹیلہ پر

Marfat.com
Marfat.com

سے تیس چالیس گھوڑے سواروں کو دیکھا۔ جو ہماری طرف گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے نظر آئے۔ جب کافروں نے لشکر کو دیکھا تو پیچھے ہٹ گئے سواروں میں سے بعض نے اُن کو تازیانے لگائے اور بعض کی ڈانٹ پٹائی کی۔ اور ہم کو اپنی حمایت میں ہمراہ لے لیا۔ معلوم ہوا کہ وہ سوار مسلمان تھے۔ جو اس نواح کے ایک گاؤں میں کسی تقریب میں آئے ہوئے تھے۔ جب وہ کفار قتل کے ارادے سے آئے تھے۔ تو ان کے گاؤں کے ایک مسلمان نے اُس گاؤں میں جہاں سوار تھے خبر کر دی۔ لہٰذا وہ فوراً موقع پر پہنچ گئے۔ اور ہم کو چھڑا لیا۔

کرامت ۲:

حضرت شیخ نور محمد اناری علیہ الرحمۃ جو حضرت شیخ محمد علیہ الرحمۃ کے قدیم مرید اور صاحب مجاز خلیفہ تھے۔ اور آٹھ بار حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو چکے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ میرے بھائی کے گھر میں جن رہتا تھا۔ جو ہمیشہ اُس سے دشمنی کرتا تھا یہاں تک کہ اس کی اذیت سے میرے بھائی کا انتقال ہو گیا۔

چنانچہ میں بھی اُس گھر میں رہتا تھا۔ بھائی کے انتقال کے بعد ہیبت ناک صورتیں میرے سامنے آنے لگیں۔ اور پھولوں کی خوشبو مہکتی محسوس ہونے لگی۔ میرے بھائی کی بھی ابتدائی حالت یہی ہوئی تھی میرے عزیز واقرباء میری زندگی سے نا اُمید ہو گئے تھے۔

چنانچہ ایک روز میں اپنی بیوی سے ہم بستر تھا ابھی فارغ نہ ہوا تھا کہ وہ جن آ گیا۔ اور ہم دونوں کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گیا اور ہمیں ایسا دبایا کہ ہم ہاتھ اٹھانے سے بھی عاجز ہو گئے لحاف کو بھی اپنے اوپر سے نہ اٹھا سکے۔ ہم اسی بے قراری میں تھے کہ حضرت شیخ احمد سرہندیؒ وارد ہوئے اور آواز دی کہ نور محمد کچھ خوف نہ کرو یہ جن ابھی بھاگ جائے گا۔ کیونکہ شیطان کا مغز کمزور ہوتا ہے۔ جن نے حضرت کی آواز سنتے ہی ہمیں چھوڑ دیا۔ میں اُٹھا اور حضرت غائب ہو گئے۔ اس کے بعد میرے گھر میں کسی کو جن کا آسیب نہ ہوا۔ اور جنات وہاں سے جلاوطن ہو گئے۔ میں دیکھتا تھا کہ وہ میرے گھر سے ساز و سامان کو لیکر جا رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ ہم کو حضرت شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے جلاوطن کر دیا ہے۔

کرامت ۳:

حضرت شیخ محمد مسعود علیہ الرحمۃ جو حضرت شیخ احمد سرہندی کے چھوٹے بھائی اور حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے مقبول مریدوں میں سے تھے۔ تجارت کی غرض سے قندھار گئے ہوئے تھے۔ اس اثناء میں ایک روز صبح کے وقت حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے

Marfat.com
Marfat.com

ایک خادم سے فرمایا کہ عجیب معاملہ ہے میں ہر چند محمد مسعود کے احوال کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اس کی قبر نظر آئی کہ ابھی فوت ہوا ہے۔ سامعین نے تاریخ اور دن لکھ لیا۔ چند روز کے بعد اُس کے ساتھی واپس آئے اور انہوں نے اس کے مرنے کا دن اور تاریخ وہی بتائی۔ جو حضرت نے بتائی تھی۔

کرامت ۴:

جن دنوں حضرت شیخ اجمیر شریف میں تشریف رکھتے تھے۔ رمضان کا مہینہ عین برسات میں آیا۔ یاروں نے ایک مسجد میں جو نہایت تنگ و تاریک تھی نماز ادا کی بارش سے حضرت اور تمام درویشوں کو تکلیف پہنچی۔ نماز ادا کرنے کے بعد حضرت کی زبان مبارک سے یہ نکلا کہ جو ختمات ہم نے قرار دیئے ہیں۔ ان کے اختتام تک بفضل الٰہی بارش نہ ہو۔ تا کہ مسجد کے باہر صحن میں تراویح پڑھی جائیں۔ تو یہ بڑی عظمت ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ستائیسویں رات تک چار ختم ہو گئے اور کسی رات بارش نہ ہوئی اور اٹھائیسویں رات سے رات کو پانی برسنا شروع ہوا۔

وصال:

حضرت شیخ ایام مرض میں تنہائی بہت پسند کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے اپنے دوستوں سے فرمایا کہ اس سرما کے موسم میں جو دو مہینے کے بعد آئے گا ہم اس گھر میں نہ سوئیں گے۔

چنانچہ ۱۲ محرم ۱۰۳۴ھ کو آپ نے فرمایا 40-50 چالیس پچاس روز کے بعد ہم چلے جائیں گے۔ کیونکہ ہمیں قبر دکھا دی گئی ہے۔ اس کے بعد ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو تریسٹھ سال کی عمر شریف میں بعد نماز فجر آپ نے وصال فرمایا۔ مزار شریف سرہند شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت سائیں توکل شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

سلطان الاولیاء، برہان الاصفیاء، فارغ ازخطرات غیر، قطب الوقت، مستغرق دربحرِ عشق ومحبت، سرِ حلقۂ اربابِ ذوق، واقف اسرارِعلم لدنی، حضرت سائیں توکل شاہ صاحب نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ عارف کامل صاحب کشف وکرامت اولیائے وقت میں عظیم المرتبت شخصیت ہیں۔ آپ موضع پکھوضلع گورداسپور جوموضع ترچھتر اور ڈیرہ بابانانک کے درمیان واقع ہے۔ میں تقریباً ۱۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ والدین کا سایہ عاطفت نہایت خردسالی میں سر سے اٹھ گیا۔ آپ کا کوئی اور بہن بھائی نہ تھا۔ آپ کے نانا صاحب میاں اللہ دین شاہ مست جونوشاہی سلسلہ کے ایک صاحب نسبت درویش نے اس یتیم کی پرورش کی۔ ایک موقع پر آپ خودفرماتے ہیں کہ میرے نانا صاحب کے صرف دو بچے تھے۔ ایک میری والدہ محترمہ اور دوسرے میرے ماموں صاحب۔ جو دومرتبہ میرے ملنے کوتشریف لائے۔ ماموں صاحب نے شادی نہیں کی۔ تمام عمر تجرد میں بسر کردی۔ آپ کے نام مبارک کے میں سلسلہ مختلف اقوال ہیں جن کے اظہار کی چنداں ضرورت نہیں جناب مولوی حاجی سیّدظہور الدین کا بیان ہے کہ حضرت قبلہ سائیں صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایک روز ارشادفرمانے لگے کہ مولوی ہمارا نام توکل شاہ نہ تھا۔ ہم کو خدا کی طرف سے یہ لقب عطا ہوا ہے۔ اسی طرح حضرت سائیں توکل صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے والدگرامی کا نام نامی معلوم نہ ہوسکا۔ اتنا پتہ چلا ہے کہ آپ کے والدمشہور صوفی عالم تھے نہ آپ کی ذات کا حال معلوم ہوسکا ہاں اتنا معلوم ہوا ہے کہ آپ سیّد نہ تھے۔

چنانچہ مولوی سراج الدین صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ جوخط آپ کے نام آئے ان میں آپ کا نام نامی اسمِ گرامی سیّدتوکل شاہ لکھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کومنع کردو کہ آئندہ مجھے سیّدنہ لکھیں اور نہ کہیں میں سیّدنہیں ہوں۔

بندہ عشق شدی ترکِ نسبت کن جامی
کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

Marfat.com
Marfat.com

بیعت وخلافت:

آپ کی پرورش تصوف کے گہوارے میں ہوئی تھی۔ اس لئے بچپن ہی سے آپ کو بزرگوں کی محبت کا شوق دامن گیر تھا۔ اسی خیال سے سنِ بلوغ سے پہلے ہی آپ نے وطن کو خیر باد کہہ دیا اور پھرتے پھراتے ہریانہ کے علاقے سے ہوتے ہوئے آپ اجمیر شریف پہنچے وہاں ایک بزرگ چشتی نظامی رہتے تھے۔ آپ اکثر اُن کی صحبت میں حاضر ہوتے وہ ایسے صاحب استغراق تھے کہ صبح سے اپنے حجرے کا دروازہ بند کر کے ظہر کے وقت تک مراقبے میں رہتے تھے۔ اور سماع میں شریک نہ ہوتے تھے۔ حضرت سائیں توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اُس وقت سماع سنا کرتے تھے۔

ایک روز حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ شریف میں قوالی ہو رہی تھی۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے لوگوں کی التجا پر اُس بزرگ سے بھی عرض کیا کہ قوالی میں تشریف لے چلئے انہوں نے فرمایا کہ بیٹا میرے جوشِ عشق کو کوئی برداشت نہ کر سکے گا۔ حضرت شاہ صاحب نے پھر دوبارہ اصرار کیا اور اُن کا دامن پکڑ کر مجلس میں لے گئے۔ اُن پر حالت وجد طاری ہوئی تو اِلَّا اللّٰہ کا ایسا نعرہ مارا کہ اہل مجلس اور قوال بے ہوش ہو گئے۔ جب حجرے میں واپس آئے تو فرمایا بیٹا میں نہ کہتا تھا کہ وہ میرے جوش کو برداشت نہ سکیں گے۔

چنانچہ ایک روز اُنہی بزرگ نے حضرت توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو بطریق چشتیہ نفی واثبات کی تلقین کی۔ اُسی وقت کلمہ شریف قلب پر جاری ہو گیا کچھ عرصے بعد اُسی بزرگ کو حضرت خواجہ غریب نواز کی زیارت ہوئی اور اُن کو بصرہ کی قطبیت کی بشارت دی چنانچہ وہ وہاں سے چلے گئے۔ حضرت توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کچھ عرصہ اجمیر میں ہی قیام پذیر رہے۔ ایک دن آپ کو حضرتُ خواجہ غریب نواز کی بارگاہ سے اشارہ ہوا کہ تمہاری نسبت خاندان نقشبندیہ سے ہے اور تمہارا پیر پنجاب میں ہے۔ اس لئے آپ تلاشِ مرشد میں اجمیر شریف سے پنجاب کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں چند روز انبالہ میں قیام فرمانے کے بعد وہاں سے لدھیانہ سے ہوتے ہوئے جالندھر جا پہنچے۔ وہاں پر آپ کو ایک مست درویش ملے۔ انہوں نے کہا کہ تم جہانخیلاں جاؤ۔ چنانچہ جب آپ جہانخیلاں کے قریب پہنچے تو ایک مجذوب عورت نے کہا آ گئے ہو؟ جاؤ آفتاب ہدایت کے غروب ہونے کا وقت قریب ہے۔ جلدی اپنا حصہ لے لو۔ غرض آپ شمس العرفان خواجہ قادر بخشؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے بوقت تلقین انہوں نے فرمایا کیاری، کیاری یا اکواری بقول مولوی سراج الدین صاحب کہ نیاری، نیاری (جدا جدا) یا

Marfat.com
Marfat.com

اکوواری آپ نے عرض کیا کہ اکوواری، یہ سُن کر حضرت خواجہ شمس العرفان نے آپ کو سینے مبارک سے لگا کر سلسلہ نقشبندیہ کا القاء کیا۔ اور انوارِ لطائف اور فیوض ولایت و خلافت وغیرہ سے مالا مال کر دیا۔ فیض کا غلبہ اس قدر رہا کہ آپ کے ناک مبارک سے خون بہنے لگا۔ اور آپ بے ہوش ہو گئے۔ یہ دیکھ کر کسی نے عرض کیا کہ یہ تو مست ہو گئے۔ ان سے سلسلہ کس طرح جاری ہو گا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا ان سے بڑا سلسلہ جاری ہو گا۔ اور میری روح ان کے مریدوں کی پرورش کریگی اس کے بعد آپ دو ماہ یا کم و بیش اپنے پیر کی خدمت میں رہے۔ پھر اپنے پیرو مرشد کے حکم پر انبالہ چلے گئے۔ جب طبیعت چاہتی تو جہانحیلاں شریف مرشد پاک سے ملنے آ جاتے۔ آخر تھوڑے ہی عرصہ بعد حضرت خواجہ شمس العرفان علیہ الرحمۃ نے آپ کو خلافت سے مشرف فرمایا۔ مولوی ظہور الحسن فرماتے ہیں کہ حضرت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مولوی خلافت آسمان کی طرف سے ہوتی ہے۔ جب اس فقیر کو شمس العرفان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اجازت ملی تو میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک دستار لٹک رہی ہے اور اس فقیر کے سر پر خود بخود لپٹ رہی ہے۔

ریاضت ومجاہدہ:

جب حضرت سائیں توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ انبالہ میں تشریف لائے تو آپ پر حالت وجد طاری تھی کسی کو نزدیک نہ آنے دیتے تھے۔ آپ انبالہ سے دورہ پر جایا کرتے تھے۔ چنانچہ بوڑیہ اور ساڈھورہ میں بہت دفعہ تشریف لے گئے۔ آپ پنجلاسہ تحصیل ترائن گڑھ میں بھی رہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت قطب دریا عرب حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب علیہ الرحمۃ ہمارے دوست تھے وہ اور ہم دیر تک پنجلاسہ میں رہتے ہیں۔ آپ کا معمول تھا کہ دن کو تو ویرانوں اور جنگلوں میں یادِ الٰہی میں مصروف رہتے اور رات کو حضرت حاجی صاحب علیہ الرحمۃ کے پاس تشریف لے جاتے حضرت سائیں توکل شاہ صاحب کو دیگر مجاہدات کے علاوہ سلطان الاذکار کی ایسی مشق تھی کہ عالم شباب میں کڑے جاڑے میں انبالہ کے نیووالے تالاب میں حبس دم کے ساتھ غوطہ لگا کر نفی اثبات کرتے تھے اور دو دو گھنٹے کے بعد سر نکالتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب اکثر فرماتے تھے کہ اس شغل میں جو اسرار کھلتے ہیں وہ کسی شغل میں نہیں کھلتے۔

سیرت:

نماز روزہ کے علاوہ آپ ہمہ تن وردِ وظائف میں مشغول رہتے تھے۔ رات کو سونا برائے نام ہی تھا کوئی لحہ کوئی منٹ یادِ الٰہی سے خالی نہ تھا پنجشنبہ کے دن اللہ بخش حجام سے حجامت بنواتے

Marfat.com
Marfat.com

تھے۔مگر اُس وقت بھی زبان سے ذکر وفکر کرتے اور لفظ سبحان اللہ کا ورد کرتے رہتے حجامت کے بعد آپ کے خادم عبدالکریم سر مبارک پر پانی ڈالتا اور کریم بخش دھوتا اُس وقت بھی آپ کی زبان مبارک ذکر وفکر میں مشغول رہتی۔

مولوی ظہور الحسن صاحب آپ کی عبادت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔کہ آپ نماز فجر باجماعت ادا کرتے آفتاب طلوع ہونے پر حکیم اصغر الدین صاحب دہلوی کا ناشتہ شہد وغیرہ نوش فرما کر مراقبہ کی نیت سے بیٹھتے تھے پھر مراقبہ سے فارغ ہوکر بارہ بجے کے قریب درود شریف کا ورد فرماتے تھے۔پھر دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد قیلولہ کی نیت سے لیٹتے بعدازاں اٹھ کر وضو کر کے نماز ظہر باجماعت پڑھتے اوراد و وظائف میں مشغول ہو جاتے پھر وضو فرما کر عصر کی نماز باجماعت ادا کرتے پھر مراقبہ فرماتے۔پھر نماز مغرب کے بعد ڈیڑھ گھنٹے تک ذکر وفکر میں مشغول رہتے۔پھر گھر جا کر ایک روٹی کا آٹھواں حصہ تناول فرما کر عشاء کی نماز پڑھتے اور ساری رات میں صرف نماز فجر سے پہلے کچھ دیر سوتے تھے۔

توکل:

آپ اسم بامسمیٰ تھے آپ کے توکل میں ذرا بھی فرق نہ آتا تھا۔ایک روز ارشاد فرمایا کہ ہم نے اپنے توکل کا امتحان لینا چاہا اور ہتھی گنڈے کے جنگل میں جا بیٹھے دو تین دن گزر گئے۔کھانا نہ کھایا۔ہم نے امتحان کا پورا ارادہ کرلیا تھا۔بیٹھے ہی رہے۔آخر ایک دن ایک گجر کھیر کی ہنڈیا لے کر حاضر ہوئی اس کے بعد دودھ، چاول، گھی، مکھن، کثرت سے آنے لگا۔

ایک روز فرمایا کہ ہم لدھیانہ میں تھے یہ خیال کہ ہمارا رزاق ہمارے ساتھ ہے۔ہم جنگل میں آ گئے۔ایک بلند ٹیلے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ ہماری نظر ایک شخص پر پڑی جو ٹوکری لئے ہوئے ہماری طرف آرہا تھا۔ہم نے سوچا کہ جب ہم شہر سے جنگل میں چلے آئے ہیں۔تو اس شخص سے بھی الگ رہنا چاہیے۔اس لئے ہم وہاں سے چل دیئے وہ شخص ہمارے پیچھے آیا۔ہم لپکے وہ بھی لپکا ہم بھاگے وہ بھی بھاگا اور کہنے لگا مجھے خدا ہی نے بھیجا ہے۔یہ سن کر ہم ٹھہر گئے۔اس کی ٹوکری میں پوریاں حلوہ مٹھائی وغیرہ تھا اس نے پیش کیا۔ہم نے کچھ کھا کر بقایا واپس کر دیا۔

سخاوت:

آپ نہایت ہی سخی تھے۔مسافر یا سائل کو بغیر کھانا کھلائے نہ جانے دیتے تھے۔اگر کھانے کا وقت نہ ہوتا تو نقد رقم حسب حیثیت خادم سے دلوا دیتے تھے۔تاکہ بازار سے کھا لے یا بازار

Marfat.com
Marfat.com

سے خود منگوا دیتے تھے۔ آپ کا لنگر عام تھا جس میں مستورات کا پورا انتظام تھا۔ مسلم ہو یا غیر مسلم واقف ہو یا ناواقف زائر ہو یا اجنبی سب کو یکساں ملتا تھا۔ یہ لنگر توکلی اب تک جاری ہے آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

آیا ساون سارس بولے اور بولے ڈڈو
نام نہ لینا رات نہ دینا کیا جاگا کدو

تعلیمات:

آپ حضرت سائیں توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم ظاہری کے بغیر فقیری میں قدم رکھنا گمراہی ہے۔ کیونکہ نماز، روزہ اور دیگر ارکان اسلام کا ادا کرنا اور اُن کے حقائق وارد ہو کر اُن میں سیر کرتے ہوئے دیدار الٰہی سے مستغرق ہونا اسی کا نام فقر ہے۔ رہا علم لدنی سو وہ خداوند اقدس کا انعام وفضل ہے۔ اور فضل وانعام اس پر ہوتا ہے۔ جس پر خدا راضی ہو مگر وہ نافرمان پر راضی نہیں ہوتا۔ پس جس نے ان ارکان کو ترک کیا اُس پر وہ راضی نہیں تو اسے علم لدنی جو فضل وانعام ہے کیونکر حاصل ہو پس پہلے ارکان اسلام کے مسائل مثلت حلت وحرمت، جائز و ناجائز، سنت، مکروہ، مستحب، واجب وفرض سے خوب واقفیت حاصل کرے۔ پھر فقیری میں قدم رکھے۔

نمبر۲:

آپ فرماتے ہیں کہ مرید پر پیر کا حق یہ ہے کہ گھر بار دھن و دولت غرض جو چیز مرید کی ملکیت ہے۔ وہ سب پیشوا کی ملکیت ہو جاتی ہے۔ اور اس میں اصل قاعدہ یہ ہے کہ مرید پیشوا کے سامنے اپنے آپ کو ایسا سمجھے جیسے مردہ بدست غسال ایک فانی جان دینے سے وہ باقی جان آجاتی ہے جو کبھی فنا نہ ہو۔

نمبر۳:

آپ فرماتے ہیں کہ پیر کا حق یہ ہے کہ اول مرید کے واسطے جانکنی کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ اور خود مدد کرے کہ اُس کے دل میں نام الٰہی آجائے اور شیطان کے دھوکے سے بچ جائے تاکہ وہ ایمان سلب نہ کر سکے۔ دوسرے منکر نکیر کے سوال کے وقت۔ اللہ تعالیٰ سے جواب میں آسانی یا معافی کرا دے بلکہ سوال کے وقت پیر کی روح مرید کے پاس ہوتا کہ وہ گھبرا نہ جائے۔ تیسری پُل صراط پر مدد کرے پھر سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کی شفاعت میں داخل کرے

Marfat.com
Marfat.com

اور جنت میں پہنچا دے یہ اُن مریدوں کا حق ہے۔ جو پیشوا کے ساتھ محبت رکھنے والے اور اُن کے وظائف کے پابند اور اُن کے ارشادات پر عمل کرنے والے ہوں باقی وہ مرید جو پیشوا کی ذات میں فانی ہو چکے ہیں۔ انکے حقوق کہنے سننے سے باہر ہوں۔ انتہا یہ کہ اللہ تعالیٰ سے واصل کر دے۔

کشف وکرامت:

مولوی سیّد ظہور الدین کا بیان ہے کہ میرے ایک دوست میر امتیاز علی صاحب مصنف شہر انبالہ کے خلاف ایک فوج داری مقدمہ دائر ہوا آپ نہایت پریشان ہو کر مجھ سے کہنے لگے شاہ صاحب سے میرے حق میں دعا کراؤ کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے اور مجھ پر آنے والی مصیبت کو دور کر دے۔ میں نے شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ حضرت توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ مراقبہ سے فارغ ہو کر فرمانے لگے یہ معلوم ہوا ہے کہ کچھ کاغذات۔ شکایات کے واپس ہو گئے ہیں۔

چنانچہ کئی روز کے بعد مصنف صاحب فرمانے لگے کہ جس قدر شکایات افسروں نے دشمنوں کے کہنے سے کی تھیں۔ سب کی سب فضول اور لغو سمجھ کر داخل دفتر ہو گئیں۔ جب آخر تاریخ مقررہ آئی تو مصنف صاحب سے اعداء کے حالات سُن کر بہت پریشان ہوئے اور اسی حال میں میرے پاس تشریف لائے میں نے بعد مغرب مراقبہ سے فراغت پا کر حضرت سائیں توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے دعا کے لئے عرض کیا۔ آپ نے تامل کے بعد فرمایا کہ کل انشاء اللہ اصل دشمن مصنف صاحب کے پاؤں میں گرے گا۔ تسلی رکھ مصنف صاحب یہ سن کر بہت متعجب ہوئے۔ اُن کو اس ارشاد کا یقین نہ آیا کیونکہ یہ معاملہ زبردست پیچیدہ تھا۔ اور وکلا نے مصنف صاحب کے خلاف ایک سکھ کو خوب بھڑکایا تھا خدا کی قدرت دوسرے روز دن کے دو بجے مصنف صاحب اسکول میں میرے پاس تشریف لائے اور میرے ہاتھ چومنے لگے کیونکہ میں نے یقین دلایا تھا کہ انشاء اللہ اس میں سر مو فرق نہ ہوگا۔ اور بڑی حیرانی سے کہنے لگے کہ میاں سب وکلاء نے اس کو چھوڑ دیا اور الگ ہو گئے۔ آخر مجبور ہو کر وہی دشمن پیشی سے پہلے میرے قدموں میں آ گرا میں نے تحریری درخواست معافی نامہ لے کر معاف کر دیا۔ اور خدا کا شکر بجالایا۔ میں نے قبلہ شاہ صاحب سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ آپ خوش ہوئے۔ اور فرمانے لگے مصنف ایک نیک آدمی ہے۔ اللہ نے جھوٹوں کو ذلیل کیا ہے۔

کرامت ۲:

انبالہ شہر میں ایک غریب بڑھیا کی بیٹی پر جن کا اثر غالب ہوا اُس نے اِدھر اُدھر سے تعویز گنڈے کرانے کے بعد پیر جیو عنایت اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کو حضرت سائیں توکل شاہ صاحب

Marfat.com
Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ۔ کی خدمت میں بھیجا کہ اس آفت میں مجھ غریب کی مدد فرمائیے پیر جیو صاحب نے بڑھیا کا سلام و پیغام حضرت صاحبؒ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ جن سے ہمارا سلام کہو اور یہ کہہ دو کہ غریب بڑھیا کی بیٹی کو تکلیف نہ دو۔ پیر جیو صاحب نے جس وقت حضرت سائیں توکل شاہ صاحبؒ کا سلام کہا تو جن یہ کہہ کر چلا گیا کہ حضرت کو کیوں تکلیف دی۔ مگر دوسرے دن پھر آ گیا۔ بڑھیا نے پیر جیو صاحبؒ کو حضرت کی خدمت میں بھیجا کہ جن تو پھر آ گیا ہے۔ شاہ صاحب نے دوبارہ سلام کہلا بھیجا۔ جن سلام سنتے ہی چلا گیا مگر پھر تیسرے روز آ گیا۔ پھر جیو صاحب نے تمام ماجرہ پھر آپ سے عرض کیا۔ اُس وقت اتفاق سے حضرت شاہ صاحبؒ کے خلیفہ امیر اللہ شاہؒ حضرت کے پاس ہی بیٹھے تھے۔ حضرت نے جوش میں آ کر خلیفہ صاحب سے فرمایا۔ امیر اللہ جاؤ اُس کو ڈنڈے مار کر نکال دو خلیفہ نے حکم کی تعمیل کی اور ڈنڈے مارنے شروع کئے جن صاحب مار کھا کر چلے گئے اور پھر کبھی واپس نہ آئے۔

کرامت ۳:

مولوی سیّد ظہور الدین انبہٹویؒ کا بیان ہے کہ میری تبدیلی ہائی سکول ریواڑی میں مولوی مقرب علی صاحب کی جگہ پر عارضی طور پر ہوگئی احکام جاری ہوگئے۔ میری روانگی کے لئے حکم آ گیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی جدائی کی وجہ سے میں ریواڑی جانا پسند نہ کرتا تھا۔ حضرت کی یہ عادت تھی کہ اگر یہ خادم مراقبہ میں شامل نہ ہوتا تو حضرت مجھے زیارت کرا کر مکان پر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ میں مسجد میں حضور کے کمرے میں گیا تو آپ حسب عادت اپنے حجرہ میں تشریف فرما ہوئے۔ اور فرمایا لکھی شاہ کے مزار پر بھی حاضر ہوئے یا نہ؟

میں نے گستاخانہ طور پر عرض کیا کہ میں لکھی شاہ میں حاضر ہو کر کیا کروں گا۔ جب مجھ کو اُنہوں نے یہاں سے روانہ کر دیا۔ آپ فرمانے لگے لکھی شاہ صاحب تم سے بہت خوش ہیں۔ شکستہ دل نہ ہو تم کو تو ہم نے خدا تعالیٰ سے عرض کر کے انبالہ میں ہی رکھ لیا ہے۔

مولوی نور احمد صاحب مراقبہ میں اول میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے جوش محبت و عقیدت میں انشاء اللہ کہہ کر قسم کھائی کہ اب میں ریواڑی نہیں جاؤں گا۔ مولوی نور احمد صاحب میری ایسی عقیدت کے خلاف تھے۔ کہنے لگے حکم آ چکا ہوگا میں نے پھر زور سے روانگی رکنے کا اظہار کیا۔ مولوی نور احمد صاحب نے فرمایا۔ اگر تم جائز طور پر رک گئے۔ تو میں کل ہی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مرید ہو جاؤں گا۔ میں نے کہا یہ تم کو اختیار ہے۔ مگر انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ جیسا حضرت سائیں صاحبؒ فرماتے ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

چنانچہ صبح کو جب اسکول کی حاضری ہوئی تو ہیڈ ماسٹر صاحب کے پاس حکم آ گیا کہ سیّد ظہورالدین کو ریواڑی روانہ نہ کرنا پہلا حکم منسوخ سمجھو کیونکہ مولوی مقرب علی نے ترقی پر جانے سے انکار کر دیا ہے مولوی نور احمد صاحب حیران ہوئے اور شیرینی ہمراہ لے کر بعد نماز عصر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور داخل سلسلہ ہو گئے۔

وصال باکمال:

جب حضرت سائیں توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی عمر ۶۰ برس کی ہوئی تو آپ قرب وصال کی باتیں کرنے لگے ۱۳۱۳ھ میں فرمایا کہ اب ساڈا (ہمارا) وقت نیڑے (نزدیک) آ گیا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ ہماری روح سبز رنگ کا عمامہ باندھے بدن سے جدا تیار ہے۔ پھر ۱۳۱۴ھ میں فرمایا کہ ہم نے اپنی مسجد کے امام میاں جی رحیم خان کو معاملہ میں دیکھا ہے۔ کہ ہم جھپی پا کر (لپٹ کر) ملے۔ اور کہا کہ شاہ جی تمہارا انتظار اور پر ہو رہا ہے۔ اور اس عالم کے لوگ تمہارے منتظر ہیں وصال سے دو تین ماہ قبل آپ نے دیکھا۔ کہ بزرگوں کی روحیں آسمانوں سے اتر کر آپ سے مصافحہ کر رہی ہیں۔

آخر ۱۳۱۵ھ ۴ ربیع الاول بروز چہار شنبہ کو آپ نے اس فانی دنیا کو خیر باد کہا اور خالق حقیقی سے جا ملے۔ مزار شریف شہر انبالہ میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ شاہ گیلانی تیراھی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

پیشوائے ارباب طریقت، شاہباز میدان حقیقت، عارف ربانی، امام العارفین برھان الواصلین مقتدائے پیشوایاں حضرت خواجہ سیّد محمد فیض اللہ شاہ تیراہی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت تیزئی شریف علاقہ تیراہ افغانستان میں ہوئی۔ آپ نسبتاً نقشبندی مجددی اور نسب کے اعتبار سے حسنی حسینی سیّد ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب 25 واسطوں کے بعد حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور 12 واسطوں کے بعد حضرت پیران پیر دستگیر سیّدنا محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الصمدانی السید نا عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ شاہ بن خواجہ سیّد خان محمد شاہ بن سیّد علی ولی محمد بن سیّد شیخ الایمان بن سیّد سلطان بن سیّد شیخ الاسلام بن سیّد عبدالرسول بن سیّد موسیٰ بن سیّد عبدالغفار بن سیّد ابوالنصر بن ابوصالح بن سیّد عبدالرزاق بن عبداللہ الجیلی بن یحییٰ زاہدی بن محمد مورس بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ الحوارث بن موسیٰ الجونی بن عبداللہ بن حسین مثنیٰ بن امام حسن بن علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم۔

آپ کے والد ماجد حضرت سیّد قاضی خان محمد شاہ علیہ الرحمۃ موضع شادی خیل نزد کوہاٹ شہر (صوبہ سرحد) میں درس و تدریس اور فتاویٰ نویسی میں مہارت تامہ رکھنے کے ساتھ ساتھ فن تحریر میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ اپنے وقت کے بے مثل و بے مثال عالم تھے۔ آپ کا حلقہ تدریس اتنا وسیع تھا کہ دور دور سے لوگ آ کر استفادہ کرتے تھے۔ حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ شاہ تیراہی نے ۲۱ سال کی عمر شریف میں علوم ظاہری اپنے والد گرامی سے مکمل کر کے سند فراغت حاصل کی۔

تلاش مرشد کامل:

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد علوم باطنی کے حصول کے لئے پیر کامل کی ضرورت محسوس ہوئی چونکہ آپ شریعت مطہرہ پر سختی سے کاربند رہا کرتے تھے۔ ذرہ برابر یعنی خلاف شرع کوئی کام نہ کرتے اور نہ ہی کسی کو کرنے دیتے۔ تلاش مرشد کے لئے جب نکلے تو ایک بزرگ کا چرچا سُن کر اُن سے ملاقات کے لئے گئے تو وہ اُس وقت نماز میں مشغول تھے اور ان کے پاؤں کا درمیانی فاصلہ حدِ شرع کے خلاف تھا۔ آپ یہ دیکھ کر برداشت نہ کر سکے اور الٹے پاؤں یہ کہتے ہوئے

Marfat.com
Marfat.com

واپس آ گئے کہ جو شخص شریعت کا پابند نہیں ہے۔ وہ مجھے کیا فیض پہنچائے گا۔

بعد ازاں ایک اور بزرگ کا شہرہ سُن کر وہاں گئے تو دیکھا کہ اُس کے مرید بھنگ رگڑ رہے ہیں۔ اور آپ کو دیکھ کر وہ سارے کہنے لگے آؤ بابا خوب وقت پر آئے ہو بھنگ رگڑ کر پینے والوں کے مرشد صاحب کشف تھے۔ اُنہوں نے فوراً اپنے مریدوں سے فرمایا کہ بھائی ان کو مت پلاؤ یہ تو نماز میں پاؤں شرع کا خلاف معمولی فاصلہ بھی برداشت نہ کر سکے۔ اور وہاں سے آ گئے یہاں تو فرسنگوں اور کوسوں کا فاصلہ ہے یہاں یہ کیونکر آنے لگے ہیں۔ ان کا حصہ تو حافظ جمال اللہ رامپوری کے پاس ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی دعوت پر رحمتہ اللہ ابدالی کے حملہ کی خبر سن کر آپ نے فنون سپہ گری کی تربیت حاصل کی۔ اور احمد شاہ کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہو کر قلعہ رام پور میں تعینات ہو گئے۔

ماہانہ تنخواہ کا اکثر حصہ فقرا صلحاء کی خدمت میں نذر کر دیتے تھے اپنی گونہ گوں خوبیوں اور صفات قدسیہ کی بدولت لوگوں میں قابل احترام سمجھے جانے لگے جو بھی آپ کے حسن و جمال کو ایک مرتبہ دیکھ لیتا تو دیدہ دل فرش راہ کر دیتا تھا۔

ایک دن حضرت خواجہ شاہ جمال اللہ علیہ الرحمۃ قلعہ کی سیر کو نکلے تو آپ اپنی ڈیوٹی پر مامور تھے۔ آپ کی نظر جس وقت حضرت شاہ جمال اللہ پر پڑی تو فوراً قلعہ سے نیچے تشریف لے آئے جب قریب آ کر شاہ جمال اللہ کے جمال جہاں آرا کو دیکھا تو دل کی کلی کھل گئی۔ قدموں پر سر رکھا ہی تھا کہ بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو شاہ جمال اللہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں التجا کی مجھے بھی اپنے حلقہ ارادت میں داخل فرمالیں۔

چنانچہ حضرت شاہ جمال اللہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنے دست مبارک پر بیعت فرمایا اور ذکر و اذکار کی تلقین کی اور آپ کو حضرت خواجہ محمد عیسیٰ علیہ الرحمۃ کے ذمہ کر دیا اور فرمایا کہ اس کی حفاظت تمہارے ذمہ ہے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت خواجہ محمد عیسیٰ علیہ الرحمۃ نے اپنے وطن مالوف کی طرف جب رخت سفر باندھا تو آپ کو حضرت شاہ جمال اللہ کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے ملازمت کو خیر آباد کہہ دیا اور ہمہ تن گوش ہو کر مرشد کامل کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔

وطن واپسی:

آپ حضرت شاہ جمال اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں اس کے بعد ۴ سال مقیم رہے حضرت شاہ جمال اللہ نے آپ کو اپنے وطن جانے کی اجازت دیدی اس طرح آپ اٹھارہ سال

Marfat.com
Marfat.com

بعد اپنے وطن کو لوٹے۔

جب آپ کوہاٹ شہر کے نواحی گاؤں ڈوڈہ (داور شریف) پہنچے جہاں آپ کے بزرگوں کے عقیدت مند کافی تعداد میں رہتے تھے۔ ان دنوں داور شریف میں تپ شدید کی وبا پھیلی ہوئی تھی۔

تمام عقیدت مندان جمع ہو کر آپ کے پاس تشریف لائے اور آپ سے دعا کے خواستگار ہوئے۔ آپ نے ان لوگوں کے لئے دعا بھی کی اور ان کو اس مرض سے بچنے کے لئے تعویذات بھی دیئے۔ اور دم درود بھی فرماتے رہے۔ لوگوں کو آپ کی دعا اور دم درود سے شفا نصیب ہوئی بستی کے لوگوں کے اصرار پر آپ وہاں چھ ماہ تک قیام پذیر رہے اور مخلوق خدا کو باطنی فیض سے نوازتے رہے۔

شادی:

داور شریف میں قیام کے دوران کوہاٹ کے بہت بلند پایہ عالم دین مفتی قاضی عبدالحمید نے اپنی صاحبزادی کا نکاح آپ سے کرنے کی خواہش کا اظہار کیا جو علم فقہ و حدیث میں مہارت تامہ رکھتی تھیں۔ آپ نے قاضی صاحب سے فرمایا کہ میں پہلے استخارہ کروں گا بعد ازاں جو کچھ مجھے حکم ملے گا۔ اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

جب آپ نے استخارہ کیا تو آپ کو معلوم ہوا کہ یہ نکاح سرزمین ہند کے لئے باعث خیر و برکت ہوگا۔ اور اس کے نور سے اردگرد کے ملکوں میں اسلام کی روشنی پھیلے گی۔

جب قاضی عبدالحمید صاحب کو استخارہ کی بات کا علم ہوا تو بہت خوش ہوئے اور اپنی لڑکی کا نکاح آپ سے کر دیا۔ نکاح کے بعد آپ اپنے گھر تیزئی شریف تیراہ افغانستان تشریف لے گئے۔

ایک عجیب و غریب واقعہ:

جس زمانے میں آپ تلاش مرشد کے لئے گھر سے نکلے تھے۔ اس وقت آپ کی شادی والد بزرگوار نے کرا دی تھی۔ اس بیوی کے بطن سے ایک سال کی بیٹی بھی تھی کہ آپ گھر سے نکل گئے اٹھارہ سال بعد جب واپس اپنے گھر تیراہ پہنچے تو آپ کی بیٹی کی عمر ۱۹ برس ہو چکی تھی۔ جب گھر پہنچ کر دروازے پر دستک دی تو آپ کی بیوی نے پوچھا کہ دروازے پر کون ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہارا خاوند سیّد فیض اللہ شاہ ہوں تو بیوی نے آپ کو پہچاننے سے انکار کر دیا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ جب آپ گھر سے گئے تھے تو بالکل جوان اور لباس سپہ گری میں نکلے تھے۔ اور ڈاک کا نظام نہ ہونے کی وجہ سے اپنے گھر رابطہ نہ رکھ سکے۔ اس وجہ سے آپ کی پہلی بیوی نے کہا کہ میں کس طرح یقین کرلوں کہ آپ میرے خاوند ہیں چونکہ آپ کا لباس حلیہ سب

Marfat.com
Marfat.com

ل چکا تھا۔ جوانی ڈھل کر عمر شریف کافی ہو چکی تھی۔ اس بنا پر انہوں نے کہا کہ میں کسی غیر محرم کو پنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتی۔

اس وجہ سے آپ اپنی چھوٹی بیوی کے ہمراہ تین ماہ تک اپنے گاؤں میں دوسری جگہ قیام پذیر رہے۔ اتفاق سے ایک دن آپ کے گاؤں میں جنازہ ہو گیا اس موقع پر مولوی شیر محمد علیہ الرحمۃ جو کہ آپ کے والد کے مدرسہ میں آپ کے ہم سبق رہے تھے۔

انہوں نے آپ کو پہچان لیا آپ نے مولوی شیر محمد کو تمام واقعہ اور ماجرا سنایا کہ قدرت الٰہی ہے کہ کوئی شخص مجھے پہچان نہیں رہا ہے۔ بیگانے تو رہے بیگانے اپنوں نے بھی پہچاننے سے انکار کر دیا۔ اور مجھے غیر محرم گردانتے ہوئے گھر میں داخل ہونے نہیں دیا۔ عجیب بات ہے کہ اپنے ہی گاؤں میں ایک مسافر کی سی زندگی بسر کر رہا ہوں۔

چنانچہ یہ تمام معاملہ دیکھ کر اور ماجرا سن کر مولوی شیر محمد علیہ الرحمۃ نے گاؤں کے تمام لوگوں کو اکٹھا کیا اور بتایا کہ یہ سیّد خان محمد شاہ علیہ الرحمۃ کے بیٹے خواجہ سیّد فیض اللہ شاہ تیراہی ہیں۔ میں نے عرصہ دراز تک ان کے والد گرامی کی خدمت میں رہ کر زانوئے تلمذ طے کئے ہیں۔ اور یہ میرے ہم سبق بھی رہے ہیں یہ سُن کر سب لوگوں کو تصدیق ہو گئی۔ اور اطمینان ہوا اور آپ کی پہلی بیوی نے گھر میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ اس کے بعد سب گھر والے خوش و خرم ہو کر باہم شیر شکر ہو گئے۔ اور آپ کی دونوں بیویاں بھی اکٹھے رہنے لگیں۔

اولاد و امجاد:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ بیٹوں سے نوازا جو کہ سب کے سب اللہ کے برگزیدہ اور صاحب کمال ہوئے ہیں۔ ان میں بڑے بیٹے خواجہ سیّد نور محمد شاہ، خواجہ سیّد گل محمد شاہ، خواجہ سیّد جان محمد شاہ، خواجہ سیّد صالح محمد شاہ، خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

سیرت و کردار:

آپ پابند شریعت واقف اسرار رموز حقیقت صاحب اسرار و معرفت انتہائی بلند اخلاق و کردار کے مالک تھے۔ زندگی بھر کبھی کوئی کام خلاف شریعت یا اپنے خواجگان کے طریقہ کے خلاف نہ کیا۔ ہر قدم پر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال رکھتے نماز پنجگانہ کثرت نوافل اور تہجد کا اہتمام آپ کا معمول تھا۔ ہمہ وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتے۔ اپنے پاس آنے والوں کو بھی ذکر اللہ کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ بچپن سے جوانی تک کسی قسم کے لہو و لعب اور کھیل تماشے کو پسند نہ فرماتے تھے۔ شروع سے ہی خاموش طبیعت کے مالک تھے۔ اپنے پاس بیٹھنے والوں سے بڑی

Marfat.com
Marfat.com

محبت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ آپ کی نظر کیمیا اور زبان سیف تھی اپنی زبانِ ترجمان سے فرماتے ویسا ہی ہوتا تھا۔

کرامت:

ایک مرتبہ آپ کسی منزل پر تشریف لے جارہے تھے کہ دوران سفر کچھ دیر آرام کی غرض سے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر میں چند مسافر اور راہ گیر بھی آ گئے۔ انہوں نے جب آپ کو دیکھا تو ایک دوسرے سے پوچھنے لگے۔ یہ کون ہیں دوسرے نے کہا کہ یہ فقیر اور درویش ہوگا۔ تیسرے نے کہا اگر یہ فقیر اور درویش ہوتا تو وہ سامنے والا درخت سرسبز وشاداب ہو جاتا۔ ان کی یہ باتیں سُن کر آپ نے دعا فرمائی تو وہ درخت اُسی وقت سرسبز وشاداب ہو گیا۔ پھول پھل بھی لگ گئے۔

کرامت ۲:

تیزائی شریف کی مسجد کے چبوترے پر زیتون کے دو بڑے تناور درخت جو کہ کچھ عرصہ پہلے خشک ہو گئے تھے۔ آپ ان درختوں کے سہارے بیٹھ کر مطالعہ فرمایا کرتے تھے۔ دوران مطالعہ جب کبھی بھی پانی نوش فرماتے تو باقی بچا ہوا پانی درختوں کی جڑوں میں ڈال دیا کرتے تھے۔ قدرت خدا کی کہ ایک ماہ کے اندر اندر وہ دونوں درخت پھر سے ہرے بھرے اور سرسبز وشاداب ہو گئے۔ اور اب تک موجود ہیں۔ ہزاروں افراد ان درختوں کی زیارت کر چکے ہیں۔

کرامت ۳:

تیزائی شریف میں ایک مرتبہ پانی کی قلت ہو گئی بستی کے لوگ اکٹھے ہو کر آپ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے کہیں سے پانی کا چشمہ نکل آئے تا کہ تمام لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں آپ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جگہ کھودو چنانچہ جب حسب الحکم وہ جگہ کھودی گئی ابھی چند ہی گز زمین کھودی گئی تھی کہ آب شیریں کا چشمہ نکل آیا۔ یہ دیکھ کر بہت سے آپ کے مخالفین بھی تائب ہو کر آپ کے دستِ مبارک پر بیعت ہو گئے۔ وہ چشمہ ابھی تک جاری وساری ہے جو کہ آپ کے فیضان اور کرامت کی روشن دلیل ہے۔

کرامت ۴:

ایک مرتبہ آپ کوہاٹ میں حضرت آدم بنوری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ حاجی بہادر رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں حوض کے کنارے جلوہ افروز تھے کہ اسی اثناء میں آپ کے پاس سے شہزادہ میاں نامی

Marfat.com
Marfat.com

مگر گزرا اور ٹھنڈی آہ بھر کر کہنے لگا کہ افسوس آج کے دور میں کوئی مردِ کامل نظر نہیں آتا۔
یہ جملہ اس نے آپ کے سامنے کھڑے ہو کر تین مرتبہ دہرایا۔ آپ نے فرمایا کہ میاں
کامل تو بہت ہیں۔ مگر طالب نظر نہیں آتے۔ شہزادہ میاں نے آپ کا فرمان ذیشان سن کر اپنے
پاؤں پر بندھی پٹی کھولی اور کہنے لگا۔ حضور طالب تو میں ہوں جو کہ عرصہ تیس سال سے شیخ کامل کی
تلاش میں جنگلوں بیابانوں ویرانوں اور پہاڑوں میں خاک چھانتا رہا ہوں۔ حتیٰ کہ میرے پاؤں
اس قدر زخم ہو گئے ہیں کہ اب چلنے پھرنے کی بھی سکت نہ رہی ہے۔

آپ کو اس کی حالت زار پر رحم آ گیا اور اس کو لے کر ایک حجرہ میں چلے گئے پہلے اس کو پچھلے
گناہوں سے توبہ کرائی اور بیعت کے بعد ذات ذکر و اذکار تلقین فرمائے۔

پھر سب نے دیکھا کہ وہی شہزادہ میاں آپ کی محبت اور صحبت کی برکت کی وجہ سے
کامل ہو گئے کہ ہزارہا افراد ان کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔

حضرت خواجہ بابا جی سید فقیر محمد صاحب چوراہی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے
اپنے بچپن میں شہزادہ میاں کو دیکھا ان کی حالت یہ تھی کہ عشاء کی نماز پڑھ کر حبس دم کر کے مراقبہ
میں بیٹھ جاتے اور تہجد کی نماز کے وقت دم چھوڑتے اس حبس دم کی وجہ سے ان کی پسلیوں میں
سوراخ ہو گئے تھے۔ جب وہ سردی کے موسم میں نہا کر دھوپ میں آتے تھے۔ تو ان کی
پسلیوں کے وہ سوراخ دیکھ کر ہم انگلیاں ڈال کر خوش طبعی کیا کرتے تھے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۸ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ ۱۹۲۹ء کو ہوا مزار شریف موضع تیراہ شریف
تیراہ افغانستان میں آج بھی مرجع ہر خاص و عام ہے۔

جہاں آج بھی ہزاروں کی تعداد میں لوگ حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے
بھرتے ہیں۔ اور روحانی تسکین حاصل کرتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ سید نور محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ
آپ کے جانشین اور علوم ظاہریہ و باطنیہ کے وارث بنے۔ جس سے آپ کے سلسلہ عالیہ کو چار
دانگ عالم میں بہار ملی۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ سید نور محمد شاہ چوراہی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

ولی ابن ولی قیوم العصر آفتاب شریعت ماہتاب طریقت تاجدار نقشبندیت حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۱۷۹ھ موضع تیزئی شریف تیراہ افغانستان میں حضرت خواجہ سید محمد فیض اللہ شاہ گیلانی الحسنی والحسینی تیراہی علیہ الرحمۃ کے گھر میں ہوئی۔ باطنی فیض اپنے والد گرامی سے حاصل کیا اور علوم دینیہ کی کتابیں حضرت مولانا محمد امین علیہ الرحمۃ سے پڑھیں اور انہیں سے تکمیل کی۔ ابتدائی کتابیں اور فقہ اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھی۔ مولانا محمد امین آپ کے والد گرامی کے خلیفہ مجاز تھے۔ لہٰذا تصوف میں بھی آپ نے اُن سے استفادہ کیا۔

آپ مادرزاد ولی تھے۔ آپ کے والد گرامی نے دو شادیاں کی تھیں۔ بڑی بیوی سے ایک صاحبزادی تھی۔ جب کہ دوسری بیوی سے ابھی کوئی اولاد نہ تھی۔ پہلی بیوی نے بارگاہ خداوندی میں منت مانی تھی کہ اگر ہمارے گھر خداوند تعالیٰ لڑکا دے تو میں تمام زندگی روزانہ ایک سو نفل ادا کیا کروں گی۔ جب کہ چھوٹی بیوی نے یہ منت مانی کہ اگر اللہ کریم مجھے اولاد نرینہ عطا فرمادے تو میں بڑی بیوی کو پیش کر دوں گی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی دُعا قبول فرمالی اور چھوٹی بیوی کے ہاں خدا نے بیٹا دیا جس کا نام والد بزرگوار نے نور محمد رکھا اور فرمایا کہ یہ لڑکا امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا متبع ہوگا اور اس سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو فروغ حاصل ہوگا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کے دم قدم کی برکت سے اس سلسلہ کا نام چاردانگ عالم میں بلند ہوگیا۔

شجرہ نسب:

آپ کا سلسلہ نسب 27 واسطوں کے بعد حضرت مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے جس کی تفصیل آپ کے والد گرامی حضرت سیّد فیض اللہ شاہ گیلانی الحسنی و الحسینی علیہ الرحمۃ کے حالات میں دی جا چکی ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

سیرت وکردار:

آپ انتہائی نیک پارسا متقی پرہیز گار ترک تجرید میں یگانہ روز تھے۔ پابندی شریعت آپ کا وصفِ خاص اور آداب طریقت ومعرفت اور اسرار حقیقت سے آشنا تھے۔ خلق عظیم کا مجسمہ اور صبرورضا کے پیکر تھے۔ آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں تمام علوم ظاہری و باطنی میں مہارت تامہ اور شہرت حاصل کر لی تھی۔ لوگ اپنی الجھنیں لے کر حاضر ہوتے آپ آن کی آن میں الجھی ہوئی گھتیاں سلجھا دیتے۔ آپ نے اپنے دست مبارک اور قلم سے قرآن مجید کا ایک نسخہ مکمل کیا۔ جو کہ دربار عالیہ چوراشریف میں حضرت پیر سید سردار بادشاہ علیہ الرحمۃ کے پاس تھا۔ چونکہ حضرت پیر سردار بادشاہ علیہ الرحمۃ کا وصال ہو گیا ہے۔ تو اب انکی جگہ اُن کے سجادہ نشین حضرت پیر سید جاوید احمد شاہ نوری مدظلہ العالی کے پاس ہے اور اس کے آخر میں یہ الفاظ رقم ہیں ۔قرآن مجید بدست خواجہ نور محمد ۲ ربیع الثانی ۱۲۳۷ھ از شاگرد آں میاں نصراللہ نوراللہ مرقدہ ،ساکن کھودوپور۔

بیعت وخلافت:

آپ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ شاہ تیراہی علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے۔ والد گرامی کے بعد آپ ہی سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ جب آپ سجادہ نشین مقرر ہوئے تو سب سے پہلے آپ کی خدمت میں دو افغان بھائی اللہ نور اور عجب نور حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور آپ کی خصوصی توجہ کے باعث دونوں بھائی سلوک ومعرفت کی منزلیں طے کر کے منصب اجازت وخلافت پر فائز ہو گئے۔ اُن کا فیض اتنا ہو گیا کہ لوگ دُور دُور سے آکر گروہ در گروہ داخل سلسلہ ہونے لگے دونوں بھائی صاحب کشف وکرامت تھے۔

حاسدین کی معاندانہ سرگرمیاں:

حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ تقریباً اسی سال تیزئی شریف ملک افغانستان میں جلوہ گر رہے اور ہزاروں افراد آپ کے فیض وکرم سے مالا مال ہوئے اور ہزاروں افراد رشد و ہدایت اور عشق ومحبت کے چشموں سے سیراب ہوتے رہے تیزئی شریف افغانستان میں آج بھی آپ کے فیض وکرم کے ڈنکے بج رہے ہیں۔ جب آپ کے روحانی کمالات کا شہرہ عام ہوا تو بعض لوگ بغض وحسد کی آگ میں جل کر درپے آزار ہو گئے مگر آپ تمام باتوں کو خنداں پیشانی

Marfat.com
Marfat.com

سے برداشت کرتے رہے مگر حاسدین کی معاندانہ سرگرمیاں بڑھتی رہیں۔

چیری نامی گاؤں کا ایک حاسد مولوی ولی خان بغض وعناد کی آتش کا شکار ہو کر جگہ جگہ لوگوں کو آپ کے خلاف ورغلاتا اور بہکاتا رہا اور آنیوالے عقیدت مندوں اور مریدین کے راستے میں کانٹے بچھاتا۔

اور طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کرتا اور کبھی ان لوگوں کو آپ کے خلاف نازیبا کلمات استعمال کر کے روکتا اور کہتا کہ آپ کا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اچھا نہیں ہے۔ ولی خان کی اس مہم اور پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر ناواقف اور سادہ لوح افغان مشتعل ہو کر آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ اور پنجاب اور دیگر مقامات سے آنے والے زائرین اور عقیدت مندان کو لوٹنے اور پریشان کرنے لگے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر آپ نے مولوی ولی خان کو بلا کر سمجھایا اور فرمایا کہ میرے عقیدے اور عمل قول وفعل میں کوئی شرعی سقم ہے۔ تو مجھے آگاہ کرو ورنہ اپنی ان حرکات سے باز آجاؤ۔ ولی خان پر اس بات کا کوئی اثر نہ ہوا۔ بلکہ وہ پہلے سے بھی زیادہ مخاصمت پر اُتر آیا۔ اور آپ کے پاس آنے جانے والے عقیدت مندوں کو مزید تنگ کرنے لگا۔

آپ نے جب اپنے پاس آنے والے عقیدت مندوں اور مریدین اور اعزا پر افغانوں کا یہ ظلم اور تشدد دیکھا تو آپ سے نہ رہا گیا ار آپ نے وہاں سے ہجرت کا فیصلہ کر لیا اور تیزئی شریف سے ۱۵ میل دور ایک گاؤں میں تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ قیام کے بعد ۱۲۸۴ھ میں وہاں سے بھی ۷۵ میل دور موضع چورا شریف ضلع اٹک صوبہ پنجاب تشریف لے آئے اور وہیں پر مستقل رہائش اختیار کرتے ہوئے۔ اس جگہ کو اپنا روحانی مسکن بنالیا اور مخلوق خدا کو رشد وہدایت کے سرچشمہ سے سیراب فرمانے لگے۔

آپ کی اولاد اور روحانی فیض:

آپ کے چار صاحبزادے تھے۔ حضرت خواجہ سید احمد گل خواجہ سید فقیر محمد خواجہ سید دین محمد خواجہ سید شاہ محمد علیہم الرضوان الحمد اللہ چاروں صاحبزادے پابند شریعت وطریقت اور صاحب کمال صاحب کشف وکرامت گذرے ہیں ہر چہار صاحبزادگان آپ کے وصال باکمال کے بعد مسند خلافت پر فائز رہے۔ آپ کے انتقال کے وقت آپ کے دوسرے صاحبزادے حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ علیہ الرحمۃ موجود تھے۔ اور سر مبارک آپ کا اُن کے زانو پر رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں آپ کی تجہیز وتکفین کی اور اپنے دست مبارک سے آپ کو لحد مبارک میں اتارا اور آپ کا جو کچھ بھی روحانی فیض اور باطنی خزانہ جو آپ کے سینے میں مخفی تھا۔ اس سے اُسی وقت مالا مال ہو

Marfat.com
Marfat.com

گئے اور یہی وجہ ہے کہ نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو جو دوام باقی چورا شریف حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ علیہ الرحمۃ کی ذات سے ملا ہے۔ اس کی بدولت آج دنیا بھر میں اللہ ھو کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔

آپ کے خلفاء:

یوں تو آپ کے بہت سے خلفاء ہوئے ہیں ہر ایک ایک دوسرے سے بڑھ کر صاحب کمال ہے۔ ان میں حضرت خواجہ انور خٹکیؒ حضرت خواجہ شاہ نامدار ہستیالویؒ المعروف ہادی نامداد حضرت خواجہ محمد منیر ہوشیار پوریؒ حافظ عبدالطیفؒ قصہ خوانی بازار پشاور والے آسمان رشد و ہدایت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکتے اور ایک زمانے نے اُن سے روحانی فیض حاصل کیا۔

کشف و کرامات:

آپ کے ایک مخلص عقیدت مند مستری جان محمد جو کہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے سخت پریشان تھے۔ ایک روز خیال آیا کہ یہ میرا مال و دولت اور تمام ساز و سامان آخر کس کام کے ہیں جبکہ میرے بعد ان کو استعمال میں لانے والا ہی کوئی نہیں۔ انہوں نے اپنے دیرینہ برادر طریقت میاں نیک محمد کی معیت میں تمام ساز و سامان سمیت آپ کی خدمت میں حاضری دی اور حال دل عرض کیا اور روتے ہوئے زبان حال سے کہنے لگا۔

رحم کن برما کہ ناکارہ ایم
چارہ ماکن کہ بے چارہ ایم

ترجمہ: ہم پر رحم کر کے ہم ناکارہ ہیں۔ ہمارا چارہ کر ہم بے چار ہیں۔

آپ نے بکمال شفقت اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اللہ رب العزت عنقریب تمہیں اپنی عنایات و نوازشات سے نوازے گا۔ رخصت کرتے وقت دوبارہ دعاؤں سے نوازا اور فرمایا جان محمد خداوند تعالیٰ تمہیں دو بیٹے اور ایک بیٹی دے گا۔ بڑے بیٹے کا نام سلیمان اور دوسرے بیٹے کا نام غلام محمد رکھنا اور بیٹی کا نام عائشہ رکھنا۔ مگر افسوس یہ کہ بڑا بیٹا سلیمان تمہیں جلد ہی داغ مفارقت دے جائے گا۔ چنانچہ بالکل ایسا ہی ہوا۔ اللہ نے اسے دو بیٹے ایک بیٹی دی بڑا بیٹا کچھ عرصہ کے بعد ہی انتقال کر گیا۔

کرامت ۲:

ایک مرتبہ محمد شاہ نامی شخص آپ کی صاحبزادی کا زیور اور تلوار چوری کر کے لے گیا۔ آپ

Marfat.com
Marfat.com

کی خدمت عالیہ میں اطلاع کی گئی تو آپ نے چھوٹے صاحبزادے حضرت شاہ محمد علیہ الرحمۃ کو بلا کر فرمایا کہ محمد شاہ علیہ الرحمۃ کا پتہ کراؤ انہوں نے پتہ کر کے آپ کو بتایا کہ حضور وہ موضع چنگی چلا گیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ صبح سے پہلے اُس کو جا کر کہہ دو کہ زیور اور تلوار واپس کر دے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اُس کی زندگی میں کل کا دن آخری دن ہے۔

چنانچہ حضرت شاہ محمد علیہ الرحمۃ حسب الحکم تلاش میں نکلے اور نماز ظہر سے قبل ہی اس سے زیور اور تلوار واپس لے لی۔ آپ کے ارشاد گرامی کے مطابق عصر کی نماز کے وقت اس کی گردن پر ایک سُرخ رنگ کی علامت ظاہر ہوئی وہ اُسی وقت کہنے لگا کہ یہ آپ ہی کی بددعا کا اثر ہے۔ اور یہ میری موت کی نشانی ہے۔ چنانچہ وہ نماز عشاء سے پہلے ہی اس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا۔

کرامت ۳:

ایک دفعہ آپ تیزئی شریف کے نواحی گاؤں ''لحاظ'' میں تشریف لے گئے۔ گاؤں کے لوگوں نے پینے کے پانی کی قلت کا ذکر کیا اور آپ کی خدمت میں التجا کی کہ حضور اللہ کی بارگاہ میں دُعا کریں کہ رب کریم ہماری اس مشکل کو حل کر دے آپ نے فرمایا کہ تمام گاؤں کے لوگ استخارہ کرو میں بھی استخارہ کرتا ہوں جو اللہ کا حکم ہوگا اُس کی تعمیل کی جائے گی۔

چنانچہ اگلے روز صبح فجر کے وقت تمام لوگ آپ کے پاس مسجد میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ ہم نے استخارہ کیا ہے۔ ہمیں یہی حکم ملا کہ ہماری مشکل کا حل آپ کے پاس ہی ہے۔ ہم تمام حاضرین حاضر ہیں۔ جیسا آپ حکم فرمائیں ویسے ہی تعمیل ہوگی۔ آپ نے بارگاہ خداوندی میں دست طلب کو دراز کیا اور خدا کی بارگاہ میں التجا کی اور تمام دوستوں کو ساتھ لے کر مسجد کے دوسرے گوشے کی طرف تشریف لے گئے تقریباً ایک میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد رُک گئے اور ارشاد فرمایا کہ بس اسی جگہ ٹھہرنے کا حکم ہے۔ آپ نے اسی جگہ دو نفل ادا کئے اور کدال دست مبارک میں پکڑ کر تین ضربیں لگائیں۔ پتھر اپنی جگہ سے ہلا اتنے میں مریدین نے کدال آپ کے دست مبارک سے لے کر کھدائی کا کام شروع کر دیا۔ آپ کے مریدین نے کدال آپ سے لے لی اور کھودائی شروع کی تو دوران کھودائی زمین کے نیچے سے پتھر نکل آیا۔ آپ نے کدال پکڑی اور بسم اللہ پڑھ کر تین ضربیں لگائیں اور آدھے گھنٹے کی کوشش کے بعد پتھر کو اپنی جگہ سے ہٹایا تو کیا دیکھا وہاں ایک نہایت ہی عمدہ شیریں اور شفاف پانی کا چشمہ جاری ہے۔ آپ کے حکم کے مطابق کھدائی کر کے پانی آبادی کی طرف لے جانے کا کام شروع کر دیا گیا۔ آپ نے اس جگہ پر تین گائے کی قربانی دی نماز عصر تک پانی موضع ''لحاظ'' تک پہنچ گیا اور اُسی پانی سے وضو کر کے نماز عصر

Marfat.com
Marfat.com

ادا کی گئی۔

مسجد سے آگے پانی کے گزارنے میں ایک بہت بڑا پتھر حائل تھا۔ پانی کو دوسری طرف گذارنے کے لئے ایک زمیندار سے کہا گیا کہ وہ اپنی زمین سے پانی کو گذارنے کے لئے راستہ دے۔ مگر وہ رضامند نہ ہوا۔ سب حاضرین بہت پریشان تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پریشان نہ ہوں اللہ تعالیٰ خود ہی پانی کے گذارنے کا راستہ بنادے گا۔

چنانچہ نصف شب ایک بہت زوردار دھماکہ ہوا جس سے لوگوں کے دل ہل گئے۔ سب لوگ چھوٹے بڑے عورتیں مرد جاگ اٹھے۔ پھر تمام شب کسی کو نیند نہ آئی صبح مسجد میں نماز کے لئے گئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس پتھر میں تین گز مربع کا ایک سوراخ ہوگیا اور سوراخ کے ذریعے پانی کا راستہ بن گیا۔

کرامت ۴:

ایک مرتبہ دریائے اٹک (دریائے سندھ) کو عبور کرنے کے لئے کشتی پر سوار ہوئے۔ اتفاق سے اس کشتی میں ۱۶ سکھ سپاہی بھی سوار تھے۔ سکھ سپاہیوں میں سے ایک سپاہی بہت بے ادب اور گستاخ تھا۔ آپ کو دیکھ کر کہنے لگا حضرت آپ تختہ کے نیچے کھڑے رہیں تا کہ ہمارے کھانے کی چیزیں آپ سے نہ چھو جائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کو چھونے کی تکلیف سے بچائے۔ جب کشتی روانہ ہوئی تو دوران سفر چند مسائل پر گفتگو ہوئی آپ نے اپنے خاص انداز محبت سے سکھوں کو مسائل سمجھائے۔ ابھی آپ کی کشتی کنارے پر نہ پہنچی تھی کہ آپ کی نگاہ ولایت سے تمام سکھ سپاہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے۔ دریا کے کنارے موضع خوشحال گڑھ میں پہنچ کر سب نے حجامت بنوائی اور آپ کی اقتداء میں نماز ظہر ادا کی۔

ملفوظات:

ایک دن ایک درویش نے عرض کیا کہ حضور یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ دوسرے لوگ صد ہا برس ریاضت وعبارت مجاہدات کے بعد بھی اس قدر جوش عشق ومحبت اور جذب وفیض حاصل نہیں کر پاتے۔ جس قدر آپ کے غلام وخدام چند روز میں حاصل کر لیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تمہارا سوال بالکل دُرست ہے۔ مگر یاد رکھو دوست یا اولاد اُس شخص کی تنگ دست ہوتی ہے۔ جن کا باپ یا رفیق غریب مفلس ہو۔ اور جن کا باپ یا رفیق مالدار ہو اُن کو زیادہ تر خلوص ومحبت کی ضرورت

Marfat.com
Marfat.com

ہے۔ محنت کی چنداں حاجت نہیں۔

(نمبر۲) آپ فرماتے ہیں کہ آدمی کو دو چیزیں درست اور شکستہ چاہیں درست چیزیں یہ کہ (ا) دین درست (ب) یقین درست، شکستہ چیزیں یہ کہ (ج) دست شکستہ (د) پاشکستہ۔

(ا) دین درست سے مراد یہ ہے کہ قولاً فعلاً اعتقاداً شریعت کے موافق ہو۔ (ب) یقین درست کے معنی مواعید الٰہی پر پورا یقین ہے۔ (ج) دست شکستہ کا مطلب یہ کہ اشارۃً یا صریحاً کسی سے کسی چیز کا طالب نہ ہو۔ (د) پاشکستہ سے مراد یہ کہ کسی کے پاس کسی غرض سے نہ جائے۔ یعنی محتاجی ظاہر نہ کرے۔

(نمبر۳) آپ فرماتے ہیں کہ فقر وفاقہ کمال طریقہ ہے۔

(نمبر۴) آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کے "ف" سے مراد فاقہ "ق" سے مراد قناعت "ر" سے مراد ریاضت ہے اور "ی" سے مراد یاد الٰہی ہے۔ اگر کوئی شخص یہ امور انجام دے تو "ف" سے فضل الٰہی "ق" سے قرب مولا "ی" سے یاریٔ خدا اور "ر" سے رحمت الٰہی حاصل ہو۔ ورنہ "ف" سے فضیحت "ق" سے قہر الٰہی "ی" سے یاس اور "ر" سے رسوائی ملے۔

(نمبر۵) آپ فرماتے ہیں کہ جس طرح طلب حلال مومنوں پر فرض ہے۔ اسی طرح ترک حلال عارفوں پر فرض ہے۔ کیوں کہ درویشوں کی فاقہ کی رات معراج کی رات ہوتی ہے۔

(نمبر۶) آپ فرماتے ہیں کہ جو مخدوم بننا چاہتا ہو اس کو چاہئیے کہ پیر کی خدمت کرے کیونکہ

ہر کہ خدمت کرد اُو مخدوم شد
ہر کہ خودرا دید اُو محروم شد

جس کسی نے خدمت کی وہ مخدوم بن گیا اور جس نے اپنے آپ کو دیکھا وہ محروم رہا۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۱۲ شعبان المعظم ۱۲۸۴ھ ۱۷ نومبر ۱۸۶۷ء کو ہوا۔ مزار پرانوار چورا شریف ضلع اٹک میں واقع ہے۔ جہاں آج بھی ہزاروں عقیدت مندان اپنے دامنوں کو گوہر مُراد سے بھرتے ہیں۔

آپ کے خلیفہ مولوی مست علی نے آپ کی قطعہ تاریخ اس طرح لکھی ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

رفعت نور محمد از دنیا
کہ ہم عمر خود نگفتہ دروغ
مست مسکین کے ہست خادم اُو
سال تاریخ اُو بگفت فروغ

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے مزار پرانوار کی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ گیلانی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

غوث زمان آفتاب ولایت ماہتاب شریعت امام العارفین سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی رونق و بہار حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ چوراہی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۱۳ھ میں تیزئی شریف نزد تیراہ افغانستان میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب ۲۸ واسطوں سے حضرت مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جاملتا ہے۔ جس کی تفصیل آپ کے جدامجد حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ شاہ تیراہی علیہ الرحمۃ کے حالات واقعات میں دی جاچکی ہے۔

آپ پیدائشی ولی ہیں۔ جس دن آپ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہ پیا تھا۔ یہ خبر سن کر آپ کے جد اعلیٰ حضرت خواجہ سیّد فیض اللہ شاہ تیراہی علیہ الرحمۃ تشریف لائے تو آپ کے روئے انور کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ تو ابھی سے اپنا حصہ طلب کر رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی زبان مبارک آپ کے منہ میں ڈال دی۔ جسے آپ کافی دیر تک چوستے رہے۔ اس کے بعد آپ نے والدہ ماجدہ کا دودھ بھی پینا شروع کر دیا۔

اس طرح سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی عظیم نسبت آپ کو روز ازل سے ہی نصیب ہوگئی۔ اور آپ کے جد اعلیٰ حضرت خواجہ سید فیض اللہ شاہ تیراہی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ بچہ آسمان طریقت کا ماہتاب بن کر چمکے گا۔ اور پوری دنیا میں اس کے ہاتھ سے سلسلہ عالیہ میں داخل ہونیوالوں کی شہرت کا ڈنکا بجے گا۔ اور اس سے مخلوق خدا کو بہت فیض پہنچے گا۔ آپ کا چہرہ مبارک بچپن ہی سے انوار الٰہی کی تابانیوں سے آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکتا ہے۔

تعلیم و تربیت:

آپ نے علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت سید خواجہ سیّد نور محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ سے حاصل کی تھی۔ والد گرامی کی نگاہ فیض اور تربیت کی بدولت آپ کا عالم یہ تھا کہ آپ قرآن مجید کے ایک ایک حرف کے جدا جدا اسرار و رموز بیان فرماتے تھے۔ جسے سن کر بڑے بڑے علماء انگشت بدنداں رہ رہ جاتے تھے۔ اپنے وقت کے ابدال شمار کیے جاتے تھے۔ آپ کو علوم ظاہری و باطنی میں جو کمال حاصل تھے وہ دوسروں کو عشر عشیر بھی نصیب نہ ہوئے۔

Marfat.com
Marfat.com

سیرت و کردار:

ایام صغرسنی سے ہی ذکر و فکر و مراقبہ و اتباع شریعت و طریقت میں مصروف رہتے اور تمام امور میں اپنے والد گرامی علیہ الرحمۃ کے نقش قدم پر چلتے بچپن ہی سے آپ کے سراقدس پر بلندی کا ستارہ چمکتا تھا۔ قطع ماسوائے اللہ کا طریق آپ کو پہلے ہی مرغوب تھا۔ والد ماجد کے ساتھ ابتداء ہی سے محبت و ربط حاصل تھا۔ جس کی وجہ سے آپ کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے طریق کلام میں اور اخلاق و اعمال اور سیرت و کردار میں باکل متحد الاوصاف ہو گئے تھے۔ غریبوں مسکینوں اور مفلسوں کی مجلس وصحبت میں زیادہ خوش رہتے تھے۔ پابندی شریعت میں بے مثل و بے مثال تھے۔ نماز تہجد کے بعد ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ پھر بعد از نماز فجر طلوع آفتاب تک مراقبہ میں رہتے۔ پھر دو تین سپارے قرآن پاک تلاوت کے بعد ختم شریف پڑھتے۔ طعام قبل از دوپہر تناول فرما کر قیلولہ فرماتے اکثر و بیشتر نماز ظہر کے وضو سے عشاء کی نماز ادا فرماتے ظہر کے بعد تلاوت قرآن پاک فرماتے اس کے بعد احباب کی حاجات کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ حاضرین کو حسب ضرورت دعا تعویذ وغیرہ دیتے۔ نماز عصر کے بعد ختم شریف برائے ایصال حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ پڑھا کرتے نماز پنجگانہ باجماعت ادا فرماتے بعد از نماز مغرب طعام تناول فرما کر نماز عشاء اول وقت میں ادا فرماتے۔ دوران سفر آپ جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے آپ کا قیام مسجد میں ہی ہوتا تھا۔ تعویز وغیرہ لکھنا آپ پسند نہ فرماتے تھے۔ اکثر لوگوں کو صرف اور صرف دُعا سے ہی نوازتے تھے اور آپ کی دُعا کی برکت سے لوگوں کے مسائل اور مشکلات حل ہو جاتی تھیں۔ آپ بناوٹ تصنع کے باکل خلاف تھے۔ بالکل سادہ زندگی گذارتے۔ غرور تکبر فخر خود غرضی خود پسندی آپ کے نزدیک نہ تھی انوار و برکات آپ کے چہرۂ انور سے عیاں تھے۔ آپ کی طبیعت میں اس قدر جمال تھا کہ سالہا سال تک کبھی آپ کو غصہ نہ آتا تھا۔ کسی دوست کے بارے میں شکایت سُننا گوارہ نہ فرماتے تھے۔ تحمل و بردباری میں بے مثال تھے۔ اگر کسی سے کوئی غلطی ہو جاتی تو آپ فوراً معاف فرما دیتے تھے۔

حُلیہ مبارک:

آپ کا قد مُبارک دراز چہرہ گندمی بنی سُرخ و دراز ریش مُبارک سفید چشم مُبارک موزوں گیسو مُبارک شانوں تک معلق رہتے۔ پیشانی کُشادہ انگشت مُبارک نرم اور لمبی سینہ فراخ اور باوجود ضعیف العمری کے بینائی اور سماعت میں فرق نہ تھا۔ رات کو سُرمہ طاق سلائیاں لگاتے

Marfat.com
Marfat.com

۔بالوں پر حنا و مہندی لگاتے۔ جب باہر تشریف لے جاتے تو سر پر لنگی رکھ لیتے۔ پیرانہ سالی کے باوجود رفتار کافی تیز ہوتی تھی۔ اکثر اوقات آپ کے ہمراہی آپ سے بہت پیچھے رہ جاتے تھے۔

آپ کے مختلف معمولات و عادات:

آپ کی خوراک نہایت سادہ تھی۔ جو خمیری روٹی اور کھچڑی پر مشتمل تھی۔ کسی خاص چیز کے عادی نہ تھے۔ جو کچھ حاضر ہوتا برضا و رغبت تناول فرما لیتے تھے۔ آپ کی اصل غذا ذکر حق تھی۔ آپ کسی کا احسان نہ اٹھاتے تھے۔ لیکن اگر کوئی احسان کرتا تو آپ اسے یاد رکھتے۔ حتیٰ کہ اس کا دس گنا بدلہ عنایت فرماتے۔ جس کسی کی دعوت ایک دفعہ قبول فرماتے دوبارہ مشکل سے ہی قبول ہوتی تھی۔ آپ کا معمول تھا کہ شہروں میں کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن قیام فرماتے۔ اور جیسی جگہ ہوتی ویسا ہی قیام ہوتا۔ آپ کے ساتھ ہمیشہ چند خلفاء اور درویش سفر میں رہتے تھے۔ آپ زاہد خشک یا محض ظاہر پرست نہ تھے۔ بلکہ لوگوں کی درستگی و باطنی کا خیال زیادہ رکھتے تھے۔ اور کبھی بھی اتباع سنت سے قدم باہر نہ رکھتے۔ آخیر عمر میں احباب راولپنڈی کے اصرار پر چائے پینا شروع کر دی تھی۔ سردی کے دنوں میں تین تین ماہ تک پانی نہ پیتے اکثر شب بیدار رہتے تھے۔ جب آرام فرماتے تو سر سے پاؤں تک سیاہ چادر اوڑھتے تھے۔

بیعت و خلافت:

آپ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سید نور محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ کے مُرید تھے۔ انہوں نے آپ میں تمام خوبیاں دیکھ کر بیس برس کی عمر شریف میں آپ کو دستار خلافت و اجازت سے نوازا۔ دستار خلافت کے بعد آپ اپنے برادر اصغر حضرت خواجہ دین محمد چوراہی کے ہمراہ پنجاب کے تبلیغی دورے پر روانہ ہوئے تو باولی شریف ضلع گجرات تشریف لے گئے خلیفہ حضرت محمد خان عالم رحمۃ اللہ کے فرزند گرامی قدر حضرت خواجہ غلام محی الدین علیہ الرحمۃ و دیگر بہت سے لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد آپ سیالکوٹ تشریف لے گئے اور کئی سو افراد آپ کے دست حق پر بیعت سے مشرف ہوئے غرض کہ دو ماہ کے تبلیغی اور روحانی دورے میں پنجاب کے طول و عرض میں دورے کے دوران ہزاروں لوگ آپ کے دامن عقیدت و محبت سے وابستہ ہو گئے۔

عاجزی اور وضع داری:

آپ کے پاس اگر کوئی زاہد خشک یا باتونی شخص آجاتا تو آپ فرماتے کہ مجھے باتیں نہیں

Marfat.com
Marfat.com

آتیں۔آپ اپنے خلفاء اور اجازت یافتوں کی بھی توقیر وعظمت کرتے اور ان کی قدر ومنزلت زیادہ فرماتے تھے تا کہ وہ اپنے عقیدت مندوں کی نظر میں وقیع اور ذی اقتدار رہیں۔

آپ جس خلیفہ کے حلقۂ احباب میں تشریف لے جاتے وہاں پر اُسی کے مشورے سے ہر ایک کام انجام دیتے یہاں تک کہ تعویزات اور وظائف وغیرہ بھی انہی کی تحویل میں رکھتے آپ کے دل میں دنیاوی شان وشوکت اور وقعت وعزت مچھر کے برابر بھی نہیں تھی۔آپ کبھی کبھی خاص احباب سے معانقہ فرماتے ورنہ اکثر مصافحہ پر ہی اکتفا فرماتے آپ اپنے بزرگان اور خواجگان کے طریقہ پر سختی سے قائم رہتے اپنے معمولات میں ذرا برابر بھی فرق نہیں آنے دیا۔آپ اپنے مریدین کو لفظ مُرید سے نہ پُکارتے تھے۔بلکہ لفظ یار یا دوست سے یاد فرماتے تھے۔ایک دن آپ کے نبیرہ نے کہہ دیا کہ فلاں شخص تو ہمارا مرید ہے۔اس پر آپ اس پر سخت ناراض نہ ہوئے یہاں تک کہ کلام بھی نہ کیا۔صاحبزادہ نبیرہ نے اوراد ووظائف اور نفلی عبادت ترک کر دیں۔لوگوں نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے سب کچھ ترک کر دیا ہے صاحبزادہ صاحب نے جواب دیا کہ جب حضرت صاحب ناراض ہیں تو ان چیزوں کا کیا فائدہ۔کیونکہ عبادات کی قبولیت تو آپ کی رضا کے ساتھ ہے۔جب آپ ناراض ہیں تو پھر ضرورت نہیں۔جب قبلہ حضور بابا جی صاحب کو یہ خبر پہنچی تو صاحبزادہ صاحب کو بلوا کر ارشاد فرمایا کہ نہ میرے باپ دادا نے کسی کو لفظ مُرید سے پکارا اور نہ ہی میں نے کسی کو مُرید سے بلایا پھر تم اس قابل کہاں سے ہو گئے ہو کہ مُرید کے لفظ سے پکارو جاؤ توبہ کرو اور آئندہ کے لئے کسی کے لئے لفظ مُرید استعمال نہ کرنا۔

کشف وکرامات:

ایک مرتبہ آپ امرتسر میں مسجد خیر دین میں تشریف فرما تھے کہ ایک بیوہ عورت حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا کہ میرا لڑکا محمد علی بی۔اے میں پڑھتا تھا۔اس کا والد فوت ہو گیا ہے۔میں نے گھر کا سامان بیچ کر مصائب آلام برداشت کر کے بی۔اے کا امتحان دلوایا تھا جو کہ فیل ہو گیا ہے اب میرے لئے کوئی چارہ کار نہیں ہے یہ کہہ کر وہ زار وقطار رونے لگی۔آپ نے اُسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ جاوہ تو پاس ہے جب وہ عورت گھر آئی تو اسے ٹیلی گرام ملا کہ محمد علی پاس ہے اور اُس کے بجائے ایک سکھ لڑکا فیل ہوا ہے۔پہلے والی اطلاع غلط دی گئی تھی یہ دیکھ کر وہ عورت بہت خوش ہوئی۔سب کو بتاتی تھی کہ میرا لڑکا حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ چوراہی کی دعا سے پاس ہوا ہے۔

وہ لڑکا اپنی والدہ کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا اور کافی مدت تک راولپنڈی میں سینئر جج کے عہدے پر فائز رہا اور سیشن جج کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوا۔

Marfat.com
Marfat.com

کرامت ۲:

راولپنڈی صدر میں گرجا سے متصل پیر بخش نامی آپ کا ایک مرید رہتا تھا۔ اُس کا بیان ہے کہ ہمارے آبائی گاؤں میں پانی نہیں تھا کیونکہ زمین بہت سنگلاخ تھی۔ لوگ بہت دُور دراز سے پانی لاتے تھے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ حضور پانی نہ ہونے کی وجہ سے پوری آبادی کے لوگ پریشان ہیں۔ جبکہ جگہ بہت سخت پتھریلی ہے کوئی دعا فرمائیں آپ نے فرمایا کہ کنواں کھدوا دیا جائے پانی آجائے گا۔

پیر بخش نے اپنی جیب سے چار سو روپیہ خرچ کر کے کنواہ کھدوایا مگر پانی نہ نکلا لوگ پیر بخش کو لعن وطعن کرنے لگے کہ تیرے پیر نے تجھے برباد کر دیا لوگوں نے آپ کی خدمت میں تمام واقعہ گوش گذار کیا۔ آپ نے نہایت خاص حالت میں فرمایا کہ پیر بخش کے حق میں دعا کرو۔ پھر فرمایا میاں پیر بخش جاؤ خداوند تعالیٰ پانی دے دے گا۔ گھبرانے اور غم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

میاں پیر بخش اچانک باہر نکلے تو دیکھا کہ بچے کنویں کے پاس جمع ہیں اور ایک شور وغل اور کہرام برپا ہے۔ اور بچے چلا چلا کر کہنے لگے بابا پانی آگیا ہے پیر بخش نے دیکھا تو کنویں میں سے پانی نیچے کی طرف سے اوپر کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ گویا غیب سے ایک نہر آرہی ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے پانی کنویں کے کنارے پر پہنچ گیا۔ پانی اس قدر میٹھا اور ٹھنڈا کہ شائد اس سے پہلے ایسا پانی کسی نے دیکھا اور پیاء ہو لوگ پانی استعمال کرتے تھے اور خوشیاں منا رہے تھے۔ انہی دنوں محمد بخش نامی ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضرت باباجی تیراہ شریف افغانستان سے وہ پانی لا رہے ہیں اور کنویں میں گراتے جا رہے ہیں۔

کرامت ۳:

ایک مرتبہ آپ موضع نارنگ ضلع سیالکوٹ غالباً نارنگ منڈی حال ضلع شیخوپورہ کی مسجد میں قیام فرماتے۔ وہاں پر ایک بوہڑ کا درخت تھا جو نماز مغرب کے بعد ہلنے لگا آپ نے لوگوں سے اس کی وجہ دریافت کی تو لوگوں نے بتایا کہ یہ درخت ہر روز اسی طرح اسی وقت ہلتا ہے۔ نہ جانے کیا وجہ ہے اسی وجہ سے لوگ مغرب کی نماز ادا کرنے یہاں نہیں آتے آپ بات سُن کر فوراً مراقب ہو گئے اور تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ (ہن نہ ہلسی) آپ نے اپنی زبان میں فرمایا کہ اب نہیں ہلے گا۔ لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا درخت کے ایک کونے میں ایک جن کا ڈیرہ ہے۔ وہ شام کو پرندوں کو درخت سے اڑانے کے لئے ہلاتا ہے کہ کوئی پرندہ اس پر رات نہ گذارے اب میں نے

Marfat.com
Marfat.com

ے منع کر دیا ہے کہ پرندوں اور نمازیوں کو مت پریشان کر اب وہ یہاں سے چلا گیا ہے۔ لہٰذا
ت اب کبھی نہ ملے گا۔

رامت ۴:

ایک مرتبہ آپ موضع بن تحصیل پنڈی گھیپ کی ایک مسجد میں تشریف فرما تھے وہاں
یدت مندوں کا ایک بہت بڑا اژدہام جمع تھا۔ بڑی روحانی اور پر کیف مجلس ہو رہی تھی کہ اچانک
پ اٹھ کھڑے ہوئے اور تمام عقیدت مندان اور مریدین سے ارشاد فرمایا ہ تمام کے تمام اپنا
ان لے کر فورا مسجد سے باہر نکل جاؤ لوگ سمجھ نہ سکے کہ معاملہ کیا ہے۔ جب سب لوگ باہر نکل
ۂ اور آپ سب سے آخر میں باہر نکلے ابھی آپ نے مسجد سے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ مسجد کی چھت
زام سے نیچے آ گری تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ باہر نکلنے کا حکم دینے میں راز کیا تھا۔

رامت ۵:

ایک مرتبہ حسن دین نامی ٹھیکدار آپ کی خدمت عالیہ میں حاضری ہو کر عرض کرنے لگا
ور زندگی کافی گذر گئی اب شباب بھی ختم ہو گیا ہے۔ مگر اولاد جیسی نعمت سے محروم ہوں۔ آپ
ے ایک تعویز عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ حسن دین میرا خالق و مالک تمہیں بیٹا دے گا اس کا نام
بدالطیف رکھنا۔

چنانچہ جب دوسرے سال آپ اس گاؤں میں تشریف لے گئے تو حسن دین ایک بچے کو
ود میں اٹھائے ہوئے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور یہ بچہ وہی ہے جو آپ
ی دُعا سے خداوند تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے۔

کرامت ۶:

موضع ڈیرہ یانوالہ ضلع سیالکوٹ کی مسجد پٹھان والی میں آپ جلوہ افروز تھے کہ ایک مرید
لی داد خان نے حاضر ہو کر عرض کیا حضور اللہ نے بیٹیاں تو دی ہیں لیکن بیٹا نہیں ہے۔ دُعا فرمائیں
کہ خدا مجھے بیٹے جیسی نعمت سے نواز دے۔ آپ نے گڑ پڑھ کر دیا اور فرمایا کہ یہ گڑ اپنی بیوی کو کھلا
ینا۔ انشاء اللہ میرا مالک بیٹا دے گا۔ اور اس کا نام محمد شریف رکھنا جب اگلے سال دوبارہ اس
گاؤں میں گئے تو ولی داد خان بچے کو گود میں اٹھائے ہوئے حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور یہ بچہ
وہی ہے جو خدا نے آپ کی دعا سے دیا تھا۔ جس کا نام آپ نے محمد شریف رکھا تھا۔

Marfat.com
Marfat.com

اولاد:

آپ کے پانچ بیٹے ہیں حضرت خواجہ سید گل نبی، حضرت خواجہ سید محمد نبی، حضرت خواجہ احمد نبی، حضرت خواجہ سید شاہ، حضرت خواجہ سید قادر شاہ سب کے سب صاحبزادے اپنے وقت ولی کامل تھے۔

آپ کے خلفاء:

آپ کے خلفاء کی فہرست بہت طویل ہے۔ بطور اختصار پنجاب سے تعلق رکھنے والے خلفاء کے نام نامی اسم گرامی لکھنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ جن سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس آفتاب طریقت ومعرفت سے کیسے کیسے باکمال لوگوں نے روشنی حاصل کی اور اس عالم کو منور کیا۔

نمبر ا:

سنوسی ہند امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ یہ آپ کے بہت محبوب خلفاء میں سے تھے۔ ایک دفعہ خدام میں سے کسی نے عرض کیا حضور ہمیں برس ہا برس گذر گئے ہیں اور ہمہ وقت خدمت میں حاضر رہتے ہیں مگر ہماری طرف آپ کی وہ نظر عنایت نہیں جو کہ پیر سید جماعت علی شاہ پر ہوئی ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ فقیر کے پاس خدا کا دیا ہوا سب کچھ ہے۔ مگر ہر ایک کی قسمت اور مقدر جُدا جُدا ہے۔ مگر تمہیں معلوم نہیں کہ حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کے پاس چراغ بھی تھا۔ تیل بھی تھا بتی بھی تھی اور دیا سلائی بھی تھی۔ میں نے تو صرف سُلگانے کی محنت کی ہے۔ خداوند تعالیٰ نے روشن کر دیا ہے۔

(نمبر۲) حضرت حافظ عبد الکریم صاحب عیدگاہ شریف راولپنڈی (۳) حضرت خلیفہ محمد خان عالم باولی شریف ضلع گجرات (۴) حضرت صاحبزادہ غلام محی الدین باولی شریف (۵) حضرت پیر سید جماعت علی شاہ ثانی علی پوری ضلع نارووال (۶) حضرت مولانا غلام نبی قریشی چک قریشاں ضلع سیالکوٹ (۷) حضرت مولانا قاری محمد حسن گجراتی (گجرات) (۸) حضرت مولانا غلام محمد بگوی خطیب بادشاہی مسجد لاہور (۹) حضرت صاحبزادہ نواب الدین علی ساکن بشندور شریف (۱۰) حضرت حافظ فتح الدین رنگ پورہ ضلع سیالکوٹ (۱۱) راجہ شیر باز خان موضع بڑی تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی (۱۲) حضرت مولانا مست علی موضع مترانوالی ضلع

Marfat.com
Marfat.com

ٹوٹ(۱۳)حضرت سید غلام قادر شاہ کوٹلی سیداں (۱۴)حضرت حافظ جی جوڑی (۱۵)حضرت سید چنن شاہ آلو مہار شریف ضلع سیالکوٹ۔

ونصائح:

اپنے وصال باکمال سے قبل آپ نے اپنے احباب کو جمع کر کے وصیت فرمائی کہ

۱۔ جس جگہ جاؤ تو یاروں میں حمد و شکر نہ چھوڑ جاؤ یعنی یاروں کو بوجہ تکلیف یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ خدا کا شکر ہے کہ پیر صاحب چلے گئے۔

۲۔ یاروں کو آپس میں حسد و کینہ نہ رکھنا چاہیئے جس کو خدا خیر و برکت دے اُس سے مستفید و مستفیض ہونا چاہیے۔

۳۔ سفر میں ذکر کو ہر حال میں مقدم رکھنا چاہیے اگر کسی جگہ ذکر میں کچھ قصور واقع ہو تو اس جگہ نہ رہیں، کیونکہ وہاں کے لوگ فیض سے محروم رہیں گے

۴۔ یاروں کے ساتھ سیر کو نہ جانا چاہیئے جب تک وہ خود خواہش مند نہ ہوں۔

۵۔ پیر کو چاہیے کہ وہ انتظار کیئے بغیر خود ہی چلا جائے۔ تا کہ لوگوں میں کسی طرح کی بدگمانی یا خیال بد پیدا نہ ہو۔

صال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ایک سو سال کی عمر شریف میں ۲۹ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ ۳۰ جون ۱۸۹۰ء کو ہوا۔ مزار پر انوار چورہ شریف ضلع اٹک صوبہ پنجاب میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں ج بھی حاضری دے کر لوگ اپنے قلوب و اذہان کو نہ صرف منور کرتے ہیں بلکہ اپنے دامنوں کو بھی لو ہر مُراد سے بھرتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف نے بھی بارہا آپ کے دربار میں حاضری دی ہے۔ دہٗ تاریخ وفات غفرلہ ۱۳۱۵ ھ ہے۔ آپ کی اولاد پاک سے مبلغ عالم اسلام آفتاب نقشبندیت پیر طریقت محافظ شریعت حضرت پیر سیّد محمد شبیر علی شاہ گیلانی نقشبندی مجددی مدظلہ العالیٰ سے فقیر راقم الحروف کا گہرا تعلق اور واسطہ و رابطہ ہے۔ انتہائی خلیق و شفیق مہربان شخصیت کے مالک ہیں خدا عمر خضر عطا فرمائے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ سیّد دین محمد شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

عارف باللہ، محبوب المشائخ، عارف ربانی، مرشد لاثانی حضرت خواجہ سیّد دین محمد شاہ گیلانی الحسنی والحسینی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ چورا شریف ضلع اٹک میں حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ کے تیسرے صاحبزادے اور حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد چوراہی نقشبندی کے برادر اصغر ہیں۔

ابتدائی زمانہ میں آپ کو ظاہری تعلیم سے کوئی رغبت نہ تھی۔ آپ نے قرآن مجید اور کتب تصوف خواجہ محمد امین ''جو استاد کلاں'' کے نام سے مشہور تھے۔ اُن سے پڑھیں اور کتب تصوف اپنے چچا حضرت سیّد خواجہ گل محمدؒ برادر اصغر خواجہ سیّد نور محمدؒ سے پڑھیں۔

آپ کو دینی کتب کے مطالعہ کا بیحد شوق تھا۔ عوام وخواص میں ''حضرت ملا'' کے لقب سے پہچانے جاتے تھے۔ قوت حافظہ اس قدر تیز تھا کہ جو کتاب آپ کی نظر سے گذر جاتی تھی۔ اس کے مضامین آپ کو کافی عرصہ تک یاد رہتے۔ آپ نے تمام عمر درس وتدریس میں گذاری۔

بیعت وخلافت:

آپ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ تیراہی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور اُنہی سے خرقہ خلافت پایا۔

حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین:

۱۲۹۰ھ میں آپ حج بیت شریف کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے اور حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی کے بعد زیارت روضۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تشریف لے گئے۔

آپ کے نامور خلفاء:

آپ کے لاتعداد مرید تھے۔ جن میں سے چند خلفائے نامدار یہ ہیں۔ جنہوں کے علم و

Marfat.com
Marfat.com

عرفان کی دنیا میں بہترین مقام حاصل کیا۔

(۱) مفتی غلام رسول امرتسریؒ (۲) مولوی احمد دین خونی چکؒ (۳) مفتی غلام مصطفیٰ امر تسریؒ (۴) مولوی محمد احسن سہالویؒ (۵) خواجہ سیّد محمد دیدار شاہ چوراہیؒ (۶) خواجہ سیّد محمد عال شاہ مؤلف انوار تیراہی معروف بہ گلزار نوری آخرالذکر دونوں حضرات آپ کے فرزند اور نورچشم ہیں۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۶ ذی العقدہ ۱۳۲۵ھ، ۱۱ دسمبر ۱۹۰۷ء کو چورہ شریف میں ہوا۔

مزار فیض آثار چورا شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے۔فقیر راقم الحروف کو بھی آپ کے مزار شریف کی زیارت کا شرف حاصل ہے۔آپ کے وصال پر کسی عاشق صادق نے قطعہ لکھا جو درج ذیل ہے

جناب خواجۂ دین محمد

چوزیں دا رفنا نقل مکاں یافت

بسا دصلتش خواجہ سروشم

بگفتا بس بہشت جاوداں یافت

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

عالم ربانی، مرشد لاثانی، امیر شریعت، حضرت خواجہ سید احمد نبی شاہ گیلانی الحسنی والحسینی المعروف زلفاں والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ والی چورہ شریف امام المشائخ عارف ربانی شیخ العصر حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ کے گھر چورہ شریف میں آپ کی ولادت ہوئی۔

آپ کی تمام روحانی تعلیم وتربیت آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ سید فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ نے ہی مکمل کی آپ اپنے والد گرامی حضرت خواجہ چوراہی کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف تھے اور انہی سے خرقہ خلافت اور اجازت بیعت سے مشرف ہو کر اپنے والد کے جانشین ہوئے۔

سیرت وکردار:

آپ انتہائی نیک، متقی پرہیزگار، نیک سیرت باکردار بلند اخلاق کے مالک تھے۔ لباس، اقوال وافعال، اعمال میں سنت مبارکہ کا عکس جمیل نظر آتا تھا۔ شانوں تک حسین وجمیل دلآویز زلفیں آپ کے حسن ظاہری وباطنی میں اضافہ کرتی تھیں اسی وجہ سے آپ کو زلفاں والی سرکار کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

آپ کا دستر خوان صبح وشام کھلا رہتا تھا۔ مہمان نوازی زمانے میں مشہور تھی۔ سخاوت کا عالم یہ تھا کہ آنے والا کبھی بھی کوئی سوالی خالی نہ گیا۔ آپ مہمانوں کا خصوصی احترام فرماتے اور اپنے پاس آنے والوں کو یکساں دیکھتے تھے۔ اتفاقاً اگر کوئی دوست کسی مہمان کو ناپسندیدگی سے دیکھتا تو آپ سختی سے منع فرما دیتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں ملکی، علاقائی اور لسانی کوئی فرق نہیں ہے وہاں تو اعمال کا فرق ہے۔ سب مسلمان ایک ہی تسبیح کے دانے ہیں۔

آپ اپنے احباب کو ہمیشہ تلقین فرماتے کہ بچوں کو دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی تعلیم بھی دلوائیں، آپ فرماتے تھے کہ آپ صبح خود اٹھو تا کہ بچے بھی صبح اٹھنے کے عادی بنیں اور تم پر خدا کی رحمتوں کا نزول ہو۔

Marfat.com
Marfat.com

چورہ شریف سے لاہور آمد:

آپ نے تمام زندگی قریہ قریہ تشریف لے جا کر شریعت مقدسہ کی تلقین وتبلیغ فرمائی آپ کے مریدین کا حلقہ احباب کابل افغانستان، جموں کشمیر، بلوچستان، سندھ، امرتسر، بمبئی، دہلی اور اجمیر شریف تک پھیلا ہوا ہے۔ لاہور میں ایک عقیدت مند بابا دین کے کنویں پر تشریف لے آئے اور وہاں ایک حجرہ میں عبادت الٰہی میں مصروف رہ کر اس جگہ کو رشد و ہدایت کا مرکز بنایا اور آخری دم تک مخلوق خدا کو فیض سے مستفیض فرماتے رہے۔

بعد میں یہ جگہ وسن پورہ کے نام سے مشہور ہوئی اور یہ چوک پیراں والا چوک کے نام سے مشہور ہو گیا جو کہ آج بھی وسن پورہ پیراں والا چوک کے نام سے مشہور ہے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ١٩ بروز کو وسن پورہ پیروں والا چوک لاہور میں ہی ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت علامہ مولانا سید دیدار علیشاہ صاحب علیہ الرحمۃ بانی دار العلوم حزب الاحناف لاہور نے پڑھائی۔

بعد ازاں آپ کو لاہور سے چورہ شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک لا کر دفن کیا گیا۔ جہاں ہر سال آپ کا سالانہ عرس مقدس پورے اہتمام و احترام سے منایا جاتا ہے اور مخلوق خدا اس دربار گوہر بار میں حاضری دے کر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتی ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ محمد خان عالم نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

محتشم روزگار، پیشوائے ابرار، مقرب سبحانی، حضرت خواجہ محمد خان نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ موضع کہری نزد جلالپور جٹاں ضلع گجرات کے کھوکھر گھرانے میں پیدا ہوئے۔ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد مستقل طور پر باؤلی شریف جی ٹی روڈ جہلم نزد سرائے عالمگیر میں مقیم ہو گئے۔ آپ نے حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ چوراہی کے خلیفہ حضرت ہادی محمد نامدار ساکن بیتھال شریف ضلع اٹک کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ مرشدِ کامل نے آپ کی خدمات سے خوش ہو کر آپ کو خرقۂ خلافت سے نواز دیا۔ ۱۲۰۹ھ میں مرشدِ گرامی کے وصال کے بعد حضرت خواجہ سیّد نور محمد شاہ چوراہی سے بیعت ثانیہ کی۔ آپ بہت زیادہ شب بیدار اور عابد و زاہد تھے۔

بہت سی کرامات آپ سے منسوب ہیں۔ جناب قاضی سلطان محمود صاحب اعوان شریف اور حضرت علی پوری اور حضرت ثانی لاثانی علی پوری سے آپ کے خصوصی تعلقات تھے۔ آپ کے خلفاء بھی بہت سے ہیں۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال ۳ ذالحجہ ۱۲۸۸ھ کو ہوا۔

مزارِ پُر انوار باؤلی شریف سے جنوبی جانب ٹیلہ پر واقع ہے۔ جو آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے خلفاء اور صاحبزادوں کے مزارات بھی ساتھ ہی ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

شہباز میدان حقیقت، پیشوائے ارباب طریقت، عارف کامل، عاشق ذات الٰہ، فنافی الرسول، ولی العصر، حضرت میاں شیر محمد نقشبندی شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۵ء میں شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ میں ایک بزرگ میاں عزیز الدین کے گھر میں پیدا ہوئے۔ آپ کی وجہ سے شرقپور کو ایسی شہرت ہوئی جو قیامت تک ختم نہیں ہو سکتی۔

آپ کی ولادت کے بعد اردگرد کے علاقوں کے بزرگان طریقت اور اولیائے کرام و دیگر عوام آپ کے والد گرامی میاں عزیز الدین کو مبارک باد دینے لگے اور کہنے لگے اللہ نے تمہارے گھر میں ولی کامل پیدا کیا ہے۔ اس کی پرورش ادب و احترام سے کرنا۔ آپ میں ایک خاص بات یہ تھی کہ آپ شیر خواری کے عالم میں بالکل نہ روتے تھے۔ بلکہ حالت بیداری میں غیر معمولی انداز میں مستغرق رہتے تھے۔ آپ کے والدین نے آپ کی پرورش اور نگہداشت بڑے ادب و احترام اور احتیاط سے کی۔

ابتدائی تعلیم و تربیت:

آپ کی عمر شریف جب پانچ سال کی ہوئی تو دستور کے مطابق آپ کو حصول علم کے لئے مکتب میں بھیجا گیا اس زمانے کے معروف بزرگ عالم دین مولانا غلام رسول صاحب سے آپ نے قرآن حکیم کا درس لینا شروع کیا۔ مولانا موصوف آپ کے اجداد میں سے تھے۔ انہوں نے بہت جلد یہ محسوس کر لیا کہ میاں صاحب پر ایک جذب ساطاری رہتا ہے۔ اور جو باتیں علوم ظاہری سے بمشکل حاصل کی جاتی ہیں۔ آپ کا جذب انہیں باآسانی حاصل کر لیتا تھا۔ ایک مرتبہ مولانا غلام رسول نے آپ کو قرآن حکیم کی تلاوت کرتے ہوئے چھوڑ کر کسی کام کی غرض سے مکتب سے اٹھ کر چلے گئے لیکن جب واپس آئے میاں صاحب سے کہا کہ لاؤ بھئی اپنا سبق سناؤ جب مولانا غلام رسول نے قرآن مجید کو میاں صاحب کے ہاتھ سے لیا تو حیران رہ گئے کہ قرآن مجید کے اوراق پانی سے تربتر تھے۔ مولانا نے اس نمی کے متعلق آپ سے پوچھا مگر جواب میں آپ خاموش رہے مولانا نے اپنا استفسار بار بار دہرایا مگر میاں صاحب کی خاموشی بدستور جاری تھی۔

Marfat.com
Marfat.com

مولانا دیکھ کر حیران رہ گئے کہ میاں صاحب کی آنکھوں سے اشکوں کے سوتے پھوٹ رہے ہیں۔

تب مولانا صاحب کی سمجھ میں آیا کہ قرآن مجید کے اوراق پانی سے نہیں بلکہ آپ کی آنکھوں سے نکلنے والے آنسوؤں سے تر ہیں۔ اب مولانا نے پھر سوال کیا کہ شیر محمد بتاؤ قرآن مجید کی کونسی آیت نے آپ پر رقت کی یہ کیفیت طاری کی جو تمہاری آنکھیں ساون بھادوں کی جھڑی کی طرح برس رہی ہیں۔ مگر آپ کی زبان پر مسلسل مہر سکوت تھی۔ آخر تنگ آ کر مولانا بولے شیر محمد اگر تم اسی طرح اشک بہاتے رہے تو قرآن مجید کے اوراق ضائع ہو جائیں گے۔ میاں صاحب خاموش رہے لیکن آپ کے چہرے پر ایسا رعب اور دبدبہ طاری ہو گیا تھا اور جذب کی ایسی شکل ہو گئی تھی کہ مولانا کو مزید سوال کرنے کی ہمت نہ پڑی اور خاموش ہو گئے اور دبے لفظوں میں میاں صاحب کی ولایت کا اعلان کر دیا۔

سیرت و کردار:

آپ بچپن سے ہی عبادت گزار نماز روزہ صوم صلوٰۃ کے پابند ہر وقت یاد خدا میں مستغرق رہتے تھے۔ تہجد پوری زندگی کبھی قضا نہیں کی شریعت و طریقت کے مطابق زندگی گزارتے شرم و حیاء میں آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیروکار تھے۔ شرقپور شریف میں یہ رواج تھا کہ صبح کے وقت جب گھروں کے مرد کھیتی باڑی اور دیگر کام کاج کے سلسلہ میں اپنے اپنے روزگار کی تلاش میں چلے جاتے تو عورتیں اپنے اپنے گھروں کے کام کاج سے فارغ ہو کر گھروں سے باہر مکانوں کے تھڑے پر بیٹھ جاتیں۔ اور ایک دوسرے سے باتوں میں مشغول ہو جاتیں اس وجہ سے میاں صاحب نے گھر سے نکلنا بند کر دیا اور اگر کسی ضرورت کے تحت گھر سے نکلتے تھے منہ پر عورتوں کی طرح نقاب ڈال لیتے۔ آپ کی اس روش سے عورتوں نے آپ کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ مگر آپ کسی بات کی پرواہ کئے بغیر اپنے معمولات پر کاربند رہے حتیٰ کہ عورتوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ میاں عزیز الدین کے گھر لڑکا نہیں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔

عورتوں کی یہ باتیں سُن کر آپ کی والدہ صاحبہ نے آپ سے اس سلسلہ میں بات کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ عورتیں شرم و حیاء کی پرواہ کئے بغیر گھروں سے باہر بیٹھ جاتی ہیں اور پردے کا مطلق خیال نہیں کرتیں مگر مجھے ان کے سامنے سے بے حجابانہ گزرتے ہوئے شرم آتی ہے اس لئے میں اپنا منہ چھپا لیتا ہوں۔ آپ کی یہ بات سن کر عورتوں نے گھروں سے باہر بیٹھنا چھوڑ دیا اور اپنے اپنے گھروں میں پردے کی پابند ہو گئیں۔

آپ اپنے وقت کے قطب الاقطاب اور ولی کامل تھے۔ آپ کی برکت سے کئی مردہ دل

Marfat.com
Marfat.com

نورالٰہی سے منور ہوئے ہیں۔اور آج بھی آپ کا نام بڑی عقیدت ووارفتگی سے لیا جاتا ہے۔

سکھ مسلمان ہو گیا:

ایک مرتبہ آپ اپنے مریدوں کے ہمراہ لاہور کے لوہاری دروازے کے باہر سے گزر رہے تھے۔ان دنوں سکھوں کا کوئی میلا تھا بہت سے سکھ لاہور آئے ہوئے تھے۔میاں صاحب نے دیکھا کہ سکھوں کا ایک گروہ انارکلی بازار سے نکل رہا تھا۔اس موقع پر میاں صاحب اور اُن کے ساتھیوں کا سکھوں سے آمنا سامنا ہو گیا۔سکھوں میں ایک نوجوان سکھ بڑا ہی خوبصورت قد آور جوان تھا۔اس کی طرف میاں صاحب نے نظریں بھر کر دیکھا اور خداوند کریم کی بارگاہ میں دعا کی اے مولا اتنا خوبصورت آدمی جہنم میں جائے یہ میرا دل نہیں چاہتا۔اے اللہ اس کو مسلمان بنا دے۔اور جنت کا حقدار ٹھہرادے یہ دعا ابھی آپ کے لبوں پر اور نظر سکھ نوجوان کے چہرے پر تھی کہ وہ نوجوان سکھ آپ سے گویا ہوا کہ حضرت آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے۔یا مجھے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔میاں صاحب نے فرمایا اے جوان کہنا جسے تھا کہہ دیا تمہیں کیا کہنا ہے۔سکھ نوجوان بولا حضرت مجھے بھی تو پتہ چلے کہ کس کو کیا کہا ہے۔میاں صاحب نے فرمایا کہ ''کہا تو اللہ سے ہے اور بات تمہاری کی ہے کہ اتنا خوبصورت شکل وصورت اور قدوقامت والا نوجوان جہنم میں نہیں جانا چاہیے۔''اب اس کی مرضی ہے۔وہ کیا کرتا ہے۔

سکھ نوجوان نے جب یہ بات سنی تو فوراً آپ کے قدموں میں گر گیا اور کلمہ پڑھانے کی درخواست کی اس کے ساتھی سکھوں نے اس کو بہت سمجھایا اور اصرار کیا کہ واپس چلو مگر اُس نے کہا کہ اب جب میں منزل پر پہنچ گیا ہوں تو واپس کہاں جاؤں اور کس لئے جاؤں اس کے بعد وہ نوجوان میاں صاحب کے خاص مریدوں میں شمار ہونے لگا۔

یہ بلند مرتبے ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتے بلکہ خدا جسے چاہے اُسی کو ہی ملتے ہیں۔میاں صاحب نے بے شمار سکھوں اور ہندوؤں کو اسلام کی دولت سے مالا مال کیا۔آپ مادرزاد ولی تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک غیر معروف علاقے میں پیدا کیا پھر اس علاقے اور علاقے کے لوگوں کو وہ عزت اور شہرت ملی جس کا تصور کرنا بھی مشکل ہے اور یہ سب میاں صاحب کے زہدو تقویٰ عبادت وریاضت کی بدولت ممکن ہوا۔اور شرقپور شریف کا نام پوری دنیا میں بلندو بالا ہو گیا۔

یہی کہتی رہو، یہی کہتی رہو:

ایک مرتبہ آپ شرقپور کی مسجد میں اپنے مریدین کے ہمراہ تشریف فرما تھے کہ اچانک

Marfat.com
Marfat.com

آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی اور باآواز بلند فرمانے لگے۔ یہی کہتی رہو۔ یہی کہتی رہو۔ یہی کہتی رہو۔ یہ بات تین مرتبہ دہرانے کے بعد میاں صاحب سجدے میں گر گئے اور زاروقطار رونے لگے کافی دیر کے بعد سجدے سے اٹھے اور دعا فرما کر خدا کا شکرادا کیا اس معاملہ کو دیکھ کر تمام مریدین حیران و پریشان تھے مگر کسی میں جرأت نہ تھی کہ میاں صاحب سے پوچھتا۔

آخر ایک مرید نے ہمت کر کے میاں صاحب سے پوچھا کہ حضور چند لمحے پہلے جو کیفیت آپ پر طاری ہوئی تھی ہم اس کی وجوہات جاننے کے خواہش مند ہیں۔ اگر حضور کرم فرمائیں تو اس راز سے پردہ تو اٹھائیں ہم بھی اس معرفت آگیں واردات سے مستفیض ہونا چاہتے ہیں۔ میاں صاحب قدرے توقف کے بعد فرمانے لگے کہ دراصل ہمارے گھر کی مہترانی ایک دو روز پہلے وفات پا گئی ہے۔ اور جس وقت قبر میں اس سے حساب و کتاب ہونے لگا تو وہ فرشتوں سے کہنے لگی میں تو بس میاں شیر محمد کی مہترانی ہوں۔ میاں صاحب نے مزید فرمایا میں نے جب قبر میں سے اُس کی یہ آواز سنی تو اس کو یہاں سے جواب دیا کہ یہی کہتی رہو، یہی کہتی رہو۔ اس کے بعد میں خداوند کریم کی بارگاہ میں سربسجود ہو کر گڑگڑایا کہ اے اللہ اُس مہترانی نے اپنی بخشش کے لئے میرا وسیلہ بنایا ہے اے اللہ اپنے حبیب کے طفیل اس کو بخش دے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا نے جب تک مجھے اس کی بخشش کے لئے یقین نہیں دلایا۔ کہ بخشش ہوگئی۔ میں نے سجدے سے سر نہیں اٹھایا پھر میں نے خدا کا شکرادا کیا اور اس کی مغفرت کے لئے مزید دعا کی ہے۔

کشف و کرامات:

لاتعداد گھوڑوں پر مشتمل برات گاؤں میں داخل ہوئی تمام براتی اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار بڑے تفاخر سے گاؤں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ بارات میں ایک گھوڑا جو سب سے آگے تھا بڑا ہی بدمست اور سرکش تھا اُس پر بیٹھا ہوا سوار بھی تکبر سے چور چور تھا۔ بظاہر وہ بڑی مشکل سے گھوڑے کو کنٹرول کر رہا تھا۔ مگر اس کی تمام کاوشیں ستائشی نظروں سے دیکھی جا رہی تھیں۔ بارات میں شامل دوسرے گھوڑے بھی اس منہ زور گھوڑے سے مرعوب دکھائی دے رہے تھے اور جب بھی وہ سرکش گھوڑا ان گھوڑوں کے قریب سے گزرتا وہ بے چارے بدک جاتے بارات جب اپنی منزل مقصود پر پہنچی تو سب سوار اپنے اپنے گھوڑے سے اتر کر چارپائیوں پر بیٹھ گئے۔ اُس وقت سب کی زبان پر اس منہ زور گھوڑے کی سرکشی کا ذکر تھا اور اُن کے لبوں سے اس پر سوار نوجوان کی دلیری، بہادری، شہ سواری کے لئے ستائشی کلمات نکل رہے تھے۔ مذکورہ شہ سوار بھی پھولا نہ سما رہا تھا اور

Marfat.com
Marfat.com

ینگ بازی پر اُتر آیا اور کہنے لگا یہ گھوڑا تو بہت معمولی نوعیت کا ہے۔ میرے لئے تو بڑے بڑے بدمست گھوڑوں کو قابو کر لینا معمولی کھیل ہے۔ میزبان باراتیوں اور اس مغرور نوجوان کی باتیں سن رہے تھے۔

جب ان کا یہ ڈینگیں مارنے والا سلسلہ ختم ہی نہ ہونے پایا تو گاؤں کے چند لوگوں نے باراتیوں اور اس مغرور نوجوان کو مخاطب کر کے کہا کہ جس طرح تم سرکش گھوڑے پر قابو پا رہے تھے۔ اُس کو شہ سواری بالکل نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ جب گھوڑا الف ہو جاتا ہے۔ تو شہسوار بمشکل تمام گھوڑے کے دونوں اگلے پاؤں زمین پر لاتا تھا اور جب گھوڑا ادھر ادھر بدکنے لگتا تو شہسوار کی ہوائیاں اڑ جاتی تھیں۔

انہوں نے کہا کہ ہم تو شہسوار اسے مانتے اور کہتے ہیں کہ جو گھوڑے پر بیٹھے اور گھوڑا اس کی ران کے نیچے مہذب ہو جائے یہ باتیں سن کر باراتیوں اور اس متکبر نوجوان کو سخت غصہ آیا۔ انہوں نے گاؤں والوں سے کہا تمہارے نزدیک شہسواری کا جو معیار ہے کیا اس پر پورا اترنے والا کوئی بندہ بھی تمہارے پاس ہے۔ اگر ہے تو لاؤ اس کو تاکہ دعوے کی سچائی کو جانچا جا سکے۔ سب گاؤں الے یک زبان ہو کر بولے کیوں نہیں ہمارے گاؤں کا ایک نوجوان ہے جس کا نام میاں شیر محمد ہے۔ وہ ان تمام صلاحیتوں کا مالک ہے۔ مگر وہ اکثر گاؤں سے باہر رہتا ہے۔ پتہ نہیں اس وقت وہ گھر پر مل سکتا ہے یا نہیں۔ اس کو تلاش کرنا پڑے گا۔ یہ سن کر تمام باراتی اور وہ متکبر شہسوار گاؤں والوں کا تمسخر اڑانے لگے کہ اب امتحان کا وقت آیا تو تمہارا شہہ سوار ملنے سے گیا یہ سُن کر گاؤں والوں نے اس کو اپنی بے عزتی اور سبکی تصور کرتے ہوئے فوراً نکلے اور حضرت میاں شیر محمد صاحب کے گھر پہنچے آپ سے ملاقات کے بعد گاؤں والوں نے تمام ماجرا سنایا اور عرض کیا حضور پورے گاؤں کی عزت کا مسئلہ ہے۔ لہٰذا آپ مہربانی فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر گاؤں والوں کی عزت کا مسئلہ بن گیا ہے تو میں ضرور میدان میں اتروں گا۔ جب آپ گاؤں والوں کے ہمراہ بارات کے مقام پر پہنچے تو سب براتیوں نے آپ سے کہا کہ میاں صاحبزادے ان گاؤں والوں کو تم سے کوئی بدلہ چکانا ہو گا تبھی تو یہ تمہیں سرکش گھوڑے کی شہ سواری کے لئے لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ گاؤں والوں کو میرے ساتھ کوئی پرخاش اور شکایت نہیں جس کے لئے بدلہ چکایا جائے بلکہ جو دعویٰ میرے گاؤں کے لوگوں نے کیا ہے۔ میں بفضل خدا اس پر پورا اتر کر دکھاؤں گا۔ آپ کی بات سن کر باراتیوں نے کہا میاں اگر تمہیں خوش فہمی کا اتنا نشہ ہو گیا ہے تو کرو شہسواری۔

اتنا سنتے ہی آپ فوراً گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ سب کا خیال تھا کہ آپ کے سوار ہوتے ہی

Marfat.com
Marfat.com

گھوڑا سرپٹ بھاگنا شروع کردے گا۔ مگر اُن سب کا خیال خام نکلا۔ اور گھوڑا نہایت ہی فرمانبردار بنا کھڑا رہا۔ آپ نے جب گھوڑے کو چلانا چاہا تو گھوڑا آپ کے اشارے کے عین مطابق چلنے لگا۔ کافی دیر اِدھر اُدھر گھمانے کے بعد آپ نے گھوڑے کو ایسی ایڑ لگائی گھوڑا یہ جاوہ جا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

یہ دیکھ کر سب لوگوں کی انگلیاں ان کے دانتوں کے نیچے چلی گئیں۔ اور سب بیک زبان ہو کر بولے یا تو یہ نوجوان کوئی جادوگر ہے یا کوئی ولی ہے۔ کچھ دیر کے بعد آپ گھوڑا لے کر واپس میدان میں آئے اور گھوڑا اُس کے مالک کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا کہ بس یا اور کچھ۔ گھوڑے کا مالک بولا اب کیا دیکھیں گے جو دیکھنا تھا دیکھ لیا وہ یا تو نظر بندی ہے یا پھر کرامت۔ یہ سن کر آپ خاموش ہو گئے۔ مگر تمام جہاندیدہ لوگ بیک زبان ہو کر بولے یہ سحر کاری یا نظر بندی ہرگز نہیں۔ یہ تو اللہ کے ولی کی کرامت ہے۔ یہ کرامتیں ہر کس و ناکس پر وارد نہیں ہوا کرتیں۔

کرامت ۲:

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ رات کے وقت اپنے گھر سے کسی کام کی غرض سے باہر نکلے۔ پولیس گشت کر رہی تھی۔ آپ کو سپاہیوں نے روکا۔ مگر آپ کو پہچان کر کہا کہ جانے دو یہ تو میاں شیر محمد ہیں۔ مگر ان سپاہیوں کے سکھ تھانیدار نے حکم دیا کہ میاں صاحب کو گرفتار کر لیا جائے۔ کیونکہ یہ مجھے ولی اللہ نہیں لگتے۔ بلکہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ بھیس بدل کر چوروں ڈاکوؤں اور راہزنوں کی سرپرستی کرتے ہیں لہٰذا اِن کو گرفتار کر کے تفتیش کی جائے اس پر میاں صاحب نے تھانیدار سے مخاطب ہو کر فرمایا مجھے گرفتار کرنے کی بجائے تم اپنے گھر کی فکر کرو مگر تھانیدار اپنی بات پر بضد رہا۔ کہ میں آپ کو گرفتار ضرور کروں گا تھانیدار کے ساتھ کے سپاہیوں نے جو میاں صاحب کو پہلے سے جانتے بھی تھے۔ اور عقیدت مند بھی تھے۔ انہوں نے میاں صاحب کو گرفتار کرنے سے انکار کر دیا بلکہ تھانیدار کو سمجھایا کہ اللہ کے ولیوں سے یوں مقابلہ مت کرو۔ تمہیں نقصان ہو گا۔ تھانیدار نے رعونت سے کہا کہ میں تم لوگوں کی سفارش پر ان کو چھوڑ دیتا ہوں۔ مگر ان کو اولیاء نہیں مانتا جب میاں صاحب نے فرمایا تم بے شک ولی نہ مانو مگر تم اِسی وقت اپنے گھر کی جا کر خبر لو۔ تھانیدار نے میاں صاحب کی بات سنی ان سنی کر دی۔

جب صبح کے وقت گشت سے فارغ ہو کر تھانیدار اپنے گھر گیا تو اس کے گھر کے باہر محلے کے لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ اور گھر کے اندر اس کے بیوی بچے رو رہے تھے اُس نے لوگوں سے پوچھا ماجرا کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ چوروں نے تمہارے گھر کا صفایا کر دیا۔ اور تمہارے گھر میں

Marfat.com
Marfat.com

کوئی چیز بھی نہیں چھوڑی۔ تھانیدار فوراً وہاں سے بھاگا اور میاں صاحب کے پاس آ کر معافی کا خواستگار ہوا۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ بھئی معاف تو میں نے اُسی وقت کر دیا تھا۔ شکر کرو تمہارا مالی نقصان ہوا ہے۔ ورنہ تم نے تو بالکل برباد ہو جاتا تھا۔ یہ سُن کر تھانیدار دوبارہ معافی کا خواستگار ہوا اور عرض کرنے لگا اب زندگی بھر آپ کی غلامی کروں گا اور اس چوکھٹ کو کبھی نہ چھوڑوں گا۔

کرامت ۳:

ایک دفعہ کسی شخص کی انگلی پر پھوڑا نکل آیا اُس نے بہت علاج معالجے کرائے۔ مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ حتیٰ کہ صورت حال کی سنگینی کے پیش نظر ڈاکٹروں نے اس کی انگلی کاٹ دینے کا مشورہ دیا تا کہ اس میں موجودہ زہریلے اثرات باقی جسم کو متاثر نہ کریں وہ شخص حضرت صاحب کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور اپنا مدعا بیان کیا اور عرض کرنے لگا حضور میرے لئے دعا فرمائیں۔ میری انگلی ٹھیک ہو جائے۔ آپ نے اس کی انگلی کو پکڑا اور کافی دیر تک اُس پر اپنا ہاتھ پھیرتے رہے۔ پھر فرمایا کہ اب چلے جاؤ کل پھر اسی وقت میرے پاس آنا اگلے روز جب وہ صبح اٹھا تو حیران رہ گیا کہ اُس کی انگلی بالکل ٹھیک ہو گئی ہے۔ وہ بڑا متعجب ہوا کہ رات بھر میں اتنی کوڑھ زدہ انگلی کیسے ٹھیک ہو گئی ہے۔ پھر وہ حسب الحکم حضرت میاں صاحب کی بارگاہ میں پہنچا اور انگلی دکھائی آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ خدا کا شکر ادا کرو کہ اُس نے تمہارا روگ ختم کر دیا ہے۔ وہ شخص پوچھنے لگا آپ نے کیا علاج کیا جو انگلی ٹھیک ہو گئی جبکہ ڈاکٹر اس کے علاج سے قاصر تھے۔

آپ نے فرمایا بھئی میں نے تو خدا کی بارگاہ میں التجا کر دی تھی۔ اُس مالک نے قبول کر لی۔ جب وہ ہر چیز پر قادر ہے تو حیرانگی کیسی ہمیں تو ہر وقت اُس کی شکر گزاری کرنی چاہیے۔

کرامت ۴:

ایک روز حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ اپنے مریدین کو ملنے قصور تشریف لے گئے دوران قیام مریدین نے بتایا کہ موضع جوڑا میں ایک حاجی صاحب جو کہ حال ہی میں حج بیت اللہ ادا کر کے واپس تشریف لائے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ جب وہ مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کے مزار انور پر حاضری دے رہے تھے۔ تو اُن پر اس وقت عجیب سی کیفیات وارد ہوئیں اب حاجی صاحب جب یہ کیفیت کسی سے بیان کرتے ہیں تو سننے والا بھی اپنے حواس سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔

حضرت میاں صاحب نے فوراً اُن حاجی صاحب سے ملنے کا ارادہ کر لیا اور فرمایا کہ مجھے ابھی اُن کے گھر لے چلو۔ جب آپ حاجی جلال الدین کے گھر پہنچے۔ تو انہیں عقیدت مندوں میں گھرا ہوا پایا مگر انہوں نے آپ کو دیکھتے ہی بڑی پذیرائی کی۔ اور آپ کی تشریف آوری کے شکر گزار

Marfat.com
Marfat.com

ہوئے۔میاں صاحب نے اُن سے مدینہ منورہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر ہونے والی کیفیات بیان کرنے کے لئے کہا جب حاجی جلال الدین نے اپنا بیان شروع کیا تو گھر کے چاروں طرف انوار کی بارش ہونے لگی میاں صاحب اور حاجی صاحب کے علاوہ دیگر اہل مجلس کی حالت غیر ہوگئی اور وہ تڑپنے لگے یہ کیفیت کافی دیر تک طاری رہی۔ جب سب لوگ سلوک میں آئے تو حاجی جلال الدین کو میاں صاحب کی مہمان نوازی کی فکر ہوئی۔ وہ فوراً اپنے گھر آئے اور بیوی سے کہا کہ آج بھینسوں کے دودھ سے مکھن نہیں نکالنا بلکہ آدھا دودھ میاں صاحب اور ان کے مہمانوں کو پلا دیا جائے۔ اور آدھے کی دہی جما دی جائے تاکہ اگلی صبح ناشتے میں لسی بنا لی جائے۔ حاجی جلال الدین کی بیوی نے حاجی صاحب کے حکم کے خلاف دودھ سے مکھن نکال لیا اور باقی دودھ میاں صاحب اور اُن کے مریدین کو پلایا اور دوسرے کی دہی جمادی۔ اب حیران کن صورتحال یہ پیدا ہوگئی کہ جو مکھن نکالا گیا تھا وہ روزانہ کے نکالے گئے مکھن سے کئی گناہ زیادہ تھا۔ یہ دیکھ کر حاجی صاحب کی بیوی کو بڑی حیرانگی ہوئی اُس نے حاجی صاحب کو بلا کر اس کا تذکرہ کیا حاجی صاحب پہلے تو حکم عدولی پر سخت برہم ہوئے۔ مگر بعد میں انہوں نے بھی روزانہ والے مکھن اور اس دن کے مکھن میں موازنہ کیا تو وہ حیران رہ گئے پھر باقاعدہ ترازو منگوا کر اس کا وزن کیا گیا تو صورتحال واقعی حیران کن تھی۔ یہ دیکھ کر حاجی صاحب نے جذباتی آواز میں کہا یہ سب اللہ کے ولی میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کی برکت سے ہوا ہے۔

کرامت ۵:

تقسیم ہند سے قبل ایک روز میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ اپنے مریدوں کی جماعت کے ساتھ شاہ عالمی لاہور سے گزر رہے تھے دیکھا کہ وہاں کے محلے بڑے گنجان اور گلیاں تنگ و تاریک تھیں۔ عمارتیں انتہائی اونچی تھیں میاں صاحب نے ان عمارات پر ایک نظر ڈالی اور فرمایا یہ عمارتیں بہت جلد برباد ہوں گی ان کے مکینوں کے نام ونشان مٹ جائیں گے۔ آپ کے جو مریدین ہمراہ تھے گھبرائے اور عرض کی حضور یہ ہندوؤں کا محلہ ہے۔ آپ کی اس بات کو کسی ہندو نے سن لیا تو فساد ہو جائے گا۔

آپ نے جواباً فرمایا جو مقدرات بن چکی ہوں انہیں ٹالا تو نہیں جا سکتا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب پاکستان کا خواب وخیال بھی کسی کے ذہن میں نہ تھا پھر جب پاکستان بنا تو میاں صاحب کی پیشین گوئی حرف بہ حرف ثابت ہوئی اور لوگوں نے دیکھا کہ عمارات زمین بوس ہوگئیں۔ مکین اُجڑے اور برباد ہوئے بازار بھی مسمار ہو گئے۔

Marfat.com
Marfat.com

وصال باکمال:

وصال سے تین ماہ قبل بوجہ علالت آپ کافی کمزور ہو گئے تھے ڈاکٹروں کو علاج کرتے دیکھ کر آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بے کار کوشش مت کرو کیونکہ موت کا تلخ پیالہ ہر کسی نے پینا ہے۔اور میری باری آچکی ہے۔

۳ ربیع الاول شریف ۱۳۴۷ھ ۳۰ اگست ۱۹۲۸ء بروز سوموار آپ کا وصال باکمال ہوا۔ ضلع شیخوپورہ شرقپور شریف میں آپ کا مزار پرانوار آج بھی اہل عشق محبت کو دعوت نظارہ دے رہا ہے۔آج بھی اہل عشق ومحبت آپ کے مزار پر حاضری دیکر اپنے قلوب واذہان کو نورِایمان سے منور کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف نے بھی کئی مرتبہ آپ کے دربار گوہر بار میں حاضری دی ہے عجیب رنگ اور سماں نظر آتا ہے۔شرقپور شریف کی بستی روحانیت سے بھرپور نظر آتی ہے۔شرقپور شریف کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد نقشبندی مجددی مدظلہ جو کہ اپنے وقت کے بہترین عالم فاضل اور روحانیت اور شریعت کا آفتاب ہیں۔آپ حضرات امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی علیہ الرحمۃ کے علوم کے وارث اور تعلیمات مجدد کے امین ثابت ہوئے ہیں تعلیمات مجدد کے سلسلہ میں آپ کی خدمات نمایاں ہیں۔بڑے اچھے انداز میں دربار شریف کا نظام چلا رہے ہیں۔فقیر راقم الحروف پر حضرت صاحبزادہ صاحب خصوصی شفقت فرماتے ہیں بہت ہی وضع دار شخصیت کے مالک ہیں علم اور اہل علم حضرات کی خوب دلجوئی فرماتے ہیں۔

اللہ کریم ان کے علم وعرفان میں لافانی برکتیں پیدا فرمائے اور غلامان شرقپور شریف پر آپ کا سایہ تادیر قائم رکھے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت سیّد نور الحسن شاہ بخاری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

محرم راز معانی، عاشق صادق، مشتاق مشاہدہ، بے چوں، حضرت نور الحسن شاہ بخاری نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کیلیانوالے آپ کی ولادت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی آپ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمۃ سے بیعت ہونے سے قبل شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور شرقپور شریف آ کر بلند آواز سے مرثیہ خوانی کرتے تھے۔ اچانک ایک دن حضرت میاں صاحب کی نگاہ کا شکار ہو گئے۔

آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہو گئے
تم ہمارے ہم تمہارے ہو گئے

اور حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے قدموں سے لپٹ کر آپ کے سلسلہ میں بیعت کی۔ اور عرصہ دراز تک حضرت میاں صاحبؒ کی خدمت میں رہے۔ اور اجازت وخلافت سے نوازے گئے بے شمار مخلوق نے آپ سے روحانی استفادہ حاصل کیا۔ آپ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے نگاہِ خاص عطا فرمائی تھی۔ کہ جس شخص پر پڑی وہ بے ہوش ہو جاتا تھا۔ آپ میاں صاحب کے شیدائی ودیوانے تھے۔ میاں صاحب کے وصال پر آپ کی حالت غیر ہو گئی۔

آپ کا وصال ۳ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ ۲۱ نومبر ۱۹۵۲ء کو ہوا۔ مزار شریف کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں آج بھی ہزاروں عقیدت مندان حاضری دیکر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

مسیحائے طریقت، کشتۂ عشق رسولؐ، جگر گوشہ بتول، فخر السادات، عارف ربانی، ناظرین العین، محرم راز معانی، فخر نقشبندیت امام الاتقیاء دلیل العارفین محبوب رب العالمین پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادتِ باسعادت ضلع نارووال تحصیل پسرور کے گاؤں علی پور سیّداں میں ۱۸۳۰ء کو اپنے وقت کے عارف کامل حضرت پیر سیّد عبدالکریم شاہ علیہ الرحمۃ کے گھر میں ہوئی۔

آپ کے والد گرامی سیّد عبدالکریم شاہ علیہ الرحمۃ ایک متقی دین دار اور فیاض شخص تھے۔ خداوند کریم نے ان کی زبان میں وہ تاثیر رکھی تھی کہ جو بات کہتے وہ پوری ہو جاتی تھی۔ ایک روز سیالکوٹ کے ایک عالم دین حضرت سیّد عبدالکریم شاہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اُس وقت شاہ صاحب کے ارادت مندوں کی محفل جمی ہوئی تھی۔ شاہ صاحب کا ۵ سالہ بچہ بھی اُن کی گود میں بیٹھا ہوا تھا سیالکوٹی عالم نے تھوڑی دیر حضرت سیّد عبدالکریم شاہ علیہ الرحمۃ سے بات چیت کی اور جانے کی اجازت چاہی۔ جب وہ جانے لگے تو معصوم سیّد زادے نے شاہ صاحب سے کہا محترم پدر مسافر کو گھوڑی دے دیجئے۔ شاہ صاحب سے پہلے سیالکوٹی عالم بولے صاحبزادے میرے پاس تو اعلیٰ نسل کا گھوڑا موجود ہے۔ پھر میں گھوڑی لے کر کیا کروں گا حضرت سیّد عبدالکریم شاہ علیہ الرحمۃ نے سیالکوٹی عالم سے کہا کہ حضرت بچے کی ضد پوری ہونے دیجئے۔ اور ہمارے اصطبل سے ایک گھوڑی لیتے جایئے یہ کہہ کر شاہ صاحب نے خادم کو گھوڑی لانے کے لئے کہا گھوڑی آ گئی۔ سیالکوٹی عالم اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور گھوڑی کی رسی تھامے عازم سفر ہوئے۔ ابھی آغاز سفر ہی تھا کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی سیالکوٹی عالم کو وہیں ایک کھنڈر میں پناہ لینی پڑی بارش رکی تو وہ عالم کھنڈر سے باہر نکلے یک لخت ایک چھ سات فٹ لمبے سانپ نے تیزی سے ان کے گھوڑے کو ڈس لیا گھوڑا تڑپنے لگا اُس کے منہ سے نیلے رنگ کی جھاگ نکلنے لگی اور مر گیا۔ اب سانپ پھن پھیلائے سیالکوٹی عالم کی طرف بڑھا اور قریب تھا کہ سانپ ان کو بھی گھوڑے کے قریب پہنچا دیتا۔

گھوڑی نے اپنا پاؤں سانپ کے پھن پر اس قوت سے مارا کہ سانپ سر اٹھانے کے قابل نہ رہا۔ سانپ گھوڑی کی ٹانگ میں لپٹ گیا۔ مگر گھوڑی نے اُس وقت تک اپنا پاؤں نہیں اٹھایا جب

Marfat.com
Marfat.com

تک سانپ مر نہیں گیا۔ سانپ مر گیا تو عالم کی بھی جان میں جان آئی۔ اب اُس کو گھوڑی دینے کا مقصد سمجھ آیا وہ جلدی سے حضرت سیّد عبدالکریم شاہ علیہ الرحمۃ کی حویلی کی طرف جانے لگا کہ راستے میں یہی حضرت سیّد عبدالکریم شاہ صاحب کا وہ پانچ سالہ بچہ مل گیا۔ عالم نے اُتر کر اس کے پاؤں پکڑ لئے بچے نے کہا کہ جناب آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ آپ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے پاسبان ہیں آپ کے لئے غیر اللہ کو تعظیم دینا بالکل مناسب نہیں۔

آپ کی ولادت سے پہلے کے واقعات:

آپ کی ولادت باسعادت سے ایک ماہ پہلے آپ کے گاؤں کا ایک مجذوب خاک کی مٹھیاں بھر بھر کر لوگوں میں تقسیم کر رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ صدا لگا رہا تھا کہ لوگو خوشیاں مناؤ کہ اس صدی کا مسیحائے طریقت اس سرزمین پر آنے والا ہے۔ جس شخص کے ہاتھ میں وہ خاک جاتی اس کے ہاتھ ایک مسحور کن خوشبو سے مہکنے لگتے بلکہ جس کے ہاتھ میں وہ خوشبو رچ گئی ہمیشہ کے لئے اس کی ہو کے رہ گئی۔ حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں اُن لوگوں کو پہچان کر اپنے پاس بلواتے جن کے ہاتھوں میں اس مجذوب کی دی ہوئی مٹی کی خوشبو تھی اور اُن لوگوں کو ازراہ تلطف فرماتے۔ حضرت آپ تو ہماری آمد کے گواہ ہیں اس لئے ہمارے قریب آ کر بیٹھا کریں۔

نمبر ۲:

آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ آپ کے قصبہ کے مشہور عالم دین مولانا غلام رسول قلعہ سوہا سنگھ کی جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھانے جایا کرتے تھے جب واپس علی پور آیا کرتے تو قصبے میں داخل ہونے سے پہلے جوتیاں اُتار کر ننگے پیر علی پور سیّداں میں داخل ہوتے ان کی تقلید میں ان کے ساتھی بھی برہنہ پا علی پور سیّداں میں داخل ہوتے۔ مولانا غلام رسول کم گو اور خاموش طبع عالم تھے۔ ایک دن کسی ساتھی نے جرأت کر کے عرض کیا حضور علی پور سیّداں میں جوتے اتار کر داخل ہونے کا سبب کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس سرزمین پر عنقریب ایک ایسی ہستی جنم لینے والی ہے جس کے سر پر سارے ہندوستان کی قطبیت کا تاج ہوگا۔ اس کی تقسیم کردہ نورانی روشنی سے ہر گھر منور ہوگا۔ اور مٹی کا ہر ذرہ چمک اٹھے گا یہ کہہ کر مولانا غلام رسول نے علی پور سیّداں کی خاک کو چوم کر آنکھوں سے لگا لیا۔

Marfat.com
Marfat.com

نمبر۳:

حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد کو مغل تاجدار اکبر اعظم نے بڑے بڑے انعامات دینے کی کوشش کی مگر آپ کے اسلاف نے زمین کے اس خطے جس کو علی پور سیّداں کہا جاتا ہے۔اور کچھ لینا پسند نہ کیا۔

آپ کی ولادت باسعادت کے بعد آپ کے والد گرامی پیر سیّد عبدالکریم شاہ علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ آپ نے نومولود کا نام کیا رکھا ہے۔آپ نے فرمایا کہ جس نے پیدا کیا ہے نام وہی رکھے گا آپ کی ولادت کے چند روز بعد آپ کے والد گرامی نے آپ کا نام جماعت علی شاہ رکھا اس علاقے میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا انوکھا نام تھا۔لوگوں نے حضرت سیّد عبدالکریم شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے سوال کیا کہ یہ نام ایسا کیونکر رکھا گیا ہے۔تو آپ نے فرمایا کہ آپ نے کسی فرد کو جماعت بنتے نہیں دیکھا یہ بچہ بڑا ہو کر ایک ایسی جماعت کا رہبر و رہنما ہو گا جس کی تعداد کا شمار نہ ہو سکے گا۔ چنانچہ آپ کے والد محترم کی پیشن گوئی اس انداز سے حق تعالیٰ نے پوری کی۔ بیسویں صدی میں پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ سے زیادہ مرید کسی مرشد کے نہیں ہوئے اور آپ کی شخصیت پورے عالم اسلام کی مذہبی شخصیات کے لئے ایک عظیم شخصیت ثابت ہوئی۔

آپ کے بچپن کا واقعہ:

حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کی عمر شریف ابھی دس برس کی تھی کہ اپنے والد گرامی کے ہمراہ شکر گڑھ جا رہے تھے راستے میں کھیتوں میں گنوں کا رس نکالا جا رہا تھا اور ساتھ ہی گڑ بنانے والے کڑاہ بھی تھے جس میں رس پک رہا تھا اور گڑ بنایا جا رہا تھا۔

پیر سیّد جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے والد گرامی کی خدمت میں عرض کیا ابا جان میرا دل چاہتا ہے کہ میں گنے کا رس پیوں۔آپ کے والد گرامی نے خادم سے فرمایا کہ جاؤ ایک آنے کا رس لے آؤ۔جب خادم ان رس والوں کے پاس گیا تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم نے رس بیچنے کے لئے نہیں بلکہ گڑ بنانے کے لئے نکالا ہے۔لہٰذا ہم نہیں دیتے یہ بات سن کر سیّد عبدالکریم شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو غصہ آ گیا۔اُسی وقت آپ نے دیکھا کہ کھیت میں ایک عورت گائے کا دودھ دھو رہی ہے۔شاہ صاحب نے گائے کو مخاطب کر کے فرمایا "اے گائے یہ لوگ تو ہمیں پیسوں کا بھی رس نہیں دیتے اور تو ان لوگوں کو مفت دودھ کیوں دے رہی ہے۔"

آپ کے منہ سے یہ بات نکلی ادھر گائے نے دودھ دھونے والی عورت کو لات مار کر پرے

Marfat.com
Marfat.com

پھینک دیا۔ عورت سمجھدار تھی خدا کا ارشاد سمجھ گئی اور بھاگتی ہوئی اپنے مردوں کے پاس گئی اور کہنے لگی تم بڑے ہی بے وقوف لوگ ہو تم نے سیدؒ کو ناراض کر دیا ہے۔ اب یہ بستی قحط اور بیماریوں میں شکار ہو جائے گی چلو اور شاہ صاحب سے معافی مانگو سب لوگوں نے آ کر سید کریم شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے معافی مانگی آپ نے ان کو معاف کر دیا اور فرمایا کہ اگر آئندہ تمہاری بستی سے راہ گیروں کو کوئی تکلیف ہوئی تو تمہاری بستی کھنڈر میں تبدیل ہو جائے گی۔

تعلیم و تربیت:

پیر سیدؒ جماعت علی شاہ صاحب کی عمر شریف جب چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو آپ کے والدین نے آپ کو قرآن کریم حفظ کرنے کے لئے مسجد میں بھیجا آپ نے چند مہینوں میں قرآن مجید حفظ کر لیا آپ کے والدین نے اس خوشی میں زردے پلاؤ کی دیگیں پکوا کر پوری بستی کے لوگوں میں تقسیم کروائیں کیونکہ پیر سیدؒ جماعت علی شاہؒ پہلے شخص تھے جنہوں نے اتنی کم عمر میں قرآن مجید حفظ کیا تھا۔

ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد آپ نے حصول علم کے لئے دور دراز علاقوں کے سفر کئے۔ انیسویں صدی کے وسط میں سفر کرنا بے حد دشوار تھا۔ سڑکیں نہ تھیں، بسوں اور ریلوں کا کوئی انتظام نہ تھا۔ لوگ گھوڑوں اونٹوں اور بیل گاڑیوں پر گھنٹوں کا سفر مہینوں میں کیا کرتے تھے۔ آپ نے اس وقت بھی جب علی پور سے لاہور آنا جانا جان جوکھوں کا کام تھا اتنے لمبے سفر کئے۔ اور بڑی بڑی دشواریاں خنداں پیشانی سے برداشت کیں۔ آپ نے خان پور، سہارن پور لکھنؤ، گنج مراد آباد جیسے دور افتادہ علاقوں کا سفر کیا اور اپنے اندر علم کی قندیلیں روشن کیں۔ آپ نے علم کے وہ خزانے حاصل کئے جن تک پہنچنا ہر کس و ناکس کے بس سے باہر تھا۔

جب آپ اپنی تعلیم مکمل کر چکے تو آپ کو اورینٹل کالج میں پروفیسر کے عہدے کی پیشکش ہوئی۔ مگر آپ کے والد گرامی نے آپ کو اجازت نہ دی ان کا خیال تھا کہ علم کو فروخت کرنے کی بجائے خلق خدا کی خدمت کر کے علم کی روشنی کو عام کیا جائے۔ آپ اپنے والد گرامی کے حکم کے مطابق رمضان کے مہینہ میں قرآن کریم سناتے اور باقی گیارہ مہینے لوگوں کے ساتھ گزارتے اور اُن کو وعظ میں اچھے کاموں کی تلقین فرماتے۔

سیرت و کردار:

آپ بچپن ہی سے کامل انسان تھے۔ آپ کا طرز زندگی عام انسانوں سے مختلف تھا۔ آپ اپنے ساتھیوں کو بھی فضول کھیل کود سے باز رکھتے معصومیت کے زمانے میں آپ کا زیادہ وقت ذکر

Marfat.com
Marfat.com

الٰہی میں گزرتا خودداری اور بردباری دو خوبیاں ایسی تھیں کہ جس سے آپ کی شخصیت بچپن ہی سے مزین تھی۔

نماز پنجگانہ تہجد نوافل تلاوت قرآن کا معمول تھا شریعت کی پابندی میں آپ یگانہ روزگار تھے سخاوت میں بے مثل اور فقراء کی خدمت اور محبت میں بیٹھنا آپ کا خاصہ تھا۔

بیعت وخلافت:

امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کو جب رہبر کامل کی تلاش ہوئی تو ایک روز اُن کی ملاقات مشہور بزرگ حضرت سیّد امام علی شاہ علیہ الرحمۃ سے ہوگئی۔ پیر سیّد امام علی شاہ علیہ الرحمۃ اپنے مریدین کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے کہ پیر سیّد جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھ کر رک گئے۔ اور بولے یہ جوان ہوکر بہت بڑا ولی کامل بنے گا۔ اور پوری دنیائے اسلام اس کی ضیاباریوں سے روشن اور چمکے گی یہ شہباز ولایت اور قطبیت کا پاسبان ہوگا۔ اس کے مرید ہمالیہ سے راس کماری تک پھیلیں گے۔

تلاش مرشد میں سرگرداں پھرتے پھراتے حضرت قبلہ عالم ایک روز قطب زماں حضرت خواجہ بابا سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی سے ملے۔ اُن سے آنکھیں چار ہونے کی دیر تھی کہ منزل سامنے نظر آنے لگی باباجی سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی نے حضرت قبلہ عالم کو بڑی محبت وشفقت سے دیکھا اور چوراشریف آنے کی دعوت دی۔ اس کے بعد حضرت قبلہ عالم امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ کو باباجی سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی کی یاد ستانے لگی۔ آپ اس بات کے منتظر تھے کہ کب باباجی کی طرف سے بلاوہ آئے اور میں چوراشریف پہنچوں اس کشمکش میں کئی دن اور کئی راتیں گزر گئیں۔

آپ بے تابی کی کیفیت سے گھبرا کر ایک روز تن تنہا بغیر زادراہ پیدل چوراشریف کی طرف روانہ ہوگئے جب حضرت باباجی سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ نے آپ کو دیکھا تو فرمایا کہ جماعت علی ایسی بھی کیا جلدی تھی جو اس قدر بے سروسامانی کے عالم میں آئے ہو۔ خیر آگئے ہو تو بیٹھ جاؤ یہ فرما کر حضرت خواجہ باباجی سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ نے آپ کو بیعت کرلیا اور اپنی دستار آپ کے سر پر رکھ کر آپ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور حکم دیا کہ اللہ اللہ کرو اور لوگوں کو اس کا ذکر کرنے کی تلقین کرو۔

حضرت باباجی سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ نے جب آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ کے دوسرے مرید پریشان ہوگئے۔ اور دل ہی دل میں کہنے لگے کہ ہم ایک مدت سے باباجی کی خدمت کر رہے ہیں۔ لیکن ہم پر کوئی تلطف نہ فرمایا۔ جبکہ سیّد جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ

Marfat.com
Marfat.com

علیہ ابھی ابھی آئے ہیں۔ اور ساری ولایت کے خزانے لے کر چلے گئے ہیں۔ ان کی یہ باتیں سن کر پہلے تو خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ خاموش رہے بعدازاں آپ نے فرمایا کہ احمقو تمہیں کیا معلوم جماعت علی کیا چیز ہے۔ وہ تو چراغ بتی تیل اپنے ہمراہ لایا تھا۔ میں نے تو صرف چراغ روشن کیا ہے تم اگر اس مرتبے کے اہل ہوتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بھی بہت کچھ عطا فرما دیتا۔

حج بیت اللہ اور دیار رسول کی حاضری:

امیر ملت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کو جناب نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بڑی محبت تھی آپ نے متعدد حج کئے ہر سال حج کرنے کے آرزومند رہتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے اس طرح میری اپنے آقا کے در پر بھی حاضری ہو جاتی ہے۔

ایک مرتبہ آپ مصر میں تبلیغ اسلام کیلئے گئے ہوئے تھے کہ حج کے دن آ گئے۔ آپ نے حج کا ارادہ کیا اور حرم پاک کی طرف چل پڑے راستے میں بحیرہ احمر پڑتا تھا آپ نے اس کے ضرر رساں پانی سے طہارت کی تو آپ کا جسم الرجی کا شکار ہو گیا۔ اور رفتہ رفتہ صورتحال یہ ہو گئی کہ آپ کے جسم کے متاثر حصوں سے باقاعدہ خون رسنے لگا۔ اسی حالت میں آپ مدینہ پاک پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ کے در کی حاضری کے شوق میں یہاں آ گیا ہوں۔ میری حالت اگرچہ پاکیزہ نہیں مگر شوق یہاں لے آیا ہے۔ جسم پاک نہ ہونے کی وجہ سے آپ کے روضہ اقدس کے قریب نہیں آ سکتا۔ اس لئے دور سے ہی کھڑے ہو کر سلام پیش کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ مجھ پر نظر کرم فرمایئے ایسی باتیں کرتے کرتے آپ مسجد نبوی کے باہر ہی لیٹ گئے آپ کی آنکھ لگ گئی آپ کو خواب کی حالت میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت ہوئی اور سرکار نے اور فرمایا کہ جماعت علی مسجد نبوی کے وضو کرنے والی جگہ پر فلاں کونے میں ایک کوزہ پانی سے بھرا ہوا پڑا ہے۔ اس کے پانی سے تم طہارت بھی کرو اور پیئو بھی خدا کے فضل و کرم سے تمہاری ساری بیماری دور ہو جائے گی۔ حضرت امیر ملت کی آنکھ کھلی تو فوراً بتائی ہوئی جگہ پر پہنچے پانی کا کوزہ تلاش کیا مقررہ جگہ پر پانی سے بھرا ہوا کوزہ موجود تھا۔ آپ نے سرکار ابد قرار کے حکم کے مطابق اس پانی سے طہارت بھی کی اور پیا بھی حضرت امیر ملت فرماتے ہیں کہ میرے زخم چند گھنٹوں میں اس طرح ہو گئے جیسے کوئی زخم اور تکلیف ہی نہ تھی میں فوراً پاک ہوا اور حضور کے در پر پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کیا۔

Marfat.com
Marfat.com

نمبر۲:

۱۹۱۶ء میں امیرِ ملت جب لاہور میں مقیم تھے تو حج کا زمانہ آ گیا مگر آپ کو سردی سے اتنا سخت بخار ہو گیا تھا کہ لوگ حیران رہ گئے کہ آپ زندہ کیسے ہیں۔ ایک روز آپ کو ۱۰۴ ڈگری کا بخار تھا کسی دوا سے آرام نہ آیا سردی سے آپ کے جسم میں کپکپی طاری تھی کئی لحافوں سے بھی سردی دور نہ ہوتی تھی اس وقت ایک نعت گو شاعر حافظ پیلی بھیت والے آ گئے۔ حضرت امیر ملت نے اُن کو دیکھا تو فرمایا کہ حافظ صاحب میں اتنا علیل ہوں کہ اٹھا بھی نہیں جاتا ورنہ میں آپ کے استقبال کو اٹھ کر آتا آپ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں شاعری کرتے ہیں اس بیماری کے عالم میں آپ کوئی نعت مجھے سنا دیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت سن کر شاید میری طبیعت ٹھیک ہو جائے۔ حافظ پیلی بھیت والے آپ کے پاس دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے۔ اور درد بھرے لہجے میں ایک نعت سنائی۔ ساری محفل پر کیف و بےخودی طاری ہو گئی۔

نعت سرکار سننے کی دیر تھی کہ حضرت امیر ملت نے اوپر پڑے ہوئے لحاف پھینک دیئے اور خود اٹھے اور جوتے پہن کر خادم کو حکم دیا کہ ابھی اسٹیشن کو چلیں میں نے حج کا ارادہ کر لیا ہے۔ لوگوں نے آپ کو روکنے کی کوشش کی اور عرض کی حضرت آپ کو نمونیا ہو جائے گا۔ لہٰذا لحاف میں لپٹے رہیئے۔ مگر آپ نے ایک نہ سنی اور دیار حرم جانے کے لئے مصر رہے۔ کچھ لوگوں کو خیال ہوا کہ بخار اور سردی کی وجہ سے آپ کو سرسام ہو گیا ہے۔ آپ کو بذریعہ کشف لوگوں کے خیال کا علم ہوا تو فرمایا دیکھو لوگو میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے نہ تو سرسام ہوا ہے۔ نہ میری دماغی حالت خراب ہے بلاشبہ میری نبض دیکھ لو لوگوں نے نبض دیکھی تو حیران رہ گئے کہ آپ بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ میرے آقا ﷺ کے ذکر کا اعجاز ہے جس نے سب دکھ دور کر دیئے اور مجھے از خود اپنے گھر کی طرف بلایا ہے یہ فرما کر آپ اُسی روز حج بیت اللہ شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔

نمبر۳:

حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس قدر حج کئے ہیں کہ شمار کرنا مشکل ہیں۔ پہلا حج مبارک آپ نے ۱۳۱۰ھ میں ادا کیا تھا۔ آپ اپنے آپ کو ہر سال حج بیت اللہ شریف کے لئے تیار رکھتے تھے۔ اور فرماتے کہ کیا خبر کب حج کے لئے بلاوا آ جائے۔ آپ اس انتظار میں کئی کئی دن روتے رہتے اور فرماتے کہ مجھے ابھی تک بلاوا کیوں نہیں آیا۔ جب تک آپ کو اللہ کی طرف سے غیبی حکم نہ ملتا آپ حج کے لئے سفر نہ فرماتے تھے۔ جب مدینہ منورہ قریب آتا تو آپ کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھلنے لگتا۔ آپ ساتھیوں اور خادموں کو حکم دیتے

Marfat.com
Marfat.com

جو کچھ تمہارے پاس ہے آقا کی بستی میں لٹادو۔ اور فرماتے کہ یہاں پر خرچ کرتے ہوئے تنگ دلی سے کام نہ لینا یہاں جتنا دو گے اس کا کئی ہزار گنا پاؤ گے یہ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقربین میں سے ہیں ان کا ہم پر بہت حق ہے۔ ہم اُن کی خدمت کے لئے آتے ہیں۔ ہمیں ان کی دعاؤں کی ضرورت ہے اور ہر آدمی کے نصیب میں کہاں کہ وہ حضور کے روضۂ اقدس کے قرب وجوار میں رہنے والوں کی دعائیں لے سکے۔ مدینہ شریف میں قیام کے دوران آپ کسی سائل کو خالی نہ بھیجتے تھے۔

نمبر۴:

ایک مرتبہ آپ نے حج کا ارادہ فرمایا تو خدام نے عرض کیا حضور پہلے علی پور شریف چلتے ہیں وہاں سے سفر کے اخراجات کا بندوبست کر کے چلیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ بڑے احمق لوگ ہو علی پور سیداں پر اعتبار کرتے ہو۔ اور جہاں دونوں جہانوں کا والی رہتا ہے اس کا بھروسہ نہیں یہ کہہ کر وہیں سے سفر پر روانہ ہو گئے۔ چنانچہ اسٹیشن پر پہنچتے پہنچتے ہی اللہ نے اتنے اسباب پیدا کر دیئے کہ اس کروفر سے کوئی بادشاہ بھی حج کو روانہ نہیں ہوا ہوگا جیسے آپ روانہ ہوئے تھے۔ راستے میں آپ لوگوں سے فرماتے دیکھا میرا اللہ کتنا کریم ہے اور میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کتنی عالی ہے۔

نمبر۵:

ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں ایک سبزی فروش صدا لگا رہا تھا کہ ''پودینہ خریدو اور مدینہ کی زیارت کرو'' آپ نے جب اُس کی یہ صدا سنی تو خادم سے فرمایا کہ اس سے سارا پودینہ خرید لیا جائے خدا اِس کی زبان کو سچا کرے یہ آپ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت کا ایک انداز تھا ورنہ پودینہ خرید کر زیارت تو نہیں کی جاتی۔

نمبر۶:

ترکوں کے زمانے میں حضرت امیر ملت کو مدینہ منورہ میں خصوصی مراعات حاصل تھیں۔ آپ روضۂ مبارک کے اندر جا کر رات بھر عبادت کرتے اور جب صبح کے وقت باہر تشریف لاتے تو آپ کے چہرے پر ایک نورانی روشنی ہوتی تھی۔ جس کی وجہ سے آپ کی طرف دیکھنا دشوار ہو جاتا تھا۔ آپ کو مدینہ منورہ کی ہر چیز غرضیکہ مٹی سے بھی پیار تھا۔ واپسی پر باقی چیزوں کے ساتھ مدینہ منورہ سے مختلف سبزیوں کے بیج بھی لاتے اور علی پور شریف آ کر اپنی خانقاہ کے باغیچوں میں

Marfat.com
Marfat.com

بوتے جب وہ سبزی اُگتی تو ان سبزیوں کو خصوصاً پکواتے اور لوگوں سے فرماتے آؤ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہر کی سبزی کھاؤ اس کھانے میں مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو آ رہی ہے۔

نمبر ۷:

مدینہ شریف میں قیام کے دوران آپ اپنے خزانوں کے منہ کھول دیا کرتے تھے۔ ایک ایک سائل کئی کئی مرتبہ آتا آپ کے خدام اگر اس کو ٹوکتے تو آپ ناراض ہوتے اور فرماتے اس کی ضرورت ابھی پوری نہیں ہوئی ہوگی تبھی تو وہ آیا ہے۔ جب ضرورت پوری ہو جائے گی تو نہیں آئے گا۔ آپ مزید فرماتے کہ یہ اللہ کی شان ہے کہ یہ لوگ ہمارے دروازے پر آتے ہیں ورنہ وہ ہمیں بھی ان کے دروازے پر بھیج سکتا تھا پھر میں کیوں نہ شکر بجالاؤں۔

نمبر ۸:

حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ ہمیشہ مدینہ منورہ سے لایا ہوا کپڑا استعمال فرماتے اور بڑے تفاخر سے فرماتے یہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کا کپڑا ہے ایک مرتبہ آپ مدینہ منورہ سے لائے ہوئے کھدر کا سوٹ پہنے ہوئے تھے کہ نواب افتخار حسین خان ممدوٹ آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے خادم نے عرض کی حضرت دوسرا لباس پہن لیجئے نواب صاحب کیا سوچیں گے کہ آپ کھدر کا سوٹ پہنے ہوئے ہیں۔ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا یہ کھدر مدینہ شریف کا ہے۔ نوابی اور ممدوٹی دھری رہ جاتی ہے۔ یہ کھدر صرف نصیب والوں کو ملتا ہے۔

حضرت امیر ملت اور مرزا قادیانی:

حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی دجال و کذاب مردود کی سرکوبی کے لئے بے پناہ خدمات سرانجام دی ہیں جن کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ مرزا مردود کی یہ عادت تھی کہ وہ حضرت امیر ملت سے ہر میدان میں شکست کھاتا بھرے مجمع میں ذلیل و خوار ہوتا مگر وہ بہت ڈھیٹ تھا پھر بھی اپنی عادت بد سے باز نہ آتا تھا۔

۲۷ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو سیالکوٹ میں مرزا قادیانی حضرت امیر ملت سے مناظرہ کرنے آیا جب حضرت امیر ملت سامنے آئے تو اس کی زبان سے کوئی بات نہ نکلی۔ اس کے حواریوں نے کہا کہ مرزا صاحب بولئے۔ پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ تشریف لے آئے ہیں مگر اس کی تو سیٹی گم ہو چکی تھی یہ حالت دیکھ کر اس کے ساتھ آئے ہوئے ہزاروں کی تعداد میں لوگ اس سے بدظن ہو کر حضرت قبلہ عالم امیر ملت محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہو کر دینداروں

Marfat.com
Marfat.com

کے حلقہ میں شامل ہو گئے۔

نمبر ۲:

ایک مرتبہ مرزا قادیانی دجال وکذاب لاہور میں مقیم تھا۔ یہاں وہ لوگوں سے اپنی بیوی کے علاج کے لئے پیسے مانگنے آیا تھا۔ خواجہ کمال الدین کے مکان پر اس نے رہائش رکھی ہوئی تھی۔ یہاں پر اس نے اپنے منافقانہ اور کافرانہ جال پھیلانے شروع کر دیئے۔ لوگوں نے حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کو لاہور آنے کی دعوت دی۔

۲۲ مئی ۱۹۰۸ء کو شاہی مسجد میں مرزا قادیانی کو مناظرہ کی دعوت دی گئی۔ مسجد میں حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کے علاوہ دوسرے علمائے اہلسنت ومشائخ عظام کے ہمراہ تاجدار گولڑہ پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ بھی موجود تھے بہت انتظار کرنے کے بعد بھی مرزا قادیانی بادشاہی مسجد میں نہ آیا۔

حضرت امیر ملت محدث علی پوری نے اس عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مرزا قادیانی اگر سچا ہے تو وہ آج میرے ساتھ مناظرہ مباحثہ اور مباہلہ جو چاہے کر لے میں اُس کے ساتھ ہر قسم کے مقابلے کے لئے تیار ہوں مگر چونکہ مرزا قادیانی اس سے پہلے کئی مرتبہ شکست کھا چکا تھا اس لئے وہ اب کیونکر سامنے آتا اس عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے امیر ملت حضرت محدث علی پوری نے لوگوں سے کہا کہ میں پیشن گوئی نہیں کرتا مگر اتنا ضرور کہتا ہوں کہ مرزا کے ڈراموں کا فلاپ سین ہو چکا ہے۔ وہ عنقریب اپنے انجام کو پہنچنے والا ہے۔ اسی اجتماع میں مرزا قادیانی کی ہلاکت کے لئے باجماعت بددعا کی گئی جس میں بے شمار مسلمانوں نے مرزا قادیانی خبیث کی موت کے لئے خدا سے دعا کرتے ہوئے عرض کی اے پروردگار مسلمانوں کو قادیانی ابتلاء سے نجات عطا فرما۔ اور جو مسلمان قادیانیت کے چنگل میں پھنس گئے ہیں اُن کو راہ ہدایت اور صراط مستقیم عطا فرما آپ کی دعا پر آمین کی صداؤں سے پورا لاہور شہر گونج اٹھا۔

نمبر ۳:

۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت امیر ملت محدث علی پوری نے اپنے مریدوں سے فرمایا اگلے چوبیس گھنٹوں میں اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی سے اس دنیا کو پاک کرنے والا ہے اور قادیانیت کا سرغنہ ختم ہونے والا ہے۔ یہ بات حضرت امیر ملت نے رات ۱۰ بجے کہی اور صبح ۱۰ بجے مرزا قادیانی آنجہانی ہو گیا مرنے سے پانچ گھنٹے قبل مرزا کو ہیضہ ہوا اور اُس کی حالت غیر ہو گئی زبان بند ہو گئی دست اور قے کا وہ دور چلا کے مرزا اور بیت الخلاء ایک ہو گئے۔ مرنے سے تھوڑی دیر پہلے مرزا

Marfat.com
Marfat.com

صاحب کے منہ اور جائے پاخانہ سے بھی نجاست اتنی سرعت سے نکلنے لگی کہ گھر والے بھی پریشان ہو گئے اور ایسا بدبو اور تعفن پھیلا کہ پاس کوئی کھڑا نہ ہو سکتا تھا۔ اسی کیفیت میں مرزا صاحب کا خاتمہ ہوا۔ یوں یہ دشمن نبوت بدباطن خبیث اور رسالت کا راہزن مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو واصل جہنم ہو گیا۔

نمبر۴:

حضرت امیر ملت محدث علی پوری کی شخصیت کا یہ اعجاز تھا۔ کہ وہ عمر بھر مرزا قادیانی کے مقابلہ میں ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح دین کی حفاظت میں سرگرداں رہے اور اُن کی معیت میں مرزا قادیانی کے حواری بھی شامل ہو جاتے اور اُس کے جھوٹے دین سے توبہ کر لیتے تھے۔ مرزائیوں کو ہمیشہ آپ سے خطرہ رہا ہے کہ جب تک امیر ملت کی ذات موجود ہے اُن کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آپ تمام عمر مرزائیوں کے ساتھ تعلق رکھنے کے سخت خلاف تھے آپ فرمایا کرتے تھے جو شخص رسول کا دشمن ہو وہ ایک مسلمان کا دوست کیسے ہو سکتا ہے۔ اس لئے مرزائیوں سے دور رہنا چاہیے۔

سلسلہ رشد و ہدایت:

حضرت امیر ملت محدث علی پوری نے رشد و ہدایت کا سلسلہ علی پور سیداں سے شروع کیا پہلے پہل آپ نے اپنے اردگرد کے دیہاتوں میں جا کر لوگوں کو اسلام کی نعمت اور اُس کی روشنی سے فیض یاب کیا پھر اپنا دائرہ عمل پنجاب میں بڑھایا آپ پنجاب کے ہر علاقے میں گئے آپ کو میلوں پیدل سفر کرنا پڑتا کئی کئی دن آپ کو پانی نہ ملتا مگر آپ اپنے مشن پر ثابت قدم رہے۔ زرہ بھر بھی لغزش نہیں آنے دی پنجاب کے علاقوں میں جب آپ نے کافی تعداد میں مسلمان کر لئے تو پھر آپ دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے یو پی سی پی گئے اور وہاں سے دکن حیدرآباد کی طرف تشریف لے گئے حتیٰ کہ برصغیر کے کونے کونے کا دورہ کیا اور ہر جگہ رشد و ہدایت کا نور ہر جگہ چمکنے لگا۔

آپ نے سینکڑوں غیر آباد مساجد کو آباد کیا آپ اُن غیر آباد مساجد میں کئی کئی روز تک اپنے ہمرائیوں کے ساتھ ٹھہرتے اور وہاں کے اردگرد کے علاقوں کے لوگوں کو مسلمان کر کے مسجد میں لاتے تھے۔ اگر کوئی نہ آتا تو آپ گھر گھر جا کر لوگوں کو مسجد کی طرف آنے کیلئے راغب کرتے تھے۔

نمبر۲:

ایک دفعہ آپ ایسے علاقے میں چلے گئے۔ جہاں صرف ایک مسجد تھی اور وہ بھی بالکل

Marfat.com
Marfat.com

ویران آپ سارا دن مسجد میں بیٹھے رہے ظہر کے وقت مسجد میں ایک آدمی آیا اور اذان دینے کے بعد واپس چلا گیا پھر وہ عصر کی نماز کے وقت آیا اور اذان دینے کے بعد واپس چلا گیا۔ پھر وہ مغرب کے وقت آیا اور اذان دینے کے بعد واپس جانے لگا تو آپ نے اس کو روک لیا اور پوچھا تم اذان دینے کے لئے آتے ہو لیکن نماز نہیں پڑھتے اس کی کیا وجہ ہے۔ اس نے جواب دیا میں اذان نماز پڑھنے کے لئے نہیں دیتا بلکہ فلاں علاقے کا زمیندار مجھے مسجد میں اذان دینے کا معاوضہ دیتا ہے اور اگر میں اذان نہیں دوں گا تو سال بھر کا غلہ مجھے نہیں ملے گا۔ حضرت امیر ملت نے اس کو اپنے ساتھ نماز پڑھوائی۔ پھر اس کے ساتھ گاؤں کے ہر گھر میں گئے اور لوگوں کو دعوت حق دی چند ہی دنوں میں مسجد ایسی آباد ہوئی کہ پانچوں وقت کی اذان نماز با جماعت ہونے لگی۔

حضرت امیر ملت کو بعض اوقات کئی علاقوں میں مہینوں رکنا پڑتا اور آپ کے دورے سالوں پر محیط ہوتے آپ اپنے بیوی بچوں اور دیگر افراد خانہ سے بے خبر ہو کر خدا کے دین کی تبلیغ و اشاعت میں لگے رہتے جہاں بھی ٹھہرتے اپنا خرچ کرتے جتنا زیادہ خرچ کرتے اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ آپ کو عطا فرما دیتا ہے۔

نمبر ۳:

ایک مرتبہ حضرت امیر ملت نے سکھوں کے ایک علاقہ ترن تارہ میں تبلیغ اسلام کی غرض سے جانے کا ارادہ کیا آپ کے مریدوں نے مشورہ دیا کہ آپ کا اس علاقے میں جانا ٹھیک نہیں کیونکہ وہ سکھوں کا علاقہ ہے اور سکھ مسلمانوں کے دشمن ہیں مگر آپ نے اپنا ارادہ برقرار رکھا آپ کے مریدوں نے عرض کی حضور اگر جانا ہے تو پھر مریدین کی ایک کثیر تعداد ہمراہ لے کر جائیں۔

حضرت امیر ملت کو اس بات پر سخت غصہ آیا اور فرمایا کہ تم بہت بے وقوف لوگ ہو تم میرے محافظ ہو یا اللہ محافظ ہے آپ نے صرف ایک خادم کو ہمراہ لیا اور ترن تارہ پہنچے تو سٹیشن پر سینکڑوں کی تعداد میں سکھ آپ کی پذیرائی کے لئے آئے ہوئے تھے حضرت نے سکھوں کی اس پذیرائی کا شکریہ ادا کیا اور پھر اُن سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا دیکھو میری بات غور سے سنو میں آپ سب کے سامنے اونچی آواز میں قرآن پاک کی آیت تلاوت کروں گا اور تمہارے سامنے ہی تمہاری تلوار پر دم کروں گا پھر وہ تلوار کسی کو بھی ماری جائے وہ بالکل اثر نہ کرے گی۔

اسی طرح آپ کیسا ہی مریض میرے پاس لائیں خواہ اس کو تمام طبیبوں نے لاعلاج قرار دے دیا ہو میں بلند آواز سے کلام الٰہی کی ایک آیت تلاوت کر کے اس پر دم کروں آزما لو اگر میری باتیں غلط ثابت ہو جائیں تو میری گردن تلوار سے اڑا دینا۔

Marfat.com
Marfat.com

چنانچہ ایک سکھ نے اپنی تلوار حضرت کو پیش کی آپ نے اس پر دم کیا وہ اس تلوار کو لے کر ایک بیل کی گردن پر مارنے لگا مگر تلوار نے بیل پر کوئی اثر نہ کیا آپ نے اس کو کہا کہ تم بیل پر کیوں مارتے ہو اگر یہ تلوار سنگترے پر ماری جائے تو اس پر بھی اثر نہ ہوگا۔

چنانچہ اس سکھ نے تلوار سنگترے پر پھیری مگر وہ بھی نہ کٹ سکا۔ سکھ یہ کرامت دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور بے شماران گنت سکھ آپ کے دست حق پرست پر کلمہ پڑھ کر نہ صرف مسلمان ہوئے۔ بلکہ مرید بھی ہو گئے۔

حضرت امیر ملت اور علامہ اقبال:

عاشق رسول حکیم الامت ترجمان حقیقت حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال درویش لاہوری علیہ الرحمۃ آپ کے بہت زیادہ عقیدت منداور محبّ تھے۔ وہ حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اکثر و بیشتر حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انجمن حمایت الاسلام کا جلسہ ہو رہا تھا۔ رش بہت زیادہ تھا۔ علامہ اقبال بھی جلسہ میں موجود تھے۔ حضرت امیر ملت جلسہ کی صدارت فرما رہے تھے۔ علامہ اقبال کو کہیں جگہ نہ ملی تو امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ اولیاء اللہ کے قدموں میں جگہ مل جائے تو اس سے بڑی کیا سعادت ہوگی حضرت قبلہ عالم نے فرمایا جس کے قدموں میں اقبال آ جائے اس کے فخر کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔ ایک مرتبہ حضرت امیر ملت نے علامہ اقبال کو ان کا یہ شعر سنایا۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے ان کے زور بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

علامہ اقبال نے حضرت امیر ملت کے ہاتھوں کو بوسا دیا اور عرض کی حضرت میری بخشش کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ کو میں کسی حوالے سے یاد تو ہوں۔

سخاوت اور فیاضی:

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے لئے جب چندہ جمع کرنے کی مہم شروع ہوئی تو لاہور میں ایک بہت بڑے جلسہ میں حضرت امیر ملت کو بھی مدعو کیا گیا نواب وقار الملک نے اپنی ٹوپی حضرت کے قدموں پر رکھ دی اور آپ سے درخواست کی کہ حضرت یونیورسٹی کا انعقاد مسلمانوں کی آن کا مسئلہ ہے آپ کی مدد کے بغیر اس کی تکمیل ناممکن ہے۔ آپ نے فرمایا کیا یونیورسٹی میں دینی تعلیم بھی ہو گی اور نمازوں کی ادائیگی کے لئے باقاعدہ یونیورسٹی میں مسجد کا بھی انتظام ہوگا۔ تو نواب وقار

Marfat.com
Marfat.com

الملک نے عرض کیا جی حضور دینی تعلیم بھی ہو گی اور مسجد بھی ہو گی نواب صاحب کی بات سن کر حضرت نے اسی وقت ۳ لاکھ روپے کی گراں قدر رقم یونیورسٹی کو دی اور بعد میں تمام عمر یونیورسٹی کی امداد فرماتے رہے۔ آپ کے کئی مرید بھی اس یونیورسٹی کے طلباء اور استاد تھے۔ آپ کے فیض سے یونیورسٹی نے بہت بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔

جامع مسجد نور:

حضرت امیر ملت محدث علی پوری کو دین کے کاموں سے اتنی لگن اور محبت تھی۔ آپ نے علی پور سیداں میں ایک عدیم المثال مسجد تعمیر کرائی جو ساری کی ساری سنگ مَرمَر سے تیار کروائی گئی ہے۔ یہ مسجد آج بھی موجود ہے۔ اس مسجد کو حضرت امیر ملت نے اپنے ذاتی پیسوں سے مکمل کرایا۔ سستے زمانے میں اس مسجد کی تعمیر پر چھ لاکھ روپے خرچ ہوئے تھے۔ اس مسجد کے دروازے صندل کی لکڑی سے بنوائے گئے اور اُن پر ہاتھی دانت سے نقش و نگار کروائے گئے۔ اس مسجد کی چھت میں اکیس فٹ لمبا وہیل مچھلی کا کانٹا بھی خوبصورتی کے لئے لگایا گیا ہے۔

اس مسجد کا نام حضرت نے مسجد نور رکھا ہے۔ جس دن یہ مسجد مکمل ہوئی تو حضرت امیر ملت نے نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا لوگو اس مسجد پر جتنا خرچ ہوا ہے۔ وہ میں نے اپنی جیب سے کیا ہے۔ کوئی مائی کا لعل یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ اُس نے اس پر ایک پیسہ بھی خرچ کیا ہے۔ اب جب مسجد مکمل ہو گئی ہے۔ تو میں لوگوں کو اس بات کی اجازت دیتا ہوں کہ آئندہ میری زندگی میں یا بعد از وصال اس مسجد کی توسیع اور آرائش و زیبائش پر کوئی جتنا خرچ کرنا چاہے خرچ کر سکتا ہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے جو شخص علی پور سیداں آئے یہاں مسجد نور میں نماز ضرور پڑھے۔

امیر ملت اور تحریک خلافت:

انگریزوں کے خلاف جدوجہد میں حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کے شانہ بشانہ کام کیا مولانا شوکت علی کی اپیل پر جب چندہ جمع کرنے کا وقت آیا تو آپ کا اشارہ پا کر لوگوں نے اس انداز سے چندہ جمع کرنا شروع کیا کہ چند دن میں ایک لاکھ روپیہ جمع ہو گیا آپ نے تمام رقم علی برادران کو بھیج دی۔

ایک دفعہ کسی نے یہ افواہ اڑا دی کہ حضرت امیر ملت اور علی برادران میں اختلاف پڑ گیا ہے جب حضرت امیر ملت کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو لائل پور موجودہ (فیصل آباد) میں ایک بھرے جلسے میں اعلان کیا کہ میں تحریک خلافت کے ساتھ ہوں یہ تحریک ایسا جہاد ہے اگر اس جہاد

Marfat.com
Marfat.com

ہیں شامل لوگوں پر گولی چلا دی گئی تو پہلی گولی میرے سینے میں لگے گی آپ نے مزید فرمایا کہ میں انگریز سے نہیں ڈرتا بلکہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں یہی وجہ تھی کہ انگریز کو کسی بھی مسلمان لیڈر سے اتنا خطرہ نہیں تھا جتنا امیر ملت سے تھا اس لئے کہ انگریز جانتا تھا کہ امیر ملت کی ایک للکار پر ان کے ہندو پاکستان میں پھیلے ہوئے لاکھوں مرید لحہ بھر میں اکٹھے ہو کر مقابلہ میں آ جائیں گے۔

آپ کی تحریکات:

پہلی جنگ عظیم میں اتحادی طاقتوں نے مسلم اتحاد پارہ پارہ کر دیا مسلمان مرتد ہو کر دوسرے مذاہب میں شامل ہو رہے تھے۔ امیر ملت محدث علی پوری نے فرمایا میں جب تک مرتد مسلمانوں کو دوبارہ مسلمان نہیں کر لوں گا۔ چین سے نہیں بیٹھوں گا۔

چنانچہ آپ کی مساعی جمیلہ سے دین اسلام سے پھرے ہوئے مسلمان دوبارہ مسلمان ہو گئے۔ حضرت امیر ملت کی خدمات اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا فرداً فرداً تذکرہ کرنا ناممکن ہے۔ آپ کے کارنامے تاریخ میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ تحریک خلافت انجمن حزب الاحناف شہید گنج تحریک۔ ان سب تحریکوں میں حضرت قبلہ عالم نے دامے درمے قدم سخنے حصہ لیا۔

۱۹۳۵ء میں راولپنڈی میں تحریک شہید گنج میں آپ جان کی بازی لگا کر میدان میں آئے۔ اور مسجد کی واگزاری کے لئے کانفرنس میں تقریریں کیں یہ کانفرنس یکم ستمبر ۱۹۳۵ء کو ہوئی اس کانفرنس میں آپ کو امیر ملت اور مولانا محمد اسحاق مانسہروی کو نائب امیر منتخب کیا گیا۔ بیعت امارت سب سے پہلے علامہ عنایت اللہ مشرقی نے کی۔

۱۹۴۰ء میں جب قرارداد لاہور منظور ہوئی تو حضرت امیر ملت نے اس کی حمایت کرتے ہوئے فرمایا جو شخص اس قرارداد کے خلاف کوئی بات کرے گا میں اس کا جنازہ نہ پڑھاؤں گا۔

۱۹۴۳ء میں قائداعظم محمد علی جناح پر قاتلانہ حملہ ہوا تو حضرت امیر ملت نے ان کو ایک مشفقانہ خط میں تحریر فرمایا یہ جو آپ کوشش ومحنت کر رہے ہیں۔ یہ دراصل میرا کام تھا مگر اب میں سو سال کی عمر سے متجاوز ہو چکا ہوں لہٰذا میرا بوجھ بھی آپ پر آن پڑا ہے۔ آپ اگر اس میدان میں ثابت قدم رہے تو میں آپ کی ہر میدان میں پوری پوری مدد کروں گا جب قائداعظم کو آپ کا خط ملا تو جواب میں قائداعظم نے لکھا کہ آپ کا خط پڑھ کر یوں محسوس کرتا ہوں کہ میں ابھی سے کامیاب ہو گیا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ میں اپنے مقصد سے کبھی پیچھے نہ ہٹوں گا۔

حضرت امیر ملت محدث علی پوری نے پیر صاحب مانکی شریف کو قائداعظم کی حمایت کے

Marfat.com
Marfat.com

لئے آمادہ کیا تو پیر صاحب مانکی شریف نے مانکی شریف میں ایک جلسہ کیا جس میں قائد اعظم کو بھی بلایا گیا۔ حضرت امیر ملت نے اپنے قاصد کے ہاتھ قائداعظم کے لئے سونے کا تمغہ بھیجا پیر آف مانکی شریف نے حضرت امیر ملت کے فرستادہ کی اتنی قدر و عزت کی کہ جلسہ کی صدارت بھی انہیں سے کروائی بعد میں جب قائداعظم سے کہا کہ آپ کے لئے امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے سونے کا تمغہ بھیجا ہے۔ قائداعظم خوشی سے کھڑے ہو گئے اور بولے فوراً تمغہ میرے سینے پر آویزاں کیا جائے آج میں سچ مچ کامیاب ہو گیا ہوں۔

۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کے انتخابات کے وقت حضرت قبلہ عالم نے فرمایا جو شخص مسلم لیگ میں شامل نہیں ہو گا اور اس کو اپنا ووٹ نہیں دے گا۔ اس کے ساتھ سماجی مقاطعہ کیا جائے۔ اس کا نہ جنازہ پڑھا جائے اور نہ ہی اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے آپ کی آواز پر اتنے لوگوں نے مسلم لیگ کو ووٹ دیئے کہ مسلم لیگ بہت بڑی کامیابی سے ہمکنار ہوئی قائداعظم نے حضرت امیر ملت کو تار بھیجا آپ کی دعائیں پاکستان کی سرحدیں بن گئی ہیں حضرت امیر ملت نے جواباً تحریر فرمایا کہ مسلمانوں کو ان کے نئے وطن کی سرحدیں مبارک ہوں جب پاکستان بن گیا تو ۱۶ اگست کو قائداعظم نے حضرت امیر ملت محدث علی پوری کو ایک خط تحریر کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ حضرت آپ کی دعاؤں اور نیک تمناؤں سے مسلمانوں نے دو سو سال کی غلامی کے بعد خود اپنی آزاد خود مختار مملکت بنائی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ مسلمان اس نئے ملک پر بہت خوش ہوں گے حضرت امیر ملت نے قائداعظم کو جواباً لکھا ملک گیری آسان ہے۔ مگر ملک داری مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ملک داری کی توفیق عطا فرمائے۔

پیر آف مانکی کی علی پور شریف آمد:

حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کی مہمان نوازی بھی قابل تحسین تھی ایک مرتبہ پیر آف مانکی شریف علی پور سیّداں تشریف لائے رات کا وقت تھا۔ شدید سردی کے علاوہ بارش بھی ہو رہی تھی۔ امیر ملت کو جب خبر ہوئی کہ مانکی شریف والے پیر صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں تو فوراً اٹھ کر ان کے پاس آئے اور فرمایا کہ آج تو فقیر کے گھر بادشاہ آ گیا ہے۔ اگر مجھے پتا ہوتا تو میں اسٹیشن سے بذات خود آپ کو لینے آتا۔ آپ کو کتنی تکلیف ہوئی ہو گی کہ آپ اس سخت سردی اور بارش اور رات کی تاریکی میں تشریف لائے ہیں۔ پیر آف مانکی شریف نے عرض کیا کہ حضرت آپ شرمندہ نہ کریں کاش میں مانکی سے پیدل علی پور شریف حاضر ہوتا حضرت امیر ملت نے اپنے خادموں کو کھانا لانے کا حکم دیا تو پیر صاحب مانکی شریف نے کہا حضرت میں رات کو

Marfat.com
Marfat.com

کھانا نہیں کھایا کرتا۔

حضرت امیر ملت نے فرمایا آج تو کھانا پڑے گا۔ مہمان نے بتایا کہ چالیس سال سے میرا معمول ہے کہ میں رات کو کچھ نہیں کھاتا امیر ملت نے فرمایا میری سو سال سے عادت ہے کہ میں نے مہمان کو کبھی بھوکا نہیں سونے دیا آخر پیر صاحب مانکی شریف کو آپ کی بات ماننا پڑی وہ تین روز آپ کے مہمان رہے۔ اور حضرت کی مہمان نوازی پر رطب اللسان ہوتے ہوئے واپس لوٹے۔

مدینے کے تاجدار کی جانب سے پیغام رسانی:

ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو سرکار ابد قرار نے ارشاد فرمایا کہ آپ ہندوستان میں حیدر آباد دکن جائیں اور مولانا خیر المبین کو جا کر میرا سلام پہنچائیں۔

حضرت امیر ملت حکم ملتے ہی فوراً حیدر آباد دکن پہنچے اور اسٹیشن پر پہنچ کر تانگے پر بیٹھے اور کوچوان سے فرمایا کہ مجھے مولانا خیر المبین کے گھر پہنچا دو تانگے والا آناً فاناً آپ کو ایک بہت بڑی میں لے گیا۔ آپ عمارت کے کروفر اور غلام گردشوں کو دیکھ کر حیران رہ گئے آپ کو دیکھتے ہی مولانا خیر المبین نے کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کیا آپ کو اپنی مسند پر بٹھایا حضرت امیر ملت نے ان کو بتایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام بھی بھیجا ہے پیغام سن کر مولانا خیر المبین کی حالت غیر ہوگئی اور زور زور سے رونے لگے اور امیر ملت کے قدم چومنے لگے اور فرما رہے تھے کہ اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور ایسے پیامبر پر سلام جو اتنے پیارے آقا کا پیغام لیکر آیا ہے۔ مولانا خیر المبین نے کئی روز تک حضرت امیر ملت کو مہمان رکھا اس کے بعد حضرت امیر ملت جب بھی حیدر آباد دکن تشریف لاتے تو خود نظام حیدر آباد دکن ریلوے اسٹیشن پر آپ کے استقبال کے لئے آتا مگر آپ اس کے ہاں جانے سے پہلے مولانا خیر المبین کے ہاں تشریف لے جاتے اور نظام حیدر آباد کے بار بار اصرار پر بمشکل مولانا سے اجازت لے کر شاہی مہمان خانے میں ٹھہرتے تھے۔

حضرت امیر ملت کلمہ حق علی الاعلان کہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ درس دے رہے تھے نظام حیدر آباد بھی اس میں شامل تھا آپ پردہ کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے۔ اور بے پردہ عورتوں کی سختی سے مزمت فرما رہے تھے۔ نظام حیدر آباد کی لڑکیاں بھی بے پردہ پھرتی تھیں اس پر آپ نے دوران درس ہی نظام حیدر آباد کی طرف رخ کر کے انتہائی جلال سے فرمایا۔ اب تو

Marfat.com
Marfat.com

بادشاہوں کی مستورات بھی بے پردہ پھرتی ہیں۔ جہاں بادشاہ کا یہ حال ہو گا وہاں رعایا کا اللہ حافظ
نظام حیدر آباد کو اس کے خوشامدیوں نے بہت اکسایا کہ حضرت امیر ملت کے خلاف کارروائی کی
جائے۔ انہوں نے سرعام آپ کی توہین کی ہے۔ مگر نظام نے ان کی بات پر توجہ نہ دی اور کہا کہ امیر
ملت وہ واحد شخص ہیں جن کی زبان سے حق بات نکلتی ہے۔ اس لئے اُن کی بات میرے لئے باعث
توہین نہیں بلکہ میری فلاح کا باعث ہے۔

ایک مرتبہ برطانوی وائسرائے نظام حیدر آباد سے ناراض ہو گیا کیونکہ نظام کے متعلق کافی
شکایات وائسرائے کے پاس گئی ہوئی تھیں اس معاملہ میں نظام حیدر آباد بہت پریشان تھا اس نے
ایک خط اپنے قاصد کے ذریعے حضرت امیر ملت کے پاس بھیجا جس میں اپنی پریشانی بھی بیان کی
اور دعا کے لئے بھی درخواست کی حضرت امیر ملت پہلے قاصد کو خاطر میں نہ لائے پھر بڑی منت
سماجت کے بعد قاصد سے کہا کہ نظام سے کہو کہ تم کیسے حاکم ہو جو قانون کو بھی نہیں سمجھتے وائسرائے کو
لکھنا چاہیے کہ میرے مقدمہ کی سماعت کے لئے میرے علاوہ میرے مخالفین کو بھی طلب کیا جائے
جنہوں نے شکایت کی تا کہ صحیح صورت حال سامنے آئے نظام حیدر آباد نے آپ کے فرمان کے
مطابق وائسرائے کو خط لکھا اس کے جواب میں وائسرائے نے جلد ہی خط بھیجا کہ نظام کے خلاف
شکایتی درخواست ہم مسترد کرتے ہیں اور ساتھ معذرت بھی کہ نظام حیدر آباد کو ہمارے رویئے سے
تکلیف پہنچی جب نظام نے یہ خوشخبری حضرت امیر ملت کو آ کر سنائی تو آپ نے فرمایا۔ نظام،
وائسرائے تمہاری تعظیم کیسے نہ کرتا اگر وہ نہ کرتا تو ہم کسی اور کو اس کی جگہ وائسرائے مقرر کر دیتے۔

ایک مرتبہ حضرت امیر ملت درس دے رہے تھے کہ آپ کو پیغام ملا کہ حیدر آباد کے نظام
نے یاد کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نظام سے کہہ دو کہ میں اس وقت بڑی سرکار میں حاضر ہوں۔
اس کے بعد نظام نے آپ کو کبھی رسمی بلاوا نہیں بھیجا بلکہ خادم صرف اتنا کہہ دیتا کہ نظام دعا کا
طالب ہے۔

کشف و کرامات:

موضع بلوانا ضلع جھنگ میں رجب علی نامی ڈاکو اور پیشہ ور قاتل رہتا تھا اس نے لوگوں کے
ناک میں دم کر رکھا تھا۔ اُس کی دہشت سے لوگوں کی نیندیں حرام ہو گئی تھیں۔ عوام کے علاوہ
حکمران بھی اس سے نالاں تھے۔ اس کی نگرانی کے لئے پولیس پارٹی تشکیل دینا پڑتی تھی ایک مرتبہ
موضع بلوانا کا تھانیدار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جو کہ رجب علی سے بہت تنگ تھا۔ اُس نے
عرض کی حضور دعا فرمایئے یا میں مر جاؤں یا رجب علی مر جائے اس نے تو میرا قافیہ تنگ کر رکھا ہے

Marfat.com
Marfat.com

آئے دن مجھے اُس کی وجہ سے لائن حاضر کیا جاتا ہے حضرت امیر ملت نے جواب دیا کہ میں نے آج تک کسی کے لئے بددعا نہیں کی اس لئے بددعا دینا تو ممکن نہیں ہاں اس کا کوئی اور حل نکالا جا سکتا ہے یہ بتاؤ کہ اس وقت رجب علی ہے کہاں تھانیدار بولا حضور رجب علی اس وقت حوالات میں بند ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس لایا جائے۔ جب رجب علی کو لایا گیا تو اُس نے دیکھا کہ کئی مرید حضرت امیر ملت کے پیر دبا رہے ہیں تھانیدار نے رجب علی کو بھی حکم دیا کہ وہ حضرت صاحب کے پیر دبائے رجب علی کو بادل ناخواستہ پیر دبانے پڑے۔ حضرت امیر ملت نے محسوس فرمایا کہ رجب علی ان کے پاؤں کو تکلیف پہنچانے کے خیال سے زور سے دبا رہا ہے۔ آپ نے باقی خدام سے کہا کہ بس کرو آج میرے پیر رجب علی ہی دبائے گا۔ رجب علی کافی دیر پاؤں دباتا رہا آخر اچانک پاؤں چھوڑ کر کھڑا ہو گیا اور عرض کرنے لگا حضرت میں آپ کو مان گیا ہوں اتنے زور سے اگر میں بھینس کی ٹانگ دباتا وہ بھی ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو جاتی مگر آپ کا پاؤں جتنے زور سے دباتا ہوں آپ فرماتے ہیں اور زور سے دباؤ حضرت امیر ملت بولے۔ رجب علی تو اپنے آپ کو شہ زور سمجھتا ہے۔ پولیس کو اور لوگوں کو تو نے آگے لگا رکھا ہے۔ مگر اس بوڑھے فقیر کے پاؤں ٹھیک سے دبا نہیں سکتا اگر تیری طاقت اتنی ہی ہے جتنی تو لگا چکا ہے تو پھر چھوڑ شہ زوری اور ہم فقیروں میں شامل ہو جا۔ آپ کی بات سن کر رجب علی کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اس دن کے بعد اس نے کوئی جرم نہیں کیا بلکہ ہمیشہ کے لئے تائب ہو کر درویشی کی زندگی اختیار کر لی۔

کرامت ۲:

ایک دفعہ امیر ملت محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کے مخالفین نے کہا کہ آپ سیّد نہیں ہیں۔ سیّدوں کو آگ نہیں جلاتی اگر آپ سیّد ہیں تو آگ میں چل کر دکھاؤ۔ حضرت امیر ملت محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے یہ چیلنج قبول کر لیا۔ اور ایک وسیع جگہ پر ایک بہت بڑی آگ جلائی گئی یوں معلوم ہوتا تھا جیسے دوزخ دہک رہی ہے آگ کی تپش سے لوگ دور دور کھڑے تھے حضرت قبلہ عالم نے بے خطر جوتے اتار کر آگ میں داخل ہو گئے اور فرمایا کہ جس کا دل چاہے میرا دامن پکڑ کر آگ میں چلا آئے آپ کے ساتھ بارہ باہمت نوجوان بھی آگ میں داخل ہو گئے۔ مگر آگ نے کسی بھی شخص کو نقصان نہیں پہنچایا یہ کرشمہ سازی نہ تھی بلکہ خدا کا فضل و کرم تھا جو اُس نے اپنے خاص بندے پر کیا۔

کرامت ۳:

ایک مرتبہ حضرت امیر ملت قصور کے قریب واڑہ جا رہے تھے کہ راستے میں کیا دیکھا کہ

Marfat.com
Marfat.com

پولیس ایک بدنام ڈاکو بابا محمد واصل کو گرفتار کر کے لے جا رہی ہے۔ حضرت امیر ملت کے ساتھ آپ کا خادم بھی تھا۔ جو واڑہ کا رہنے والا تھا اس نے عرض کی حضرت یہ بابا محمد واصل ہمارے گاؤں کا چوہدری ہے اس کو پولیس سے نجات دلائیں حضرت قبلہ امیر ملت نے تھانیدار سے کہا کہ بابا محمد واصل کو ہماری ضمانت پر چھوڑ دو وہ تھانیدار چونکہ آپ کو جانتا تھا اور آپ کے مرتبہ و مقام سے واقف تھا اس نے بابا محمد واصل کو آپ کے حوالے کر دیا بابا محمد واصل نے حضرت امیر ملت سے کہا کہ پیر جی میں ڈاکے ڈالنے سے باز نہیں آؤں گا۔ آپ نے میری ضمانت دے کر خواہ مخواہ پریشانی مول لی ہے۔

حضرت امیر ملت نے فرمایا میں نے یہ سب کچھ اپنے ساتھی کی دلجوئی کے لئے کیا ہے۔ ورنہ مجھے تمہاری گرفتاری یا رہائی سے کیا۔ مطلب تم چپ چاپ ہمارے ساتھ چلتے رہو۔ بابا محمد واصل ڈاکو آپ کے ساتھ چلتا تو رہا لیکن راستہ بھر وہ افسوس کے کلمے کہتا رہا آپ نے خواہ مخواہ میری ضمانت دی آپ شریف آدمی ہیں اب آپ کی بدنامی ہوگی حضرت امیر ملت نے فرمایا کہ تمہاری وجہ سے ہماری کوئی بدنامی نہیں ہوگی لہٰذا تم ہماری فکر نہ کرو اتنے میں چلتے چلتے واڑہ گاؤں آ گیا اب بابا محمد واصل نے خواہش کا اظہار کیا کہ واڑہ میرا گاؤں ہے لہٰذا آپ میرے گھر چلیں تا کہ میں آپ کی مہمان داری کر سکوں اگر آپ میرے گھر نہیں جائیں گے تو برادری میں بے عزتی ہوگی۔

حضرت امیر ملت نے فرمایا کہ میں تو اپنے اس ساتھی کے گھر جاؤں گا کیونکہ میں اس کے ساتھ آیا ہوں۔ تم بھی ہمارے ساتھ آ جاؤ چونکہ بابا محمد واصل اس آدمی کے گھر نہیں جانا چاہتا تھا۔ اس لئے کہ وہ ذات کا جولاہا تھا۔ مگر اپنے گھر بھی نہ جا سکا کہ امیر ملت اس کے ساتھ نہیں جا رہے تھے لاچار و ناچار آپ کے ہمراہ آپ کے ساتھی کے گھر گیا ایک رات گزری، دوسرا دن گزرا اب بابا محمد واصل نے امیر ملت سے درخواست کی حضرت اب تو میرے گھر تشریف لے چلئے آپ نے فرمایا کہ چوروں ڈاکوؤں کے گھر نہیں جایا کرتا بابا محمد واصل بولا حضرت آپ ایک مرتبہ میرے گھر تشریف لے چلیں میں خدا کی قسم کھا کر آپ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ زندگی بھر ڈاکہ نہیں ڈالوں گا اور کوئی برائی کا کام نہیں کروں گا امیر ملت نے اس سے پکا وعدہ لیا اور محمد واصل کے گھر تشریف لے گئے۔ اس ڈاکو نے حضرت امیر ملت کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور عبادت ریاضت میں وہ مقام حاصل کیا کہ جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔ آپ بابا واصل پر اتنا تلطف فرمایا کرتے تھے کہ اس کے گھر جا کر جس درخت کے نیچے آرام فرمایا کرتے تھے بابا محمد واصل اس درخت کے تین پتے جس کسی بھی شخص کو دیتا اُس شخص کی ہر تکلیف دو ہو جاتی تھی۔ ہر مسئلہ حل ہو جاتا اور اسی وجہ سے واڑہ کے علاقہ میں بابا محمد واصل نے بہت شہرت پائی۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت

Marfat.com
Marfat.com

امیر ملت ایک قطب ساز شخصیت تھے۔

پیر خانے کا ادب و احترام:

حضرت امیر ملت کو اپنے مرشد خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی سے بڑی محبت تھی چورہ شریف ریلوے اسٹیشن سے خانقاہ ننگے پاؤں جاتے اور خانقاہ سے ریلوے اسٹیشن تک ننگے پاؤں واپس جاتے۔ چورہ شریف میں قیام کے دوران بھی بغیر جوتوں کے پھرتے تھے ایک مرتبہ جب آپ کے مرشد حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علی پور سیّداں آئے تو آپ ریلوے اسٹیشن سے اُن کو لیکر اپنے گھر آئے تو ان کے پیچھے پیچھے ننگے پاؤں چلتے رہے اپنے مرشد کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے پکواتے جب مرشد کامل کھانا کھاتے تو آپ ہاتھ باندھ کر خادموں کی طرح کھڑے رہتے۔ حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ کے ہمراہ آئے ہوئے درویشوں کی بھی بہت خدمت فرماتے۔ ان کے ہاتھ خود دھلاتے اور ان کے سامنے بیٹھنا بھی گستاخی تصور کرتے تھے۔

آپ کا معمول رہا ہے کہ مرشد کامل کے وصال کے بعد اُن کی اولاد میں سے جب بھی کوئی علی پور سیّداں آتا تو آپ ان کے استقبال کے لئے ننگے پاؤں آبادی سے باہر جا کر اُن کا استقبال کرتے پھر ان کو سواری پر بٹھاتے اور خود پیدل چلتے تھے پھر خانقاہ شریف میں لا کر اُن کو مسند پر بٹھاتے اور خود اُن کے قدموں کی طرف بیٹھ جاتے آپ کا یہ اعزاز تو اپنے مرشد اور اُن کی اولاد کے لئے تھا۔ اس کے علاوہ اگر چورہ شریف کا کوئی عام آدمی بھی علی پور سیّداں آ جاتا۔ تو آپ اُس کی بھی ایسی خدمت فرماتے جیسے اپنے پیروں کی کرتے تھے اور واپسی پر اُن کو مالا مال کر کے بھیجا کرتے تھے۔

آپ کا وصال باکمال:

۱۳ مئی ۱۹۵۱ء کو جب حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کی عمر شریف ۱۲۱ سال ہوگئی۔ تو آپ کو ایک خط ملا جو کہ عربی میں تحریر تھا اس میں لکھا ہوا تھا جماعت علی تمہاری عمر اب تھوڑی سی رہ گئی ہے۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ عبادت کیا کرو لوگوں نے جب یہ سنا تو اُن کے ہوش اڑ گئے سب نے کہا یہ خط غلط ہے آپ نے لوگوں سے فرمایا میں موت سے نہیں ڈرتا موت پر رونا بزدلی ہے سب نے ایک دن مرنا ہے آپ کے مریدوں نے عرض کیا حضور ہمیں خط دکھائیں آپ نے فرمایا خط میرے نواسے حیدر حسین کے پاس ہے۔

خط منگوایا گیا مگر اس میں تحریر کردہ عربی کی عبارت کسی کی سمجھ میں نہیں آئی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ قدیم عربی ہے۔ اس میں جو اطلاع دی گئی ہے وہ بالکل سچ ہے اگر تم لوگ خط پر یقین نہیں

Marfat.com
Marfat.com

کرتے تو انتظار کرو اس خط میں جو کچھ لکھا ہے اور میں نے پڑھا ہے وہ عنقریب پورا ہوگا۔

حضرت امیر ملت کا معمول تھا۔ کہ ہر گرمیوں کے موسم میں ٹھنڈے علاقے میں تشریف لے جاتے مگر ۱۹۵۱ء میں علی پور سیداں میں ہی رہے۔ رمضان المبارک کی ۹ تاریخ کو آپ کو سخت بخار ہو گیا۔ پھر یہ بخار مسلسل رہنے لگا ایک روز آپ نے اپنے سارے مریدوں کو خاص طور پر بلوایا ان کو کھانا کھلوایا ان کے ساتھ بیٹھ کر تھوڑی سے فرنی خود بھی تناول فرمائی۔ اس کے بعد تین چار مرتبہ ہاتھ دھوئے آپ اپ نے صاحبزادے انور حسین سے فرمایا کہ آج عشاء کی نماز جلدی سے پڑھا دو مجھے بخار کی وجہ سے سخت سردی لگ رہی ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر اپنی تسبیح منگوائی اپنے اوراد و وظائف پورے کیے اور تسبیح واپس کردی پھر پوچھا کہ ساتھ والے کمرے میں کون ہے جواب ملا گھر کی مستورات ہیں فرمایا ان کو تسلی دیکر زنان خانے میں بھجوا دیا جائے کیونکہ میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے یوں محسوس ہوا جیسے آپ استراحت فرما رہے ہیں مگر جب نبض دیکھی گئی تو خاموش تھی۔ آپ کے چہرے پر ابدی سکون تھا ۱۲۱ سال کی عمر شریف میں مورخہ 30/31 اگست کی درمیانی رات 1951ء کو حضرت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا وصال با کمال ہوا۔ سنگ مرمر سے بنا ہوا اور دیگر آرائش زیبائش سے مزین آپ کا مزار شریف قیامت تک اپنے فیض کے چشمے سے آنے والوں کو سیراب کرتا رہے گا۔

فقیر راقم الحروف نے تادم تحریر ۳ مرتبہ آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دی ہے۔ علی پور شریف کی بستی میں داخل ہو کر ایک روحانی کیف و مستی طاری ہو جاتی ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ علی پور شریف واقعی خدا والوں کی ہی نہیں بلکہ خدا سے ملانے والوں کی بستی ہے۔ آپ کے دربار شریف کی تعمیر اور مسجد شریف کی تعمیر کا انداز اپنے اندر ایک جاذبیت رکھتا ہے۔ آنے والوں کو دعوت نظارہ دیتی ہے اور ہر آنے والا اس کی زیارت کے بعد دوبارہ آنے کا خواہشمند رہتا ہے۔ آپ کے دربار کے قریب آپ کا شیش محل جو کہ اپنے اندر بہت وسعت رکھتا ہے۔ دنیا کی تمام سہولتیں آنے والوں کے لئے موجود ہیں۔ آپ کے دربار شریف کے سجادہ نشین عالم با عمل پیکر عزم و ہمت اور آپ کے ظاہری و باطنی علوم کے وارث حضرت قبلہ پیر سیّد افضل حسین جماعتی نے اپنی محنت و شاقہ سے دربار شریف و مسجد کا نظام خوبصورت انداز میں چلایا ہوا ہے۔ انتہائی خلیق ملنسار شخص ہیں۔ فقیر راقم الحروف پر خصوصی شفقت فرماتے ہیں۔ اللہ کریم غلامان علی پور شریف کے سر پر آپ کا سایہ تادیر قائم رکھے۔

حافظ جمیاء امیر نہیں ثانی جمیاء فقیر نہیں

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ ثانی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

محرم راز حقیقت، سلطان الطریقت، برھان شریعت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی ثانی علی پوری رحمتہ اللہ علیہ ایک عالم با عمل صاحب کشف و کرامت، عبادت و ریاضت میں بے مثال بزرگ تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۵۹ء یا ۱۸۶۰ء میں علی پور سیداں ضلع نارووال میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سیّد علی شاہ تھا۔ شجرہ نسب حضرت امام حسین علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ آپ نے مولوی عبدالرشید صاحب سے علوم دینیہ حاصل کیے۔ اور حضرت بابا سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوئے اور خلافت حاصل کی۔ پھر خلق خدا کی روحانی تربیت کرنے لگے آپ سفر کی نسبت حضر کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ آپ کے پاس طالبان رشد و ہدایت خود ہی کشاں کشاں چلے آتے تھے اور انوار و برکات سے جھولیاں بھر کر لے جاتے تھے۔ آپ حضرت حافظ پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کی نسبت زیادہ سادگی سے زندگی بسر فرماتے تھے۔ حضرت حافظ پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ بھی حضرت بابا سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے۔ حضرت بابا سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی علیہ الرحمۃ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حافظ جھیاء امیر نہیں ثانی جھیاء فقیر نہیں! آپ ایک گوشۂ نشین بزرگ تھے۔ آپ کی زیادہ تر توجہ تزکیۂ نفس اور ذکر و اذکار پر مبذول رہی۔ لباس و طعام اور دیگر معمولات میں سادگی کے عدیم المثال پیکر تھے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ یکم ستمبر ۱۹۳۹ء کو ہوا۔ اور علی پور سیداں ہی میں آپ کا مزار پُر انوار آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت مولانا علی محمد جماعتی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

سلطان فقر و معدن اسرار، مست مشاہدہ نور الانوار سر حلقۂ ارباب صدق و یقین حضرت مولانا علی محمد جماعتی رحمتہ اللہ علیہ موضع فتو والہ مضافات فیروز پور میں پیدا ہوئے۔ باپ دادا نہایت نیک سیرت اور پاک باز تھے۔ آپ انصاری برادری سے تعلق رکھتے تھے ذریعہ معاش کھیتی باڑی رہا۔ جب سن شعور کو پہنچے تو آپ نے اپنے والد بزرگوار سے قرآن کریم پڑھا۔ آپ کے والد گرامی تقریباً چھ ماہ تک سخت علیل رہنے کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار کی بیماری کے دوران بہت خدمت کی یہاں تک کہ کاروبار معطل ہو گیا۔ اس پر انہوں نے حد درجہ خوش ہو کر فرمایا کہ بیٹا اس بات کی پرواہ نہ کرنا کہ تم کاروبار نہیں کرتے تو رزق کہاں سے آئے گا تمہیں اللہ تعالیٰ کبھی محتاج نہ کرے گا۔ اور یونہی ہوا سن بلوغت سے پہلے سلسلہ ازواج سے منسلک کر دیئے گئے تھے۔ پندرہ برس کی عمر میں پروردگار عالم نے پہلا بچہ عطا فرما دیا تھا آپ نہایت تنومند اور طاقت ور تھے۔ جب آٹھ بچے ہو گئے تو آپ نے دینی علوم کی تحصیل کا قصد فرمایا فیروز پور چھاؤنی فتو والہ سے کچھ فاصلے پر تھی ان دنوں مولانا محمد حسین جو اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کے فیض یافتہ تھے۔ اور زبردست عالم تھے۔

آپ روزانہ مولانا کے ہاں یہ طویل سفر طے کر کے جاتے۔ روز ظہر کی نماز واپس فتو والہ آ کر پڑھتے تھے۔ انہی دنوں مناظر اسلام مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ بھی کچھ عرصہ کے لئے آپ کے ہاں قیام پذیر رہے۔ اور مولانا محمد حسین سے علم حاصل کرتے تھے۔ مولانا محمد حسین کو مولانا محمد عمر صاحب سے حد درجہ پیار تھا۔ دوران تعلیم آپ کو فیروز پور انجن شیڈ میں امامت و خطابت مل گئی۔ تو آپ فتو والہ سے فیروز پور منتقل ہو گئے پھر وہاں آپ پلٹن میں روزانہ تین کوس کا فاصلہ طے کر کے جاتے اور ظہر کی نماز آ کر پڑھاتے۔ فیروز پور میں حضرت امیر ملت حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری علیہ الرحمۃ تشریف لائے تو آپ حاضر خدمت ہو کر بیعت سے مشرف ہو گئے۔ پیر صاحب علیہ الرحمۃ کو مولانا سے اس درجہ پیار تھا کہ جب مولانا آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے تو آپ انہیں عام مریدوں کے ساتھ نیچے نہ بیٹھنے دیتے بلکہ ہاتھ پکڑ کر اپنے

Marfat.com
Marfat.com

ساتھ بٹھا لیتے انجن شیڈ میں آپ نے تقریباً ۲۷ سال گزارے اس طویل عرصہ میں آپ نے دین مصطفوی کے فروغ کے لئے حد درجہ کوشش کی یہاں تک کہ آپ کے تلامذہ اور معتقدین کا ایک خاصہ حلقہ بن گیا۔ جناب الحاج نور محمد صاحب فیروز پوری لاہوری اور الحاج محمد حسین صاحب۔ (حسین ڈیزل انجن لاہور والے) آپ کے وہیں سے معتقد ہیں اور قیام پاکستان کے بعد بھی تادم زیست مولانا کی خدمت کرتے رہے۔ انجن شیڈ میں آخری سال حضرت سیّد محمد اسماعیل شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کرمانوالے بلاناغہ آپ کے پیچھے نماز جمعہ ادا کرتے رہے معمول یہ تھا کہ شاہ صاحب نماز جمعہ سے قبل ہی تشریف لے آتے اور آپ اُن کی پرتکلف دعوت کرتے حالانکہ آپ کا مشاہرہ صرف پچیس روپیہ ماہوار تھا۔ قیام پاکستان کے بعد جب انجن شیڈ کا سارا عملہ لائل پور موجودہ فیصل آباد منتقل ہوا تو بحیثیت امام آپ کو بھی جانا پڑا۔ وہاں پہنچ کر آپ نے چندہ اکٹھا کر کے ایک عالی شان مسجد بنوائی جو رہتی دنیا تک آپ کی یادگار رہے گی۔ فیصل آباد میں اُن دنوں محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ تشریف لا چکے تھے۔ آپ نے اُن سے کہا کہ آپ مدرسہ کی تشکیل کریں۔

چنانچہ مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ نے ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کوشش شروع کر دی اور بے حد تعاون کے لئے آپ بھی کوشاں رہے۔ چنانچہ مدرسے کی کچھ صورت بنی تو محدث اعظم پاکستان نے کتابوں کی کمی کی شکایت کی تو آپ نے یقین دلایا کہ آپ کام شروع کریں کتابیں میں مہیا کروں گا۔

چنانچہ آپ نے درسی کتب کا کافی ذخیرہ اپنی ذاتی کتب میں سے پیش کر دیا اور دار العلوم کا کام شروع کر دیا گیا اس طرح آپ اس مدرسے کے بنانے والے بھی ہوئے لائل پور انجن شیڈ میں آٹھ سال ڈیوٹی دینے کے بعد ریٹائر ہو گئے اس کے بعد آپ قصور آ گئے اور دین حق کی تبلیغ کرنے کوٹ اِل گڑھ کی چھتی گلی والی مسجد میں کام شروع کر دیا پھر کوٹ حلیم خان کی قدیم جامع مسجد میں فرائض خطابت بھی انجام دیتے رہے اُن دنوں یہاں کے امام مسجد مولوی محمد سبحان فیروز پوری تھے۔ قصور میں آپ کے متعلمین میں سے جناب شاہ محمد چشتی سیالوی مولوی سردار محمد خطیب جامع مسجد کوٹ حلیم خان اور مولوی برکت اللہ قصوری ہوئے۔ آپ نہایت متقی عابد وزاہد بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے کتب بینی کا سلسلہ بستر وصال پر بھی جاری رہا۔ آپ کے تین لڑکے تھے۔ جنہیں قضائے الٰہی نے دبوچ لیا تھا۔ آخری عمر میں مریض

Marfat.com
Marfat.com

ہو گئے تھے۔ وصال سے چھ ماہ قبل ہی آپ نے بتا دیا تھا کہ ہاڑ کے مہینے میں میرا وصال ہو گا۔ چنانچہ چھبیس ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ ۱۲ جولائی ۱۹۶۹ء ۲۹ ہاڑ بروز ہفتہ صبح ۸ بج کر ۵۰ منٹ پر آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کو کوٹ ال گڑھ کے قبرستان میں جنازہ گاہ کے شمال مشرق کنارے میں سپرد لحد کر دیا گیا۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک باقاعدہ پورے اہتمام وانتظام سے ہوتا ہے۔

آپ کے مزار پر آج بھی اہل عقیدت حاضری دیکر اپنے قلوب واذھان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ اور اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے مالا مال کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت پیر محمد حیات نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

پیشوائے کاملاں، پیر طریقت، امیر شریعت حضرت پیر محمد حیات سیالکوٹی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد کشمیر میں بیج وہاڑ کے رہنے والے تھے۔ آپ کے بزرگ کشمیر سے منتقل ہو کر سیالکوٹ کے دیہات میں قیام پذیر ہو گئے۔ آپ حضرت امیر ملت محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کے مرید خاص اور اکابر خلفاء میں سے تھے۔ حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کی آپ پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ آپ نے دین اسلام کی بڑی خدمت انجام دی دیہات کے لوگ آپ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے ہزاروں افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے آپ بڑے بزرگ متقی۔ شب زندہ دار اور صاحب کشف و کرامت ولی اللہ خوش طبع اور خوش اخلاق اور سم باسمی تھے اور علمِ باطن میں بحرِ بے کنار تھے۔ مجلس میں رونق افروز ہوتے تو مجلس منور ہو جاتی بہت حیاء دار اور صاحب اسرار تھے۔ حضرت محدث علی پوری کے کشمیر کے تبلیغی دوروں میں اکثر آپ ہمراہ ہوتے اور آپ کے مواعظ حسنہ کا کشمیری زبان میں ترجمہ کرتے تھے۔

آپ خود بھی اکثر کشمیر کے دوروں پر تشریف لے جاتے۔ اور وعظ و نصیحت سے خلق خدا کو فیض یاب فرماتے تھے۔ آپ نے اپنی عمر کا کثیر حصہ مخلوق خدا کی خدمت اور دین حق کی رہنمائی اور سلسلہ عالیہ کی ترویج میں بسر فرمایا۔ آپ کے ارادت مند پاک و ہند میں کثیر المقدار ہیں۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال ۱۲ جمادالثانی ۱۳۶۱ھ ۲۶ جون ۱۹۴۲ء بروز جمعتہ المبارک کو بعد از نماز مغرب ہوا۔ وصال کی خبر آناً فاناً شہر سیالکوٹ میں پھیل گئی اور یاران طریقت ملک عبدالعزیز کوٹلوی جناب عبدالکریم اور جناب نظام الدین موٹر سائیکل کے ذریعے حضرت امیر ملت کے پاس علی پور شریف پہنچے اور رحلت کی خبر دی جنازہ دوسرے دن شام ۴ بجے بعد نماز عصر محلّہ پکی مسجد سے اٹھایا گیا حضرت امیر ملت تشریف لائے۔ اور پیر صاحب مرحوم کے چہرے کو دیکھا جو نورانی تھا حضرت فقہ اعظم مولانا محمد شریف کوٹلویؒ، مولانا مفتی نور الحسنؒ، خطیب جامع مسجد عبدالحکیمؒ، مولانا امام الدین اڈیٹر انوار الصوفیہؒ، مولانا عبدالغنیؒ، خطیب دو دروازہ مولانا محمد یوسف سیالکوٹی مولانا سید

Marfat.com
Marfat.com

ابوالبرکات شاہ صاحب لاہور کے علاوہ ہزاروں افراد کے اشکوں کے ہجوم میں حضرت امیر ملت محدث علی پوری علیہ الرحمۃ نے نماز جنازہ پڑھائی اور خود بنفس نفیس حضرت پیر صاحب کے جنازے کو اپنا کندھا دیتے ہوئے قبر تک پہنچے اور اپنے روبرو اپنے محبوب کو سپرد خاک فرمایا۔ فقیہ اعظم حضرت مولانا محمد شریف کوٹلوی علیہ الرحمۃ نے آپ کی تاریخ وصال یوں لکھی۔

تاریخ وصال پاک (۱۳۶۱ھ)

چوں ازیں دارِ فنا پیر محمد حیات
بہتر تاریخِ وصالش چوں نگو کردم سر
(۱۳۶۱ھ)

قبلہ عصر عاشق لولاک (۱۳۶۱ھ)

روئے خود راز ہمہ احباب بپوشد نہفت
رفت در جنت جاوید دم سالش گفت

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت پیر سیّد محمد حسین شاہ نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

فخر السادات، عارف کامل، بحر العلوم، ولی ابن ولی، سراج الملت حضرت پیر سیّد محمد حسین شاہ صاحب علی پوری رحمتہ اللہ علیہ حضرت شہباز طریقت امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کے فرزند اکبر تھے آپ کی پیدائش غالباً ۱۲۹۷ھ، ۱۸۸۰ء سے قبل ہوئی تھی حافظ قاری شہاب الدین سے قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد قلعہ سوبھا سنگھ میں مڈل پاس کیا عربی فارسی کی ابتدائی کتب مولوی عبدالرشید سے پڑھنے کے بعد مولانا نور احمد امرتسری سے استفادہ کیا۔ اور مدرسہ میں ڈپٹی نذیر احمد اور مفتی کفایت اللہ دہلوی پڑھاتے تھے۔ دہلی میں قیام کے دوران حکیم اجمل خان کے طبیہ کالج سے طب کی با قاعدہ تحصیل بھی کی۔ حکیم صاحب آپ کی باقاعدہ قابلیت کے معترف تھے۔ آپ کو عربی، فارسی پر دسترس حاصل تھی۔ بدمذہبوں (وہابیوں) سے آپ کے کئی بار تحریری مناظرے ہوئے آپ نے اُن کی تحریروں میں بارہا غلطیاں نکالیں جس کی وہ تاویل نہ کر سکے آپ کو کتابوں کی خریداری کا بہت شوق تھا۔ آپ مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیّداں کے مدرس اعلیٰ اور مہتمم بھی تھے۔ حدیث فقہ، منطق، فلسفہ، وغیرہ کے درس آپ خود پڑھاتے تھے۔ روزانہ کئی فتوے لکھتے تھے۔ آپ بہت عابد و زاہد اور سخی تھے تحریک پاکستان میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا علاوہ ازیں انجمن خدام الصوفیہ۔ فتنہ ارتداد، تحریک خلافت اور دوسری تحریکوں میں بھی زبردست کام کیا۔ اس سلسلے میں ملک کے تمام حصوں کے دورے کئے۔ اور کئی کئی ماہ تک گھر کو واپسی نہ ہوتی تھی۔

وصال باکمال:

۱۲ اکتوبر ۱۹۶۱ء کو آپ نے اس دنیائے فانی کو خیر باد کہا مزار پُر انوار علی پور سیّداں میں اپنے والد بزرگوار حضرت سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کے پہلو میں ہے۔ جو آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ فقیر راقم الحروف نے بھی آپ کے مزار پر حاضری دی ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

دلیل الکاملین، امام العارفین، برہان الواصلین، عمدۃ السالکین حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۷ جمادی الاول ۱۲۶۴ ہجری گیارہ اپریل ۱۸۴۸ء بروز منگل محلہ شاہ چن چراغ راولپنڈی میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام نامی اسم گرامی حضرت نذر محمد تھا۔ جن کا شجرہ نسب مغل شہنشاہ ظہیرالدین بابر سے جاملتا ہے۔ حضرت نذر محمد ایک نیک سیرت درویش صفت حلیم الطبع بزرگ اور اخلاق حمیدہ کے مالک تھے۔ آپ مہینے میں ایک بار کھانا پکا کر تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک مجذوب نے آپ کے والد گرامی کو ایک لقمہ کھانے کے لئے دیا۔ مگر انہوں نے اسے کراہت کی وجہ سے نہ کھایا۔ اُس مجذوب نے فرمایا اسے سخی مرد تو نے میری عطا کو قبول نہ کیا۔ اچھا جا تو نہیں تو تیری اولاد کو ضرور حصہ ملے گا۔

چنانچہ اس مرد درویش مجذوب کی بات حضرت حافظ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں پوری ہوئی۔ آپ کی عمر شریف ابھی تین ماہ تھی کہ والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں۔ اور ابھی صرف دو برس کے ہوئے تھے کہ والد ماجد کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا والدین کے بعد آپ کے چچا میاں پیر بخش اور پھوپھی محترمہ حیات بی بی نے آپ کی پرورش کی۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ آپ کی کرامت سے آپ کی پھوپھی صاحبہ کو بڑھاپے میں دودھ اتر آیا اور انہوں نے آپ کو ڈیڑھ سال تک دودھ پلایا۔ بچپن میں جب آپ اپنی پھوپھی صاحبہ کو نماز پڑھتے دیکھتے تو فرماتے کہ مجھے بھی ایک جائے نماز دے دو میں بھی نماز پڑھوں گا۔

آپ کی پھوپھی صاحبہ آپ میں ولایت کے آثار دیکھتے ہوئے ہر روز تہجد کی نماز کے بعد اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا کرتیں کہ اے اللہ اس بچے کو اپنا بندہ بنا اور دین و دنیا میں اس پر برکتیں نازل فرما۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اُس دعا کی ٹھنڈک اور سُرور اب بھی محسوس کرتا ہوں اور یہ سب کچھ اُسی دعا کا نتیجہ ہے۔

تعلیم و تربیت:

جب آپ کی عمر شریف آٹھ برس کی ہوئی تو آپ کو محلہ کی مسجد کے امام قاضی محمد زمان کے

Marfat.com
Marfat.com

سپرد کر دیا گیا۔ چنانچہ مختصر عرصہ میں آپ نے قرآن مجید پڑھ لیا۔ بعد ازاں کتب درسیہ تفسیر وحدیث فقہ وغیرہ بھی انہیں سے پڑھیں۔ جن میں مشکوۃ شریف احیاء العلوم اور مثنوی شریف بھی انہی سے پڑھی۔ دوران تعلیم آپ پر اکثر بے خودی طاری رہتی آپ زیادہ تر آسمان کی طرف دیکھتے رہتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کے استاد محترم نے آپ کا نام آسمانی رکھ دیا تھا۔ تمام طلباء آپ کو اسی نام سے پکارا کرتے تھے۔

آپ خود فرماتے تھے کہ بچپن کی حالت میں اپنے کو گم پاتا تھا۔ سولہ برس کی عمر شریف میں آپ کو قرآن مجید حفظ کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ دو سال کے قلیل عرصہ میں آپ نے قرآن پاک مکمل حفظ کر لیا۔ فن قرأت میں آپ مولانا محمد حسین مکی علیہ الرحمۃ کے شاگرد تھے۔ جو کہ اس فن کے بہترین استاد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرأت کا لب ولہجہ بھی دلکش عطا فرمایا تھا۔ تلاوت قرآن مجید اس عمدہ ترتیل اور خوش الحانی سے کرتے کہ سامعین فریفتہ ہو جاتے۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں آپ جس مسجد میں نماز تراویح پڑھاتے وہاں لوگ نماز مغرب کے بعد ہی سے اپنی جگہ مخصوص کر لیتے۔ کیونکہ عشاء کی نماز کے وقت خلقت کا بے پناہ ہجوم ہو جاتا تھا۔ مسلمان تو مسلمان ہندو سکھ بھی آپ کی قرآن خوانی پر فریفتہ تھے۔ اور آپ کے حسن قرآت سے محظوظ ہونے کے لئے مسجد سے متصل گلی میں جمع ہو جاتے۔

بیعت وخلافت:

جب آپ کی عمر شریف ۲۰ برس کی ہوئی تو آتش عشق الٰہی بھڑکنا شروع ہوگئی۔ آپ نے سوچا کہ کسی مرد کامل کو تلاش کر کے اس کی غلامی اختیار کی جائے تاکہ منزل حقیقی مل سکے۔ حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی کے ایک مرید مستری علیم اللہ جو کہ آپ کی خوش الحانی پر فریفتہ تھے۔ ان کی دلی تمنا تھی کہ آپ میرے پیر بھائی بن جائیں۔

چنانچہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی راولپنڈی تشریف لائے تو مستری علیم اللہ آپ کو حضرت خواجہ چوراہی کے پاس لے گئے۔ اُس وقت آپ کی عمر شریف ۲۱ برس تھی۔ حضرت خواجہ چوراہی آپ کی صورت سیرت اور خوش الحانی پر عاشق ہو گئے۔ آپ کو بیعت سے مشرف فرما کر نسبت خاص سے نوزا اور ذکر قلبی سے مشرف فرما کر سرفراز فرمایا آپ کی حالت متغیر ہوگئی اور بے خودی کے آثار نمودار ہو گئے۔

آپ کو اپنے شیخ کامل حضرت خواجہ چوراہی سے والہانہ عشق تھا۔ آپ ہفتے میں ایک دو مرتبہ راولپنڈی سے چورا شریف ضلع اٹک تشریف لے جاتے اور اپنے شیخ کامل کی صحبت سے فیض

Marfat.com
Marfat.com

یاب ہوتے اور اپنے آقائے نعمت کے چہرے کی زیارت کرتے رہتے۔ایک دفعہ سخت گرمی کے موسم میں آپ پا پیادہ گھر سے نکل کر چورا شریف تشریف لے گئے۔حضرت خواجہ چوراہی نے آپ کو گلے سے لگا لیا۔

آپ صبح وشام ذکر وفکر میں مشغول رہتے۔خلوت نشینی کے لیے راولپنڈی شہر میں واقع باغ سرداراں جو کہ اس وقت گھنا باغ جنگل کی صورت اختیار کیے ہوئے تھا۔اور ایک خوبصورت مقام تھا۔آپ وہاں تشریف لے جاتے اور خلوت میں اپنے خدا سے لو لگائے ذکر اللہ میں مصروف رہتے۔کبھی کبھی پیرودھائی کے قبرستان میں ڈیرہ لگاتے چونکہ آپ تنہائی پسند تھے۔اور منزل کے حصول کے لئے تنہائی کی تلاش میں رہتے آخر مدارج سلوک طے کرتے۔اس مقام کو پہنچ گئے کہ حضرت خواجہ سیّد فقیر محمد شاہ چوراہی نے آپ خرقہ خلافت اور دستار واجازت سے نواز کر سرفراز فرمایا اور اپنا خاص ملبوس بھی آپ کو عطا کیا۔شیخ کامل کی اس محبت کو دیکھ کر خوشی سے آپ پر رقت طاری ہوگئی اور عرض کیا حضور مجھے تو آپ کی محبت ہی کافی ہے۔حضور خواجہ چوراہی نے فرمایا کہ میں تو حکم کا بندہ ہوں اور اس امانت کو آپ کے حوالے کرنے پر مامور ہوں۔یہ میرا نہیں اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

پھر نصیحت فرمائی کہ بیٹا دنیا کی طرف توجہ نہ کرنا اس کو پس پشت ڈال کر ہمہ وقت یادالٰہی میں مصروف رہنا۔دل کو غیر اللہ سے الگ رکھنا اور سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے سمجھنا مرشد کامل کے ارشادات عالیہ سن کر آپ کے سینہ میں جو عشق الٰہی کی آگ تھی وہ بھڑک اُٹھی۔جس نے ماسوی اللہ کو جلا کر راکھ کر دیا۔

زیارت حرمین شریفین اور حج بیت اللہ:

آپ دو مرتبہ حج بیت اللہ شریف کی سعادت سے مشرف ہوئے۔پہلی مرتبہ مکہ مکرمہ میں حج سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ میں حاضری دینے کی تیاری کی تو سعودی حکومت نے حاجیوں کو مدینہ منورہ کی حاضری سے روک دیا۔آپ نے دل میں خیال کیا کہ کونسی ایسی بے ادبی ہوگئی۔جس کی وجہ سے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہیں۔کہ مدینہ منورہ میں جانے کی اجازت نہ ملی۔

ایک دن قیام مکہ مکرمہ کے دوران رات کو تہجد کے وقت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔آپ نے فرمایا کہ حافظ اس وقت نہ آنا ہی بہتر ہے۔ہم آپ کو دوبارہ بلوائیں گے۔حسب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۹۱۱ء میں آپ دوبارہ بیت اللہ شریف

Marfat.com
Marfat.com

کے لئے تشریف لے گئے۔
مدینہ شریف پہنچ کر آپ کی حالت متغیر ہوگئی حالت اس درجہ کو پہنچ گئی کہ ایک لمحہ کے لئے بھی روضہ رُسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی برداشت نہ فرماتے تھے۔ روزانہ یہی دُعا فرماتے کہ یا اللہ میری موت یہیں پر واقع ہوتا کہ روز قیامت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ ہی اُٹھوں۔ ایک دن عشاء کی نماز کے بعد ایک نورانی شکل وصورت والے ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمایا کہ حافظ صاحب کیا آپ نے ہی یہیں رہنے کی دعا کی تھی۔ آپ نے فرمایا جی ہاں انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حافظ صاحب کہہ دو کہ ہندوستان واپس تشریف لے جائیں۔ کیونکہ وہاں ان کے وجود سے بہت سی مخلوق کو فائدہ پہنچے گا اور اُن کی قبر بھی وہیں ہوگی۔
چنانچہ اپ کو قبر کی جگہ بھی دکھادی گئی۔ جب آپ واپس راولپنڈی پہنچے۔ تو اپنی قبر کے لئے وہ جگہ وقف کی جو آپ کو خواب میں دکھائی گئی تھی۔ اس جگہ پر اپنے بیٹھنے کے لئے چبوترہ بنوادیا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کی لحد مبارک اُسی جگہ بنی۔

سیرت وکردار:

آپ نہایت ہی متقی پرہیز گار ذاکر وشاغل تھے۔ نماز پنجگانہ کے ساتھ ساتھ کثرت نوافل اور تہجد کا خصوصی اہتمام فرماتے کوئی لمحہ ذکر خدا سے غافل نہ گذرتا تھا۔ اخلاق محمدی ﷺ کا مکمل نمونہ تھے۔ در پہ آنے والا کوئی سائل کبھی خالی نہ لوٹتا۔ تمام زندگی خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور عشق میں گذاری۔ آپ نے پوری زندگی میں ہزاروں گمراہوں کو راہ ہدایت دکھائی اور انہیں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر لاکھڑا کیا بے شمار بے نماز آپ کی صحبت فیض سے نمازی بن گئے۔ ہزاروں گمراہوں کو راہ ہدایت ملی اور ذکر وفکر کی لذت سے آشنا ہوئے۔ آپ شیعہ، مرزائی، وہابیوں اور خارجیوں کا مدلل رد فرمایا کرتے تھے۔ متعدد افراد آپ کے دست حق پرست پر عقائد باطلہ سے تائب ہوئے۔

کشف وکرامات:

سید عثمان شاہ صاحب سٹور کیپر کراچی والوں کا بچہ جس کی عمر ۹ برس تھی اچانک گھر سے لاپتہ ہوگیا۔ تلاش کے باوجود نہ مل سکا۔ بالآخر آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور رو رو کر عرض کیا حضور میرا بیٹا کافی عرصہ سے گم ہے اور لاپتہ ہے۔ اس کے لئے دعا فرمائیں آپ نے فرمایا کہ شاہ

Marfat.com
Marfat.com

صاحب آپ کا بچہ زندہ ہے۔ اور کسی شخص کے قبضہ میں ہے۔ اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ اس شخص کا دل پھیر دے۔ تا کہ وہ بچے کو واپس بھیج دے۔ سید عثمان شاہ آپ سے دعا کے بعد جب کراچی اپنے گھر پہنچے تو بچہ گھر میں آچکا تھا۔

کرامت ۲:

حافظ محمد اکبر کریمی مرحوم، سابق خطیب نیوی لاہور ایک رات سوئے ہوئے تھے کہ ان کو معلوم ہوا کہ کسی نے میرا ہاتھ پکڑ کر دبایا۔ لیکن میں نے کوئی توجہ نہ کی پھر کسی نے بایاں ہاتھ دبایا مگر میں نے پھر بھی توجہ نہ دی اور سو گیا۔ اچانک آپ خواب میں تشریف لائے اور میرے ہاتھ کو ایسا پکڑا کہ مجھے گرمی محسوس ہوئی میں بے تاب ہو کر اُٹھ بیٹھا تو دیکھا فرش کی چٹائی کو آگ لگی ہوئی ہے۔ اس طرح حافظ محمد اکبر کریمی اپنے مُرشد کامل کے باطنی تصرف اور روحانی مدد سے آگ لگنے سے بال بال بچ گئے۔

کرامت ۳:

بنگلہ گجرات کے حافظ میاں محمد ایک مرتبہ آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض حضور میں قرآن پاک کی منزل بھلا بیٹھا ہوں بار بار یاد کرتا ہوں مگر بھولی ہوئی منزل دوبارہ یاد نہیں ہو رہی۔ میرے لئے دعا فرمائیں آپ بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے۔ فقیر کو آج دُعا مانگنے کا مزہ آئے گا۔ کیونکہ اس سے پہلے جو بھی آیا کوئی رشتہ کے لیے دُعا کرانے کوئی بیماری کوئی مقدمہ کے لئے آکر کہتا میرے گھر میں لڑکا ہو کوئی کہتا کہ مجھے ملازمت مل جائے۔ آج جس مقصد کے لئے دعا کرائی جا رہی ہے۔ خوب مزہ آئے گا دعا مانگنے کا۔

آپ نے حاضرین مریدین سے فرمایا کہ تمام ساتھی دعا مانگو جب دُعا ختم ہوئی تو حافظ میاں محمد کو قرآن کریم کی بھولی ہوئی منزل یاد ہو گئی تھی۔ اس کے بعد انہی حافظ محمد میاں سے بہت سے لوگوں نے قرآن پڑھا بلکہ اکثریت ایسے لوگوں کی ہے۔ جنہوں نے قرآن حفظ کیا اور پوری بستی میں حافظ ہی حافظ نظر آنے لگے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹبی بنگلہ گجرات میں ٹبی حافظوں کی مشہور ہے۔

کرامت ۴:

حاجی شہادت علی خان محلہ اقبال پارک ضلع شیخوپورہ والے ۱۹۶۶ء میں اپنے سسرال والوں سے ملنے فیصل آباد گئے تو ان کے سُسرال والوں نے انہیں مجبور کیا کہ وہ محکمہ پولیس میں نوکری کریں۔ چونکہ حاجی شہادت علی خان پولیس کی نوکری کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے انہوں

Marfat.com
Marfat.com

نے اپنے پیرومرشد کی بارگاہ میں عریضہ ارسال کر کے پوچھا کہ کیا کیا جائے۔آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ چند روز صبر کریں۔اللہ تعالیٰ کوئی نیک سبب بنا دے گا۔اس بات کو چند روز گذرے تھے کہ حاجی شہات علی خان کا ایک پڑوسی آیا اور کہنے لگا۔حاجی صاحب ہمارے محکمہ زراعت میں چند آسامیاں خالی ہیں لہٰذا آپ چلیں اور درخواست دے دیں اللہ جو کرے گا بہتر ہوگا۔

چنانچہ درخواست دے دی گئی اور بھی بہت سے امیدوار تھے۔جو کہ حاجی شہادت علی سے زیادہ پڑھے لکھے تھے۔انگریز نے سب سے انٹرویو لیا اور یہ کہہ کر فارغ کر دیا کہ آپ زراعت کے بارے میں کورس مکمل کریں پھر بھرتی کریں گے۔مگر حاجی شہادت علی خان کو اُسی وقت بغیر کورس پاس کیے بھرتی کر لیا۔جس کا بظاہر کوئی جواز نہ تھا۔

تصنیف وتالیف:

آپ کی شب و روز کی مصروفیات اس قدر تھیں جس کی وجہ سے آپ تصنیف و تالیف کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکے۔باوجود اس کے آپ کی تصوف و اخلاق پر ایک بہترین تصنیف ہدایت الانسان الی سبیل العرفان جو کہ ۲۰۸ صفحات پر مشتمل ہے۔اس کے علاوہ آپ نے اپنے خلیفہ قاضی عالم الدین سیالکوٹی سے مکتوبات امام ربانی کا ترجمہ کروا کر شائع کیا۔جو آپ کی علم و ادب اور تصوف کے میدان میں بہت بڑی خدمت ہے۔اس کے علاوہ آپ نے دعائے حزب البحر از حضرت امام ابوالحسن شاذلی کو از سرنو مرتب فرما کر شائع کیا اور اس کو شائع کرنے سے پہلے پاک وہند کے اطراف اور مصر بیروت سے دعائے حزب البحر کے نسخے منگوا کر اور اُنہیں سامنے رکھ کر ایک قابل وثوق نسخہ مرتب فرمایا۔

آپ کے خلفا:

آپ کے بہت سے خلفاء ہوئے ہیں جن میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(نمبر۱) حضرت صاحبزادہ حافظ عبدالرحمٰن صاحب عیدگاہ شریف جو کہ آپ کے فرزند ارجمند ہیں۔(نمبر۲) حضرت خواجہ صوفی محمد نواب الدین علیہ الرحمۃ موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات۔(نمبر۳) حضرت مولانا قاضی عالم الدین صاحب سیالکوٹی۔(نمبر۴) مولانا حکیم خادم علی سیالکوٹی (نمبر۵) فقیہہ اعظم مولانا محمد شریف کوٹلوی کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ۔(نمبر۶) حضرت سائیں کریم بخش جن کا انتقال مدینہ شریف میں ہوا اور جنت البقیع میں آپ کی تربت موجود ہے۔(نمبر۷) حضرت بابو کرم الدین صاحب لالہ موسیٰ گجرات (۸) مولوی فیروز دین موہڑہ پیکاں ضلع راولپنڈی۔(۹) حضرت حاجی نظام الدین موضع کٹاریاں متصل نور پور

Marfat.com
Marfat.com

شاہاں ضلع اسلام آباد۔ (۱۰) سید غلام شبیر جالندھری کوئٹہ۔ (۱۱) سائیں نورالحسن پنڈ جھاٹلہ تحصیل وضلع راولپنڈی مدفون موضع کھگر متصل امیٹھی ضلع لکھنؤ "انڈیا"۔ (۱۲) حضرت الحاج صوفی عبدالرحمٰن صاحب مظفر نگری "سہارنپور" (۱۳) مولانا الحاج صوفی ثناء اللہ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ۔ (۱۵) مولوی فضل احمد صاحب جلیہاری بھائی خان تحصیل گوجرخان نزد کلیام شریف۔ (۱۶) میاں عبداللطیف ریٹائرڈ سیشن جج لاہور۔ (۱۷) حاجی رحمۃ اللہ کاٹھیاواڑی (۱۸) سید فضل شاہ موضع دھریالہ جالپ ضلع جہلم۔ (۱۹) حافظ دین محمد موضع گاڑ تحصیل وضلع راولپنڈی۔ (۲۰) حاجی صوفی میراں بخش خادم خاص حضرت صاحب۔ (۲۱) رشید راجن شاہ کمانوالہ سیالکوٹ شہر۔ (۲۲) مولوی محمد اکبر کریمی سیالکوٹ۔ (۲۳) سید حاکم شاہ موضع وڑائچانوالہ ضلع گجرات۔ (۲۴) صوفی حاکم الدین موضع ننگلیاں تحصیل پسرور۔ (۲۵) مولوی نور حسین موضع موسیٰ تحصیل حضرو ضلع اٹک۔ (۲۶) مولوی محمد یوسف میرپور آزاد کشمیر۔ (۲۷) الحاج مولانا محمد سعید کاشغری مدفون کاشغر مشرقی ترکستان۔

ارشادات وملفوظات:

آپ فرماتے ہیں کہ اعمال کی قبولیت اخلاص نیت پر منحصر ہے ہر ایک آدمی اپنے عمل سے اُسی نتیجہ کا حقدار ہوتا ہے۔ جس کی اس نے نیت کی ہو۔

"انما الاعمال بالنیات" کا ارشاد بھی نیت میں خلوص پیدا کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

نمبر۲: آپ فرماتے ہیں کہ طالب صادق کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں روئے دل اپنے شیخ و مُرشد کی طرف رکھے اور جو کچھ کہیں سے بھی حاصل ہو اپنے شیخ کی توجہ سے سمجھے۔

نمبر۳: مرید کا رابطہ اپنے شیخ سے جس قدر قوی ہوگا۔ اسی قدر معرفت زیادہ ہوگی۔ ذکر و عبادت میں سستی نہ آئے گی۔

فنافی الشیخ ہونا ہی عین فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ ہے مگر یہ نعمت کسی قسمت والے کو ملتی ہے۔ جو معرفت اور ترقی رابطہ سے ہوتی ہے۔ وہ کسی اور شے سے نہیں ہوتی رابطہ شرک نہیں ہے جس کے ذریعے وہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ پس شیخ طریقت کے ساتھ رابطہ پیدا کرنا چاہیے۔

نمبر۴: مبتدی کو فرض نمازوں کے سوا باقی تمام اوقات ذکر الٰہی میں بسر کرنے چاہیں جب تک ذکر ملکہ راسخہ اور سلطان الاذکار تک نہ پہنچ جائے نوافل و مستحب میں مشغول نہیں ہونا چاہیے۔

Marfat.com
Marfat.com

نمبر ۵: امراض قلب میں دو مرض ایسے ہیں کہ اگر ان کا علاج ہو جائے تو تمام امراض کا علاج ممکن ہے اور باقی تمام امراض دور ہو سکتے ہیں ایک مرض خود پسندی ہے۔ دوسرا مرض دوسروں کی عیب جوئی ہے۔

نمبر ۶: دُعا مانگنا اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک قوی رابطہ ہے۔ اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔

نمبر ۷: آپ فرماتے ہیں کہ جو گذر چکی ہے وہ واپس آنے کی نہیں اور جو آئندہ آنے والی ہے۔ اب کا کچھ اعتبار نہیں۔ پس یہی وقت جو موجود ہے۔ اسی میں جو کچھ کرنا ہے کرلو۔

نمبر ۸: جو لوگ بیگانی عورتوں کی محبت کو عشق مجازی کہتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ بلکہ یہ فسق و فجور اور شیطانی کام ہے اس سے کبھی عشق مجازی حاصل نہیں ہوتا۔ عشق مجازی اپنے پیشواء کی محبت اور عشق ہے۔ اس میں جس قدر ترقی کرے گا۔ اتنا ہی زیادہ وہ اللہ تعالیٰ کا عشق حاصل کرے گا۔

وصال با کمال:

آپ کا وصال با کمال ۲۸ صفر ۱۳۵۵ ہجری ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء بروز بدھ کو راولپنڈی میں ہوا۔ عید گاہ شریف راولپنڈی میں آپ کا مزار پر انوار آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں ہزاروں عقیدت مندان آکر اپنے دل کی مرادیں پاتے ہیں اور ذکر خدا کر کے اطمینان قلب حاصل کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا اس دربار گوہر بار میں حاضری کا شرف بھی حاصل ہے اور موجودہ سجادہ نشین الحاج حضرت پیر محمد نقیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی سے بھی نیاز حاصل ہے۔ جو بڑے ہی پیارے انداز میں اپنے اسلاف کی طریقت پر عمل پیرا ہو کر آستانہ عالیہ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ صوفی محمد نواب الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

صوفی العصر، یکتائے روزگار زمانہ، فخر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ عاشق رسول، فنافی الرشد، حضرت خواجہ صوفی محمد نواب الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۲۸ صفر المظفر ۱۳۱۹ھ بمطابق یکم فروری ۱۹۰۱ء بروز جمعتہ المبارک موضع کھمباں ریاست جموں وکشمیر میں ایک نیک سیرت بزرگ بابا احمد دین کے گھر میں ہوئی۔

آپ کی ولادت کے وقت آپ کے والد گرامی بابا احمد دین علیہ الرحمۃ سیر کرنے کے لئے جنگل کی طرف گئے ہوئے تھے ناگاہ ایک شیر اُن کے سامنے آیا اور اپنا سر اُن کے قدموں میں رکھ دیا۔ یہ منظر دیکھ کر بابا احمد دین صاحب حیران رہ گئے۔ واپسی پر راستے میں اُس علاقہ کے مشہور مجذوب بزرگ نے بابا احمد دین کو مبارک باد دی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبارک نیک صالح فرزندِ ارجمند عطا فرمایا ہے۔ وہ اللہ کے مقبول بندوں میں سے ہوگا اور ایک جہان کو نورِ ایمان سے منور کرے گا۔

چنانچہ آپ مادرزاد ولی تھے۔ بچپن میں یہ حالت تھی کہ گھنٹوں آسمان کی طرف دیکھتے رہتے اور کبھی تفکرات میں ایسے کھو جاتے کہ ماحول کی کچھ خبر نہ رہتی ابھی آپ کی عمر شریف صرف چھ برس کی تھی کہ آپ کی ملاقات ابدال زمانہ حضرت سیّد ولایت شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے ہوئی جنہوں نے آپ کی باطنی تربیت فرمائی اور اس طرح آپ سے بچپن میں ہی ولایت کے آثار رونما ہونا شروع ہو گئے تھے۔

کشمیر سے موہری شریف نقل مکانی:

آپ کی ولادت باسعادت کے بعد آپ کے والد گرامی جناب بابا احمد دین صاحب نے جموں وکشمیر سے نقل مکانی کر کے موضع موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات پنجاب میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ اور یہیں کے ہو کے رہ گئے۔ پھر آپ کے وجود مسعود سے قصبہ موہری شریف کو جو شہرت ملی وہ آج بھی اظہر من الشمس ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

بیعت وخلافت:

جب آپ جوانی اور شباب کے عالم میں تھے۔اس وقت ذکر خدا کا اس قدر غلبہ تھا کہ آتش عشق ہر وقت بھڑکتی تھی۔ اسی اثناء میں مرشد کامل کی طلب محسوس کرتے ہوئے مختلف بزرگوں سے ملاقاتیں کیں مگر دل کو اطمینان نہ ملا مگر کمر ہمت باندھ کر مدتوں پھرتے رہے۔آخر کار جذب الٰہی کی زبردست کشش نے غوث زماں آفتاب ولایت حضرت قبلہ حافظ عبدالکریم علیہ الرحمۃ کے دروازے پر لا کھڑا کیا۔حضرت قبلہ حافظ صاحب کی زیارت کرتے ہی آپ کی حالت دگرگوں ہونا شروع ہو گئی اور کہنے لگے مطلوب ومقصود یہیں سے ملے گا۔اُس وقت آپ کی عمر شریف ۲۹ سال تھی۔

آپ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۲۹ء کو حضرت قبلہ عالم حضرت حافظ عبدالکریم صاحب علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔جس روز آپ قبلہ عالم کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔اسی روز آپ کی حالت قلبی بدل گئی۔چونکہ طالب صادق تھے اسی لئے مرشد کامل کی برقی توجہ نے آپ کو بہت جلد کندن بنا دیا۔اس کے بعد آپ حضرت حافظ صاحب کے گروہ خاصاں میں شامل ہو گئے۔اور جلوت وخلوت میں ۹ ماہ تک رہ کر منازل سلوک طے کیں۔

خرقہ خلافت:

۷ مارچ ۱۹۳۱ء کو مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت اور اجازت سے سرفراز فرما کر خلق خدا کی روحانی رہنمائی کا حکم صادر فرمایا۔تو آپ نے دست بدستہ عرض کیا کہ حضور بندہ اس مقصد کے حصول کے لئے قدموں میں نہیں آیا تھا مجھے تو آپ کی غلامی میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہی کافی ہے صدق واخلاص سے لبریز اور عقیدت ومحبت سے بھرپور ان الفاظ نے جام محبت چھلکا دیا اور حضرت حافظ صاحب جوش میں آ گئے تین بار اپنا دست مبارک زمین پر مارا اور فرمایا بیٹا تمہاری سعادت اسی میں ہے فقیر حکم کا بندہ ہے۔اپنی مرضی نہیں کرتا میں نے آج تک جتنی نفلی عبادت کی ہے سب تجھے بخشتا ہوں اور فرمایا کہ تمہارا دوست میرا دوست تمہارا دشمن میرا دشمن ہے اور جہاں تم ہو گے وہاں میں ہوں گا تمہاری اور میری توجہ میں کوئی فرق نہ ہو گا حضرت قبلہ حافظ صاحب کے ان مشفقانہ اور پیار بھرے الفاظ اور الطاف واکرام نے آپ کے قلب کو روحانیت وانوار ولایت کی عظیم دولت سے منور کر دیا۔

تعمیل ارشاد:

Marfat.com
Marfat.com

قیام راولپنڈی کے دوران ایک واقعہ ظہور پذیر ہوا کہ عیدگاہ شریف کے قریب گندگی اور کوڑا کرکٹ کے بہت بڑے ڈھیر تھے کسی شخص نے بلدیہ راولپنڈی کو رپورٹ کی کہ عیدگاہ شریف کے قریب گندگی کے ڈھیر ہیں جس کی وجہ سے بیماریاں پھیلنے کا خطرہ ہے بلدیہ کے افسران نے اگلے روز موقعہ کا معائنہ کرنا تھا۔ اس بات کا علم حضرت قبلہ عالم حافظ عبدالکریم صاحب علیہ الرحمۃ کو ہو گیا آپ نے تمام مریدین عقیدت مندان کو جمع کر کے فرمایا کہ کل بلدیہ کے افسروں نے آنا ہے تم میں سے کون ہے جو اس کوڑے کے ڈھیر کو آج راتوں رات اٹھا کر باہر کہیں پھینک آئے آپ کا ارشاد سُن کر سب کے سب خاموش رہے صوفی نواب دینؒ نے عرض کیا حضور مجھے ہی بندہ بنا لیا جائے پھر ایک دوست کو ساتھ لے کر کہا کہ تم گندگی کوڑا کرکٹ ٹوکری میں ڈال کر میرے سر پر رکھتے جاؤ اور میں سر پر اٹھا کر باہر جا کر پھینکتا جاؤں گا آپ نے راتوں رات تمام گندگی کوڑا کرکٹ باہر پھینک دی۔ اور جگہ بالکل صاف کر دی صبح بلدیہ کے افسران نے معائنہ کیا تو جگہ بالکل صاف تھی یہ دیکھ کر حضرت قبلہ عالم حافظ صاحب کا دریائے کرم جوش میں آ گیا اور گھر سے نہانے کے لئے لسی اور صابن لا کر دیا اور فرمایا کہ اچھی طرح نہا لو۔

آپ بذاتِ خود فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے شیخ کے حکم سے غسل کر کے فارغ ہوا تو تعمیل حکم اور شیخ کامل کی توجہ کے انوارات کچھ ایسے تھے کہ اس وقت میرے جسم سے عطر عنبر و حنا کی بھینی بھینی خوشبو آ رہی تھی اور مجھے جسم کا ہر حصہ گوشت و پوست عطر گلاب سے معطر محسوس ہونے لگا۔

تبلیغی دورے:

اجازت وخلافت کے بعد آپ نے برصغیر پاک وہند کا تبلیغی دورہ کیا ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونا شروع ہو گئے جو بھی آپ کی پاک مجلس میں آتا اُٹھنے کا نام نہ لیتا پاکستان کے طول وعرض اور اطراف واکناف میں آپ کی روحانیت کے ڈنکے بجنے لگے لوگ جوق در جوق آپ کے دامن عقیدت ومحبت سے وابستہ ہونے لگے ہر وقت مریدوں کا ہجوم رہتا جو شخص بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا وہ زندگی بھر کے لئے اسیر ہو جاتا۔

طالبوں کی تربیت کرنے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی شفقت اور مہربانی عنایت فرمائی تھی۔ کُند ذہن اور بے ہمت لوگ بھی آپ کی خصوصی توجہ سے معرفت کی بلندیوں تک پہنچ جاتے تھے اور ہر ایک دوست کی ہدایت میں یوں محنت فرماتے کہ عقل دنگ رہ جاتی دوستوں کی بڑی قدر

Marfat.com
Marfat.com

کرتے اور انہیں اپنی اولاد اور جان کی طرح عزیز جانتے تھے۔

زیارات مقامات مقدسہ اور حج بیت اللہ شریف:

۱۳۷۵ھ ۱۹۵۶ء میں آپ بذریعہ ٹرانسپورٹ فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے تشریف لے گئے جب قافلہ لاہور پہنچا تو آپ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوئے لاہور سے قافلہ بصرہ پہنچا تو آپ نے زبیر نامی گاؤں میں پہنچ کر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زبیر حضرت طلحہ، حضرت انس بن مالک علیہم الرضوان کے مزارات پر حاضری دے کر فیوض وبرکات کے خزانے لوٹے پھر حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ کے مزار اقدس پر بھی حاضر ہوئے بصرہ سے روانہ ہو کر کویت مدینۃ القریہ، ماقلہ، روما اور مرات ہوتے ہوئے سہل پہنچے جہاں پر تمام قافلہ نے احرام باندھا اس یک رنگی سے آپ کے دل پر عجیب رقت طاری ہوئی۔ جس طرف نگاہ اٹھتی یہی معلوم ہوتا تھا کہ گویا آج آسمان وزمین والوں نے احرام باندھا ہوا ہے دوسری صبح جب روانگی ہوئی تو جوں جوں مکہ مکرمہ آتا گیا طبیعت میں رقعت بڑھتی گئی بیت اللہ شریف پر نظر پڑتے ہی لطائف اپنے اپنے مقام پر جگمگ جگمگ کرنے لگے آپ نے ہر ایک لطیفہ کا نور الگ الگ مشاہدہ کیا۔ مناسک حج کے دوران جب آپ میدانِ عرفات میں پہنچے تو نماز ظہر کے بعد نماز تسبیح میں مشغول ہو گئے۔ جب بدن مبارک میں تھکاوٹ محسوس ہونے لگی تو استراحت کے لئے لیٹ گئے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معہ انبیاء واولیائے کرام کے جبل رحمت پر جلوہ افروز ہیں اور فرما رہے ہیں کہ

''نواب الدین آپ کو غوثیت وقطبیت مبارک ہو۔''

مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر جب مدینہ منورہ پہنچے تو گنبد خضرا پر نظر پڑتے ہی آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے۔ جب روضہ اطہر کے قریب پہنچے تو آپ کی حالت دیدنی تھی زبان سے درود وسلام کے نذرانے پیش کئے جا رہے تھے دل ودماغ پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ آنکھوں سے اشک جاری تھے دیوانوں کی طرح مجمع کو چیرتے ہوئے روضہ کے قریب پہنچے اور رک گئے آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ کبھی فرماتے **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد** کبھی فرماتے **صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْل** پھر شوق نے جو کچھ کہلوایا جو کچھ کرایا کسی کو کیا معلوم کیا ہو رہا تھا کہ سیلاب گریہ وزاری کے بند ٹوٹ گئے جب منہ سے زور سے چیخ نکلی۔ تو **لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ** نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

شوق اور ادب میں ایک کشمکش جاری تھی او آپ دونوں کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے کبھی ادھر

Marfat.com
Marfat.com

جاتے کبھی اُدھر جاتے زائرین کے دھکوں کا مزہ لوٹتے رہے اور روحانی دھکوں کا بھی لطف لیتے رہے ایک طرف نامہ اعمال سامنے تھا دوسری طرف لَا تَقْنَطُوْا کی پکار ادھر شرم وندامت سے گردن جھکی ہوئی تھی اور ادھر بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ الرَّحِیْمُ کی آغوش رحمت کھلی ہوئی تھی اشک بار آنکھوں سے درود وسلام کا نذرانہ پیش کیا آپ کا یہ درود سوز وساز آہ وزاری عاجزی و انکساری اور عشق ومحبت میں تڑپنا پھڑکنا رنگ لایا اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور گنبد خضرا سے آواز آئی۔ مَرْحَبًا اَهْلًا وَّ سَهْلًا مَرْحَبًا۔ پھر سرکار مدینہ علیہ السلام نے آپ کو جو کچھ دیا اور آپ نے جو کچھ لیا وہ دینے والا جانے اور لینے والا جانے۔

۱۴ اگست ۱۹۵۶ء کو جب وصل ودیدار کے ایام پورے ہوئے تو آپ نے اشک بار آنکھوں سے واپسی کے لئے رخت سفر باندھا بالآخر آہوں اور سسکیوں کے ساتھ یہ قافلہ واپس ہوا اور واپسی پر آپ نے حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت ایوب علیہ السلام حضرت امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ حضرت یونس علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مزارات مقدسہ کی زیارت بھی کی۔ بعدازاں نماز جمعہ آپ نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر حاضری دی۔ اور پھر کاظمین تشریف لے گئے اور حضرت امام موسیٰ کاظم، حضرت امام تقی، حضرت امام ابو یوسف، حضرت جنید بغدادی، حضرت سیّدی سقطی، حضرت یوشع، حضرت معروف کرخی اور حضرت امام غزالی علیہم الرضوان کے مزارات کی زیارات بھی کیں۔ پھر یہ قافلہ ایران پہنچا۔ ۲۹ اگست کو جہاں بہت سے شیعہ لوگ آپ کے حلقہ میں داخل ہو کر تائب ہوئے۔ ایران سے وہ قافلہ شاداں فرحاں دربار عالیہ موہری شریف پہنچا۔

سیرت وکردار:

آپ کی تمام زندگی عبادت وریاضت زہد وتقویٰ اور عشق ومحبت سے عبارت ہے پنجگانہ باجماعت کے علاوہ اشراق چاشت، اوابین اور صلوۃ التسبیح سے بھی خاص رغبت تھی حزب البحر ختم خواجگان صبح وشام مراقبہ اور قرآن خوانی آپ کے عزیز ترین مشاغل تھے۔ رمضان المبارک کے پورے مہینے جامع مسجد میں اعتکاف کرنا آپ کا معمول تھا گویا آپ کا ہر قول ہر فعل سنت نبوی کا آئینہ دار تھا۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا سرمایہ حیات تھا اور راتوں کو درد ہجر میں تڑپ تڑپ کر گزارنا آپ کا معمول زندگی تھا۔

Marfat.com
Marfat.com

ارشادات:

نمبر۱: آپ فرماتے ہیں کہ سب سے بڑی کرامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔

نمبر۲: اپنی قدر کرو خدا تعالیٰ تمہاری قدر کرے گا قدر سے مراد یہ ہے کہ معمولی معمولی گناہوں پر اپنے آپ کو نہ بیچ دیا جائے۔

نمبر۳: آپ فرماتے ہیں کہ کرامت کی خواہش نہ کرو بلکہ خود کار آمد بنو۔

نمبر۴: آپ فرماتے ہیں کہ استقامت حاصل کرو تمہارا ہر کام کرامت بن جائے گا۔

نمبر۵: آپ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جس کا ولی کامل سے تعلق نہیں اسے اطمینان قلب حاصل نہیں ہو سکتا۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال ۱۲ اربیع الاول شریف ۱۳۸۵ھ، ۱۲ جولائی ۱۹۶۵ء بروز سوموار دن کے وقت کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے ہوا۔

مزار فیض آثار آج بھی موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں مرجع خاص وعام ہے۔

فقیر راقم الحروف نے بھی بارہا آپ کے مزار پرانوار پر حاضری دی ہے۔ جس کی تعمیر کا انداز بہت دل کش وخوبصورت ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ صوفی محمد اسلم نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

ولادت باسعادت وتعارف:

غریق دریائے رحمت، مقتدائے ارباب ویقین رئیس قوم، حضرت خواجہ صوفی محمد اسلم نقشبندی شاد پوری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت ۴ اپریل ۱۹۳۴ء بروز پیر صبح کے وقت وادی کشمیر میں ہوئی ابتدائی تعلیم آپ نے آبائی گاؤں میں حاصل کی اکثر آپ علماء اور مشائخ کی صحبت میں بیٹھتے ان سے مذہبی، روحانی مسائل پر گفت وشنید فرماتے آپ کو بچپن سے ہی نماز، روزہ دیگر مذہبی امور میں دلچسپی تھی اس لئے کہ آپ ہوش سنبھالتے ہی پابند صوم وصلوٰۃ تھے چونکہ آپ کے آباؤاجداد بھی خدارسیدہ بزرگ تھے۔ اہل کشمیر ان سے روحانی اکتساب فیض کرتے تھے آپ کا جملہ خاندان مذہبی گھرانہ کہلاتا تھا۔ آپ کے اجداد کی تربیت ہی کا اثر تھا۔ کہ آپ نوجوانی میں ہی کھیل کود دنیا کے لہو ولعب سے دور رہتے اور آپ کے دل میں دینی مذہبی امور کا حد درجہ اشتیاق تھا آپ قلبی طور پر اولیائے کاملین سے عقیدت رکھتے تھے۔ اور اللہ والوں کی جستجو میں ہر وقت رہتے تھے پھر ایک وقت آیا کہ آپ بارگاہ ولایت میں حاضر ہوئے۔

بیعت وخلافت:

یکم اکتوبر ۱۹۸ء کو حضرت قبلہ عالم سلطان اولیاء سرکار خواجہ صوفی نواب الدین علیہ الرحمۃ دربار عالیہ موہری شریف کے دست حق پرست پر بیعت (مرید) ہوئے اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، مجددیہ، نوابیہ، معصومیہ کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمائے گئے اور باقاعدہ دربار عالیہ موہری شریف میں جبہ ودستار سے آپ کو نوازا گیا۔

تبلیغ اسلام کے لئے برطانیہ روانگی:

پیرومرشد کے حکم سے آپ ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۳ء کو برائے تبلیغ دین اسلام برطانیہ (یورپ) تشریف لے گئے یورپ پہنچ کر جب آپ تبلیغ اسلام کے ساتھ رزق حلال کمانے میں مشغول ہوئے تو دیکھا کہ برطانیہ میں رہنے والے مسلمان صوم وصلوٰۃ کی ادائیگی کے سلسلہ میں ازحد

Marfat.com
Marfat.com

پریشان ہیں انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت اگر آپ ہم پر شفقت فرمائیں تو ہمیں پنجگانہ نماز پڑھادیا کریں ان دنوں آپ برطانیہ کے دارالخلافہ شہر لندن میں قیام پذیر تھے۔ آپ نے اہل اسلام کی تکلیف کا احساس فرماتے ہوئے انہیں پنجگانہ نماز جمعۃ المبارک اور نماز عیدین پڑھانا شروع کر دیں اور اس کام کا آپ بالکل معاوضہ نہ لیتے تھے جب لوگ وظیفہ کا اسرار کرتے تو آپ فرماتے اس رقم کو آپ لوگ مذہبی اور دینی کاموں پر صرف کریں مجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کے حبیب علیہ السلام کا کرم ہے۔اس لئے کہ میں خود اپنے دونوں ہاتھوں سے محنت کر کے رزق حلال کماتا ہوں جو کہ میرے اور میرے اہل خانہ اور دوستوں کے لئے کافی ہو جاتا ہے آپ نے مسلسل کئی سال لوگوں کو نمازیں پڑھائیں اور خطبات دیئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں نمازیوں کی تعداد انتہا کو پہنچ گئی۔

لندن میں سلسلہ طریقت کی خدمات:

ادھر سلسلہ طریقت کا کام بھی ساتھ ساتھ شروع تھا۔پیرومرشد کے حکم سے ہر خاص وعام کو پیغام حق بھی پہنچاتے سلسلہ کے معمولات کے مطابق ختم خواجگان شجرہ شریف محفل ذکر الٰہی کا خصوصی طور پر ہفتہ وار انتظام فرماتے جس میں آپ خود ہی ختم شریف اور شجرہ پاک پڑھتے نعتیہ کلام کے ساتھ آپ مرشد کامل کی شان میں منقبت کے اشعار کا نذرانہ بھی لکھتے اور خود ہی اہل مجلس کو پڑھ کر سناتے آپ کی آواز میں حد درجہ کی خوش گوئی تھی۔آپ اگر نظماً اشعار فرماتے تو سامعین پر ایک روحانی اور وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔آپ کی آواز مبارک میں ایک جادو آنہ انداز پیدا ہو جاتا تھا۔حاضرین متمنی ہوتے تھے کہ حضرت پھر سے اپنے کلام سے ہمیں محظوظ فرمائیں۔ لندن اور اس کے گردونواح میں سینکڑوں کی تعداد میں لوگ حاضر ہوتے اور آپ کے فیوض و برکات سے مالا مال ہو کر جاتے غیر مذاہب بھی مجلس ذکر میں آتے تو مشرف با اسلام و باایمان ہو کر جاتے آپ کی محنت نے وہ رنگ دکھایا جو نوجوان ،کلبوں اور قہوہ خانوں کی زینت بنے ہوئے تھے وہ نوجوان آپ کی صحبت پاک کی برکت سے پنجگانہ نماز کے پابند ہوئے۔صحیح انسانیت کا روپ دھارا انگریز کی دوستی اور اس کے لباس کو تار تار کیا۔اسلام کا لبادہ اوڑھا۔ان کی عادات درست ہوئیں ان کا لباس صحیح ہوا۔ان کی نظروں میں پاکیزگی آئی باشرع ہوئے یہود و نصاریٰ کے تمدن وتہذیب کو ٹھکرایا،اپنے چہروں پر سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو سجایا۔آپ کی محبت نے ہر شے کی طلب کو ان سے چھڑوا دیا جو نوجوان دنیا کی ہنگامہ آرائی میں خوش رہتے تھے وہ ذکر وفکر کی یکسوئی میں دلچسپی لینے لگے غرضیکہ جن دلوں میں اغیار کی محبتوں نے ڈیرے جمار کھے تھے آپ کی

Marfat.com
Marfat.com

صحبت سے صدقِ دل معرفت الٰہی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سمندر میں غوطہ آرائی اور حلقۂ ذکروفکر میں نغمہ سرائی کرنے لگے یہ شیخ کامل کی نظر جس نے مس خام کو کیمیا بنا کر رکھ دیا۔ اس لئے کہ جس قلب وروح میں کدورتیں، نفرتیں اور راہ سلوک سے دوریاں تھیں اب ان ہی دلوں میں نگاہ پاک نے محبتیں، الفتیں اور نزدیکیاں پیدا کردیں۔

جو لوگ بے راہ، گمراہ، بے کار، تہذیب یورپ کے دلدادہ تھے جن کی شکلوں کو دیکھا جائے تو ایسے معلوم ہوتا تھا۔ بقول شاعر:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ وہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یہ تو یہود ونصاریٰ کی تہذیب کے رنگ تھے جس تہذیب نے نوجوان نسل کے حلئے بگاڑ کر رکھ دیئے تھے۔ جو معصوم چہروں پر بجائے جذب نظر کے، دہشت شیطانی اور وحشت حیوانی نمایاں تھی اور گناہوں کے بدنما داغ ابھر رہے تھے۔ قریب تھا کہ یہ نئی نسل اسلامی حدود سے کہیں دور جا گرتی اور ہمیشہ کے لئے صفوف لشکر اسلامیہ سے ان کے نام ونشان تک مٹ جاتے۔

خراب کر گئی شاہین بچے کو صحبت زاغ کے مصداق

نہ ماں باپ کا ادب نہ استاد کا پاس، نہ حیائے دین اور نہ ہی شرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہی سحر گاہی سے واقف نہ قیام وقعود کا پتہ نہ ہی رکوع وسجود سے ناطہ، غرضیکہ ارکان اسلام کی دولت سے بھی پہلوتہی اور معرفت خداوندی سے بھی محرومی، نہ عظمت قرآن سے برکت نہ رفعت ایمان سے فائدہ باوجودیکہ تہذیب نو کی یلغار اور کلچرل نصاریٰ کی مار نے نسل انسانی کو تباہی کے کنارے پر لا کھڑا کیا۔ پھر یورپ کی رنگینیاں قلب وذہن میں اس طرح سما چکی تھیں کہ ان کی واپسی مشکل تھی مگر ایسے حالات میں مرد خدا حضرت خواجہ پیر محمد اسلم رحمتہ اللہ علیہ کی ذات قوم کے نونہالوں کی زندگیوں کو جرائم کے گڑھوں سے نکالنے کے کام آئی۔ آپ کی نگاہ جدھر اٹھی انسانیت کے قلب و روح کی طہارت ونفاست کا سبب بنی تہذیب یورپ کے جو دلدادہ تھے۔ آپ کی صحبت اور مجلس پاک کی وجہ سے باکمال انسان بن گئے۔ ایمان کی چاشنی ملی اور عرفان کی روشنی سے بہرور ہوئے کلب کی کشش دور ہوئی۔ خیالات پاکیزہ ہوئے، طاغوتی غلبہ دور ہوا، پھر ہی اذہان شریعت مطہرہ کی خوشبو سے خوشبودار ہوئے عرفان الٰہی اور عشق مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبوئیں ہر سو پھیلنے لگیں جو نوجوان مساجد کو دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے اب وہی نوجوان مسجدوں کی زینت بننے

Marfat.com
Marfat.com

لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں کی تعداد میں بے راہ روی کا شکار ہونے والے نوجوان آپ کی صحبت کی برکت سے پانچ وقت کے نمازی، صوفی، حاجی کہلانے لگے وہ چہرے جو وحشت و دہشت کا شکار تھے وہی چہرے اب سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت سے نورانی ہو چکے ہیں جن لوگوں کے دل و دماغ سوز و عشق سے خالی تھے انہی دماغوں کی سوچ حق حق ہے اور انہی دلوں کی آواز اور نغمہ سرائی اللہ ہو ہے اللہ رب العزت نے اُن کے حالات اس لئے درست فرمائے کہ آپ کی نگاہ ولایت نے ان کے دل کی دنیا کو بدل کر رکھ دیا۔

آپ کی ذات والا صفات نے جتنا طریقت کا کام یورپ میں کیا کوئی دوسرا انسان اب تک وہ کام نہ کر سکا یورپ یا دوسری بیرونی دنیا میں ذکر الٰہی کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کو ہی خراج تحسین پیش کیا جائے گا۔ قبلہ عالم حضرت صوفی نواب الدین رحمتہ اللہ علیہ نے دربار عالیہ موہری شریف کھاریاں پاکستان سے پیغام حق کو ذکر الٰہی اور شریعت مطہرہ کی پابندی کو دنیا والوں کے سامنے مشن مقدس کے طور پر پیش فرمایا تو اس پاک مشن کی تکمیل کے لئے حضرت خواجہ صوفی محمد اسلم رحمتہ اللہ علیہ کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کما حقہ آپ نے مرشد کامل کے مشن کو ارادۂ تکمیل تک پہنچا کر دکھا دیا۔ جب لوگ ہزاروں کی تعداد میں سینکڑوں آیات ربانی کے لکھے ہوئے بینر اور نعتیہ اشعار کے ساتھ مزین سبز جھنڈے انگلینڈ کی عام گلی کوچوں میں لے کر نکلتے ہیں پھر ساتھ ہی ذکر الٰہی کی نغمہ سرائی ہوتی ہے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وادی کفرستان میں ہزاروں سال پہلے سے ہی اسلام کی رنگینیاں موجود ہیں آپ نے سرزمین کفر پر ایسے لشکر اصفیاء پیدا فرما دیئے کہ جن کی پاکیزہ ریلی دیکھ کر خود بخود کافر و مشرک حلقہ بگوش اسلام ہوتے چلے جاتے ہیں۔

شیخ کاملِ کی محبت:

آپ اپنے شیخ کامل کے سچے عاشق اور نیاز مند مرید ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے پیر کامل کی مکمل تصویر بھی ہیں اسی لئے آپ کو فنافی الشیخیت کا مقام حاصل ہے۔ جو مرید اپنے شیخ کی ذات کی خلوت و جلوت کے جلووں میں گم ہو جائے تو اس کو فنافی الشیخ کہا جاتا ہے۔ پھر وہی انسان فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فنافی اللہ کے مقام پر فائز سمجھا جاتا ہے۔

پیر کامل صورت ظل الله. یعنی دید پیر دید کبریا

واقعی آپ نے اپنے شیخ کی ذات میں گم ہو کر کائنات ارضی و سماوی کی بسیط فضاؤں میں پرواز فرمائی کہ رہتی دنیا تک طریقت کے نورانی جھنڈے زمین کی فضاؤں اور آسمانوں کی بلندیوں

Marfat.com
Marfat.com

میں لہراتے رہیں گے۔ خداوند قدوس آپ کے سلسلہ عالیہ کو مزید کامرانیوں سے نوازے۔
آمین۔

ایں سعادت بزور بازو نیست. تانجشد خدائے بخشندہ

آپ نے اپنے عقیدت مندوں کے حلقہ میں محبت کی وہ روح پھونکی جو شخص ایک دفعہ ان
یاران نکتہ داں کو دیکھ لیتا خود بخود ہی حلقہ ارادت میں شامل ہو کر ذاکر اور صوفی بن جاتا۔ آپ کے
خدام آپ ہی کی طرح ملت اسلامیہ کے لئے اپنا تن، من، دھن قربان کیے ہوئے ہیں۔ آپ کے
درویش عقیدت مند، مریدین اور خلفاء دنیائے جہاں کے ہر خطہ میں موجود ہیں اور ذکر الٰہی کے
حلقے جما رکھے ہیں۔ انسانی رشد و ہدایت کے لئے حلقے بہت بڑے سبب ہیں اس لئے کہ ان ذکر
کے حلقوں کے لئے آقائے نامدار سیدنا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح
ارشاد فرمایا ہے۔

واذمررتم برياض الجنة فارتعو هو حلقوالذكر

ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے غلاموں جب تم جنت کے باغیچوں
کے پاس سے گزرو تو کچھ کھا پی لیا کرو۔ صحابہ کبار نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنتی
باغیچوں سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ذکر الٰہی کے حلقے ہیں جو کہ تمہاری روح کے لئے
مکمل غذا ہیں۔ سبحان اللہ کتنی بڑی بات ہے۔ اور کتنا بڑا کریڈٹ حضرت خواجہ محمد اسلم نقشبندی
رحمتہ اللہ علیہ کی ذات کو جاتا ہے کہ آپ کی وجہ سے دنیا میں یہ مقدس حلقے قائم ہیں اور غذائے روح
کے علاوہ انسان کی ہدایت کے مکمل اسباب ہیں۔ تو اس سے بڑی اور کس طرح تبلیغ ہو سکتی ہے۔
اصل طریقہ تبلیغ اسلام یہی ہے۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحاب رسول اسلام کی تبلیغ
فرماتے وہ تبلیغ اور وہی دستور ہیں کہ انسان اپنی حیات روح کو پا لیتا ہے۔

آپ کی علمی خدمات:

حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اہل اسلام کے لئے وہ کام کیے جو ہمیشہ کے لئے ہر نسل
انسانی فائدہ اٹھاتی رہے گی۔ آپ نے سنہری کارناموں میں دو کام ایسے فرمائے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر
اپنے تو اپنے بیگانے بھی خوش ہوتے ہیں۔ ایک تو آپ نے آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوابیہ بلیک
برن برطانیہ میں اسلامی سنٹر قائم فرمایا جس کا نام جامعہ نقشبندیہ اسلمیہ سپر چوٹل سنٹر ہے۔ جس میں
سینکڑوں کی تعداد میں بچے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور مکمل دینی، مذہبی اور روحانی

Marfat.com
Marfat.com

تعلیم حاصل کر کے عالم حافظ قرآن، صوفی اور عارف باللہ بن کر دنیا کے گوشہ گوشہ میں تعلیم اسلام سے لوگوں کو بہرہ ور کر رہے ہیں۔

دربار عالیہ شاد پور شریف ٹاہلیاں والا جہلم پاکستان میں جو آپ نے آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوابیہ قائم فرمایا ہے۔ وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ دیکھنے والے حیرت میں پڑ جاتے ہیں۔ دریائے جہلم کے بالکل کنارے پر پھولوں سے سجی بستی خوشبودار آبادی جب دریائے جہلم میں طغیانی آتی ہے تو اس کی لہریں مارے عقیدت کے اس آستانہ عالیہ کی دہلیز پر بوسہ زن ہوتیں ہیں۔ دیکھنے والے سمجھتے ہیں آنے والی دریائی لہر اپنا کام دکھائے گی اور ساری بستی کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی مگر جب طغیانی اپنا رخ بدلتی ہے اور فضا اپنے اصل حال پر آتی ہے تو بستی ساری کی ساری محفوظ نظر آتی ہے جب کہ مضافات جہلم سیلاب کی زد میں ہوتے ہیں اور دریائی لہریں دربار عالیہ کی چوکھٹ پر سلامی دے کر واپس جاتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ یہ آستانہ عالیہ کی چوکھٹ کا کمال ہے۔ کہ دریا کا پانی بجائے آگے جانے کے واپسی کا رخ بدلتا ہے ورنہ

دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام
بیڑا کسی کا پار ہو یا درمیان رہے

سرکار کی دہلیز کا یہ کمال ہے کہ طوفان سیلاب سے شہر کو بچائے رکھتی ہے۔ اور سرکار خواجہ حضور کی ذات کا یہ کمال ہے کہ خداوند قدوس نے ان کی ذات کی برکت کے صدقے ساری دنیا کو آفات و بلیات سے محفوظ کیا ہوا ہے۔

اولیاء راہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گر دانند زراہ

اس آستانہ عالیہ کی پاک ایک عظیم شاہکار ہے۔ اور دیکھنے والے کو پر شکوہ منظر نظر آتا ہے۔ عقیدت مندوں اور مریدین کے لئے ذکر پاک کی مجالس کے لئے ایسا اہتمام کیا گیا ہے۔ کہ ذاکرین دربار شریف کے کھلے احاطہ میں بیٹھ کر ذکر الٰہی کی برکات سے خوب مالا مال ہو سکیں۔ مہمان دوستوں کے لئے بہت بڑا مہمان خانہ تعمیر کیا گیا ہے جس کا واحد مقصد صرف یہ ہے کہ جو حضرات آستانہ عالیہ کی حاضری کے لئے حاضر ہوتے ہیں ان کو کوئی تکلیف نہ ہو اس طرح لنگر پاک کے لئے لنگر خانہ مکمل ہے۔ دوستوں کے لئے وضو اور غسل کے اعلیٰ قسم کے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں دربار عالیہ کی مینا کاری اور باہر کا رنگ و روغن اور ماربل کی زیب و

Marfat.com
Marfat.com

زینت انسان کی آنکھوں میں رعنائی اور دل میں فرحت پیدا کرتی ہے۔ سالانہ عرس پاک یا ماہانہ مجلس پاک کے پروگرام میں حاضری کے دوران حاضر ہونے والے احباب دربار شریف کے دلان میں بیٹھ کر یوں محسوس کرتے ہیں کہ ہم جنت کی کیاریوں میں بیٹھ کر رحمت رب سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ مقدس درگاہ کی حسین و جمیل فضا نزہت ذہن اور فرحت قلب پیدا کرتی ہے۔

انشاءاللہ ان مراکز میں آنے والی آئندہ نسلیں بھی فیض یاب ہوتی رہیں گی۔

وصال با کمال:

آپ کا وصال با کمال ۱۲ اپریل ۱۹۹۹ء کو لندن بلیک برن میں ہوا آپ کا جسد خاکی ۱۶ اپریل کو جہلم لایا گیا ہزاروں افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ آپ کا مزار آپ کی بنائی ہوئی مسجد جامع مسجد نقشبندیہ اسلمیہ کے قریب ہی مرجع خاص و عام ہے۔

فقیر راقم الحروف نے آپ کے مزار پر حاضری بھی دی ہے اور آپ کی ظاہری حیات مبارک میں آپ سے ایک پروگرام میں ملاقات کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت پیر فضل عثمان مجددی کابلی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

ہادی حق پسنداں، شاہسوار دردمنداں، مرشد باالستحقاق، حضرت پیر فضل عثمان نقشبندی مجددی کابلی رحمتہ اللہ علیہ ایک علمی مذہبی روحانی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۱۹ھ میں شور بازار کابل میں ایک دینی رہنما اور سیاسی رہبر حضرت نور المشائخ پیر محمد فضل عمر علیہ الرحمۃ کے ہاں ہوئی آپ کی ابتدائی پرورش آپ کے دادا حضرت غلام قیوم علیہ الرحمۃ نے کی۔ جو سلسلہ مجددیہ کے برگزیدہ بزرگ اور قطب وقت تھے۔ آپ نے بہت ہی قلیل عرصہ میں علوم معقول اور منقول سے فارغ ہو کر اپنے والد بزرگوار حضرت نور المشائخ سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ قیومیہ میں بیعت کی۔ اور تبلیغ دین اسلام میں مشغول ہو گئے۔ جب افغانستان کے فرمانروا غازی امان اللہ خان نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تو جنوبی افغانستان میں تل کے مقام پر آپ نے بھی بھرپور حصہ لیا۔ جب بچہ سقہ نے غازی امان اللہ خان کے خلاف غدر مچایا تو آپ نے غازی امان اللہ کی بھرپور حمایت کی۔ جس کی پاداش میں آپ کو قید و بند کی مصیبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں لیکن اتنی تکالیف برداشت کرنے کے باوجود بھی آپ کے پائے استقلال میں سرمو فرق نہ آیا۔ جب امان اللہ نے تاج و تخت سے علیحدگی کا اعلان کیا تو آپ تاشقند چلے گئے اور پھر نادر شاہ کے زمانے میں واپس کابل آ گئے۔

پاکستان سے محبت آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ۱۹۵۴ء میں افغانستان نے پاکستان پر حملہ کرنے کے لئے علماء سے جہاد کا فتویٰ حاصل کرنے کی کوشش کی تو آپ نے ڈٹ کر مخالفت کی۔

چنانچہ اس وجہ سے آپ کی جائیداد ضبط کر لی گئی اس کے بعد آپ فریضہ حج ادا کرنے کے لئے چلے گئے واپسی پر پاکستان تشریف لائے اس دوران افغان حکومت نے آپ کے پاسپورٹ کی توسیع کیلئے انکار کر دیا مگر حکومت پاکستان نے آپ کو سرکاری مہمان کی حیثیت سے پاکستان

Marfat.com
Marfat.com

میں قیام کی پیشکش کی اور لاہور میں رہائش کا بندوبست کر دیا۔ گیارہ برس کے بعد ظاہر شاہ نے واپسی کی دعوت دی تو آپ نے انکار کر دیا پاکستان کے طول وعرض میں آپ کے مریدین کا جال پھیلا ہوا ہے۔ آپ تادم زیست مذہب وملت کے لئے کام اور خدمت کرتے رہے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۱۹ اپریل ۱۹۷۳ء بروز جمعرات لاہور ہی میں ہوا اور میت بذریعہ طیارہ کابل لے جائی گئی مزار فیض آثار کابل میں مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت پیر غلام محی الدین صاحب نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

امام العارفین، دلیل الکاملین، برھان الواصلین حضرت خواجہ پیر غلام محی الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ افغانستان کے رہنے والے تھے تجارت آپ کا خاندانی پیشہ تھا اخروٹ کی فروختگی کے سلسلہ میں آپ سفر میں تھے۔ دوران سفر حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمۃ کا نام نامی سنا تو ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور شرف بیعت ہو کر واپس وطن آ گئے اب تجارت میں خوب نفع ہونے لگا تو کچھ عرصہ بعد مرشد کامل خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمۃ کے دربار گوہر بار میں کشش کھینچ لائی کچھ عرصہ فیوض و برکات کے خزانے لوٹنے کے بعد مراجعت فرمائی تو تجارت کا کاروبار بوجہ الخطاط تھا۔ غرض تمام پونجی خسارے کی نذر ہوگئی پھر مرشد کے حضور پہنچے اور بارہ سال تک خدمت کرتے رہے۔ بارہ سال میں سلوک کی منزلیں طے کرنے کے بعد آپ ذرے سے ماہتاب بن گئے مرشد گرامی نے پوڈھی میر خان آزاد کشمیر میں رشد و ہدایت کی شمع فروزاں کرنے کا حکم دیا چنانچہ حسب الحکم یہاں آ کر جنگل میں منگل کا سماں پیدا کرنے کے لئے تبلیغ و ارشاد کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ سے مستفیض ہوئے بے شمار لوگ کفر و شرک سے تائب ہو کر صراط مستقیم پر گامزن ہوئے۔ آپ ۱۱ اپریل ۱۹۷۵ء بروز جمعتہ المبارک کو دو بجے دن اپنے خالق حقیقی سے جا ملے مزار پرانوار نیریاں شریف آزاد کشمیر میں مرجع خاص و عام ہے۔

دربار شریف کے سجادہ نشین مبلغ عالم اسلام حضرت پیر الحاج علاؤ الدین صاحب سے فقیر کو کافی حد تک نیاز حاصل ہے بڑی خلیق و شفیق شخصیت ہیں۔ وضع داری، رواداری آپ کا خاصہ ہے۔ پوری دنیا میں آپ نے تعلیمی مراکز قائم کر کے ملت اسلامیہ بالخصوص اہل سنت و جماعت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ محی الدین یونیورسٹی آپ ہی کی یادگار ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت مولانا محمد شریف کوٹلوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

عالم ربانی، فقیہہ العصر، پیشوائے طریقت، برہان شریعت، عاشق رسول، فنافی المرشد، حضرت فقیہہ اعظم مولانا محمد شریف صاحب کوٹلوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ ایک عالم باعمل شخصیت تھے۔ آپ ہمہ وقت دین اسلام کی خدمت میں لگے رہتے۔ عبادت و ریاضت میں بے مثال تھے۔

آپ کا اسم مبارک محمد شریف اور کنیت ابو یوسف اور والد ماجد کا اسم مبارک حضرت مولانا عبدالرحمٰن تھا۔ آپ کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے درس نظامی کی تکمیل اپنے والد بزرگوار سے کی اور پھر مشق مناظرہ کی، فراغت کے بعد تبلیغ اسلام اور مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کے لئے کمر باندھی امرتسر سے ہفتہ روزہ الفقیہہ جاری کیا جس کے ایڈیٹر حکیم معراج الدین مرحوم تھے اس اخبار میں آپ نے فقہ، حنفی اور مذہب حقہ اہل سنت کے لئے مضمون لکھے جسے متعصب کٹر وہابی بھی محسوس کئے بغیر نہ رہ سکے۔ مشہور اہل حدیث عالم مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی سے بھی آپ کے متعدد مناظرے ہوئے۔ لیکن بفضل خدا آپ کی شخصیت ہمیشہ چھائی رہی۔

آپ تحریر و تقریر بحث مناظرہ اور شعر و شاعری میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ لاہور سے لیکر بمبئی تک آپ کی جادو بیانی کا ڈنکا بجتا تھا۔ تاریخ گوئی میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔ اردو، فارسی اور عربی میں دسترس حاصل تھی۔ اور تینوں زبانوں میں عمدہ شعر کہتے تھے۔

بیعت و خلافت:

آپ نے قبلہ حافظ عبدالکریم صاحب علیہ الرحمۃ عیدگاہ شریف والوں کے دست حق پر ست پر بیعت کی اور انہی سے خلافت حاصل کی آپ نے اپنے پیرومرشد حضرت قبلہ حافظ عبدالکریم صاحب آف عیدگاہ شریف کی شان میں عربی میں ایک قصیدہ لکھا جو آپ کے کمال فن کا مظہر ہے۔ حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھ سے جو کچھ حاصل کرنا تھا وہ فقیہہ اعظم محمد شریف کوٹلوی رحمتہ اللہ علیہ نے حاصل کر لیا ہے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ نے آپ کو چھ سلسلوں کی اجازت مرحمت فرمائی تھی اور فقیہہ اعظم کا خطاب بھی اعلیٰ حضرت ہی نے عطا فرمایا تھا۔

Marfat.com
Marfat.com

ال باکمال:

آپ نے نوے برس کی عمر شریف میں ۱۵ جنوری ۱۹۵۱ء کو وصال فرمایا حضرت مولانا
الحسن امام مسجد ملا عبدالحکیم سیالکوٹ والوں نے نماز جنازہ پڑھائی مزار پر انوار کوٹلی لوہاراں ضلع
لکوٹ میں مرجع خاص وعام ہے۔

آپ کے بعد سلطان ابواغطین رئیس المقررین ابوالنور علامہ محمد بشیر صاحب کوٹلی مدظلہ
لی آپ کے مشن پر گامزن رہتے ہوئے سلسلہ طریقت اور علمی دنیا میں اپنا بلند مقام حاصل کئے
ئے ہیں۔ آج کل ضعیفی کی وجہ سے اکثر بیمار رہتے ہیں اور خطابت کو مستقلاً خیر باد کہہ چکے ہیں۔
جبکہ ان کے بارے میں تاریخ گواہ ہے کہ پورے ہندوستان و پاکستان میں آپ نے اپنی
بت کے جھنڈے گاڑ دیئے اور مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کا طرۂ امتیاز بلند کئے رکھا۔ آپ
خطابت کے مسحور کن انداز کو سن کر اکثر غیر مسلم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہے۔ جبکہ ان کے بڑے
حبزادے علامہ عطاء المصطفیٰ جمیل ایم اے گولڈ میڈلسٹ سے بھی راقم کی نیاز مندی اور خصوصی
ن ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ محمد قاسم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

غوث زماں، قطب دوراں، تاجدار نقشبندیت، امیر شریعت حضرت خواجہ پیر محمد قاسم نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ ایک بینظیر و بے مثال مرد خدا پابند شریعت وطریقت اور واقف اسرار رموز حقیقت و معرفت بزرگ تھے۔ آپ علوم ظاہری و باطنی کی دولت سے مالا مال اور صاحب کشف و کرامت تھے۔ آپ کا شجرۂ نسب ایران کے مشہور کیانی خاندان سے ملتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد اورنگزیب عالمگیر کے زمانے میں ایران سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ آپ کی پیدائش سے قبل ہی آپ کے بزرگوں کو خواب میں متعدد بزرگوں نے بشارت دیدی تھی کہ پیدا ہونے والا بچہ غیر معمول صلاحیتوں کا مالک ہوگا۔ آپکی ولادت کے بعد وہ پیشن گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی کہ بچپن ہی سے آپ سے ولایت کا ظہور ہونا شروع ہوگیا۔ آپ کا بچپن دیگر بچوں سے مختلف تھا۔ بچپن ہی سے یاد خدا میں مست الست تھے۔ کبھی کسی غیر محرم کو نگاہ بھر کر نہ دیکھتے تھے۔ بچپن ہی سے دل یاد خدا میں مصروف اور حصول علم کے لئے تگ و دو میں لگے رہے۔ بالآخر انیس برس کی عمر شریف میں آپ تمام علوم ظاہری سے فارغ ہوگئے۔ تحصیل علوم دینیہ کے بعد آپ نے راولپنڈی کے قریب جکیوٹ میں دینی مدرسے کا آغاز کیا۔

ولادت:

آپ کی ولادت باسعادت ایران کے صوبے کیان کے سردار گھرانے کے عظیم فرد جناب سلطان جیون خان کے گھر بارہویں صدی ہجری میں ہوئی۔

سیرت وکردار:

آپ کی پیشانی کشادہ اور چہرہ انوار ہیبت وجلال کا نمونہ تھا۔ حسین وجمیل اس قدر تھے کہ کوئی بھی آپ کے رخ انور کی طرف نگاہ بھر کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ انتہائی منکسر المزاج اور خلیق تھے۔ گویا کہ آپ اوصاف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکمل نمونہ تھے۔ ہزاروں غیر مسلم آپ کے اخلاق وکردار سے متاثر ہوکر دائرہ اسلام میں داخل ہوکر آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے برصغیر پاک وہند کے علاوہ ایران افغانستان تبت، عرب وعجم کشمیر تک کے لوگ آپ کے

Marfat.com
Marfat.com

پاس روحانی فیوض و برکات کے حصول کے لئے حاضری دیتے اور اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھر کرلے جاتے تھے۔

تلاش حق:

تحصیل علوم دینیہ کے بعد آپ کو تلاش حق کی جستجو ہوئی ۲۱ برس کی عمر میں آپ تلاش مرشد کے لئے گھر سے نکلے اور کوبہ کو پھرتے ہوئے بغداد شریف پہنچے اور حضرت پیران پیر دستگیر غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر حاضر ہوئے ابھی کچھ وقت ہی گذرا تھا کہ بارگاہ غوثیت سے آپ کو ولایت کبری کا مژدہ جانفزاں ملا اور ساتھ ہی بارگاہ غوثیت سے ہندوستان کی جانب سفر کا حکم ملا اور خوشخبری سنائی گئی کہ وہیں سے تمہیں فیوض و برکات کا خزانہ ملے گا۔ آپ وہاں سے روانہ ہوکر عازم ہندوستان ہوئے جب پنجاب کی حدود میں داخل ہوئے تو جہاں سے بھی کسی بزرگ یا ولی کامل کا پتہ چلتا اس کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ مگر سکونِ قلب کہیں بھی میسر نہ آیا۔ اس لئے کہ گوہر مقصود کہیں اور ہے۔

حضرت خواجہ فضل الدین کلیامیؒ سے ملاقات:

پنجاب سے آگے جب خطہ پوٹھوار میں پہنچے تو وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ یہاں پر کوئی مرد باخدا ہے جس سے ملاقات کی جاسکے تو وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ یہاں سے کچھ دور کلیام شریف میں حضرت میاں خواجہ فضل الدین کلیامی جیسی عظیم ہستی موجود ہے۔ آپ اس خیال سے شاید میرا گوہر مقصود یہیں پر ہو کے مطابق وہاں سے پوچھتے پوچھتے کلیام شریف پہنچے اور حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ نے پہلی نظر میں آپ کو اپنی نگاہ ولایت سے پہچان لیا اور اسی سبب سے آپ کو بڑی محبت وشفقت سے پیش آئے۔ خدام کو حکم دیا کہ میرا بچہ دور دراز سے سفر کرکے آیا ہے۔ لہٰذا ان کے لئے کھانا لایا جائے اور اس کے ساتھ ہی بڑے محبت سے پوچھا کہاں سے تشریف لائے ہو اور کس لئے آئے ہو۔ ابھی آپ سے بات چیت ہو ہی رہی تھی کہ خدام کھانا لے کر آگئے۔ حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ نے آپ سے فرمایا کھانا تناول فرمائیں۔ ابھی آپ نے کھانا تناول کرنا شروع کیا تھا کہ حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ بھی کھانے میں شامل ہوگئے۔ حضرت خواجہ کلیامی علیہ الرحمۃ کو کھانے میں شامل دیکھ کر ان کے خدام عقیدت مندان متعجب ہوئے۔ چونکہ حضرت خواجہ کلیامی کئی کئی روز تک کبھی کچھ نہ کھاتے اور کبھی کبھی کوئی چیز

Marfat.com
Marfat.com

پسند فرماتے مگر مہمان کے ساتھ نہ کھاتے تھے۔ اس لئے کہ آپ کے کھانے کا معمول ہی بہت اور کافی عرصہ کے بعد تھا۔ کھانا کھاتے ہوئے خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمۃ نے ابھی چند نوالے کھائے تھے کہ ہاتھ کھینچ لیا۔ چونکہ ابھی آپ کی باطنی آنکھ کھلی نہ تھی کہ دل میں خیال گذرا کہ میاں فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کے ناخن بڑھے ہوئے ہیں۔ ایک عرصہ سے جسم کی صفائی بھی نہیں کی بال بھی بڑھے ہوئے تھے۔ دل میں خیال گذرا کہ یہ آدمی غیر متشرع ہے اور دل میں کراہت پیدا ہونے کی وجہ سے کھانا چھوڑ کر ایک کونے میں بیٹھ کر سوچنے لگے یہ جگہ بھی میری منزل نہ ہے۔ لہٰذا صبح ہوتے ہی یہاں سے کوچ کیا جائے۔ اور آرام کی غرض سے لیٹ گئے ابھی آنکھ لگی نہ تھی کہ حضرت خواجہ کلیامی کا ایک خادم آیا اور آپ سے کہنے لگا کہ حضرت خواجہ کلیامی یاد فرما رہے ہیں۔ آپ فوراً اٹھے اور حضرت خواجہ کلیامی کی خدمت میں پہنچے تو خواجہ کلیامی نے پوچھا کہ کیا یاد الٰہی میں مصروف تھے؟ اس سے پہلے کہ آپ کوئی جواب دیتے حضرت خواجہ کلیامی نے فرمایا کہ میرا بچہ بہت تھکا ہوا ہے یہ آج میرے ساتھ ہی آرام کرے گا یہ فرمانے کے بعد آپ کا ہاتھ پکڑا اور ساتھ لٹا لیا۔

آپ کو رات بھر نیند نہ آئی بلکہ پریشانی اور تلاش منزل کی فکر سے جاگتے رہے۔ رات کے پچھلے پہر آپ کی آنکھ کیا لگی کہ تقدیر بدل گئی۔ خواب میں سب حجاب اٹھ گئے۔ چشم حقیقت کھل گئی۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کے جسم پر ریچھ کی کھال ہے اور قریب آتے ہی سینہ مبارک کھول کر دکھایا تو آپ نے دیکھا کہ خواجہ کلیامی کے سینے کے اندر کی طرف قرآن کریم کی آیات مبارکہ چمکدار روشنائی سے درج ہیں اور اس کے ساتھ ہی حضرت خواجہ کلیامی نے فرمایا کہ میں نے پوری زندگی میں آج تک کسی کے سامنے اپنی اصلی حالت کو ظاہر نہ کیا ہے اور فرمایا کہ مولوی محمد قاسم رحمتہ اللہ علیہ کسی کی ظاہری حالت نہیں بلکہ باطنی حالت کا مشاہدہ کرنا چاہیئے۔ آپ اس خواب کو دیکھ رہے تھے کہ آنکھ کھل گئی مگر دیکھا کہ آپ کے ساتھ لیٹے ہوئے خواجہ کلیامی آرام سے سوئے ہوئے ہیں۔

صبح کے وقت آپ بیدار ہوئے غسل کیا نماز فجر ادا کر کے حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کے خواستگار ہوئے اور اسی دوران دل میں یہ خواہش بھی پیدا ہوئی کہ اس مرد حقیقت آشنا کے دست حق پرست پر بیعت کر لینی چاہیئے۔ مگر ابھی یہ بات آپ کے دل میں تھی اور زبان پر نہ لائے تھے کہ حضور خواجہ کلیامی نے فرمایا کہ میں کسی کو مرید نہیں کرتا اور نہ ہی تمہارا حصہ ہمارے پاس ہے۔ لہٰذا آپ یہاں سے پہاڑوں کی طرف چلے جائیں اور ایک

Marfat.com
Marfat.com

پھول دے کر فرمایا جہاں اور جس جگہ یہ پھول کھل جائے سمجھ لینا کہ اسی جگہ تمہارا مقصود ہے اور یہیں سے تمہارا گوہر مقصود ہاتھ آئے گا اس جگہ جو بھی مرد با خدا مل جائے اسی کے دست حق پرست پر بیعت ہو جانا۔

آپ حضرت خواجہ کلیامی کا ارشاد سن کر کشمیر کے پہاڑوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ تلاش حق میں چونکہ آپ میں ایک عزم اور حوصلہ تھا اب آپ پر یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اب منزل دور نہیں جلد ہی اپنی منزل کو پہنچ جاؤں گا کلیام سے کشمیر تک کا یہ پیدل سفر تھا اس دوران بھی آپ کی ملاقات بہت سے درویشوں سے ہوئی اور ان سے بھی مستفیض و مستفید ہوئے۔

سرزمین کشمیر آپ کے قدوم پاک چومتی ہے:

آپ چلتے چلتے آزاد کشمیر کے دارالخلافہ مظفر آباد پہنچے تو ایک مسجد میں جا کر قیام فرمایا اس مسجد کے امام بہت جہاندیدہ اور بزرگوں کا احترام کرنے والے تھے۔ وہ آپ کے چہرہ انور کو دیکھ آپ کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور عرض کرنے لگے حضرت جب تک آپ کا قیام ہمارے پاس ہے۔ آپ منبر پر جلوافروز ہو کر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی بات بتائیں جو آخرت میں ہمارے کام آسکے۔

چنانچہ ان کے اصرار کے پیش نظر آپ نے مسجد کے ممبر شریف پر جلوہ گر ہو کر خطاب شروع کر دیا۔ آپ کے خطاب دلنواز کی جہاں تک آواز فضاؤں کو چیرتی ہوئی گئی۔ وہاں سے مخلوق خدا اپنے بستر سے نکل خدا کے گھر میں خدا کے ولی کی تقریر سننے کے لئے جوق در جوق پہنچنا شروع کر دیا۔ یہ سلسلہ کافی دیر جاری نہ رہ سکا چونکہ آپ تو اپنی منزل کی تلاش میں تھے۔ ایک دن اسی مسجد میں کشمیر کے بزرگوں کے بارے میں وہاں کی مقامی آبادی کے لوگ تذکرہ کر رہے تھے کہ سلطان الاولیاءؒ حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی علیہ الرحمۃ کا نام نامی اسم گرامی آیا تو آپ کے جسم نے جنبش لی اور آپ کے دل نے یقین سے کہہ دیا کہ کہیاں شریف سے ہی گوہر مقصود ملے گا۔

کہیاں شریف کی حاضری:

آپ صبح ہوتے ہی اس مسجد سے نکلے اور چار دن کی پیدل مسافت طے کر کے کہیاں شریف کی سرزمین پر جب پہنچے تو آپ کو گلاب کے پھول کی بھینی بھینی خوشبو آنے لگی۔ آپ نے جیب میں ہاتھ ڈال کر جب وہ گلاب کا پھول دیکھا جو ایک عرصہ سے آپ کی جیب میں تھا وہ تر و تازہ اور شگفتہ ہو چکا تھا۔

Marfat.com
Marfat.com

پھول کی یہ کیفیت دیکھ کر آپ کے دل میں پختہ یقین ہوگیا کہ یہی جگہ میری منزل کی ہے۔ چونکہ حضرت خواجہ کلیامی نے جونشاندھی فرمائی تھی اس کا وقت آ گیا ہے اسی بنیاد پر آپ کے دل میں حضرت خواجہ کلیامی علیہ الرحمۃ کا تقدس اور زیادہ ہوگیا کہ مجھے منزل کی تلاش میں مدد عنایت فرمائی۔ آپ نے اسی مقام پر دو رکعت نماز نفل ادا کی اور برہنہ پیر دربار عالیہ کہیاں شریف کی جانب روانہ ہو گئے۔

اسی دوران حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی علیہ الرحمۃ نے اپنی خانقاہ سے باہر ٹہلنا شروع کر دیا اور طبیعت میں اضطراب واشتیاق بڑھتا جا رہا تھا۔ چہرہ انور مارے خوشی سے چمک رہا تھا اور نگاہیں کسی آنے والے کو ڈھونڈ رہی تھیں۔

دربار عالیہ کہیاں شریف کے عقیدت مندان حضرت خواجہ نظام الدین علیہ الرحمۃ کی اس کیفیت کو بغور دیکھ رہے تھے۔ بالآخر حضرت کے خدام میں سے کسی نے جرأت کر کے پوچھا حضور آخر ماجرہ کیا ہے؟ تو جواب میں حضرت خواجہ کیانوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ان پہاڑوں کے پیچھے سے ایک مرد حق آ رہا ہے۔ جاؤ اس کا استقبال کرو اور نہایت عزت واحترام سے میرے پاس لے کر آؤ حضرت کیانوی کا حکم پاتے ہی خدام وہاں سے نکلے اور پہاڑ کے عقب میں جب پہنچے تو دیکھا کہ ایک مرد باخدا آ رہا ہے۔

فوراً آگے بڑھ کر استقبال کیا اور حضرت کیانوی کا سلام پیش کیا اور بتایا کہ حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی علیہ الرحمۃ نے ہمیں آپ کے استقبال کے لئے بھیجا ہے اور بذات خود بھی ملاقات کے لئے بے چین ومنتظر ہیں۔ یہ مژدہ جانفزا سن کر آپ کی آنکھوں میں فرط مسرت سے آنسو آ گئے اور آپ فوراً سجدے میں گر کر خدا کا شکر بجالائے اور وہاں سے روانہ ہو کر اس انداز سے چلے کہ ہر دو قدم پر شکرانے کے دو نفل ادا کرتے۔ جب آپ کہیاں شریف پہنچے تو مرشد کامل نے آگے بڑھ کر گلے لگایا اور بغل گیر ہو کر ملے اور فرمایا کہ کافی دنوں سے تمہارا انتظار تھا اس کے بعد مرشد کامل نے اپنی مسند کے ساتھ ایک چادر فرش پر بچھوائی اور آپ کو بیٹھنے کا حکم دیا آپ نے چادر اٹھا کر ایک طرف رکھ دی اور مرشد کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔

اس وقت حضرت خواجہ نظام الدین کیانوی کے دربار میں عقیدت مندوں کا ایک ہجوم بھی موجود تھا۔ آپ نے تمام حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج وہ مرد حق آ گیا ہے جس کا مجھے عرصے سے انتظار تھا۔ اس کے بعد آپ کے سر پر دست شفقت رکھا اور بیعت سے مشرف فرمایا اور آپ کو کچھ اوراد وظائف تلقین فرمائے۔ آپ کافی دن تک اپنے وظائف کی تکمیل اور تعلیم

Marfat.com
Marfat.com

طریقت اور باطنی فیضان کے حصول کے لئے دربار عالیہ کہیاں شریف میں قیام پذیر رہے۔ تمام دن رات ہر روز صبح شام تک آپ ذکر خدا میں مست و مستغرق رہتے۔ آپ نے جتنے دن بھی کہیاں شریف میں قیام فرمایا دربار شریف کی حدود سے دور جا کر پیشاب کرتے تھے اور دوران قیام کہیاں شریف آپ ننگے پیر رہے اور ہمہ وقت باوضو رہتے تھے۔

ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ آپ مرشد کامل کی خدمت میں پہنچے اس وقت دربار میں تمام احباب طریقت اور خلفاء موجود تھے۔ جب دربار میں موجود تمام حاضرین نے آپ کو دیکھا تو دیکھ کر دنگ رہ گئے اور انگلیاں دانتوں میں دبائے حیران و ششدرہ تھے ایک طرف تو آپ کے چہرہ کا قدرتی حسن و جمال دوسری طرف مرشد کامل کی نگاہ کرم سے باطنی طور پر مالا مال تھے۔ نور ربانی سے چمکی ہوئی کشادہ پیشانی سے آثار ولایت صاف نظر آ رہے تھے۔ اُس وقت آپ سلوک کی تمام منازل طے کر چکے تھے۔ دربار شریف پہنچ کر آپ نے اپنے مرشد کامل کے دست مبارک کو بوسا دیا اور ایک طرف کھڑے ہو گئے۔

آپ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ نظام الدین کہیانوی علیہ الرحمۃ نے آپ کو دیکھتے ہی فورا ارشاد فرمایا کہ سبحان اللہ میری اس صد سالہ زندگی میں طالب دنیا تو بہت آئے۔ لیکن ایسا طالب خدا کوئی نہیں آیا۔ یہ پہلا شخص ہے جو پہلے سے تمام تیاری کر کے آیا ہے۔ اس نے معرفت کی منازل جس قدر جلدی سے طے کی ہیں یہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے اور یہ مادرزاد ولی ہے۔ دین کی خدمت کے لئے بھیجا گیا ہے۔

اس کے بعد مرشد کامل نے دستار مبارک اٹھا کر آپ کے سر پر باندھی اور حکم دیا کہ مری کے علاقہ میں چلے جاؤ اور مری کے جنگلوں میں بیٹھ کر مخلوق خدا کی خدمت و راہنمائی کرو۔

موہڑہ شریف مری میں ورود مسعود:

مرشد کامل سے اجازت و خلافت کے بعد آپ مری کے نواحی دیہات موہڑہ جو کشمیری بازار کے نیچے ہے۔ وہاں پر تشریف لائے اور یاد خدا میں مست ہو کر بیٹھ گئے۔ ہر طرف سے مخلوق کے قافلے در قافلے آنے شروع ہو گئے ہر وقت خدا کے چاہنے والوں کا آپ کے گرد حلقہ بنا رہتا موہڑہ کے پہاڑ اللہ کے ذکر سے گونجنے لگے ذکر خدا کی مست آواز سے شمع رسالت کے پروانے دور دور سے آ کر اس خطہ کو دین اسلام کا مرکز بنانے لگے۔ پھر دنیا نے دیکھا اور تاریخ گواہ ہے اور یہ بات روز روشن کی طرح آج بھی عیاں ہے۔ مری تحصیل کا یہ غیر معروف چھوٹا موضع ایک مرد باخدا کے دم قدم سے پوری دنیا میں اس کا نام آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکنے لگا۔ اور پھر

Marfat.com
Marfat.com

ہزاروں مشرکین اور راہ گم گشتگان کو صراط مستقیم پر آپ نے چلایا یہ آپ کی کوئی معمولی کرامت نہیں ہے کہ مری جیسے پہاڑی اور سنگلاخ علاقے کے لوگوں کو راہ راست پر لانا اور دنیا بھر سے طالبان عشق و معرفت کو اپنے پاس بلا کر خدا کے ذکر میں مست و سرشار کرنا یہ صرف آپ ہی کی ذات کا حصہ ہے۔ آپ کی نگاہ فیض کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ جس پر نظر التفات فرماتے وہ شخص گناہوں سے تائب ہو کر ذاکر و شاغل بن کر بندہ خدا فی الحقیقت بن جاتا آپ کے مریدین کی تعداد ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں سے تجاوز کر گئی ہے اور پورے دنیا میں کوئی خطہ ایسا نہیں ہے جہاں پر موہڑہ شریف کا مرید موجود نہ ہو۔ آپ کے اخلاق کریمانہ اور مثالی کردار کو دیکھ کر سینکڑوں غیر مسلم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

آپ کے خلفائے کرام:

آپ کے چند مشہور خلفائے کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) خواجہ عبدالرحیم باغدوری ؒ سالک آباد حسن ابدال والے (۲) پیر سید امام علی شاہ ؒ بھنگالی شریف (۳) پیر غلام محی الدین غزنوی ؒ نیریا شریف آزاد کشمیر (۴) پیر سید حیدر علی شاہ ؒ پناگ شریف آزاد کشمیر (۵) پیر عبدالمجید ؒ نقشبندی رامپور انڈیا (۶) حضرت پیر ایرانی بادشاہ ؒ حیدر آباد سندھ (۷) خلیفہ عبدالرزاق بانس بریلی ؒ انڈیا (۸) حضرت پیر ملنگ بابا بانس بریلی بھارت (۹) حضرت پیر صاحب کھمکول شریف کوہاٹ (۱۰) حضرت پیر حاجی آبر شاہ نقشبندی پشاور (۱۱) حضرت حاجی گل صاحب لنڈی کوتل (۱۲) حضرت پیر صوفی عبد القادر نقشبندی (۱۳) اور آپ کے صاحبزادے حضرت پیر نظیر احمد موہڑہ شریف (۱۴) حضرت پیر زاہد خان صاحب موہڑہ شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

یہ چند مشہور خلفائے کے اسمائے گرامی ہیں اور ان میں سے تمام خلفاء صاحب سلسلہ اور مقبول عام ہوئے بعض بعض آپ کے خلفاء ایسے ہیں کہ جن کے مریدین لاکھوں سے تجاوز کر گئے ہیں۔

کشف و کرامات:

دین اسلام اور برصغیر پاک و ہند کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جہاں بھی حق آیا اسی جگہ باطل قوتیں بھی میدان عمل میں آ کر اپنی ناکام کوششوں کا آغاز کر دیتی ہیں۔ اگر چہ ہر جگہ پر فتح حق کی رہی اور آئندہ بھی رہے گی مگر باطل نظریات بالخصوص خدا کے چاہنے والوں کے مخالفین ان کو

Marfat.com
Marfat.com

مشن سے ہٹانے کے لئے شب وروز ایک کر دیتے ہیں۔ اسی طرح آپ حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت چہاردانگ عالم میں پہنچی تو علاقے کے غیر مسلم عیسائی سکھ ہندو اوران کے ساتھ ساتھ چند نام نہاد مسلمان وڈیرے اوراس پر طرہ امتیاز یہ کہ حکومت بھی انگریزوں کی حکمران غیر مسلم یہ تمام مل کر آپ کے مخالف ہو گئے۔ ہندو سکھ عیسائی اور دیگر غیر مسلم قوتیں انگریز حکومت کے مقرر کردہ کمشنر کو درخواستیں دے رہے تھے کہ موہڑہ شریف میں ایک جادوگر مسلمان آیا ہے۔ جس کے ہاں رات بھر ذکر خدا ہوتا اور ذکر کی آواز سے پہاڑ بھی مست ومخمور ہو جاتے ہیں۔ انسان تو انسان حیوان بھی مسرور ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ان کو روکا جائے کوہ مری کا علاقہ بنیادی طور پر ناخواندہ اور پسماندہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس زمانے میں غربت کا شکار تھا ہر گھر میں غریبی نے ڈیرے جمائے ہوئے تھے۔

عیسائیوں نے مسلمانوں کی کمزوری غریبی کو بھانپ لیا اور انہوں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مری کے لوگوں میں خوراک ادویات اور ضروریات زندگی کی چیزیں گھر گھر جا کر مفت تقسیم کرنا شروع کر دیں اس طرح وہ خدا کے بندوں کے ایمان کے ڈاکے ڈالنے کا منصوبہ بنا رہے تھے کہ دوسری طرف ایک مرد قلندر کی صورت میں خواجہ محمد قاسم موہڑوی جلوہ گر ہوئے ان کی نگاہ ولایت نے عیسائیت کے پرخچے اڑا دیئے۔ ہروقت صبح شام دن ورات ذکر خدا کی آواز نے لوگوں کے قلب واذہان کو مزید پختہ کر کے سچا اور پکا مسلمان بنا دیا۔

جب عیسائی مشینری اپنے تمام حربے استعمال کر کے ناکام ہوگئی تو انہوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا حضرت خواجہ صاب کو یہاں سے ہجرت کے لئے مجبور کیا جائے۔ عیسائیوں کی اس کاوش میں چند نام نہاد مسلمان جو انگریز کے نمک خوار اور حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمۃ سے مفت کا بیر رکھتے تھے۔ انہوں نے انگریز کمشنر کو درخواست بھیجی کہ خواجہ صاحب کو پابند کیا جائے کہ رات کے وقت موہڑہ شریف سے ذکر خدا کی آواز بلند نہیں ہونی چاہیے۔ انگریز کمشنر نے حکم صادر کر دیا۔ جب وہ حکم نامہ سرکار موہڑہ خواجہ قاسم علیہ الرحمۃ کے پاس پہنچا تو آپ سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ کمشنر صاحب کو بتا دو کہ تمہارا حکم انسانوں پر تو چل جائے گا۔ لیکن یہاں پر تو پتھر، پہاڑ، شجر وحجر چرند وپرند الغرض ساری مخلوق ہمہ وقت ذکر وفکر میں مشغول رہتی ہے۔ یہ ذکر جاری رہے گا۔ البتہ اس کو بند کروانے والے صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے۔

انگریز کمشنر نے اس کے بعد ایک انگریز مجسٹریٹ کو آپ کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ

Marfat.com
Marfat.com

جا کر سمجھائے کہ آپ کسی طرح وہاں سے ہجرت کر جائیں جب انگریز مجسٹریٹ نے آپ سے ملاقات کر کے اپنے آنے کا مقصد و مدعا بیان کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ میری تو قبر بھی اسی جگہ بنے گی۔ مجسٹریٹ آپ کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا۔ اس نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ یہ شخص کوئی جادوگر یا عام آدمی نہیں بلکہ خدا کا ولی ہے۔ میں نے اپنے قیام موہڑہ شریف کے دوران دیکھا ہے کہ واقعی موہڑہ شریف کی وادی کا ہر پتہ ہر پتھر ہر درخت اور ہر پہاڑ رات کے وقت ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتا ہے اور اس کے ہر کونے اور ہر گوشے سے ذکر الٰہی کی آواز بلند ہو رہی ہے۔ یہ شخص غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہے۔ اس کو کسی حال میں تنگ نہ کیا جائے۔ اگر ان کے خلاف مزید کاروائی عمل میں لائی گئی تو بہت بڑے جانی نقصان کا احتمال ہے۔ دوسری طرف عیسائی مشینری اور وڈیرے سردار انگریز حکومت کو بار بار یہ باور کرار ہے ہیں کہ اگر آپ کے خلاف فوری کاروائی عمل میں نہ لائی گئی تو عیسائیت کی تبلیغ کا مشن ناکام ہو جائے گا اور حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی عیسائیت کی تبلیغ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں اور یہ شخص انگریز حکومت کے خلاف بھی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ حکومت ہی ختم ہو جائے سرداروں نے اس جھوٹے پراپگنڈے کو خصوصی اہمیت دے کر انگریز کمشنر کو بھڑکایا جس کی بنا پر انگریز نے آپ کے خلاف چند جھوٹے مقدمات درج کر کے گرفتاری کا حکم دے دیا اور لکھا کہ حضرت خواجہ محمد قاسم کو گرفتار کر کے عدالت میں پیش کیا اور اس سلسلہ میں پولیس کی مدد فوج کی نفری بھی کرے اس نے یہ حکم لکھ کر اپنے اسٹینو کو ٹائپ کرنے کے لئے دیا۔ ابھی حکم نامہ ٹائپ ہو ہی رہا تھا کہ کمشنر کی بیوی آگئی اس نے کہا کہ آج آپ بہت تھکے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اٹھیں اور میرے ساتھ سیر کرنے چلیں چونکہ آج موسم بھی بہت خوشگوار ہے چنانچہ کمشنر نے اپنے کتے کی زنجیر تھامی اور بیوی کے ہمراہ سیر کو روانہ ہو گیا۔ انگریز جوڑا پہاڑ کی پگڈنڈیوں کی سیر کرتے ہوئے جب آگے نکلا تو سامنے کی جھاڑیوں میں سے ایک خرگوش نکل کر بھاگا جسے دیکھ کر انگریز کمشنر کا کتا اس کے پیچھے بھاگا زنجیر کمشنر صاحب کے ہاتھ میں تھی۔ کتا جب بھاگا تو کمشنر اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا اور قریب ہی ایک گہری کھائی میں گر کر ہلاک ہو گیا اور وہ حکمنامہ دفتر میں ٹائپ ہو کر دھرے کا دھرا رہ گیا۔ جب آپ کو یہ خبر پہنچی کہ انگریز کمشنر دستخط کرنے سے پہلے ہی مر گیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا کے ذکر کو بند کرنے والے صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے۔

کرامت ۲:

Marfat.com
Marfat.com

جب انگریز حکومت اللہ کے ولی کا مقابلہ نہ کر سکی اور عاجز آ گئی تو پھر وہ نام نہاد سرداران مری سر جوڑ کر بیٹھ گئے کہ اب کیا جائے۔ ان کا مقابلہ کیسے کیا جائے۔ انہوں نے تمام قبیلوں کے نمائندہ افراد کا ایک جرگہ بلایا اور اس میں متفقہ طور پر یہ طے پایا کہ تمام قبائل مل کر یکبارگی سے موہڑہ شریف پر حملہ کر دو اس طرح آپ کو شہید کیا جا سکتا ہے ورنہ دوسری کوئی صورت نہیں ہے کہ اس بندۂ خدا سے نمٹ سکیں۔ چنانچہ منصوبہ بنتے ہی سرداران قبائل حملے کی تیاریوں میں لگ گئے اور مقررہ دن کا انتظار کرنے لگے۔

مگر چونکہ اولیاً اللہ کی حفاظت بذات خود خداوند قدوس فرماتے ہیں۔ قصہ کچھ اس طرح ہوا کہ ایک نیا انگریز کمشنر راولپنڈی سے مری اپنی فیملی کے ہمراہ سیر کے لئے آیا۔ غالباً اس کا نام کنگ تھا اور اس کا ایک ہی اکلوتا بیٹا تھا۔ انہوں نے کمشنر ہاؤس مری میں قیام کیا اس زمانے میں گرمی کے موسم میں کمشنر کا دفتر مری میں ہی لگتا تھا۔ ایک دن اچانک اس کمشنر کے بیٹے کے پیٹ میں شدید قسم کا درد ہوا جس سے وہ تڑپتا رہا انگریز نے پورے ڈویژن سے باری باری ڈاکٹروں کو بلایا علاج معالجہ کرایا۔ مگر جوں جوں علاج کراتا گیا مرض بڑھتا گیا بالآخر یہ طے پایا کہ بچے کو انگلینڈ لے جایا جائے۔ یہاں پر اس کا مرض سمجھ نہیں آ رہا۔ لہٰذا علاج کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ جب انگلینڈ جانے کا فیصلہ ہوا تو انگریز کی میم روتے ہوئے سامان پیک کر رہی تھی کہ ان کے خانسامہ جو حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی کا مرید تھا۔ ڈرتے ڈرتے میم سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو بچے کا علاج میں شروع کر دوں انہوں نے کہا کہ تم بھی علاج کر کے دیکھ لو۔ انگریز نے خانسامہ سے پوچھا کہ تم کس طرح علاج کرو گے تو اس نے بتایا کہ میں اپنے پیر صاب کا بتایا ہوا وظیفہ پڑھ کر دم کروں اور اپنے مرشد کے دیئے ہوئے تعویز پانی میں گھول کر پلاؤں گا۔ مجھے پوری امید ہے کہ یہ بچہ بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔

چنانچہ اس بچے کا علاج شروع ہوا خدا کی قدرت کے کلام پاک کی برکت سے وہ بچہ چند ہی لمحوں میں تندرست ہو گیا یہ بات جنگل کی آگ کی طرح تمام افسران کو پتہ چل گئی لوگ کمشنر اور اس کی میم کو بچہ ٹھیک ہونے پر مبارکباد دینے کے لئے آنے لگے۔ جب لوگوں کو اصل ماجرا معلوم ہوا تو بہت حیران و پریشان ہوئے کہ ایک خانسامہ نے بچے کا علاج کیا اور اپنے مرشد کے تعویزات دیئے جس کی وجہ سے بچے کو صحت ہو گئی۔ بالآخر انگریز کمشنر اور اس کی میم نے طے کر لیا کہ خانسامہ کے پیرو مرشد کو ضرور ملا جائے ان کی زیارت کی جائے اور ان کا شکریہ بھی ادا

Marfat.com
Marfat.com

کیا جائے۔ انہوں نے خانسامہ سے پوچھا کہ تمہارے مرشد کے پاس ہم نے جانا ہے۔ ہمیں یہ بتایا جائے کہ ان کے پاس کون سا تحفہ لے کر جائیں۔ جس سے وہ خوش ہو جائیں اور ہمارے لئے مزید دعا کریں۔

خانسامہ نے بتایا کہ لنگر کے لئے ایک خوبصورت بکرا اور ایک سبز رنگ کا کپڑے کا جھنڈا لے چلو حضرت صاحب خوش ہو جائیں گے۔ جب یہ بات طے ہو رہی تھی تو اس وقت کوہ مری میں فوج کا کمانڈر بھی موجود تھا۔ اس نے بھی کمشنر سے درخواست کی کہ مجھے بھی ان پیر صاحب کے پاس لے چلیں۔ چھٹی کا دن ہونے کی وجہ سے اتوار کا دن مقرر ہوا کہ اتوار کو موہڑہ شریف چلیں گے۔

جب فوج کو معلوم ہوا کہ فوج کے کمانڈر صاحب کمشنر صاحب کے ہمراہ پیر صاحب موہڑہ شریف کو ملنے جا رہے ہیں۔ تو پلٹن کا پٹھان صوبیدار جو مسلمان تھا اور بہت سے فوجی جوان تیار ہو گئے کہ ہم بھی پیر صاحب موہڑہ شریف کی زیارت کو جائیں گے۔

چنانچہ اتوار کا روز آیا تمام فوجی اور کمانڈر کمشنر صاحب کے گھر سے باوردی اسلحہ سے لیس ہو کر عازم موہڑہ شریف ہوئے۔ دوسری جانب سرداران مری کا بھی مقرر دن اتوار ہی تھا۔ وہ دس بارہ سردار چار پانچ سو جوانوں کو مسلح کر کے جن کے ہاتھ میں کلہاڑیاں خنجر چاقو ڈنڈے پستول تھے۔ موہڑہ شریف پہنچ گئے اور آپ کے آستانہ عالیہ کو گھیرے میں لے لیا تاکہ یکبارگی سے حملہ کیا جا سکے۔ آپ کے خدام نے دربار عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور بہت بڑے فتنے کا خطرہ ہے اور ہم چار پانچ سو آدمیوں کے گھیرے میں ہیں اور وہ لوگ ہر طرح سے مسلح ہیں۔

آپ کے صاحبزادگان نے صورتحال کو سن کر عرض کیا حضور ہمارے لئے کیا حکم ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کے پاس کتنا اسلحہ ہے تو جواب میں عرض کیا گیا کہ صرف دو پستول ہیں اور چند افراد ہیں۔ آپ نے سن کر تھوڑا سا توقف فرما کر ارشاد فرمایا جاؤ آرام سے بیٹھ جاؤ اور کسی بات کا فکر نہ کرو۔ اور اپنی تسبیح مبارک کو ہاتھ سے بلند کیا اور فرمایا کہ یہ دیکھو میرے پاس خدائی توپ ہے اس میں ایک ہزار گولے ہیں۔ کوئی دشمن تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

ادھر انگریز کمشنر اپنی فوج اور عملے کے ساتھ موہڑہ شریف کے قریب پہنچا تو موہڑہ شریف سے پہلے کچھ فاصلے پر آرام کی نیت سے بیٹھ گئے اس میدان سے موہڑہ شریف صاف نظر آرہا تھا۔ فوجی جوانوں نے بینڈ باجے کے ساتھ مارچ پاسٹ کرنا شروع کر دیا۔ جبکہ اسی دوران فوجیوں نے ہوائی فائر بھی کیئے۔ جس کے بعد وہ عازم موہڑہ شریف ہوئے جب پہاڑی سرداروں نے فائر کی آواز سنی

Marfat.com
Marfat.com

اور فوج کو بینڈ باجے کے ساتھ آتے ہوئے اور ان کے ساتھ کمشنر اور کمانڈر کو آتے دیکھا تو ان کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور بہت گھبرائے اور سمجھے کہ شاید پیر صاحب موہڑہ شریف نے فوج طلب کر لی ہے۔ جیسے ہی انہوں نے فائر کی آواز سنی تو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گئے۔

جب کمشنر حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمۃ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو آپ کے اخلاق کریمانہ سے بہت متاثر ہوا۔ کچھ دیر آپ کی صحبت سے مستفیض ہونے کے بعد وہ واپس مری چلا گیا۔ اگلے روز کمشنر نے حضرت خواجہ موہڑوی کے مخالفین تمام سرداروں کو ایک حکم نامے کے ذریعے بلوایا اور پوچھا کہ آپ کو حضرت خواجہ صاحب سے کوئی اختلاف ہے۔ جس کی بنا پر تم لوگ ان پر حملہ کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے تھے۔ جس جس کو بھی خواجہ صاحب سے اختلاف ہے وہ بیان کرے۔ سب نے اپنی اپنی رام کہانی سنائی کمشنر نے سب کی بات سُن کر کہا کہ آپ لوگ یہ تمام معاملات درخواست کی صورت میں لکھ کر مجھے دو۔ انہوں نے جلدی جلدی درخواست لکھی اور کمشنر کو پیش کر دی۔ کمشنر نے درخواست لیتے ہی ان سرداروں سے کہا کہ تم سب اس پر دستخط بھی کرو۔ جب سرداروں نے اپنی اپنی درخواستوں پر دستخط کر دیئے تو انگریز کمشنر نے کہا اے سرداران مری خواجہ محمد قاسم موہڑی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف تمہاری درخواست میرے پاس محفوظ ہے۔ اور اس پر آپ تمامی حضرات کے دستخط بھی موجود ہیں۔ آپ تمام حضرات پیر صاحب موہڑہ شریف کے مخالفین ہیں۔ آج کے بعد پیر صاحب یا ان کی اولاد یا کسی مرید کو کسی قسم کا نقصان پہنچا تو تمہارے خلاف قانونی کاروائی کی جائے گی اور اس کے ذمہ دار بھی تم سرداران قبائل ہو گے۔

وصال باکمال:

آپ نے ۱۲۰ برس کی عمر شریف میں ۲۵ نومبر ۱۹۴۲ کو وصال فرمایا آپ کے بعد آپ بڑے فرزند ارجمند حضرت پیر نظیر احمد موہڑوی جانشین مقرر ہوئے۔ ان کے بعد ان کے بڑے فرزند حضرت پیر گل بادشاہ علیہ الرحمۃ جو کہ بعد ازاں راولپنڈی میں خیابان سرسید میں مقیم ہو گئے تھے اور وہیں پر عرصہ دراز تک اپنے اسلاف کی جلائی ہوئی شمع کو روشن کیے ہوئے تھے۔ تادم آخر اپنے اپنے اسلاف کے طریقہ پر سختی سے کاربند رہے۔ خیابان سرسید وادی موہڑہ شریف راولپنڈی میں ان کا وصال باکمال ہوا۔ فقیر راقم الحروف نے بارہا حضرت پیر محمد گل بادشاہ علیہ الرحمۃ کی زیارت

Marfat.com
Marfat.com

کی اور آپ کے آستانہ عالیہ پر منعقد ہونے والے عرس مبارک کی تقریبات میں الحاج علامہ حافظ محمد شیر عالم مجددی علیہ الرحمۃ کے ہمراہ شرکت کی سعادت حاصل کی ہے۔ ان کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے حضرت پیر فاروق گل بادشاہ مدظلہ العالی مسند پر جلوہ افروز ہیں۔ اور اپنے اسلاف کی روایات پر عمل پیرا ہو کر اپنے مشن پر کامیابی کے ساتھ گامزن ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو دربار عالیہ موہڑہ شریف مری میں کئی مرتبہ حاضری کا اتفاق ہوا اس طرح اس دربار کی زیارت سے مشرف ہوا۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ امیر الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

پیکر اخلاص ومحبت وصدق و وفا، عاشق رسول وفنافی المرشد حضرت خواجہ امیر الدین صاحب کوٹلوی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ آپ پیکر علم وعرفان تھے۔ عشق مصطفیٰ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ شریعت کی پابندی آپ کا شیوہ تھا۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۰۷ھ/۱۷۹۰ء میں موضع دھرم کوٹ نزد مکان شریف ضلع گورداسپور میں ہوئی۔ آپ قوم کے ککے زئی تھے۔ اوائل عمر شریف میں ہی حضرت خواجہ امام علی شاہ مکان شریفی علیہ الرحمتہ سے بیعت ہو گئے تھے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ آپ پر بہت مہربان تھے۔ خواجہ صاحب کی سفارش پر آپ تھانیدار بھرتی ہو گئے۔ حضرت صاحبؒ نے آپ کو دریا پر وظیفہ پڑھنے پر مقرر کر دیا تھا۔ جہاں آپ کو خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ اور اس عرصہ میں آپ کو بہت سے فیوض وبرکات حاصل کرنے کا موقع ملا۔ اس اراضی میں کوٹلہ شریف جیسے مرکز علم وعرفان کا ظہور ہوا۔ آپ نے حضرت خواجہ کے حکم سے اس زمین کو آباد کیا دیہاتی لوگوں نے گوناگوں مشکلات پیدا کیں مگر آپ کے عزم کے سامنے بے بس ہو کر رہ گئے قدرت خداوندی نے آپ کے دل میں یہ بات ڈال دی تھی کہ شرقپور میں ایک شیر مرد پیدا ہو گا اس لئے آپ ہر سال شرقپور تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خداوند کریم مجھ سے سوال کرے گا کہ تم دنیا سے کیا لائے ہو۔ تو میں عرض کروں گا کہ میں دنیا سے شیر محمد شرقپوری کو لایا ہوں۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ جب کسی مہمان کو رخصت فرماتے تو اُس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر فرماتے کہ جان ومال خدا کے حوالے۔ جس وقت آپ کی عمر شریف ایک سوتیس سال تھی تو آپ پر فالج گرا اور ۱۵۰ سال کی عمر میں ۱۹۱۴ء میں اس عالم فانی سے کوچ فرما گئے۔ مزار مقدس کوٹلہ شریف نزد چوہڑکانہ ضلع شیخوپورہ میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت حافظ عبدالغفور نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

نمونۂ سلف صالحین، یادگار اسلاف، عاشق قرآن، تاجدار ولایت، قطب زماں آفتاب طریقت، ماہتاب شریعت، حضرت قبلہ الحاج حافظ عبدالغفور صاحب المعروف باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۱۲ھ کو بمقام دریائے شریف تحصیل حضرو ضلع اٹک میں اپنے وقت کے عظیم ولی کامل حضرت محمد جی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ کا شمار دنیائے اسلام کے اُن نامور مشائخ عظام میں ہوتا ہے کہ جن کی زندگی دین اسلام کے لئے مکمل طور پر وقف تھی آپ علم شریعت و طریقت و معرفت کے ایسے تابناک اور درخشاں آفتاب ہیں جو رہتی دنیا تک چمکتا رہے گا۔

آپ کی نگاہ کیمیا نے ان گنت گمراہوں کو راہ ہدایت دکھائی اور انہیں ظلمت کدۂ جہاں سے نکال کر روحانیت کی منزل پر لا کھڑا کیا ہزاروں بے حس اور خدا کے دروازے سے دور افراد کو ذاکرو شاغل بنا دیا بہت سے تارک سنت افراد کو سنت کا پابند بنا کر ان کے دلوں کو نور ایمان سے منور کر دیا۔

تعلیم و تربیت:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی جناب حضرت محمد جی علیہ الرحمۃ سے حاصل کی پھر قرآن مجید حفظ کرنے کے لئے شکر درہ ضلع اٹک میں تشریف لے گئے۔ شکر درہ کا گاؤں دریائے شریف سے ۱۶ میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ یہ تمام فیصلہ پیدل طے فرماتے تھے۔

آپ کے اس دور کی ہر بات بہت مشہور ہے اور اس کے گواہ بھی کافی لوگ ہیں کہ آپ نے دریا شریف سے شکر درہ تک کے تمام راستے پر ہر جگہ پر سجدہ ضرور کیا ہے۔ یعنی یہ تمام راستہ آپ کے سجدوں سے پر ہے۔ علاقہ بھر میں حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے حافظ قرآن ہیں۔ قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد آپ حصول علم کے لئے ماصرہ کھوڑی، رام پور، دہلی وغیرہ تشریف لے گئے اور مختلف مدارس میں اکتساب فیض کرتے رہے۔

Marfat.com
Marfat.com

بیعت وخلافت:

آپ کے والد گرامی چونکہ مانکی شریف کی مشہور ومعروف خانقاہ سے منسلک تھے۔اس لئے آپ بھی باطنی وروحانی تعلیم وتربیت کے لئے مانکی شریف تشریف لے جاتے تھے اور حضرت پیر صاحب مانکی شریف سے روحانی فیوض وبرکات حاصل کرتے رہے بعدازاں آپ قطب الاقطاب حضرت خواجہ غلام حسن سواگ علیہ الرحمۃ ضلع لیہ کی خدمت میں حاضر ہوکران کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

حضرت خواجہ غلام حسن پیر آف سواگ شریف کے وصال باکمال کے بعد آپ نے اُن کے پوتے حضرت خواجہ غلام محمد علیہ الرحمۃ کی خدمت عالیہ میں رہ کر سلوک کی منزلیں طے کیں۔ انہوں ے جب آپ کے سینے کو روحانیت کا خزنیہ دیکھا تو آپ کو سلاسل اربعہ کی خلافت دے کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ میں اجازت بیعت سے سرفراز فرمایا

باباجی کا قرآن سے عشق:

آپ نے دریائے شریف میں ایک مدرسہ کھولا اور اس میں بچوں کو قرآن مجید حفظ کرانا شروع کردیا۔آپ نے ایک استاد صرف اس لئے رکھا ہوا تھا کہ یہ دیکھے کہ بچوں نے وضو صحیح کرنے میں غفلت تو نہیں کی۔طلباء پڑھائی کرنے میں کوئی کمی تو نہیں چھوڑتے۔قرآن حکیم کی صحت تلاوت کا اور مخارج کا پورا پورا خیال رکھواتے تھے۔آپ کا معمول تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد طالب علموں سے دو رکعت نفلوں میں ان کا سبق اور منزل سنتے تھے۔کئی مرتبہ پورا پورا قرآن دو رکعت نماز نفل میں سُن لیتے تھے۔

ایک مرتبہ دریائے شریف میں آپ کے برادر نسبتی حضرت شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد آمین تشریف لائے تو نماز عشاء کے بعد آپ نے ان سے فرمایا کہ برخودار آج تمہارا قرآن سننے کو جی چاہتا ہے چلو ہمیں قرآن سناؤ، آپ کا فرمان سُن کر حافظ محمد آمین نے عرض کیا کہ حضرت کچھ طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے اور منزل بھی نہیں داہرائی ہے۔آپ نے دوبارہ فرمایا کہ برخودار کھڑا تو ہوا اللہ کریم اپنا فضل کرے گا۔

مولانا حافظ محمد آمین آپ کا حکم نہ ٹال سکے اور دو رکعت نماز نفل کی نیت کر کے پہلا سپارہ شروع کیا اور پہلی رکعت میں بائیس سپارے پڑھ دیئے تو آپ نے پیچھے سے اللہ اکبر کہا تو پھر انہوں نے رکعت ختم کی اور بعد دو سجدوں کے دوسری رکعت میں آٹھ سپارے مکمل کر کے سلام پھیر دیا۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ بڑھاپے کے باوجود بھی پوری عمر قرآن حکیم کھڑے ہو کر نفلوں میں پڑھتے اور سنتے تھے۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ جب طبیعت ذرا پریشان ہوتی تو فوراً اپنے صاحبزادگان میں سے کسی ایک کو حکم دیتے کہ قرآن سناؤ پھر پورا قرآن حکیم سنتے۔ آپ ہر اسلامی تہواری مہینے کے پہلے جمعے، نماز جمعہ کے بعد قرآن حکیم کا ختم کرواتے اور پھر شرینی تقسیم فرماتے تھے۔ اسی طرح ہر جمعرات مزار شریف پر قرآن کریم کا ختم ہوتا اور شیرینی بانٹی جاتی تھی۔ تقریباً کوئی دن ایسا نہ تھا کہ جس دن آپ نے تلاوت قرآن کریم نہ کروائی ہو۔

بالخصوص رمضان المبارک کے مہینے میں دریا شریف میں عید کا سماں ہوتا تھا۔ پورے رمضان المبارک میں قرآن خوانی ہوتی رہتی تھی۔ رمضان شریف کے پہلے تین دنوں دوران تراویح دس دس سپارے روزانہ سنائے جاتے اور تین دن میں قرآن حکیم ختم کیا جاتا۔ پھر بقایا دنوں میں تراویح میں پانچ سپارے روز سنائے جاتے تھے۔ حتی کہ ستائیسویں رات کو پورا قرآن حکیم نماز تراویح میں ختم کرایا جاتا رہا۔ الحمدللہ یہ سلسلہ آج بھی اُسی طرح بدستور جاری وساری ہے۔

آپ کے روزمرہ کے معمولات:

آپ کا معمول زندگی تھا کہ آپ نے جو بھی اور وظائف اوائل عمر میں وقتاً فوقتاً شروع کیے تھے وہ آخری وقت تک جاری رکھے۔ آپ اکثر مریدین کو بھی نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ جو نیک کام ایک دفعہ شروع کر دو اسے تاحیات جاری رکھو آپ نے تھوڑا اور مسلسل پڑھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا زندگی بھر معمول رہا کہ دو کوزے پانی سے سنت کے مطابق وضو فرماتے تھے۔ آپ روزانہ صبح گیارہ بجے وضو توڑنے کے لئے باہر تشریف لے جاتے۔ وضو تازہ کرنے کے بعد آپ نماز چاشت ادا فرماتے اور پھر اس کے بعد ذکر و اذکار میں مشغول رہتے پھر زوال کے وقت نماز زوال ادا فرماتے اس کے بعد مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔ آپ عام طور پر روٹی کا چوتھا حصہ بالخصوص مکئی کی روٹی کھاتے تھے۔ کھانے کے بعد آرام کی بجائے وظائف میں مصروف ہو جاتے۔ وظائف سے فارغ ہو کر نماز ظہر ادا فرماتے نماز کے بعد ختم خواجگان پڑھتے اور فارغ ہو کر تھوڑی دیر کے لئے دور دور سے آئے ہوئے مہمانوں عقیدت مندوں کی بات سنتے اور ان کے لیے دعائیں فرماتے اور جانے والوں کو الوداع فرماتے مہمانوں سے فارغ ہو کر دینی کتب کا مطالعہ فرما کر نماز عصر ادا فرماتے بعد ازاں ختم خواجگان پڑھتے پھر دعا سے فارغ ہو کر مسجد کی تیسری منزل پر تشریف لے جاتے اور نماز مغرب کے وقت تک ذکر و اذکار میں مصروف رہتے پھر نماز مغرب کے بعد نیچے تشریف لاتے اور اپنے حجرے میں سنتیں اور نوافل اوابین ادا فرماتے، نماز

Marfat.com
Marfat.com

کے بعد مہمانوں کو کھانا دینے کے لئے لنگر والوں کو حکم دیتے اور خود تسبیح میں مصروف ہو جاتے۔وظائف سے فارغ ہو کر آپ معمول کے مطابق کھانا تناول فرمانے کے بعد نماز عشاء ادا کرتے کچھ دیر آئے ہوئے مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر ان کی دلجوئی فرماتے اور ان کا حال احوال اور آنے کا مقصد پوچھتے۔اگر کسی مہمان نے واپس جانا ہوتا تو اسے واپسی کی اجازت دے دیتے تھے۔آپ کا معمول تھا کہ مہمان کو رخصت کرتے وقت آپ باقاعدہ اُس سے پوچھتے تھے کہ وہ ناراض تو نہیں جا رہا۔طبیعت پر بوجھ تو نہیں اگر خدمت میں کوئی کوتاہی ہوگئی تو جاتے ہوئے معاف کر دینا جاتی دفعہ مہمان کو مسواک یا کنگھی عطا فرماتے اور تاکید کرتے جاتے ہوئے خردہ یعنی تبرک ضرور لے کر جانا۔اگر کوئی غریب مہمان ہوتا تو آپ اُسے کرایہ کے علاوہ کپڑے وغیرہ بھی عطا فرمایا کرتے تھے۔مہمانوں کی رخصتی کے بعد آپ طالب علموں کے ساتھ مشغول ہو جاتے ان سے فراغت کے بعد آپ بقایارات کا حصہ اللہ کی یاد میں گذارتے تھے۔صبح نماز تہجد کی اذان ہوتی اور تمام حاضرین کو پابندی سے نماز پڑھواتے اور تاکید کرتے کہ گھر بھی تہجد پڑھا کرو تہجد کے وقت آپ سبز قہوہ کی پیالی نوش فرماتے صبح کی نماز کے بعد آپ ساری مسجد کا چکر لگاتے اور طالب علموں اور مہمانوں کی خیریت دریافت فرماتے اس کے بعد آپ درس دینے کے لئے بیٹھ جاتے تھے۔درس میں جو مہمان حاضر ہوتے ان کی تکالیف کا اس پیرائے میں بیان فرماتے کہ وہ خود بخود راضی برضا ہو جاتے کئی دفعہ ساری محفل دھاڑیں مار مار کر روتی۔صبح کی نماز کے بعد آپ تین مرتبہ دعا مانگتے تھے۔تیسری دعا میں پتھر دل انسان بھی رو پڑتا تھا۔صبح کی مجلس میں روحانی نیت ہی روحانیت ہوتی تھی اور عجیب پر کیف منظر اور سماں طاری ہو جاتا تھا۔اس کے بعد آپ مہمانوں سے اپنے حجرے میں فرداً فرداً فرماتے جانے والوں کو تحفے اور تبرک دے کر رخصت فرماتے۔

سیرت و کردار:

آپ عجز و انکساری میں بے مثل و بے مثال تھے۔تقویٰ پرہیزگاری طہارت آپ کا شعار تھا۔شریعت محمدی پر سختی سے کاربند رہتے کسی بھی حال میں خلاف شریعت کوئی کام سرزد نہ ہونے دیا۔آپ اخلاق محمدی ﷺ کا مکمل نمونہ تھے۔آپ سے ایک مرتبہ ملنے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔مہمان نوازی اس قدر فرماتے تھے کہ مہمان شرمندہ ہو جاتا تھا۔کسی کی تکلیف کو برداشت نہ فرماتے بلکہ اس کی تکلیف و مصیبت کو اپنی تکلیف سمجھتے اور اس کی اس انداز سے دلجوئی فرماتے کہ اس کی آدھی تکلیف اور مصیبت آپ کی دلجوئی سے رفع ہو جاتی اور بقایا آدھی کے لئے آپ دعا فرماتے اور دعا بھی اس طرح فرماتے کہ جیسے آدمی خود تکلیف میں ہو تو وہ اللہ کریم کی بارگاہ میں

Marfat.com
Marfat.com

ہاتھ پھیلاتا ہے۔آپ قرآن اولیٰ کی یادگار تھے۔آپ کی سخاوت بھی اپنے عروج پرتھی لنگراتنا کھلا تھا کہ ہرآنے جانے والا مہمان اس سے فیض یاب ہوکر جاتا۔مہمانوں کی تواضع ہمیشہ گوشت روٹی اور پلاؤ اوراس کے ساتھ کوئی نہ کوئی میٹھی چیز بھی ضرور ہوتی۔ہر مہمان چاہے وہ غریب ہو یا امیر سب کے لئے ایک ہی لنگر چلتا تھا۔آپ صاحبزادگان کوحکم دیتے تھے کہ مہمانوں کی خدمت خود کیا کریں اوران کا خصوصی خیال رکھا کریں۔

سرہند شریف کی حاضری:

آپ ایک مرتبہ اپنے مرشد کامل کے پوتے حضرت خواجہ غلام محمد علیہ الرحمۃ کے ہمراہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے دربار شریف واقع سرہند شریف انڈیا تشریف لے گئے۔سرہند شریف کی سرزمین پرآپ نے جوتے نہیں پہنے، بلکہ سرہند شریف میں پندرہ روز تک پاپیادہ رہے اور جس وضو سے آپ سرہند شریف میں داخل ہوئے تھے پندرہ روز تک اسی وضو سے نماز بھی ادا فرماتے رہے اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے دربار میں حاضری دیتے رہے۔سرہند شریف کے قیام پندرہ روز میں آپ نے نہ کھانا کھایا اور نہ ہی نیند کی بلکہ مسلسل لگاتار پندرہ روز کے روزے سے رہے۔

آپ کے معاصرین مشائخ کے آپ کے بارے میں ارشادات:

آپ حضرت پیر صاحب مانکی شریف علیہ الرحمۃ کے پاس آیا جایا کرتے تھے وہ بھی آپ کی بہت تعظیم وتوقیر فرماتے ،اسی طرح حضرت خواجہ احمد میروی علیہ الرحمۃ سے بھی آپ نے اکتساب فیض بھی کیا مگر خواجہ احمد میروی علیہ الرحمۃ بھی آپ کا بے حد احترام فرماتے تھے۔اسی طرح حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہروی علیہ الرحمۃ بھی آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے اور آپ کو آنے والے وقت کا قطب کہا کرتے تھے۔آپ اپنے آخری زمانہ میں دربار عالیہ گولڑہ شریف میں حضرت محبوب المشائخ قبلہ بابو جی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں اکثر تشریف لے جاتے اوران کے ساتھ بیٹھ کر محفل سماع بھی سنتے تھے۔حضرت قبلہ بابو جی بھی آپ سے بڑی محبت وشفقت فرماتے تے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر دنیا لینی ہے تو گولڑہ شریف آجاؤ اور اگر دین لینا ہے تو فقیر صاحب یعنی بابا جی صاحب دریائے شریف کے پاس چلے جاؤ آپ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ ہمیشہ دوزانوں ہوکر بیٹھتے تھے۔گولڑہ شریف میں بھی اسی طرح بیٹھتے کہ حضرت قبلہ بابو جی کے حکم پر کھل کر بیٹھتے مگر تھوڑی دیر کے بعد پھر دوزانوں ہوجاتے ایک مرتبہ آپ نے حضرت قبلہ بابو جی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت میرے ساتوں بیٹوں کو اپنی دست حق پرست پر بیعت فرما

Marfat.com
Marfat.com

میں تو حضرت قبلہ بابو جی نے کچھ دیر توقف کے بعد فرمایا کہ فقیر صاحب میری طرف سے آپ خود ہی ان کی بیعت لے لیں۔

آپ کی تعلیمات:

آپ فرمایا کرتے تھے کہ برخوردار تمہارے لئے ایک ہی کتاب کافی ہے۔ جس کا نام قرآن مجید ہے۔ جو مومنوں کے لئے شفا ہے طالب علموں کے لئے علم کا سمندر اور بے ہدایتوں کے لئے مکمل ہدایت ہے۔ اسے مضبوطی سے تھام لو گے تو تمہیں کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

نمبر۲:

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب نماز درست ہو جائے گی تو امید ہے کہ نجات میسر آ جائے گی کیونکہ دین قائم ہو جائے گا۔ تہجد کی نماز کو بھی لازم پکڑو اور سحری کے وقت استغفار ضرور کرو۔ استغفار کے وقت اگر رو سکو تو خوب رویا کرو کیونکہ اللہ جل شانہ کو مومن کا رونا بہت پسند ہے اور وہ بھی سحری کے وقت ورہاں اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں جیسا منہ ہی بنا لیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید کو خوب جانتا ہے۔

نمبر۳:

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ حق ہے کہ قیامت آ کر رہے گی اور پھر یوم حساب ہوگا اس دن ہر ایک کو اس کی نیکی اور بدی کا ٹھیک ٹھیک بدلہ دیا جائے گا اپنی زندگی کو نعمت جانو اور نیک عمل کرو۔ اس لئے کہ نیک عمل کے بغیر جنت کی طلب اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پیروی کے بغیر شفاعت کی امید اور نافرمانی کے باوجود رحمت کی تمنا حماقت اور بے وقوفی ہے۔ اے اللہ کے بندو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری میں قرآن حکیم کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر نیک عمل کر لو یقیناً اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر راضی ہو جائیں گے۔ اور پھر رحمت شفاعت اور جنت سے نوازے جاؤ گے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ صدقہ دینا ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔ صدقہ ہر بلا اور بیماری کو کھا جاتا ہے۔ نفس سے کنارہ کش ہو کر اتباع سنت کو لازم پکڑو اس کے بغیر قطعی گذارا نہیں۔

نمبر۴:

آپ اپنے مریدین و عقیدتمندان کو درود شریف کلمہ شریف اور استغفار پڑھنے کی بہت زیادہ تاکید فرماتے تھے۔ کلمہ شریف کے متعلق آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کلمہ طیبہ اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com
Marfat.com

غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ کلمہ طیبہ دوزخ کی آگ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ کلمہ طیبہ کا ورد دل کی تسکین کا سبب بنتا ہے۔ کلمہ طیبہ توحید کا اقرار ہے اور ماسوائے حق کے سب سے منہ پھیر کر معبود بر حق کی طرف دل پھیرتا ہے۔ کلمہ طیبہ ظلمات کفر اور کدورت شرک کو رفع کرتا ہے۔ کلمہ طیبہ کی ایک دفعہ تصدیق بھی دائمی عذاب دوزخ سے نجات دلاتی ہے۔ کلمہ طیبہ تمام دینی و دنیاوی مشکلات کا حل ہے۔ کلمہ طیبہ کی عظمت کا ظہور ذکر کرنے والے کے درجات کے مطابق ہوتا ہے۔ جس قدر پڑھنے والے کا درجہ ہوگا۔ اسی قدر کلمہ مقدسہ کی عظمت کا ظہور بھی زیادہ ہوگا۔

اولاد و امجاد:

آپ نے دو شادیاں کیں۔ جن سے ایک صاحبزادی اور سات صاحبزادے آپ کی اولاد ہیں۔ آپ کے ساتوں صاحبزادے بڑی ہی پختہ منزل کے حافظ قرآن ہیں۔ اور اپنی اپنی جگہ پر ڈیوٹیاں دینے میں مصروف ہیں۔

کشف و کرامات:

محمد بشیر صاحب راولپنڈی والے حضرت قبلہ باباجی صاحب کی خدمت میں تین دن تک رہ کر واپس جانے لگے تو آپ نے اُن سے پوچھا کہ کیسے آئے تھے تو انہوں نے عرض کیا کہ میں مرید ہونے کے لئے آیا تھا مگر تین دن کے قیام کے دوران میں نے آپ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ اسی پر آپ نے فرمایا کہ برخودار یہ بتاؤ کہ تم نے تین دن کے قیام کے دوران میرا کوئی کام خلاف شریعت بھی دیکھا ہے اس پر بشیر صاحب نے عرض کیا ایسا تو نہیں دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ برخوداراس سے بڑھ کر اور کیا کرامت چاہتے ہو۔ یہ سُن کر بشیر صاحب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور عرض کرنے لگے حضور مجھے اپنے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف فرمالیں۔ آپ نے فرمایا کہ برخودار جاؤ پہلے داڑھی کے ساتھ صلح کر لو پھر آنا۔

کرامت ۲:

آپ داڑھی رکھنے کے متعلق بہت سختی فرماتے تھے آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ آپ نے جس منہ پر ایک دفعہ ہاتھ پھیر کر یہ فرمایا کہ برخودار داڑھی سے صلح کر لو تو پھر اُس نے داڑھی کبھی نہیں منڈوائی یہ بات بھی بڑی مشہور ہے کہ آپ کے وصال کے بعد بھی آج بھی کوئی شخص آپ کے مزار پر حاضری دے کر یہ منت مان لے کہ اگر اللہ تعالیٰ میرا یہ کام کر دے تو میں داڑھی بھی رکھ لوں گا تو اس کا کام اللہ کریم کے فضل سے ضرور ہو جاتا ہے چاہیے وہ کتنا ہی مشکل کام

Marfat.com
Marfat.com

کیوں نہ ہو۔

کرامت ۳:

آپ کا معمول تھا کہ آپ غیر محرم عورتوں سے پردہ فرمایا کرتے تھے۔ایک دفعہ آپ کسی کام کی غرض سے کہیں باہر جانے کے لئے مسجد شریف سے باہر تانگے پر سوار ہونے کیلئے تشریف لائے تو ایک عورت راستے میں یکدم آکر کھڑی ہوگئی۔آپ نے اپنا چہرہ مبارک، دیوار کی طرف موڑ لیا اور بانگی بابا (مرحوم) جو آپ کے ہمراہ تھے سے فرمایا کہ اس سے کہہ راستہ چھوڑ دے۔بانگی بابا کے بار بار اصرار پر بھی اس عورت نے راستہ نہ چھوڑا اور رو کر کہنے لگے کہ میرا بیٹا پھانسی چڑھ رہا ہے۔میں اس کو بری کرانے کے لئے باباجی صاحب کے پاس دعا کرانے آئی ہوں۔جب تک بابا جی میرے بیٹے کی پھانسی سے رہائی کے لئے دعا نہیں فرمائیں گے میں راستہ سے نہیں ہٹوں گی۔ آپ کافی دیر تک خاموشی سے کھڑے رہے اور وہ عورت جانے کا نام نہیں لے رہی تھی تو آپ نے بانگی بابا سے فرمایا کہ اس عورت سے کہہ دو کہ گھر جا کر ابلے ہوئے چنے بانٹے تیرا بیٹا بری ہو جائے گا۔ چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا اور چند دنوں کے بعد اس کا بیٹا باعزت بری ہو کر اپنے گھر آ گیا۔

کرامت ۴:

باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک طالب جو آنکھوں سے نابینا تھا مدرسے میں داخل ہو کر آپ سے کافی عرصہ قرآن کریم حفظ کرتا رہا۔

جن دنوں آپ علیل تھے۔آپ نے اس طالب علم کو بلایا اور اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر دم فرمایا تو اس کی آنکھوں کی بینائی واپس لوٹ آئی اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ حافظ صاحب جاؤ دنیا کا نظارہ کرلو۔مگر یہ بات کسی کو بتائی نہیں ہے۔چنانچہ اس حافظ نے آپ کی زندگی کے دوران کبھی کسی سے بھی اس بات کا ذکر نہیں کیا بعد از وصال آپ کے ایک مرید خاص خواجہ فخر الدین صاحب سے اس کا ذکر کیا کہ خدا نے مجھے آپ کی دعا کی برکت سے آنکھیں عطا کی ہیں۔

کرامت ۵:

موضع ساماں کے رہنے والے ایک مرید خاص فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کی ۲۷ ویں شب کو ختم شریف کے موقع پر آپ لنگر تقسیم کرنے سے قبل دعا کے لئے لنگر خانے میں تشریف لائے تو آپ کے ساتھ دو بہت خوبصورت شخصیتیں جنہوں نے اپنے چہرے پر نقاب ڈالا ہوا تھا۔آپ لنگر خانہ میں ان کے ساتھ بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہوگئے۔ان دو میں سے ایک ہستی نے

Marfat.com
Marfat.com

دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور پھر آپ ان کے ہمراہ واپس حجرے میں تشریف لے آئے کچھ دیر گذرنے کے بعد میں نے پوچھا کہ حضرت ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ کے ہمراہ جو مہمان تھے وہ کون آپ نے فرمایا کہ ایک نبی کریم ﷺ اور دوسرے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

کرامت ۶:

ایک مرتبہ گندم کی فصل کے موقع پر آپ نے اپنے ایک مرید کو فرمایا کہ برخودار کچھ گندم دربار شریف کے لنگر کے لئے خرید لو۔ آپ کے خادم خاص نے عرض کیا حضور اس کے پاس پیسے تو ہیں نہیں گندم کہاں سے خریدے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے خادم کو بلایا اور فرمایا کہ الماری میں فلاں کتاب ہے۔ اس کو الماری سے نکالو کہ اس میں رقم رکھی ہے آپ حجرہ میں چادر تانے چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ چنانچہ خادم نے کتاب الماری سے نکالی اور ایک ایک صفحہ کھول کر دیکھ لیا مگر اس کو اس میں رقم نظر نہ آئی تو عرض کرنے لگا کہ حضرت میں نے پوری کتاب دیکھ لی ہے اسی میں تو کوئی پیسہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لاؤ کتاب مجھے دیدو خادم نے کتاب آپ کے ہاتھ میں دی تو تھوڑی دیر کے بعد سو سو کے نئے نوٹ چادر کے باہر کی طرف آپ نے پھینکنے شروع کر دیئے۔ جب مطلوبہ رقم پوری ہوگئی تو میں نے عرض کیا یا حضرت جتنی گندم خریدنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے اس کے لئے رقم پوری ہو چکی ہے۔ لیکن آپ لگاتار نوٹ پھینکتے رہے اور فرمایا کہ اس سے بھی زیادہ خرید لو۔

بوقت وصال آپ کی سخاوت و وصیت:

آپ تقریباً پانچ ماہ علیل رہے۔ بوجہ علالت آپ کافی کمزور ہوگئے تھے۔ کھانا پینا بھی بہت کم ہو گیا تھا اس کمزوری اور نقاہٹ کے باوجود آپ نے اپنے معمولات اور اوراد و وظائف میں کمی نہ آنے دی اور پانچوں نمازیں باجماعت ادا فرماتے رہے آخری وقت تک باہوش رہے۔

وصال سے کچھ دیر قبل آپ نے جو کچھ بھی آپ کے پاس تھا۔ اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا یہاں تک کہ بدن پر جو کپڑے تھے وہ بھی اتار کر چادر لپیٹ لی اور کپڑے بھی خدا واسطے کسی کو دے دیئے اور حاضرین کو گواہ بنا کر فرمایا کہ گواہ رہنا کہ میرے پاس اب کچھ بھی نہیں رہا۔ آپ کی بات سن کر ایک خادم نے عرض کیا حضور آپ اولاد کے لئے کیا چھوڑ کر جا رہے ہیں تو آپ نے جواباً فرمایا کہ اگر میرے پیچھے میرے قدموں کی نشانوں پر چلتے رہے اور مہمانوں کی خدمت و تواضع کرتے رہے ان کے لئے راستے درست کرتے رہے اور ان کو وضو کے لئے کوزے بھر کر دیتے رہے تو ان کو کسی چیز کی کمی نہ ہوگی آپ نے اپنے صاحبزادوں کو بلا کر کرسیاں اور بیلچے دیئے اور کہا کہ ان سے مہمانوں کے راستے درست کرتے رہنا۔

Marfat.com
Marfat.com

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۹ جمادی الثانی ۱۳۹۵ صبح کے وقت ہوا۔

مزار پرانوار دریائے شریف تحصیل حضرو ضلع اٹک علاقہ چھچھ میں آج بھی مرجع خاص وعام ہے اہل عقیدت ومحبت آج بھی آپ کے مزار پرانوار پر حاضری دے کر اپنے قلوب واذکان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کا عرصہ دراز سے معمول ہے کہ جب کبھی بھی طبیعت پریشان ہو تو سکون قلب کے لئے اکثر بروز سوموار آپ کے دربار شریف پر حاضری دیتا ہے الحمدللہ آپ کے دربار کی حاضری کے بعد اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔

آپ کے تمام صاحبزادگان اور پھران کے صاحبزادگان الحمدللہ آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آستانہ عالیہ اور جامع مسجد کے دارلعلوم کی بہتر طریقے سے خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک آپ کے دربار پر ہر سال ۹۔۱۰ جمادی الثانی کو ہوتا ہے۔

فقیر راقم الحروف کا آپ کے صاحبزادے جناب حافظ محمد سعید صاحب حافظ استاد سلطان محمود صاحب اور حافظ عبدالحق صاحب مدظلہ العالی سے خصوصی اور گہرا تعلق ہے بڑے ہی مہربان اور خلیق الطبع شخصیات ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ محمد ہاشم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

یادگار اسلاف نمونہ سلف صالحین امام المتقد مین حضرت خواجہ محمد ہاشم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ راجپوت جنجوعہ خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔

آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی آف موسیٰ دانی شریف سب تحصیل حضرو ضلع اٹک والوں کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور یاد خدا میں مصروف ہو گئے۔ ہر وقت ذکر خدا آپ کی زبان پر جاری رہتا سینے میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا تھا۔

تمام عمر شریعت و طریقت کے مطابق گذاری کوئی کام بھی پوری زندگی میں خلاف شریعت نہ کیا نماز پنجگانہ تہجد اور دیگر نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے۔

آپ انتہائی درجہ کے نیک صالح پارسا متقی و پرہیز گار تھے مخلوق خدا کی تربیت اسطرح فرماتے تھے کہ جو بھی آپ کی خدمت میں آتا گناہوں سے توبہ کر کے خدا کی بارگاہ میں جھک جاتا آپ کی زبان اور کلام میں اس قدر لذت اور شیریں تھی کہ زبان ترجمان سے جو بھی کلمہ نکلتا وہ سامعین کے دل پر اثر کرتا اور اس کی کیفیت بدل جاتی تھی۔ آپ نے بگھار شریف جیسے پسماندہ اور دور دراز علاقہ میں دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ادا کر دیا اور ہزاروں گمراہوں کو راہ ہدایت عطا فرمائی۔ سینکڑوں بے نمازوں کو نمازی بنایا آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ آپ نے تمام عمر میں کوئی بھی کام شریعت کے خلاف نہیں کیا۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال انیسویں صدی ہجری کے آخر میں ہوا آپ کے بڑے صاحبزادے

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ عبدالرحمٰن علیہ الرحمۃ۔ جنہوں نے اپنے والد گرامی کے علاوہ ان کے پیرومرشد حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی اور حضرت خواجہ سراج الدین موسیٰ زئی شریعت حضرو والوں سے بھی اکتساب فیض کیا تھا وہ سجادہ نشین مقرر ہوئے مگر ۱۹۴۳ء میں ان کا بھی وصال ہوگیا۔ بعد ازاں حسب وصیت آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد یعقوب سجادہ نشین مقرر ہوئے مگر ان کا بھی ۱۹۹۰ء میں وصال ہوگیا ہے۔ اب ان کی جگہ پر سجادہ نشین پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین مقرر ہوئے اور سلسلہ عالیہ کو چلا رہے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت پیر سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

امام العارفین زبدۃ السالکین برہان الواصلین دلبند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فخر ہمدان جناب حضرت پیر سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر سید گلاب علیہ الرحمۃ کے گھر جھنڈ وسیداں چکری روڈ تحصیل وضلع راولپنڈی میں آپ کی ولادت ہوئی۔

آپ کے آباؤاجداد سری نگر آزاد کشمیر سے ہجرت کر کے جھنڈ وسیداں آکر آباد ہوئے اور اسی جگہ کو ہدایت خلق اللہ کے لئے مرجع بنایا خاندان کے دیگر بزرگوں کے مزارات آج بھی جھنڈو سیداں میں مرجع خاص و عام ہیں۔ آپ حضرت شاہ ہمدان علیہ الرحمۃ جن کا مزار نو آزاد اور ریاستوں میں سے تاجکستان میں واقع ہے جہاں پر خلق خدا آج بھی ان کے فیضان سے مستفید ہو رہی ہے۔

ہمدانی سادات کی جھنڈ وسیداں سے بھنگالی ہجرت کا سبب:

آپ کے خاندان کے دو سید زادے اپنے آبائی علاقہ سرینگر جانے کے لئے جھنڈو وسیداں سے نکلے اور چلتے چلتے بھنگالی گجر پہنچے تو رات ہوگئی تھی۔ اس لئے دونوں نو عمر سید زادوں نے سفر موقوف کیا اور رات بھنگالی گجر کی مسجد میں قیام کیا چونکہ سخت سردی کا موسم تھا۔ دونوں سید زادے ایک مصلے کو اپنے اوپر اوڑھ کر مسجد میں لیٹے رہے۔ پچھلی رات کو گاؤں کی گجر برادی کے ایک بزرگ چوہدری گلاب خان نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے جب مسجد میں تشریف لائے تو انہیں محسوس ہوا کہ مسجد میں کوئی اور بھی ہے انہوں نے آواز دے کر پوچھا کہ مسجد میں کون ہے مگر جواب ملا تو بغور دیکھا کہ ایک مصلے کے نیچے دو خوبصورت شہزادے ہیں۔ قریب آکر پوچھنے لگا کون لوگ ہیں۔ آپ تو شہزادوں نے جواب کہ جھنڈ وسیداں کے سید خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ اتنا سننا تھا کہ فوراً دونوں کو لے کر گھر پہنچا ان میں سے ایک کا نام نامی اسم گرامی سید نواب علی شاہ ہمدانی اور دوسرے کا نام سید علی ہمدانی تھا۔ گھر پہنچ کر چوہدری گلاب خان نے اپنے اہل وعیال سے کہا کہ آج قسمت جاگی ہے کہ ہمارے گھر شاہ ہمدان کے خاندان کے دو سید زادے مہمان ہیں ان کی خوب خاطر و مدارت کی جائے کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔

Marfat.com
Marfat.com

اس کے بعد اُس نے جھنڈ وسیداں میں آپ کے والد بزرگوار حضرت پیر سید عبداللہ شاہ ہمدانی علیہ الرحمۃ کو اطلاع کی جب آپ کے والد گرامی نے آپ کی خریت کی خبر سنی تو فوراً خدا کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اے بھنگالی والوں تمہاری طرف سے خوشبوئیں آتی رہیں۔ آپ وہاں سے بھنگالی پہنچے اور دونوں شہزادوں کو لے کر واپس جھنڈ وآ گئے۔

مگر کچھ ہی دن گذرے تھے کہ چوہدری گلاب خان گاؤں کے چند افراد کے ہمراہ آپ کے والد گرامی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے دونوں شہزادے ہمیں دے دیئے جائیں۔ ہم ان کو لینے کے لئے آئے ہیں۔ یہ ہمیں دین کی تعلیم بھی دیں گے اور ہماری راہنمائی کے ساتھ ساتھ ہماری مسجد میں امام بھی رہیں گے۔ آپ کے والد گرامی نے ارشاد فرمایا کہ تھوڑا عرصہ انتظار کرلو بالغ ہونے دو اس کے بعد دونوں کو آپ کے گاؤں بھیج دیا جائے گا۔ یہ دونوں آپ کے ہی امانت ہیں چنانچہ جب حضرت سید علی شاہ ہمدانی اور حضرت سید نواب علی شاہ ہمدانی جب بالغ ہوئے تو آپ کے والد محترم جو کہ جناب پیر سید امام علی شاہ علیہ الرحمۃ کے دادا ہیں۔ نے آپ کو دعائیں دے کر بھنگالی کی طرف روانہ کیا۔

ادھر بھنگالی شریف میں آپ کی جلوہ گری ہوئی تو معلوم ہوا کہ خصوصی عقیدت ومحبت کرنے والا چوہدری گلاب خان بے اولاد ہے۔ آپ کے قدموں کی برکت سے خدا نے بابا چوہدری گلاب خان اولاد نرینہ بخشی بابا گلاب خان کی اولاد میں سے ان کے بیٹے ڈاکٹر حاجی قتعل خان جو کہ بھنگالی شریف کی جامع مسجد میں ۳۰ برس تک آذانیں دیتے رہے۔

بھنگالی شریف سے کولیاں حمید کی جانب فیضان ہمدانی کی منتقلی:

حضرت پیر سید نواب علی شاہ ہمدانی علیہ الرحمۃ درویش منش اور گوشہ نشین بزرگ تھے۔ آپ کے ہاں ایک بیٹا ہوا تھا جو جلد ہی اللہ کریم کو پیارا ہو گیا۔ جبکہ حضرت پیر سید علی شاہ ہمدانی علیہ الرحمۃ کے گھر خدا نے تین صاحبزادے عطا کیئے تھے۔ جن میں سید گلاب شاہ ہمدانی علیہ الرحمۃ کے گھر خدا نے تین صاحبزادے عطا کیئے تھے۔ جن میں سید گلاب شاہ ہمدانی بڑے صاحبزادے تھے اور اپنے اسلاف کی طرح بلند پایۂ عالم دین اور عارف کامل تھے۔ جب آپ جوان ہوئے تو تھانہ چونترہ کے نواحی گاؤں کولیاں حمید تحصیل وضلع راولپنڈی کے چند حضرات نے آکر حضرت سید عبد اللہ شاہ ہمدانی سے عرض کیا کہ حضور ہمیں اپنے گاؤں میں تبلیغ وامامت کے لئے اپنے بڑے صاحبزادے سید گلاب شاہ ہمدانی دے دیجئے۔ آپ نے بخوشی اجازت دی اور حضرت سید گلاب شاہ ہمدانی کولیاں حمید منتقل ہو کر ہدایت خلق اللہ میں مصروف ہو گئے اور سلسلہ طریقت و بیعت

Marfat.com
Marfat.com

جاری کیا دور دور سے لوگ آ کر اکتساب فیض کرتے رہے۔ آپ اپنے وقت کے صاحب کشف و کرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کو خدا نے پانچ صاحبزادے عطا فرمائے تھے۔ جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت سید پیر امام علی شاہ علیہ الرحمۃ (۲) حضرت پیر سید احمد شاہ ہمدانی (۳) حضرت پیر سید چن شاہ ہمدانی علیہ الرحمۃ (۴) حضرت پیر سید علی قدر شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت پیر سید طالب حسین رحمۃ اللہ علیہ

بھنگالی شریف منبع فیوض و برکات:

حضرت پیر سید علی شاہ ہمدانی کے وصال باکمال کے بعد بھنگالی شریف کی گجر برادری کے سرکردہ افراد آپ کے والد گرامی سید گلاب شاہ ہمدانی علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ آپ اپنے بڑے صاحبزادے حضرت پیر سید امام علی شاہ کو ہمارے ساتھ بھنگالی شریف بھیج دیں تاکہ مسجد کی امامت اور سلسلہ طریقت میں بیعت و ارشاد کا سلسلہ قائم اور جاری و ساری رہے۔

آپ کے والد گرامی نے لوگوں کے بار بار اصرار پر اپنے دو صاحبزادے حضرت پیر سید امام علی شاہ ہمدانی اور حضرت پیر سید طالب حسین شاہ ہمدانی علیہم الرحمۃ کو ان کے ہمراہ بھنگالی شریف بھیج دیا۔ چنانچہ بھنگالی شریف پہنچنے کے بعد چوہدری سید حسن مرحوم کے گھرانے نے آپ کی بھرپور انداز میں خدمت گذاری کی اور مہمان نوازی کا حق ادا کر دیا۔

چوہدری سید حسن مرحوم چونکہ آپ کے ہم عصر اور مکتب میں ہم سبق تھے اکٹھے تعلیم حاصل کی اسی طرح چوہدری صاحب مذکور نے بہت سے دینی مدرس میں آپ کے ہمراہ ہی تعلیم حاصل کی اور اکٹھے وقت گذارا۔ اس سے آپ کے ساتھ خصوصی عقیدت و محبت تھی اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت بھی تھے۔ چوہدری سید حسن کی اولاد (آج بھی بھنگالی میں موجود ہے۔ اُن کے تین فرزندوں میں سے سب سے بڑے فرزند چوہدری اللہ داد خان تادم تحریر زندہ ہیں۔

بیعت و خلافت:

آپ حضرت غوث زماں خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر فیض یاب ہوئے۔

Marfat.com
Marfat.com

سیرت و کردار:

آپ اعلیٰ درجہ کے متقی و پرہیز گار نیک، پارسا، عبادت و ریاضت میں یکتائے روزگار تھے۔ نماز پنجگانہ اور تہجد کے علاوہ دیگر نوافل کا کثرت سے اہتمام فرماتے تھے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے اخلاق کے مالک سیرت و صورت میں یکتا اور مہمان نوازی کے لئے دستر خوان ہمیشہ وسیع اور دراز رہا۔ اپنے اور اپنی اولاد کے لئے رزق حلال خود روزی کما کر کھاتے تھے۔ تمام عمر پلٹن میں ملازم رہے اور جب ملازمت سے چھٹی پر بھنگالی شریف تشریف لاتے تو سکھو ریلوے اسٹیشن پر لوگوں کا اژدھام استقبال کے لئے موجود ہوتا تھا۔ گاؤں کے بچے بچیاں خصوصی طور پر جمع ہوتے آپ ان کو چیز کھانے کے لئے چاندی کا ایک ایک روپیہ عنایت فرماتے تھے۔ آپ نے فوج کی ملازمت ہو بھنگالی شریف کا آستانہ تمام عمر خدا کی یاد اور ذکر میں گذاری شب بیداری آپ کا معمول تھا تبلیغ اسلام اس انداز سے فرماتے تھے کہ آنے والا اور آپ کی بات سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا تھا۔ ہزاروں غیر مسلم آپ کے دست حق پرست پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے۔

اولاد و امجاد:

آپ کو خدا نے چار صاحبزادے عطا فرمائے تھے جن میں بڑے صاحبزادے جناب پیر طریقت سید محبت علی شاہ ہمدانی علیہ الرحمۃ بلند پایہ عالم دین اور آپ کے خلیفہ مجاز تھے وہ آپ کی جگہ پر بلوچ رجمنٹ میں پچیس سال تک خطیب رہے۔ بعد ازاں گھر واپس تشریف لا کر ہدایت خلق خدا میں مصروف رہے تقریباً ۱۹۹۶ء میں آپ کا انتقال ہو گیا ہے۔

آپ کے دوسرے صاحبزادے پیر طریقت غوث زماں حضرت پیر سید عبداللہ شاہ ہمدانی علیہ الرحمۃ قطب وقت اور شریعت و طریقت میں بے مثل و بے نظیر تھے۔ تمام عمر دنیا اور دنیا داروں سے کنارہ کش رہے آپ کے دست حق پرست پر ۲۶ لاکھ مرد اور ۵۳ ہزار خواتین بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت پیر عبداللہ شاہ ہمدانی کو دیکھنے کے بعد قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی ان کا وصال بھی ۲۵ ستمبر ۱۹۸۸ء کو ۶۳ برس کی عمر میں ہو چکا ہے۔ مزار شریف بھنگالی شریف میں واقع ہے۔ آپ کے تیسرے صاحبزادے حضرت پیر سید سلطان علی شاہ مدظلہ العالی جو کہ ایک بلند پایہ عالم اور شیخ طریقت ہیں۔ فوج میں سروس کے دوران ایک ایکسیڈنٹ میں آپ کی لات کٹ گئی تھی۔ پنشن لے کر واپس بھنگالی شریف تشریف لائے تمام رقم ایک دینی مدرسہ بنانے کے لئے وقف کر دی اور اس نیک مقصد کے لئے اپنی حویلی اور ساتھ ہی کچھ رقبہ تقریباً ایک ایکٹر کے قریب

Marfat.com
Marfat.com

قطعہ اراضی وقف کر کے اس وقت بچوں کے لئے الگ اور خواتین کے لئے الگ بلڈنگ پر مشتمل ہدو دارلعلوم چلا رہے ہیں۔ سینکڑوں طلباء اور طالبات دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم حاصل کر کے فارغ ہو چکے ہیں۔ آپ انتہائی ملنسار مہمان نواز خوش اخلاق اور مسلک اہل سنت کے لئے اپنے دل میں تڑپ رکھتے ہیں مسلک کے فروغ اور اپنے بزرگوں کے سلسلہ کی اشاعت کے لئے ہمہ وقت مصروف عمل رہتے ہیں آپ کی تمام عمر دین اسلام اور مسلک اہل سنت کی خدمت میں گذری ہے۔ آپ کے چوتھے صاحبزادے جناب سید اقدار حسین شاہ ہمدانی صاحب عرب شریف میں اپنا کاروبار کرتے ہیں۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال بھنگالی شریف میں ہوا۔ مزار فیض آثار موضع بھنگالی شریف چکوال روڈ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں موجع خاص وعام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے دربار عالیہ پر حاضری کی سعادت حاصل رہی ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

باب چہارم

سلسلہ عالیہ چشتیہ

کے بزرگان کے حالات وواقعات پر

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ

خواجہ من قبلہ من دین من ایمان من من باقربانت شوم اے یوسف کنعانِ من
اے شہنشاہِ ولایت خواجہٗ ہندالولی یک نگاہِ گاہِ گاہِ ازطفیل پنجتن
سجدہ گاہِ عاشقاں نت بر آستانِ پاک تو
گفت محبوب الٰہی خواجہ پاک و پٹن

تعارف:

حضرت خواجہ خواجگان فخر کون و مکان حضرت خواجہ سیّد معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کا اسمِ گرامی معین الدین حسن ہے۔ نام کے علاوہ آپ کو بہت سے القاب بھی عطا ہوئے جن میں معین الحق محبوب خدا عاشقِ ذات الٰہ حجت الاولیاء سراج اولیاء زبدۃ العرفاء شمس الاصفیاء، فخر الکاملین عارف باللہ، مظہر انوار مقتدائے دین، قطب الاقطاب، غوث المشائخ، ہندالولی، سلطان الہند عطائے رسول، نائب النبی، اعظم السادات، سلطان العاشقین، منہاج المتقین، حاجی الحرمین، سپہ سالار، شاہ سوار، قاتل کفار، قطب المشائخ، خواجہ غریب نواز، خواجہ سید معین الدین چشتی سنجری اجمیری کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نجیب الطرفین سیّد ہیں۔ اسی واسطے آپ کو جگر گوشۂ رسولؐ اور نور دیدۂ بتول کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سیّد غیاث الدین حسن تھا جو ایک نیک متقی اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ اور ہر طبقہ کے لوگوں میں نہایت عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ سنجر کے روساء میں شمار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس قدر انعام و اکرام فرمایا تھا۔ اِسی قدر حضرت غیاث الدین سنجری بھی سخی اور نیک دل تھے۔ اِسی طرح حضرت خواجہ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی ماہ نور بھی ایک عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں جو نہایت خدا ترس اور مخیرؔ تھیں آپ کی کنیت ام الورع اولقب بی بی الملکہ تھا بی بی ماہ نور کا وطن اصفہان تھا۔ حضرت خواجہ غریب نواز کے وطن کے بارے میں پانچ مختلف روایات ہیں ان میں ایک روایت کے مطابق آپ کا وطن بحستان دوسری روایت کے مطابق دار بحناں اور تیسری کے مطابق اصفہان اور سنجرستان اور سیستان بیان کیا گیا ہے۔ کثرت آراسیتان اور بحستان کے حق میں ہے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ ہندوستان اور پاکستان کے عوام میں

Marfat.com
Marfat.com

سنجری اور چشتی اور اجمیری کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا اجمیری کہلایا جانا تو اس سبب سے ہے۔ کہ آپ کی عمر عزیز کے چالیس برس اجمیر میں گزرے لیکن چشتی مشہور ہونے کا سبب یہ ہے کہ آپ کے پیر طریقت حضرت خواجہ عثمان ہارنی رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کے بزرگ تھے۔ چشت نگر ہرات کے قریب ایک قصبہ ہے۔ موجودہ جغرافیہ اور نقشہ میں اس مقام کا نام اب شافلان لکھا جاتا ہے۔

اس سلسلہ کا نام چشتی کیوں مشہور ہوا اس کے متعلق دو روایتیں موجود ہیں۔ اول یہ کہ خواجہ ابو اسحاق چشتیؒ جو چھ واسطوں سے خواجہ عثمان اور سات واسطوں سے خواجہ غریب نوازؒ کے پیر طریقت ہیں۔ قصبہ چشت کے رہنے والے تھے دوسری روایت یہ ہے کہ ایران اور افغانستان کے بعض علاقوں میں طلوع اسلام کے بعد بھی آتش پرستی جاری تھی۔

چنانچہ بعض اہل اللہ نے آتش پرستوں کی اپنی طرف توجہ مبذول کر کے انہیں گمراہی سے نکال کر دین حق کی طرف راغب کیا۔

چنانچہ وہ لوگ مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ یہ لوگ اپنے شیوخ کو جن کی بدولت انہیں ہدایت نصیب ہوئی۔ از راہ احترام چشتی کہنے لگے لفظ چشتی آتش پرستوں کے معبود کا اسم صفت ہے۔ اور اس کے معنی ہیں عرفان الہٰی۔ چنانچہ اسی نسبت سے اس سلسلہ کے بزرگ اور مرید بھی چشتی کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

ولادت باسعادت:

حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی ولادت کے متعلق دو روایتیں موجود ہیں۔ اوّل یہ کہ آپ ۵۳۰ھ میں تولد ہوئے دوسری روایت کے مطابق ۵۳۵ھ میں تولد ہوئے جب کہ بہت سے مصنفین کی کثرت دوسری روایت کے حق میں ہے۔ اس کے مطابق آپ ۱۴ رجب المرجب ۵۳۵ھ پیر کے روز صبح صادق کے وقت بمقام سنجر کتم عدم سے مسند شہود پر جلوہ گر ہوئے۔

ابتدائی حالات زندگی:

بچپن کا زمانہ آپ نے اپنے والدین کے زیر عاطفت گزارا چونکہ وہ دولت دین وفقہ سے مالا مال تھے جب حضرت خواجہ غریب نواز کی عمر گیارہ اور بعض روایات کے مطابق پندرہ برس کی ہوئی تو آپ کے والد بزرگوار سیّد غیاث الدین حسنؒ کا وصال ہو گیا۔ اس طرح آپ سن شعور کو پہنچنے سے پہلے ہی سایہ پدری سے محروم ہو گئے۔ ایک روایت کے مطابق آشوب روز اور انقلاب حکومت کی وجہ سے سیّد غیاث الدین حسنؒ اپنے اہل واعیال کے ہمراہ عراق کو ہجرت کر گئے تھے جہاں حالات

Marfat.com
Marfat.com

نسبتاً پُرسکون تھے عراق ہی میں آپکے والدؒ کا انتقال ہوا۔ اور وہیں مدفون ہوئے اور خواجہ اجمیریؒ والد بزرگوار کے وصال کے بعد اپنی والدہ اور دو بھائیوں کے ہمراہ واپس وطن تشریف لائے۔ لیکن دوسری روایتوں کے مطابق سیّد غیاث الدین حسنؒ نے سنجر ہی میں وفات پائی واللہ اعلم بالصواب۔

آمد اجمیر:

آپ پتھورارائے کے دورِ حکومت میں اجمیر (ہندوستان) تشریف لائے اور عبادت الٰہی میں مشغول ہوگئے۔ پتھورارائے اُس زمانے میں اجمیر ہی میں مقیم تھا۔ ایک روز اُس نے آپ کے ایک مسلمان عقیدت مند کو کسی وجہ سے ستایا وہ بے چارا آپ کے پاس فریاد لے کر پہنچا آپ نے اُس کی سفارش میں پتھورارائے کے پاس پیغام بھیجا۔ لیکن اُس نے آپ کی سفارش قبول نہ کی۔ اور کہنے لگا کہ یہ شخص یہاں آ کر بیٹھ گیا ہے۔ اور غیب کی باتیں کرتا ہے۔ جب حضرت خواجہ اجمیری کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے پتھورارائے کو زندہ گرفتار کر کے لشکر اسلام کے حوالے کر دیا۔ اسی زمانے میں سلطان معز الدین سام عرف شہاب الدین غوری کی فوج غزنی سے اجمیر پہنچی پتھورا لشکر اسلام سے مقابلہ کے لئے آیا سلطان معز الدین کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا اسی تاریخ سے اس ملک میں اسلام پھیلا اور کفر کی جڑ کٹ گئی۔

بیعت و خلافت:

حضرت خواجہ غریب نواز ۵۵۲ھ میں ہارون پہنچے خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ نے پہلی نظر ہی میں بھانپ لیا کہ اس نوجوان کی پیشانی میں نورِ ولایت چمک رہا ہے۔ اور اس کو ایک دن آسمان ولایت پر آفتاب بن کر چمکنا ہے۔

چنانچہ انہوں نے فوراً خواجہ غریب نواز کو اپنے حلقہ ارادت میں لینے کا ارادہ کر لیا ایک روایت کے مطابق حضرت خواجہ کی بیعت ہرون میں ہوئی اور دوسری روایات کے مطابق بغداد کی جامع مسجد میں ہوئی اس بیعت کا حال آپ نے خود اس طرح بیان کیا ہے۔ یہ فقیر بغداد میں خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کی مسجد میں حضرت خواجہ عثمان علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر تھا اُس مجلس میں بہت سے درویش حاضر تھے۔ فقیر نے جونہی بیعت کا ارادہ کیا حضرت نے فرمایا وضو کرو اور دو رکعت نماز ادا کرو اکیس بار درود شریف پڑھو فقیر نے تعمیل کی پھر حضرت نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور فقیر کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

تیرا بخدا رسانیدم و مقبول حضرت او گردانیدم

Marfat.com
Marfat.com

اس کے بعد حضرت نے عاجز کے سر کے بال تراشے اور کلاچہادرتر کی فقیر کے سر پر رکھی پھر اپنا گلیم خاص مرحمت فرمایا اور حکم دیا ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ عاجز نے حکم کی تعمیل کی پھر فرمایا اب جا اور آج کا دن اور آج کی رات مجاہدہ کر فقیر نے ایک دن اور ایک رات یادالٰہی میں بسر کی پھر حاضر ہوا تو فرمایا بیٹھ جاؤ عاجز بیٹھ گیا تو فرمایا اوپر دیکھو اور بتا تو کہاں تک دیکھ سکتا ہے۔ فقیر نے اوپر دیکھ کر عرض کیا عرش معلیٰ تک نگاہ جاتی ہے۔ پھر فرمایا نیچے دیکھ کہاں تک نگاہ کام کرتی ہے۔ فقیر نے عرض کیا تحت الثریٰ تک سب کچھ عاجز کے سامنے ہے۔ پھر فرمایا ہزار بار سورہ اخلاص پڑھو فقیر جب اس سے فارغ ہوا تو حکم ہوا۔ اب اوپر دیکھ کہا تک نظر جاتی ہے فقیر نے اوپر دیکھ کر عرض کیا حجاب عظمت تک سب کچھ عاجز کے سامنے موجود ہے۔ پھر فرمایا اپنی آنکھیں بند کرلو۔ فقیر نے آنکھیں بند کر لیں پھر ارشاد ہوا اب کھول دے فقیر نے ایسا ہی کیا۔ اب حضرت نے اپنی دو انگلیاں کھول کر فرمایا کہ ان میں سے تجھے کہاں تک نظر آتا ہے۔ فقیر عرض پیرا ہوا کہ اٹھارہ ہزار عالم دکھائی دے رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا بس اب تیرا کام پورا ہو گیا یعنی تو مرتبہ کمال کو پہنچ گیا پھر آپ نے قریب پڑی ہوئی ایک اینٹ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اسے اٹھا فقیر نے اینٹ اٹھائی تو اس کے نیچے کچھ دینار پائے حکم ہوا یہ دینار اٹھا کر فقیروں پر صدقہ کردے۔ فقیر نے حکم کی تعمیل کی۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ بیعت کرتے ہی مرشد کامل نے آپ کو اپنے فیوض روحانی سے مالا مال کر دیا اور آناً فاناً تمام مدارج سلوک طے کرا کر مرتبہ کمال کو پہنچا دیا۔ اس کی وجہ بظاہر یہی معلوم ہوتی ہے کہ خواجہ غریب نواز پیدائشی ولی تھے اور مرشد کامل نے پہلی نگاہ میں ہی آپ کی صلاحیتوں کا اندازہ لگا لیا تھا۔

تعلیمات:

آپ فرماتے ہیں کہ عاشق کا دل محبت کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ لہٰذا جو کچھ بھی اس دل میں آئے گا جل جائے گا۔ اور نابود ہو جائے گا کیونکہ آتش محبت سے زیادہ تیزی کسی آگ میں نہیں۔

نمبر۲:

آپ فرماتے ہیں کہ بہتی ندیوں کا شور سنو کس طرح شور کرتی ہیں۔ لیکن جب سمندر میں پہنچتی ہیں بالکل خاموش ہو جاتی ہیں۔

نمبر۳:

آپ فرماتے ہیں کہ جس شخص میں تین باتیں ہوں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ اُسے دوست رکھتا

Marfat.com
Marfat.com

ہے۔اول سمندر جیسی سخاوت دوم آفتاب جیسی شفقت سوم زمین جیسی تواضع۔

علم مرتبت:

حضرت خواجہ غریب نواز کے علوم مرتبت کا اندازہ تو صرف اسی بات سے کیا جا سکتا ہے کہ آپ کو دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے قطب المشائخ کا لقب عطا ہوا۔اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہندوستان کا روحانی بادشاہ مقرر کیا۔جس ہستی کو آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نظر کرم سے نوازیں اس کی جلالت وعظمت اور رفعت کا کیا ٹھکانہ۔یہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فیضان نظر تھا کہ خواجہ غریب غریب نوازؒ کے بعد تمام اولیاء اور علماء نے آپ کی عظمت وجلالت کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کیا اور آپ کو بڑے رفیع الشان القاب وخطابات سے یاد کیا۔مثلاً سلطان السالکین قطب الاقطاب زبدۃ المشائخ سرحلقہ مشائخ کبار وغیرہ۔

ہندوستان میں برطانوی دور حکومت کے ایک وائسرائے لارڈ کرزن کہا کرتے تھے کہ میں نے اپنی زندگی میں دو بزرگ ایسے دیکھے ہیں جو اپنی وفات کے بعد بھی لوگوں پر اس طرح حکومت کر رہے ہیں۔گویا بہ نفس نفیس ان کے درمیان موجود ہیں ان میں ایک خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دوسرے شہنشاہ اورنگزیب عالمگیرؒ لارٹ کرزن نے ان دونوں عظیم المرتبت ہستیوں کی رفعت شاہ کا واقعی صحیح اندازہ لگایا لیکن حضرت خواجہ اجمیریؒ کا تو یہ مقام ہے کہ شہنشاہ عالمگیرؒ نے بھی آپ کے آستانہ مبارک پر کئی مرتبہ حاضری دی۔

ترکشِ مارا خنگ آفریں:

شہنشاہ عالمگیر نے ہی نہیں بلکہ ان کے علاوہ ہر دور کے سلاطین، امراء، وحکام نے اس آستانہ عالیہ پر حاضری دی جن میں سلطان جلال الدین خلجی شہنشاہ جلال الدین اکبر اور شاہ جہاں۔جہاں آرا بیگم نسبت شاہ جہان انگریز حکام۔شاہ افغانستان حبیب اللہ خان اور ہندوستان کے سابق والیان ریاست اور عوامی سیاسی اور مذہبی رہنما حضرت خواجہ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دیتے رہے۔

کشف وکرامات:

اجمیر شریف میں جب خواجہ غریب نواز نے اناساگر کے کنارے قیام فرمایا تو ہندوؤں نے بہت برا مانا حضرت کے کچھ ساتھیوں نے تالاب میں نہانا چاہا یا استعمال کے لئے پانی لینا چاہا تو ہندوؤں نے انہیں دھکے دے کر گھاٹ سے اتار دیا۔ان لوگوں نے حضرت خواجہؒ سے اس واقعہ کا

Marfat.com
Marfat.com

ذکر کیا چنانچہ آپ نے اپنے ایک مرید کو اپنا کوزہ دیکر فرمایا کہ جاؤ انا ساگر سے پانی بھر لاؤ۔ کہتے ہیں کہ اُس نے جب کوزہ تالاب میں ڈالا تو انا ساگر کا سارا پانی اس کوزے میں کھینچ آیا اور تالاب خشک ہو گیا۔

بعض روایتوں کے مطابق اجمیر کے تمام کنویں اور تالاب خشک ہو گئے پانی خشک ہونے کی بنا پر شہر میں کہرام مچ گیا بالآخر شہر کے معززین کا ایک وفد حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے استدعا کی کہ پانی کی نایابی کی وجہ سے مخلوق خدا تڑپ رہی ہے۔ آپ اسے پھر سے جاری کر دیں اور آئندہ آپ کے ساتھیوں پر کوئی زیادتی نہ کی جائے گی۔

چنانچہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مرید کو حکم دیا کہ پانی کا کوزہ انا ساگر میں ڈال دو۔ اس نے جونہی کوزہ وہاں الٹا تالاب پہلے کی طرح لبالب بھر گیا اور سارے شہر میں پانی کی فراوانی ہو گئی۔

کرامت ۲:

قیام اجمیر کے ابتدائی دور میں راجہ پرتھوی راج اور اس کے حکام نے ایک دفعہ بغرض شرارت ایک مست ہاتھی آپ کے حلقہ کی جانب چھوڑ دیا جونہی یہ مست ہاتھی آپ کے پاس پہنچا آپ نے زمین سے تھوڑی سی خاک اٹھا کر اس ہاتھی کی طرف پھینکی دیکھتے ہی دیکھتے قدرت الٰہی سے وہ ہاتھی پتھر کا ہو گیا اور آج تک اجمیر میں موجود ہے۔

کرامت ۳:

جن دنوں خواجہ صاحبؒ سمرقند میں مقیم تھے ایک دن خواجہ ابواللیث سمرقند علیہ الرحمۃ کے مکان سے متصل مسجد پر ایک شخص نے اعتراض کر دیا کہ اس کی قبلہ کی سمت غلط ہے۔ حضرت خواجہ بھی اس مسجد میں نماز ادا فرماتے تھے۔ آپ نے اُس شخص کو سمجھایا کہ اس کی سمت قبلہ درست ہے۔ مگر وہ نہ مانا یکا یک حضرت نے اس کی گردن پکڑ کر فرمایا سامنے دیکھ اس نے سامنے دیکھا تو بیت اللہ شریف عین سامنے نظر آیا۔

کرامت ۴:

ایک دن خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیر رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مرید روتا ہوا آیا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حاکم شہر نے مجھے بلاوجہ شہر سے نکل جانے کا حکم دے دیا ہے۔ اور میں بہت پریشان ہوں حضرتؒ نے فرمایا نہ میں حاکم شہر کو جانتا ہوں نہ مجھے یہ علم ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

اس کی تمہارے ساتھ کیا دشمنی ہے۔ مگر مجھے خبر دی گئی ہے کہ اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔ چنانچہ وہ جب اپنے شہر واپس پہنچا تو شہر سے باہر ہی سن لیا کہ حاکم شہر گھوڑے سے گر کر مر گیا ہے۔

امت ۵:

منقول ہے کہ دوران سیاحت حضرت خواجہ غریب نواز کا گزر علاقہ غور سے ہوا شیخ شہاب ین سہروردی اور حضرت شیخ اوحدالدین کرمانی بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ اچانک آپ کی نظر ایک جوان پر پڑی جو تیر کمان لئے ہوئے ہے۔ آپ کے سامنے سے گزرا آپ نے اُس نوجوان ے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے۔ اُس نے نہایت ادب سے جواب دیا شہاب الدین۔ حضرت نے مایا یہ نوجوان ایک دن دہلی کا بادشاہ ہوگا تاریخ شاہد ہے۔ حضرت کی پیشگوئی سچ ثابت ہوئی۔

تصرات:

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کے خوارق وکرامات اگر نصیل سے لکھے جائیں تو اس کے لئے ایک دفتر درکار ہوگا یہ چند ایک کرامتیں تحریر کی ہیں اور ان ے علاوہ حضرت کی چند مشہور کراماتوں کو مختصر طریقے سے پیش کر رہا ہوں۔ ویسے تو حضرت خواجہ ماحبؒ کی ہر بات ہر ادا ہی کرامت تھی دوران سیاحت سبزوار کا حاکم آپ کے ہاتھ پر تائب ہوا ور آپ کی ایک نگاہِ کرم سے اس کی زندگی میں انقلاب پیدا ہوگیا۔ آپ کے فیض صحبت سے ایک ن وہ ولایت کے درجے پر پہنچا۔

نمبر۲:

مولانا ضیاءالدین فلسفی کے دل سے تمام فلسفیانہ خیالات آپ کی نگاہ فیض اثر سے دور ہوگئے۔

نمبر۳:

آپ کے قیام دہلی کے دوران میں ایک شخص قتل کے ارادے سے آپ کی مجلس میں آیا آپ کو بذریعہ کشف اُس کے ارادے کی خبر ہوگئی۔ چنانچہ آپ نے اس کو اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ جس ارادے سے آئے ہو اپنا کام سرانجام دو وہ شخص آپ کے قدموں میں گر پڑا اور معافی کا خواستگار ہوا۔

نمبر۴:

اجمیر میں راجہ کے اونٹ زمین سے اٹھنے کی طاقت سے محروم ہوگئے۔ جب تک حضرت

Marfat.com
Marfat.com

خواجہ نے ان کے لئے دعا نہ مانگی وہ زمین سے ہل نہ سکے۔

نمبر ۵:

رام دیو مہنت پر آپ کی ایک نگاہ نے یہ اثر کیا کہ وہ اپنا آبائی دھرم ترک کر کے آنا فانا اسی حلقہ اسلام ہو گیا۔

نمبر ۶:

جے پال جوگی اور اس کی تمام ساحرانہ قوتیں حضرت خواجہ کے سامنے سرنگوں ہو گئیں اور وہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

نمبر ۷:

راجہ پرتھوی راج کے زوال کی آپ نے جو پیشگوئی فرمائی وہ حرف بہ حرف پوری ہوئی۔

حضور خواجہ غریب نواز کا شجرہ نسب

مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام سیّد زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیّدنا امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیّدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیّد ادریس رحمتہ اللہ علیہ

حضرت سیّد خواجہ ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ

حضر خواجہ سیّد محمد عزیز رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ سیّد طاہر رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ سیّد احمد حسین رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ سیّد کمال الدین رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ سیّد غیاث الدین رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ سیّد معین الدین حسن سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com
Marfat.com

وصال:

وصال کی شب آپ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنے حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور دروازہ اندر سے بند کرلیا حجرہ کے باہر اہل خانقاہ کو رات بھر اندر سے زور زور سے پیر پٹکنے کی آواز آتی اس کی کیفیت حالت وجد میں پیر پٹکنے کی مانند تھی خدام نے یہی سمجھا کہ حضرتؒ وجد کے عالم میں ہیں رات کے آخری حصے میں یہ آواز بند ہوگئی فجر کی نماز کے وقت خدام نے حجرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ لیکن اندر سے کوئی آواز نہ آئی کسی نہ کسی طرح دروازہ کھول کر داخل ہوکر دیکھا کہ آسمان ولایت کا درخشندہ ستارہ اپنے خالق حقیقی سے جاملا ہے۔ اور حجرہ کے در و دیوار شہادت دے رہے ہیں کہ **حَبِیْبُ اللّٰہ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہ** (یعنی خدا کا دوست خدا کی محبت یعنی رضائے دوست میں وصال کر گیا۔)

آپ نے ۱۰۴ برس اور بہ اختلافِ روایت سو برس یا ۹۷ برس کی عمر شریف میں چھ رجب المرجب بروز دوشنبہ ۶۳۳ھ کو وصال باکمال فرمایا مزار فیض پُر انوار اجمیر شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی حیاتِ طیبہ پر ایک تاریخی نظر

ولادت باسعادت	۵۳۵ھ باختلاف روایت
مقام ولادت	بمقام: سنجار، نزد اصفہان۔ ملک ایران
اسم گرامی	سیّد معین الدین حسنؒ
والدِ ماجد کا اسم گرامی	حضرت خواجہ غیاث الدینؒ
والدہ ماجدہ کا اسم گرامی	بی اُم الورعؒ
سایہ پدری سے محرومی	۵۴۴ھ
شیخ ابراہیم مجذوب سے ملاقات	۵۴۴ھ
علوم ظاہری کی تکمیل بمقام سمرقند و بخارا	۵۴۴ھ تا ۵۵۰ھ
آپ کے شہرہ آفاق اساتذہ۔ حضرت مولانا حسام الدین اور مولانا شرف الدینؒ	
حضور غوث پاکؓ سے ملاقات بمقام بغداد شریف	۵۵۰ھ
زیارت حرمین شریفین	۵۵۱ھ
حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے دستِ حق پرست پر بیعت بمقام ہارون	۵۵۲ھ
آغاز سفر بغداد تا ہندوستان	از ۵۵۷ھ تا ۵۶۱ھ
حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کے مزار پر چلہ کشی	۵۶۱ھ
مرشد کامل کے ہمراہ سفر حرمین شریفین	۵۶۳ھ
سرزمین اُوش پر آمد	۵۷۳ھ
سرزمین سنجار پر تشریف آوری	۵۸۰ھ
حضرت غوث پاک سے دوبارہ ملاقات	۵۸۰ھ
مسند سجادگی و جانشینی پر رونق افروزی	۵۸۲ھ

Marfat.com
Marfat.com

حضرت قطب عالم خواجہ قطب الدین کا بیعت ہونا	۵۸۲ھ بمقام اصفہان
خواجہ قطب کے ہمراہ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین اور بارگاہ رسالت سے ہند کی ولایت کا پروانہ عطا ہونا	۵۸۵ھ
غریب نواز کا حضرت خواجہ قطب کو خلافت سے نوازنا	۵۸۵ھ بمقام سمرقند
سرزمین اجمیر پر ورودِ مسعود بہ زمانہ پرتھوی راج	۵۸۶ھ
شہاب الدین غوری کی بارگاہ غریب نواز میں حاضری بمقام غزنین ۵۸۸ھ	
شہاب الدین غوری کا غریب نواز کے ہاتھ پر بیعت ہونا بمقام اجمیر ۵۸۹ھ	
سرزمین دہلی پر غریب نواز کی تشریف آوری	۶۱۱ھ
حضرت غریب نواز کا عقد مبارک ہمراہ بی بی امۃ اللہ	۵۹۰ھ
حضرت غریب نواز کا دوسرا عقد مبارک ہمراہ بی بی عصمۃ اللہ	۶۲۰ھ
آپ کے فرزند خواجہ فخر الدین کی ولادت باسعادت	۵۹۱ھ
آپ کے دیگر صاحبزدگان خواجہ حسام الدین ابو صالح ۔ خواجہ ضیاء الدین ابوسعید۔	
صاحبزادی بی بی حافظہ جمال	
وصال باکمال بمقام اجمیر شریف	۶۳۳ھ

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

زندۂ جاوداں زفیض عمیم کشتہ زخم خنجر تسلیم
کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں ازغیب جان دیگراست

سیر الاقطاب مونس الارواح۔ دلیل العارفین سراج الاولیاء، زبدۃ العرفاء عارف باللہ فخر الکاملین مظہر انوار قطب العارفین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ غریب نواز کے خلیفہ اعظم تھے۔ آپ ۱۷ برس کی عمر میں حضرت خواجہ غریب نواز کے دامنِ فیض سے وابستہ ہوئے اور زندگی کے آخری سانس تک تبلیغ و ہدایت کا مقدس کام اپنے مرشد کی ہدایت کے مطابق جاری رکھا اولیائے چشت میں آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ جیسے جلیل القدر بزرگ آپ کے دامن سے وابستہ تھے حضرت بختیار کاکیؒ چھٹی صدی ہجری کے وسط میں ماوراالنہر کے ایک قصبہ اوش میں پیدا ہوئے آپ کا اسم گرامی بختیار اور قطب الدین لقب تھا عام لوگوں میں خواجہ کاکی کے نام سے مشہور ہیں۔

تعلیم و تربیت:

حضرت خواجہ قطب الحق والدین بختیار کاکی اوشی رحمتہ اللہ علیہ ابھی ڈیڑھ برس کے تھے کہ آپ کے والد ماجد سیّد کمال الدین علیہ الرحمۃ کو خالق حقیقی کا بلاوہ آ گیا اور انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اب آپ کی پرورش کا سارا بوجھ آپ کی والدہ ماجدہ کے سر پر آ پڑا۔ انہوں نے نہایت محبت اور توجہ سے آپ کی پرورش کی۔ جب حضرت خواجہ بختیار کاکی کی عمر شریف پانچ برس ہوئی تو شفیق والدہ نے اپنے بچے کو ایک ہمدرد پڑوسی کے سپرد کیا اور اس سے درخواست کی کہ اسے کسی مکتب میں داخل کرا دو۔

چنانچہ وہ شخص آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے جا رہا تھا۔ کہ راستے میں ایک نورانی صورت بزرگ ملے۔ انہوں نے اس شخص سے پوچھا یہ بچہ کس کا ہے۔ اور تم اسے کہاں لے جا رہے ہو۔ اس نے جواب میں سارا حال بیان کر دیا۔ اس بزرگ نے فرمایا آؤ میں اس بچے کو ایک ایسے استاد کے پاس لے جاؤں گا جو اس بچے کو ایک لاثانی انسان بنا دے گا۔

Marfat.com
Marfat.com

چنانچہ وہ بزرگ ان کو ساتھ لے کر حضرت مولانا ابوحفص علیہ الرحمۃ کے مکان پر پہنچے مولانا ابوحفص ایک باکمال بزرگ تھے اور علوم ظاہری و باطنی پر کامل عبور رکھتے تھے۔ اُن بزرگ نے حضرت خواجہ کاکیؒ کا ہاتھ حضرت ابوحفص علیہ الرحمۃ کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا اے ابوحفص اس بچے کو خاص توجہ سے تعلیم دینا یہ ایک دن آسمان ولایت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے گا۔ اتنا کہہ کہ وہ بزرگ وہاں سے چلے گئے مولانا ابوحفص علیہ الرحمۃ نے خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھی سے پوچھا جانتے ہو یہ کون تھے۔ اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ ابوحفص علیہ الرحمۃ نے فرمایا یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے تم اب اطمینان سے گھر جاؤ انشاء اللہ اس بچے کی تعلیم میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جائے گا۔ اس پڑوسی نے واپس آ کر حضرت کی والدہ ماجدہ سے سارا قصبہ بیان کر دیا نہایت مسرور ہوئیں۔ مولانا ابوحفص علیہ الرحمۃ نے نہایت ہی خصوصی توجہ کے ساتھ حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کو تعلیم دی اور چند سالوں کے اندر اندر انہیں ایک جید عالم بنا دیا۔ ظاہری علوم کے علاوہ مولانا نے حضرت خواجہ کو باطنی علوم بھی پڑھائے یہی وجہ تھی کہ آپ بچپن ہی سے عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے تھے۔

بیعت وخلافت:

تقریباً سترہ برس کی عمر شریف میں حضرت خواجہ قطب الدین کاکیؒ خواجہ غریب نواز کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ یہ بیعت کہاں ہوئے اس کے متعلق دو روایتیں ہیں۔ پہلی روایت کے مطابق خواجہ غریب نوازؒ سیاحت کرتے کرتے خود ہی اوش پہنچ گئے اور خواجہ کاکی کو گھر بیٹھے گوہر مقصود ہاتھ آیا اور وہ خواجہ غریب نواز کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ دوسری روایت کے مطابق خواجہ کاکیؒ پیر کامل کی جستجو میں بغداد پہنچے اور وہاں ابواللیث سمرقندی کی مسجد میں شیخ شہاب الدین سہروردی شیخ برہان چشتی، شیخ اوحدالدین کرمانی، شیخ محمود اصفہانی اور شیخ داؤد کرمانی علیہم الرحمۃ کی موجودگی میں خواجہ غریب نواز کے ہاتھ پر بیعت کی اور اُن سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

ریاضت ومجاہدہ:

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ رات دن میں باختلاف روایت پچانوے یا ڈھائی سو رکعت نفل نماز ادا کرتے تھے۔ اور تین ہزار بار درود شریف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس پر بھیجتے تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا بیان ہے کہ قصبہ اوش کا ایک شخص جس کا نام رئیس تھا۔ جو حضرت خواجہ قطب صاحب کا مرید تھا ایک رات اُس نے خواب

Marfat.com
Marfat.com

میں دیکھا کہ ایک رفیع الشان قصر ہے۔ جس کے گرد لوگوں کا ہجوم تھا۔ ایک نورانی صورت بزرگ بار بار اس محل کے اندر جاتے ہیں۔ اور پھر باہر آ کر ان لوگوں میں سے کسی ایک سے ایک آدھ بات کرتے ہیں۔ رئیس مذکورہ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ جواب ملا کہ اس محل کے اندر رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم رونق افروز ہیں اور یہ بزرگ حضرت عبداللہؓ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیام اقدس ان لوگوں کو نام بہ نام پہنچا دیتے ہیں۔ اس رئیس نے موقع پا کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ بارگاہِ رسالت میں میری یہ التجا پہنچا دیجئے۔ کہ یہ عاجز بھی حضور کے دیدار کا مشتاق ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر گئے اور حضور کا یہ پیغام لائے کہ تمہارے لئے ابھی ہمارے زیارت کا وقت نہیں آیا تم جاؤ اور قطب الدین سے کہو جو تحفہ تم ہر شب ہمارے لئے بھیجا کرتے تھے۔ وہ تین شب سے ہمارے پاس نہیں پہنچا اس موقع پر رئیس کی آنکھ کھل گئی اور وہ سیدھا حضرت خواجہ قطب صاحب کے پاس پہنچا اور اپنے خواب کی کیفیت بیان کی۔ معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ صاحب نے شادی کی ہے۔ اور اسی وجہ سے تین شب سے معمول کے مطابق درود شریف نہیں پڑھ سکے۔

چنانچہ حضرت نے خواب کی کیفیت سن کر اُسی وقت بیوی کو طلاق دے دی اور علائق دنیاوی سے کنارہ کش ہو گئے۔ آپ دن رات عبادت و ریاضت میں مست تھے اوائل عمر میں تو غلبہ خواب سے کچھ سو بھی لیتے تھے مگر اس کے بعد رفتہ رفتہ آرام کرنا بالکل ترک کر دیا۔ آخری عمر میں تو دن رات ہی بیدار رہتے تھے بیس برس تک آپ نے زمین سے پیٹھ نہ لگائی ہر وقت عالم استغراق میں رہتے تھے۔ البتہ نماز کے وقت ہوشیار ہو جاتے تھے۔ نماز کے بعد تلاوت قرآن بھی کثرت سے کرتے تھے ہر وقت خلوت گزیں رہتے تھے۔ لوگوں سے کم ملتے تھے اگر کسی وقت بہت سے لوگ جمع ہو جاتے تو اُس وقت حجرہ سے باہر تشریف لاتے سب لوگوں کو ایک پیالہ پانی تقسیم فرمانے کے بعد کچھ پند و نصائح فرما کر واپس اپنے حجرہ میں جا کر مشاہدہ ربانی میں مشغول ہو جاتے۔

تعلیمات:

نمبر ۱: آپ فرماتے ہیں کہ اگر تجھے مردِ کامل بننے کی تمنا ہے۔ تو کم بول کم کھا کم سو اور لوگوں سے کم مل۔

نمبر ۲: جب بندا سراپا تقویٰ اور شریعت کا پابند ہو جاتا ہے۔ تب مقام طریقت پر آتا ہے۔ اس کے بعد معرفت حاصل ہوتی ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

نمبر۳: آپ فرماتے ہیں پیر یعنی شیخ میں اس قدر تصرف اور قوت باطنی ہونا ضروری ہے کہ مرید کے سینہ کو زنگ قبیحہ کینہ وحسد وغیرہ سے پاک کردے اور پاک کرکے خدا تک پہنچادے۔ اگر یہ قدرت نہ ہوتو پیر اور مرید دونوں غلطی پر ہیں۔

نمبر۴: فقیر کی یہ شان ہے کہ آرائش دنیا سے اپنے آپ کو پاک رکھے اور اللہ کے سوا کسی کو اپنے دل میں جگہ نہ دے۔

نمبر۵: درویش وہ ہے کہ کوئی اُس کے دَر سے خالی نہ جائے۔

نمبر۶: متوکل وہ ہے کہ رنج وراحت ہر حال میں راضی برضا رہے اور کسی سے شکایت نہ کرے۔

نمبر۷: جھوٹی قسم کھانے والا خانماں برباد ہوجاتا ہے۔

نمبر۸: جسے خدا سے محبت ہوتی ہے اسے فقیر سے وحشت نہیں ہوتی۔

نمبر۹: نیک کام سے بہتر نیکوں کی صحبت اور برے کام سے بدتر بروں کی صحبت ہے۔

نمبر۱۰: بھوکوں کو کھانا کھلانا غرباء کی حاجت روائی کرنا دردمندوں کی دستگیری کرنا ان سے بہتر کوئی عمل دوزخ سے بچنے کیلئے نہیں ہے۔

کشف وکرامت:

ایک دفعہ حضرت خواجہ قطب صاحب اور قاضی حمیدالدین ناگوری مولانا علاؤالدین کرمانی علیہم الرحمۃ اور کئی دوسرے بزرگ ایک مجلس میں جمع تھے۔ حج کے موضوع پر گفتگو ہورہی تھی کہ یکا یک خواجہ بختیار کاکی کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے اللہ کی رحمت بے حساب ہے وہ چاہے تو اپنے فضل سے اپنے بندوں کے پاس کعبہ شریف بھیج دے کہ اپنے مقام پر ہی طواف کر لیں حضرت قطب صاحبؒ کے اس ارشاد سے حاضرین پر از خود رفتگی کا عالم طاری ہوگیا اور پر نظر اٹھا کر دیکھا تو بیت اللہ شریف سامنے تھا سب نے طواف کیا اُس وقت غیب سے آواز آئی۔ عزیز و ہم نے تمہیں حج کا ثواب عطا کیا۔

کرامت۲:

ایران کا مشہور شاعر ناصری سلطان شمس الدین التمش کی داد و دہش کا شہرہ سن کر دہلی آیا دربار میں جانے سے پہلے حضرت خواجہؒ کے پاس حاضر ہوا۔ اور دعا کی درخواست کی حضرت نے فرمایا جاؤ اللہ سرخرو کرے گا ناصری خوش خوش دربار میں پہنچا اور سلطان کی شان میں ایک زوردار قصیدہ پڑھا

Marfat.com
Marfat.com

اتفاق سے بادشاہ کا دھیان کسی اور طرف چلا گیا۔ اُس نے قصیدہ پر توجہ نہ کی ناصری نے مایوسی کے عالم میں حضرت خواجہ کا کی کا تصور کیا۔ ادھر بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور حکم دیا شروع سے اپنا قصیدہ پڑھو اس نے دوبارہ شروع کیا۔ مطلع

اے فتنہ از نہیب توز نہار خواستہ

تیغ تو مال و فیل زکفار خواستہ

جب مقطع پر پہنچا تو بادشاہ نے قصیدہ دوبارہ پڑھوایا اور پھر پوچھا اس قصیدے میں کتنے ابیات ہیں ناصری نے عرض کیا۔ چھپن۔ دریادل بادشاہ نے اسے چھپن ہزار اشرفیاں دینے کا حکم دیا۔ ناصری کو اتنے بڑے انعام کی توقع نہ تھی۔ شاداں وفرحاں حضرت خواجہ کی خدمت میں پہنچا اور نصف اشرفیاں آپ کی نذر کرنے لگا آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اسے محبت سے رخصت کر دیا۔

کرامت ۳:

ایک مرتبہ آپ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ راستہ میں دریا آ گیا پار جانے کے لئے کوئی کشتی وغیرہ نہ تھی آپ نے سورۃ اخلاص پڑھ کر دریا کے پانی پر پھونک ماری اُسی وقت دریا میں راستہ بن گیا اور آپ بابا صاحب کے ہمراہ پار چلے گئے۔

وصال:

ایک روز شیخ علی سنجری علیہ الرحمۃ کی خانقاہ میں محفل سماع منعقد ہوئی۔ حضرت خواجہ بختیار کا کی بھی تشریف فرما تھے۔ قوالوں نے حضرت شیخ احمد جامؒ کا کلام پڑھنا شروع کیا جس وقت وہ اس شعر پر پہنچے۔

کشتگان خنجر تسلیم را

ہر زمان از غیب جانے دیگر است

تو حضرت خواجہ نے ایک بار یہ شعر اپنی زبان مبارک سے پڑھا اور پھر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے اور حالت نازک ہو گئی قاضی حمیدالدین، مولانا بدرالدین علیہم الرحمۃ اور دوسرے بزرگ آپ کو خانقاہ میں لے آئے پھر قوالی شروع ہوئی اور تین دن اور تین رات تک اسی شعر پر تکرار رہی نماز کے وقت ہوش میں آ جاتے اور وضو کر کے نماز ادا فرماتے۔ نماز سے فارغ ہوتے

Marfat.com
Marfat.com

ہی پھر بے خود ہو جاتے اور عجیب کیفیت یہ تھی کہ مصرعہ پڑھا جاتا تو بالکل بے جان ہو جاتے لیکن دوسرا مصرعہ پڑھتے ہی بدن میں حرکت پیدا ہو جاتی آخر لوگوں کی رائے سے دوسرے مصرعہ کو بند کر دیا گیا اور پہلے مصرعہ کی دو چار دفعہ تکرار سے ہی آپ واصل بحق ہو گئے۔ وصال کے وقت سر مبارک قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ کی گود میں تھا اور پاؤں مولانا بدرالدین غزنوی علیہ الرحمۃ کی آغوش میں۔

وصال باکمال:

تاریخ وصال ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ شب دوشنبہ تھی سلطان شمس الدین التمش نے غسل دیا اور خود ہی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر اس جگہ دفن کیا جو حضرت خواجہ نے عالم حیات میں ہی اپنے مرقد کے لئے خریدی تھی۔ مزار فیض پُر انوار دہلی سے سولہ میل دور مہرولی کے مقام پر مرجع خاص وعام ہے۔

راقم الحروف نے درگاہ پر حاضری دی ہے۔ بڑی پُرسکون جگہ ہے۔ کیف و مستی کی عجیب بستی ہے۔

رہے آستانہ سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

زبدۃ الانبیاء حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر چشتی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

مالک اربع عناصر مظہر ہر چار یار،
قطب الدین گنج شکر صابر نظام الدین چار
اللہ محمد چار یار،
حاجی خواجہ قطب فرید حق فرید یا فرید

شیخ الاسلام والمسلمین زبدۃ الانبیاء امام الاتقیاء سلطان العاشقین برہان الواصلین حجۃ الکاملین حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض یافتہ اور حضرت بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کا شمار اکابر اولیاء کرام میں سے ہے۔ ریاضت، مجاہدہ، فقر اور ترک دنیا آپ کے محبوب ترین مشغلے تھے۔ آپ کشف و کرامات کی علامات اور ذوق ومحبت کی درخشندہ نشانی تھے۔ خود کو لوگوں کی نظروں سے چھپائے رکھتے اور ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف کوچ فرماتے۔ آخر کار اجودھن موجودہ پاکپتن شریف تشریف آئے یہاں کے باشندے تندخو، ظاہر پرست اور خاص کر فقیروں اور درویشوں کے دشمن تھے۔ آپ نے اس جگہ پہنچ کر فرمایا کہ یہ مقام میرے رہنے کے لئے مناسب ہے۔

چنانچہ تادم زیست وہیں رہے اور دین حق کی تبلیغ واشاعت کرتے رہے آپ کا نسب نامہ پدری امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کابل کے بادشاہ فرخ شاہ کے خاندان سے تھے۔ کابل کی لڑائی میں آپ کے مورث اعلیٰ نے شہادت پائی۔ آپ کے دادا حضرت قاضی شعیب مع تین لڑکوں اور سامان کے ساتھ لاہور تشریف لائے۔ پھر لاہور سے قصور چلے گئے۔ ان کو کتوال کا قاضی مقرر کر دیا گیا۔ وہ وہیں رہنے لگے۔ آپ کے والد ماجد کا نام نامی شیخ جمال الدین سلیمان ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بی بی قرسم خاتون مولانا وجیہ الدین خجدی کی دختر تھیں آپ کے بڑے بھائی کا نام اعز الدین محمود اور چھوٹے بھائی نجیب الدین متوکل جو آپ کے مرید وخلیفہ بھی ہیں آپ کی بہن کا نام ہاجرہ ہے۔ جو جمیلہ خاتون کے نام سے مشہور

Marfat.com
Marfat.com

ہیں۔آپ کی ولادت باسعادت ۵۷۵ھ کو ہوئی بعض کے نزدیک آپ نے ۵۶۹ھ کو اِس عالم کو زینت بخشی۔

لقب:

آپ کا نام نامی اسم گرامی مسعود ہے اور فریدالدین کہلانے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت شیخ فریدالدین عطار نے آپ کو فریدالدین کا نام عنایت کیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فریدالدین لقب ہے۔ جو بارگاہ خداوندی سے آپ کو عطا ہوا۔آپ گنج شکر کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں۔اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ آپ دہلی میں مقیم تھے ایک دن خوب بارش ہوئی۔کیچڑ کی وجہ سے چلنا پھرنا دشوار ہوگیا آپ کو اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی قدم بوسی کا شوق ہوا۔ کھڑاوٗں پہنے روانہ ہوئے۔سات روز سے کچھ کھایا پیا نہ تھا روزے رکھ رہے تھے۔آپ کا پاوٗں پھسل گیا آپ کے منہ میں تھوڑی سی کیچڑ جا پڑی وہ کیچڑ خدا کے حکم سے شکر ہوگئی جب آپ اپنے پیرومرشد کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے فرمایا اے فرید جب کہ تھوڑی سی کیچڑ میرے منہ میں پہنچی اور وہ شکر ہوگئی خداوند تعالیٰ نے تو تیرے وجود کو شکر بنایا ہے اور خداوند تعالیٰ تجھ کو ہمیشہ میٹھا رکھے گا۔اس کے بعد آپ جہاں کہیں بھی جاتے لوگ آپ کو گنج شکر کے نام سے پکارتے تھے۔

دوسری وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ ایک سوداگر بیلوں پر شکر لادے لئے جا رہا تھا آپ نے اُس سے شکر مانگی۔اس سوداگر نے کہا بابا یہ شکر نہیں نمک ہے۔آپ نے فرمایا کہ اچھا نمک ہی ہوگا۔وہ سوداگر جب منزل مقصود پر پہنچا اور بورے کھولے تو بجائے شکر کے نمک تھا وہ فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کا طالب ہوا آپ نے فرمایا جا شکر ہو جائے گی۔چنانچہ وہ نمک شکر ہو گیا اس روز سے آپ گنج شکر کے لقب سے مشہور ہوگئے۔

بچپن کا صدمہ:

ابھی آپ نے ہوش بھی نہ سنبھالا تھا کہ آپ کے والد بزرگوار اس دارفانی سے کوچ کر گئے

تعلیم وتربیت:

آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت گھر پر ہی ہوئی۔بارہ سال کی عمر میں آپ نے قرآن کریم حفظ کیا جب آپ کی عمر پندرہ سال کی ہوئی تو ملتان تشریف لے آئے اور مولانا منہاج الدین علیہ الرحمۃ ترمذی سے فقہ کی مشہور کتاب نافع پڑھی۔اور علوم دینیہ حاصل کئے۔پھر آپ قندھار تشریف لے گئے اور وہاں پانچ سال قیام فرمایا تفسیر حدیث فقہ صرف نحو منطق وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔

Marfat.com
Marfat.com

بیعت وخلافت:

ایک دن آپ مسجد میں مولانا منہاج الدین علیہ الرحمۃ سے سبق پڑھنے کے بعد کتاب نافع کا مطالعہ کررہے تھے کہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمۃ ملتان تشریف لائے تو پہلے اسی مسجد میں آئے حضرت خواجہ قطب صاحب علیہ الرحمۃ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ سے پوچھا ''مسعود تو چہ می خوانی'' مسعود تم کیا پڑھتے ہو آپ نے جواب دیا کتاب نافع۔ یہ سن کر حضرت قطب صاحب نے فرمایا ''میدانی کہ نفع تو ازین نافع خواید بود'' تم جانتے ہو کہ نافع سے تمہیں کیا نفع ہوگا۔ آپ نے عرض کیا مجھے تو حضرت کی قدم بوسی سے نفع ہوگا یہ کہہ کر آپ اٹھے اور حضرت کے قدموں پر اپنا سر نیاز رکھ دیا۔ ملتان میں کچھ روز قیام کر کے حضرت خواجہ قطب صاحبؒ دہلی روانہ ہوگئے۔ آپ نے بھی دہلی جانا چاہا مگر حضرت خواجہ قطب صاحبؒ نے آپ کو اجازت نہ دی۔ آپ نے تعلیم جاری رکھنے کی ہدایت فرمائی آپ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کے ہمراہ تین منزل تک آئے۔

آپ ۵۹۰ھ با اختلاف روایت ۵۸۴ھ یکم رمضان المبارک بروز جمعہ کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمۃ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر شریف پندرہ برس تھی۔ تحصیل علوم سے فارغ ہو کر آپ ۵۹۵ھ میں دہلی آئے اور غزنی کے دروازے کے قریب ایک حجرہ میں رہنے لگے بعد ازاں خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے آپ کے پیرومرشد نے اپنا خاص مصلے اور عصا آپ کو عنایت فرمایا اور آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تمہاری امانت یعنی سجادہ دستار اور نعلین جو کہ دست بدست پیران چشت سے مجھ کو پہنچی ہیں قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ کے سپرد کردونگا اور جب تم میرے وصال کے پانچویں روز ہانسی سے میری قبر پر آؤ گے وہ یہ امانت تم کو پہنچا دیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

سیروسیاحت:

آپ نے عراق، شام، سیوستان، غزنی، بنی لاقندھار وغیرہ کی سیاحت فرمائی اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت شیخ سیف الدین خضری، حضرت شیخ سعید الدین جموی، حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا، حضرت اوحد الدین کرمانی، حضرت شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری شیخ الاسلام اجل شیرازی اور شیخ شہاب الدین زندوبس علیہم الرحمۃ کے علاوہ بہت سے بزرگوں کی صحبت سے مستفید ہوئے اور فیوض و برکات حاصل کئے اس کے بعد آپ مکمل طور پر اجودھن

Marfat.com
Marfat.com

موجودہ پاکپتن شریف میں قیام پذیر ہو گئے قاضی اجودھن آپ کا سخت مخالف تھا لیکن اس کی مخالفت کارگر ثابت نہ ہوئی وہیں شہاب الدین ساحر کے لڑکے نے آپ پر جادو کیا جس سے آپ کو کچھ تکلیف تو ہوئی مگر آپ نے اِس کا قصور معاف کر دیا۔

عبادت وریاضت:

آپ خود فرماتے ہیں کہ میں بیس بیس برس تک عالم تفکر میں کھڑا رہا بالکل نہیں بیٹھا میرے پاؤں سوج گئے تھے اوراُن سے خون بہتا تھا مجھے یادنہیں کہ ان بیس سال میں مَیں نے کچھ کھایا ہویا نہیں آپ نے ایک مرتبہ روزہ داؤدی رکھا۔

سیرت وکردار:

آپ ریاضت، عبادت، مجاہدہ فقراورترک وتجرید میں بےنظیر تھے آپ کو استغراق بہت تھا تحمل، بردباری، قناعت، توکل، تقویٰ، ورع، عشق ذوق کا مجسمہ تھے۔ آپ کو سماع کا بہت شوق تھا آپ ہمیشہ روزے سے رہتے تھے۔ شربت کے ایک پیالے سے جس میں ایک منقیٰ ہوتی تھی۔ افطار کرتے تھے تھوڑا خود پیتے تھے باقی حاضرین کو تقسیم کر دیتے تھے۔ دوروغنی روٹیوں میں سے ایک خود تناول فرماتے تھے۔ دوسری روٹی کے ٹکڑے کر کے حاضرین میں تقسیم کر دیتے تھے۔ جب آپ اجودھن تشریف لائے تو شروع میں آپ اور آپ کے متعلقین ستو اور دلیہ پر گزارا کرتے تھے آپ کے مریدوں نے سالہا سال ڈنبیل گردانی کی ہے۔ کھانے میں نمک نہیں ہوتا تھا۔

تعلیمات:

نمبر۱: آپ فرماتے ہیں کہ توبہ کی چھ قسمیں ہیں اول دل اور زبان سے توبہ کرنا دوسری آنکھ کی تیسری کان کی چوتھی ہاتھ کی پانچویں پاؤں کی چھٹی نفس کی۔

نمبر۲: درویش جو اس دنیائے فانی کی رخصت وجاہ کا خواستگار ہوا اور اپنی ذات کو لطف فرحاں کا اسیر کرنے کی کوشش کرے پس اس کی نسبت جاننا چاہیے کہ وہ درویش نہیں ہے۔ دریشوں کا نام بدنام کرنے والا ہے۔ اور مرتد طریقت ہے۔ کیوں کہ فقراء کو دنیا سے اعراض ہے۔

نمبر۳: آپ فرماتے ہیں کہ محبت کے سات سو مقام ہیں پہلا مقام یہ ہے کہ جو بلا دوست کی طرف سے اُس پر نازل ہو اس پر صبر کرے۔

نمبر۴: آپ فرماتے ہیں کہ زندہ دل وہ ہے جس میں محبت خدا ہو۔

Marfat.com
Marfat.com

نمبر۵: آپ فرماتے ہیں کہ اگر زندگی ہے تو علم میں اگر راحت ہے تو معرفت میں اگر شوق ہے۔ تو محبت میں اگر ذوق ہے تو ذکر میں۔

کشف وکرامات:

ایک درویش آپ کے پاس آیا آپ نے اس کو کچھ دیکر رخصت کرنا چاہا وہ نہیں گیا۔ اس نے کنگھی جو مصلے کے نیچے رکھی ہوئی تھی مانگی آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر اُس نے کہا آپ خاموش رہے تیسری مرتبہ پھر اس نے کہا آپ خاموش رہے آخری بار اُس نے با آواز بلند کہا کہ کنگھی مجھ کو دو تمہارے واسطے برکت ہوگی۔ آپ نے فرمایا جاؤ میرے حال میں دخل نہ دو۔ تجھ کو اور تیری برکت کو میں نے آب رواں میں ڈال دیا۔ آخر کار درویش رخصت ہوا جب اجودھن کے باہر پہنچا تو دریا میں نہانے لگا وہ پھر دریا سے باہر نہ آسکا وہیں ڈوب کر مر گیا۔

کرامت ۲:

ایک مرتبہ چھ درویش آپ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ مسافر ہیں۔ زادِراہ چاہتے ہیں۔ اس وقت آپ کے سامنے چند خرمے رکھے تھے۔ آپ نے وہ خرمے اٹھا کر دے دیئے۔ اُن دریشوں کو یہ بات ناگوار گزری کہ بجائے زادِراہ کے خرمے دے دیئے۔ انہوں نے ان خرموں کو پھینکنا چاہا پھینکتے وقت خرموں کو دیکھ کر تعجب ہوا کہ وہ زرِخالص کے ہو گئے تھے۔

وصال:

پانچویں محرم کی شب کو حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ پر مرض کی شدت طاری ہوئی۔ عشاء کی نماز باجماعت پڑھنے کے بعد بے ہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش میں آئے تو حاضرین سے پوچھا کہ کیا میں نے نماز پڑھ لی ہے۔ لوگوں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا۔ ایک مرتبہ پھر پڑھ لوں کون جانے پھر کیا ہوگا۔

چنانچہ آپ نے دوسری مرتبہ عشاء کی نماز پڑھی اور اُس کے بعد پھر بے ہوش ہو گئے پھر جب ہوش آیا تو پوچھا کیا میں نے نماز عشاء پڑھ لی۔ لوگوں نے جواب دیا کہ حضور آپ اس سے پہلے دو مرتبہ پڑھ چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایک مرتبہ اور پڑھ لوں پھر معلوم نہیں کیا ہوگا۔ غرضیکہ تیسری بار بھی عشاء کی نماز پڑھی اور نماز پڑھنے کے بعد یَا حَیُّ یَا قَیُّوم کہتے ہوئے اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ ۵ محرم الحرام ۶۷۰ھ کو آپ نے وصال فرمایا۔

مزار فیض انوار پاکپتن شریف میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں پر روزانہ ہزاروں افراد

Marfat.com
Marfat.com

حاضری دے کر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف نے بارہا آپ کے مزار پُر انوار کی حاضری کی سعادت حاصل کی ہے۔ دربار عالیہ پاکپتن شریف کے موجودہ سجادہ نشین حضرت دیوان مودود مسعود چشتی فریدی مدظلہ سے فقیر کی اچھی یاد اللہ ہے اور حضور قبلہ دیوان صاحب مرکزی جمعیت مشائخ پاکستان کی سپریم کونسل کے چیئرمین جبکہ فقیر راقم الحروف مرکزی سیکرٹری جنرل ہے اس حوالے سے بھی آپ کا قرب حاصل ہے۔

حضور قبلہ دیوان صاحب کی خصوصی شفقت ومحبت کی وجہ سے فقیر کو یہ اعزاز ہے کہ 5 محرم الحرام کو بہشتی دروازہ کھلنے کی رسم کے موقع پر دیوان صاحب کے ہمراہ ان کے حجرہ خاص سے ان کے ہمراہ شرکت کا متعدد بار موقع ملا جو کہ فقیر کی خوش بختی ہے۔ حضور گنج شکر کی اولاد پاک کی نسبت اس کی خاص وجہ ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

پاکپتن شریف چشتیوں کی عجیب بستی ہے۔ لوٹنے والوں کو ترستی ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت بابا فرید گنج شکر کے ایک سو نام

شیخ فرید	مقدین فرید	برہان فرید	خواجہ فرید
متقی فرید	حاصل فرید	مخدوم فرید	محب فرید
فاضل فرید	بابا فرید	مرشد فرید	دم فرید
شاہ فرید	حق فرید	قدم فرید	مولانا فرید
وکیل فرید	اول فرید	حاجی فرید	خالص فرید
آخر فرید	درویش فرید	مخلص فرید	ظاہر فرید
عاجز فرید	عاشق فرید	باطن فرید	فقیر فرید
عارف فرید	جل فرید	غریب فرید	اعظم فرید
تحمل فرید	موحد فرید	معظم فرید	بر فرید
مسعود فرید	ہادی فرید	بحر فرید	محمود فرید
مہدی فرید	یحییٰ فرید	معصود فرید	ولی فرید
محبت فرید	قاصد فرید	شیخ فرید	نوراللہ فرید
مقصد فرید	قطب فرید	نظراللہ فرید	چشتی فرید
غوث فرید	فضل اللہ فرید	اجودھنی فرید	مغیث فرید
صبغۃ اللہ فرید	حمید فرید	سیاح فرید	نقطۃ اللہ فرید
حامد فرید	جہاں گشت فرید	اہل اللہ فرید	کامل فرید
کبیر فرید	ستر اللہ فرید	مکمل فرید	گنج شکر فرید
عزیز اللہ فرید	امام فرید	شکر بار فرید	عبداللہ فرید
متوکل فرید	فرید الحق فرید	محیط اللہ فرید	سالک فرید
حبیب فرید	قطب الاقطاب فرید	مسالک فرید	عزیز فرید

Marfat.com
Marfat.com

مشکل کشاء فرید	زاہد فرید	مقبول فرید	قاضی الحاجات فرید
عابد فرید	صوفی فرید	حل المشکلات فرید	عالم فرید
محقق فرید	دافع البلیات فرید	صادق فرید	مدقق فرید
مسبب الاسباب فرید	صابر فرید	اعظم فرید	مفتح الابواب فرید
شاکر فرید	مخیر فرید	مجتہد فرید	سلطان فرید

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ان ننانوے اسمائے گرامی کو اگر کسی مصیبت یا مشکل کے وقت پڑھا جائے تو اللہ تعالیٰ ان اسمائے گرامی کی برکت سے مصیبت کو دور اور مشکل کو آسان فرما دیتا ہے۔

اسی طرح حضور بابا صاحب کے یہ پانچ اسمائے گرامی بھی مشکل مہم میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے بہت موثر ہیں۔ان کا طریقہ درج ذیل ہے۔

40 روز میں ایک لاکھ مرتبہ بلا ناغہ پڑھیں انشاءاللہ حاجت پوری اور مشکل آسان ہوگی۔ اسماء درج ذیل ہیں۔

شیخ فرید	مولانا فرید	خواجہ فرید
حاجی فرید	درویش فرید	

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیائے زری زربخت رحمتہ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی محمد بن احمد بن علی بخاری تھا۔ آپ کا لقب سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء تھا۔ خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب و مقرب تھے۔ آپ کی برکات کے اثرات سے ہندوستان لبریز ہے۔ آپ کے دادا حضرت علی بخاری علیہ الرحمۃ اور نانا خواجہ عرب علیہ الرحمۃ دونوں اکٹھے بخارا سے لاہور تشریف لائے یہاں ایک طویل عرصہ رہنے کے بعد بدایوں چلے گئے اور وہاں مستقل سکونت اختیار کی ابھی آپ کمسن ہی تھے کہ آپ کے والد ماجد خدا کو پیارے ہو گئے۔ جب کچھ بڑے ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو مدرسہ میں برائے حصول تعلیم داخل کر دیا جہاں آپ نے قرآن کریم اور اس کے علاوہ دوسری کتابیں پڑھنی شروع کیں۔ پھر آپ بدایوں سے دہلی تشریف لے آئے وہاں صدر ولایت شمس الملک کے تلامذہ اور شاگردوں کے زمرہ میں داخل ہو کر مقامات حریری پڑھی اور علم وحدیث بھی آپ ہی سے پڑھی تھی۔

بیعت وخلافت:

آپ بیس برس کی عمر شریف میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے جس وقت آپ دہلی سے پاکپتن پہنچے اور بابا صاحب سے پہلی ملاقات کی تو حضرت بابا صاحب نے مندرجہ ذیل شعر پڑھا۔

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

ترجمہ: تیری فرقت اور جدائی کی آگ نے کئی دلوں کو کباب کر دیا۔ اور تیری شوق کی آگ نے کئی جانیں خراب کر دیں۔

حضرت بابا صاحب کی خدمت میں حضرت خواجہ نظام کافی عرصہ رہے اور خرقۂ خلافت حاصل کرنے کے بعد واپس دہلی تشریف لے آئے۔

Marfat.com
Marfat.com

ریاضت ومجاہدہ:

آپ دن رات میں پانچ نمازوں کے علاوہ پانچ سونفل بھی پڑھتے تھے اور بے شمار مریدوں کو قرآن کریم اور حدیث پاک کا درس بھی دیتے تھے۔ پھر جب ساری دنیا سوجاتی تو اللہ کے حضور میں اپنا سر جھکا کر اس قدر روتے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔

سیرت:

آپ نہایت سخی اور غریب پرور تھے صبح سے شام تک آپ کے دروازے پر ضرورت مندوں کی بھیڑ لگی رہتی کوئی شخص آپ کے دروازے سے خالی ہاتھ نہ جاتا عبادت وریاضت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ آپ امراء اور شاہان وقت سے کم ملتے تھے آپ ہندوستان میں بے تاج بادشاہ تھے دہلی کے امیروں اور وزیروں کی ہمیشہ خواہش رہی کہ آپ کی صحبت میں رہیں۔ مگر آپ ان کو سخت ناپسند فرماتے۔ انتہا یہ کے علاؤالدین خلجی جیسا بادشاہ بھی آپ کی قدم بوسی کے لئے ترستا رہا۔ آپ فرماتے کہ جس طرح زمین وآسمان آپس میں نہیں مل سکتے۔ اسی طرح ایک فقیر اور بادشاہ میں بھی رشتہ قائم نہیں ہوسکتا۔ جب شہنشاہ کا اسرار زیادہ ہوا اور قدم بوسی کے لئے عرضی بھجوائی تو آپ نے کہلا بھیجا کہ فقیر کے گھر کے دو دروازے ہیں تو ایک سے داخل ہوگا تو میں دوسرے سے نکل جاؤں گا زیادہ تنگ کرے گا تو تیرا ملک چھوڑ جاؤں گا کیونکہ خدا کی زمین تنگ نہیں شہنشاہ نے یہ جواب سن کر اپنا ارادہ ترک کر دیا اور درخواست کی کہ اس کی سلامتی کے لئے دعا فرمائیں حضرت محبوب الٰہی نے کہلا بھیجا کہ تجھے آنے کی ضرورت نہیں عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کر میں تیرے لئے دعا کرتا رہوں گا۔

تعلیمات:

نمبرا: آپ فرماتے ہیں کہ عاقل وہ ہے جو پیش آنے والے سفر کا توشہ تیار کرے۔

نمبر۲: پیر کو مرید سے کوئی طمع نہیں رکھنا چاہیے۔

نمبر۳: سماع میں وجد لانے کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ جو کوئلہ انگیٹھی میں چٹختا ہے۔ اسے نکال کر پھینک دیا جاتا ہے۔

نمبر۴: دعا کے وقت طاعت ومعصیت کا خیال نہیں کرنا چاہیے۔

نمبر۵: سلامتی ایمان کی نشانی ہے کہ وقت وفات چہرہ کا رنگ زرد ہوتا ہے۔

نمبر۶: سورۃ فاتحہ بسم اللہ کی میم ملا کر پڑھنی حل المشکلات ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

نمبر ۷: یا اللہ۔ یا رحمٰن۔ یا رحیم پڑھنا رنج و بلا سے نجات دیتا ہے۔

نمبر ۸: آپ فرماتے ہیں کہ پیرو مرشد سے جو خرقہ حاصل کیا جائے وہ کسی دوسرے کو نہ دیا جائے اور اسے دھونا بھی جائز نہیں ہے۔

کشف و کرامات:

ہندوستان کے چند بادشاہ ایسے بھی تھے جو حکومت کے نشے میں آپ کو تکلیفیں بھی پہنچاتے تھے سلطان غیاث الدین بلبن بھی اُن میں سے ایک تھا۔ جسے اس کے خوشامدیوں نے بتایا کہ ہندوستان کے عوام کے دلوں پر خواجہ محبوب الٰہی کی حکومت ہے۔ وہ جب چاہیں سلطان کا تختہ الٹ سکتے ہیں۔

چنانچہ وہ آپ کی مخالفت پر اتر آیا۔ اور آپ کے خلاف سازشوں کا جال بچھانے لگا۔ ایک روز اچانک سلطان غیاث الدین بلبن کا پیشاب رک گیا۔ شاہی طبیبوں نے بہت زور لگایا مگر کوئی دوا کارگر نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ نزع کا عالم طاری ہو گیا۔ یہ دیکھ کر سلطان کی ماں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رو کر عرض کیا کہ اُس کے لئے دعا فرمائیں آپ نے فرمایا میں اُس وقت دعا کروں گا جب وہ ہندوستان کی بادشاہت میرے نام لکھ دے اور اُس معاہدہ پر دربار کے امیروں کے دستخط ہوں۔

چنانچہ تکلیف سے مجبور ہو کر بادشاہ نے معاہدہ لکھ دیا۔ آپ نے معاہدے کا فلیتہ بنا کر اُس کی ماں کو دیا اور فرمایا کہ اس فلیتے کو طشت میں رکھ کر بادشاہ کو پیشاب کراؤ خدا اُسے تکلیف سے نجات دے گا۔

چنانچہ سلطان کی ماں نے ایسا ہی کیا اور سلطان کو اُس اذیت ناک تکلیف سے نجات مل گئی وہ معافی مانگنے آپ کے حضور آیا اور کہنے لگا کہ میں معاہدے کے تحت بادشاہت آپ کے حوالے کرنے آیا ہوں۔ حضرت نے فرمایا جس بادشاہ کی قیمت انسانی پیشاب کے برابر ہے۔ تو مجھے وہ غلیظ شے دینے آیا ہے؟ جا اپنا کام کر اور خدا کی مخلوق کو ستانے سے باز آ۔

کرامت ۲:

ایسے ہی بدنصیب بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ غیاث الدین تغلق بھی تھا اس نا عاقبت اندیش بادشاہ نے بنگال کی جنگ پر روانہ ہوتے ہوئے آپ کو حکم بھیجا کہ نظام الدین میرے بنگال سے لوٹنے سے پہلے تیری بہتری اسی میں ہے کہ تو دہلی چھوڑ دے ورنہ تجھے ایسی سزا دوں گا

Marfat.com
Marfat.com

کہ لوگ قیامت تک یاد رکھیں گے۔

حضرت نے بادشاہ کا خط پڑھ کر اس کی پشت پر لکھا "ہنوز دلی دور است" یعنی ابھی دلی بہت دور ہے۔ بنگال کی بغاوت کے کچلنے کے بعد غیاث الدین تغلق واپس لوٹا تو دہلی میں فتح کا جشن منانے کے لئے اُس کے بیٹے جونا خان نے جمنا کے کنارے ایک محل تعمیر کروایا جوں جوں بادشاہ دہلی کے قریب آ رہا تھا۔ حضرت کے مریدوں کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ مگر آپ مسکرا کر بار بار یہی کہتے رہے کہ "ہنوز دلی دور است" غیاث الدین تغلق جشن میں شرکت کرنے کے لئے محل میں داخل ہوا ہی تھا کہ اچانک پورا محل دھڑام سے گر پڑا اور بادشاہ اور اس کے ساتھی کے نیچے دب کر مر گئے۔

وصال با کمال:

حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء ذری ذربخت کا جب وصال ہوا تو آپ کے خلیفہ نے آپ کے جنازے کے ساتھ حسب ذیل شعر پڑھے۔

سروے سیمینا بصحرا مے روی
سخت بے مہری کہ بے ما روی
اے تماشہ گاہ عالم روئے تو
از کجا بہر تماشہ مے روی

علماء نے لکھا ہے کہ جب آپ کے جنازے کے ساتھ یہ شعر پڑھے جا رہے تھے تو کفن سے آپ کا ہاتھ اونچا ہو گیا لوگوں نے آپ کے خلیفہ کو جو یہ شعر پڑھ رہے تھے اُن کو خاموش کر دیا تب آپ کا ہاتھ کفن سے نیچے ہوا۔ جب آپ کو قبر میں اتارہ گیا تو وہ خرقہ جو حضرت شیخ بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے عنایت فرمایا تھا وہ آپ کے جسم پر اوڑھا دیا گیا۔ اور شیخ کی جائے نماز آپ کے سرہانے یعنی سر مبارک کے نیچے رکھ دی گئی۔ آپ کا وصال با کمال بروز چہار شنبہ ۱۸ ربیع الاول ۷۲۵ھ بعد طلوع آفتاب ہوا۔

مزار فیض انوار دہلی میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت آج بھی حاضری دے کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف نے بھی آپ کے مزار پر انوار کی زیارت کی سعادت حاصل کی ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت مخدوم سیّدنا علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

منبع سر نبوت ھم ولایت حیدری
آفتاب چشتیاں مخدوم صابر کلیری

وارث علوم وولایت حیدری، جگر گوشۂ غوث الاعظم، متصرف بر تصرفات، آفتاب چشتیاں تاج اولیاء سلطان الاصفیاء منبع جود وسخا صدر بزم اولیاء عاشق ذات الٰہ حضرت خواجہ مخدوم سیّد علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ عشق ومعرفت کے دریائے بحرے بے کنار ہیں۔ آپ نے ۱۹ ربیع الاول ۵۹۲ھ کو ہرات میں اِس عالم کو زینت بخشی آپ کا اسمِ مبارک علی احمد اور خطاب مخدوم اور صابر ہیں آپ کا لقب علاؤ الدین ہے۔ آپ والد ماجد کی طرف سے سیّد ہیں اور غوث الاعظم حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں اور والدہ کی طرف سے آپ کا سلسلۂ نسب امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی عبدالرحیم ہے۔ اور والدہ کا اسم گرامی ہاجرہ ہے۔ اور جمیلہ خاتون کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ جس سال آپ پیدا ہوئے آپ ایک دن دودھ پیتے تھے اور دوسرے دن دودھ نہیں پیتے تھے۔ گویا ایک دن روزہ رکھتے تھے اور دوسرے دن دودھ پیتے تھے جب زندگی کا دوسرا سال شروع ہوا تو تیسرے دن دودھ پیتے تھے اور دو روز نہیں پیتے تھے گویا دو دن روز سے رہتے جب آپ دو سال کے ہوگئے تو دودھ پینا بالکل چھوڑ دیا۔ جب چوتھا سال شروع ہوا تو آپ کی زبان مبارک کھلی تو سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ جب آپ کی عمر شریف چھ سال کی ہوئی تو کھانا پینا برائے نام رہ گیا اور رات کا زیادہ حصہ عبادت میں گزارنے لگے جب ساتواں سال شروع ہوا تو آپ نے نماز تہجد پابندی سے شروع کردی۔ جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو آپ کے والد بزرگوار ۷ ربیع الاول ۵۹۷ھ کو اِس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے اور آپ سایہ پدری سے

Marfat.com
Marfat.com

محروم ہو گئے۔

تعلیم وتربیت:

آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت پر والد گرامی کے وصال کے بعد والدہ ماجدہ نے خصوصی توجہ دینی شروع کر دی اجودھن میں آپ کی تعلیم وتربیت زبدۃ الانبیاء حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگرانی میں ہوئی عربی فارسی کے علاوہ آپ نے فقہ حدیث تفسیر منطق معنی وغیرہ میں دستگاہ حاصل کی جب آپ اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ اپنے ماموں حضرت بابا فرید گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو بابا صاحب نے لنگر تقسیم کرنے کی خدمت آپ کے سپرد فرمائی آپ نے ۱۲ سال کے عرصہ میں کچھ نہیں کھایا۔ آپ کی والدہ ماجدہ جب آپ کو دیکھنے کی غرض سے آئیں تو دیکھ کر حیران رہ گئیں کہ حضرت صابر صاحب تو پہلے سے بھی کمزور ہو گئے۔ انہوں نے حضرت بابا صاحبؒ سے شکوہ کیا اور کہا کہ میں نے بیٹے کو بھوکا رہنے کے لئے نہیں چھوڑا تھا بلکہ لنگر میں اس لئے چھوڑ گئی تھی کہ وہ تندرست ہو جائے گا۔

چنانچہ بابا صاحبؒ نے آپ کو خادم خاص کے ہاتھوں لنگر خانے سے بلوایا اور کمزوری کی وجہ پوچھی تو آپ نے نہایت ادب سے عرض کیا۔ حضور نے کھانے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ لنگر تقسیم کرنے کا حکم دیا تھا۔ فقیر نے حکم کی تعمیل میں کوتاہی نہیں کی یہ سن کر حضرت بابا صاحب نے فرمایا علی احمد تو تو صابر ہے۔ اس روز سے آپ صابر کے نام سے مشہور ہو گئے۔ چنانچہ آپ کی والدہ چند روز قیام کرنے کے بعد واپس چلی گئیں۔

شادی:

آپ کی والدہ جب دوبارہ پاکپتن شریف آئیں تو انہوں نے حضرت بابا فرید گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ بھائی جان میں یہ چاہتی ہوں کہ اپنی لڑکی خدیجہ بیگم کی شادی میرے بیٹے علاؤ الدین علی احمد صابر سے کر دو یہ بات سن کر حضور بابا گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ سوچ میں گم ہو گئے۔ بہن نے کہا شاید آپ علاؤ الدین کی غریبی اور یتیمی کی وجہ سے اس رشتے کو ناپسند کر رہے ہیں۔ کیوں کہ آپ کی صاحبزادی شہنشاہ ہند کی نواسیاں ہیں۔ اور علاؤ الدین ایک غریب ماں کا بچہ ہے۔ یہ سن کر بابا صاحبؒ نے کہا خدا کی قسم۔ صابر یتیم سہی مگر

Marfat.com
Marfat.com

غریب نہیں وہ ہندوستان کے شہنشاہوں سے بڑا شہنشاہ ہے۔ مگر وہ خدا کا ہو چکا ہے۔ اس لئے کسی اور سے کہاں رشتہ جوڑے گا لیکن بہن کے اصرار پر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی لڑکی خدیجہ بیگم عرف شریفہ کا نکاح آپ سے کر دیا رات ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے حجرے میں روشنی کی اور دلہن کو حجرے میں لا کر بٹھا دیا۔

جب آپ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے تو حجرے میں روشنی اور ایک عورت کو بیٹھا ہوا دیکھ کر متعجب ہوئے۔ آپ نے پوچھا تم کون ہو دلہن نے جواب دیا کہ میں آپ کی بیوی ہوں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک دل میں دو کی محبت کو جگہ دوں میں تو ایک کو دل میں جگہ دے چکا ہوں۔ دوسرے کی قطعاً گنجائش نہیں۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلتے ہی حجرے میں سے ایک آگ نمودار ہوئی جس نے دلہن کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

صبح ہونے پر جب حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ بہن میں پہلے ہی کہتا تھا کہ صابر اب دنیاں کے قابل نہ رہا اس کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ کچھ عرصہ اجودھن رہنے کے بعد ۶۱۴ھ محرم الحرام کو اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئیں۔

بیعت و خلافت:

حضرت بابا فرید گنج شکرؒ نے آپ کو بیعت سے مشرف فرمانے کے بعد یکم ذی الحج ۶۵۰ھ میں آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور دہلی کی ولایت آپ کے سپرد فرمائی اور فرمایا کہ دہلی جانے سے قبل ہانسی جا کر شیخ جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمۃ سے خلافت نامہ پر مہر لگوائیں۔ اور پھر وہیں سے دہلی چلے جائیں۔ ہانسی پہنچ کر آپ حضرت جمال الدین کی خانقاہ میں چنڈول پر سوار داخل ہو کر خانقاہ میں چنڈول سے اترے یہ بات حضرت جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمۃ کو ناگوار گزری نماز مغرب کے بعد آپ نے اپنے پیر و مرشد کی عطا کی ہوئی مثال نکالی اور حضرت جمال الدین سے اس پر مہر لگانے کے لئے کہا۔ حضرت جمال الدین ہانسوی نے چراغ منگایا اور خلافت نامہ کو پڑھنا شروع کیا چونکہ ہوا تیز چل رہی تھی چراغ یکا یک گل ہو گیا۔ حضرت جمال الدین نے آپ سے کہا چونکہ چراغ گل ہو گیا ہے۔ لہٰذا اب خلافت نامہ پر کل دستخط ہوں گے۔ آپ نے جب یہ

Marfat.com
Marfat.com

سنا تو اپنی انگلی پر پھونک ماری تو انگلی چراغ کی طرح روشن ہوگئی۔ حضرت جمال الدین ہانسوی کو یہ بات ناگوار گزری اور انہوں نے آپ سے کہا:

تاب دم زمن شما دہلی کجا دارد کہ بیکدم زمن تمام دہلی را خواہد سوخت

ترجمہ: دہلی والے کب آپ کو برداشت کر سکیں گے۔ آپ تو ذرا سی دیر میں دہلی کو جلا کر خاک کر دیں گے۔

یہ کہہ کر حضرت جمال الدین ہانسویؒ نے آپ کا خلافت نامہ پھاڑ دیا۔ آپ نے غصہ کی حالت میں حضرت جمال الدین سے فرمایا۔ ''چون تو مثال من پارہ کردی من سلسلہ تو پارہ کردم'' چونکہ تم نے میری مثال کو چاک کر دیا ہے میں نے تمہارے سلسلہ کو مٹا دیا ہے۔ حضرت جمال الدین ہانسویؒ نے پوچھا۔ ''از اول یا از آخر'' آپ نے جواب دیا ''از اول'' یعنی شروع سے آپ اجودھن واپس آئے اور سارا ماجرہ حضرت بابا صاحب کے گوش گزار کیا حضرت بابا صاحب نے فرمایا:

''پارہ کردہ جمال را فرید نتواں دوخت'' یعنی جمال کے پارہ کیے ہوئے کو فرید نہیں سی سکتا۔

حضرت بابا صاحبؒ نے آپ کو کلیر کی ولایت سپرد فرمائی۔ آپ کی مثال پر دستخط کیے اور اس مرتبہ حضرت جمال الدینؒ کے پاس جانے کی تاکید نہیں فرمائی آپ اپنے پیر و مرشد کے حکم سے کلیر شریف پہنچے۔ کلیر اُس زمانے میں ایک بڑا شہر تھا۔ اُس کی آبادی بھی کافی تھی علماء، فضلاء اور مشائخ کافی تعداد میں وہاں رہتے تھے۔ آپ نے کلیر شریف میں رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا جس سے رئیس کلیر اور قاضی شہر آپ کے سخت مخالف ہو گئے اور آپ کو تکلیفیں دینے لگے۔ آپ نے کافی عرصہ تک ان تکلیفوں کو برداشت کیا پھر اپنے پیر و مرشد حضرت بابا صاحب کو ایک عریضہ ارسال کیا اور تمام حالات کلیر کے اس میں تحریر فرمائے۔ بابا صاحبؒ نے واپسی جوابی خط ارسال کیا جس میں تحریر تھا کہ کلیر تمہارے لئے مانند بکری ہے تم چاہو تو اس کا دودھ پیو یا ذبح کر کے کھاؤ۔

سیرت مبارک:

آپ میں شان جلالی بدرجہ اتم تھی آپ کو نسبت فنا اعلیٰ درجہ کی حاصل تھی۔ ریاضت، عبادت اور مجاہدہ میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ جیسا کہ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ:

Marfat.com
Marfat.com

علم سینہ من بہ شیخ نظام الدینؒ بدایونی رسید
وعلم دل من بہ شیخ علاؤالدین علی احمدؒ فائز کردہ

ترجمہ: میرے سینے کے علم نے شیخ نظام الدین بدایونی کی ذات میں اور میرے دل کے علم نے شیخ علاؤالدین علی احمد صابر کی ذات میں سرائیت کی ہے۔

آپ کی ولایت کا تعلق ولایت موسوی سے ہے۔ اور قلب آپ کا قلب اسرافیل علیہ السلام پر واقع ہوا تھا۔ آپ طریقت میں شیخ نجم الدین کبریٰ سے مناسبت رکھتے تھے۔ آپ روزے بکثرت رکھتے تھے۔ پانی میں اُبلے ہوئے گولر سفید نمک ملائے کھاتے تھے۔ آپ صرف تہہ بند باندھتے تھے۔ اور رنگین خرقہ گل ارمنی کا پہنتے تھے۔ آپ جوتا پہنتے تھے۔ آپ کو بارگاہ ایزدی میں مقبولیت حاصل تھی۔ آپ کی دعا اس قدر مقبول تھی کہ جو کچھ آپ فرماتے ویسا ہی ہو کر رہتا تھا۔

شعروشاعری:

آپ کو شعروشاعری کا شوق بھی تھا فارسی میں آپ کا تخلص احمد ہے۔ ہندی میں صابر کا تخلص حسب ذیل استعمال کیا ہے۔

اِس طرح ڈوب اس میں اے صابرؔ کہ بجز ہو کہ غیر ہو نہ رہے

آپ کا وہ شعر جس میں علاؤالدین تخلص استعمال کیا ہے۔ حسب ذیل ہے۔

یہ تن ہرداا یکھ تھا تیں بول کردیں گنے میں گڑھ پرکھ تو کہیں علاؤالدین

آپ کی مشہور غزل کے دو شعر حسب ذیل ہیں جس میں تخلص احمد استعمال کیا گیا ہے۔

امروز شاہ شاہاں مہماں شداست مارا جبرئیل باملائک درباں شداست مارا

احمد بہشت دوزخ برعاشقاں حرام است ہردم رضائے جاناں رضواں شداست مارا

کشف وکرامت:

جب کلیر کے لوگوں نے نافرمانی کی اور سرکشی حد سے بڑھ چکی تو آپ کو ضبط کا یادا نہ رہا۔ آپ ایک روز جمعہ کی نماز کے واسطے جامع مسجد گئے اور پہلی صف میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں رئیس کلیر اور قاضی شہر مسجد میں آئے۔ تو آپ کو پہلی صف میں بیٹھا دیکھ کر آپ کو اور آپ کے معتقدین

Marfat.com
Marfat.com

کو برا بھلا کہا اور پہلی صف سے اٹھا دیا آپ وہاں سے اٹھے اور مسجد سے باہر آ کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ جماعت کھڑی ہوگئی تمام نمازی رکوع کے بعد جب سجدے میں گئے تو آپ نے مسجد کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ تمام مخلوق سجدہ کرتی ہے تو بھی سجدہ کر۔ چنانچہ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ مسجد ایک دم سے گرگئی اور تمام لوگ اس کے ملبے کے نیچے دب کر مر گئے جس سرائے میں آپ ٹھہرے ہوئے تھے اس کی مالک ایک بوڑھی عورت تھی۔ اسکا بیٹا بھی مسجد میں نماز جمعہ کے لئے آیا ہوا تھا۔ چنانچہ اس بوڑھی مالکہ کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ دوڑی ہوئی مسجد میں پہنچی اس نے مخدوم پاک سے روتے ہوئے کہا یہ سب کچھ آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔ میرا نوجوان بیٹا بھی مر گیا ہے۔ آپ نے بوڑھی عورت سے فرمایا کہ میں نے تمہیں پہلے ہی منع کر دیا تھا کہ بیٹے کو جمعہ کے وقت مسجد میں نہ بھیجنا مگر وہ بوڑھی عورت ایک نہ سنتی تھی اور آپ کو اپنے جوان بیٹے کی موت کا ذمہ دار ٹھہراتی ہے۔ آخر مخدوم پاک سے اس بوڑھی کی گریہ وزاری کا عالم دیکھ کر برداشت نہ ہوا آپ نے غصے کے عالم میں فرمایا اگر میری وجہ سے تیرا بیٹا ہلاک ہوا ہے تو اینٹوں اور پتھروں کے ڈھیر میں اسے تلاش کر لے یہ کہہ کر آپ نے ایک طرف اشارہ کیا عورت بے قرار ہو کر اُس طرف دوڑی اور جب اُس نے ملبہ اٹھایا تو اس کا بیٹا زندہ تھا آج بھی جامع مسجد کلیئر کے کھنڈر کلیئر شریف میں موجود ہیں۔

کرامت ۲:

پاک پتن شریف سے حسن قوال آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور انعام و اکرام کا خواہاں ہوا۔ حضور مخدوم پاک نے چند گولر جو حضور کی پس خوردہ ہنڈیا میں پڑے تھے۔ منگا کر حسن قوال کو دے بھیجے۔ قوال نے وہ گولر لے لئے مگر دل ہی دل میں کڑھتا رہا کہ یہ کیا ملا ہے میں تو یہاں اس لئے آیا تھا کہ میں حضور بابا صاحبؒ کا قوال ہوں اور حضور مخدوم پاک بابا صاحب کے مرید و خلیفہ ہیں۔ اس لئے ان سے خوب انعام پاؤں گا مگر یہاں سے تو کچھ بھی نہ ملا تاہم پاکپتن شریف جا کر بابا صاحب کو یہ گولر دکھاؤں گا۔ حسن قوال جب پاکپتن شریف پہنچا تو اس نے اپنے سفر کا تمام حال بابا صاحبؒ کے سامنے عرض کر دیا ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ جب میں حضرت مخدوم پاکؒ کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا میرے شیخ اچھے ہی۔ یہ بابرکت الفاظ سن کر بابا فریدالدین مسعود گنج شکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا الحمدللہ۔ آج سے میں شیخ ہو گیا ہوں لوگوں نے پوچھا کہ حضو کیا اس سے پہلے آپ شیخ نہ تھے۔ بابا صاحب نے فرمایا آج سے پہلے یہ الفاظ کہنے والا کوئی مخدوم صابر نہ

Marfat.com
Marfat.com

تھا۔ آج یہ الفاظ صابر علاؤ الدین کلیری کی زبان حقیقت ترجمان سے نکلے تب میں آج سے شیخ ہو گیا ہوں۔ جو گولر قوال کے پاس تھے۔ اس نے بابا صاحب کو دے دیئے آپ نے حاضرین میں تقسیم کر دیئے جس نے بھی وہ گولر کھائے اس کی کثافت دور ہو گئی اس کو نور باطن حاصل ہوا۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ باختلاف روایت ۶۹۴ھ کو ہوا۔ مزار پُر انوار کلیئر شریف میں مرجع پر خاص و عام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بھی تادم تحریر ایک مرتبہ اس بارگاہ عالی میں قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ عجیب شان جلالت کا ظہور ہوتا ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ صوفی حمیدالدین ناگوری چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

صدر نشین محفل مشاہدات غیبی، محبوب ذات الہ، سلطان التارکین، امام الواصلین حضرت شیخ صوفی حمیدالدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ کا شمار اپنے وقت کے اولیائے کبار میں ہوتا ہے۔ آپ حضرت سعد بن زیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں جن کا شمار عشرہ مبشرہ ہے۔ آپ کے والد کا نام حضرت ابواحمد ہے۔ اور نام مبارک حمیدالدین ہے۔ آپ سلطان التارکین کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔ اُس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک دن خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمتہ اللہ علیہ بہت خوش تھے حاضرین سے فرمایا کہ اِس وقت اجابت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ جس کا جو دل چاہے مانگے۔ جو مانگے سو پائے۔

چنانچہ ایک شخص نے اپنی بہتری کے لئے دعا چاہی۔ دوسرے نے عقبیٰ کی خواہش ظاہر کی غرض کہ کسی نے کچھ کسی نے کچھ مانگا۔ مگر حضرت حمیدالدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ خاموش تھے۔ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمتہ نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم کیا چاہتے ہو؟ کیا تم دنیا و عقبیٰ میں عزت و مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہو۔ آپ نے نہایت ادب و احترام سے عرض کیا۔ ''بندہ راخواستی نباشد خواست مولیٰ است''

ترجمہ: بندہ کی کوئی خواہش نہیں ہے۔ جو خواہش ہے وہ مولیٰ کی خواہش کے مطابق ہے۔

یہ سُن کر حضرت خواجہ غریب نواز بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔ ''رالتارک الدنیا والعارع من عقبیٰ سلطان التارکین حمیدالدین الصوفی'' پس خواجہ غریب نواز کے عطا کردہ لقب سلطان التارکین سے آپ مشہور ہو گئے۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت خواجہ خواجگان عطائے رسول ولی ہند حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری علیہ الرحمتہ کے مرید وخلیفہ ہیں سلسلہ چشتی کے مشہور بزرگوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

سیرت وکردار:

آپ بہت بڑے عالم وصوفی اور صاحب دل اور صاحب نسبت بزرگ تھے طریقت میں

Marfat.com
Marfat.com

آپ کا مقام اونچا ہے۔ آپ کی بہت سی تصانیف بھی ہیں۔ ان میں سے زیادہ مشہور کتاب اصول طریقہ ہے آپ شاعر بھی ہیں۔

تعلیمات:

نمبر۱: آپ فرماتے ہیں کہ مراتب راہ کا پہلا مرتبہ علم ہے۔ علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ کیوں کہ علم کے بغیر عمل درست نہیں ہوتا۔

نمبر۲: مراتب طریقت کا دوسرا مرتبہ عمل کے بغیر نیت کا وجود نہیں۔

نمبر۳: مراتب درگاہ کا تیسرا مرتبہ نیت ہے۔ نیت صحیح ہونی چاہیے۔ کیوں صحیح نیت کے بغیر باطل کے سوا کوئی عمل نہیں ہوتا۔

نمبر۴: چوتھا مرتبہ صدق ہے اور صدق کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر عشق رونما نہیں ہوتا۔

نمبر۵: پانچواں مرتبہ عشق ہے اس لئے ہونا چاہیے کہ اس کے بغیر توجہ درست نہیں ہوتی۔

نمبر۶: چھٹا مرتبہ توجہ ہے، توجہ اس لئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر سلوک حاصل نہیں ہوتا۔

نمبر۷: ساتواں مرتبہ سلوک ہے، سلوک اس لئے درکار ہے کہ اس کے بغیر پیش گاہ کا دروازہ نہیں کھلتا۔

نمبر۸: آٹھواں مرتبہ پیش گاہ کا کھلنا ہے۔ پیش گاہ کا دروازہ کھلنا چاہیے تاکہ مقصود ظاہر ہو۔

آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص محبت کا دعویٰ کرے اور جب رات آئے تو اپنے محبوب کے ساتھ نہ سوئے۔ اس کا نام جھوٹوں کے دفتر میں لکھا جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ارباب شریعت کی راہ ومنزل تو نفس ومال سے باہر آنا ہے اور نعیم مقام میں داخل ہونا ہے۔ اور اصحاب طریقت کی راہ ومال جان ودل سے باہر آنا اور وحدت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ جانا ہے۔

وصال باکمال:

آپ نے ۲۹ ربیع الآخر ۶۷۳ھ کو اس دنیائے فانی سے رخصت سفر باندھا مزار فیض آثار نا گور میں مرجع ہر خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ نظام الدین ابوالمؤید چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

امام العارفین، برھان الواصلین، دلیل الکاملین، حجتہ الاسلام، حضرت شیخ نظام الدین ابوالمؤید رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ چشتی کے مشہور بزرگوں میں سے ہیں آپ کے دادا کو لوگ شمس العارفین کے لقب سے پکارتے تھے۔آپ کی بزرگی کا چرچا سلطان شمس الدین التمش علیہ الرحمۃ کے زمانے میں عام تھا آپ صاحب حال وصاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی سارا تھا۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے۔

سیرت وکردار:

آپ فضائل صوری ومعنوی سے آراستہ تھے آپ احمد غزنوی علیہ الرحمۃ اور شیخ عبدالواحد علیہ الرحمۃ سے مستفید ومستفیض ہوئے عبادت وریاضت میں ہمہ وقت مشغول رہتے۔نہایت ہی خوش اخلاق وخوش طبیعت تھے۔تحمل، بردباری، قناعت، توکل، تقویٰ، ورع، عشق ذوق وشوق کا مجسمہ ہیں۔

وعظ ونصیحت:

مصنف کتاب فوائد الفوائد حضرت میر حسن دہلوی نے ایک مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کبھی حضرت نظام الدین ابوالمؤید کی مجلس میں تشریف لے گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔مگر اس وقت میں کم عمر لڑکا تھا۔اس لئے آپ کے وعظ میں مضامین کے مطالب کو اچھی طرح اخذ نہ کر سکتا تھا۔

ایک دن کا واقعہ ہے۔کہ میں اُن کی مجلس و وعظ میں گیا دیکھا کہ وہ جوتا پہنے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہیں۔پھر انہوں نے اپنا جوتا اتار کر اپنے ہاتھ میں لے لیا تو مسجد میں تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز نفل ادا کئے میں نے اُن کی طرح کسی کو اس سے پہلے اس طرح اطمینان

Marfat.com
Marfat.com

اور سکون سے نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا۔

چنانچہ آپ نے اطمینان وسکون سے دو رکعت نماز پڑھی بعد منبر پر تشریف لے آئے۔ قبل اس کے کہ آپ اپنے بیان کا آغاز فرماتے مشہور قاری قاسم نے خوش الحانی سے قرأت کی اس کے بعد آپ نے اپنے کلام کا آغاز کیا اور فرمایا کہ میں نے اپنے بابا کی تحریر خود دیکھی ہے۔ آپ ابھی کچھ اور کہنے نہ پائے تھے کہ اس بات کا حاضرین کے دل پر اتنا اثر ہوا کہ وہ تمام گریہ وزاری کرنے لگے پھر آپ نے دو مصرعے پڑھے۔

برعشق تو وبر تو نظر خواہم کرد
جان درغم تو زیر و زبر خواہم کرد

ترجمہ: میں درد سے لبریز دل کے ساتھ خاک میں مل جاؤں گا اور عشق کا سودا لئے قیامت کے دن قبر سے نکلوں گا۔ یہ شعر سن کر لوگ رونے لگے اور آپ ممبر سے اتر آئے۔

کشف وکرامت:

ایک مرتبہ دہلی میں بارش نہیں ہوئی لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کے طالب ہوئے اور آپ میز پر چڑھے اور اپنی آستین سے ایک دامن نکالا جس کا ایک تار جدا ہو گیا تھا وہ تار آپ نے آسمان کی طرف اٹھایا اور باری تعالیٰ کی جناب میں عرض کی الٰہی بحرمت اس بڑھیا کے دامن کے اس تار کی کہ جس نے نامحرم مرد کو زندگی میں کبھی نہیں دیکھا اور بحرمت اس راز ونیاز کے جو وہ بڑھیا تیرے ساتھ رکھتی تھی پانی برسا اگر بارش نہ ہوئی تو میں شہر چھوڑ کر جنگل میں چلا جاؤں گا ابھی آپ کی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ بارش شروع ہو گئی۔ لوگوں نے جب اس دامن کے متعلق آپ سے پوچھا تو جواب میں فرمایا کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ وہ دامن کس کا ہے۔ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے وہ دامن میری والدہ ماجدہ کو دیا تھا اور میری والدہ اس دامن کو سر پر رکھتی تھیں اور اس طرح سے عبادت کرتی تھیں۔

وصال:

آپ کا وصال باکمال ۶۷۳ھ کو ہوا۔ مزار پر انوار دہلی میں مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عشق ومحبت حاضری دے کر دولت عرفان حاصل کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ بدرالدین غزنوی چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

حجتہ الکاملین امام العارفین قدوۃ السالکین، برھان الواصلین فنافی الرسول قطب دوراں، حضرت شیخ بدرالدین غزنوی رحمتہ اللہ علیہ آپ کا شمار اپنے وقت کے جلیل القدر اولیائے کبار میں ہوتا ہے۔آپ کے زمانے کے مشائخ آپ کی بزرگی کا اعتراف کرتے تھے۔آپ وعظ ونصیحت بھی کرتے تھے جس میں بہت سی عمدہ باتیں بہترین اسلوب سے بیان کیا کرتے تھے۔آپ کی وعظ کی مجلس میں دوسرے لوگوں کے علاوہ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ بکثرت شریک ہوتے تھے۔ابتداء آپ غزنی سے لاہور تشریف لائے وہاں کچھ عرصہ رہے پھر سفر کا ارادہ ہوا اس بارے میں آپ خود بیان فرماتے ہیں کہ میرا ایک دل یہ کہتا ہے کہ میں دہلی کی طرف جاؤں۔ایک دل یہ کہتا کہ غزنی کی طرف جاؤں۔

چنانچہ اس کشمکس میں کوئی فیصلہ نہ کر سکا میرے دل کی زیادہ تمنا یہ تھی کہ میں غزنی کی جانب چلا جاؤں کیونکہ میرے ماں باپ رشتہ دار دوست وہیں تھے دہلی میں ایک داماد کے علاوہ کوئی نہ تھا۔مجبوراً میں نے قرآن مجید سے فال دیکھنے کی نیت کی اور ایک بزرگ کی خدمت میں گیا۔اول غزنی کی نیت سے فال دیکھی تو عذاب کی آیت نکلی، پھر دہلی کی نیت سے فال دیکھی تو بہشت اور اس کی نہروں اور جنت کی خوبیوں والی آیت اگرچہ میرا دل غزنی کی طرف تھا لیکن فال کے حکم کے مطابق میں دہلی کی طرف روانہ ہوگیا۔جب میں شہر میں پہنچا تو مجھے معلوم ہوا کہ میرا داماد قید میں ہے۔

چنانچہ میں سرائے سلطان کے پاس سامنے آیا تا کہ اس کا پتہ معلوم کرسکوں اچانک میں اپنے داماد کو سرائے سے باہر آتے دیکھا اور ایک تھیلی اس کے ہاتھ میں ہے۔جس میں چاندی کے روپے تھے۔جب اُس نے مجھے دیکھا تو مجھ سے لپٹ گیا اور خوش ہوا مجھے اپنے گھر لے گیا اسی دوران میں نے کئی بار سنا کہ غزنی شہر میں مغل آپہنچے اور قتل وغارت کا بازار گرم کر رکھا ہے۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

سیرت:

آپ اپنے وقت کے جلیل القدر اولیائے کبار سے ہیں۔ حضرت فرید بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ جیسی متبرک ہستیاں آپ کا وعظ سننے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ آپ عبادت وریاضت اور مجاہدہ میں ہمہ وقت مشغول رہتے تھے۔ سماع کے بڑے ہی رسیا اور شوقین تھے آپ کے زمانے کے مشائخ آپ کو سرخ شیر کہتے تھے۔ حضرت شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے جان پہنچان تھی۔ آپ کے والد نے ایک مرتبہ شیخ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ خضر سے ہماری بھی ملاقات کرادو تو بہتر ہوگا۔

چنانچہ ایک مرتبہ شیخ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ واعظ فرما رہے تھے کہ ایک آدمی مجمع سے دور بلند جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ شیخ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا حضرت شاہ خواجہ خضر علیہ السلام بیٹھے ہوئے ہیں شیخ کے والد بزرگوار نے کہا کہ واعظ کے بعد ان سے ملاقات کروں گا چنانچہ جب واعظ ختم ہوا شاہ خواجہ خضر بھی اپنی جگہ سے روپوش ہوگئے۔

شوق سماع:

حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ بوڑھے ہونے کی وجہ سے کمزور ہوگئے تھے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ حضرت آپ بوڑھے ہوگئے۔ مگر تعجب ہے کہ رقص اسی طرح کرتے ہیں جس طرح عالم شباب میں کرتے تھے؟ آپ نے جواب دیا کہ بوڑھا کبھی بھی رقص نہیں کرتا۔ بلکہ عشق رقص کرتا ہے۔ جہاں عشق ہوتا ہے وہاں رقص بھی ہوتا ہے۔ اس سوال وجواب کی وجہ سلطان المشائخ یہ لکھتے ہیں کہ شیخ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ بوڑھے ہوجانے کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہوگئے تھے۔ مگر جب محفل غزالخوانی کا انعقاد ہوتا تو وہاں آپ بعض اشعار سن کر قابو سے باہر ہوجاتے اور رقص کرنے لگتے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۶۵۷ھ میں ہوا مزار پرُ انوار دہلی یعنی مہرولی میں خواجہ قطب صاحب کے مزار کے احاطے میں مرجع ہر خاص وعام ہے۔

فقیر راقم الحروف نے بھی آپ کے مزار پرُ انوار کی زیارت کی سعادت حاصل کی ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ نجیب الدین متوکل چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

کشتہ عشق رسول، امام الاولیا، واقف اسرار رموز حقیقت، یکتائے زمانہ، وحید العصر متوکل بالذات خدا، حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ علیہ معاملات میں سخت یعنی اصول شریعت کے سخت پابند تھے۔ زہد و تقویٰ میں بے مثال تھے اور نہایت ہی متوکل تھے ستر برس تک شہر میں رہے۔ اگرچہ غلہ وغیرہ کی کوئی مستقل آمدنی نہ تھی اور آپ کے بیوی بچے بھی تھے۔ مگر اس کے باوجود خوش وخرم رہتے تھے کہ آپ کو یہ بھی خبر نہ ہوا کرتی کہ آج کون سا دن ہے۔ کون سا مہینہ ہے۔ اور کتنی رقم ہمارے گھر میں موجود ہے۔ ایک مرتبہ عید کے روز آپ کے گھر میں چند درویش جمع ہو گئے۔ اتفاق سے اس دن آپ کے گھر میں کچھ بھی نہ تھا آپ اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ اپنے دل میں کہا کیا آج عید کا دن یونہی گزر جائے گا۔ میرے بچوں کے منہ میں کیا کوئی غذا نہ پہنچے گی۔ اور کیا یہ مہمان بھی یونہی لوٹ جائیں گے اتنے میں دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی مکان کی چھت پر آیا۔ اور یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

با دل گفتم ولا خضر را بینی
دل گفت اگر مرا نماید بینم

ترجمہ: میں نے اپنے دل سے کہا کیا خضر علیہ السلام کو دیکھ رہے ہیں۔ تو دل نے مجھے جواب دیا کہ اگر وہ مجھے دکھائی دیں تو دیکھوں۔ پھر اس بوڑھے جو غالباً حضرت خضر علیہ السلام تھے کھانے سے بھرا ہوا خوان پیش کیا۔ اور کہا کہ عرش پر ملاء اعلیٰ کے فرشتے آپ کے توکل کی تعریف کر رہے ہیں اور آپ پھر بھی اس دنیا کو دل میں لئے ہوئے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ خدا شاہد ہے کہ میں اپنے لئے اس کی طرف مائل نہیں ہوا بلکہ دوستوں کی ضروریات نے مجھے اس کی طرف مائل ہونے پر مجبور کر دیا۔

Marfat.com
Marfat.com

بیعت وخلافت:

آپ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ اور بھائی ہیں۔

سیرت وکردار:

آپ مجاہدہ عبادت وریاضت میں ہمہ وقت مشغول رہتے تھے ورع، ذوق وشوق زہدو تقویٰ آپ کا وصف خاص تھا۔ نہایت ہی متوکل درویش تھے جس وقت آپ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے اسکول میں گئے تو استاد نے پوچھا کیا نجیب الدین متوکل تم ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ نجیب الدین متکالم (کھانے والا) ہوں۔ متوکل کیسے ہوسکتا ہوں اس کے بعد اُستاد نے پوچھا کہ شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے بھائی تم ہو؟ آپ نے جواب دیا ظاہر طور پر میں بھائی ہوں۔ برادر معنوی خدا ہی جانے کون ہے؟ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت بابا فرید علیہ الرحمۃ کی ارادت سے پہلے ایک روز خواجہ نجیب الدین متوکل رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں درخواست کی آپ میرے واسطے دعا فرمائیں کہیں قاضی مقرر ہو جاؤں اس پر شیخ مسکرائے اور فرمایا کہ قاضی نہ بنو بلکہ کچھ اور بنو۔

وصال با کمال:

آپ کا وصال با کمال ۹ رمضان المبارک ۶۷۱ھ بزمانہ سلطان غیاث الدین بلبن میں ہوا۔ سلطان محمد عادل بادشاہ کی مشہور ہے منڈل کے سامنے خواجہ قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمۃ کے مزار والی سڑک پر آپ کا مزار پُر انوار آج بھی مرجع ہر خاص وعام ہے۔

فقیر راقم الحروف نے بھی آپ کے مزار پر انوار کی زیارت کی سعادت حاصل کی ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ جمال الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین برہان الواصلین، حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمتہ اللہ علیہ پیشوائے اہل تمکین ہیں۔آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ سے ملتا ہے۔آپ کا نام مبارک جمال الدین ہے۔آپ ایک بہت بڑے خطیب ہونے کے علاوہ کمالات ظاہریہ باطنیہ کے بھی حامل تھے۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے مرید وخلیفہ ہے۔

سیرت:

آپ ایک اچھے خطیب تھے حضرت بابا صاحب کی خدمت میں وابستہ ہونے کے بعد خطابت چھوڑ دی تھی۔فقر وفاقہ کو تاج وتخت پر فوقیت دیتے تھے۔علم ترک وتجرید آپ کا شعار تھا کمالات ظاہری و باطنی میں بینظیر تھے۔آپ کے پیرو مرشد حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔آپ کی خاطر بارہ سال ہانسی میں رہے۔بابا صاحب علیہ الرحمۃ آپ کے متعلق کچھ فرماتے تھے۔کہ (جمال جمال ماست)۔یعنی جمال ہمارا جمال ہے۔اور کبھی فرماتے تھے کہ (جمال میخواھم کہ گرد پیر تو بگردم) جمال چاہتا ہوں کہ تیرے گرد طواف کروں۔حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ جب کسی کو خلافت نامہ عطا فرماتے۔اس شخص کو تاکید فرماتے کہ ہانسی جاکر شیخ جمال رحمتہ اللہ علیہ سے مہر لگواؤ اگر آپ مہر لگا دیتے تو اس کا خلافت نامہ مستند سمجھا جاتا اور اگر آپ مہر نہ لگاتے اور حضرت بابا فرید بھی قبول نہ فرماتے۔

عبادت وریاضت:

آپ کے یہاں ایک کنیز تھی۔وہ پاک دامن خاتون تھی۔حضرت بابا صاحبؒ ان کو مادر موموناں کہہ کر پکارتے تھے۔ایک دفعہ وہ حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ کے پاس ہانسی

Marfat.com
Marfat.com

سے پاکپتن شریف آئیں۔ حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ نے اُن سے دریافت کیا۔ "مادر مومناں جمال ماچہ می کند" مادر مومناں ہمارا جمال کیا کرتا ہے۔ مادر مومناں نے عرض کیا کہ جس روز سے وہ آپ کے دامن سے وابستہ ہوئے ہیں۔ انہوں نے گاؤں، اسباب، جائیداد، اور شغل خطابت کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ فاقہ کشی اور محنت پر کمر باندھ لی ہے۔ حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے فرمایا "الحمدللہ خوش می باشد" الحمدللہ کیسا ہی اچھا شخص ہے۔

تعلیمات:

آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کامل میں چند صفات کا ہونا ضروری ہے۔ جس میں وہ صفات نہ ہوں وہ فقیر کامل نہیں کہا جا سکتا۔ ان صفات کے متعلق جن کا فقیر کامل میں ہونا ضروری ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ فقیر ایک خلق شریف ہے۔ جس سے صلاح، عفت، زہد، ورع، تقویٰ، اطاعت، عبادت، فاقہ، مسکنت، قناعت، دیانت، ضیافت، امانت، تہجد، خضوع، خشوع، تواضع، تحمل، عضو، اشفاق، انفاق، ایثار، اطعام، اکرام، احسان، اعراض، اخلاص، صدق، صبر، سکونت، علم، رضا، حیاء، سخاوت، خوف، ریاضت، مجاہدہ، مراقبہ، موافقت، معاملات، توحید، تہذیب، عنایت، رعایت، شفقت، شفاعت، لطف و کرم، شکوہ فکر، کرم ادب و احترام، حکمت، ہمت، معرفت، حقیقت، ان صفات کا ہونا ضروری ہے۔

کرامت:

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کی دعوت کی کھانے سے فارغ ہو کر آپ نے اجازت چاہی۔ میزبان نے کہا جب تک بارش نہیں ہوگی، نہ جانے دوں گا، اس سال بارش نہیں ہوئی تھی۔ اور قحط کے آثار نمایاں تھے۔ میزبان کے اصرار پر آپ وہیں بیٹھ گئے۔ چنانچہ اس رات کو خوب بارش ہوئی۔ آپ گھوڑے پہ ہانسی واپس تشریف لائے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۶۵۹ھ میں ہوا۔ مزار فیض آثار ہانسی میں آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت مولانا بدرالدین اسحاق چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

سلطان التارکین، مقرب حضرت رب العلمین، فرد کامل، امام صاحب، مشاہدہ وافر الفضل والاحسان، حضرت مولانا بدرالدین اسحاق چشتی رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بہت بڑے مشائخ تھے۔ زہد و تقویٰ فکر اور عشق میں بے مثال تھے۔ بچپن کے زمانے میں آپ نے دہلی میں علوم حاصل کئے۔ طلباء میں آپ کی خوش مزاجی اور حاضر دماغی مشہور تھی۔ تحصیل علم کے بعد جو چیز شرفاء اور دانشور لوگ سیکھا کرتے تھے آپ نے وہی چیز سیکھی فراغت کے بعد بخارا کا رخ فرمایا۔ چونکہ پاکپتن راستہ میں پڑتا تھا وہاں حضرت شیخ بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے کمالات کا شہرہ سن کر ملاقات کا اشتیاق ہوا اس کے بعد آپ نے ایک اور آدمی کو تیار کیا کہ وہ آپ کی شیخ بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ سے ملاقات کروائے۔

چنانچہ جب آپ نے حضرت بابا صاحبؒ سے ملاقات کی تو اپنے تمام علوم فنون ظاہریہ کو شیخ فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے پہلو میں دفن کر دیا۔ اور اُن کے جمال کے شیدائی ہو گئے۔ حضرت بابا صاحبؒ نے مولانا بدرالدین رحمتہ اللہ علیہ کی قابلیت اور صلاحیت کو دیکھ کر اپنی خدمت اور دامادی کے لئے منتخب کر کے بہترین طور پر تربیت دی۔ لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ آپ اکثر و بیشتر اوقات میں روتے ہوئے نظر آیا کرتے تھے۔ ایک روز یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

پیش صلابت غمش روح نطق غمی زند
اے رہزار مولا کم پیس تو نواچہ می زنی

اس کے عشق کے غم کی وجہ سے روح تک نہیں بولتی۔ اے انسان تیری ہستی ایک مولا کے ہزارویں حصہ سے بھی کم تر ہے۔ پھر تو نالہ کیوں کرتا ہے۔

چنانچہ اس شعر کے ذوق میں پورا دن عالم فراق میں گزار دیا جب مغرب کا وقت ہوا تو شیخ نے آپ کو امام بنایا تو بجائے قرأت کے آپ نے یہی شعر پڑھنا شروع کیا اور فوراً بے ہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش میں آئے تو شیخ نے پھر بھی انہیں کو امام بنایا۔

Marfat.com
Marfat.com

بیعت وخلافت:

آپ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے مرید اور خلیفہ ہیں۔

علمی ذوق:

رسالہ اسرارِ اولیاء آپ کی تصنیف ہیں۔ جس میں آپ نے حضرت بابا فرید الدین علیہ الرحمۃ کے ملفوظات کو جمع کیا ہے اس کے علاوہ بھی آپ نے ایک کتاب نظم کے اندر علم صرف پر لکھی ہے۔ جس میں تجر علمی اور فصاحت کو خوب ظاہر کیا ہے اس رسالہ کے آخر میں جو اشعار لکھے گئے ہیں وہ سیر الاولیاء میں بھی نقل کئے گئے ہیں۔ اسرار الاولیاء کے خاتمہ پر شیخ نظام الدین کی خدمت میں التماس کے عنوان سے چند سطریں عربی زبان میں لکھی ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔

الامام المجاہد حضرت نظام الدین محمد بن احمد علیہ الرحمۃ خصائل پسندیدہ عادات پر گزار جانا مجھ سے یہ نظم سنی اللہ پاک ہر مسلمان کو آپ کے فضائل پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آپ کے فضائل وانوار عام ہیں میں صفت شاعری میں تہدست ہوں لیکن بحکم عالی نظم پیش کرنا ضروری تھا۔ اور میری یہ سعی ایسی ہے جس میں سلیمان علیہ السلام کے سامنے چیونٹی کی سعی۔

جناب نے اپنے علوم تبہت کے باوجود فقیر سے نظم کی فرمائش کی جو حسب الحکم پیش خدمت ہے۔ میں کمزور فقیر بدر الدین اسحاق بن علی دہلوی ان سطور کے ذریعے امیدوار ہوں کہ میرے لئے صلاحیت کی دعا فرمائی جائے اور تمام تعریفیں اللہ پاک ہی کے لئے ہیں۔

وصال:

آپ کا وصال باکمال ۶۹۰ھ میں ہوا آپ کا مزار پاک پتن شریف میں حضور بابا گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کے ساتھ مسجد اولیاء سے ملحقہ ایک وسیع ہال ہے جہاں پر حضور بابا صاحب کے صاحبزادگان اور دیگر حضرات کے مزارات ہیں پر آپ کا مزار پُر انوار موجود ہے۔ جو آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بھی آپ کے مزار پُر انوار کی بارہا زیارت کی سعادت حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت مولانا شہاب الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

ملک الاولیاء، امام الفقراء، ہست جام، مقتدائے پیشوایاں، بحرالعلوم، جامع معقول و منقول، حضرت مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عارف کامل صاحب کشف وکرامت صاحب حال وکمال بزرگ تھے۔ شیخ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ میرے اور مولانا شہاب الدین کے درمیان محبت تھی آپ تمام علوم وفضائل میں حضرت بابا فرید الدینؒ گنج شکر علیہ الرحمۃ سے آراستہ ہوئے۔ اکثر اوقات حضرت بابا صاحبؒ کی خدمت میں گزارہ کرتے تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت بابا فرید الدین علیہ الرحمۃ کے پاس عوارالمعارف کا ایک نسخہ دیکھا جو اکثر اوقات آپ کے زیر مطالعہ رہا کرتا تھا اور اس میں کتابت کی بہت سی غلطیاں ہیں جس کی وجہ سے بابا صاحب پڑھتے پڑھتے اکثر توقف فرمایا کرتے تھے میں چونکہ اس سے پہلے عوارالمعارف کا ایک نسخہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکل علیہ الرحمۃ کے پاس دیکھ چکا تھا۔ اس لئے شیخ کے پاس نسخہ دیکھ کر فوراً مجھے اس نسخے کا خیال آیا۔ اور میں نے حضرت بابا صاحبؒ سے عرض کیا کہ شیخ نجیب الدین متوکل علیہ الرحمۃ کے پاس ایک نسخہ موجود ہے۔ شیخ کو یہ بات ناگوار گزری اور غصے سے فرمایا کہ درویش کو تو صحیح اور غلط میں امتیاز کرنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ میں پہلے تو یہ سمجھ نہ سکا کہ آپ یہ بات کس سلسلے میں فرما رہے ہیں۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ آپ کا روئے سخن میری ہی طرف تھا اور میں کھڑا ہوا اور سر سے عمامہ اتارا اور حضرت شیخ کے قدموں میں گر گیا اور عرض کیا کہ معاذ اللہ میری مراد یہ تھی کہ جو نسخہ میں نے دیکھا تھا وہ یاد آ گیا۔ اور اس کے سلسلے میں عرض کر دیا بس اس سے زائد کا میں نے ہرگز ارادہ نہ کیا تھا اور نہ ہی میرے گوشہ میں خیال تھا۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے بے انتہا کوشش کی کہ شیخ کسی طرح راضی ہو جائیں۔ مگر میری یہ کوشش بے سود رہی۔ اور شیخ ناراض رہے اس کے بعد میں شیخ کی مجلس سے حیرانی اور پریشانی کی حالت میں اٹھ کر چلا آیا۔ جتنا رنج وغم مجھے اس دن ہوا خدا پاک کرے کہ کسی کو نہ ہو۔ پھر میں نے ایک کنویں پر جا کر اس میں کود کر اپنے آپ کو ہلاک کر دینے کا

Marfat.com
Marfat.com

ارادہ کیا۔لیکن مجھے خیال آیا کہ مردہ تو مردہ ہی ہوتا ہے۔کہیں ایسا نہ ہو کہ بدنامی کا داغ باقی رہ جائے اس لئے کنویں میں کودنے کے خیال تو ترک کر دیا۔ایک عرصہ تک یونہی پریشانی کے عالم میں پھرتا رہا۔اور میرے ان تمام احوال کا حضرت مولانا شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ کو علم تھا۔اتفاق سے مولانا شہاب الدین نے ایک موقع پا کر بڑے ہمدردطریقے سے میرے احوال کا حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ سے ذکر کیا تو حضرت بابا صاحبؒ اس وقت بہت خوش ہوئے اور راضی ہو گئے۔ اور مجھے اپنے پاس بلوایا اور مہربانی اور شفقت کے لہجے میں فرمایا کہ میں نے جو کچھ کیا وہ تمہارے روحانی کمال کے لئے۔اس لئے کہ حقیقت میں پیر ہی مرید کی اصلاح کرنے والا ہوتا ہے۔اس کے بعد بابا صاحبؒ نے مجھے انعامات سے نوازا اور ایک خلعت خاص سے مشرف فرمایا۔

وصال باکمال:

آپ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے آپ کا وصال باکمال پاکپتن شریف میں ہی ہوا وہیں آپ کا مزار شریف آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔تاریخ اورسن وصال معلوم نہ ہوسکی آپ کے پانچ صاحبزادے تھے۔حضرت بابا صاحب کے مزار کے متصل مغرب کی جانب آپ کا مزار ہے۔یہ جگہ پہلے حضرت بابا صاحب کے مزار کے لئے مختص تھی۔لیکن حضرت شیخ شہاب الدین نے ا .. بھائیوں کی منت سماجت کر کے یہ جگہ اپنے لئے حاصل کر لی تھی۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

باب پنجم

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ

کے بزرگان کے حالات وواقعات پر

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ نصیرالدین محمود چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

پیشوائے مشائخ کبار۔ مستغرق در بحر اسرار مستغرق ذات الٰہ سلطان الاصفیاء چراغ چشت اہل بہشت، حضرت خواجہ مخدوم نصیرالدین محمود چراغ دہلی رحمتہ اللہ علیہ حضرت امام حسن کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار سیّد مجتبیٰ علیہ الرحمۃ کی ولادت باسعادت لاہور میں ہوئی۔ پھر یہ خاندان اودھ میں جا کر قیام پذیر ہو گیا۔ اودھ ہی میں حضرت مخدوم نصیرالدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ نو سال کی عمر میں یتیم ہو گئے تھے۔ اس کے بعد آپ کی پرورش آپ کی والدہ ماجدہ رابعہ دوراں نے کی آپ کو بچپن ہی سے کھیل کود سے نفرت تھی۔ ہمیشہ غور و فکر میں رہتے تھے۔ جن دنوں روزہ رکھنا منع تھا ان دنوں کے علاوہ ہمیشہ روزے سے رہتے تھے۔ شدید بیماری کی حالت میں بھی نماز نہ چھوڑتے تھے۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ اعظم ہیں۔ آپ چالیس برس کی عمر میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیا علیہ الرحمۃ کے پاس دہلی تشریف لائے اور شرف بیعت سے مشرف ہو گئے۔

سیرت وکردار:

آپ اپنے پیر مرشد سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد دہلی کی ولایت کے مالک قرار دیئے گئے تھے۔ آپ اپنے شیخ کے مکمل پیروکار تھے فکر و فاقہ، صبر و ثبات رضا و تسلیم آپ کے قابل ذکر اوصاف ہیں۔ آپ صاحب اسرار بزرگ تھے۔ ماہر علوم ظاہر و باطن تھے جتنی کرامات آپ سے ظاہر ہوئیں۔ نظامیہ سلسلے میں کسی سے ظاہر نہ ہوئیں۔

آپ چراغ دہلی کے لقب سے مشہور ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ آپ ایک دن حضور خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو محفل میں بیٹھنے کو جگہ نہ تھی آپ کھڑے ہو گئے۔ حضرت سلطان جی نے فرمایا سامنے آ کر بیٹھو۔ آپ نے عرض کیا احباب کی طرف پشت ہو گی۔ یہ سن کر خواجہ صاحب نے فرمایا کہ چراغ کی پشت کسی طرف سے

Marfat.com
Marfat.com

نہیں ہوتی۔ اس روز سے آپ کا لقب چراغ دہلی ہو گیا۔

دوسری وجہ تسمیہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے۔ کہ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد دہلی کے ایک بزرگ حضرت عبداللہ یافعی علیہ الرحمۃ نے کہا دہلی کے تمام شیخ رخصت ہو چکے ہیں اب صرف شیخ نصیر الدین باقی رہ گئے ہیں۔ جو دہلی کے چراغ ہیں چنانچہ اس کے بعد آپ اسی لقب سے مشہور ہو گئے۔ آپ کے مزار کے اطراف کا علاقہ بھی چراغ دہلی کہلاتا ہے۔

عبادت وریاضت:

منقول ہے کہ ایک روز شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے خاص مشیر اور راز داں حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ سے کہا آپ برائے کرم خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں میرا یہ پیغام عرض کر دیں کہ میں اودھ میں رہتا ہوں لوگوں کی آمد و رفت کی وجہ سے عبادت الٰہی میں مزاحمت ہوتی ہے۔ اگر حکم ہو تو اودھ کو ترک کر کے جنگل میں چلا جاؤں اور وہاں یکسوئی سے اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جاؤں۔ حضرت امیر خسرو کا یہ معمول تھا کہ عشاء کی نماز سے فراغت کے بعد حضرت شیخ کی خدمت میں جایا کرتے تھے۔ اور دن بھر کے تمام حالات حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کو سنایا کرتے تھے۔

چنانچہ انہوں نے حضرت شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام بھی سنایا۔ حضرت خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ تمہیں لوگوں کے ساتھ ہی رہنا چاہیے اور ان کی شدت و سختی برداشت کر کے اس کا بدلہ بخشش وعنایت سے دینا چاہیے۔ حضرت شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علاوہ ازیں اس قسم کی تلقین کر کے شیخ نے مجھے ریاضت ومجاہدہ کا حکم فرمایا۔ اس دوران یوں بھی ہوتا تھا کہ کبھی دس دس دن گزر جاتے اور کچھ نہ کھاتا بیشتر اوقات ایسا ہوتا کہ جب خواہشات کا غلبہ ہوتا تو میں کھٹائی کھایا کرتا تھا کہتے ہیں کہ سلطان محمود تغلق بادشاہ نے شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ کو باوجود آپ کے کمالات عالیہ کے تکلیف دینا اپنا بہترین مشغلہ بنا رکھا تھا۔ اپنے ہمراہ سفر میں آپ کو پیدل چلاتا اس نے آپ کو اپنا خانساماں مقرر کیا۔ شیخ نصیر الدین ان تمام تکالیف کے کاموں کو صرف اپنے شیخ کی وصیت کی بنا پر برداشت کرتے رہے اور اُف تک نہ کرتے تھے۔

تعلیمات:

نمبر۱: آپ فرماتے ہیں کہ اس کام میں اصل چیز نفس کی حفاظت کرنا ہے۔ اور صوفی کو

Marfat.com
Marfat.com

مراقبہ کی حالت میں ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس پر گہری نظر اور نگرانی رکھے تاکہ اس کے باطن کو دل جمعی اور یکسوئی نصیب ہو۔ جب صوفی نے نفس کو چھوڑ دیا اور اس سے غافل ہو گیا تو باطن حیران و پریشان ہو جائے گا۔

نمبر۲: آپ فرماتے ہیں کہ صوفی وہ ہے جو اپنے ہر سانس کو گنتا اور شمار کرتا ہے۔

نمبر۳: آپ فرماتے ہیں کہ دل پر نظر رکھ کر دل کو اللہ کی طرف متوجہ کرنا ضروری ہے۔ اور ذکر اللہ میں مصروف و منہمک ہو کر تمام غیر اللہ کو دل سے نکال دیا جائے۔

نمبر۴: آپ فرماتے ہیں کہ ریاضت و مجاہدہ کرنے والے لوگ تین حال سے خالی نہیں ہوا کرتے اول مجاہدہ کی غرض اور باعث دوزخ کا خوف۔ دوئم مجاہدہ سے امید رکھے اور حصول کے بعد دخول بہشت کی سوئم مجاہدہ محض اللہ کی ذات اور اس کی خوشنودی کے لئے کیا جائے۔ وہ لِلّٰہ فی اللہ ہوگا اِس مجاہدہ کی قدر زیادہ اس لئے ہے کہ یہ خالصتاً خدا کی ذات ہی کے لئے کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کے راستے میں خوب کوشش کرو چونکہ عام طور پر لوگ مطلوب کی قدر و قیمت سے واقف نہیں ہیں۔ اس لئے حصول کے لئے اچھی کوشش نہیں کرتے۔

نمبر۵: آپ فرماتے ہیں کہ ہر عمل اور کردار کا دارومدار صرف جذبہ پر ہے۔ یعنی ہر وہ عمل اور کام جس کے کرنے میں جذبہ نہ ہو وہ قابل قبول نہیں جیسے جذبہ حال جب جذبہ حال میں کوئی کام کیا جاتا ہے۔ تو وہ فوراً قبول ہو جاتا ہے۔ اس جذبہ کا کوئی وقت مقرر نہیں یہ جذبہ کبھی بچپن کبھی جوانی اور کبھی بڑھاپے میں پیدا ہوتا ہے۔

کشف و کرامات:

جس زمانے میں جواہر سنگھ جاٹ نے دہلی کو لوٹا اور وہاں قتل و غارت کا بازار گرم کیا اُس وقت بستی چراغ دہلی میں ایک مال دار برہمن رہتا تھا وہ اس لوٹ مار سے خوف زدہ ہو کر آپ کے مزار پر پہنچا اور بولا سرکار دہلی تباہ ہو رہی ہے۔ اور تباہی کے شعلے بستی چراغ دہلی کو بھی اپنے لپیٹ میں لینے والے ہیں۔ ہم آپ کی رعایا ہیں خدا کے لئے ہماری مدد کیجئے۔ یہ کہہ کر برہمن اپنے مکان پر آیا اور دن بھر خوف سے لو لگائے بیٹھا رہا۔ رات کو وہ سویا۔ تو اس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اُس سے فرما رہے ہیں۔ کہ تم اطمینان رکھو اور دروازے بند کر کے اندر بیٹھے رہو اور ڈاکو تمہاری طرف آئیں گے۔ تو اندھے ہو جائیں گے۔ جیسے ہی برہمن کی آنکھ کھلی اس نے فوراً اپنے گھر والوں کو یہ خوش خبری سنائی جو لوگ حضرت چراغ

Marfat.com
Marfat.com

دہلی کے زیادہ عقیدت مند تھے وہ دل ہی دل میں مسکرانے لگے خون خوار جاٹ دہلی تہہ وبالا کر رہے ہے۔لوگوں کی چیخ وپکار دہلی کے رہنے والوں تک پہنچتی رہی۔ اوران کے چہروں پر موت کے سائے لرزنے لگے لیکن وہ برہمن اسی طرح مطمئن تھا۔ جیسے کسی محفوظ مقام پر ہو۔آخر جاٹوں کے گھوڑوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں لیکن کچھ دیر کے بعد لوگوں کو ایسا محسوس ہوا کہ جاٹ واپس جا رہے ہیں۔ کئی مرتبہ یہی ہوا جواہر سنگھ جاٹ کے آدمی چراغ دہلی کے علاقے پر حملے کیلئے آتے تھے۔اور ناکام ہوکر واپس چلے جاتے تھے۔ دور سے چراغ دہلی کا علاقہ انہیں صاف نظر آتا تھا مگر جیسے ہی وہ قریب پہنچتے یہ بستی ان کی نظروں سے اوجھل ہو جاتی اور وہ بھٹک کر کسی اور طرف نکل جاتے۔آخر مجبور ہو کر جاٹوں نے تمام واقعہ اپنے سردار جواہر سنگھ کو سنایا پہلے تو اس کو بھی یقین نہ آیا مگر جب اُس کے ساتھیوں نے قسمیں کھائیں تو یقین کرنا پڑا اور وہ حیرت کے سمندر میں ڈوب گیا۔ پھر وہ ان کے ساتھ بستی چراغ دہلی کی طرف بڑھا قریب پہنچنے کے بعد اُس نے لوگوں سے پوچھا کیا اس علاقے میں کوئی خاص بات ہے؟ ایک بوڑھے شخص نے جواب دیا کہ اس علاقے میں حضرت مخدوم شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار اقدس ہے۔اور یہ بستی بھی آپ کے نام پر بسائی گئی ہے۔اس کے بعد جواہر سنگھ نے کسی سے کچھ نہ پوچھا چند قدم آگے بڑھا اور حضرت چراغ دہلی کے مزار کی طرف منہ کر کے کہا۔حضرت میں اپنے ساتھیوں کی گستاخی پر شرمندہ ہوں اور مزار مبارک پر حاضر ہونا چاہتا ہوں مجھے اجازت مزاحمت فرمایئے۔ جواہر سنگھ کی زبان سے جیسے ہی یہ الفاظ ادا ہوئے۔ چراغ دہلی کی پوری بستی اسی طرح اس کے سامنے آ گئی جیسے اس کی آنکھوں پر پڑا ہوا پردہ ہٹا دیا گیا۔تمام جاٹوں نے عقیدت سے اپنے سر جھکا دیئے۔ پھر سنگدل اور لٹیروں جاٹوں کا یہ گروہ غسل کر کے پھولوں کی چادر کے ساتھ مزار اقدس پر حاضر ہوا۔

وصال با کمال:

حضرت مخدوم نصیرالدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ۱۸ رمضان المبارک ۷۵۷ھ کو ہوا مزار شریف دہلی میں آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ سراج الدین عثمان گوری چشتی نظامیؒ

ارف:

عالم ربانی۔ محرم اسرار سبحانی گنجینہ علم وحیا۔ مقتدائے وقت حضرت شیخ سراج الدین عثمان وری رحمتہ اللہ علیہ اخی سراج کے نام سے معروف تھے آپ حضرت خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین لیاء رحمتہ اللہ علیہ کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے۔ عین جوانی کے عالم میں جبکہ آپ کی داڑھی ے بال بھی نہ نکلے تھے۔ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کے مرید ہوئے اور چند بس پیرومرشد کی خدمت میں رہنے کے بعد اپنی والدہ کی خدمت کے لئے لکھنوتی جس کا موجودہ م گور ہے۔ تشریف لے گئے۔ چندروز وہاں قیام فرمانے کے بعد پھر واپس شیخ کی خدمت میں ماضر ہو گئے۔ خلافت دیتے وقت آپ سے شیخ نے فرمایا کہ اس کام میں پہلا مقام علم کو حاصل کرنا ہے اور شیخ میں ابھی اتنا بھی علم نہیں ہے۔ اس وقت جو لوگ موجود تھے اُن میں سے مولانا فخر الدین رازدی علیہ الرحمۃ نے عرض کیا کہ میں انہیں چھ ماہ میں عالم بنا دوں گا چنانچہ شیخ سراج نے مولانا رازدی علیہ الرحمۃ سے علم حاصل کیا۔ مولانا رازدی علیہ الرحمۃ نے ان کے لئے ایک کتاب بھی بنام عثمان بھیجی۔ اس کے بعد شیخ سراج نے مولانا رکن الدینؒ سے کافیہ مفصل قدوری اور مجمع البحرین پڑھیں۔ اور حضرت خواجہ محبوب الٰہی کے وصال کے تین سال بعد مزید تین برس تک دیگر درسی کتب کی تحصیل کی۔ پھر شیخ کے کتب خانے سے چند کتابیں کچھ کپڑے اور خلافت نامہ جو شیخ نے آپ کو دیا تھا لے کر اپنے مقام پر لکھنوتی تشریف لے گئے اور دیار کو ولایت کے جمال سے مزین کیا شیخ نے عین حیات میں آپ کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ ہندوستان کا آئینہ ہے۔

منقول ہے کہ شیخ سراج نے اپنے شیخ سے جو خرقہ وغیرہ حاصل کیا تھا اُسے زمین میں دفن کیا اور اس پر قبر بنا دی اور انتقال سے بیشتر اپنے ورثاء کو یہ وصیت کی کہ مجھے کپڑوں والی قبر میں دفن کیا جائے چنانچہ بعد از وصال لوگوں نے ایسا ہی کیا آپ کے خلفاء شہر گور میں مشہور ہیں۔

وصال:

آپ کا وصال ۷۳۰ھ میں ہوا مزار شریف شہر گور لکھنوتی میں آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ ابوالحسن امیر خسرو چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

معدن صدق وصفا، کان عشق ووفا، فنافی الشیخ، سلطان الشعراء، برہان الفضلاء، طوطی ہند حضرت خواجہ ابوالحسن امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ آپ کا اصلی نام ابوالحسن ہے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام مبارک امیر سیف الرحمٰن لاچین اور نانا کا نام عمادالملک ہے۔ آپ کے والد بزرگوار ترکستان کے مشہور شہر بلخ کے امیرزادوں میں سے تھے وہ سلطان شمس الدین التمش علیہ الرحمۃ کے دورِ حکومت میں ہجرت کر کے ہندوستان آئے اور موضع پٹیالی ضلع انیپٹہ میں مقیم ہو گئے۔ امیر سیف الدین جب دہلی آئے تو اپنی خاندانی برتری اور غیر معمولی ذاتی قابلیت کی بناپر بہت جلد بادشاہ وقت کے دربار سے منسلک ہو گئے۔ یہیں اُن کی شادی عمادالملک کی صاحبزادی سے ہوئی۔ ان کے بطن سے تین بیٹے پیدا ہوئے۔ ان میں حضرت ابوالحسن المعروف حضرت امیر خسرو سب سے چھوٹے فرزند ہیں۔ آپ ۶۵۳ھ کو دہلی میں تولد ہوئے۔ حضرت امیر خسرو کی تعلیم و تربیت آپ کے نانا عمادالملکؒ نے کی۔ جو خود ایک بے بدل عالم اور حضرت خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔ اُس وقت ان کی عمر ایک سو تیرہ برس تھی۔ مگر اپنے لائق نواسے کی تعلیم و تربیت میں اس پیرانہ سالی کے عالم میں بھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اور بہت جلد آپ نے اپنے تمام علوم میں کمال حاصل کیا اور علم فقہ منطق اور حدیث پڑھ کر فضلا میں شامل ہونے لگے آپ بہت خوش آواز اور ایک عظیم شاعر تھے۔

بیعت:

آپ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے منظورِ نظر مرید تھے۔

سیرت وکردار:

آپ سلطان الشعراء برہان الفضلاء، وادئ خطابت وسخن کے عالم فرید و وحید نوع انسانی کے دونوں جہاں میں منتخب اور بے پایاں تھے، مضمون نگاری اور معنی پہنانے کے لئے شعر گوئی اور تمام اقسامِ سخن میں آپ کو وہ کمال حاصل تھا کہ متقدمین اور متاخرین شعراء میں سے کسی کو بھی یہ اعزاز نصیب نہیں ہوا۔ انہوں نے اپنے اشعار کو اپنے پیرومرشد کے فرمان

Marfat.com
Marfat.com

وارشاد کے مطابق اصفہانی طرز اور نہج پر تیار کیا آپ کے اشعار کی تعداد پانچ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔

آپ ایک بے بدل شاعر تھے اور آج بھی آپ کو اقلیم شاعری کا تاجدار کہا جاتا ہے۔آپ صاحب علم وفضل تھے۔اور تصوف کے اوصاف اور درویشوں کے احوال سے متصف تھے۔اگرچہ آپ کے تعلقات ملوک سے تھے اور امراء اور ملوک سے خوش طبعی اور بطور میل جول تھا۔لیکن طبعی طور پر ان تمام کی طرف میلان نہ تھا۔آپ مقبول ترین اولیاء سے ہیں آپ ایک ادیب بھی تھے۔

ریاضت ومجاہدہ:

حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ دن رات عبادت میں مصروف رہتے تھے۔آپ ہر رات کو تہجد کی نماز کے بعد سات پارے خوش الحانی سے تلاوت فرماتے تھے۔اور اکثر روزے سے رہتے تھے۔آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ چالیس سال مسلسل روزے رکھتے رہے۔ایک روز آپ کے پیرومرشد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ نے آپ سے دریافت کیا اے ترک تمہاری مشغولیت کا کیا حال ہے۔عرض کیا رات کے آخری حصہ میں اکثر وبیشتر آہ وبکا اور گریہ زاری کا غلبہ رہتا ہے۔حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے فرمایا الحمدللہ کچھ اثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔آخر خدا کی محبت میں ایسی جلن اور سوزش آپ کے سینے میں پیدا ہوگئی کہ جب لباس پہنتے تو سینے کے پاس کا کپڑا جل جاتا حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز مجھ سے خدا اگر یہ پوچھے کہ میں کیا لایا ہوں تو عرض کروں گا کہ امیر خسرو کے سینے کی سوزش یا جلن لایا ہوں۔

پیرومرشد کی عنایت:

صاحب سیر الاولیاء فرماتے ہیں کہ امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کی جتنی نوازشات اور عنایت ہوئیں وہ حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ نے خود تحریر فرمائیں۔جن میں سے چند ایک پیش کرتا ہوں۔

خود امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے فرمایا میں سب سے تنگ آ جاتا ہوں مگر تم سے تنگ نہیں ہوتا ایک دفعہ ایک شخص نے بڑی جرأت کے ساتھ شیخ سے عرض کیا کہ حضور آپ جن نظروں سے امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھتے ہیں انہیں نظروں سے ایک بار مجھے دیکھ لیں تو حضرت شیخ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔لیکن اس کے بعد شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے دل میں آیا تھا کہ اسی وقت اس شخص کو کہہ

Marfat.com
Marfat.com

دوں کہ پہلے اتنی قابلیت تو پیدا کر۔

ایک دفعہ حضرت خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میرے لئے دعا کرو کیوں کہ اے خسرو تمہاری بقا میری بقا پر موصوف ہے اور تمہیں میرے پہلو میں دفن کیا جائے گا یہ جملے کئی مرتبہ لوگوں نے خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کے سامنے دہرائے۔ تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ انشاءاللہ یونہی ہوگا۔

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے مجھ سے اللہ کو درمیان رکھ کر یہ وعدہ فرمایا تھا کہ جب جنت میں جائیں گے تو مجھے بھی انشاءاللہ ساتھ لے چلیں گے۔

ایک مرتبہ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے یہاں تک فرما دیا تھا کہ اگر شریعت میں اس کی اجازت ہوتی تو میں وصیت کرتا کہ امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کو میرے ساتھ دفن کرنا تاکہ دونوں یکجا رہیں۔

پیر و مرشد کی محبت:

حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے پیر و مرشد سے حد درجہ کی محبت تھی۔ ایک مرتبہ کسی درویش نے حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ سے مدد کی درخواست کی اُس وقت اتفاق سے لنگر خانے میں کوئی چیز موجود نہ تھی خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ انتظار کرو آج جو کچھ آئے گا وہ سب تمہارا ہے۔ لیکن اتفاق سے اس دن کہیں سے بھی کچھ نہ آیا اور نہ دوسرے دن آخر کار خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے اپنے پاؤں کی جوتیاں دیکر درویش کو رخصت کر دیا۔ وہ جوتیاں لے کر باہر نکلا ہی تھا کہ حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہوگئی آپ نے اپنے پیر مرشد کی خیریت دریافت کی اور فوراً بول اُٹھے کہ مجھ کو تجھ سے مرشد کی بو آتی ہے۔ شاید اُن کی کوئی چیز تیرے پاس ہے۔

درویش نے تمام ماجرا سنا دیا یہ دیکھ کر حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کی جوتیاں درویش کے پاس ہیں۔ آپ بے تاب ہوگئے درویش سے کہا انہیں میرے ہاتھ فروخت کرو وہ فوراً راضی ہوگیا۔ آپ نے پانچ لاکھ روپے کے عوض اپنے مرشد کی جوتیاں خرید لیں۔ یہ روپے بادشاہ نے ان کے قصیدے پر خوش ہو کر اسی دن بطور انعام دیا تھا آپ اپنے مرشد کے جوتے سر پر رکھے ہوئے اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ حضور وہ پانچ لاکھ روپے پر راضی ہو گیا تھا۔ اگر وہ ان جوتیوں کی قیمت کے بدلے میں میری جان اور میرا تمام مال و دولت طلب کرتا تو میں سب کچھ دیکر بھی یہ مبارک جوتیاں اُس سے ضرور خرید لیتا۔

Marfat.com
Marfat.com

ایک خواب:

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ نے مجھے اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ ہم نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ بروز جمعرات شیخ صدرالدین علیہ الرحمۃ ابن شیخ بہاؤالدین زکریا علیہ الرحمۃ ہمارے پاس تشریف لائے میں نے ان کی تعظیم وتکریم کی وہ بھی اتنی تواضع سے پیش آئے جو یہاں نہیں کی جاتی اسی طرح میں نے دیکھا کہ اے خسرو تم بھی دور سے آتے ہوئے نظر آئے جب تم ہمارے پاس آ گئے تو تم نے معرفت الٰہی کا بیان شروع کر دیا۔ اسی دوران میں موذن نے نماز فجر کی اذان دینی شروع کی۔ جس کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی۔ اور خواب کا سلسلہ منقطع ہوگیا پھر حضرت خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے مجھ سے فرمایا کہ دیکھو یہ کتنا بڑا مرتبہ ہے۔ میں نے عرض کیا حضرت یہ تمام آپ ہی کا فیض ہے۔ یہ سُن کر حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ بلند آواز سے رونے لگے اور میں بھی آپ کی گریہ وزاری کی وجہ سے آبدیدہ ہوگیا۔ اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے کلاہ خاص منگوا کر اپنے دست مبارک سے مجھے پہنایا اور فرمایا کہ مشائخ کے اقوال کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا شیخ حضرت محبوب الٰہی نے حضرت امیر خسرو کے یہ دو شعر بھی کہے ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں۔

خسرو کہ بنظم و نثر مثلش کم خواست
ملکیت و ملک سخن آں خسرو راست
ایں خسرو ما است ناصر خسرو نیست
زیرا کہ خدائے ناصر ماست

وصال باکمال:

حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے آپ کے بارے میں یہ پیشین گوئی فرمائی تھی کہ خسرو میرے بعد زیادہ عرصہ زندہ نہ رہیں گے۔ چنانچہ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کا جب وصال ہوا تو حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ سلطان غیاث الدین تغلق کے ہمراہ بنگال گئے ہوئے تھے۔ بعض روایت کے مطابق لکھنوتی گئے ہوئے تھے۔ اس روز آپ نے سخت بے چینی محسوس کی اور بادشاہ سے اجازت حاصل کر کے جب دہلی پہنچے تو حضر خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کے وصال کا

Marfat.com
Marfat.com

علم ہوا یہ سن کر آپ بے تاب ہو گئے۔ جو کچھ تھا پیرومرشد کے ایصال ثواب کے لئے غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیا۔ سر کے بال کٹوا دیئے پاگلوں کی طرح مزار پر آ کر گر پڑے اور اس سے ٹکرا کر چیخ ماری اور کہا کہ تعجب ہے کہ آفتاب زمین کے اندر چھپ گیا اور میں ابھی تک زندہ ہوں یہ کہہ کر آپ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو زار و قطار رونے لگے۔ دنیاداری سے الگ تھلگ ہو کر ماتمی لباس پہنا اور مزار اقدس پر آ کر بیٹھ گئے آپ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہے۔

اور حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸ شوال ۷۲۵ھ کو وصال فرمایا قبل از وصال آپ حضرت محبوب الٰہی کے روضہ کے سامنے کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھتے تھے ہوئے اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔

گوری سوئے سیج پر مکھ پر ڈالے کیس
چل خسرو گھر اپنے سانجھ بھی چو دیس

آپ کا مزار حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کے پہلو میں دہلی میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ مزار دہلی میں ہے۔

راقم الحروف نے بھی دربار مقدس پر حاضری کا شرف حاصل کیا ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ قطب الدین منور چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

قطب ولایت دجمیع اوصاف متصور معدن صدق واخلاق حضرت شیخ قطب الدین منور رحمتہ اللہ علیہ حضرت برہان الدین ولد شیخ جمال الدین ہانسوی کے فرزند ارجمند تھے۔ صاحب حال وکمال بزرگ تھے۔ ریاضت وعبادت میں ہمہ وقت مشغول رہتے تھے۔ تکلیف وتصنع سے آپ کو طبعاً نفرت تھی لوگوں کے شور وغل سے دور رہتے تھے۔ عمر بھر اپنے اختیار سے آپ نے اپنے کمرے سے باہر قدم نہ نکالا تھا آپ امراء کے دروازے پر کبھی نہ جایا کرتے تھے۔ آپ نے پوری زندگی صبر وقناعت اور توکل میں بسر کی۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے جلیل القدر جامع کمالات اور مظہر کرامات مرید وخلیفہ تھے۔

سیرت وکردار:

منقول ہے کہ ایک مرتبہ سلطان محمد تغلق بادشاہ نے قاضی کمال الدین صدر جہاں کو حضرت قطب الدین منور رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں بھیجا اور ساتھ ساتھ تحریر شدہ ایک فرمان بھی ان کے ہمراہ روانہ کیا۔ جس میں تحریر تھا کہ فلاں فلاں گاؤں ہم نے آپ کو بطور ہدیہ دے دیئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کو دنیا داری کے فریب میں مبتلا کیا جائے پھر وہ اپنی عادت کے مطابق جیسا وہ دوسرے درویشوں کو تکلیف دیا کرتے تھے۔ ان پر بھی ایذاء رسانی کا سلسلہ شروع کر دیتا صدر جہاں جب شیخ قطب الدین منور رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آئے اور جاگیری مواضعات کا فرمان شاہی پیش کیا اور زبانی بھی بیان کیا تو شیخ منور رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا سلطان نصیر الدین بن شمس الدین اوچ اور ملتان کی طرف جا رہا تھا تو اپنے امیر غیاث الدین کو حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ایک فرمان جاگیری مواضعات کا دیکر بھیجا تھا لیکن بابا صاحبؒ نے اسے جواب دیا ہمارے مشائخ نے ایسی جاگیریں قبول نہ فرمائی تھیں۔ جاگیریں قبول کرنے والے اور لوگ بہت ہیں ان کو دی جائیں۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ کو معلوم ہے کہ ہم ان کے مرید ہیں ہمیں بھی وہ کچھ کرنا چاہیے۔ جو انہوں نے کیا۔ یعنی ہم جاگیریں وغیرہ نہیں قبول کرتے کہتے ہیں کہ شیخ منور قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ اور سلطان محمد تغلق کی اس وقت ملاقات ہوئی تھی جب کہ بادشاہ ہانسی جارہا تھا اور ہانسی سے آٹھ میل پہلے ہی مقام ہلسی میں قیام پذیر تھا۔ بادشاہ نے نظام زوبارے عرف مخلص الملک کو جو بڑا ہی ظالم تھا۔ ہانسی کا قلعہ دیکھنے کے لئے بھیجا تا کہ قلعہ کی تمام کیفیت معلوم کرے کہ وہ ٹھیک ہے۔ یا خراب ہو چکا ہے نظام زوبارے قلعہ کے نیچے ایک گھر پر پہنچا تو پوچھا یہ گھر کس کا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ شیخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے خلیفہ حضرت قطب الدین منور رحمتہ اللہ علیہ کا دربار ہے۔ اُس نے کہا تعجب ہے کہ بادشاہ یہاں آیا ہوا ہے اور یہ اسے ملنے کے لئے نہیں گیا پھر نظام زربارے نے بادشاہ کے ہاں لوٹ کر عرض کیا کہ یہاں خواجہ نظام الدین علیہ الرحمۃ کا ایک خلیفہ رہتا ہے جو آپ سے ملنے نہیں آیا بادشاہ کو حکومت کا نشہ اور غرور تھا جیسا کہ ہوا کرتا ہے۔ اس نے حسن سربرہنہ جیسے عزت دار اور طاقتور کو حکم دیا کہ جاؤ اور شیخ منور علیہ الرحمۃ کو یہاں پکڑ کر لے آؤ۔

چنانچہ حسن سربرہنہ شیخ کی بیٹھک میں آکر بیٹھا شیخ کے فرزند نورالدین باہر تشریف لائے اور کہا۔ کہ ہمارے آقا اور سردار آپ کو اندر بلا رہے ہیں حسن سربرہنہ شیخ منورؒ کی خدمت میں حاضر ہوا مصافحہ کر کے بیٹھا اور عرض کیا کہ سلطان آپ کو بلایا ہے۔ شیخ نے دریافت کیا کہ اس کو طلب کرنے میں مجھے اختیار ہے یا نہیں حسن سربرہنہ نے عرض کیا کہ فرمان شاہی یہ ہے۔ کہ میں آپ کو لے چلوں یہ سن کر شیخ منورؒ نے فرمایا الحمدللہ کہ میں اپنے اختیار سے نہیں جارہا اس کے بعد اپنے گھر والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میں اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں پھر اپنی جائے نماز اپنے کاندھے پر رکھی اور لاٹھی ہاتھ میں لے کر پیدل روانہ ہوئے حسن سربرہنہ نے جب شیخ کے چہرے سے بزرگی کی علامات دیکھ لیں تو عرض کیا کہ آپ پیدل کیوں چل رہے ہیں۔ کوتل گھوڑے ساتھ ہیں۔ کسی ایک پر آپ بھی سوار ہو جائیں شیخ نے فرمایا کہ مجھے گھوڑے پر سوار ہونے کی ضرورت نہیں اتنی طاقت ابھی موجود ہے۔ کہ میں پیدل چل سکتا ہوں۔ جب آپ اس مقام پر پہنچے جہاں آپ کے آباؤ اجداد کی قبریں تھیں۔ تو فرمایا کہ مجھے اجازت ہے کہ میں کچھ دیر یہاں ٹھہر سکوں اور دعا کرلوں حسن سربرہنہ نے اجازت دی آپ نے وہاں کہا کہ مجھے آپ کی جگہ سے بے اختیاری کے عالم میں لے جایا جارہا ہے۔ میں اپنے اختیار سے گھر سے نہیں نکلا ہوں بلکہ مجھے زبردستی لے جایا جارہا ہے۔ اور چند بندگانِ خدا کو کسمپرسی کے عالم میں بغیر خرچ وغیرہ کے گھر میں چھوڑ آیا

Marfat.com
Marfat.com

ہوں۔ پھر شیخ منورؒ نے قبرستان سے باہر آتے دیکھا کہ ایک آدمی پچاس روپے لیکر آپ کے پاس آیا آپ نے اُس سے فرمایا کہ یہ پیسے میرے گھر دے دینا ان کے پاس کچھ بھی نہیں بہر کیف ان تمام حالات کو حسن سر برہنہ نے بادشاہ سے بیان کر دیا لیکن بادشاہ ان حالات سے کچھ متاثر نہ ہوا اور شیخ منور کو اپنے پاس بلوایا شیخ منورؒ نے سلطان محمد کے پاس جاتے وقت فیروز شاہ سے کہا درویش اور فقیر شاہی مجالس میں داخل ہونے کے آداب اور اُن کے گفتگو کرنے کے طرز و طریق سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ فیروز شاہ نے کہا آپ کے بارے میں لوگوں نے بادشاہ سے بہت سی غلط باتیں کہہ رکھی ہیں۔ اس لئے رواداری اخلاق و تواضع وغیرہ کا خوب خیال رکھیں۔ بادشاہ کو جب معلوم ہوا کہ شیخ منورؒ آ رہے ہیں۔ تو وہ بیٹھا ہوا تھا کہ یک دم کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنی کمان ہاتھ میں لی اور گز اندا ختی میں مشغول ہو گیا۔ مگر شیخ منورؒ دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ اور تعظیم و احترام کی غرض سے آگے بڑھا اور مصافحہ کیا مگر شیخ قطب الدین منورؒ نے اس کا ہاتھ ایسی طرح مضبوطی سے پکڑ لیا کہ وہ چھڑا نہ سکا۔ باوجودیکہ اس ظالم کے ہاتھ سے بہت سے مشائخ اور علماء تلوار کی نظر ہو چکے تھے مگر شیخ قطب الدین کا اس طرح عقیدت مند ہوا کہ اس بات کے کہنے پر مجبور ہو گیا کہ ہم آپ کے علاقے میں آئے ہیں اور آپ نہ ہی ہماری اصلاح و تربیت فرماتے ہیں۔ اور نہ ہی اپنی زیارت کا شرف بخشتے ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ جہاں تک ملاقات کی بات ہے۔ یہ فقیر اپنے گھر میں پڑا ہے۔ اور اِس فقیر کو یہ معلوم نہیں کہ بادشاہ سے ملاقات کس طرح کی جاتی ہے۔ یہ فقیر ایک کونے میں پڑا ہوا۔ بادشاہ اور دیگر مسلمانوں کی اصلاح و بہبود کی دعا میں مصروف و مشغول ہے۔ اور اس وجہ سے میں معذور ہوں شیخ کی اس گفتگو سے بادشاہ پر بہت اچھا اثر ہوا اس نے سلطان فیروز شاہ سے کہا کہ شیخ جو کچھ چاہتے ہیں۔ وہ پورا کر دیا جائے یہ سن کر حضرت قطب الدین منورؒ نے فرمایا کہ میرا مطلب صرف درویشی اور اپنے آباؤ اجداد کی جھونپڑی میں قیام ہے۔ پھر بادشاہ نے فیروز شاہ اور ضیاء برنی کو حکم دیا کہ شیخ کی خدمت میں ایک لاکھ روپیہ پیش کیا جائے۔ شیخ نے جب اس قدر نقد انعام کا سنا تو فرمایا نعوذ باللہ فقیر اس کو ہرگز قبول نہ کرے گا۔

چنانچہ فیروز شاہ اور ضیاء برنی دونوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شیخ اس کو قبول نہیں کرتے بادشاہ نے فرمایا پچاس ہزار روپے اور دے دیئے جائیں۔ غالباً بادشاہ یہ سمجھا ہوگا شیخ کم ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کر رہے۔ شیخ نے وہ بھی قبول نہیں کیئے اور فرمایا سبحان اللہ فقیر کو دو سیر کھچڑی اور ایک چھٹانک گھی کافی ہے ہزاروں کی ضرورت نہیں اس پر فیروز شاہ اور ضیاء برنی نے عرض کیا کہ ہم اس سے کم عطیہ کا شاہی دربار میں تذکرہ بھی نہیں کر سکتے۔ آخر کار ضرورت کے موافق انعام

Marfat.com
Marfat.com

شاہی میں سے حضرت شیخ قطب الدینؒ نے کچھ رقم قبول فرمالی جس میں سے کچھ رقم اپنے بزرگان عظام کی قبروں پر خرچ کردی یعنی ان کو ایصال ثواب کردیا۔ بقیہ دوسرے فقیروں کو تقسیم کردی۔ اس کے تھوڑے دنوں بعد شیخ قطب الدین منور رحمۃ اللہ علیہ ہانسی روانہ ہوگئے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۷۴۰ھ میں ہوا مزار شریف ہانسی میں ہے حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی کے مزار کے قریب آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت مولانا فخر الدین زرادی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

متوکل مقیم صحرائے توحید، مجسم بشکل روحانی، حضرت مولانا فخر الدین زرادی رحمتہ اللہ علیہ آپ بڑے ولی اللہ ذی علم متقی صاحب ذوق وعشق بزرگ تھے۔ آپ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے خلیفہ تھے۔ امور شرعیہ میں بڑے مضبوط تھے۔ اوائل عمر میں مولانا فخر الدین ہانسوی علیہ الرحمۃ سے دہلی میں تعلیم حاصل کی۔ اپنی ذہانت چرب لسانی فصاحت بیانی کی وجہ سے اہل شہر کے ممتاز لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ آخر کار حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور سر منڈوا دیا طالب علموں کے زمرے سے نکل کر درویشوں کی جماعت میں داخل ہو گئے اور عنایت پور میں رہنے لگے اپنے شیخ کے وصال کے بعد دریائے جمنا کے کنارے ایک محلہ میں مقیم ہوئے جسے اب فیروز آباد دہلی کہتے ہیں۔ کچھ دنوں تک حوض علائی پر ٹھہرے رہے اور ایک مدت تک لبنا بند میں عبادت الٰہی کرتے رہے۔ جو پہاڑوں کے وسط میں ہے۔ اور آپ کے زمانے میں وہ علاقہ جنگل و بیابان اور شہروں کی آماجگاہ تھا۔ اس کے بعد خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی زیارت کے لئے اجمیر شریف تشریف لے گئے۔ وہاں سے ہوتے ہوئے حضرت بابا شیخ فرید الدین شکر گنج علیہ الرحمۃ کی زیارت کے لئے پاکپتن گئے مولانا فخر الدین زرادی رحمتہ اللہ علیہ نے عمر کا بیشتر حصہ سفر ہی میں بسر کیا۔ جنگل اور بیابانوں میں رہ کر عبادت کی اور ہمیشہ عبادت کرتے رہے۔ منقول ہے کہ مولانا فخر الدین زرادی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خواجہ نظام الدین سے دریافت کیا کہ تلاوت قرآن افضل ہے یا ذکر اللہ خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ذکر اللہ کرنے والا اپنے مقصود تک جلدی پہنچ جاتا ہے۔ لیکن زوال کا خطرہ دامن گیر رہتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرنے والا اگرچہ مقصود تک بدیر پہنچتا ہے۔ مگر اس میں زوال کا خطرہ نہیں۔ منقول ہے کہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو چیز ہم پر ایک یا دو ماہ میں کھلتی ہے۔ مولانا فخر الدین رحمتہ اللہ علیہ اس کو ایک گھنٹہ میں حاصل کر لیتے تھے جس وقت دہلی کے رہنے والے لوگوں کو دیو گیر لے جایا جا رہا تھا۔ مولانا فخر الدین بھی وہاں گئے اور وہاں سے خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور وہاں سے بغداد جا کر کتب حدیث کو بڑی

Marfat.com
Marfat.com

تحقیق اور محنت سے پڑھا اپنے قدیم وطن دہلی میں آنے کے لئے روانہ ہوئے۔ واپسی میں ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ وہ راستہ میں ڈوب گئی اور مولانا فخر الدین رحمتہ اللہ علیہ اسی حادثہ میں شہید ہو گئے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۷۲۱ھ میں ہوا مزار شریف کا معلوم نہ ہو سکا کہ کس جگہ واقع ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت مولانا فتح الدین مروزی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

عالم علوم ربانی، عاشق بمشاہدہ سبحانی، قندیل نورانی، حضرت مولانا فخر الدین مروزی رحمتہ اللہ علیہ بحر یقین ہیں آپ بادشاہ عالم راز مخلوق میں ممتاز ہیں۔ آپ کا نام مبارک فخر الدین ہے۔ آپ علم ظاہر کی تکمیل سے فارغ ہو کر علم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے قرآن مجید حفظ کیا اور علم و تفسیر و حدیث فقہ میں مہارت حاصل کی۔

ارادت:

آپ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور آخری عمر میں غیاث پور میں مکمل سکونت اختیار کی آپ کو حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ سے بے حد محبت اور عقیدت تھی۔ غیاث پور میں رہ کر حضرت خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہے۔

حضرت محبوب الٰہی کا مکتوب:

حضرت محبوب الٰہی نے آپ کو ایک خط میں محبت رب العالمین کے مضمرات اور متعلقات سے آگاہ فرمایا تھا۔ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

اصحاب طریقت وارباب حقیقت اس بات پر متفق ہیں کہ انسان کی تخلیق کا اہم مطلوب اور اعظم مقصود رب العلمین کی محبت ہے اور محبت دو قسم کی ہے۔ محبت ذات اور محبت صفات۔ محبت ذات وہی ہے۔ یعنی حق تعالیٰ کی دین ہے اور کوشش سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ اور محبت صفات کسبی ہے۔ یعنی کوشش سے ہی حاصل ہوسکتی ہے۔

محبت دائمی ذکر ہے مع تخلیۃ القلب عما سواہ (یعنی محبت ذکر دوام کا نام ماسوائے اللہ سے قلب کے خالی ہونے کے ساتھ) اور اس کام کے فراغت شرط ہے۔ اور فراغت کے لئے چار موانعات ہیں۔ یعنی چار چیزوں کی وجہ سے فراغت حاصل نہیں ہوئی اور جو چیز مانع شرط ہے۔ وہ چار چیزیں یہ ہیں۔ خلق، دنیا، نفس، شیطان، دنیا کو دفع کرنے کا طریقہ قناعت ہے اور نفس اور شیطان کو دفع کرنے کا طریقہ ہر وقت حق تعالیٰ سے مدد مانگنا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

سیرت:

آپ قرآن مجید کے حافظ تھے قرآن مجید کی کتابت کر کے گزارہ کرتے تھے۔ نہایت بردبار اور متوکل اور مانع تھے۔ ترک و تجرید میں خوشی پاتے تھے۔ جمال ورع اور کمال تقویٰ سے آراستہ تھے۔ صاحب کرامت تھے۔ آپ کی مردان غیب سے ملاقات ہوئی۔

تقویٰ:

حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا فخر الدین مروزیؒ جو کچھ کتابت کرتے تھے اُس کی اجرت لوگوں سے مقرر کراتے تھے۔ جب لوگ کہتے کہ ایک جزو کی کتابت کی اجرت چھ آنے ہوتی ہے تو آپ فرماتے میں تو چھ چیتل لوں گا اس سے زیادہ نہیں لوں گا اور اگر کوئی چار پیسے بطور تبرک دے گا تو اسے بھی ہرگز قبول نہ کروں گا۔ جب آپ بوڑھے ہو گئے قویٰ میں بھی کمزور ہو گئے تو آپ نے کتابت ترک فرمادی تھی اس وقت کے ایک بڑے تاجر قاضی حمید الدین کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے سلطان علاؤالدین خلجی سے کہا کہ مولانا فخر الدین یہاں کے ایک بہت بڑے ولی اللہ اور بزرگ ہیں۔ ان کا گزر بسر کتابت پر موقوف تھا اور اب انہوں نے بڑھاپے کی وجہ سے اسے ترک کر دیا ہے۔ اس لئے بیت المال سے ان کے لئے کچھ وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔ تو بہت ہی مناسب ہوگا۔

چنانچہ سلطان علاؤالدین نے روزانہ ایک درہم وظیفہ مقرر کر دیا۔ جب آپ کو درہم پہنچایا گیا تو آپ نے فرمایا میں اسے قبول نہیں کرتا مجھے تو وہی چھ آنے درکار ہیں غرضیکہ بڑی منت سماجت کے بعد آپ نے بارہ آنے قبول فرمائے۔

کشف و کرامت:

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے۔ کہ آپ کو پیاس لگی کوئی پاس نہیں تھا کہ جس سے پانی منگواتے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک پیالہ پانی سے بھرا ہوا نمودار ہوا۔ آپ نے اس پیالے کو توڑ دیا۔ اور کہا کہ کرامت کا پانی نہیں پئیں گے۔ جب آپ نے حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ وہ پانی پینا چاہیے تھا۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے۔ آپ کو کنگھی کی ضرورت پیش آئی لیکن آپ کے پاس کوئی نہیں تھا۔ کہ کنگھی لا کر دے اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ دیوار میں سے ایک کنگھی برآمد ہوئی آپ نے وہ کنگھی ہاتھ میں لی اور کر لی۔

Marfat.com
Marfat.com

وصال:

آپ کا وصال ۷۳۶ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک دہلی میں ہے۔ حضرت خواجہ محبوب الٰہی کی درگاہ کے اندر چبوترہ یاراں میں واقع ہے۔ اہل عقیدت آج بھی آپ کے درِ اقدس سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو بھی حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے۔ نہایت ہی پُر سکون جگہ ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت سیّد محمد گیسودراز چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

امام العاشقین زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین۔ حضرت خواجہ بندہ نواز سیّد محمد گیسودراز رحمتہ اللہ علیہ آپ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ حسینی سیّد ہیں۔ آپ کے والد ماجد سیّد یوسف حسینی علیہ الرحمۃ صوفی باصفا تھے۔ حضرت خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے اور حضرت مخدوم نصیرالدین چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ کے روحانی فیوض سے بھی مستفید تھے۔ سیّد راجہ کہلاتے تھے آپ نے ریاضت وشاقہ مجاہدات بہت کئے اپنے نفس کے ساتھ جو جہاد آپ نے کیا اُس کی وجہ سے دکن میں راجو قتال کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کے والد ماجد کے بھائی ملک الامراء سیّد ابراہیم متوفی دولت آباد کے گورنر تھے۔

آپ کے بڑے بھائی کا نام سیّد سیّد حسن ہے۔ آپ کی ولادت مبارک ۴ رجب ۷۲۰ھ کو دہلی میں ہوئی آپ کا اصل نام محمد ہے اور کنیت ابوالفتح اور القاب صدرالدین۔ ولی الاکبر الصادق اور خواجہ بندہ نواز گیسودراز کے لقب سے آپ مشہور ہیں۔

گیسودراز کہلانے کی وجہ تسمیہ:

آپ کے گیسو بہت دراز تھے ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ نے اپنے پیرومرشد حضرت نصیرالدین محمود چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی پالکی کاندھے پر اٹھائی۔ اور اس کو لے کر چلے حضرت چراغ دہلی کے چند اور مرید بھی پالکی اٹھانے میں شریک تھے۔ آپ کے گیسو پالکی کے پائے میں الجھ گئے۔ آپ نے گیسوؤں کو نکالنے کی کوشش نہ کی۔ اس طرح پالکی کو کاندھے پر رکھے رہے۔ بہ پاس ادب آپ نے پالکی کو روکنا پسند نہ کیا جب حضرت نصیرالدین محمود چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ آپ کے ادب وعشق ومحبت اور عقیدت سے بہت خوش ہوئے۔ حضرت چراغ دہلوی نے اس وقت یہ شعر پڑھا۔

ہر کہ مرید سیّد گیسودراز شد
واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد

چنانچہ اس دن سے آپ گیسودراز کے لقب سے مشہور ہوگئے۔

Marfat.com
Marfat.com

بیعت وخلافت:

آپ ۱۴ رجب المرجب ۷۳۶ھ کو حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور کچھ عرصہ کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

تعلیم وتربیت:

آپ کے والد ماجد نے ۵ شوال ۷۳۱ھ میں انتقال فرمایا آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت والد جد اور نانا کے زیر سایہ ہوئی۔ آپ نے قرآن شریف حفظ کیا۔ اس کے علاوہ خلا آباد کے قیام کے زمانے میں آپ نے علوم ظاہری کی تحصیل شروع کر دی جب آپ اپنی والدہ محترمہ کے ہمراہ دہلی آئے تو آپ نے علوم ظاہری حاصل کرنے میں کافی محنت وکوشش کی آپ کو مولانا شرف الدین کھتیلی مولانا تاج الدین بہادر اور قاضی عبدالمقتدر علیہم الرحمۃ جیسے شفیق اور قابل استاد ملے۔ آپ نے علوم متداولہ کی بہت سی کتابیں پڑھیں۔ علوم ظاہری کی تحصیل سے انیس سال کی عمر میں فراغت پائی علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد مجاہدہ کے ذریعے مشاہدہ کے لئے کوشاں ہوئے۔

پیرومرشد کی دعا:

آپ کے پیرومرشد حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ نے آپ کے حق میں دعا فرمائی کہ بادشاہ اُن کی پالکی اٹھائیں۔

سلاطین سے تعلقات:

سلطان فیروز شاہ بہمنی کو جب آپ کی دکن میں آمد کی اطلاع ہوئی تو وہ آپ سے گلبرگ تشریف لانے کا خواستگار ہوا۔ آپ نے درخواست منظور فرمائی۔ آپ جب گلبرگ تشریف لائے تو سلطان نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ اور نہایت تعظیم وتکریم سے پیش آیا۔ آپ نے کچھ عرصہ گلبرگ میں قیام فرمایا۔ پھر گلبرگ میں مستقل سکونت اختیار فرما کر مخلوق کو راہ حق دکھانے لگے۔ اور بندگان خدا کو فیض پہنچانے لگے۔ سلطان بہمنی کا چھوٹا بھائی سلطان احمد جو اپنے بھائی کے تخت پر بیٹھا۔ آپ کا معتقد تھا۔ اس کی عقیدت ومحبت کا ثبوت آپ کے مزار مبارک پر عالی شان گنبد ہے۔ جو اس نے آپ کے وصال کے بعد تعمیر کرایا تھا۔

سیرت وکردار:

آپ سیاحت وعلم ولایت کے جامع تھے شان آپ کی شان اونچی ہے۔ رتبہ سچا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

احوال قوی ہے۔ مشرب وسیع ہے۔ ہمت بلند کلام عالی مشائخ کی چشت میں آپ کا مشر
خاص اور اسرار حقیقت کے بیان میں آپ کا طریقہ مخصوص ہے۔ آپ زہد وتقویٰ تحمل بردباری
سخاوت فیاضی، عطاو بخشش قناعت وتوکل ترک و تجرید عبادات ومجاہدات میں یگانہ عصر تھے
آپ کو اپنے پیر ومرشد حضرت نصیرالدین محمود چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ سے والہانہ محبت تھی چراغ
دہلویؒ جو حکم فرماتے آپ اس کو بجالاتے آپ پانچوں وقت کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے
روزے پابندی سے رکھتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ نے مجاہدات وریاضات کا بوجھ مجھ پر
ایک دم نہیں ڈالا بلکہ بتدریج اضافہ فرماتے رہے۔

علمی ذوق:

آپ ایک بہت بڑے عالم تھے گلبرگ میں آپ تفسیر وحدیث کا درس دیا کرتے تھے۔
آپ ایک بلند پایہ کے مصنف ہیں۔ آپ نے ایک سو پانچ کتابیں لکھی ہیں۔ الاسماء آپ کی مشہور
تصنیف ہے۔ آپ ایک خوش گو شاعر بھی تھے۔ آپ کا تخلص مرشد ہے۔ آپ کی غزلوں اور
رباعیوں کی تعداد کافی ہے۔ ذیل میں آپ کے چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔

چوں شدہ فانی محمد از وجود
غیر او دیدہ کہ کس دیگر نبود
غیور من و ہر جائے است یارم
کجا جویم ندارد او مکانے
محمد پسر گشتی توبہ کن
نظر بازی رفیق آرد نشانے

تعلیمات:

آپ فرماتے ہیں جہاں تک ہوسکے ہرگز ہرگز ایسے وقت کو ضائع نہ کرے جس میں دعا قبول
ہوتی ہے۔ بعض بزرگان طلوع صبح صادق کا وقت بتلاتے تھے۔ بعض کے نزدیک فجر کے سنت فرض کا
درمیانی وقت اور بعض فجر کے فرضوں کے بعد سے طلوع آفتاب تک بتاتے ہیں۔ بعض نے چاشت
کا وقت بیان کیا ہے۔ بعض کے نزدیک وقت زوال بعض کے نزدیک عصر کے بعد سے غروب آفتاب
تک وقت ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وقت مقبول مغرب کے بعد سے عشاء تک اور بعض کے نزدیک
نصف شب اور بعض کے نزدیک آخر شب قریب صبح کا وقت ہے۔ آپ فرماتے ہیں مرید صادق اور

Marfat.com
Marfat.com

طالب راسخ ان تمام اوقات کا ذکر و شغل مراقبہ تلاوت یا نوافل میں صرف کرے۔ شب قدر کی تلاش میں جو لوگ سرگرداں رہتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے ہر شبانہ روز میں وہ وقت موجود ہے۔

نمبر۲:

آپ فرماتے ہیں کہ اعتکاف کی تین قسمیں ہیں ایک اعتکاف معین، دوسرا دورم، تیسرا اعتکاف دل یعنی دل اپنے خانہ دل کے اندر اعتکاف کرتے ہیں۔

نمبر۳:

آپ فرماتے ہیں کہ مرشد دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ہادیٔ ایک مندذان دونوں میں تمیز بہت مشکل ہے۔ کیونکہ دونوں نصیحت کرتے ہیں۔ اور نصیحت میں ہدایت بھی ہے۔ اور اندازہ بھی جیسے واعظ اپنے وعظ میں جنت کا شوق بھی دلاتے ہیں اور دوزخ کے عذاب سے بھی ڈراتے ہیں۔ اسی طرح مرشد قرب حق کی طرف بلاتا ہے۔ اور غیر حق سے بچاتا ہے۔ جو قریب ان مرشد کے اوصاف میں تمیز نہیں کر سکتا ہے۔ وہ توکل بخدا ان کے ہاتھ پر ہاتھ دیکر ان کے دامن سے اپنی جان و جہاں کو وابستہ کر لیتا ہے۔

نمبر۴:

آپ فرماتے ہیں کہ یہ عقیدہ نہ رکھو کہ شریعت طریقت اور حقیقت ایک دوسرے سے جدا ہیں دیکھو بادام کے اندر تین چیزیں ہیں۔ پوست مغز اور روغن تینوں ایک دوسرے سے جدا نہیں۔ بلکہ ایک دوسرے کا خلاصہ ہیں۔ پوست کا خلاصہ مغز اور مغز کا خلاصہ روغن اس طرح شریعت کا خلاصہ طریقت اور طریقت کا خلاصہ حقیقت ہے۔

کشف و کرامت:

تیمور کے دہلی آنے سے قبل آپ نے باشندگان دہلی کو آنے والی مصیبت سے آگاہ کر دیا تھا۔ یہ خبر پاکر بہت سے لوگ دہلی سے باہر چلے گئے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال ۱۶ ذیقعد ۸۲۵ھ کو ہوا مزار فیض آثار حیدرآباد دکن گلبرگ میں قبلہ حاجات خلائق ہے۔ وقت وصال آپ کی عمر ایک سو پانچ سال تھی۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت صدرالدین احمد طبیب دولہا چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

مجمع البحرین سرالعارفین سرتاج العاشقین۔ حضرت شیخ صدرالدین احمد طبیب دلہا رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت مخدوم شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ کے سائے میں پرورش پائی۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام شیخ شہاب الدین ہے۔ وہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔ اور تجارت کرتے تھے۔

ولادت:

آپ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کی دعا سے پیدا ہوئے آپ کے والد اور والدہ ضعیف ہو گئے تھے۔ ایک دن آپ کے والد نے حضرت خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ سے عرض کیا۔ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ سماع کے وقت آنا آپ کے والد جب سماع کے وقت آئے۔ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے عین حالت وجد میں اپنی پیٹھ اُن کی پیٹھ سے ملا دی اور اُن سے کہا کہ جا خداوند تعالیٰ تجھ کو نیک فرزند عطا کرے گا اسی روز آپ کی والدہ ماجدہ حاملہ ہو گئی۔ آپ جب پیدا ہوئے تو آپ کے والد بزرگوار آپ کو لے گئے۔ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے آپ کو گود میں لیا اور اپنے جبہ مبارک سے ایک خرقہ اپنے ہاتھ سے تیار کیا۔ اور آپ کو نہلایا۔

بیعت وخلافت:

حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے آپ کو حضرت شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ کے سپرد فرمایا اور ان کو تاکید کی کہ یہ فرزند میرا ہے۔ اس کی تعلیم ظاہری تربیت باطنی میں ہرگز کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھنا۔ آپ نے حضرت نصیرالدین علیہ الرحمۃ کے سائے میں پرورش پانے کے بعد حضرت ہی کے مرید وخلیفہ ہوئے اور کاملین وقت ہوئے۔

سیرت:

آپ دنیا سے بے نیاز تھے ایک مرتبہ پریاں ایک پری زادے کے علاج کے واسطے آپ کو لے گئیں وہ پری زادہ آپ کے علاج سے اچھا ہوا پریوں نے ایک خط آپ کو دیا اور کہا کہ شہر کے

Marfat.com
Marfat.com

باہر فلاں کوچہ میں ایک کتا بیٹھا ہے۔ یہ خط اُس کتے کو دکھا دینا۔ آپ نے وہ خط لیا۔ کتا تلاش کیا۔ جب وہ خط اُس کتے کو دکھایا۔ تو کتا اُٹھا اور شہر کے باہر جا کر ایک جگہ کھڑا ہو گیا۔ اس مقام پر وہ کتا زمین کھودنے لگا۔ آپ اشارہ سمجھ گئے آپ نے اس مقام سے خزانہ نکالا اور راہ خدا میں لٹا دیا۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال ۷۵۹ھ کو ہوا مزار شریف دہلی میں مرجع خاص و عام ہے۔
فقیر راقم الحروف نے بھی آپ کے مزار فیض آثار کی زیارت کی سعادت حاصل کی ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ معین الدین خرد چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

قبلہ عاشقاں، مرکز ومحور عارفاں، پیشوائے طالبان، راہ طریقت، حضرت خواجہ معین الدین خرد رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔ چونکہ آپ کا نام بھی معین الدین ہے۔ اس لئے بڑے اور بزرگ حضرات بہ نسبت آپ کو خرد (یعنی چھوٹا) کہا کرتے تھے۔ آپ کے لئے یہی تعریف کافی ہے۔ کہ آپ کامل درویش تھے۔ مرید ہونے سے قبل ہی اتنی ریاضت اور مجاہدہ کیا تھا کہ بغیر کسی واسطہ کے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض یاب ہوا کرتے تھے۔

بیعت وخلافت:

آپ اپنے جدامجد کے فرمان سے حضرت شیخ مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ کے مرید ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت حاصل کر کے سرفراز ہوئے۔

خاندانی حالات:

حضرت شیخ حسام الدین سوختہ علیہ الرحمۃ کے چھوٹے بیٹے شیخ قیام بابربال علیہ الرحمۃ بڑے خوبصورت بہادر، شجاع اور پر عظمت تھے۔ خواجہ معین الدین خرد رحمتہ اللہ علیہ اور قیام الدین کی کثرت سے اولاد ہوئی۔ مندو میں جو خاندانِ چشتیہ ہے۔ خاندان کا لقب دے کر دو ہزار سواروں کا سردار مقرر کر دیا تھا۔ سلطان محمود خلجی نے انہیں چشتیہ خاندان کے حوالے کرنا چاہا لیکن آپ کے متعلقین خورد وکلاں مندو میں مقیم تھے۔ اس لئے چشت خان نے اجمیر کی حکومت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ شیخ قیام الدین بابریال علیہ الرحمۃ کی اولاد میں سے شیخ بایزیدؒ نام کے بھی ایک بزرگ ہوئے ہیں جو نہایت ہی زہد کے مالک اور سمجھ دار تھے۔ اور خواجہ صاحب کے مزار پر پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ چشت کے بیٹوں میں سے جس بیٹے کی بابت جھگڑے منسوب ہیں۔ وہ یہی شیخ ابزیدؒ بزرگ ہیں جھگڑے کا خلاصہ یہ ہے کہ جب دار الخلافہ دہلی میں شورش اور اختلاف کی وجہ سے حکومت کمزور ہوگئی تو اس کے نتیجے میں کافروں کا اجمیر میں تسلط اور غلبہ ہو گیا تو

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ چشت خواجہ غریب نواز کی اولاد میں سے حضرت خواجہ معین الدین خرد رحمتہ اللہ علیہ مندو چلے گئے اور وہیں رہنے لگے اور حضرت شیخ قیام الدین بریال علیہ الرحمۃ گجرات میں جا کر حصول تعلیم میں مشغول ہو گئے۔ اسی طرح شیخ بایزید بزرگ بغرض تعلیم بغداد چلے گئے۔ سلطان محمود خلجی نے ایک مدت کے بعد دوبارہ اجمیر کو فتح کر کے اس پر اسلامی پرچم لہرا دیا اور یہاں کے تمام کفار کو شکست دی۔ شیخ بایزید بزرگ بغداد وغیرہ کے اسفار سے واپس مندو تشریف لائے۔ شیخ محمود دہلوی علیہ الرحمۃ جو مندو کے شیخ الاسلام تھے۔ ان کی شیخ بایزید بزرگ سے کسی موقعہ پر ملاقات ہوئی۔ اور اس ملاقات کے بعد دونوں کے مابین تعلقات وابستہ ہو گئے۔ مندو ہی میں شیخ محمود دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی بھی بایزید بزرگ سے کر دی۔

ایسے میں سلطان محمود خلجی بھی بایزید بزرگ کا اچھا خاصہ معتقد ہو گیا۔ چشت خان کو بایزید بزرگ کا معتقد ہو جانا سخت ناگوار گزرا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ علماء اور مدرسین کے تقرر کی خاطر سلطان محمود خلجی ایک بار اجمیر میں تھا کہ چشت خان نے کسی طرح شیخ بایزید بزرگ کو خواجہ کے مزار پر تعلیم دینے کی غرض سے بھجوا دیا چند ہی دن گزرے ہوں گے کہ آپ سے اکثر طلباء نے پڑھنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ لوگوں نے ان تمام حالات کو تحریر کر کے سلطان کی طرف بھیج دیا۔ جب سلطان نے ان باتوں کو دیکھا تو اس نے علماء اور مشائخ وقت سے شیخ بایزید بزرگ کی خاندانی شرافت کے بارے میں دریافت کیا۔ مخدوم خواجہ حسین ناگوری مولانا دشہرا اجمیری جیسے اجمیر کے قدیم علماء اور دیگر معزز علماء نے بھی شہادت دی تھی۔ بایزید بزرگ دراصل شیخ قیام الدین سوختہ بن شیخ فخر الدین ابن حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی اولاد سے ہیں۔ غرض کہ خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد کی کثرت اور وسعت ایک یقینی بات ہے اور لوگوں کا یہ کہنا کہ خواجہ کی کوئی اولاد نہ تھی بالکل غلط بات ہے۔ بلکہ خواجہ اجمیری کی اولاد ملفوظات چشت میں تفصیلاً درج ہے۔

وصال:

آپ کا وصال ۱۱۷ھ میں ہوا۔ مزار شریف مندو میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

سیّد حضرت محمد جعفر مکی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

عارف کامل واقف اسرار رموز حقیقت۔ حضرت شیخ جعفر سرہندی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ مقام توحید میں اعلیٰ مرتبہ رکھنے کے علاوہ بڑے بلند پایہ بزرگ اور ولی تھے۔ آپ نے جو اپنے ظاہری و باطنی حالات تحریر فرمائے ہیں اُن کو دیکھ کر انسانی عقل حیران رہے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اگر اِن تمام احوال کو بغیر کسی تاویل کے اپنے ظاہر پر محمول کر لیا جائے تو یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ واقعی آپ اپنے وقت کے بہت بڑے کامل بزرگ تھے۔

آپ نے اپنی کتاب بحرالمعانی میں توحید کے اکثر وقائق اور مختلف قوموں کے علوم اور معرفت کے اسرار کو بیان فرمایا ہے۔ آپ کی تحریر کا انداز بڑا ہی پیارا اور مستانہ وار ہے۔ آپ نے اور بھی دو کتابیں جن میں ایک کا نام وقائق معانی اور دوسری کا نام حقائق معانی لکھنے کا وعدہ کیا ہے۔ خدا معلوم آپ کی یہ کتابیں لکھی گئی ہیں یا نہیں علاوہ ازیں آپ کے چند رسالہ جات بھی ہیں۔

(نمبر ۱) رسالہ روح کے بیان میں۔ (نمبر ۲) پنج نکات۔ (نمبر ۳) بحرالانساب اس میں اپنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کا نسبت نامہ لکھا ہے۔ آپ نے بڑی لمبی عمر پائی کہ سلطان محمد تغلق کے زمانہ سے سلطان بہلول کے زمانہ تک زندہ رہے اور ایک سو سال سے زائد عمر پائی آپ کے آباؤ اجداد مکہ کے بڑے شرفاء میں شمار کیے جاتے ہیں۔ آپ مکہ سے دہلی تشریف لائے اور اس کے بعد سرہند شریف میں مستقل قیام پذیر ہوئے۔ آپ بحرالمعانی میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی عمر شریف کے ساٹھ سال علوم ظاہری میں صرف کیے اور بڑے کمالات حاصل کرتا رہا۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت شیخ مخدوم نصیرالدین چراغ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

سیرت وکردار:

آپ علم شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت میں بحر بے کنار ہیں۔ عبادت و ریاضت میں ہمہ تن مشغول رہتے تھے۔ آپ اپنے وقت کے اکابرین اولیاء سے ہیں۔ آپ کے زمانے کے

Marfat.com
Marfat.com

اولیائے کرام آپ کو فوقیت دیتے تھے آپ کی تعلیمات تصوف کا بیش بہا خزانہ ہیں۔ آپ نے ساٹھ برس علم ظاہری کے حاصل کرنے میں صرف کیئے اور بڑے کمالات کے حاصل ہونے کے باوجود بھی آپ فرماتے ہیں کہ میں اس طویل زندگی میں اپنے محبوب سے غافل رہا اور اب تیس برس سے قوت بینائی ہے اسے دیکھتا ہوں اور جو کچھ کانوں کے ذریعے سنائی دیتا ہے۔ اسے سنتا ہوں۔

زہد و تقویٰ:

آپ فرماتے ہیں کہ میں شیخ مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ سے مرید ہونے کے بعد آپ کی برکت سے تصوف اور سلوک کے راستہ میں ترقی کرتا رہتا اور مقام تجلی صفات سے تجلی ذات میں جو مستور و پوشیدہ رکھنے کا مقام ہے داخل ہوا۔

ایک روز صاحب حقیقت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ ذکر خفی فرما رہے تھے۔ اور آپ کی خدمت میں نہایت متواضعانہ صورت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا۔ میدان عالم لاہوت کے شہباز، اے عالم جبروت کے پاکیزہ اے عالم ملکوت و ناسوت کے شہ سوار آیئے آیئے اس کے بعد میری آنکھوں میں سرمے کی سلائی ڈالی۔ اور فرمایا یہ اللہ پاک کی ذات کے جمال کے نور کا سرمہ ہے۔ یہ واقعہ ۸۱۱ھ کا ہے۔ چنانچہ جب رات ہوئی تو میں اڑنے لگا۔ اور شہر ختلان سے مصر پہنچ گیا اور شیخ اوحد سمنانی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے بھی مجھے انہیں کلمات سے یاد فرمایا۔ جن کلمات سے شیخ نصیر الدین محمود علیہ الرحمۃ نے یاد فرمایا تھا۔ بعد میں انہوں نے مجھے اپنے کمرے کے ایک گوشتہ میں بٹھا دیا۔ جہاں دو آدمی میرے علاوہ اور بھی بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک صوفی تھا اور دوسرا طالب علم تھا۔ قطب عالم شیخ اوحد سمنانی علیہ الرحمۃ کی امامت میں مَیں نے عشاء کی نماز ادا کی اور اس کے بعد رات کے دو تہائی حصہ تک میں نے تو اسے نور سے لبریز پایا۔ جو عرش پر محیط ہو چکا ہے اور اس طرح معلوم ہو رہا ہے کہ گویا عرش میری نظروں میں رائی کے ایک دانے کی مانند ہے۔ اس کے بعد میں نے اپنے بالوں کو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ میرا ہر بال ایک علیحدہ وجود ہستی کا مالک ہے۔ بعد میں وہ شکلیں ختم ہونے لگیں پھر میں نے دیکھا کہ دنیا کی اور اس کی تمام چیزیں اپنی صورتیں بدلنے لگیں۔ اور میں نے اپنے تمام تجلیات صفات افعال اور اسماء اوتاد میں بھی اپنی صورتیں تبدیل کرنا شروع کر دی ہیں۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال ۸۴۱ھ میں ہوا۔ مزار شریف سرہند شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ علاؤالدین اسعد چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

مقتدائے عارفاں پیشوائے عاشقاں مرد حق آگاہ۔ حضرت شیخ علاؤالدین بن اسعد لاہوری بنگالی رحمتہ اللہ علیہ ابتدائی زمانے میں مالدار اور غنی ہونے کی وجہ سے نہایت ہی شان و شوکت سے رہا کرتے تھے۔ مگر جب مرید ہوئے تو سب کچھ چھوڑ کر فقیرانہ مستانہ وار گوشہ نشینی اختیار کر لی۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت شیخ سراج الدین ملقب بہ اخی سراج الدین علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ تھے مشہور ہے اخی سراج الدین علیہ الرحمۃ نے جب شیخ نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ سے خلافت حاصل کی تو اپنے آبائی وطن جانے کی اجازت چاہی اور جاتے وقت عرض کیا کہ حضرت وہاں ایک بلند پایہ بزرگ شیخ علاؤالدین علیہ الرحمۃ رہتے ہیں میرا اور اُن کا نباہ کیسے ہوگا۔ شیخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ فکر مند نہ ہو اور کوئی غم نہ کرو۔ وہ تمہارا خادم بن کر رہے گا۔ چنانچہ جیسے خواجہ محبوب الٰہی نے فرمایا تھا ویسے ہی ہوا۔

سیرت وکردار:

حضرت شیخ علاؤالدین رحمتہ اللہ علیہ بڑے سخی درویش تھے اور بے انتہا خرچ کرتے تھے۔ آپ کا خرچ اتنا زیادہ تھا کہ جس پر بادشاہ وقت کو بھی رشک ہوتا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر اس وقت کا بادشاہ کہا کرتا تھا کہ میرا خزانہ شیخ کے باپ کے پاس ہے۔ جو انہیں خرچ کرنے کے لئے دیتا ہے۔ غلط فہمی کی بنا پر بادشاہ نے حکم دیا کہ شیخ میرے شہر سے باہر سناواں گاؤں میں چلے جائیں۔

چنانچہ اُس گاؤں میں پہنچ کر شیخ نے اپنے خادموں سے فرمایا کہ پہلے تم جتنا خرچ کرتے تھے اب اس سے دوگنا خرچ کرو۔

چنانچہ شیخ کے حکم سے پہلے سے دوگنا خرچ ہونے لگا۔ شیخ کے اخراجات بہت زیادہ تھے۔ لیکن آمدنی کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ شیخ کے اپنے دو باغ تھے۔ جن کی سالانہ آمدنی ۸۰۰۰ (آٹھ ہزار روپے تھی۔ ان پر ایک آدمی نے ناجائز قبضہ کر رکھا تھا۔ مگر شیخ نے اس سے کبھی واپسی کا مطالبہ نہ

Marfat.com
Marfat.com

کیا۔ حضرت شیخ کا ہاتھ بہت کھلا تھا اور لوگوں کو خوب مال دیتے اور فرماتے کہ میرے شیخ جتنا خرچ کرتے تھے۔ میں ان کا عشر عشیر بھی نہیں خرچ کرتا۔

کرامت:

منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ علاؤالدین رحمتہ اللہ علیہ کے خانقاہ میں کچھ قلندر آئے اور اُن کے ساتھ ایک بلی بھی تھی جو خانقاہ میں آ کر گم ہوگئی قلندروں نے شیخ علاؤالدین سے کہا کہ ہماری بلی تلاش کیجئے۔ شیخ نے کہا تم لوگ بلی کہاں سے لائے تھے۔ ایک نے کہا کہ ہرن کے سینگ سے۔ آپ نے فرمایا تم کو سینگ ہی مارے گا۔ دوسرے نے خصیہ دکھا دیا کہ ہم بلی یہاں سے لائے تھے۔ آپ نے فرمایا تجھے یہی ملے گا۔

چنانچہ شیخ ان کو لے کر بلی کی تلاش میں باہر نکلے۔ جس نے کہا تھا کہ ہم بلی ہرن کے سینگ سے لائے تھے۔ اس کے پاس ایک گائے آئی اور اُس نے اس آدمی کو خوب زور سے ٹکر ماری اور جس نے خصیہ دکھایا تھا اس کے خصیہ کی وجہ سے اتنا ورم آیا کہ اسی کی وجہ سے مر گیا۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال ۸۰۰ھ میں ہوا۔ مزار شریف پنڈورہ میں ہے جو آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

بیعت وخلافت:

حضرت شیخ علاؤالدین بنگالی علیہ الرحمۃ نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ آپ کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا اور اپنے حلقہ ارادت میں آپ کو داخل کیا اور جہانگیر کے لقب سے آپ کو ممتاز کیا اور خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

پیرومرشد کی ہدایت:

آپ کے پیرومرشد حضرت شیخ علاؤالدین بنگالی بن ابن سعد لاہوریؒ نے آپ کو جونپور جانے کی ہدایت فرمائی۔ آپ نے اپنے پیرومرشد سے عرض کیا کہ جونپور میں تو شیخ حاجی چراغ ہند سہروردی علیہ الرحمۃ مقیم ہیں۔ اس پر آپ کے پیرومرشد نے آپ کی ہمت بندھائی۔ اور فرمایا کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ ان کو شیر کا بچہ ملے گا جو اس شیر سے خود سمجھ لے گا جونپور کے راستے میں محمد پور میں قیام فرمایا۔ ایک دن وہاں کے عالم سے خلفائے راشدین کے متعلق گفتگو ہوئی۔ اس نے خلفائے راشدین پر ایک کتاب لکھی تھی۔ وہ کتاب علماء کو دکھائی اس کتاب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اور خلفاء پر فضیلت دیکھ کر علماء برہم ہوئے۔ علماء نے آپ کو پریشان کرنا چاہا وہاں کے ایک سردار اور وہ عالم اور مفتی شہر مولوی سیّد خان نے علماء سے کہا کہ اس کی مخالفت بے بنیاد اور اعتراض غلط ہے۔ یہ حضرت سیّد اشرف جہانگیر سمنانی ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے آباؤ اجداد کی تعریف کرے۔ تو اعتراض کی کیا بات ہے۔ علماء نے سند مانگی مولوی سیّد خان نے سند پیش کی علماء خاموش ہوگئے۔ محمد پور سے آپ ظفرآباد تشریف لائے۔ وہاں شیخ کبیر آپ سے بیعت ہوئے۔ یہ بات شیخ حاجی چراغ ہند سہروردی علیہ الرحمۃ کو ناگوار گزری۔ انہوں نے شیخ کبیر کو بددعا دی۔ آپ کی دعا شیخ کبیر کے شاملِ حال تھی جس کی وجہ سے شیخ چراغ ہند کی بددعا کا کوئی اثر نہ ہوا اور شیخ کبیر جوان نہیں مرے بلکہ کافی ضعیف ہوکر مرے جونپور پہنچ کر آپ نے کچھوچھ جونپور کے علاقے میں ایک قصبہ ہے۔ سکونت اختیار فرمائی۔ کچھوچھے میں ایک خانقاہ تعمیر کرائی اور ایک باغ تعمیر کرایا اور اس کا نام روح آباد رکھا۔

سیروسیاحت:

جونپور سے آپ حرمین شریف کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ اس سفر میں حضرت بدیع الدین قطب مدار علیہ الرحمۃ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ وہ تو ہندوستان واپس آ گئے۔ اور آپ نجف اشرف کربلائے معلّٰی اور دمشق ہوتے ہوئے پھر مکہ معظمہ آئے اور حج کرکے بغداد کاشان ہوتے

Marfat.com
Marfat.com

حضرت میر سیّد اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

عالم ربانی محقق زمان فخر چشت اہل بہشت۔ حضرت میر سیّد اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ آپ قدوۃ الاصفیاء ہیں۔ آپ کا تعلق سمنان کے شاہی خاندان سے تھا۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام مبارک سلطان ابراہیم سمنانی تھا۔ جو سمنان کے بادشاہ تھے آپ کی والدہ ماجدہ کا نام نامی خدیجہ بیگم تھا۔ آپ کی ولادت سے قبل حضرت خواجہ احمد سیوی علیہ الرحمۃ کی روح پاک نے آپ کی والدہ ماجدہ کو مطلع کیا کہ تمہارے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اپنے وقت کا کامل ولی ہوگا اور اپنے نور ولایت سے دنیا کو روشن کرے گا۔ آپ نے ۶۸۸ھ میں اس عالم کو روشنی بخشی۔ آپ کا نام سیّد اشرف ہے۔ اور اپنے پیرومرشد کے عطا کردہ لقب جہانگیر سے مشہور ہے۔

ابتدائی حالات:

آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کی والدہ ماجدہ کے سایہ عاطفت میں ہوئی۔ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ قرأت بھی سیکھی۔ پھر علوم ظاہری کی طرف توجہ فرمائی چودہ سال کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری سے فراغت پائی۔

ابھی آپ علوم ظاہری سے فارغ ہی ہوئے تھے۔ کہ آپ کے والد ماجد نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ تخت پر بیٹھے اور عنان حکومت سنبھالی ایک رات آپ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ انہوں نے ذکر اویسیہ آپ کو تعلیم فرمایا اور آپ اس ذکر میں مشغول ہو گئے۔ ایک دن حضرت خضر علیہ السلام نے تشریف لا کر آپ سے فرمایا۔ اگر خدا پاک کی طلب ہے تو دنیا کو چھوڑ ہندوستان جا اور شیخ علاؤالدین بنگالی علیہ الرحمۃ سے اپنا حصہ لے۔ حضرت خضر کی نصیحت آپ کی زندگی میں کایا پلٹ کا باعث ہوئی۔ اور تاج و تخت سے دست بردار ہوئے۔ عنان حکومت سلطان محمود کے سپرد فرمائی اور اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر ہندوستان روانہ ہوئے۔ راستہ میں اوچ پہنچ کر حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمۃ کے فیوض و برکات سے مستفید و مستفیض ہوئے پھر دہلی سے بنگال روانہ ہوئے۔

Marfat.com
Marfat.com

بیعت وخلافت:

حضرت شیخ علاؤالدین بنگالی علیہ الرحمۃ نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔آپ کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا اور اپنے حلقہ ارادت میں آپ کو داخل کیا اور جہانگیر کے لقب سے آپ کو ممتاز کیا اور خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

پیرومرشد کی ہدایت:

آپ کے پیرومرشد حضرت شیخ علاؤالدین بنگالی بن ابن سعد لاہوریؒ نے آپ کو جونپور جانے کی ہدایت فرمائی۔آپ نے اپنے پیرومرشد سے عرض کیا کہ جونپور میں تو شیخ حاجی چراغ ہند سہروردی علیہ الرحمۃ مقیم ہیں۔اس پر آپ کے پیرومرشد نے آپ کی ہمت بندھائی۔اور فرمایا کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ان کو شیر کا بچہ ملے گا جو اس شیر سے خود سمجھ لے گا جونپور کے راستے میں محمد پور میں قیام فرمایا۔ایک دن وہاں کے عالم سے خلفائے راشدین کے متعلق گفتگو ہوئی۔اس نے خلفائے راشدین پر ایک کتاب لکھی تھی۔وہ کتاب علماء کو دکھائی اس کتاب میں حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کی اور خلفاء پر فضیلت دیکھ کر علماء برھم ہوئے۔علماء نے آپ کو پریشان کرنا چاہا وہاں کے ایک سردار اور وہ عالم اور مفتی شہر مولوی سیّد خان نے علماء سے کہا کہ اس کی مخالفت بے بنیاد اور اعتراض غلط ہے۔یہ حضرت سیّد اشرف جہانگیر سمنانی ہیں۔اگر کوئی شخص اپنے آباؤ اجداد کی تعریف کرے۔تو اعتراض کی کیا بات ہے۔علماء نے سند مانگی مولوی سیّد خان نے سند پیش کی علماء خاموش ہو گئے۔محمد پور سے آپ ظفر آباد تشریف لائے۔وہاں شیخ کبیر آپ سے بیعت ہوئے۔یہ بات شیخ حاجی چراغ ہند سہروردی علیہ الرحمۃ کو ناگوار گزری۔انہوں نے شیخ کبیر کو بددعا دی۔آپ کی دعا شیخ کبیر کے شاملِ حال تھی جس کی وجہ سے شیخ چراغ ہند کی بدعا کا کوئی اثر نہ ہوا اور شیخ کبیر جوان نہیں مرے بلکہ کافی ضعیف ہو کر مرے جونپور پہنچ کر آپ نے کچھوچھ جونپور کے علاقے میں ایک قصبہ ہے۔سکونت اختیار فرمائی۔کچھوچھے میں ایک خانقاہ تعمیر کرائی اور ایک باغ تعمیر کرایا اور اس کا نام روح آباد رکھا۔

سیروسیاحت:

جونپور سے آپ حرمین شریف کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔اس سفر میں حضرت بدیع الدین قطب مدار علیہ الرحمۃ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔وہ تو ہندوستان واپس آ گئے۔اور آپ نجف اشرف کربلائے معلیٰ اور دمشق ہوتے ہوئے پھر مکہ معظمہ آئے اور حج کر کے بغداد کا شان ہوتے

Marfat.com
Marfat.com

ہوئے۔ آپ اپنے وطن سمنان پہنچے اور اپنی بہن سے ملے۔ سمنان میں کچھ دن قیام کر کے مشہد روانہ ہوئے۔ مشہد میں آپ کی ملاقات امیر تیمور سے ہوئی مشہد سے ہرات ماوراالہند۔ ترکستان، بخارا، غزنی، کابل، ملتان، اجودھن، دہلی، اجمیر، گلبرگ، بسراندیپ، گجرات ہوتے ہوئے کچھوچھے واپس آئے۔

سیرت و کردار:

آپ جامع علوم ظاہری و باطنی ہیں۔ آپ نے چار خانوادوں سے فیض حاصل کیا۔ آپ علم عبادات، ریاضت، زہد و تقویٰ، حلم، جود و سخا، تحمل اور بردباری میں بے نظیر ہیں۔ آپ صاحب کشف و کرامات ہیں۔ آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ خلفائے راشدین پر آپ کا ایک رسالہ بشارت المریدین مشہور تصانیف ہیں۔

آپ کے مکتوبات تصوف و عرفان کا بیش بہا خزانہ ہے۔ آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کی تعلیمات کی افادیت اور اہمیت میں کسی کو شک کی گنجائش نہیں ہے۔

تعلیمات:

آپ فرماتے ہیں کہ توحید یعنی خدائے پاک کو ایک جاننا یہ ہے کہ عاشق معشوق کی صفات میں فنا ہو جائے۔

نمبر۲:

آپ فرماتے ہیں جب سالک عقائد اور اصطلاح صوفیہ سے واقف ہو گیا اور اس کے لئے ضروری ہے کہ زیادہ وقت محفل توحید میں صرف کرے اور مثل بگلے کے بیٹھا رہے، آپ سے پوچھا گیا کہ بگلے کی طرح بیٹھنے کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ بغیر تلاش کے پانا بغیر دیکھے ہوئے دیدار ہو جانا۔

کشف و کرامت:

محمد پور میں جب آپ پہنچے تو مولوی سیّد خان کو آپ نے یہ مژدہ سنایا کہ ان کے چار لڑکے ہوں گے جو علوم و فضل و کمال سے آراستہ ہونگے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔

کرامت ۲:

ظفر آباد میں آپ کا مذاق اڑانے کی غرض سے کچھ لوگ ایک شخص کو کفن پہنا کر اور پلنگ پر

Marfat.com
Marfat.com

اٹھا کر آپ کے پاس لائے اور آپ سے درخواست کی کہ نماز جنازہ پڑھائیں۔ آپ نے اول تو انکار کیا لیکن جب وہ لوگ نہ مانے تو آپ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے جب تکبیر پڑھی جیسے کہ طے ہوا تھا۔ کہ وہ شخص اٹھ بیٹھے گا۔ وہ شخص نہیں اٹھا۔ تو لوگوں نے پاس جا کر دیکھا تو اس شخص کو مردہ پایا۔

کرامت ۳:

ایک قلندر جس کا نام علی تھا۔ بہت سے قلندروں کو ہمراہ لے کر آپ کے پاس آیا۔ اور آپ سے دریافت کیا کہ جہانگیری کہاں سے پائی تو آپ نے جواب دیا اپنے پیرومرشد سے اس نے کہا کہ اسکا کوئی ثبوت ہے۔ یہ سُن کر آپ کو غصہ آیا اور وہ قلندر جس کا نام علی تھا زمین پر گر پڑا اور مر گیا۔

وصال با کمال:

آپ کا وصال ۲۴ محرم الحرام ۸۰۸ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار پُر انوار کچھوچھہ میں ہے۔ آج بھی آپ کا مزار آسیب کو دور کرنے کے لئے مشہور ہے۔ جن لوگوں پر آسیب کا اثر ہوتا ہے۔ وہ آپ کے مزار مبارک کی برکت سے اچھے ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کا نام نامی اسم گرامی پڑھ کر دم کرنے سے بھی آسیب زدہ کا اثر جاتا رہتا ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

مستغرق بذات لامتناہی، پیشوائے اولیاء، حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہ مقتدائے اہل بصیرت ہیں آپ کا تعلق کھرل قوم سے ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام عاقل بی بی ہے۔ انہوں نے مہار شریف تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر پاکستان میں سکونت اختیار کی آپ کی ولادت باسعادت ۱۴ رمضان المبارک ۱۱۴۲ھ بمقام چوٹالہ میں ہوئی۔ آپ کا نام نامی سہیل ہے اور لقب نور محمد ہے۔ یہ لقب آپ کو آپ کے پیرومرشد حضرت مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ نے عطا کیا تھا۔ اور آپ نے حضرت حافظ محمد مسعود مہاوری سے قرآن شریف حفظ کیا۔ جب سن شعور کو پہنچے تو لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد آپ لاہور سے دہلی آئے۔ اور تحصیل علوم ظاہری میں مشغول ہو گئے۔ حضرت مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ کی دہلی میں آمد کی خبر سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور آپ حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اُن سے کچھ مدت تک علم ظاہری حاصل کیا۔

بیعت وخلافت:

حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں چشتی نظامی علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہ کر آپ کو تحصیل علم باطنی کا شوق ہوا۔ چنانچہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کے عرس کے روز آپ حضرت مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ سب سے پہلے دہلی میں حضرت مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ سے بیعت کرنے کا شرف آپ ہی کو حاصل ہوا ہے۔ تحصیل و تکمیل باطنیہ کے حضرت مولانا نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز کیا۔

سیرت وکردار:

آپ جامع علوم ظاہری و باطنی میں بے مثال اور ترک و تجرید آپ کا شعار تھا۔ تحمل اور بردباری، قناعت اور توکل سے آراستہ تھے۔ ریاضت، عبادت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کے پیرومرشد آپ پر بہت مہربانی فرماتے تھے۔ چنانچہ حافظ شرف الدین کو اپنا مرید کرایا اور فرمایا کہ ان کی مصیبت میری مصیبت ہے۔ آپ پیرومرشد کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ حضرت

Marfat.com
Marfat.com

مولانا نے چونتیس سال دہلی میں قیام فرمایا۔ آپ چھ ماہ اپنے وطن مہار میں اور چھ ماہ اپنے پیرومرشد کے ساتھ دہلی میں رہتے تھے۔ اور آپ اپنے حضرت کے ساتھ پاک پتن بھی جاتے تھے۔

تعلیمات:

نمبر۱: آپ کے پاس ایک شخص نے آ کر سوال کیا کہ علماء کفار کی تعظیم نہیں کرتے اور اہل اللہ حضرات مومن اور کافر کی تعظیم کرتے ہیں۔ حالانکہ شریعت اور طریقت میں اختلاف نہیں ہے پھر ایسا کیوں؟

آپ نے جواب دیا کہ علماء کی نظر ان کے کفر پر پڑتی ہے اور اہل اللہ کی نظر مظہرات اور حقیقت پر پڑتی ہے۔

نمبر۲: آپ فرماتے ہیں کہ جس کسی کو زن و فرزند و زراعت و تماشر کے تعلقات فراہم ہوں اس کو چاہیے کہ خطرات کو ترک کرے۔

نمبر۳: آپ فرماتے ہیں کم کھانا، کم سونا، کم بولنا، اور لوگوں سے کم ملنا جلنا اختیار کرے۔

نمبر۴: آپ فرماتے ہیں کہ ولی کو احوال ماضی و مستقبل بشرطیکہ توجہ معلوم ہوتا ہے۔

نمبر۵: آپ فرماتے ہیں کہ انسان کامل عالم کی جان ہے اور اُن کی موت عالم کی فنا ہے۔

کشف و کرامت:

ہر آنے جانے والے کے ماضی الضمیر کو آپ بتا دیتے تھے۔ آپ کے ایک مرید غلام حسین کا آپ سے سو کوس کے فاصلے پر انتقال ہوا۔

آپ کو مولوی غلام حسین کے جنازے کے ہمراہ لوگوں نے دیکھا۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال ۳ ذوالحج ۱۲۰۵ھ کو ہوا۔ مزار فیض آثار مہار شریف ضلع بہاولنگر تحصیل چشتیاں میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت آج بھی اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو بھی بارہا آپ کے مزار پُرانوار پر حاضری کا شرف حاصل ہے۔ آپ کے دربار شریف کے سجادہ نشین حضرت خواجہ غلام معین الدین چشتی نظامی ہیں جو اپنے وقت کے بہترین شیخ طریقت ہیں سے بھی راقم الحروف کی اچھی یاد اللہ ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

کاشف اسرار الٰہی عارف معرفت لا متناہی جامع بعلوم معنوی وصوری۔ سلطان التارکین برہان العاشقین امام الواصلین حجۃ الکاملین حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی المعروف پیر پٹھان چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ کوہستان کے علاقہ گڑگوجی میں ۱۷۶۴ء بمطابق ۱۱۸۲ھ میں پیدا ہوئے آپ کے والد گرامی کا نام نامی اسم گرامی جناب زکریا تھا۔ جو کہ افغانوں کے جعفر قبیلے کے سردار تھے۔ جناب زکریا خود بھی صاحب علم وفضل کمال شخصیت کے حامل تھے اور انہیں اہل علم خاندان سے ایک نسبت بھی حاصل تھی۔ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی کے سر سے والد ماجد کا سایہ عہد طفولیت میں اٹھ گیا تھا آپ کی والدہ ماجدہ نے اپنے بلند اقبال فرزند ارجمند کی تعلیم وتربیت کا اہتمام بڑے ہی تدبر سے کیا۔

تعلیم وتربیت:

آپ نے ملا یوسف جعفر سے قرآن مجید حفظ کیا اپنے ایک ہم قوم حاجی صاحب سے بھی تعلیم قرآن کے سلسلہ میں مدد حاصل کی اور ساتھ ساتھ فارسی کی چند کتب بھی انہی سے پڑھیں۔ پھر میاں حسن علی صاحب کے پاس تونسہ شریف میں آ کر علم حاصل کرنا شروع کیا۔ یہاں آپ نے فارسی نظم ونثر پر دست گاہ حاصل کی یہیں سے آپ لانگھ چلے گئے جو تونسہ شریف سے پانچ کوس کے فاصلے پر مشرق کی جانب واقع ہے۔ اور میاں ولی محمد آف لانگھ کی خدمت میں رہ کر آپ نے مزید تعلیم حاصل کی۔ ان دنوں کوٹ مٹھن میں قاضی احمد علی اور اُن کے محترم پدر گاہی قاضی محمد عاقل نے ایک دار العلوم قائم کر رکھا تھا۔ جہاں علوم دینیہ کی انتہائی اعلیٰ تعلیم دی جاتی تھی۔

چنانچہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ نے کوٹ مٹھن پہنچ کر یہاں سے منطق اور فقہ کی کتابیں پڑھیں۔ تصوف کی بعض کتابیں آداب الطالبین۔ فقرات، عشرہ کاملہ وغیرہ پر عبور حاصل کیا۔ کوٹ مٹھن میں قیام کے وقت آپ کی عمر شریف ۱۵ برس تھی۔ یہاں سے تحصیل علم کے بعد آپ اپنے شوق کی تکمیل کے لئے اُچ شریف تشریف لے گئے۔ دوسری طرف حضرت خواجہ نور محمد مہاروی صاحب علیہ الرحمۃ اپنے مرشد مولانا فخر الدین فخر جہاں علیہ الرحمۃ اورنگ آبادی کے

Marfat.com
Marfat.com

حکم سے کوہستان سلیمان کے شہباز بلند پرواز کی تلاش میں اوچہ شریف پہنچ چکے تھے تاکہ اس شہباز کو مقید کر کے سدھائیں اور سدرۃ المنتہیٰ پہنچائیں۔

مرشد کامل سے ملاقات:

حضرت پیر پٹھان خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کو اوچہ شریف پہنچ کر حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمتہ کی آمد کی خبر ہوئی۔ آپ نے اپنے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے شوق کی تکمیل کی غرض سے سماع کے مسئلہ پر حضرت خواجہ صاحب سے گفتگو کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر حضرت خواجہ مہاروی علیہ الرحمتہ کی بارگاہ میں پہنچ کر آپ کے اندر ہمت نہ رہی کہ کوئی سوال کریں حتیٰ کہ تین روز تک اسی کشمکش میں رہے۔ کہ کس طرح سوال و جواب کریں۔ آخر ایک روز حضرت خواجہ مہاروی کی نگاہ آپ پر پڑی۔ آپ تاڑ گئے کہ یہی وہ شہباز ہے۔ چنانچہ قاضی محمد عاقل سے آپ کی بابت پوچھا کہ یہ کون نوجوان ہے۔ قاضی صاحب نے آپ کے بارے میں بے کم وکاست سب کچھ بیان کر دیا اور ساتھ ہی یہ بھی بتلایا کہ یہ فقیر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ارادہ سے یہاں آیا ہے۔ حضرت خواجہ مہاروی نے ساری باتیں سُنیں اور فرمایا کہ:

اے بسیار بلند ہمت ووسیع نہضت بنظر مے آید

حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ڈرتے ڈرتے حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ حضرت قبلہ عالم نے آپ کے دونوں ہاتھ پکڑے اور حضرت سیّد جلال الدین سرخ بخاری علیہ الرحمتہ کے مزار کے سرہانے کی طرف سے جا کر آپ کو بیعت کیا۔

یوں حضرت خواجہ مہاروی علیہ الرحمتہ نے اپنے مرشد حضرت مولانا فخر الدین اورنگ آبادی علیہ الرحمتہ کے حکم سے کوہستان سلیمان کے شہباز بلند پرواز حضرت خواجہ پیر پٹھان محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کو قابو کیا۔ حضرت پیر پٹھان نے چھ سال حضرت خواجہ مہاروی کی خدمت میں گزارے۔ تصوف منطق اور فقہ کی تمام کتابیں آپ سے از سر نو پڑھیں۔ حضرت خواجہ مہاروی سے آپ نے باطنی استفادہ حاصل کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں تمام منازل روحانی طے کر لیں بائیس سال کی عمر میں آپ کو اجازت وخلافت حاصل ہوئی اور مسند ارشاد پر بیٹھنے کا حکم ملا۔ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمتہ نے آپ کے بارے میں فرمایا اس لڑکے نے روحانی اسرار اور نعمت الٰہی کے حاصل کرنے میں متعجب وحیران کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کس قدر وسیع

Marfat.com
Marfat.com

حوصلہ عطا فرمایا ہے۔ جو کچھ حاصل کرتا ہے۔ اس کی استعداد اور قابلیت اس سے کئی گناہ بڑھ کر ہوتی ہے۔

سیرت وصورت:

آپ انتہائی متقی پرہیزگار پابند شریعت وطریقت اور اخلاق محمدی کا عملی نمونہ تھے۔ خواجگان چشت اہل بہشت کی تعلیمات اور اقوال وافعال واعمال پر سختی سے کاربند رہتے تھے۔ اپنے مریدین معتقدین کو بھی اسی طرح کاربند رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔ جس طرح آپ نے حصول علم کے لئے تمام عمر اس کی تلاش میں گزاری اسی طرح آپ نے سجادہ مشیخیت پر بیٹھ کر ظاہری وباطنی علوم کے دریا بہائے۔ تونسہ شریف کو آپ نے ایک دارالعلوم بنا دیا سینکڑوں علماء دور دراز مقامات سے یہاں آکر مقیم ہو گئے۔ اور آپ سے روحانی فیض حاصل کر کے اسلامی دنیا میں پھیل گئے۔ آپ کے مدرسہ میں درس وتدریس کے واسطے مستقل طور پر پچاس پچاس جید علماء مقیم رہتے تھے۔ جہاں علوم دینیہ کی انتہائی اعلیٰ تعلیم دی جاتی تھی۔ آپ خود بھی تصوف کی کتابوں کا درس دیتے تھے۔ آپ امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم اور فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم جیسی کتابوں کا درس بنفس نفیس دیا کرتے تھے۔ یہی حال آپ کے لنگر خانے کا تھا۔ دو ہزار طالب علم کم از کم صبح وشام آپ کے دار ضیافت سے کھانا کھایا کرتے تھے۔ آپ نے لنگر چلانے کے لئے ایک پورا محکمہ تشکیل دے رکھا تھا۔ جہاں ضرورت کی ہر شے موجود تھی۔ حجام، لوہار، موچی، آب کش، طبیب، منشی وغیرہ باقاعدہ تنخواہ پر کام کرتے تھے۔ درویشوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دیتے۔ ایک مرتبہ طالب علموں اور اساتذہ کی ادویات کا خرچ ایک ماہ میں پانچ سو روپے نکلا۔ منشی نے آکر آپ کو اطلاع دی کیونکہ اُس زمانے میں پانچ سو روپے بہت بڑی رقم تھی۔ مگر آپ منشی پر برہم ہوئے اور فرمایا اگر درویشوں کی دوا دارو پر پانچ ہزار روپے بھی خرچ آئیں۔ تو مجھے اطلاع نہ کی جائے کیونکہ درویشوں کی جان کے مقابلے میں روپیہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ حضرت پیر پٹھان خواجہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کی شکل وصورت حضرت پیران پیر دستگیر سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشابہ تھی۔

آپ کا چہرہ گول اور قدرے کتابی تھا۔ آپ کی پیشانی کشادہ اور رنگ سفیدی مائل تھا۔ آنکھیں خوبصورت اور پرکشش تھیں جبکہ پلکیں دراز تھیں۔ اور ریش مبارک نہ بہت گھنی نہ پتلی تھی قد اوسط درجے پر دراز تھا۔ جسامت قدرے بھاری تھی۔ دیکھنے والے پر آپ کی شکل وصورت کا نہایت دلکش اثر پڑتا ہے۔ آپ کے مزاج میں نفاست اور طبیعت میں لطافت تھی۔ اس لئے آپ

Marfat.com
Marfat.com

کے لباس میں خوبصورتی اور پاکیزگی کا خاص خیال رہتا تھا۔ بھدے اور میلے لباس آپ بالکل پسند نہ فرماتے تھے۔ گرمی کے موسم میں سر پر سفید خادری ٹوپی پہنتے تھے۔ جو نہایت خوبصورت کٹی ہوئی ہوتی ہے اور اس کے گرد حاشیہ لگا ہوا ہوتا تھا۔ عموماً ململ یا لٹھے کا پیراہن زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

نواب بہاولپور کا دستور تھا کہ سردیوں کے موسم میں روئی کی ایک قباء تیار کروا کر بھیج دیتے جس کے گریبان پر زردوزی کا کام ہوا ہوتا تھا۔ آپ اس کو بہت شوق سے استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اس کے نیچے تہہ بند باندھتے اور کبھی پجامہ استعمال فرمایا کرتے تھے۔

چارپائی پر غالیچہ یا روئی کی خوب صورت توشک بچھی رہتی تھی۔ جس پر آپ استراحت و آرام فرمایا کرتے تھے۔

آپ کی خاص و عام میں مقبولیت:

حضرت پیر پٹھان رحمتہ اللہ علیہ جس طرح عوام میں ایک خاص مقبولیت رکھتے تھے۔ اسی طرح اپنے ہم عصر علماء اور مشائخ میں بھی آپ کی بہت خصوصیت کے ساتھ مقبولیت تھی۔ بلکہ آپ اپنے زمانہ کے علماء اور مشائخ کے سرخیل تھے۔ صرف اپنے ہی نہیں بلکہ بیگانے بھی آپ کی ذات کے معترف تھے۔ سرسید احمد خان اپنی کتاب الصنادید میں تحریر کرتے ہیں کہ خواجہ سلیمان تونسوی کی شہرت قاف سے قاف تک تھی۔ اسی طرح مسلک دیوبند کے ممتاز عالم دین مولانا حسین احمد مدنی دیوبندی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ تونسوی اپنے زمانہ کے آفتاب تھے۔

ایک مرتبہ ۱۲ ربیع الاول کو دامان کے ہزار ہا لوگ مرد عورتیں تونسہ شریف میں جمع ہو گئے اور حضرت پیر پٹھان خواجہ تونسوی کی خانقاہ مبارک کا طواف کرنا شروع کر دیا۔ جب ان سے ایسا کرنے کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے اپنے وطن میں ایک غیبی آواز سنی۔ کہ ۱۲ ربیع الاول کو جو شخص حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کرے گا۔ وہ ضرور بہشت میں جائے گا۔ اس لئے ہم حضرت پیر پٹھان کی زیارت کے واسطے اپنا گھر بار چھوڑ کر اتنا طویل سفر کر کے اس جگہ آئے ہیں۔ تا کہ اللہ تعالیٰ بطفیل خواجہ تونسوی ہمیں بخش دے۔

اس مجمع میں ایک عورت ایسی بھی تھی جو اپنے گھر میں روٹیاں پکا رہی تھی جب ہاتف غیبی نے یہ نوید سنائی کہ حضرت خواجہ صاحب کی زیارت کرنے والا جنتی ہوگا۔ تو وہ روٹی پکاتی پکاتی بچوں اور گھر بار کو چھوڑ کر تونسہ شریف پہنچ گئی۔ جبکہ اس کا گھر تونسہ شریف سے ۳۰ کوس کے فاصلے پر تھا۔ جب لوگوں کا ہجوم بڑھتا گیا تو حضرت پیر پٹھان جو کہ اس وقت اپنے حجرہ میں مشغول عبادت تھے۔ اپنے خادم خاص محمد اکرم کو باہر بھیجا کہ پتہ کر کے آؤ یہ شور کیسا ہے۔ تو خادم نے عرض کی حضور

Marfat.com
Marfat.com

آپ لوگوں کو بلواتے خود ہیں اور پوچھتے ہم سے ہیں۔ اُس نے کہا کہ حضور آپ کی خانقاہ سے باہر آپ کی دید کے پیاسوں کا ایک جم غفیر جمع ہو چکا ہے۔ یہ سُن کر حضرت پیر پٹھان حجرہ شریف سے باہر تشریف لائے۔ اور لوگوں کو اپنی زیارت کروائی جو غیبی آواز سن کر دیدار خواجہ کے لئے آئے تھے کہ وہ اس طرح بہشت میں جاسکیں گے۔ دیدار عام کے بعد وہ تمام کا تمام ہجوم آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر آپ کے خدام میں شامل ہو گیا۔

سخاوت:

آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ ایک شخص محمد واصل جو کہ سیاح تھا اُس نے آپ کی خدمت میں عرض کی حضرت میں نے عرب وعجم کی سیاحت کی ہے لیکن آپ کی ذات مبارک کی نظیر میں نے کہیں نہیں دیکھی آپ گھوڑے اور اونٹ اور دوسرے جانور بمع نقد جنس کپڑے آٹا اور طعام لوگوں کو دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ لوگوں کی دوا دارو کا بھی بندوبست کرتے ہیں اس کے علاوہ گمراہوں کو فلاح کی راہ بھی دکھاتے ہیں۔

یہ باتیں سُن کر خواجہ تونسوی مسکرائے اور فرمایا محمد واصل میری بات توجہ سے سنو جب میں اپنے وطن کوہ واگ سے علم حاصل کرنے کے لئے شہر میں آ کر مسجد سفید میں سکونت پذیر ہوا۔ تو ایک نورباف نے میرا وظیفہ مقرر کیا۔ اس کے دروازے پر ایک کتا بھی ہوتا تھا۔ میں اُس سے بہت ڈرتا تھا۔ وظیفہ لینے کے لئے پہلے مسجد کے صحن سے جو کہ اس نورباف کے گھر سے اونچا تھا۔ میں دیکھتا اگر کتا اس وقت دروازے پر نہ ہوتا تو میں دوڑ کر اپنا وظیفہ لے آتا اور رکھ لیتا ورنہ سارا دن فاقہ میں گزار دیتا۔ میں تو وہی ہوں لیکن حق تعالیٰ کی ذات کریم ہے۔ کہ جس نے مجھے اپنی عنایات سے نوازا ہے۔ حضور خواجہ تونسوی کوہستان کے پہاڑی علاقہ سے متعلقہ پٹھان قبیلہ سے متعلق تھے۔ مگر باوجود اس کے پٹھانوں اور پہاڑی علاقے کی روایتی سختی آپ میں موجود نہ تھی۔ عمر بھر لوگوں کی بھلائی کے لئے بے شمار فلاحی کام کئے۔ آپ کے روئیں روئیں میں نرمی محبت، مہربانی اور سخاوت کا عنصر پایا جاتا تھا۔

ملفوظات:

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ایک عام شخص اور خاص شخص میں صرف اتنا فرق ہے کہ جو کوئی خدا کے دیئے ہوئے رزق پر قناعت کرتا ہے اس کے دل میں زیادتی کی طلب اور حرص نہیں ہوتی وہ خاص میں سے ہوتا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

نمبر۲:

آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے کہ وہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا محبوب ومقبول بن جائے تو اُس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ متابعت شریعت میں ظاہراً وباطناً کوشش کرے تاکہ اس کو خدا کی قربت نصیب ہو جائے۔

نمبر۳:

آپ فرتے ہیں کہ سالک کو ہمیشہ رحمت پروردگار کے لئے امیدوار رہنا چاہیے۔ اس لئے کہ وہ ذات رحمان ہے۔ اور اُس نے خود فرمایا ہے۔ کہ میری رحمت غضب پر سبقت لے گئی ہے۔ اس لئے بندوں کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی نہ امید اور مایوس نہ ہوں۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا کفر ہے۔

نمبر۴:

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ جس نے دنیا کو چھوڑ دیا۔ وہ خدائے ذوالجلال کا محبوب و مقبول ہو گیا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اور دنیا کا چھوڑنا تمام عبادتوں کا اصل ہے۔

نمبر۵:

آپ اپنے پیرومرشد خواجہ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک ارشاد بیان فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے مرشد کے ارشاد پوری توجہ سے سنتا ہے۔ اور پھر اُن کو لکھ لیتا ہے۔ اس کو بے شمار برکات عطا کی جاتی ہیں۔

نمبر۶:

آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا اس طرح خیال رکھتا ہے۔ کہ اُتنا زیادہ ایک ماں بھی اپنے بچے کا خیال نہیں رکھ سکتی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک مرتبہ بارش کی بندش ہوگئی۔ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور بارش کے لئے نہایت عاجزی سے دعا کی درخواست کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا کی تو اسی وقت جبرائیل امین وحی لے کر آئے اور فرمایا کہ فلاں جگہ ایک ضعیف بڑھیا سکونت پذیر ہے۔ اس کی گھاس پھوس کی

Marfat.com
Marfat.com

کٹیا پرانی ہوگئی ہے۔ اگر بارش برسے گی تو وہ ضعیفہ تباہ برباد ہو جائے گی۔ اس وجہ سے ہم نے بارش کو روک رکھا ہے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چند آدمیوں کو اس بڑھیا کی کٹیا کی جانب بھیجا جب اس کی کٹیا کی مرمت ہوگئی تو حق تعالیٰ نے خوب بارش عنایت فرمائی۔ حضرت خواجہ تونسوی اس حکایت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے۔ لیکن ہماری ناقص عقلیں اس کو سمجھ نہیں سکتیں۔

نمبر ۷:

آپ فرتے ہیں کہ درویش وہ ہے جو شب روز مجاہدہ میں رہے۔ اپنا وقت زیادہ تر ذکر و فکر میں بسر کرے۔ اس کی طلب فقط رضائے الٰہی ہونی چاہیے اور اسی حالت میں اس کو کچھ انوار و اسرار، کشف قبور وغیرہ ہویدا ہوں تو ان کو مخفی رکھے۔ اور کسی کو نہ بتائے وصال اور مقصود حقیقی کی امید پر ہر روز اسی طرح محنت و مجاہدہ کرتا رہے کیونکہ جو شخص غیر شرع افعال سے پرہیز نہیں کرتا وہ ترقی کی پہلی سیڑھی پر ہوتا ہے۔ اور منزل مطلوب پر نہیں پہنچ سکتا اور جو شخص بقا باللہ کے درجے پر ہے وہ منزل کے آخری درجہ پر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ حلقہ شریعت سے ایک قدم بھی باہر نہیں نکالتا بلکہ شب و روز حسب معمول مبتدیوں کی طرح مجاہدہ اور ریاضت میں لگا رہتا ہے۔

کشف و کرامات:

میاں یار محمد بلغانی جو کوہستان کے علاقہ ورگ کے رہنے والے تھے۔ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت پیر پٹھان ورگ میں تشریف فرما تھے۔ کہ ایک روز ایک شخص اپنی بیوی کو لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری بیوی پر جن کا سایہ ہے۔ آپ خدا کے لئے اس کا علاج فرما دیں۔

حضرت خواجہ پیر پٹھان نے جن کو حکم دیا تم نے اس بیچاری عورت کو کیوں گرفتار کر رکھا ہے۔ اس کی جان چھوڑ دو جن نے عرض کی۔ اے خواجہ خواجگان چند روز سے میرا بچہ سخت بیمار ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے بچے کی بیماری کے لئے تعویذ لینا چاہتا تھا۔ لیکن اس کام کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ تو میں نے اس عورت کو گرفتار کر لیا تا کہ اس کے وسیلہ سے آپ کی زیارت بھی ہو جائے اور میں اپنے بچے کے لئے تعویذ بھی حاصل کر سکوں۔

حضرت پیر پٹھان نے فرمایا تم تعویذ کس طرح حاصل کرو گے اس جن نے عرض کی آپ تعویذ کو فلاں پتھر کے نیچے رکھ دیں میں وہاں سے حاصل کر لوں گا۔ چنانچہ حضور پیر پٹھان نے

Marfat.com
Marfat.com

مطلوبہ تعویز پتھر کے نیچے رکھ دیا جن نے اسی طرح اس عورت کی جان چھوڑ دی اور خود تعویز لے کر مفقود ہو گیا۔ عورت اچھی ہو گئی اور اپنے شوہر کے ساتھ چلی گئی۔

کرامت ۲:

ایک روز حضرت پیر پٹھان اپنے مریدوں کے حلقے میں تشریف فرما تھے۔ یہ واقع موضع جسرور کا ہے۔ ذکر وفکر کی باتیں ہو رہی تھیں اچانک آپ کا روئے مبارک متغیر ہو گیا۔ آپ نے سر زانو میں جھکا لیا اور کافی دیر مراقبہ میں بیٹھے رہے کافی دیر کے بعد آپ نے پھر سر اٹھایا اور خداوند کریم کی بارگاہ کا شکرانہ نوافل کی صورت میں ادا کیا حاضرین اس امر سے متعجب ہوئے کہ چہرہ مبارک کی تغیر کا کیا موجب ہے۔

نور خان گرمانی آپ کا مرید خاص ومشیر تھا۔ اور اس پر آپ کی کمال عنایت بہت زیادہ تھی اور وہ بے تکلف بھی تھا۔ اس نے ہمت کر کے پوچھا حضرت آپ کو یکا یک کیا ہو گیا تھا۔ کہ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا اوائل عمر میں ایک شخص عمر خان جو سکول کا رہنے والا تھا مرید ہوا۔ وہ شخص خاصا متمول تھا۔ اس نے مجھے ایک گھوڑی تحفہ دی اور چند پکے مکان میرے لئے تیار کروائے چھ کنوئیں بھی میری نذر کئے۔ مگر میں نے سوائے گھوڑی کے کوئی چیز قبول نہیں کی گھوڑی بھی اس کے اسرار کی وجہ سے مجھے قبول کرنا پڑی۔ میں اس کے لئے ہمیشہ دعائے خیر کرتا تھا وہ بھی میرے پاس تونسہ میں اکثر آیا جایا کرتا تھا ایک خاص بات یہ تھی کہ وہ بالکل ان پڑھ تھا آخری عمر میں اس کے دشمنوں نے اس کی جاہلیت سے فائدہ اٹھایا اور اس کو بہکایا تم نے ایک افغان روہیلہ کی مریدی اختیار کی ہے۔ جبکہ تمہارے اپنے شہر میں ایک سے ایک بڑھ کر مرشد موجود ہیں۔ وہ شخص لوگوں کے بہکاوے میں آ گیا۔ اور اُس نے تونسہ شریف آنا جانا بند کر دیا کچھ عرصے کے بعد وہ بیمار ہو گیا۔ اس کی شکل مسخ ہو گئی اُس نے کتے کی طرح لوگوں کو بھونکنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ اپنے کپڑے پھاڑ کر گلیوں میں بھاگنے لگا۔ ہر وقت اس کی زبان پر کفر کے کلمات رہنے لگے۔ اس کی بدتر حالت دیکھ کر ایک شخص موسیٰ نامی نے اس عمر خان کو کہا کہ تم نے اپنے مرشد کی توہین کی ہے۔ یہ اس کی سزا تمہیں مل رہی ہے۔ لہٰذا اب تم توبہ استغفار کر کے اپنے مرشد کی طرف رجوع کر لو۔ تمہاری مشکلیں حل ہو جائیں گی۔ عمر خان نے موسیٰ خان کی بات کو توجہ سے سنا اور دل سے توبہ کر لی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم کیا۔ اس کی مشکلیں حل ہو گئیں۔ اور اس کی زبان پر کلمہ شریف جاری ہو گیا پھر اسے احساس ہو گیا کہ میں نے لوگوں کے کہنے پر جو غلط کام کیا اُس کی مجھے سزا ملی ہے۔ آج عمر خان پر نزاع کا وقت آ گیا۔ اور جان کنی کے عالم میں

Marfat.com
Marfat.com

اس کو شدید تکلیف ہو رہی تھی۔ اور اس نے مجھے یاد کیا تھا۔ میں نے اُس کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس پر مہربانی کی اور دولت ایمان لے کر فوت ہوا ہے۔

حضرت پیر پٹھان نے فرمایا کہ ایک مرشد کامل کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے مرید کا ہر حال میں خیال رکھے اور اس کی دستگیری کرے۔

وصال باکمال:

۱۲۶۷ھ صفر کا چاند نمودار ہوا تو آپ نے فرمایا ہمارے سفر کا مہینہ آ گیا ہے۔ یکم صفر کو آپ کو سخت زکام ہوا۔ جو رفتہ رفتہ بخار کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ اس دوران آپ نے اپنے معمولات کو بالکل ترک نہ کیا۔ ۷ صفر ۱۲۶۷ھ کو بوقت تہجد جب آپ انفاس کے شغل میں مشغول تھے تو آپ کا وصال ہو گیا بیماری کے دوران آپ نے شدید تکلیف کے باوجود لوگوں کی خدمات برقرار رکھیں۔ آخری رات آپ نے اپنے تمام مریدین کے لئے دعائیں کیں اور یہ فقرہ بار بار آپ کی زبان پر آتا رہا۔

مندتوں پلڑا دور کر گلاں کرائیں وج

آپ کا مزار پُر انوار تونسہ شریف دار العلوم ایک ولی خیز زمین ضلع ڈیرہ غازی خان صوبہ پنجاب میں ہے۔ وہاں پر آج بھی ہزاروں افراد آپ کے مزار انوار پر حاضر ہو کر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھر رہے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو بھی بارہا اس مقدس اور روحانی مرکز پر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ بڑی ہی بارونق بستی ہے ہر وقت عوام وخواص کا ہجوم آپ کے مزار پر رہتا ہے۔ بیک وقت سینکڑوں درویش پاکان امت آپ کے مزار شریف کے اطراف میں فیض حاصل کرنے کے لئے بیٹھے رہتے ہیں۔ آپ کی اولاد پاک سے ایک بزرگ حضرت خواجہ حافظ محمد جمال تونسوی سے فقیر راقم الحروف کا ایک قلبی تعلق ہے جو کہ انتہائی ملنسار، با اخلاق اور مہمان نواز شخص ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

جانشین حضرت پیر پٹھان امام العاشقین، دلیل العارفین، برھان الواصلین، حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ حضرت غوث زماں خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ المعروف پیر پٹھان کے پوتے ہیں۔ حضرت پیر پٹھان علیہ الرحمۃ کے تین بیٹے تھے۔ سب سے بڑے حضرت خواجہ گل محمد دوسرے خواجہ درویش محمد تیسرے حضرت خواجہ محمد معصوم تھے۔ حضرت خواجہ گل محمد بڑے نیک اور پارسا انسان تھے۔ آپ کی بیعت مورث اعلیٰ حضرت خواجہ گل محمد اسم بامسمیٰ یعنی ایسے پھول تھے کہ جس کی خوشبو سے مشام جان تازہ ہو جاتا تھا۔ انہی خواجہ گل محمد کے ہاں ماہ ذوالحجہ ۱۲۴۱ھ میں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کی پیدائش کی خوشخبری حضرت خواجہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کو حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ کے مزار پر انوار پر ملی کیونکہ وہ ان دنوں حضرت خواجہ مہاروی علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس پاک میں شرکت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ خواجہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ پوتے کی خبر سن کر بہت خوش ہوئے اور نومولود کا نام اللہ بخش رکھا۔

حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ نسلاً نسبتاً خانوادہ ولایت سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے ان کو مادرزاد ولی کہنا بے جا نہ ہوگا۔

تعلیم وتربیت:

جب آپ بڑے ہوئے تو آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا۔ ابتدائی تعلیم آپ نے مولوی محمد امین صاحب سے حاصل کی۔ جنہوں نے آپ کو قرآن کریم صرف ونحو کی چند کتابیں اور پھر تفسیر و حدیث پڑھائی۔ یہاں تک کہ جملہ علوم ظاہری کی تکمیل کرا دی ظاہری تعلیم سے جونہی فارغ ہوئے۔ تو آپ کے دادا حضرت پیر پٹھان علیہ الرحمۃ نے آپ کی باطنی تعلیم پر توجہ دی۔ اور سلوک ومعرفت کی باطنی تعلیم خود دینے کا فیصلہ کیا پھر جوں جوں وقت گزرتا گیا حضرت خواجہ اللہ بخش روحانیت کے اعلیٰ وارفع مدارج طے کرتے ہوئے طریقت کے شہباز لامکانی بن گئے۔

Marfat.com
Marfat.com

وارث مسند پیر پٹھان:

حضرت خواجہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ تو شروع ہی سے جانتے تھے۔ کہ ان کی مسند روحانیت و معرفت پر خواجہ اللہ بخش رحمتہ اللہ علیہ ہی متمکن ہوں گے۔ تاہم اس بات کی بشارت حضور خواجہ اللہ بخش تونسوی کے والد بزرگوار حضرت گل محمد صاحب علیہ الرحمۃ کو حضرت سیّد جمال بیکانیری علیہ الرحمۃ نے دی کیوں کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ شدید علالت کا شکار ہوئے اور ان کی زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی حضرت گل محمد علیہ الرحمۃ بیٹے کی بیماری سے سخت پریشان تھے۔ انہوں نے حضرت خواجہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے ایک چہیتے مرید سیّد جمال بیکانیری علیہ الرحمۃ سے کہا کہ وہ اللہ بخش کی بیماری سے متعلق استخارہ کریں۔

حضرت بیکانیری نے حسب ارشاد جب استخارہ کیا اور خواب میں جو احوال دیکھا وہ حضرت خواجہ گل محمد علیہ الرحمۃ سے یوں بیان فرمایا کہ ایک مجلس لگی ہوئی ہے جس میں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی زبدۃ الانبیاء حضرت بابا فریدالدین گنج شکر حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء حضرت مولانا فخر الدین دہلوی اور حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین تشریف فرما ہیں۔ ان حضرات میں سے ایک بزرگ جو ہندوستانی وضع قطع کے بزرگ ہیں۔ انہوں نے حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑا اور حضرت غوث زماں خواجہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے بنگلہ میں لے کر ان کے مصلیٰ پر بٹھا دیا اور پھر ان کے سر پر سبز رنگ کی دستار مبارک باندھی اور واعظ شروع کر دیا۔ حضرت خواجہ جمال بیکانیری نے حالت خواب میں ہی کسی بزرگ سے پوچھا کہ حضرت اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ کو حضرت خواجہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے مصلیٰ پر کیوں بٹھایا جا رہا ہے۔

تو اہل مجلس نے یک زبان ہو کر فرمایا کہ یہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کی مسند کا وارث ہوگا۔ یہ خواب حضرت جمال بیکانیری نے حضرت خواجہ گل محمد علیہ الرحمۃ کو سنایا تو انہیں خوشی بھی ہوئی اور دکھ بھی ہوا کہ اس خواب میں بیٹے کی صحت یابی کی نوید تھی اور دکھ اس بات کا تھا کہ ان کی زندگی تمام ہونے والی ہے کیونکہ ان کی زندگی میں تو خواجہ اللہ بخش رحمتہ اللہ علیہ حضرت پیر پٹھان کے خلیفہ اور جانشین نہیں ہو سکتے تھے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت خواجہ گل محمد علیہ الرحمۃ کا انتقال حضرت خواجہ پیر پٹھان کی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی ہو گیا اور مسند حضرت خواجہ سلیمان تونسوی کے وارث اور جانشین و خلیفہ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ ہی مقرر ہوئے جو کہ اس منصب کے صحیح حقدار بھی تھے۔

Marfat.com
Marfat.com

رسم دستار بندی:

حضرت پیر پٹھان خواجہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد سوئم والے دن حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی سجادگی کی دستار بندی ہوئی اور آپ کو حضرت غوث زماں پیر پٹھان کے مصلے پر بٹھادیا گیا اور حضرت پیر پٹھان کا پیراہن اور کلاہ پہنایا گیا پھر اس کلاہ کے اوپر حضرت خواجہ نور محمد مہاروی کلپنبہ دار ٹوپ رکھا گیا اس طرح آپ روحانیت کی شہنشائیت تونسوی کے تخت پر جلوہ افروز ہوئے۔ حضرت خواجہ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ میں سجادگی کے فوراً بعد نمایاں تبدیلی واقع ہونا شروع ہوگئی۔

صاجبزادیت کے زمانہ میں آپ اعلیٰ پوشاک زیب تن کیا کرتے تھے۔ اور دن میں کئی کئی لباس تبدیل کیا کرتے تھے۔ قیمتی گھوڑوں پر سواری فرمایا کرتے تھے مگر سجادگی کے بعد آپ حضرت خواجہ پیر پٹھان کی طرز کا سادہ پیراہن، کلاہ اور نیلے رنگ کا تہہ بند پہنا کرتے تھے۔ نیلے رنگ کا تہہ بند تو گویا خواجہ پیر پٹھان کی پہچان ہوا کرتا تھا۔ ایک روز ایک شخص نے آپ سے سوال کیا حضرت کیا آپ کے سلسلے کی پہچان نیلا تہہ بند ہے؟

تو آپ نے برجستہ جواب دیا کہ نہیں ہمارے سلسلہ عالیہ کی پہچان تو پانچ وقت کی نماز باجماعت ہے۔

زیارات مقامات مقدسہ اور سعادت حج بیت اللہ شریف:

آپ کے دل میں مشائخ عظام کی درگاہوں کی زیارت پر جانے کا بے حد شوق تھا اس لئے آپ نے ۱۲۷۰ھ میں سیاحت کا ارادہ فرمایا اور ہندوستان کے لئے روانہ ہوگئے۔ آپ کے ہمراہ سینکڑوں کی تعداد درویشوں کی بھی تھی آپ کی پہلی منزل چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر تھی جہاں آپ نے حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ کی درگاہ پر حاضری دی اور اُن کے صاجبزادگان سے ملاقاتیں کیں اور پھر خواجہ غلام فخر الدین مہاروی علیہ الرحمۃ کو اپنے ہمراہ لیا اور چشتیاں سے ناگور تشریف لے گئے اور حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ اس کے بعد آپ کی اگلی منزل اجمیر شریف تھی۔ ۲۷ جمادی الثانی ۱۲۷۰ھ کو آپ درگاہ شہنشاہ ولایت، عطائے رسول، ہندالولی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ پر حاضری دیکر اپنے دامن کو فیوض و برکات سے بھر لیا۔

اتفاق سے انہی دنوں حضرت خواجہ غریب نواز کا عرس ہونے والا تھا چنانچہ آپ نے عرس

Marfat.com
Marfat.com

کی تقاریب میں بھی شرکت کی اور خواجہ خواجگان کے دربار کے صاحبزادگان خادمانِ درگاہ غریب نواز جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے اجمیر شریف سے آپ جے پور کے لئے روانہ ہوئے اور چار روز تک حضرت مولانا فخر الدین دہلوی علیہ الرحمۃ کے مزار اقدس پر قیام کیا۔ کیونکہ حضرت فخر الدین دہلوی علیہ الرحمۃ آپ کے سلسلہ عالیہ کے جد امجد تھے۔ یہاں سے آپ دہلی کے لئے روانہ ہوئے اور دہلی پہنچ کر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی حضرت خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء اور پھر حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے مزارات پر حاضر ہوئے۔ یہیں پر آپ کی خدمت میں بادشاہِ وقت بہادر شاہ ظفر حاضر ہوا جس کے ملاقات سے آپ نے پہلے تو گریز کیا مگر بعد میں اس کی مسلسل درخواست پر آپ نے تلطف فرمایا اور شاہی خاندان کے متعدد افراد کو بیعت فرمایا دہلی سے واپسی پر آپ براستہ چشتیاں حضرت خواجہ مہاروی کے مزار پر حاضری دینے کے بعد تونسہ شریف پہنچے۔ بزرگان کے مزارات کی حاضری کے بعد آپ کے دل میں شہنشاہ کونین نبی رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کا اشتیاق پیدا ہوا۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ ۱۲۹۹ھ ۴ جمادی الثانی کو دو سو درویشوں کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ کے پاس زادِ راہ کے لئے ساٹھ ہزار روپے تھے۔ آپ کا یہ منشاء تھا کہ زادِ راہ زیادہ سے زیادہ ہوتا کہ زیادہ سے زیادہ درویشوں کو اپنے ہمراہ لے جا کر حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف و بامراد کریں۔ آپ کے ہمراہ صاحبزادگان مہاروی اور دیگر احباب بھی تھے۔ ان سب کے ساتھ آپ بزرگانِ دین کی زیارتوں پر حاضری دیتے ہوئے بمبئی پہنچے اور وہاں سے بذریعہ بحری جہاز جدہ شریف پہنچے جدہ میں ایک رات قیام فرما کر مکہ شریف میں حاضر ہوئے اور ایک مہینہ سترہ دن قیام فرمانے کے بعد مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچے ان دنوں رمضان کا مہینہ تھا تمام مہینہ مدینہ شریف میں ہی گزارا مدینہ منورہ میں دو ماہ تین دن کے قیام کے دوران آپ صبح و شام رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دیتے رہے۔ پھر ۱۹ ذی قعد کو آپ دوبارہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور مناسک حج میں مصروف ہو گئے آپ کی یہ مصروفیات ۱۸ ذوالحج تک جاری رہیں حج کے بعد آپ جدہ تشریف لائے اور وہاں سے بحری جہاز کے ذریعے بمبئی تشریف لائے وہاں سے بذریعہ ریل دہلی کے راستے لاہور اور ملتان پہنچے وہاں سے ۱۸ دسمبر ۱۸۸۳ء بمطابق ۱۳۰۰ھ ۲۷ محرم الحرام تونسہ شریف واپس تشریف لائے۔

Marfat.com
Marfat.com

سیرت و کردار:

آپ کا اخلاق نہایت اعلیٰ تھا آپ علم و فضل اور عمل لطف و کرم زہد و تقویٰ کے مجسمہ تھے کریم النفس اور خوش اخلاق ایسے تھے کہ خواہ دوست ہو یا دشمن آپ کا تلطف بلا امتیاز و تفریق سب پر یکساں ہوتا تھا۔ آپ کے اخلاق کا نقش ہر ملنے والے کے دل پر ثبت ہو جاتا تھا۔ آپ کی نظر میں اہل دنیا کی ذرہ بھر بھی وقعت نہ تھی آپ بے حد غریب نواز تھے امیروں اور دنیا داروں کو بالکل قابل اعتناء نہ سمجھتے تھے۔ غریبوں اور بے کسوں کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی سے ملتے اور ان کی طرف خصوصی توجہ فرماتے تھے۔

انتظامی اور مجاہدانہ صلاحیت:

آپ نے مسلمانوں کے ہر طبقہ کے لئے اصلاح و تربیت کی طرف توجہ دی آپ کے ملفوظات میں متعدد واقعات ایسے ملیں گے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علماء کے طبقے کی اصلاح پر خصوصی توجہ فرماتے تھے کیونکہ آپ کا خیال تھا کہ اگر علماء کی اصلاح ہو جائے تو پھر اسلامی معاشرہ کسی صورت بھی نہیں بگڑ سکتا۔ ایک مرتبہ کسی مسئلہ پر مختلف علماء نے مختلف فتوے دیئے اور گروہ بندی کے زیر اثر شریعت کو مسخ کرنے کی کوشش کی آپ کے علم میں جب یہ بات آئی تو آپ نے تمام علماء کو اکٹھا کیا اور بھری مجلس میں ان کی مذمت کی۔

نمبر ۲:

اسی طرح جب قادیانی فتنہ نے سر اٹھایا اور اپنے عقائد باطلہ کی اشاعت ترویج کے لئے کام شروع کیا اور علمائے دین کو مناظرہ اور بحث مباحثہ کے لئے دعوت دی تو آپ نے اپنی مسند ارشاد پر بیٹھ کر نہایت سختی سے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے کام کیا۔ اور یہی وجہ تھی کہ آپ کی صالحہ کوششوں کے بہترین نتیجہ میں مسلمانوں کا مذہبی احساس وجدان ان گمراہ تحریکوں سے متاثر نہ ہوا۔ آپ اور آپ کے زیر اثر مریدوں اور بزرگوں نے قادیانی مرتد کو کیفر دار تک پہنچانے میں بہترین کردار ادا کیا۔

نمبر ۳:

خواجہ شمس العارفین حضرت پیر سیال لجپال علیہ الرحمۃ نے ایک مرتبہ مجلس میں حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف یگانہ کا ذکر چھیڑا تو آپ نے فرمایا کہ: حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ باوجود خاندانی عظمت و بزرگی کے عبادت و ریاضت میں سب سے

Marfat.com
Marfat.com

سبقت لے گئے اور قرب ذات حاصل کر لیا۔ آپ کے فضائل میں تین چیزیں سب سے نمایاں اور قابل ذکر ہیں۔ جن میں ایک تو فن قرأت دوسری پاکپتن شریف کی خانقاہ کی خدمت اور تیسری خدمت حرمین شریفین ہے۔

اول الذکر۔ خدمت فن قرأت کی خدمت یہ تھی کہ آپ کے علاقہ میں عرصہ دراز سے کسی کو بھی قرآن پاک کی قرأت کی صحت کا خیال نہ تھا۔ آپ نے ایک بہترین حافظ اور قاری جنہوں نے قرآن پاک عرب شریف میں علم تجوید و قرأت قواعد کی پابندی کے ساتھ سیکھا تھا۔ ان حافظ صاحب کو اپنے دار العلوم میں مقرر فرمایا اور علاقے کے لوگوں کو قرآنی تعلیم سے بہرہ ور ہونے کی دعوت دی۔

چنانچہ بے شمار لوگوں نے آپ کی دعوت پر قرآن کریم کی نہ صرف تعلیم حاصل کہ بلکہ فن قرأت و تجویذ پر مکمل عبور حاصل کر کے نامی گرامی قاری بن گئے۔ اور حضرت خواجہ اللہ بخش رحمتہ اللہ علیہ نے قرآن کریم کی دعائیں لیں۔

نمبر ۴:

حضرت خواجہ اللہ بخش جہاں عبادت و ریاضت اور معرفت و طریقت مرد میدان تھے۔ وہاں آپ انتظامی صلاحیتوں سے بھی مالا مال تھے۔ آپ نے تونسہ شریف میں آنے والے مریدین اور زائرین کے لئے تعمیرات کرائیں۔ ان تعمیرات میں خانقاہ عالیہ سلیمانیہ کی بیشتریں قابل ذکر ہیں۔ یعنی روضہ مبارک جامع مسجد، حوض، گھنٹہ گھر، مہمان سرائے، لنگر خانے، مسافر خانے۔ اسی طرح جامع مسجد کے دروازے کے قریب ہرٹ والا کنواں بھی تعمیر کروایا جس سے تمام گھروں لنگر خانوں اور مہمان خانوں کو پانی جاتا ہے۔ بلکہ تونسے شریف کا سارا شہر اس میٹھے پانی کے کنوئیں سے پانی بھرتا تھا۔ مسجد کے جنوبی کونے پر ایک گھنٹہ گھر تعمیر کروایا تھا جس کی آواز سے دور دور تک وقت کا پتہ چلتا تھا۔ تونسہ شریف کی تعمیرات کے بارے میں مشہور مورخ خاربس نے لکھا ہے کہ:

حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ میں انتظام وانصرام اور تعمیرات کے کام کی بڑی لیاقت تھی۔ انہوں نے لنگر خانے، سرائے مہمان خانے و مکانات وغیرہ بنائے۔ جب حضرت خواجہ سلیمان المعروف پیر پٹھان علیہ الرحمۃ کا دصال باکمال ہو گیا تو انہوں نے کچے مکانات گروا کران کی جگہ فراخ آستانے درگاہیں اور مسجدیں بنوائیں۔ اور اُن کے اردگرد پختہ اینٹوں کے مدرسے اور مولویوں اور درویشوں کے لئے رہائشی مکانات تعمیر کروائے۔

Marfat.com
Marfat.com

کشف و کرامات:

آپ کے قریبی خادم و مرید حاجی غلام حسین جو کہ انتہائی نیک اور متقی پرہیزگار تھے ایک مرتبہ ایک سفر میں آپ کے ہمراہ تھے ان کو زمانے کے قطب مدار کی زیارت کا بہت شوق تھا وہ اکثر آپ کی خدمت میں اپنی اس خواہش کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ آپ اکثر و بیشتر مسکرا کر خاموش ہو جاتے تھے ایک مرتبہ اسی طرح دوران سفر انہوں نے پھر اپنی اسی خواہش کا تذکرہ آپ کے سامنے کیا آپ نے فرمایا کہ حاجی غلام حسین جب حج پر چلیں گے تو مکہ شریف کی ایک مسجد میں آپ کی یہ خواہش بھی پوری ہو جائے گی اور تمہیں قطب مدار کی زیارت بھی کرادی جائے گی۔

چنانچہ حاجی غلام حسین اور ان کے ایک اور پیر بھائی احمد علی حج کے موقع پر حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے کہ مکہ شریف کی ایک مسجد میں ہم لوگ نماز ادا کرنے گئے نماز کے بعد ہم نے دو اشخاص جو نہ تو ہماری جماعت میں سے تھے نہ عربی تھے۔ انکا حلیہ ہماری پہچان سے باہر تھا ہم نے ان کو یہ کہتے سنا کہ آج اس مسجد میں زمانے کے قطب مدار تشریف لا رہے ہیں۔ سب لوگ ہماری طرح قطب مدار کی زیارت کے لیے اکٹھے ہو گئے۔ ہمارا اشتیاق بھی بڑھا اور اس بات کی خوشی بھی ہوئی کہ ہمارے مرشد خواجہ اللہ بخش تونسوی کا فرمانا بالکل برحق ثابت ہوا کہ قطب مدار کی زیارت مکہ مکرمہ کی مسجد میں ہوگی اپنی خوشیوں سے سرشار دیگر حضرات کے ساتھ ہم بھی زمانے کے قطب مدار کی زیارت کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں حضرت خواجہ اللہ بخش ایک جلوس کی شکل میں اسی مسجد میں تشریف لائے جہاں قطب مدار کی آمد کا انتظار ہو رہا تھا۔ لوگ بھاگے اور آپ سے مصافحہ کرنے کے لئے آگے بڑھے ہر ایک کی زبان سے ایک ہی فقرہ تھا کہ زمانے کے قطب مدار آ گئے۔ ہم دونوں جو حضرت خواجہ اللہ بخش رحمتہ اللہ علیہ کے خاص مریدوں میں سے تھے خوشی سے ہواؤں میں اڑنے لگے کہ ہم زمانے کے قطب مدار کے مرید ہیں۔ ہمیں دیکھ کر حضرت خواجہ اللہ بخش رحمتہ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ غلام حسین و احمد علی دیکھا اللہ نے تمہاری خواہش پوری کر دی۔ ہم نے عرض کیا حضور اللہ تعالیٰ نے ہماری خواہش بھی پوری کر دی کہ ہمیں زمانے کے قطب مدار کی زیارت بھی نصیب ہوئی اور یہ اعزاز بھی بخشا کہ زمانے کے قطب مدار ہمارے خواجہ ہیں ہم اپنی خوش بختیوں پر جتنا ناز کریں وہ کم ہے۔ اور خدا کے حضور جتنا بھی شکر ادا کریں وہ کم ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

کرامت ۲:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سخت قحط پڑ گیا اس قحط سالی کے سبب سب لوگوں نے پریشان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی حضرت اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا فرمایئے کہ خدا ہمارے قصور معاف فرمائے اور خشک سالی سے نجات دلائے اور ہمیں پانی جیسی نعمت سے نوازے انہی عرض گزاروں میں سے ایک شخص نے گڑگڑاتے ہوئے یہ شعر بھی پڑھا۔

ماہمہ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات

لطف فرما کہ زحد مے گزر دتشنہ لبی

حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ نے آرزدہ خاطر لوگوں کو تسلی دی اور انہیں کچھ پڑھنے کی ہدایت کی اور خود بھی خدا سے گزارش کی کہ اے اللہ ان پریشان حال لوگوں کی دادرسی فرما۔ ایک ہفتہ کے بعد انہیں آشفتہ حالوں کا گروہ دوبارہ آیا اور شا کی انداز سے عرض کی۔ حضرت ہم نے تو آپ کے فرمان کے مطابق جتنا ہو سکا پڑھا ہے۔ مگر ابھی تک مراد پوری نہیں ہوئی۔ آپ نے یہ بات سنی تو مسکرا کر فرمایا فکر کیوں کرتے ہو ذرا نالے یعنی (نہر) کی طرف جا کر دیکھو۔ لوگ نالے کی طرف بھاگے اور دیکھا کہ خشک اور سوکھا ہوا نالہ پانی سے بھر چکا تھا۔ اور اس کے پانی نے تمام علاقے کو سیراب کر دیا۔

کرامت ۳:

حضرت خواجہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے ایک مرید حاجی نجم الدین خواجہ پیر پٹھان کے وصال با کمال کے بعد آپ کے مزار انور کی زیارت کے لئے آرہے تھے کہ راستے میں ملتان شہر میں حافظ جمال الدین ملتانی علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ ہیں۔ ان کے مزار شریف پر قیام کیا وہاں پر حاجی نجم الدین کی ملاقات عمر خان نامی ایک افغان سے ہوئی جو ایک صالح درویش اور حضرت پیر پٹھان کا مرید تھا انہوں نے بتایا کہ میں نے ایک شب خواب دیکھا کہ حضرت غوث زماں خواجہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ اپنے پوتے خواجہ اللہ بخش علیہ الرحمۃ کو اپنے جسم مبارک سے لپٹا رہے ہیں اور اُس کا قد لمبا ہوتا جا رہا ہے اور حضرت اپنے دہن مبارک سے حضرت خواجہ اللہ بخش کے دہن میں اپنا سانس داخل فرما رہے ہیں میں قریب ہی کھڑا تھا میری طرف دیکھ کر حضرت خواجہ سلیمان نے فرمایا کہ یہی نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

کرامت ۴:

مولوی زر محمد سوکڑی فرماتے ہیں۔ ایک دن میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ہم غریب لوگ کئی کئی میل سے سفر کر کے حضرت خواجہ اللہ بخش کی خدمت میں زیارت وقدم بوسی کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ آپ عالی مرتبت اتنے معروف ہوتے ہیں آپ کو کیا خبر ہوگی کہ کون آیا اور کون گیا ہے۔ بھلا شاہ کو گدا سے کیا کام ایک مرتبہ میں حضرت کی محفل میں بیٹھ کر جب رخصت ہونے لگا تو آپ نے فرمایا اے زر محمد۔ ہم بے پرواہ نہیں سچے مریدوں کو ہم ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔ یہ سن کر میرا دل مطمئن ہو گیا اور میرے دل میں خواجہ صاحب کی بزرگی اور کریمی کا اعتقاد یقین اور زیادہ پختہ ہو گیا۔

وصال باکمال:

یکم جمادی الاول ۱۳۱۹ھ کو آپ کو معمولی بخار ہو گیا جو رفتہ رفتہ بڑھتا گیا حتیٰ کے کمزوری کی وجہ سے آپ مسجد تک نہ جا سکتے تھے۔ آپ نے ایسی حالت میں دونوں صاحبزادہ حافظ محمود اور حافظ موسیٰ کو بلایا اور انہیں ضروری نصیحتیں اور وصیتیں فرمائیں۔ اس کے بعد آپ کی حالت مسلسل بگڑتی گئی ہر وقت کلمہ طیبہ آپ کی زبان پر جاری رہتا۔ ۲۹ جمادی الاول کو آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی۔ حتیٰ کہ اس دن آپ نے نماز تہجد بھی اشاروں سے پڑھی مگر فجر کی نماز باقاعدہ وضو کر کے مصلیٰ پر جا کر ادا کی نماز کے بعد جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو آپ کے ہاتھ دست یزداں نے تھام لئے یوں آپ ۲۹ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ بروز ہفتہ بوقت بعد نماز فجر آپ کا وصال باکمال ہوا۔

مزار شریف آپ کے بڑے صاحبزادے حافظ احمد کے پہلو میں خانقاہ عالیہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ تونسہ شریف ڈیرہ غازی خان میں آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔

فقیر راقم الحروف بھی آپ کے مزار اقدس کی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔

تونسہ شریف بھی عجیب بستی ہے جہاں ہر وقت کیف ومستی کا عالم طاری رہتا ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

حضرت شمس العارفین برھان الواصلین محبوب الکاملین مرشد عارفین، محبوب رب العلمین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ ۱۲۱۴ھ سیال شریف ضلع سرگودھا میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ کے والد گرامی کا نام اسم گرامی میاں محمد یار بن میاں محمد شریف بن میاں برخوردار بن میاں تاج محمود بن میاں شیر کرم علی علیہم الرحمۃ والغفران ہے حضرت خواجہ صاحب کا سلسلہ نسب پچاس واسطوں سے حضرت عباس علمدار سے جا ملتا ہے۔ آپ کے جدامجد علی حضرت میاں شیر کرم علیہ الرحمۃ حضرت حافظ موسیٰ پاک شہید قادری ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام نامی اسم گرامی حضرت جنت بی بی تھا آپ پوہلہ گاؤں کی رہنے والی تھیں جو سیال شریف سے ایک میل کے فاصلے پر ہے آپ قرآن کریم کی حافظہ تھیں۔ عبادت و ریاضت میں شب وروز مصروف رہتیں۔ آپ نے درس قرآن جاری کررکھا تھا۔ جس میں بچیاں قرآن کریم حفظ کرتی تھیں یہ آپ کی نظر ولایت کا فیضان ہے۔ کہ آج بھی موضع پوہلہ کی عورتیں بکثرت حافظ قرآن ہیں۔ جب آپ اپنی والدہ ماجدہ حضرت جنت بی بی کے بطن مبارک میں تھے والدہ ماجدہ نے ذکر وعبادت و ریاضت کے معمولات میں کئی گناہ اضافہ کر دیا۔ شب و روز درود شریف ورد زباں رہتا سونے سے پہلے ہر شب اکتالیس مرتبہ سورہ یٰسین شریف کی تلاوت فرماتیں۔ تین ہمشیرہ گان کی ولادت کے بعد حضرت میاں محمد یار کے ہاں جب وہ آفتاب ولایت خواجہ شمس العارفین کی صورت میں طلوع ہوا جس نے انگنت سیاہ بختوں کو بلند اقبال کیا۔ بے شمار غافلوں کو ذکر الٰہی کی لذت سے بہرہ ور کیا جس کی توجہ سے ہزاروں سالکان راہ محبت کو وصل تک رسائی نصیب ہوئی۔

پیشانی پر اسم اعظم:

آپ کے چچا حضرت میاں احمد یار صاحب کی شادی لابی قوم کی ایک خاتون سے ہوئی تھی اُن محترمہ کے والد میاں نور نبی جو کہ ایک روشن ضمیر درویش تھے۔ ایک دفعہ وہ اپنی بچی کو ملنے کے

Marfat.com
Marfat.com

لنے سیال شریف آئے۔ اس وقت حضرت کی عمر بہت چھوٹی تھی۔ آپ گھٹنوں کے بل اپنے صحن میں چل رہے تھے۔

جب حضرت میاں نور نبی کی نگاہ آپ کی جبین سعادت پر پڑی تو فوراً چارپائی سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ کسی نے پوچھا کہ اس چھوٹے سے بچے کے سامنے اس قدر تعظیم کیوں بجالائے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ تم اس بچے کی شان کو نہیں سمجھتے۔ اس کی پیشانی پر اسم اعظم لکھا ہوا ہے۔ جب یہ اپنے مرتبہ کمال کو پہنچے گا تو اپنے روحانی فیوض و برکات سے ایک عالم کو سیراب کرے گا۔ اور اس کے دروازے پر سینکڑوں باکمال اہل بصیرت دست بستہ کھڑا ہونا باعث سعادت سمجھیں گے۔ پھر میاں نور نبی نے اپنی بیٹی سے فرمایا کہ میں نے اللہ سے دعا مانگی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بچی عطا فرمائے۔ جب تمہارے ہاں بچی پیدا ہو تو اپنی بچی کا رشتہ اس کو دے دینا تاکہ قیامت کے روز میں بھی اس مرد کامل خواجہ شمس العارفین کے رشتہ داروں میں اٹھایا جاؤں۔

ابتدائی تعلیم و تربیت:

حضرت خواجہ شمس العارفین رحمتہ اللہ علیہ کو عام بچوں کی طرح کھیل کود سے کوئی شغف نہ تھا۔ قرآن مجید مکمل کرنے کے بعد آپ اپنے ماموں میاں احمد الدین کے ہمراہ ڈھوک میکی پنڈی گھیپ تشریف لے گئے۔ جہاں چند ماہ میں آپ نے نام حق اور کریما وغیرہ کتابیں پڑھ لیں۔ پھر وہاں سے مکھڈ شریف تشریف لے گئے زمانہ طالب علمی میں بھی جب کسی صاحب کمال نے آپ کو دیکھا حیرت زدہ ہو کر رہ گیا کبھی کبھی آپ مکھڈ سے اپنے والدین کی ملاقات و زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تو راستے میں قصبہ دین پور سے گزر ہوتا۔ وہاں ایک درویش میاں محمد اکرم صاحب رہا کرتے تھے۔ جب وہ آپ کو گزرتا ہوا دیکھتے تو تعظیم کے لئے مودبانہ طریقہ سے کھڑے ہو جاتے اور آپ کو رخصت کرنے کے لئے کافی دور تک دین پور سے باہر تک آتے۔

حضرت میاں محمد اکرم صاحب کے ایک خادم نے ایک روز سوال کیا کہ آپ اس نوجوان کی شاید اس لئے تعظیم کرتے ہیں کہ میاں شیر کریم علی صاحب کی اولاد میں سے ہیں۔ میاں اکرم صاحب نے فرمایا کہ تم سلطان ولایت کے اس عظیم گوہر تاباں کی قدر نہیں جانتے۔ ایک دن آئے گا کہ جب یہ نوجوان اقلیم فقر کا تاجدار ہو گا۔ اس کی عظمت کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجے گا۔ بڑے بڑے باکمال لوگ اس کے پاس حاضر ہو کر اپنی منزل مراد کو پائیں گے۔ میاں اکرم علی جیسے بزرگ اور میرے ایسے لقمہ خوار ہزاروں افراد اس کے آستانہ پر جمع ہونگے۔ مکھڈ میں مولانا محمد علی کے علم و فضل و کمال کا بہت شہرہ اور چرچا تھا۔ حضرت خواجہ شمس العارفین سوا برس تک ان کی خدمت میں رہ کر

Marfat.com
Marfat.com

تحصیل علم کرتے رہے۔ اور اپنے علمی ذوق وشوق کے باعث امتیازی حیثیت اختیار کر گئے۔ مولانا محمد علی مکھڈی کو بھی آپ کی ذہانت اور علمی انہماک نے بہت متاثر کیا وہ بھی آپ پر خصوصی توجہ دینے لگے۔ کھانے کے وقت دستر خوان پر اپنے ساتھ کھانا کھلاتے اور علمی مسائل پر گفتگو فرماتے۔ ان علمی صحبتوں سے خواجہ شمس العارفین کی دبی ہوئی صلاحیتیں بیدار ہو گئیں اور مزید علم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ اتفاق سے انہی دنوں حضرت خواجہ شمس العارفین کو کابل جانے کا موقع ملا۔ وہ اس طرح کہ محمد امین نامی ایک تاجر جو کہ بسلسلہ تجارت افغانستان جا رہے تھے۔ انہوں نے مولانا محمد علی صاحب سے درخواست کی کہ وہ حصول برکت کیلئے حضرت خواجہ شمس العارفین کو بھیج دیں۔

مولانا محمد علی مکھڈ نے حضرت خواجہ شمس العارفین سے مشورہ فرمایا۔ آپ کی رضامندی کے بعد آپ کو میاں محمد امین کے ہمراہ افغانستان بھیج دیا۔ میاں محمد امین کو یہاں کافی عرصہ رکنا پڑ گیا۔ حضرت خواجہ شمس العارفین نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کابل کے معروف و متبحر عالم دین حافظ دراز صاحب سے ہدایہ شریف پڑھی اور حدیث شریف کی سند بھی حاصل کی۔ کابل سے تحصیل علم کے بعد خواجہ شمس العارفین جب مکھڈ شریف واپس پہنچے تو یہاں مولانا محمد علی کی کیفیت ہی بدل گئی تھی۔ اور وہ کسی مرشد کامل کی تلاش میں تھے وہ دن رات روتے اور دعائیں کرتے کہ کوئی راہبر راہ حقیقت مل جائے جو قلب کی تسکین کا سامان مہیا کر سکے ادھر آپ کی بھی اسی قسم کی کیفیت تھی کہ ظاہری علوم تو حاصل کر چکے تھے۔ اب باطنی تعلیم و تربیت کا شوق موجزن تھا۔

جب مولانا محمد علی مکھڈ وی تلاش مرشد کے لئے نکلے تو حضرت خواجہ شمس العارفین کو بھی ساتھ لے لیا اس وقت حضرت خواجہ شمس العارفین کی عمر شریف صرف اٹھارہ سال کی تھی۔ انہی دنوں کسی اہل دل سے انہوں نے حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کی تعریف سنی تو زیارت کیلئے تونسہ شریف روانہ ہو گئے۔

بیعت:

حضرت ضیاء الامت مفکر اسلام مفسر قرآن حضرت قبلہ پیر سید محمد کرم شاہ صاحب الازہری علیہ الرحمۃ آپ کی بیعت و خلافت کے حوالے سے اس طرح رقمطراز ہیں کہ جب دونوں قبلہ عالمیان شہنشاہ اقلیم ولایت حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت خواجہ شاہ سلیمان علیہ الرحمۃ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ عرض کی مکھڈ سے مزید استفسار پر فرمایا مولوی صاحب بخریت ہیں۔ عرض کی وہ خاکسار میں ہی ہوں۔ حضور پیر پٹھان نے آگے بڑھ کر گلے سے لگا لیا۔ اور بڑی عزت و تکریم سے پیش آئے۔ اور رہائش کے لئے انہیں

Marfat.com
Marfat.com

ایک حجرہ مرحمت فرمایا۔ مولانا محمد علی تو اپنی اقامت گاہ پر فروکش ہو گئے لیکن حضرت شمس العارفین خواجہ شمس الدین سیالوی حضرت پیر پٹھان کو دیکھتے ہی ہزار جان اور ہزار دل سے فریفتہ ہو گئے۔ اتنا یارائے صبر بھی نہ رہا کہ اپنے استاد محترم مولوی محمد علی مکھڈی کا انتظار کریں۔ موقع ملتے ہی بارگاہ ناز میں حاضر ہوئے اور بیعت کے لئے گزارش کی۔ مرشد کامل نے ازراہ عنایت و بندہ نوازی شرف بیعت سے سرفراز فرمایا اور نماز مغرب کے بعد نفل اوابین اور حفظ الایمان اور ہر نماز کے بعد دس دس مرتبہ درود پاک پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ سردست تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ جب تحصیل علم سے فراغت پا کر آؤ گے اس وقت مزید کرم فرما دیا جائے گا۔ اس سعادت ازلی سے بہرہ ور ہو کر اپنے استاد محترم کے پاس حاضر ہوئے اور آرام فرمایا مولانا نے چند روز تک توقف کے بعد بیعت کے لئے عرض کی حضور نے فرمایا آپ بہر وجہ افضل و اکمل ہیں۔ آپ کا علم و فضل مشہورِ عالم ہے۔ آپ کو اس فقیر سے بیعت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ مولانا محمد علی مکھڈی نے بصد ادب و نیاز عرض کی کہ قبلہ میں نے علم اس لئے تو حاصل نہیں کیا کہ یہ محرومی کا باعث ہو۔ اور میں اس نعمت سرمدی سے محروم رہوں۔

میں نے علم ہدایت پذیری کے لئے پڑھا ہے۔ اس لئے حضور اس خاکسار پر نظر کرم فرمائیں۔ اور مجھے اپنی غلامی کی عزت سے محروم نہ رکھیں۔ علم و فضل کے باوجود مولانا کی اس نیاز مندی کو حضور پیر پٹھان نے بہت پسند فرمایا۔ اور کچھ پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ ان وظائف کے پڑھنے سے مولانا کی دل کی پہلی صفائی جاتی رہی ذوق و شوق کی جو چنگاری سلگ رہی تھی وہ پھر سرد پڑ گئی۔ آپ اس صورتحال سے بڑے غم زدہ ہوئے اور اپنی کیفیت عرض کی۔ حضرت پیر پٹھان نے آپ کی بات کے جواب میں ارشاد فرمایا "اک لڈے تے بیا آوے" یعنی ایک رخصت ہو تو دوسرا آوے آپ کے پہلے واردات رخصت ہوں گے تب نئی کیفیات کا ورود ہو گا۔

چنانچہ کچھ عرصے کے بعد مولانا کے دل میں دردو سوز اور ذوق و شوق کی وہ کیفیت پیدا ہو گئی جس کا بیان زبان قلم سے ناممکن ہے۔ مولانا محمد علی مکھڈی علیہ الرحمۃ نے چھ ماہ تک حضرت پیر پٹھان خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے آستانہ عالیہ پر قیام کیا اور نعمت دیدار توجہ باطنی اور کرمہائے بے پایاں سے محظوظ ہوتے رہے چھ ماہ کے بعد حضرت پیر پٹھان نے آپ کو طلب فرمایا۔ بیعت بھی کیا اور باطنی نعمت سے بھی مالا مال کر کے خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ اور واپس مکھڈ جانے کی اجازت دی۔ بحوالہ ضیائے حرم مارچ ۱۹۷۳ء۔

مولوی محمد علی مکھڈی علیہ الرحمۃ کی اولاد نہ تھی۔ اب مکھڈ واپس آئے تو اپنا تمام اثاثہ خواب

Marfat.com
Marfat.com

شمس العارفین کے حوالے کر دیا اور مدرسہ کا انتظام وانصرام بھی آپ ہی کے سپرد کر دیا۔ ادھر سیال شریف میں حضور خواجہ شمس العارفین کے والدین کریمین ایک عرصہ سے اُن کے فراق میں تڑپ رہے تھے۔ اُن کی خواہش تھی کہ وہ جلدی سے جلدی اپنے نور نظر کی شادی کی مسرتیں دیکھ لیں۔ لیکن حضرت خواجہ شمس العارفین شادی کے لئے تیار نہ تھے جب والدین نے دیکھا کہ آپ کا رجحان اس طرف نہیں ہے تو انہوں نے حضرت پیر پٹھان کو عریضہ ارسال کیا تو حضرت خواجہ پیر پٹھان نے مولانا محمد علی مکھڈی علیہ الرحمۃ کو خط لکھا کہ مولانا تو نے اس فقیر کو کیوں اسیر کر رکھا ہے۔ اس کو فوراً والدین کے پاس بھیج دے اور ساتھ ہی خواجہ شمس العارفین کو ہدایت فرمائی کہ فوراً سیال شریف چلے جائیں اور والدین کے حسب منشاء نکاح سے فراغت حاصل کریں۔ مرشد کامل کا حکم ملتے ہی خواجہ صاحب سیال شریف روانہ ہو گئے۔ جہاں پہنچتے ہی آپ کے والدین نے آپ کے چچا میاں احمد یار کی دختر نیک اختر سے آپ کا نکاح کر دیا بوقت نکاح آپ کی عمر شریف ۲۴ سال تھی۔

سیال شریف میں مستقل قیام:

شادی کے بعد خواجہ شمس العارفین نے سیال شریف میں ہی مستقل قیام کا ارادہ فرمایا اور وہیں پر درس وتدریس اور عبادت وریاضت میں مشغول ہو گئے اس کے علاوہ سال میں کئی مرتبہ اپنے مرشد کامل حضرت پیر پٹھان کی زیارت کے لئے تونسہ شریف جاتے اور کم از کم چالیس روز تک وہیں قیام فرماتے جب بتقاضائے ضعیفی عمر ظاہری کمزوری ہوگئی تو باامر مجبوری سواری پر تشریف لے جاتے۔

آپ نے اپنے مرشد کی خدمت وغلامی کو سرچشمہ سعادت سمجھتے چودہ مرتبہ حضرت پیر پٹھان کی معیت میں تونسہ شریف سے مہار شریف کا سفر اس شان سے کیا کہ حضرت پیر پٹھان ایک گھوڑے پر سوار ہوتے اور پیکر صدق وفا خواجہ شمس العارفین اپنے مرشد کا قرآن معہ رحل اور دیگر وظائف سر پر رکھے۔ پانی کا بھرا ہوا کوزہ دائیں ہاتھ میں اور حضور کا مصلہ اور عصا بغل میں لئے۔ بادۂ محبت سے سرشار ہو کر مرشد کی گھوڑی کے پیچھے پیچھے دوڑتے لوگ اس حسین وجمیل نوجوان کے جسم نازک اور اس پر یہ مشقت جفاکشی پھر شوق ومستی کا عالم اور ہمت کی بلندی دیکھ کر دنگ رہ جاتے۔ دیکھنے والا ایک نظر سے پہچان جاتا کہ یہ کسی منزل کا مسافر ہے۔ اور اس کی آنکھیں کسی درد ومحبت کی غمازی کرتی ہیں۔

تونسہ شریف سے مہار شریف ایک سو پچاس میل کی مسافت پر واقع ہے۔ اس زمانہ میں تقریباً سارا علاقہ چٹیل میدان اور جنگل بیابان کا منظر پیش کرتا تھا ریگستانی علاقہ پانی نایاب آبادیاں خالی خالی سڑکیں اور شاہراہیں مفقود تھیں۔ ایک دفعہ حضرت پیر پٹھان دیارِ محبوب کی طرف روانہ

Marfat.com
Marfat.com

ہوئے۔ گرمی کا موسم تھا۔ خواجہ شمس العارفین بڑے ذوق وشوق سے وجدانی کیفیت کے ساتھ اپنے مرشد کی گھوڑی کے آگے دوڑتے جا رہے تھے۔ آپ کے پاؤں میں جوتے نہ تھے۔ ریشم سے نرم و نازک پاؤں کے تلوؤں میں کانٹے چبھتے پاؤں میں آبلے پڑ گئے۔ دھوپ قیامت ڈھا رہی تھی زمین ریت کی وجہ سے گرم تھی۔ اس کے باوجود آپ کے پائے استقلال میں ذرا بھی جنبش نہ آئی۔ اور چلتے رہے۔ اچانک مرشد کامل نے اس حالت کو دیکھا تو فوراً رک جانے کا حکم دیا اور اپنی پاپوش مبارک اتار کر آپ کو دی کہ اسے پہن لو تا کہ گرم ریت راہ میں بکھرے ہوئے کانٹے اور سنگریزے آپ کے پاؤں میں نہ چبھیں آپ نے اس تحفہ کو بصد شکریہ قبول کیا اور چوم کر آنکھوں سے لگا لیا اور پاؤں میں پہننے کی بجائے اپنے سر کا تاج بنا لیا۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد حضرت پیر پٹھان نے آپ کو حسب سابق ننگے پاؤں دیکھا تو پوچھا کہ جوتے کہاں ہیں۔ آپ نے جواب میں عرض کیا کہ حضور جہاں اُن کا مقام تھا میں نے انہیں اس جگہ سجا لیا ہے۔ یہ جواب سُن کر مرشد کامل بے حد مسرور ہوئے۔ اور اپنی گھوڑی سے نیچے اتر کر آپ کو سینے سے لگا لیا۔ اس کے بعد آپ کو اسرار و معرفت کے خزینے بخشے۔

حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت:

حضرت خواجہ شمس العارفین رحمتہ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے مرشد حضرت پیر پٹھان علیہ الرحمۃ کی خدمت میں چودہ سال کا طویل عرصہ اس انتظار میں گزارا کہ کوئی رحمت کی گھڑی آئے اور لطف خسروانہ ابر کرم بن کر برسے۔ اتنے عرصے میں دو بارہ مجھے یہ خصوصی لمحے نصیب ہوئے۔ اس وقت ایک تو آپ ذیل میں دیئے گئے۔ پہلے واقعہ کا ذکر فرماتے۔

دوسرا واقعہ یہ کہ ایک مرتبہ حضرت پیر پٹھان علیہ الرحمۃ شریف فرما تھے کہ مشتاقان دید کا ہجوم تھا۔ اس اثنا میں ایک نورانی صورت والے بزرگ حاضر ہوئے اور کچھ دیر محو گفتگو ہو کر رخصت ہو گئے۔ جب وہ تھوڑا سا آگے گئے۔ تو حضرت نے حاضرین سے کہا کہ جس شخص کے دل میں حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کا شوق ہو وہ جائے اور اُن کی زیارت کر لے۔ یہی خضر علیہ السلام ہیں۔ جو ابھی یہاں سے اٹھ کر گئے ہیں۔ لوگ دیوانہ وار حضرت خضر کی زیارت کے لئے دوڑ پڑے لیکن حضرت خواجہ شمس العارفین اپنے مرشد کے پاس ہی بیٹھے رہے۔ حضرت پیر پٹھان نے فرمایا کہ مولوی صاحب کیا تمہیں حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کا شوق نہیں۔ عرض کی حضرت میں تو اُس کی زیارت کروں گا جس کی زیارت کے لئے حضرت خضر علیہ السلام بھی آتے ہیں۔ حضرت پیر پٹھان خواجہ شاہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ یہ جواب سن کر بہت خوش

Marfat.com
Marfat.com

ہوئے۔ اور دعاؤں سے نوازا اور فرمایا کہ: "اللہ میرے سیال نوں رنگ لاویں"
اے اللہ میرے اس مرید باصفا کو ابدی عزت وسعادت سے سرفراز فرما۔ اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ مشرق ومغرب سے لوگ کسب فیض کے لئے پروانہ وار سیال شریف آنے لگے۔

بشکل شیخ دیدم:

سچ تو یہ ہے کہ جب تک اپنے شیخ کے ساتھ اتنی والہانہ عقیدت ومحبت نہ ہو۔ افادہ اور استفادہ کا راستہ نہیں کھلتا۔ طالب کو گوہر مقصود ہاتھ نہیں آتا۔ اپنے شیخ کی محبت نے باطن کو ہمرنگ کر ہی دیا تھا لیکن ظاہری شکل وصورت میں بھی ایسی مماثلت پیدا ہو گئی تھی کہ حضرت کو دیکھنے والا یہ سمجھتا کہ اُس نے پیر پٹھان حضرت خواجہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کی زیارت کی ہے۔

حضرت خواجہ شمس العارفین جب اپنی عمر کے آخری حصے میں آستانہ عالیہ کے تالاب پر تشریف فرماتے جس نے بھی دیکھا۔ یہی سمجھا کہ خود حضرت پیر پٹھان تشریف فرما ہیں۔

کسی خادم نے دوڑ کر حضرت خواجہ کریم تونسوی کی خدمت میں گزارش کی کہ قبلہ میں اپنی آنکھوں سے حضرت پیر پٹھان کو تالاب پر بیٹھے دیکھ کر آیا ہوں۔ حضرت خواجہ کریم تونسوی نے سن کر فرمایا۔ پتہ چلتا ہے کہ مولوی صاحب سیالاں والے آ گئے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت پیر پٹھان کے پوتے حضرت خواجہ خیر محمد صاحب سیال شریف تشریف لائے اور حضرت خواجہ شمس العارفین باوجود ضعیفی اور نقاہت کے اپنے شیخ کے پوتے کی خدمت میں دن میں کئی بار حاضر ہوتے اور کافی دیر زانوئے شکستہ دست بستہ بیٹھے رہتے۔ اسی اثناء میں حضرت صاحبزادہ صاحب آپ کے چہرہ انور کو بڑے غور سے دیکھتے رہتے ایک دن صاحبزادہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ جب سے ہمارے جدامجد حضرت خواجہ پیر پٹھان شاسلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کا انتقال ہوا ہے۔ تب سے حضرت خواجہ شمس العارفین کی زیارت سے ہمارے دلوں کو سکون اور اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ کیونکہ ہمارے جدامجد اور خواجہ شمس العارفین سیالوی کی صورت اور سیرت میں ایک بال کا بھی فرق نہیں ہے۔ لیکن حضرت خواجہ سیالوی نے ازراہ کسرِ نفسی فرمایا کہ مورچہ (چونٹی) کو سلیمان سے کیا نسبت۔

خاک دہلیز سلیمان پہ یہ پیشانی ہے
چشم اس مور کی برلطف سلیمانی ہے

میاں حفیظ صاحب ماہی ساکن سور کی شریف۔ حضرت مولانا سلطان محمود صاحب ساکن

Marfat.com
Marfat.com

تازہ دونوں حضرت پیر پٹھان کے جانثار مرید تھے۔ حضرت پیر پٹھان کے انتقال کے بعد اُن کی دنیا تاریک ہوگئی۔ نہ رات کو آرام نہ دن کو قرار۔ ہجر محبوب میں ہر وقت رویا کرتے ایک رات حضرت پیر پٹھان نے میاں حفیظ ماہی کو خواب میں ارشاد فرمایا کہ تم روتے کیوں ہو میں تو اب تمہارے نزدیک سیالاں میں رہتا ہوں۔ آپ خواب سے بیدار ہوئے اسی وقت بستر باندھا سر پر رکھا اور سیال شریف کی جانب چل دیئے۔ راستے میں اپنے پیر بھائی مولانا سلطان محمود کے پاس سے گزرے تو دیکھا وہ بھی بستر باندھے۔ بیٹھے ہیں۔ اور آمادہ سفر ہیں۔ آپ نے پوچھا حضرت کہاں کی تیاری ہے۔ فرمایا کہ رات کو میرا دل از حد سوگوار تھا کہ روتے روتے آنکھ لگ گئی تو خواب میں حضرت پیر پٹھان کی زیارت نصیب ہوئی اور فرمایا۔ مولوی صاحب آپ اتنا کیوں روتے ہیں۔ میں تو اب تمہارے بالکل قریب سیالاں میں آ گیا ہوں۔ خواب سن کر حضرت میاں حفیظ ماہی نے کہا کہ مولوی صاحب مجھے بھی آج رات یہی معاملہ پیش آیا اور حضرت پیر پٹھان نے بعینہ مجھے بھی یہی الفاظ کہے ہیں۔ اور حکم دیا ہے۔

چنانچہ وہ دونوں حضرت پیر سیال لجپال خواجہ شمس العارفین کی خدمت میں پہنچے اور آپ کے روئے تاباں کی زیارت کر کے اپنے غم زدہ دلوں کو قرار دیا۔ پھر ساری عمر حضرت پیر سیال لجپال خواجہ شمس العارفین کی خدمت میں گزار دیئے۔ حضرت خواجہ شمس العارفین نے اُن کو خرقۂ خلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔

خلافت:

جب حضرت خواجہ شمس العارفین کی عمر شریف چھبیس برس ہوگئی۔ زہد و ریاضت سے سینہ گنجینہ نور بن گیا تو حضرت خواجہ پیر پٹھان شاہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا اور ساتھ ہی ہدایت کی کہ میں تجھے گم کردہ راہوں کو ہدایت پر لانے کے لئے آوارگان دشت محبت کو منزل محبوب تک پہنچانے کے لئے بیعت و خلافت کی اجازت دیتا ہوں۔ آپ نے بصد عجز و نیاز عرض کی مخدوما میں تو اس بارگراں کا متحمل نہیں ہوسکتا مجھے اس سے معذور سمجھا جائے۔ حضرت پیر پٹھان نے فرمایا تو کہاں ہے۔ جب تو میں ہوگیا تو پھر تو کہاں رہا۔ تیرے ہر کام کا میں ذمہ دار ہوں اپنے آپ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تجھے اس کا مجاز کرتا ہوں۔

چنانچہ ظاہری و باطنی انعامات سے سرفراز فرما کر آپ کو رخصت کیا اور روانگی کے وقت سخت تاکید کی جس فیض کا تمہیں امین اور جس خزینہ سعادت کا تجھے قاسم مقرر کیا ہے۔ اس سے کوئی محروم نہ رہے۔ جو بھی بیعت کا خواہش مند آئے۔ اس کی دستگیری ضرور کی جائے۔ اس کے بعد

Marfat.com
Marfat.com

جب آپ دوبارہ اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔تو دریافت فرمایا کہ کیا کسی کو بیعت کیا ہے۔عرض کی صرف میرے والدین نے میری بیعت کی ہے۔اس کے علاوہ اور کوئی بیعت نہیں ہوا ہے۔حضرت پیر پٹھان نے جلال میں آکر فرمایا کہ میں نے تو تجھے شاہباز بنایا ہے۔سارا عالم تیرا صید زبوں ہے۔اپنی ہمت خداداد کو مخلوق کی رشد و ہدایت میں صرف کرو۔

حضرت غوث اعظم اور نبی پاک ﷺ سے ملاقات:

ایک مرتبہ حضرت پیر سیال لجپال خواجہ شمس العارفین سیال شریف سے تونسہ شریف اپنے مرشد کامل کی زیارت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔راستے میں ایک جنگل سے گزر ہوا۔ وہاں پر ایک نورانی صورت والے بزرگ سے ملاقات ہوئی۔انہوں نے فرمایا کہ درود اکبریت احمد پڑھا کرو۔آپ نے جواب دیا کہ میرے لئے میرے مرشد کا فرمان کافی ہے۔جب تونسہ شریف پہنچ کر راستے میں جو بزرگ ملے تھے۔انہوں نے جو وظیفہ بتایا تھا وہ پڑھا کر وہ بزرگ حضرت پیران پیر غوث الاعظم دستگیر تھے یہ درود پاک (کبریت احمد) اس سے پہلے طریقہ چشتیہ کے اوراد میں شامل نہ تھا۔حضرت پیر سیال خواجہ شمس العارفین کے ذریعے یہ نعمت عظمٰی چشتیہ سلسلہ کو نصیب ہوئی۔حضرت پیر سیال لجپال خواجہ شمس العارفین پھر اس کی تلاوت پر مداومت بھی کیا کرتے آں والا مرتبت نے موجودہ طریقہ کے مطابق اس کی زکوٰۃ بھی دی اور اس کے اختتام پر بارگاہ رسالت سے آپ پر خصوصی کرم ہوا۔

مولانا محمد امین مگوپی فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا معظم الدین صاحب (کبریت احمد) کی زکوٰۃ کے ایام میں حضرت وقت پیر سیال کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔اور ہر قسم کی خدمت بجا لاتے تھے۔

انہوں نے اپنا چشم دید واقعہ یوں بیان فرمایا ہے۔کہ حضور خواجہ شمس العارفین نے سیال شریف سے باہر مغرب کی جانب ایک جگہ کو کبریت احمد شریف کی زکوٰۃ کے لئے مقرر فرمایا میری ڈیوٹی یہ تھی کہ میں کسی کو اس خلوت میں مخل نہ ہونے دوں۔

چنانچہ جس روز زکوٰۃ کا اختتام تھا۔چاشت کا وقت تھا۔آپ تلاوت میں مصروف تھے۔ میں کافی پیچھے ہو کر بیٹھا ہوا تھا۔کہ اچانک ایک اندھیرا سا ہوا جیسے صبح صادق کا وقت ہو۔اسی اثناء میں چند گھوڑا سوار آسمان کی طر سے اترے حضرت خواجہ شمس العارفین نے آگے بڑھ کر ایک شاہسوار کی قدم بوسی کی یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات تھی۔حضورؐ کے دست مبارک میں ایک دستار تھی جو آپ کے سر پر باندھی گئی اس عزت سے مشرف کرنے کے بعد حضور صلی اللہ

Marfat.com
Marfat.com

علیہ وسلم نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ میں نے حاضر ہو کر اس عزت افزائی پر مبارک باد پیش کی۔
حضرت خواجہ شمس العارفین نے دریافت فرمایا کہ آپ نے بھی زیارت کی ہے۔ میں نے عرض کیا
کہ آپ کے صدقے مجھے بھی یہ عزت نصیب ہوگئی ہے۔

حضرت خواجہ شمس العارفین نے مولانا معظم الدین کو تاکید فرمادی کہ جو کچھ تم نے دیکھ لیا ہے۔ اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔

خلق عظیم:

حضرت پیر سیال لجپال خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا انداز تبلیغ وارشاد بالکل نرالا تھا۔ اسوہ نبوت کا کامل نمونہ ہے۔ اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ نے تمام عمر اپنا زیور بنائے رکھا۔ مناظرہ، مجادلہ، بحث وتکرار کا تو آپ کے ہاں گزر بھی نہ تھا۔ جو بھی بات ارشاد فرماتے محبت و پیار کے رنگ میں رنگی ہوتی۔ یہی وجہ تھی کہ بڑے سے بڑا جھگڑالو مد مقابل بھی خلوص ومحبت کی مہک سے از خود رفتہ ہو کر سر نیاز قدموں میں رکھ دیتا۔ بڑے بڑے علماء اور فضلاء مناظرہ کرنے کے لئے حاضر ہوتے لیکن نگاہ کی تاب نہ لاتے ہوئے ہمیشہ کے لئے غلام بے دام بن کر رہ جاتے۔

آنگہ کے ایک قاضی کا واقعہ:

تحصیل خوشاب میں آنگہ ایک مشہور قصبہ ہے۔ قاضی سلطان محمود کا زمانہ تھا۔ اُن کے علم و فضل وکمال کا چرچا دور دور تھا۔ آپ کے ذوق علمی کے باعث علماء عصر آپ کو استاد کل کہا کرتے تھے۔ قاضی صاحب کے علم وفضل وکمال کا اندازہ لگانے کیلئے اتنا کافی ہے کہ حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی بھی آپ کے شاگرد تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ کئی سال تک آنگہ میں قیام پذیر رہے۔ اور آپ کے چشمہ علوم ومعارف سے سیراب ہوتے رہے۔

قاضی سلطان محمود کو کسی ذریعے سے پتہ چلا کہ ان کے علاقے ضلع شاہ پور میں سیال کے مقام پر ایک فقیر ظاہر ہوا ہے۔ جو سماع سنتا ہے اور لوگ جوق در جوق اس کے مرید بنتے جا رہے ہیں۔ قاضی صاحب کی شریعت میں تحقیق کے مطابق سماع ناجائز تھی۔ قاضی صاحب کی غیرت ایمانی اس بات کو برداشت نہ کر سکی کہ ان کے علاقے میں خلاف شریعت فعل کو اتنا فروغ ملے۔

چنانچہ ایک گدھے پر کتابیں لاد کر پیر سیال سے مناظرہ کرنے کے ارادے سے سیال شریف کی جانب چل دیئے۔ سیال شریف میں اپنے ساز وسامان اور معتقدین کے ہمراہ ایسے وقت میں داخل ہوئے کہ جب حضور پیر سیال خواجہ شمس العارفین اپنی مجلس آراستہ کیے ہوئے۔

Marfat.com
Marfat.com

معرفت کے موتی لٹارہے تھے۔ قاضی صاحب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ تا ہی آداب مجلس کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے کہنے لگے میں نے سنا ہے کہ آپ شریعت مطہرہ کی خلافت ورزی کرتے ہیں۔ اور ایسے کام کرتے ہیں جو شریعت میں ممنوع ہیں۔ حضرت خواجہ شمس العارفین نے قاضی صاحب کی بات سن کر بڑے تحمل سے فرمایا۔ قاضی صاحب میری گردن بلکہ میری سات پشتوں کی گردنیں شریعت کے سامنے جھکی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے خلاف شریعت کام کرنے سے بچائے۔ یہ جواب سننے کے بعد قاضی صاحب تھوڑی دیر خاموش بیٹھے رہے۔ پھر وضو کرنے کے لئے مشرقی کنواں پر تشریف لے گئے۔

ان کے چلے جانے کے بعد حضرت خواجہ سیالوی نے قوالوں کو اشارہ کیا تو انہوں نے پنجابی کے بولوں سے محفل سماع کا آغاز کیا۔

بھنگ کنوں دل تنگ پیو پچھاں ہزار سے ریاں داتاں
میرے ماہی دیاں مٹھیاں باتاں جیویں کھنڈ شکر نباتاں

قاضی سلطان محمود سماع کی آواز سن کر غصے سے دوڑے ہوئے آئے۔ بار بار کہہ رہے تھے۔ پھر بھی آپ باز نہ آئے۔ جب قاضی صاحب قریب پہنچے تو حضرت نے ایک بار نگاہ بھر کر قاضی صاحب کو دیکھا۔ ان پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور غش کھا کر گرے اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے اور قوال برابر ان الفاظ کی تکرار کر کے قاضی صاحب کے آتش شوق کو بھڑکا رہے تھے۔ قاضی صاحب کے سر پر معمول کے مطابق بہت بڑی دستار ہوتی تھی۔ جو اُن کے علم و فضل کی گواہی دیتی تھی۔ قاضی صاحب نے سماع کے دوران مستی و شوق میں اپنی دستار سر سے اتاری اور قوالوں کو جا کر نذر کر دی۔ اس محفل پر عجیب کیف و مستی کا رنگ تھا۔ ہر شخص بے خود تھا جب قوال بار بار تکرار کر رہے تھے۔ تو قاضی صاحب منہ سے یہ نعرہ لگاتے

حق اویار و حق حق اویار و حق

حضرت ثانی غریب نواز اس محفل پاک میں حاضر تھے جب قاضی صاحب نے اپنی دستار قوالوں کو نذر کی تو آپ چپکے سے اٹھ کر گھر تشریف لے گئے۔ گھر میں سونا چاندی کے جتنے زیورات تھے۔ سب اٹھا کر لے آئے اور قوالوں کو پیش کر کے ان کے بدلے قاضی صاحب کی دستار واپس لے لی۔ اور فرمایا کہ یہ ایک عالم دین کی دستار ہے۔ جو اسی کے سر پر اچھی لگتی ہے۔ پھر قاضی صاحب کے سر پر وہ دستار باندھ دی۔ حضور پیر سیال خواجہ شمس العارفین اپنے فرزند دلبند کی

Marfat.com
Marfat.com

اس اداشناسی پر بہت مسرور ہوئے۔اور آپ کو دعاؤں سے نوازا۔

کشف وکرامات:

حضرت خواجہ شمس العارفین کے پوتے حضرت خواجہ غلام فخر الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ لاہور گیا۔ مجھے کسی نے بتایا کہ بلال گنج میں ایک درویش حافظ شفیق احمد قادری رہتے ہیں۔ان کی زیارت کرنی چاہیے۔چنانچہ ایک ساتھی کو لے کر میں حافظ صاحب کے مکان پر پہنچا دروازہ کھٹکھٹایا دروازہ کھلا ایک درویش نے بڑی ہی تپاک سے ہمیں خوش آمدید کہا اور پہلے سے آراستہ مسند پر مجھے بٹھایا یہی حافظ شفیق احمد قادری تھے۔انہوں نے بتایا کہ میرے مرشد نے بتایا کہ آج تیرے پاس ایک مہمان آنے والا ہے۔میں صبح سے آپ کے لئے چشم براہ ہوں اور یہ مسند میں نے انہیں کی ہدایت وفرمان کے مطابق بچھا رکھی ہے۔ابتدائی رسمی گفتگو کے بعد انہوں نے اپنا قصہ بیان کیا کہ میں موسیٰ زئی شریف میں بیعت تھا۔میرے مرشد کا انتقال ہوگیا میں ایک مراقبہ میں سرگرداں تھا۔وہ حل نہیں ہو رہا تھا۔میری پریشانی میں دن بدن اضافہ ہونے لگا میں روزانہ حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیتا کافی عرصہ کے بعد مجھے حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ نے خواب میں شرف دیدار بخشا۔اور فرمایا کہ جموں میں سید عباس علی شاہ کے پاس جاؤ وہ تمہاری یہ مشکل حل کرے گا میں گوہر مراد کی تلاش میں جموں پہنچا۔بہت تلاش وبسیار کے بعد میں نے سید عباس علی شاہ کو پالیا۔لیکن ان کی کیفیت ظاہری کو دیکھ کر مجھے مایوسی ہوئی اور میں نے سوچا کہ جس کے لیل ونہار ایک برہمن کی نوکری میں گزرتے ہیں وہ میری مشکل کیا حل کرے گا۔

چنانچہ اظہار کئے بغیر واپس آ گیا۔ایک بار پھر حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ نے خواب میں شرف دیدار بخشا اور میرا ہاتھ پکڑ کر اسی جموں والے سید درویش کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔اور ان کے پاس جانے کی تاکید فرمائی۔ میں پھر جموں پہنچا۔گاڑی پلیٹ فارم پر رک گئی۔تو میں دیکھتا ہوں کہ وہی درویش پلیٹ فارم پر ٹہل رہا ہے۔ مجھے دیکھا اور جلدی سے آ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔اور مجذوبانہ انداز میں کہا کہ اب داتا صاحب نے بھی لوگوں کی چغلی کھانی شروع کر دی ہے۔ وہ مجھے اپنے ساتھ اس برہمن کے گھر لے گئے جس کی گائے چرایا کرتے تھے۔کافی دن انہوں نے مجھے اپنے ساتھ رکھا۔پھر ایک روز مجھے اپنے ساتھ جنگل میں لے گئے۔اور خلوت میں ایسی توجہ فرمائی کہ میرا عقدہ حل ہوگیا۔چشم وزدن میں وہ مرحلہ طے ہوگیا جس کے لئے میں عرصہ دراز سے

Marfat.com
Marfat.com

سرگرداں تھا۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے اپنے بارے میں بتایا کہ میں سیّد ہوں اور پنڈی گھیب کا رہنے والا ہوں اور حضرت خواجہ شمس العارفین پیر سیال لجپال کا مرید ہوں آپ کی خدمت میں ہی رہا کرتا تھا۔ مجھ سے کرامات کا بکثرت ظہور ہونے لگا تو حضرت نے بطور سزا تیس سال کے لئے مجھے یہاں گائے چرانے بھیجا ہے۔ اب میری سزا ختم ہونے والی ہے۔ میں عنقریب گھر چلا جاؤں گا۔ تم فلاں ماہ کی فلاں تاریخ کو میرے گھر میں آنا۔ جب تم وہاں پہنچو گے۔ تو مسجد میں چند آدمی قل کے لئے بیٹھے ہوں گے۔ وہ تمہیں بتائیں گے شاہ صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ آج تیسرا دن ہے۔ شاہ صاحب نے مجھے کچھ روپے دیئے اور فرمایا کہ وہاں جا کر کھانا پکا کر لوگوں میں تقسیم کر دینا۔

حافظ شفیق فرماتے ہیں کہ میں واپس آ گیا جب مقررہ تاریخ کو میں وصیت کے مطابق سیّد عباس علی شاہ کے گھر پہنچا جس طرح انہوں نے بتایا تھا۔ بعینہ اس طرح مسجد میں لوگ جمع تھے۔ قل کی محفل تھی میں نے اُن سے پوچھا کہ سیّد عباس علی شاہ سے ملنا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ ان کا وصال ہو گیا ہے۔ آج ان کا تیسرا دن ہے۔

چنانچہ میں نے وصیت کے مطابق ایصال ثواب کے لئے کھانا پکایا اور لوگوں میں تقسیم کر دیا اور ان کی قبر پر حاضری دی سلام عرض کیا اور واپس چلا آیا۔

کرامت ۲:

ایک دن حضرت خواجہ شمس العارفین ظہر کی نماز کے لئے وضو فرما رہے تھے۔ کہ اچانک حضرت نے خادم سے کوزہ چھین کر کسی غیر مرئی چیز پر دے مارا۔ خادم پریشان ہو گیا اور سوچنے لگا کہ مجھ سے کون سی غلطی سرزد ہو گئی ہے۔

چنانچہ وہ افسردہ خاطر ہو کر مولانا معظم الدین کی خدمت میں حاضر ہوا جو قریب ہی ایک حجرہ میں مقیم تھے ان سے جا کر ماجرہ سنایا۔ مولانا نے تسلی دی کہ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ فقیر کا کوئی کام حکمت کے بغیر نہیں ہوتا۔ تم اس کوزہ کی ٹھیکریاں سنبھال کر رکھ لو خادم واپس آیا تو ٹھیکریاں بھی موجود نہ تھیں۔ صرف چند ٹکڑے پڑے ہوئے تھے جو خادم نے سنبھال کر رکھ لئے۔

چند ماہ بعد بخارا کے علاقہ کا ایک آدمی جو فارسی بولتا تھا۔ سیال شریف پہنچا اور حضرت پیر سیال کی زیارت کی تو زور زور سے کہنے لگا۔ ''ہمیں بود ہمیں بود'' یعنی یہی وہ شخص ہے۔ یہی وہ شخص ہے۔ ہم نے اس سے ماجرہ پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی تھی کہ اے اللہ

Marfat.com
Marfat.com

مجھے غوث زماں کی زیارت نصیب فرما مجھے حضرت کی زیارت کرائی گئی اور سیالاں کا نام بھی بتایا گیا
میں اپنے علاقہ سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک جنگل سے گزر رہا تھا کہ ایک شیر
گرجتا ہوا مجھ پر حملہ آور ہوا۔ میں نے پکارا اے سیالاں کے غوث میری مدد کرو۔ کیا دیکھتا ہوں کہ
شیر کے ماتھے پر ایک کوزہ لگا اور وہیں ڈھیر ہو گیا۔ میں نے اس کوزے کی ٹھیکریاں اپنے پاس
حفاظت سے رکھ لیں جب پشاور سے آگے آیا تو سیالاں کے بارے میں دریافت کیا تو کسی نے
مجھے سیالکوٹ کا پتہ بتا دیا۔ میں نے وہاں پہنچ کر گلی گلی کوچہ کوچہ پتہ کیا لیکن کامیابی حاصل نہ ہوئی
وہاں سے مجھے کسی نے جھنگ کا بتایا وہاں بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ پھر کسی نے ساہیوال کا بتایا
چنانچہ اس طرح پوچھتا پوچھتا سیال شریف پہنچا ہوں۔ جب اُس نے وہ ٹھیکریاں پیش کیں اور ہم
نے اُن کو جوڑا تو وہ ہو بہو حضرت کا کوزہ تھا۔ صرف چند جگہ سے ٹھیکری غائب تھیں جو ہمارے پاس
موجود تھیں جب ہم نے انہیں بھی ان کے ساتھ جوڑا تو کوزہ مکمل بن گیا تھا۔

کرامت ۴:

ضلع مظفر گڑھ کے ایک گاؤں کھمرے میں سادات کا خاندان ہے۔ اس کے ایک بزرگ سیّد اللہ بخش شاہ صاحب بہت بڑے عالم و فاضل تھے۔ اور حضرت خواجہ شمس العارفین کے نیاز مند تھے۔ حضرت خواجہ سیالوی بھی ان کے اوپر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ حضرت پیر سیال کے وصال کے بعد اُن شاہ صاحب کی سیال شریف میں حاضری کم ہو گئی بلکہ رفتہ رفتہ ختم ہو گئی۔ حضرت قبلہ ثانی صاحب کے عہد میں یہ اطلاعیں آنا شروع ہو گئیں کہ شاہ صاحب نے اپنے گاؤں میں الگ کعبہ بنالیا ہے۔ اور اُسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور اسی کے گرد طواف کرتے ہیں۔ حضرت ثانی صاحب نے جب یہ خبر سنی تو بصد افسوس فرماتے بیچارے شاہ صاحب کو کوئی مغالطہ لگ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے ان کی یہی حالت رہی حتیٰ کہ حضرت ثانی صاحب کا بھی وصال ہو گیا۔ اور حضرت خواجہ ضیاء الحق والدین خواجہ ضیاء الدین سیالوی علیہ الرحمۃ مسند آرائے سیال شریف ہوئے۔

ایک دفعہ حضرت ثانی صاحب کے عرس مبارک پر شور بپا ہو گیا کہ کعبہ بنانے والے شاہ صاحب آئے۔ پس ہم حضرت صاحبزادہ عبداللہ صاحب وغیرہ کے ہمراہ ان کے دیکھنے کے لئے گئے۔ اور اُن سے اُس واقعہ کے بارے میں استفسار کیا۔ انہوں نے پہلے تو اظہار خیال سے معذرت چاہی لیکن پھر ہمارے شدید اصرار پر گویا ہوئے کہ:

مَیں حضرت پیر سیال خواجہ شمس العارفین کے وصال کے بعد کچھ عرصہ تو میں ان وظائف و

Marfat.com
Marfat.com

اوراد کو پابندی سے کرتا رہا جو میرے شیخ نے مجھے بتائے تھے۔ پھر مجھے غیب سے آوازیں آنے لگیں۔ اے اللہ بخش تو میرا محبوب ہے۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تو خود کعبہ بنا اور سنت خلیل اللہ کو زندہ کر۔ میں حیران تھا کہ مجھ سے پہلے بھی کئی اولیاء کرام کو خلعت اور معبوبیت عطا ہوئی لیکن کسی نے کعبہ نہیں بنایا میں یہ جسارت کیسے کر سکتا ہوں۔ ایک سال تک تو میں اپنے موقف پر ڈٹا رہا لیکن اس کے بعد غضب ناک لہجہ میں دھمکیاں ملنے لگیں۔ جن کی تاب نہ لا سکا اس طرح میں ایک کوٹھا بنا کر اس کے گرد طواف کرنے لگ گیا۔

کچھ مدت گزری تو غیبی آوازوں کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوا۔ مجھے کہا جاتا کہ سنت خلیل تو تم نے ادا کر دی۔ اب سنت اسماعیل ادا کرو اور ذبیح اللہ کے مقام پر فائز ہو جاؤ۔ میں نے سوچا کہ یہ تو خودکشی ہے جو حرام ہے۔ میں اس کا ارتکاب نہ کروں گا۔ کافی عرصہ میں اپنی ضد پر اڑا رہا۔ لیکن پھر تو جھڑکیوں اور سرزنشوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اپنے مالک حقیقی کے حکم پر جان بھی نہیں دے سکتا۔ تجھ سے تو وہ ہندو عورت بہتر ہے۔ جو اپنے خاوند کی ارتھی پر بیٹھ کر خاکستر ہو جاتی ہے، اگر تو ہمارے حکم کی تعمیل نہیں کرے گا تو کیا تو ہمیشہ کے لئے زندہ رہے گا۔ روز حشر کیا منہ لیکر ہمارے روبرو پیش ہو گا۔ آئے روز کی جھڑکیوں نے مجھے بے بس کر دیا اور میں اپنا گلہ کاٹنے پر آمادہ ہو گیا۔ ایک روز استرا لے کر اپنی گردن پر چلایا ہی تھا کہ میرے شیخ کامل حضور پیر سیال لجپال خواجہ شمس العارفین بجسم ظاہر تشریف لائے۔ اور میرے ہاتھ سے استرا چھین کر دور پھینک دیا اور فرمایا خبردار اے اللہ بخش یہ رحمانی آواز نہیں۔ بلکہ شیطانی آواز ہے۔ پھر آپ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔

اللہ بخش شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس طرح میں اپنے مرشد کامل کی دستگیری سے دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ گیا۔ شاہ صاحب نے گردن پر استرے کا وہ زخم بھی دکھایا جو ابھی پوری طرح ٹھیک نہیں ہوا تھا زخم اڑھائی انچ کے برابر تھا۔

اسی مقام پر عارف رومی علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا۔

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست

آپ کے مشہور خلفاء:

حضرت خواجہ شمس العارفین نے جن طالبان حق کو واصل بحق کر کے خلافت بخشی ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان میں سے چند مشہور حضرات کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ جن کی

Marfat.com
Marfat.com

روحانیت اور ولایت کا آج بھی زمانے بھر میں اعتراف کیا جاتا ہے۔ اور قیامت تک یہ شمع اسی طرح فروزاں رہے گی۔ سیّد غلام حیدر علی شاہ جلال پوری، پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی، مولوی فضل الدین چاچڑی، مولوی معظم الدین مسرولوی، مولوی عبدالعزیز بگوی، مولوی غلام قادر بھیروی، پیر امیر علی بھیروی، سیّد نور الدین بخاری گجراتی، مولانا غلام محمد، سیّد سکندر شاہ پشاوری، سیّد حیات شاہ صاحب وغیرہم

آپ نے چھتیس برس کی عمر میں اپنے شیخ کامل حضرت پیر پٹھان خواجہ شاہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ سے ۱۲۵۰ھ میں خلافت حاصل کی۔ اور نصف صدی تک رشد و ہدایت کے چشمے جاری کیے اور روحانی تصرفات اور باطنی توجہات سے بندگان خدا کا ٹوٹا ہوا تعلق اپنے رب سے جوڑتے رہے۔ سینکڑوں کی تعداد میں آپ کے باکمال خلفاء ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جو دعوت حق میں مشغول ہیں آپ کے خلفاء نے اپنے اپنے مقام پر خانقاہیں قائم کیں۔

ملفوظات:

حضرت خواجہ شمس العارفین اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ انبیاء اولیاء کو طے زمانی اور طے مکانی کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی زمین سے قاب قوسین تک کی مسافت طے زمانی اور طے مکانی کی قوت سے طے کی ورنہ یہ مسافت لاکھوں کروڑوں میل تھی۔

نمبر۲:

فرمایا کہ نظام کائنات کو چلانے والے خدا کے برگزیدہ بندے ہیں۔ کہ تمام امور بست و کشاد اُن کے زیرِ فرمان ہیں۔ برعکس ظاہری بادشاہوں کے کہ وہ فقط دنیوی امور میں مشغول و متصرف ہوتے ہیں۔

نمبر۳:

فرمایا کہ اکثر لوگ علم وفضل کے باوجود قرب حق تعالیٰ سے محروم رہے ہیں۔ علم کی اصل حسن اعتقاد ہے۔ بس طالب کو چاہیے کہ حسن اعتقاد حاصل کرنے میں زیادہ کوشش کرے۔ اور اطاعت شیخ میں اپنے ظاہر و باطن کو مشغول رکھے۔ تاکہ حق تعالیٰ اسے قسم قسم کے علوم سے فیض یاب کرے۔

Marfat.com
Marfat.com

نمبر۴:

فرمایا کہ کی گرمی کی وجہ سے حضرت امیر خسرو کی قمیص دل والی جگہ سے جلی رہتی تھی۔ کسی دوست نے عرض کیا کہ اس قسم کا عشق کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ تو جواباً فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کر دیتا ہے۔ پھر ایک شخص نے پوچھا کہ اذکار اور اوراد سے عشق حاصل نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا۔ اشغال واذکار کی برکت سے نفسانی خطرے اور شیطانی وسوسے دور ہو جاتے ہیں۔ لیکن دولت عشق محض اس کی عطا ہے۔

نمبر۵:

فرمایا کہ ہم نے مدت دراز تک مثنوی مولانا روم کا مطالعہ جاری رکھا چھ کے چھ دفتروں کا حاصل مطلب خدمت واطاعت شیخ نظر آیا۔ سالک جب اطاعت شیخ کی منزل سے کامیابی کے ساتھ گزر جائے تو اسے سلوک ومعرفت کے تمام مراتب حاصل ہو جاتے ہیں کیونکہ خود اطاعت شیخ عین اطاعت خدا اور اطاعت رسول ﷺ ہے۔ پھر فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ سلوک کے ابتدائی مراحل میں امام غزالی کی کیمیائے سعادت اور آخری مراحل میں مثنوی رومی کا مطالعہ کرے۔

نمبر۶:

فرمایا کہ نماز کی دو قسمیں ہیں۔ نماز صوری اور نماز معنوی۔ صوری نماز یہ ہے کہ شریعت کے حکم کے مطابق تمام ضروری آداب وشرائط کو ملحوظ رکھ کر ادا کی جائے۔ معنوی نماز یہ ہے کہ ماسوائے اللہ سے ترک تعلق کر کے حق تعالیٰ شانہ سے جا پیوند ہونا۔

نمبر۷:

حضرت خواجہ تونسوی کی نماز کا ذکر چھڑا تو فرمایا۔ ایک دن خواجہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے آنے سے پہلے جماعت ہو گئی اس دن آپ بذات خود امام بنے اور میں نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی اسی دن آپ کے دل میں عشق الٰہی کا اتنا ہیجان تھا کہ وہ نماز آہستہ نہیں پڑھ سکتے تھے۔ اور رکوع وسجود اتنی تیزی سے کرتے تھے۔ کہ مجھے آپ کی متابعت کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ اسی طرح مسیح الاولیاء حضرت عین العرفا کے مریدوں سے نقل کرتے ہیں۔ کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ نماز میں حضور قلب کے غلبے کی وجہ سے مکمل سورۃ فاتحہ پڑنی مشکل ہو جاتی تھی۔ اسی طرح حضرت سیّد محمد گیسودراز اپنی کتاب تبیان میں لکھتے ہیں کہ طالب صادق کو نماز میں مختصر قرأت کرنی چاہیے۔ تا کہ وہ حضور دل کی کیفیت سے غافل نہ ہو۔

Marfat.com
Marfat.com

نمبر ۸:

فرمایا کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کو نماز معکوس کی اجازت دی۔ اور فرمایا کہ اے فرید پنجگانہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرو اور روزمرہ نماز معکوس میں ایک قرآن ختم کیا کرو۔ حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ نے نماز معکوس ادا کرنے کے لئے موزوں جگہ تلاش کر کے ایک آدمی کو اپنا ہمراز بنالیا۔ اور اسے تاکید کی کہ رات کو جب لوگوں سے فراغت ملے تو ہمارے پاؤں سے مضبوط رسی باندھ کر ہمیں کنویں میں لٹکا دیا کرو۔ اور صبح سویرے نکال لیا کرو۔ حضرت بابا گنج شکر علیہ الرحمۃ اس نماز میں قرآن مجید ختم کرتے اور پنجگانہ نماز بھی جماعت کے ساتھ ادا کرتے اس طرح چالیس دن آپ نماز معکوس پڑھتے رہے۔ اور آج تک خواجگان میں یہ نماز اسی طرح رائج ہے۔ البتہ کنوئیں کی بجائے چھت سے رسی لٹکائی جاتی ہے۔

نمبر ۹:

فرمایا کہ ایک بزرگ نماز نہیں پڑھتے تھے۔ لوگوں نے انہیں نماز پڑھنے کو کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نماز تو پڑھوں گا مگر سورہ فاتحہ نہیں پڑھوں گا اور اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ لوگ برابر اصرار کرتے رہے۔ آخر انہوں نے مجبور ہو کر کہا کہ میں سورۃ فاتحہ بھی پڑھوں گا مگر اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن نہیں پڑھ سکوں گا۔ بالاخر لوگوں کے مجبور کرنے پر جب وہ آیت مذکورہ پر پہنچے تو ان کے روئیں روئیں سے خون جاری ہو گیا۔ ایک مرید نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا جب خدا کے بندے خدا کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں تو عشق کے شدید غلبے کی وجہ سے ان کا خون جاری ہو جاتا ہے۔

نمبر ۱۰:

ایک دن صبح کے وقت بیری کے درخت پر ایک بلبل نغمہ خوانی کر رہی تھی۔ خواجہ شمس العارفین نے فرمایا کہ یہ بلبل کی آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ مرید نے عرض کی کہ حضور بیری کے درخت پر بلبل بیٹھی ہے۔ شاید یہاں کوئی تازہ غنچہ نظر آیا ہو فرمایا عاشق صادق کے لئے ہر جگہ پھول ہی پھول ہیں۔ یعنی جب عاشق فنافی الحبیب ہو جاتا ہے تو وہ ہر جگہ اپنے معشوق کا حسن و جمال ہی دیکھتا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

نمبر ۱۱:

ایک مرید نے عرض کیا۔ کیا وجہ ہے کہ صوفیائے کرام کو کھانے پینے کی حاجت ہی نہیں رہتی۔ فرمایا کہ بھوک اور پیاس کا احساس ختم ہو جانے کی دو وجوہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ خدا تعالیٰ اس امر پر قادر ہے۔ کہ کھانے پینے کے بغیر بھی زندہ رکھ سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ کھانے پینے کی حاجت کا تعلق خاکی وجود سے ہے۔ جب خدا تعالیٰ کے بندے بشریت کی منزل سے گزر کر فناء کی حدود میں قدم رکھتے ہیں۔ تو انہیں کھانے پینے کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔

نمبر ۱۲:

ایک دن فرمایا کہ عبادت کی ابتداء استغفار ہے۔ اور انتہا تسلیم و رضا ہے۔ پھر ایک بار فرمایا سالک کو اپنی زندگی یاد الٰہی میں گزارنی چاہیے۔ زندگی عبادت کے لئے ہے نفسانی خواہشات کے لئے نہیں۔

نمبر ۱۳:

فرمایا کے سالک کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں توکل، تحمل، صبر اور انہی سے وہ مرتبہ قرب تک پہنچتا ہے۔ فرمایا کہ صبر کا مرتبہ سخاوت سے اونچا ہے۔ بھوک کا مرتبہ پیٹ بھر کر کھانے سے بلند ہے۔ جس مرتبہ پر صابر پہنچے ہیں۔ اہل سخاوت کو وہاں کی خبر بھی نہیں اور جس مقام پر فاقہ کش پہنچے ہیں امراء کو وہاں کی بو بھی نہیں پہنچتی۔

نمبر ۱۴:

فرمایا کہ جہاد کی دو قسمیں ہیں۔ جہاد اکبر اور جہاد اصغر۔ جہاد اصغر کفار سے جنگ کرنا ہے اور جہاد اکبر نفس کے ساتھ جنگ کرتا ہے۔ بعد ازاں فرمایا انسان کا نفس ریچھ کی مانند ہے۔ اور سالک قلندر کی مانند۔ نفس کے ساتھ اسی طرح کوشش کرنی چاہیے جس طرح قلندر ریچھ کے ساتھ گتھم گتھا ہو جاتا ہے۔ تاکہ خدا اسے نفس کے شر سے محفوظ رکھے۔ صوفیا کے نزدیک ایسی کوشش جہاد اکبر کہلاتی ہے۔

نمبر ۱۵:

فرمایا ایک دن حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کی خدمت میں درویشوں نے عرض کیا کہ آپ کے صاحبزادے فاقہ کی وجہ سے قریب المرگ ہیں۔ اگر کوئی چیز عنایت فرمائیں تو

Marfat.com
Marfat.com

ہم انہیں کھلا دیں۔ فرمایا کہ اس وقت کوئی چیز نہیں۔ کسی سے قرض لے لو۔ عرض کیا کوئی قرض نہیں دیتا۔ فرمایا تو پھر کوئی حرج نہیں جو کچھ کرتا ہے۔ خدا کرتا ہے۔ تھوڑے وقت کے بعد خبر آئی صاجزادے فوت ہو گئے ہیں۔ فرمایا کہ کفن دفن کر دو عرض کیا نہ تو کوئی کپڑا ہے۔ نہ نقدی فرمایا کہ میت کے اوپر نیچے گھاس لپیٹ کر دفن کر دو چنانچہ اسی طرح کیا گیا۔

نمبر ۱۶:

کسی نے عرض کیا۔ کیا وجہ ہے کہ انتقال کے بعد اولیاء اللہ کا فیض اور بھی کمال کو پہنچ جاتا ہے؟ فرمایا جب اولیاءاللہ دنیا سے نقل مکانی کرتے ہیں تو وہ بشری اوصاف سے منزہ اور مجرد ہو کر حق تعالیٰ سے واصل ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کی حرکات وسکنات معراج کمال کو پہنچ جاتی ہیں۔

نمبر ۱۷:

اہل اللہ کی حیات وممات کا ذکر آیا تو فرمایا کہ اولیاء اللہ کی موت اس طرح ہوتی ہے۔ جیسے ایک آدمی ایک مکان سے دوسرے مکان میں چلا جائے۔ لہٰذا جو شخص اولیاء اللہ سے دشمنی رکھتا ہے۔ اپنی نیت کے مطابق، رنج وبلا کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص ان کا معتقد ہوتا ہے سعادت دارین پاتا ہے۔

نمبر ۱۸:

فرمایا کہ پیر وہ ہے جو اپنے مرید کو قلبی غنا بخشے اور دنیا کی طرف سے اس کا دل موڑ کر محبت الٰہی میں مشغول کرے نہ یہ کہ اسے مال ودولت سے سیر کرے۔

نمبر ۱۹:

کسی نے پوچھا تصور شیخ کس طرح کیا جاتا ہے۔ فرمایا اپنے شیخ کی صورت کو سامنے رکھنا چاہیے یا دل میں رکھنا چاہیے یا برقعے کی طرح اسے اپنے اوپر اوڑھ لینا چاہیے۔ یا جس طرح بھی ممکن ہو سکے اپنے شیخ کی صورت کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ کھاتے پیتے، سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے غرض کسی بھی وقت اپنے شیخ کے تصور سے خالی نہیں رہنا چاہیے۔ پھر فرمایا تصور شیخ ایک عظیم نعمت ہے۔ اور گناہوں کے مقابلے میں ڈھال ہے۔ یعنی جب صوفی کو کامل تصور شیخ حاصل ہو جاتا ہے۔ تو اسے کسی گناہ کی ہمت نہیں پڑتی۔

Marfat.com
Marfat.com

نمبر ۲۰:

فرمایا کہ مرید صادق کو چاہیے کہ اپنے شیخ کا تصور اس طرح کرے کہ اس کے ظاہر و باطن میں شیخ کی ذات ہی جلوہ گر نظر آئے۔ ذات حق کا مطالعہ اگر شیخ کے آئینے میں کیا جائے تو انسان مقصود حقیقی کو جلد پالیتا ہے۔ پھر فرمایا کہ سلوک کی کتابوں میں شیخ کے آداب بہت لکھے ہیں۔ لیکن درحقیقت ادب رموز صرف عشق ہے۔ عشق جتنا زیادہ ہوگا اسی قدر محبوب کے آداب زیادہ سے زیادہ حاصل ہوں گے۔

وصال باکمال:

جب ۱۳۰۰ھ کا آغاز ہوا محرم الحرام کی ۱۵ تاریخ تھی۔ حضرت خواجہ شمس العارفین نے اپنے ولی عہد اور فرزند ارجمند خواجہ محمد الدین صاحب جو کہ (حضرت ثانی صاحب کے لقب سے مشہور ہیں) کو اپنے حجرہ خاص میں بلا کر اپنے سامنے بٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ اے فرزند دنیا کے حالات ہر وقت بدلتے رہتے ہیں کبھی خوشحالی کبھی تنگدستی، ہمارے دادا صاحب کئی گاؤں کے مالک تھے۔ اور دولت و شہرت کی فراوانی تھی۔ اس طرح والد ماجد بھی خوشحالی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ جب میرا زمانہ آیا میں نے تحصیل وعلوم کے لئے سفر اختیار کیا۔ بعد ازاں خواجہ خواجگان خواجہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ دن بدن معاشی حالت بگڑنے لگی یہاں تک کہ فاقوں تک نوبت آنے لگی اور کبھی کبھی تو سات سات دن فاقہ میں گزر جاتے لیکن میں نے یہ راز کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت خواجہ تونسوی کی برکت سے کسی چیز کی کمی نہیں۔ لیکن اس دنیائے فانی کی کسی چیز کے ساتھ قطعاً مجھے کوئی الفت نہیں۔ البتہ دو چیزوں سے مجھے پیار ہے۔ کیونکہ یہی دو چیزیں مجھے اپنے پیران عظام سے مرحمت ہوئی ہیں اول محبت درویشاں دوئم اطاعت پیرو مرشد۔ تم توکل تسلیم اور صبر و قناعت کو اپنا معمول بنانا ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آنا۔ درویشوں اور عالموں سے محبت رکھنا۔ صاحبزادہ صاحب نے حضور سے عرض کیا یا حضرت دولت ظاہری کی حاجت نہیں ہے۔ بلکہ نعمت باطنی جو پیران عظام نے آنحضرت کو عطا فرمائی ہے۔ اس سے کچھ عنایت فرمایئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ املاک ظاہری قبول کرو املاک معنوی باطنی سے اللہ تعالیٰ مالا مال کرے گا۔ صاحبزادہ صاحب نے پھر گزارش کی کہ میری تمنا ہے کہ حضور چالیس برس تک اور سلامت رہیں۔ تاکہ اس چشمہ شیریں سے پیاسے سیراب ہوتے رہیں۔ یہ سن کر حضرت خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ اے فرزند ہم کو چالیس روز

Marfat.com
Marfat.com

تک جینے کا بھی اعتبار نہیں کیونکہ میں نے اپنے پروردگار سے التجا کی ہے کہ میری عمر میرے پیرو مرشد خواجہ تونسوی کی عمر کے موافق ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ میری عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ ماہ صفر میں میرے مرشد نے انتقال فرمایا تھا شاید ہماری رحلت بھی اسی ماہ صفر میں ہووے؟

جدائی کی یہ خبر حضور ثانی کے خرمن صبر وضبط پر بجلی بن کر گری اور آپ نے زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ صاحبزادہ صاحب کی آہ وزاری اور بے چینی دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ اے نور چشم میں چاہتا تھا کہ اسرار یزدانی سے تم کو آگاہ کروں گا۔ مگر تم تھوڑی سی بات سے بے خود ہو گئے ہو۔ دنیا کی زندگی کا اعتبار نہیں۔ **کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ** ۔کے مطابق ہر شخص نے موت کا شربت پینا ہے۔ پھر آپ نے دوسرے صاحبزادوں جناب صاحبزادہ حافظ فضل الدین صاحب، صاحبزادہ شعاع الدین صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر مندوبات اور مستحبات تم سے ادا نہ ہو سکیں تو فرائض کو ترک نہ کرنا بلکہ تم پر لازم ہے کہ پیران عظام کی متابعت اور حق تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہو۔ ایک روز صاحبزادہ محمد الدین صاحب کو فرمایا کہ آپ تونسہ شریف میں حضرت خواجہ کریم کی خدمت میں حاضر ہوں مگر یاد رکھنا جلدی واپس آ جانا دیر مت لگانا۔

چنانچہ حسب ارشاد قبلہ صاحبزادہ صاحب تونسہ شریف روانہ ہوئے۔ ماہ صفر کی ۱۸ تاریخ کو نماز تہجد سے فارغ ہونے کے بعد حضرت خواجہ شمس العارفین کو بخار کا عارضہ لاحق ہوا۔ حکماء و اطباء نے بڑی کوشش کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ صاحبزادہ صاحب ماہ صفر کی ۲۱ تاریخ کو واپس تشریف لائے حاضر خدمت ہو کر مزاج پرسی کی آستانہ عالیہ کے حالات سے آگاہ کیا اور جو دوا آپ واپسی کے وقت لیہ کے کسی حکیم سے لائے تھے۔ ان کا استعمال شروع ہوا۔ آخری عمر میں سماعت کم ہو گئی تھی۔ اس لئے لوگ اپنے حالات لکھ کر خدمت بابرکت میں پیش کیا کرتے تھے۔ حضرت صاحبزادہ فضل الدین صاحب نے وظائف کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہ اے فضل الدین ہمارے تمام وظائف کی تم کو اجازت ہے۔ صفر کی ۲۲ تاریخ آپ نے مولانا مرلوی کو فرمایا کہ تم بھی کچھ لکھو مولانا نے صاحبزادوں کی طرف سے ایک درخواست پیش کی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ آنجناب کے آستانہ عالیہ پر سعادت دارین اور مطالب کونین کے حصول کے لئے بے شمار لوگ آتے ہیں۔ کسی صاحبزادہ پر نظر بشفقت فرمائیے تا کہ خاندان چشت کا یہ فیض ہمیشہ جاری وساری رہے۔ حضور خواجہ سیالوی نے درخواست کا مطالعہ فرمایا لیکن خاموشی اختیار کی تھوڑی دیر کے بعد مولانا نے پھر یہ درخواست پیش کی۔ آپ نے ملاحظہ فرما کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور زبان مبارک سے بھی کچھ فرمایا جو سمجھا نہ جا سکا۔ نقاہت میں مزید اضافہ ہو گیا صفر چوبیس ویں رات تھی

Marfat.com
Marfat.com

حضور بار بار دریافت فرماتے کہ فجر طلوع ہوئی ہے یا نہیں۔ پھر پوچھا آج کون سا دن ہے۔ اور کیا تاریخ ہے؟ کسی نے عرض کیا اے جان عالم آج جمعہ کا دن ہے اور ماہ صفر کی ۲۴ تاریخ ہے۔ حضور پیر سیال لجپال خواجہ شمس العارفین نے دست مبارک میں تسبیح لے کر چند بار درود شریف پڑھا پھر ذکر پاک انفاس میں مشغول ہو گئے۔ حاضرین کی طرف محبت بھری اور الوداعی نگاہوں سے دیکھا اور قبلہ رو ہو گئے۔ اس کے بعد علامات وصال آپ پر ظاہر ہوئیں۔ اس طرح شمس مطلع ہدایت و محبت نصف صدی تک محبت اور عشق کے جام لٹانے کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔

ہر سال ماہ صفر کی ۲۲۔۲۳۔۲۴ تاریخ کو آپ کا سالانہ عرس مبارک آپ کے آستانہ عالیہ سیال شریف ضلع سرگودھا میں نہایت عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ پوری دنیا سے علماء مشائخ لاتعداد عوام الناس شرکت کرتے ہیں۔

اور آپ کے مزار فیض آثار پر حاضری دیکر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو بھی بارہا اس در فیض کی حاضری کی سعادت حاصل ہے۔ جو کہ علم و عرفان کا گہوارہ ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

امام العارفین شہباز طریقت ماہتاب طریقت حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ ۷ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ بروز جمعتہ المبارک حضرت خواجہ ثانی لاثانی محمد دین علیہ الرحمۃ کے گھر سیال شریف ضلع سرگودھا صوبہ پنجاب میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کو ضیاء الملت ولدین کے نام نامی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اوصاف حسنہ اور عادات عالیہ کے لحاظ سے آپ اپنے دادا حضرت خواجہ شمس العارفین علیہ الرحمۃ کی تصویر تھے وہی جلال قلندرانہ وہی جمال معرفت وہی روحانی ادائیں وہی ایمانی جگمگائیں آپ کی زندگی کا قریب سے مشاہدہ کرنے والے کہتے ہیں کہ آپ صورت اور سیرت کے لحاظ سے عظمت ایمانی کا مکمل نمونہ تھے۔ اور روحانی جلال وجمال کے امتزاج سے چہرے پر ہر وقت فکری ونظری شکوہ کی علامت نظر آتی تھی۔

تعلیم وتربیت:

آپ کے والد گرامی نے آپ کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ فرمائی اس سلسلہ میں حفظ کرنے کی خاطر آپ کی بھرپور رہنمائی کی گئی۔ جس کے نتیجہ میں آپ نے بہت جلد قرآن مجید حفظ کر لیا اور حصول سعادت کی خاطر تین سال تک خود تراویح میں مصلیٰ سنایا بعد میں کتب فارسی اور عربی مولانا غلام محمد سے پڑھیں درس نظامی کی تکمیل کی۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے حضرت حافظ محمد موسیٰ تونسوی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ آپ کو اپنے مرشد سے والہانہ طور پر عشق تھا۔ تمام زندگی مرشد گرامی کے طریقے پر کار بند رہے۔ جب حضرت حافظ موسیٰ تونسوی علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کے بعد آپ کے جانشین حضرت خواجہ محمد حامد تونسوی مسند ارشاد پر متمکن ہوئے تو آپ حضرت ضیاء الملت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی بدستور ان کی صحبت میں آستانہ عالیہ تونسہ شریف میں فیوض برکات سمیٹتے رہے۔ حضرت ضیاء الملت حضرت خواجہ محمد حامد تونسوی سے عشق کی حد تک ارادت رکھتے تھے۔ حضرت تونسوی بھی آپ پر غایت درجہ شفقت فرماتے تھے۔

Marfat.com
Marfat.com

ایک مرتبہ آپ کی درخواست پر شہزادہ تونسہ شریف خواجہ حامد تونسوی سیال شریف تشریف لائے تو جشن مسرت کا سماں بندھ گیا۔ حضرت ثانی حضرت تونسوی کی تشریف آوری پر وجد میں آ کر رقص فرمانے لگے۔ سیال شریف کے گردونواح میں ارادت مندوں اور عقیدت مندوں نے خوشیاں منائیں۔ یوں گمان ہوتا تھا جیسے آسمان سے ستارے زمین پر اتر آئے ہوں ہر طرف سے ارادت مندوں اور عقیدت مندوں کے ہجوم بارگاہ شہزادہ تونسوی کی خدمت میں حاضر ہوتے اور جبین عقیدت خم کر کے نیاز مندی کا اظہار کرتے۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی محض رمز آشنائے معرفت ہی نہ تھے بلکہ سیاست کی خارداروادیوں کے بھی شہسوار تھے۔ آپ صحیح معنوں میں مردِ مومن تھے۔ اور ایمان کے اس تقاضے سے بخوبی واقف تھے کہ اس اسلام میں دین اور اسلام کا رنگ الگ وجود نہیں بلکہ دونوں کے امتزاج ہی سے اسلام کی عملی تفسیر پوری ہوتی ہے۔

آپ کی نظر برصغیر کے سیاسی و معاشی حالات پر تھی اور آپ سمجھتے کہ حالات کا تقاضا یہی ہے کہ کھل کر آزادی پسند تحریکات کا ساتھ دیا جائے۔ اور برطانوی سامراج کی بیخ کنی کے لئے ہر اس ادارہ اور تحریک کا ساتھ دیا جائے جس کا مقصد بالخصوص عظمت اسلام کا احیاء ہے۔ یہ وہ دور تھا جبکہ بہت سے علماء مصلحت کے دام اسیر ہو کر اطاعت حکمران وقت کا فتویٰ دے رہے تھے۔ ان حالات کو دیکھ کر حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی نے خانقاہی ماحول سے باہر نکل کر آزادی پسند تحریکات سے علمی اور مالی طور پر تعاون کیا اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ دور تحریک خلافت کا دور تھا اس تحریک کا مقصد برصغیر پاک و ہند سے انگریزوں کو نکال کر خلافت اسلامیہ کو پھر سے زندہ کرنا تھا تمام قابل ذکر علماء اور مشائخ اور سیاستدان اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے۔ بالخصوص مولانا محمد علی جوہر مولانا شوکت علی کی جادو بیانی نے اس تحریک میں حیرت انگیز حد تک نئی روح پھونک دی تھی۔ ضیاء لملت حضرت خواجہ سیالوی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ پلیٹ فارم پر جدوجہد آزادی کا پرچم لہرا کر اس تحریک کو بے پناہ طاقت عطا کی جب ولایتی کپڑے کے بائیکاٹ کا وقت آیا تو آپ نے کھدر کا استعمال شروع کر دیا جب ترک مجاہدین کی مالی امداد کا وقت آیا تو پہل اپنے گھر سے کی اور اپنے گھر کی محترم خواتین کے زیورات امدادی فنڈ میں جمع کروانے کے علاوہ ہزار وں روپے چندہ بھی امدادی فنڈ میں جمع کرایا۔

آپ نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یہ فتویٰ بھی جاری کر دیا کہ جملہ مسلمان بالخصوص

Marfat.com
Marfat.com

عقیدت مندان و مریدین سیال شریف کے لئے انگریز کی نوکری حرام ہے جو مسلمان فوجی انگریز کی نوکری نہیں چھوڑے گا وہ سیال شریف کی مقدس سرزمین پر قدم نہ رکھے۔آپ کے اس مجاہدانہ اعلان سے انگریز حکومت بوکھلا گئی گورنر کے نمائندوں نے بار بار ملاقات کی اور آپ کے نیاز مندوں کو آپ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ کسی طرح اس اعلان سے دست بردار ہو جائیں۔اس مقصد کی خاطر انگریز حکومت کے ایک نمائندے نے آپ کو اٹھارہ سو مربع زمین کی پیشکش بھی کی مگر آپ نے کمال استغنا سے کام لیتے ہوئے جو جواب دیا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

آپ نے فرمایا کہ انگریز تو مجھے میرے ہی وطن کی زمین دیکر خرید رہے ہیں۔خدا کی قسم اگر انگریز صاحب بہادر مجھے اپنے وطن برطانیہ لندن میں بھی اتنا رقبہ دے دے تو میرا جواب یہی ہوگا کہ حق اور باطل ایک مقام پر جمع نہیں ہو سکتے اور انگریز کے خلاف ہمارا جہاد جاری رہے گا۔صوبہ پنجاب کی تحریک کے متفقہ صدر حضرت خواجہ ضیاءلملت ہی تھے اس سلسلہ میں ایک اجلاس کا حال قلمبند کرتے ہوئے مورخین تحریر فرماتے ہیں کہ لاہور میں علماء کی ایک شاندار کانفرنس ہوئی اس میں مولانا ابوالکلام آزاد نے عربی میں تقریر کی۔مولانا حسرت موہانی جو کہ تحریک آزادی کے نامور مجاہد تھے نے اٹھنا چاہا اس وقت حضرت ضیاء الملت خواجہ سیالوی نے فرمایا ہاں ہاں فرمایئے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔حسرت نہ رہ جائے مولانا موہانی نے غور سے حضرت کو دیکھ کر بصورت شکریہ سلام کیا۔اس کانفرنس کے بعد تحریک خلافت کا عملاً کام شروع ہو گیا۔رضا کاروں کے جلوس نکلنے لگے۔اور ہر طرف سے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔حضرت ضیاء الملت نے پوری شدت کے ساتھ تحریک خلافت کی سرپرستی فرمائی۔اس سلسلہ میں انگریز کی کسی وارننگ یا مصلحت کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ کی دارالعلوم سیال شریف کے صدر مدرس حضرت مولانا محمد حسین اور دیگر اساتذہ طلباء آپ کے پیغام کو عام کرنے ک لئے سرگرم عمل ہو گئے۔پنجاب بھر میں جلسے کئے گئے۔حضرت ضیاء الملت اور مدرسین آپ کے خلفاء ان جلسوں سے خطاب کرتے انگریز حکومت آپ کو گرفتار کرنا چاہتی تھی مگر خوف دامنگیر تھا کہ آپ کی گرفتاری آستانہ عالیہ سیال شریف کے بے شمار متعلقین میں بغاوت کی آگ بھڑکا دے گی۔اس لئے برطانوی سامراج کوشش اور خواہش کے باوجود آپ کو گرفتار نہ کر سکی۔حضرت ضیاء الملت کی تحریک آزادی کو دیہات اور قصبات تک پہنچانے کے لئے دارالعلوم کے مدرسین اور طلباء اور مولانا محمد حسین کے علاوہ جو حضرات سرگرم عمل تھے ان میں حضرت مولانا محمد ذاکر رحمتہ اللہ علیہ بانی جامع محمدی شریف جھنگ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ان کے ساتھ ساتھ حکیم علی محمد مولوی ظہور احمد بگوی اور مولوی خان بھی اس تحریک کا حصہ

Marfat.com
Marfat.com

ہیں۔ انگریز حکومت نے ان مجاہدین تحریک آزادی کو گرفتار کر لیا اور مولانا محمد حسین کو اڑھائی سال مولانا محمد ذاکر کو ڈیڑھ سال اور حکیم علی محمد کو دو سال کی سزا سنائی۔ ان حضرات نے کمال استقامت اور صبر سے جیل کے مصائب اور صعوبتوں کو برداشت کیا۔ حضرت ضیاء الملت ہر قدم پر اپنے جانثاروں کا خیال فرماتے اور انہیں اپنی دعاؤں سے نوازتے رہے۔

ایک مرتبہ جہلم کی سنٹرل جیل میں ان حضرات سے ملاقات کے لئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ مولانا فضل حق خیر آبادی کو بڑی اذیتیں دیکر تمام عمر کالے پانی میں رکھا گیا۔ اور وہ وہیں شہید ہو گئے لہٰذا آپ کو ہر مشکل کا صبر و تحمل سے سامنا کرنے کے لئے تیار رہنا ہوگا۔ آپ حضرات کو ثابت قدم دیکھ کر میں بہت خوش ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس جہاد کو قبول فرمائے۔ حضرت ضیاء الملت نے تمام عمر انگریز حکومت کو زمین کا مالیہ ادا نہ کیا۔

غیرت ایمانی:

آپ مجاہدانہ صفات کے مالک تھے۔ شاہسواری اور نشانہ بازی تیغ زنی کی خاص مشق بھی آپ نے حاصل کر رکھی تھی۔ کئی کئی دن تک شکارگاہ میں بھوکے گزار دیتے تھے۔ انگریز سے نفرت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ انگریز کا کوئی ملازم لنگر شریف کے برتن میں کھا لیتا یا ان کو ہاتھ لگا دیتا تو آپ اس برتن کو توڑ دیا کرتے تھے۔ ایک فوجی نے آپ کی گھوڑی کی پشت پر ہاتھ رکھا تو آپ نے فرمایا اب یہ میرے کام کی نہیں رہی کیونکہ فرنگی ملازم کا ہاتھ اس پر لگ گیا ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ اب تو رائفل کے لائسنس کی ضرورت ہے۔ جب حکومت نے آپ سے پوچھا کہ لائسنس، رائفل کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تلوار سے جنگ کا زمانہ نہیں رہا۔ دل کی یہ تمنا ہے کہ موقعہ ملے تو کسی انگریز کے سینے میں گولی اتار دوں۔

علمی خدمات:

آپ کا سب سے بڑا کارنامہ سیال شریف میں دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام کا قیام ہے۔ چونکہ آپ خود بہت بڑے عالم دین تھے۔ اس لئے بذات خود دارالعلوم کی سرپرستی فرماتے دارالعلوم میں تدریس کے لئے برصغیر کے نامور عالم دین حضرت علامہ محمد حسین آزاد علیہ الرحمۃ کا انتخاب کیا۔ جو اجمیر شریف کے عظیم مدرسہ معینیہ عثمانیہ کے فارغ التحصیل تھے اور بحرالعلوم حضرت علامہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ کے فیض علمی کی روشن تصویر تھے آپ کی سرپرستی اور مولانا محمد حسین آزاد علیہ الرحمۃ کی شدید محنت کی بدولت دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام بہت جلد طالبان علم کے

Marfat.com
Marfat.com

لئے عقیدت کا مرکز بن گیا۔ اور تشنگان علوم دینیہ چاروں طرف سے کھنچے کھنچے اس دار العلوم کا رخ کرنے لگے جب مولانا محمد حسین علیہ الرحمۃ تحریک آزادی کی پاداش میں جیل میں بند ہو گئے۔ تو درسہ کسی قدر زوال کا شکار ہو گیا۔ مگر آپ کے جیل سے رہا ہوتے ہی وہی پرانی رونقیں پھر سے لوٹ آئیں۔

آپ نے عسائیت اور مرزائیت کا ڈٹ کر ہر سطح پر مقابلہ کیا اور اہل ایمان کی ہر دور میں سرپرستی کا حق ادا کیا۔ آپ نے عیسائی پادیوں سے مناظرے کئے اور ان کو ان کے مذاہب کی خرافات سے باخبر کر کے راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔

سیرت:

آپ انتہائی متقی پرہیز گار تھے۔ نماز پنجگانہ پوری زندگی باجماعت ادا فرماتے رہے۔ تہجد کبھی بھی قضا نہ کی۔ شریعت و طریقت کے اصولوں پر سختی سے کاربند رہتے اور اپنے پاس آنے والوں کو اس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرماتے۔ غیر مسلموں سے سختی سے پیش آتے اور اپنے پاس آنے والے عقیدت مندوں اور مریدین سے ملتے وقت اخلاق محمدی کا مکمل مظاہرہ فرماتے کبھی کسی کا دل نہ دکھایا اور نہ ہی کسی پر بوجھ بنتے تھے۔ آپ کی صفات میں سے سب سے بڑی صفت یہ تھی کہ آپ علم دولت اور جذبہ غیرت ایمانی کا بھرپور مظاہرہ کرتے زندگی بھر کبھی بھی اسلام اور اہل اسلام پر حرف نہ آنے دیا۔ آپ خلق محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عملی نمونہ تھے۔

ضیاء الملت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی مکمل طور پر حمیت اسلامی کے جذبہ سے سرشار تھے۔ جس کا اعتراف برصغیر کے بیشتر مسلم زعما اور علماء مشائخ اور اصحاب سیاست کو تھا۔ ایک مرتبہ آپ ۱۹۰۸ء میں دہلی تشریف لائے دہلی اسٹیشن پر آپ کے استقبال کے لئے رئیس الاحرام مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی سمیت بہت سے مسلم قائدین موجود تھے۔ مولانا محمد علی جوہر آپ کو اپنے ہاں لے گئے۔ وہاں نادر شاہ بعد میں افغانستان کے تخت پہ بیٹھے۔ اس کے بیٹے ظاہر شاہ حکیم اجمل خان اور دیگر معززین نے آپ کا پرتپاک استقبال کیا۔ ایک دن قیام کے بعد آپ درگاہ حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ پر حاضر ہوئے عرس مبارک تھا۔ فوجیوں کو پتہ چلا کہ پیر سیال شریف تشریف لائے ہیں۔ تو جوق در جوق فوجیوں اور افسروں کی حاضری شروع ہو گئی۔ سب نذرانے رکھتے گئے۔ جب سب بیٹھ گئے تو آپ نے کمال جلال سے فرمایا یہ وہی مقام ہے جس جگہ انگریزوں نے مسلمان شہزادوں کا خون بہایا تھا۔ اب بھی خون کے چھینٹے گنبد کی دیواروں کے ساتھ موجود ہیں۔ تم اسی انگریز کے نوکر ہو۔ اور میرے زخموں پر نمک پاشی کرنے آئے ہو۔ اٹھو

Marfat.com
Marfat.com

اپنے نذرانے اٹھالو اور میری آنکھوں کے سامنے سے دور ہو جاؤ۔

غرضیکہ حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی ہر لحاظ سے صاحب فضیلت اور روحانی ونظری رفعتوں کے امین تھے۔ آپ زاہد شب زندہ دل بھی تھے اور میدان معرفت کے مرد افتخار بھی تھے۔ اسلاف کی عظمتوں کے پاسدار بھی تھے۔ اور بے شمار بندگان خدا کے لئے روشنی فکر و عمل کا مینار بھی۔ آپ کی نواؤں میں بوئے اسد اللہ کی جھلک تھی۔ تو آپ کا کردار صورت آفتاب معرفت مزوزاں تھا۔ آپ کاروان محبت کے رکن رکین بھی تھے۔ اور صاحب اسرار یقین بھی۔ آپ کی سیرت خواجہ شمس العارفین کی روحانی صلاحیتوں کا پرتو لیئے ہوئے تھی۔ اور صورت کی دل نشینی کا یہ عالم تھا۔ جو ایک مرتبہ آپ کے حلقہ تربیت میں حاضر ہوتا۔ پھر ہمیشہ ہمیشہ آپ ہی کا ہو جاتا۔ یہ آپ کی بے مثال آزادی کا ہی ثمرہ ہے۔ کہ انگریزی سامراج کا سورج برصغیر کے مطلع اقتدار سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا او ہمیں پاکستان کی صورت میں لازوال آزادی نصیب ہوئی۔ خدائے بزرگ و برتر کی بے شمار رحمتیں ہوں۔ اس مرد کامل پر جس نے اپنی ایمانی استقامت اور جرأت کی بدولت جدوجہد آزادی کو نئے ولولوں سے سرشار کر دیا۔ زمانہ صدیوں کے افق کو سفر کرتا رہے گا۔ اور حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ شمع ایمانی کی صورت پہ دلوں میں ایمانی آفریں یاد بن کر فروزاں رہیں گے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال مورخہ.......... بروز.......... سیال شریف ضلع سرگودھا تحصیل شاہ پور میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے جہاں اہل عقیدت اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف نے بھی بارہا آپ کے مزار پرانوار کی زیارت کی ہے۔ سیال شریف کی بستی پرکیف بستی ہے۔ جہاں ہر وقت مستی ہی مستی ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

مجسمہ روحانیت اقلیم فقر کے تاجدار عاشق نبی مختار عالم ربانی مرشد لاثانی عارف باللہ مرد حقیقت آگاہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ ماہ جمادی الاول ۱۳۲۴ھ کو حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین علیہ الرحمۃ کے گھر سیال شریف ضلع سرگودھا صوبہ پنجاب میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والد گرامی نے آپ کی جبین سعادت پر درخشاں مستقبل کی نشانیاں دیکھ کر آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد قمرالدین تجویز فرمایا۔ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی علیہ الرحمۃ جو اپنے وقت کے بہت بڑے فاضل اجل اور ولی کامل تھے۔ جن کی شہرت کا ڈنکا بج رہا تھا ان کے فقر و درویشی کی عظمتوں اور رفعتوں کے سامنے شاہی جاہ وجلال اور تخت و تاج کا کرہ فرلرزہ براندام ہو جاتا تھا۔ خواجہ محمد ضیاء الدین علیہ الرحمۃ وطن عزیز کی آزادی کے لئے عمر بھر انگریزوں سے برسر پیکار رہے۔ یہ ان کا ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔ کہ تمام زندگی انہوں نے اپنی سرزمین کا لگام استعماری حکومت کو نہیں دیا۔

شاید خدا کو حضرت خواجہ ضیاء الدین علیہ الرحمۃ کا خلوص و ایثار پسند آیا کہ انہیں خواجہ قمرالدین سیالوی علیہ الرحمۃ جیسا فرزند عطا کیا جس کی ذہانت وفراست علمی بزرگی اور شان فقر و استغنا کا ڈنکا چار دانگ عالم میں آج تک بج رہا ہے۔ حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی علیہ الرحمۃ مادرزاد ولی تھے۔ بچپن ہی سے آپ میں ایسے آثار نمودار ہونے لگے جو آپ کی عظیم شخصیت کی غمازی کرتے تھے۔ ابھی آپ کی عمر شریف صرف ۳ برس تھی کہ آپ نے یہ معمول بنالیا کہ گھر میں جو کپڑا ہوتا آپ اس کو پگڑی بنا کر سر پر باندھ لیتے تھے۔ بعض اوقات تو اتنے کپڑے سر پر باندھ لیتے تھے کہ آپ کے ننھے سے سر پر پگڑیوں کا انبار لگ جاتا تھا۔ آپ کے اس طرز عمل کی خبر کسی طرح آپ کے دادا جان حضرت ثانی صاحب کو ہوگئی ان کی محبت کے جذبات میں جوش آ گیا۔ اسی وقت پوتے کو بلایا اور اپنے پاس محفوظ تبرکات کے صندوق سے آپ کو جتنی دستاریں اپنے پیر خانے سے عطا ہوئی تھیں یا حضرت شمس العارفین کے جو عمامے بطور تبرک محفوظ تھے۔ سب کے سب نکال لئے اور اپنے دست مبارک سے اپنے اس نونہال کے سر پر باندھ دیئے۔

Marfat.com
Marfat.com

تعلیم وتربیت:

ابھی آپ کی عمر شریف بمشکل ۸ برس ہوئی تھی کہ آپ کے داداجان کا انتقال ہوگیا۔اس کے بعد آپ کی تمام تعلیم وتربیت کی ذمہ داری آپ کے والد بزرگوار نے سنبھالی جنہیں طریق شہبازی سکھانے کا خداداد ملکہ تھا۔چار سال چار ماہ اور دس دن کی عمر شریف جب ہوئی تو قصبہ پوہلا کے معروف حافظ عبدالکریم کے پاس آپ کوقرآن عظیم حفظ کرنے کے لئے بٹھادیا گیا۔اس کے بعد جیداساتذہ نے آپ کوفارسی اورصرف نحو کی ابتدائی کتابیں بڑے شوق سے پڑھائیں اوراس جوہر قابل نے اپنے اساتذہ کے فیض کوبڑے شوق ومحبت سے قبول کیا۔

برصغیر پاک وہند میں خیرآبادی خانوادہ علم وحکمت کے فقیدالمثال عالم حضرت مولانا معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ کی نگاہ انتخاب آپ پر پڑی۔وہ اس وقت مدرسہ عثمانیہ دارالخیراجمیر شریف میں صدر مدرس تھے کچھ عرصے کے بعد خواجہ ضیاءالدین سیالوی علیہ الرحمۃ نے اپنے فرزندار جمند کو حصول تعلیم کے لئے اجمیر شریف روانہ کیا۔پھر حضرت کا شوق فراواں مولانا کوکشاں کشاں اجمیر سے سیال شریف لے آیااور حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ علامہ اجمیری علیہ الرحمۃ سے اکتساب فیض کرنے لگے۔مولانا اجمیری کے تلمذرشید مولانا محمد حسین علیہ الرحمۃ بھی حضرت خواجہ سیالوی کی تدریس کے لئے دارالعلوم ضیاءشمس الاسلام میں عرصہ درازتک تشریف فرمارہے۔حضرت مولانا محمد دین بدھوی نے بھی جناب خواجہ کومنطق وفلسفہ کی کتابیں پڑھائیں۔یوں آپ نے علوم معقول ومنقول کی تکمیل ان سلاطین علم ودانش سے کی۔حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی علیہ الرحمۃ کو آپ کے والدگرامی نے نہ صرف علم کتابی کا ماہر بنایا بلکہ ایک مجاہد کی زندگی کے آداب بھی سکھائے۔آپ شاہسواری،نشانہ بازی،شمشیرزنی،میں بھی یکہ ناز تھے۔آپ کومشقت اورجفاکش بنانے کے لئے گھوڑادوڑانے کی خوب مشق کروائی گئی۔آپ نے ۱۹۳۲ھ بمطابق ۱۳۵۱ھ میں علوم ظاہری سے سندفراغت حاصل کی۔

حج بیت اللہ شریف:

حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی نے ۱۹۳۸ء میں حج بیت اللہ شریف اورزیارت روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حجاز مقدس تشریف لے گئے۔مدینہ طیبہ میں اندلس کے قاضی شیخ ابوبکرالنسائی نے آپ کوایک ملاقات میں سندحدیث عطافرمائی۔

اسی طرح مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولیتہ کے شیخ الحدیث علامہ عمرو حمدان مکی نے بھی آپ کوسند

Marfat.com
Marfat.com

حدیث عطا فرمائی۔ حضرت خواجہ علماء کے طبقہ میں معتبر اور ممتاز حاصل شمار کئے جاتے ہیں۔ اور زمرہ مشائخ میں جان محفل ہوا کرتے تھے۔

سیرت و کردار:

حضرت خواجہ نے ہزاروں گم کردہ راہوں کو راہ ہدایت سے ہمکنار فرمایا۔ بدنصیبوں کو سکون وطمانیت کی دولت عطا کی انگنت نفوس آپ کے انفاس طیبہ کی وجہ سے اللہ کریم اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے انوار سے چمک اٹھے۔ آپ سیدھے سادھے مسلمانوں کے ایمان اور خوش عقیدگی کے تحفظ کی خاطر ہمیشہ فرقہ باطلہ کی تردید میں سینہ سپر رہے۔ مناظرہ اور مباحثوں سے ان کے شکوک وشبہات کے مسکت اور شافی حضرت خواجہ سیالوی عربی فارسی اردو پنجابی زبانوں میں گفتگو فرمالیا کرتے تھے۔ انشاء عربی پر آپ کو قدرت کاملہ حاصل تھی۔ عربی میں کمال درجے کا شغف رکھنے کے علاوہ آپ کو اس زبان میں بلاتکلف مضمون لکھنے کی بھی مہارت تامہ حاصل تھی۔ اللہ نے آپ کو اس غضب کا حافظہ عطا کیا تھا کہ سالوں پہلے پڑھی ہوئی کتابوں کے مضامین آپ کے پیش نظر رہتے تھے۔ آپ کے استاد محترم علامہ معین الدین اجمیری آپ کی ذہانت وذکاوت کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ کو عیسائیت کے علوم پر بھی دسترس حاصل تھی۔ آپ نے اپنے زور علم اور زور بیان سے عیسائیوں کے ساتھ مناظرے اور مباحثے کئے جس میں بڑے بڑے عیسائی پادریوں کو منہ کی کھانی پڑی۔

آپ جہاں علم وفضل میں یکتا تھے۔ اس طرح شریعت وطریقت میں بھی یکتائے زمانہ تھے آپ اپنے والد کے صحیح جانشین اوصاف مشائخ کے جامع اور حد درجہ زیرک انسان تھے۔ آپ چرخ شریعت وطریقت کے نیر تاباں تھے۔ آپ کے والد گرامی خواجہ ضیاء الدین علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کے بعد آپ نے آستانہ عالیہ سیال شریف کی مسند سجادگی کو رونق بخشی اور پیر سیال کی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔

کشف وکرامت:

ایک دفعہ حضرت خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کو اطلاع ملی کہ سلانوالی کے علاقہ میں پادری براؤن نے قیامت صغریٰ بپا کر رکھی ہے۔ اس نے مسلمانوں کے خلاف ایک کیمپ قائم کر رکھا ہے۔ وہاں آ کر روزانہ بازاروں اور سڑکوں پر اپنا اسٹیج لگاتا ہے اور عوام کا ٹھٹھہ کا ٹھٹھہ اس کے پاس جمع ہو جاتا ہے۔ اور وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے اسلام اور اہل اسلام پر بے سروپا

Marfat.com
Marfat.com

اعتراضات کی بوچھاڑ کرتا ہے۔ سلانوالی سیال شریف سے ۱۵ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ آپ اطلاع ملتے ہی گھوڑے پر سوار ہو کر سلانوالی روانہ ہو گئے اور اس پادری کے کیمپ میں پہنچ گئے اور اس کو مناظرہ کا چیلنج دیا جو اس نے قبول کر لیا۔ آپ کی پہلی تقریر میں بائبل کی تعریف کے موضوع پر مدلل تقریر سے اس کے حواس یوں باختہ ہو گئے کہ اس نے بائبل کو زمین پر پٹخ کر مارا اور یہ کہتا ہوا مناظرہ کے میدان سے بھاگ گیا کہ واقعی ہماری کتابیں خراب ہو گئیں ہیں۔ اس طرح حضرت خواجہ کی ایک مجاہدانہ ضرب کاری سے اس سامری کا سارا طلسم ٹوٹ کر پاش پاش ہو گیا۔

کرامت ۲:

اسی طرح تونسہ شریف میں آپ عرس مبارک کے موقع پر تشریف لے گئے انہی دنوں ایک عیسائی مبلغ وہاں آ گیا اور اُس نے بر سر بازار اسلام کے خلاف اپنی تقریر شروع کر دی۔ لوگوں کا ایک اژدھام اس کے پاس جمع ہو گیا وہ اسلام پر تابڑ توڑ حملے کرتا تھا۔ قرآن پاک اور احادیث اس کو زبانی ازبر تھیں۔ جن کو وہ جا بے جا استدلال کے طور پر بڑی چابکدستی سے استعمال کر رہا تھا۔ اس مجمع میں کئی عالم بھی موجود تھے مگر کسی میں اس کو روکنے کی جرأت نہ تھی۔ حضرت خواجہ کو جب پتہ چلا تو آپ دوڑتے ہوئے وہاں تشریف لے گئے اور چند ہی لمحوں میں اس کا ناطقہ بند کر دیا اور وہ راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا۔

آپ کی جرأت اور مذہبی غیرت:

ایک مرتبہ آپ کو رائفل کا لائسنس بنوانا مقصود تھا۔ جس کے لئے آپ نے ڈپٹی کمشنر سرگودھا جو کہ انگریز تھا کو درخواست دی اُس نے آپ کی درخواست کے جواب میں آپ سے استفسار کیا۔ آپ نے جو خدمات انگریز سرکار کے لئے انجام دی ہیں وہ لکھ کر بھیجیں تا کہ اُن خدمات کی روشنی میں آپ کو لائسنس جاری کیا جائے۔

حضرت خواجہ سیالوی نے ڈی سی کو لکھ کر بھیجا شاید آپ حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کے نام نامی اور اُن کے کارناموں سے واقف ہوں گے۔ میں انہیں کا فرزند ہوں۔ جس قسم کی خدمات انہوں نے سرکار انگلشیہ کے لئے انجام دی ہیں۔ انہیں خدمات کی آپ مجھ سے توقع رکھیں۔ جواب ارسال کر کے حضور خواجہ مطمئن تو ہو گئے مگر رائفل کے لائسنس کا خیال آپ کو دل سے نکالنا پڑا کیونکہ ایسی صورت حال کے پیش نظر انگریز ڈی سی کس طرح لائسنس جاری کر سکتا تھا۔ اسی رات خواب میں آپ کی ملاقات اپنے والد خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی علیہ الرحمۃ سے

Marfat.com
Marfat.com

ہوئی انہوں نے فرمایا قمرالدین آپ مایوس نہ ہوں ایک کمرے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ کمرے میں رائفلوں کا انبار لگا دیا ہے۔ ان میں سے جو آپ کو پسند ہو وہ چن لیں۔ اس واقعہ کے چند روز بعد بغیر کسی کاوش اور سفارش کے آپ کو رائفل کا لائسنس جاری کر دیا گیا۔

نمبر ۲:

حضرت خواجہ سیالوی رحمتہ اللہ علیہ نے جہاد کشمیر میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ اور فرنٹیئر کے سرحدی علاقوں سے بیش قیمت اسلحہ خرید کر مجاہدین میں تقسیم فرمایا۔ جہاد کشمیر کے لئے آپ نے ملک گیر مہم چلائی اور لوگوں کو اس جہاد میں شامل ہونے کی طرف راغب کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ جوق در جوق جہاد کشمیر میں شامل ہونے لگے۔

نمبر ۳:

حضرت خواجہ سیالوی نے مہاجرین کی آبادکاری میں بھی بھرپور حصہ لیا اور حکومت کا ہاتھ بٹانے کے علاوہ اپنے ذاتی فنڈ سے بے شمار مہاجروں کے گھروں کو آباد کیا۔

نمبر ۴:

۱۹۶۵ء کی جنگ کے موقع پر آپ نے اپنی تمام جمع پونجی دفاعی فنڈ میں جمع کرا دی اور اپنے مریدوں اور معتقدین کو بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا حکم دیا۔ آپ کے ایثار و قربانی کا عالم یہ تھا کہ آپ نے اپنے اہل خانہ کے زیورات بھی ملک پر قربان کر دیئے اور اپنے احباب کو قنوت نازلہ پڑھنے کا حکم دیا۔

نمبر ۵:

حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ رحمتہ اللہ علیہ آلو مہار شریف ضلع سیالکوٹ والے فرماتے ہیں کہ ۱۹۷۰ء کے الیکشن کے موقع پر ایک سرمایہ دار اور جاگیردار شخص جمعیت علمائے پاکستان کے ٹکٹ پر انتخاب لڑنے کا خواہش مند تھا۔ اس تمنا کی تکمیل کے لئے وہ حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں سیال شریف حاضر ہوا۔ آپ نے اس کی خواہش سنی تو فرمایا یہ نشست تو ہم نے ایک عالم دین کو دی ہے۔ تاکہ وہ لڑ کر کامیاب ہو جائے اور دین کی خدمت کرے یہ سن کر مذکورہ جاگیردار بہت مایوس ہوا اور ناکام واپس چلا گیا۔ اس بات کے کچھ ہی دنوں بعد وہ تین لاکھ روپیہ کی خطیر رقم کا چیک لیکر حضور خواجہ صاحب کے پاس دوبارہ آیا اور عرض کی حضرت یہ رقم ناچیز کی طرف سے قبول کر لیجئے تاکہ لنگر کے خرچ میں کام آئے۔ حضرت خواجہ صاحب سمجھ گئے کہ اس دنیا دار کا

Marfat.com
Marfat.com

مقصد کیا ہے۔ آپ کو اس سرمایہ دار کی اس حرکت پر اتنا طیش آیا کہ غضب ناک ہو گئے اور فرمایا کہ اے دولت مند انسان یہ اپنی دولت لے جا اور یہ بوٹی کسی دنیا کے کتے کے آگے ڈال دینا۔

نمبر ۶:

۱۹۷۰ء میں مولانا عبدالحمید بھاشانی نے گھیراؤ جلاؤ مٹاؤ تحریک کا آغاز کیا۔ تو جواب میں حضرت خواجہ صاحب نے دارالسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اس قدر عظیم الشان سنی کانفرنس منعقد کی کہ بھاشانی کی غیر اسلامی اور تشدد پر مبنی ناپاک کوششیں گرد ہو کر رہ گئیں۔

نمبر ۷:

پاکستان میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کے لئے آپ نے انتھک کوششیں فرمائیں۔ آپ نے شدید بیماری کے باوجود اسلامی نظریہ کونسل کے لئے دن رات کام کیا۔ حضرت کی ان خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر جسٹس تنزیل الرحمٰن نے انکشاف کیا کہ حضرت نے اسلامی نظریاتی کونسل کے لئے ہمیشہ تنخواہ کے بغیر کام کیا۔ حتیٰ کہ سفر کے خرچ کے لئے بھی آپ نے کبھی بھی کوئی پیسہ حکومت سے نہیں لیا۔

وصال باکمال:

۱۲ جولائی ۱۹۸۱ء کو حضرت خواجہ سیالوی سرگودھا سے چند میل دور پل گیارہ کے مقام پر ٹریفک کے ایک حادثے میں بری طرح زخمی ہو گئے۔ آپ کو فی الفور سرگودھا کے ہسپتال میں داخل کرایا گیا مگر وہاں آپ کی حالت بہتر نہ ہو سکی۔ پھر آپ کو کمبائنڈ ملٹری ہسپتال لاہور لایا گیا جہاں آپ ۲۰ جولائی ۱۹۸۱ء بمطابق ۱۷ رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کو سیال شریف میں آپ کے نامور والد گرامی حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کے پہلو میں دفن کیا گیا سیال شریف ضلع سرگودھا میں آج بھی آپ کا مزار پرانوار مرجع خاص و عام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بھی کئی مرتبہ اس بارگاہ میں حاضری و زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔

اس عظیم مرد درویش کی قبر انور پر جس کی تمام زندگی صرف اور صرف للّٰہیت کی بنیاد پر گزری۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

مقرب بارگاہِ رسول کریم ﷺ متصرف بہ ولایتِ غوثیت تاجدار گولڑہ فاتح قادیان غوث زماں حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۵۹ء میں راولپنڈی سے ۱۱ میل دور گولڑہ شریف کے مقام پر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام نامی اسم گرامی پیر سید نذر دین شاہ تھا۔ جو کہ مجذوب تھے۔ وہ راتوں کو گولڑہ شریف کے قلعہ کے آس پاس حق ہو کے نعرے لگاتے تھے۔ راستے میں چلتے وقت اُن کے آگے کوئی بسم اللہ کی صدائیں لگاتا تھا۔ آپ خاموش طبیعت فقیر تھے۔ کسی سے کلام نہ فرماتے تھے۔ لوگ بسا اوقات آپ کے بولنے کے منتظر رہتے تھے۔ آپ سیف زبان تھے۔ جو بھی آپ کی زبان ترجمان سے نکل جاتا وہ ہو کے رہتا۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے قبل ہی خاندان کے بزرگوں کو بشارتیں ملنا شروع ہو گئیں تھیں۔ آپ کی ولادت سے چندروز قبل ایک مجذوب فقیر نے آپ کی خانقاہ کے باہر ڈیرہ ڈال دیا تھا۔ خانقاہ کے خادم اس کو کھانا پہنچاتے۔ تو وہ کھانا کھانے سے یہ کہہ کر انکار کر دیتا کہ ظالمو! میں کھانا کھانے نہیں بلکہ آنے والے کو سلام کرنے آیا ہوں۔

جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو وہ مجذوب فقیر بے تابانہ انداز میں حرم سرا کی دیوڑھی میں پہنچا اور ''پہلے میں، پہلے میں'' کی دیوانہ وار صدائیں دینے لگا۔ آپ کے والد گرامی نے لوگوں سے فرمایا یہ حقیقت ہے کہ پہلا حق بھی اسی کا ہے کہ بچے کی زیارت اسی کو کرائی جائے۔ چنانچہ بچے کو باہر لایا گیا۔ مجذوب نے عقیدت و محبت سے السلام علیکم یا مجدد یا ولی اللہ کہہ کر بچے کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ اور الحمد اللہ کہہ کر واپس چلا گیا۔ پھر دوبارہ کسی کو نظر نہ آیا۔ آپ کا پیدائشی نام نامی مہر منیر ہے۔ مگر آپ نے سید مہر علی شاہ کے نام سے شہرت پائی۔

ولادت سے پہلے آپ کے والد گرامی کی کیفیت:

آپ کے والد گرامی پیر سید نذر دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس وقت سید مہر علی شاہ میرے صلب میں تھے تو میری طبیعت میں اس قدر ہیجان اور بے قراری ہوا کرتی تھی۔ کہ ایک پل بھی مجھے چین نہ ملتا تھا۔ ساری ساری رات عبادت گذاری میں بسر ہو جاتی تھی۔ پورے قصبہ

Marfat.com
Marfat.com

میں جتنی مساجد تھیں۔ کبھی ان میں پانی بھرنا شروع کر دیتا۔ مگر سکون میری طبیعت سے کوسوں دور تھا۔ کبھی نوافل کا اہتمام شروع کر دیتا۔ کبھی اوراد و وظائف میں رات گذر جاتی۔ کبھی روزے رکھتا جن کی تعداد کا شمار ہی نہیں۔ مگر عشق الٰہی کی ایک حدت تھی۔ جو مجھے اندر ہی اندر جلا رہی تھی اور یہ خدا کا طالب اس کی طلب میں جان جان آفرین کے سپرد کرنے کو بے قرار تھا۔

تعلیم و تربیت:

حضور تاجدار گولڑہ کی عمر شریف ابھی ۴ سال ہی تھی کہ آپ کی ابتدائی تعلیم کا آغاز ہو گیا۔ ابتدائی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو عربی فارسی اور صرف ونحو کی تعلیم ہزارہ کے ایک عالم دین مولانا غلام محی الدین نے دی تھی۔ کافیہ کے علوم بھی آپ نے مولانا غلام محی الدین سے ہی حاصل کیے تھے۔

آپ کی ذہانت میں اس قدر تیزی تھی کہ جو سبق ایک روز پڑھتے وہ اگلے روز ازبر ہوتا۔ اسی طرح قرآن کریم بھی آپ نے بہت جلد حفظ کر لیا تھا۔ ایک روز آپ کے اُستاد مولانا غلام محی الدین نے آپ کی روحانیت اور فراست کو آزمانے کے لئے ایک ایسی کتاب جس کی کچھ عبارت کرم خوردہ تھی۔ اس کو پڑھنا اور اس کے متعلق اندازہ لگانا عام آدمی کے لئے بہت مشکل تھا۔
مولانا غلام محی الدین نے وہ کتاب آپ کو دی اور کہا کہ یہ کرم خوردہ صفحات کی عبارت کل تمہیں صحیح یاد ہونی چاہیے۔ ورنہ سخت سزا دی جائے گی۔ آپ نے وہ کرم خوردہ عبارت اور صفحات اگلے روز مولانا غلام محی الدین کو زبانی سنا دیئے۔ مولانا سُن کر حیران تو بہت ہوئے مگر اپنی تسلی کے لئے وہ کتاب لے کر راولپنڈی ایک مدرسے میں گئے۔ وہاں سے اصل کتاب میں سے کرم خوردہ عبارت اور صفحات کو دیکھ کر انگشت بدنداں ہو گئے کہ عبارت بلفظہٖ وہی تھی جو کہ گولڑے کے تاجدار نے سنائی تھی۔ اُس روز کے بعد مولانا غلام محی الدین نے آپ کو پڑھانے سے معذرت کرتے ہوئے آپ کے والد گرامی سے عرض کیا۔ کہ عرش کی طرف پرواز کرنے والے شاہین کو ایک مولا کیا تعلیم دے سکتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے بھوئی گاڑ کے مقام پر مولانا محمد شفیع قریشی علیہ الرحمۃ کی درس گاہ میں داخل ہو کر منطق اور نحو کی تعلیم حاصل کی۔ دوران تعلیم آپ کے زہد تقوے کا یہ حال تھا کہ آپ اکثر روزے سے رہتے تھے۔ گھر سے ملنے والے جیب خرچ کو اپنے ساتھی طلباء میں تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ آپ نے ہندوستان کی اعلیٰ درس گاہوں سے علم حاصل کیا۔ اور کمال کے درجے کو پہنچے۔ آپ کے زمانے میں آپ کا ثانی ناممکن تھا۔ بڑے بڑے الجھے ہوئے

Marfat.com
Marfat.com

مسائل کا فوری حل فرما دینا یہ آپ کو خداداد نعمت حاصل تھی۔

دوران تعلیم قصیدہ غوثیہ کے عامل سے ملاقات:

جس زمانے میں آپ مولانا سلطان محمود کے درس میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ اُن سے ملنے کے لئے قصیدہ غوثیہ کے ایک عامل تشریف لائے۔ تمام طلباء ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ مگر آپ اپنی جگہ پر بیٹھے رہے۔ یہ دیکھ کر قصیدہ غوثیہ کے عامل کو غصہ آ گیا اور کہنے لگا کہ میں قصیدہ غوثیہ پڑھوں تو جب اٹھو گے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تم قصیدہ پڑھو میں قصیدے والے کو بلاتا ہوں۔ آپکا یہ فرمانا تھا کہ تمام طلباء اور مولانا سلطان محمود نے دیکھا کہ اُس عامل کو غش پڑ گیا۔ اور بے ہوش ہو کر گر گیا۔ آپ کے اُستاد مولانا سلطان محمود نے جب یہ ماجرا دیکھا تو فرمایا کہ آپ شرعی درسگاہ کے طالب علم ہیں۔ شرعی حدود سے تجاوز نہ کیا کریں۔

استاد محترم کی نصیحت سننے کے بعد آپ نے اپنا سر ندامت سے جھکایا۔ اور ساتھ ہی اُستاد محترم سے عرض کیا کہ آپ بھی ایسے شعبدہ بازوں کو یہاں آنے سے روکیں۔

ولیہ خاتون کی پیشن گوئی:

ایک مرتبہ آپ کے اُستاد مولانا سلطان محمودؒ کسی سفر کیلئے روانہ ہوئے وہ خود تو گھوڑے پر سوار تھے۔ جبکہ تاجدار گولڑہ ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر آگے آگے چل رہے تھے۔ راستے میں ایک مقام پر سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ کی ایک مریدہ جو کہ انتہائی متقی پرہیز گار عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔ نے جب یہ منظر دیکھا تو مولانا سلطان محمود سے فرمایا کہ تمہیں اس شہزادے کے مرتبہ کا علم نہیں۔ وگرنہ تم یوں گھوڑے پر سوار ہو کر لگام اس کے ہاتھ میں نہ تھماتے۔ انہوں نے فرمایا کہ مولوی سلطان محمودؒ ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ جب یہ شہزادہ گھوڑے پر سوار ہوگا اور تم اس کے پیچھے بھاگو گے۔

چنانچہ اس عفیفہ اور متقیہ خاتون کی یہ پیشن گوئی درست ثابت ہوئی کہ تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جب روحانیت اور سلوک کی تمام منزلیں طے کر چکے تو دور دور تک آپ کے علم و عمل، فضل و کمال اور ولایت کے چرچے تھے۔ آپ گھوڑے پر سوار عرس مبارک میں شرکت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ مولانا سلطان محمودؒ نے آپ کے گھوڑے کے پیچھے دوڑنا شروع کیا کافی دور جا کر آپ کو جب علم ہوا کہ استاد محترم مولانا سلطان محمودؒ گھوڑے کے پیچھے دوڑے چلے آ رہے ہیں۔ تو فوراً گھوڑے کو روکا اور نیچے اترنے کی کوشش کی تو آپ کے استاد محترم مولانا سلطان

Marfat.com
Marfat.com

محمودؒ نے حکم دیا کہ اگر آپ گھوڑے سے اُترے تو میں آپ کو اپنی شاگردی سے خارج کردوں گا۔ چنانچہ اُستاد کا فرمان سن کر آپ مجبوراً گھوڑے پر سوار رہے۔ اس طرح مولانا نے اس واقعہ کی تلافی کی۔ کہ جب ان کے گھوڑے کی لگام تاجدار گولڑہ تھام کر چلتے تھے۔

حصول علم کے لئے کان پور روانگی:

حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جس زمانے میں حصول علم کے لئے کان پور مولانا احمد حسن محدثؒ کے پاس تشریف لے گئے۔ مولانا اُن دنوں حج بیت اللہ کے لئے ہندوستان سے حجاز کی طرف روانہ ہونے کی تیاری کر رہے تھے۔ آپ کی عمر شریف اس وقت صرف ۱۰ برس تھی۔ آپ نے جب دیکھا کہ مولانا احمد حسن محدثؒ حج کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ تو آپ علی گڑھ تشریف لے گئے۔ وہاں مولانا لطف اللہؒ کے مدرسے میں داخلہ لیا اور بقیہ تعلیم وہیں پر مکمل کی۔ مولانا احمد حسنؒ جب حج بیت اللہ سے واپس تشریف لائے تو انہیں اس بات کا شدید احساس و رنج تھا کہ گولڑے کے تاجدار کی استادی کا شرف حاصل نہ کر سکا۔ اسی احساس محرومی میں کافی دن گذر گئے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں بھی سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا استاد ہوتا تو میری بھی بخشش کا سامان بن جاتا۔ مگر میری قسمت میں ایسا نہ تھا۔

اسی غم میں آپ ایک مرتبہ زبدۃ الانبیاء حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کے آستانہ عالیہ پر پاکپتن شریف تشریف لے گئے۔ تو وہاں پر پہلے سے موجود حضرت پیر سید مہر علی شاہ کو دیکھ کر بہت پر تپاک طریقہ سے ملے اور بہت خوش ہوئے۔ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی مولانا احمد حسنؒ محدث کو دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ وہاں پر بھی مولانا احمد حسنؒ نے دوران گفتگو کہا کہ کاش آپ کی اُستادی مجھے حاصل ہو جاتی اور میں بھی آپ کی دعاؤں اور تلطف میں شامل ہوتا۔

مولانا احمد حسن محدث کانپوریؒ کے وصال کے بعد بھی اکثر و بیشتر پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی محافل میں اُن کا تذکرہ کرتے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ مولانا احمد حسن جیسا انسان اب اس دنیا میں نہیں آسکتا۔ یہ فرما کر آپ آبدیدہ ہو جایا کرتے تھے۔

بیعت و خلافت:

۱۸۷۶ء میں آپ ظاہری تعلیم سے فارغ ہو کر مرشد کامل کی تلاش میں نکلے۔ مختلف مقامات کی سیر و سیاحت کرتے ہوئے بالآخر سیال شریف حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ اور جانشین شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کے

Marfat.com
Marfat.com

مرید ہوئے۔دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے پیر کامل نے جلد ہی خلافت عطا فرما کر آپ کو سرفراز فرمایا۔

ایک سوال:

تاجدار گولڑہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ حضور آپ سید زادے اور آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں مگر بیعت آپ نے جٹ گھرانے کے مرشد سے کی ہے۔اس کی کیا وجہ ہے۔یہ سادات کی توہین کے مترادف نہیں ہے؟ یہ سن کر گولڑے کے تاجدار مسکرا دیئے۔اور فرمایا کہ جٹ کے سبز کھیت اپنی ہریالی کی وجہ سے مجھے اپنی طرف کھینچ کر لے گئے۔جٹ کے پاس کچھ تھا۔تب ہی سید زادے نے اس کی غلامی قبول کی ہے۔یہ سن کر معترض خاموش ہو گیا۔

شادی:

ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کے بعد جب آپ گولڑہ شریف پہنچے تو والدین نے فوراً آپ کی شادی کر دی۔مگر شادی کے بعد جلد ہی آپ پر جذب کا عالم طاری ہو گیا۔دوران نماز اوراد و وظائف عبادت و ریاضت کے دوران گفتگو آپ پر رقت طاری ہو جاتی اسی حالت میں آپ ننگے پیر اپنی خانقاہ سے نکل کر جنگل کی طرف چلے جاتے۔اکثر اوقات کئی کئی مہینے گھر واپس تشریف نہ لاتے۔اسی دوران آپ آگرہ، دہلی، کلیر شریف، سرہند شریف اور ہندوستان کی دیگر زیارت مقدسہ پر حاضری دیتے ہوئے جب والی ہند شہنشاہ ولایت عطائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواجہ خواجگان حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار گوہر بار میں پہنچے تو حضور غریب نواز نے آپ پر خصوصی توجہ فرماتے ہوئے آپ کو اسرار رموز کی غیبی تعلیم بھی دی اور حجاب کے پردے بھی اُٹھا دیئے۔حضور خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں حاضری کے بعد آپ نے حجاز مقدس کے لئے اپنے سفر کا آغاز کیا۔وہاں پر پہنچنے کے بعد آپ نے حج بیت اللہ ادا کیا۔حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ میں زیارت روضہء رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے اور کافی عرصہ مقیم رہے۔

ایک روز وادی حمرا میں ڈاکوؤں کے خوف سے آپ نے عشاء کی سُنتیں بوجہ مجبوری موقوف کر دیں۔تو رات کو شہنشاہ کونین باعث تخلیق کائنات مالک ارض وسماء نبی کریم روف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت سے مشرف ہوئے۔مدینے کے تاجدار کو دیکھ کر طبیعت میں

Marfat.com
Marfat.com

حیرانگی پیدا ہوئی کہ سرکار مدینہ علیہ سلام نے آپ پر نظر کرم نہیں فرمائی بلکہ ناراضگی کا اظہار نمایاں نظر آتا ہے۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار ابد قرار کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا وجہ ہے کہ آج آپ ناراض معلوم ہو رہے ہیں مجھ سے کیا بے ادبی ہوگئی جواب میں سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مہر علی جب تم نے میری سُنتیں ترک کر دیں۔ تو لطف و کرم کا مطالبہ کیسا؟ تاجدار گولڑہ فرماتے ہیں کہ جب میری آنکھ کھلی تو فوراً عشاء کی نماز دوبارہ مکمل ادا کی۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے ملاقات:

مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ واپسی پر آپ کی ملاقات برصغیر پاک و ہند کے معروف صوفی بزرگ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ سے ہوئی۔ آپ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران اکثر و بیشتر حاجی امداد اللہ صاحب کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حجاز مقدس میں قیام کا ابھی آپ کا پروگرام کافی طویل تھا کہ حاجی امداد اللہ صاحب نے آپ کو ہندوستان واپسی کے لئے فرمایا اور کہا کہ آپ کی ضرورت یہاں نہیں بلکہ ہندوستان میں ہے۔ اس لئے کہ ہندوستان میں ایک فتنہ اُٹھنے والا ہے جس کی سرکوبی آپ کے ہاتھوں ہوگی۔ مکہ مکرمہ سے روانہ کرنے کے وقت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے آپ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی دستار خلافت بھی عنایت فرمائی۔

گولڑے شریف کی واپسی:

حجاز مقدس سے جب آپ گولڑے شریف پہنچے۔ تو ہر وقت آپ کے آستانہ عالیہ پر مخلوق خدا کا اژدھام رہنے لگا اور دور دور سے لوگ آتے۔ ملاقات و زیارت کرتے اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت کرتے۔ روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں مریض آتے اور خدا کی رحمت سے شفا یاب ہو کر واپس جاتے۔

فاتح قادیان:

آپ مخلوق خدا کی رشد و ہدایت میں مصروف تھے کہ پورے ملک میں قادیانی فتنہ کی آوازیں آنے لگی۔ پورے برصغیر و پاک و ہند میں مرزا غلام احمد قادیانی کذاب نے اعلان نبوت کر کے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کی ناپاک کوشش کی۔ مرزا قادیانی نے اسلام دشمنی میں طرح طرح کے حیلے بہانے اختیار کئے۔ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ اور

Marfat.com
Marfat.com

حضرت تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو مناظرے کا چیلنج کیا۔ آپ نے مرزا قادیانی کو جواباً فرمایا کہ تو میرے ساتھ کیا مناظرہ کرے گا۔ اگر تو سچا ہے تو آ ہم دونوں جلتے ہوئے تندور میں چھلانگ لگاتے ہیں۔ جو سچا ہو گا بچ جائے گا۔ جو جھوٹا ہو گا وہ جل کر مر جائے گا۔ مرزا قادیانی آپ کا یہ جواب سُن کر راہ فرار اختیار کر گیا۔ اسی طرح لاہور میں انجمن اسلامیہ کے ہال میں مناظرہ طے ہوا۔ جس میں حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ علیہ الرحمۃ محدث علی پوری جیسے اکابرین ملت موجود تھے۔ مگر مرزا قادیانی وہاں بھی وقت طے ہونے کے باوجود نہیں پہنچا چنانچہ مغرب کی نماز تمام علمائے اہل سُنت و مشائخ عظام نے اکٹھے ادا کی۔ اور نماز کے بعد دعا کرتے ہوئے تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ کہ اے اللہ ہم سب تیرے دین اور تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کی خاطر یہاں اکٹھے ہوئے صبح سے اب تک اس جھوٹے اور کذاب مدعی نبوت کا انتظار کیا۔ مگر وہ نہ آیا۔ اے اللہ اب معاملہ تیرے سپرد ہے اس کذاب کو اپنے منطقی انجام تک پہنچا۔ اس دُعا کے فوراً بعد آپ نے فرمایا کہ لوگو سُن لو۔ مرزا قادیانی کی موت انتہائی ذلت آمیز اور غلاظت میں ہو گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس بے ایمان کو خُدا نے اسی رات بیت الخلاء میں انتہائی ذلت آمیز موت دی جو کہ مرزا کے پیروکاروں کے لئے رہتی دنیا تک باعث عبرت ہے۔ ادھر آپ نے بددُعا کی اور ادھر پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ نے اعلان کیا کہ لاہور والو کل کا سورج نکلنے سے پہلے مرزا اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ رد قادیانیت کے لئے تاجدار گولڑہ کی خدمات انتہائی درجہ کی ہیں۔ جس کی مثال و نظیر ناممکن ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے بہت سی کتابیں اور رسالے لکھے۔ جن میں سیف چشتیائی اور ایک رسالہ شمس الھدیٰ مقبول عام ہیں۔ آج بھی علمائے اہل سنت کے علاوہ مختلف مکاتب فکر کے لوگ ان ہی کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں۔ اور انہی کتابوں کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

بابا غلام فرید کی حاضری:

سلسلہ عالیہ چشتیہ کے ایک بزرگ کے مرید بابا غلام فرید جو کہ معماروں کا کام کرتے تھے۔ اُنھیں بزرگوں، پیروں، فقیروں، درویشوں سے ملاقات اور ان کی زیارت کرنے اور بزرگوں کی کرامات دیکھنے کے علاوہ ذاتی تجلی کا بھی شوق تھا۔ انہوں نے اپنے مرشد سے تحریری طور پر اجازت لے رکھی تھی کہ میں کسی بھی بزرگ کی خدمت میں جا سکتا ہوں اس سلسلہ میں انہوں نے کسی صاحب

Marfat.com
Marfat.com

کمال ہستی کی تلاش میں کئی سال جنگلوں ویرانوں بیابانوں شہروں اور قصبوں میں گذار دیئے۔

ایک روز حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری علیہ الرحمۃ کے مزار فیض انوار پر چلہ کش تھے۔ کہ ان کی ملاقات ایک گیسو دراز خوش پوش خوبصورت بزرگ سے ہوئی۔ اور اسی طرح بار بار خواب میں انہی باکمال بزرگ کی زیارت ہوتی رہی۔ مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ بزرگ کس مقام پر جلوہ گر ہیں۔ اسی پریشانی میں کافی دن گذر گئے کہ ایک دن حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضر تھے کہ ایک بزرگ تشریف لائے۔ انہوں نے بابا غلام فرید سے کہا کہ گولڑے شریف کے مقام پر ایک بزرگ ہیں۔ جو ذاتی تجلی کرانے پر قادر ہیں۔ لہٰذا گولڑے شریف چلے جاؤ تمہارا گوہر مقصود تمہیں مل جائے گا۔

چنانچہ بابا غلام فرید مژدۂ جاں فزاں سن کر فوراً وہاں سے گولڑے شریف کی جانب چل دیئے۔ گولڑے شریف پہنچ کر کیا دیکھا کہ جس بزرگ کی بار بار زیارت کرائی جارہی تھی وہ بزرگ تو یہاں تشریف فرما ہیں۔ دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی۔ بڑے شوق و ولولے کے ساتھ حضور تاجدار گولڑہ کی خدمت میں حاضری دی۔ حضور تاجدار گولڑہ نے جب اپنی نگاہ بابا فرید غلام فرید پر ڈالی۔ تو بیہوش ہو کر زمین پر گر گیا اور مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا۔ آپ کے آستانہ پر بیٹھے ہوئے خدام نے بابا غلام فرید کو سہارا دینا چاہا اور پکڑنے کی کوشش کی۔ تو آپ نے منع فرمایا اور فرمایا کہ اس کو ایسے ہی تڑپنے دو۔ دو روز کے بعد خدام نے عرض کیا۔ حضور اس کی حالت دیدنی اور قابل رحم ہے۔ اب معاف فرما دیجئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ بابا غلام فرید سے کہہ دو کہ اگر ورد وظائف سے تمہاری تسلی نہیں ہوتی تو پھر ۴۰ یوم کا روزہ رکھو۔ بابا غلام فرید نے سوچا کہ چلو تڑپ تو رہا ہوں۔ چالیس یوم کا روزہ رکھوں گا۔ بھوک پیاس کی وجہ سے دم تو نکل ہی جائے گا اور جان کی خلاصی ہو جائے گی۔

چنانچہ اسی طرح آپ کے فرمان کے مطابق بھوک پیاس برداشت کرتے ہوئے کئی روز گذر گئے ایک دن اچانک تاجدار گولڑہ نے اپنے خادم خاص سے فرمایا کہ بابا غلام فرید کو بلاؤ جب خدام بابا غلام فرید کو لے کر حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ بابا غلام فرید تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ تمہیں مبارک ہو تمہارا کام ہو گیا ہے۔ اب روزہ افطار کر لو۔ چنانچہ بابا غلام فرید نے روزہ افطار کر لیا اور اس کے بعد ورد و وظائف میں مشغول رہنے لگا اور ہر وقت ایک چادر میں اپنے آپ کو لپیٹے رکھتے۔

کچھ عرصہ بعد بابا غلام فرید کو حج بیت اللہ پر جانے کا حکم ملا۔ حکم ملتے ہی حج پر چلے گئے۔ مگر

Marfat.com
Marfat.com

واپسی پر حضرت تاجدار گولڑہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ اے مرشد آپ یہاں بھی میرے ساتھ اور نظروں کے سامنے تھے۔ اور وہاں بھی میرے سامنے رہتے تھے۔ تو پھر مجھے اپنی شان دکھانے کیلئے اتنی دور کیوں بھیجا۔ اس بوڑھے کو اپنے قدموں میں ہی رہنے دیتے۔ یہ سن کر تاجدار گولڑہ مسکرا دیئے۔ اور بابا غلام فرید پر خصوصی نگاہ کرم ڈالی۔ اور دعا سے سرفراز فرمایا۔

مریدوں کے سامان کی حفاظت اور نگہبانی:

پشاور سے ایک پٹھان گولڑہ شریف میں آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ اور عرض کرنے لگا۔ حضور مجھے اپنی غلامی میں لے لیں۔ میں آپ کا مرید ہونا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا خان صاحب ابھی کچھ انتظار کرو۔ اور جب تک آپ کیلئے کوئی حکم نہیں آجاتا۔ آپ مسجد کی خدمت کریں۔ چنانچہ حکم ملنے کے بعد خان صاحب نے مسجد کی خدمت کا فریضہ سرانجام دینا شروع کر دیا۔ ۳،۴ ماہ کے بعد خان صاحب دوبارہ حضور تاجدار گولڑہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر عرض کیا۔ حضور مجھے بیعت فرمالیں۔ حضور تاجدار گولڑہ نے کچھ دیر سکوت فرمایا اور کہا کہ خان صاحب ابھی مزید انتظار کرو۔ خان صاحب پھر انتظار میں لگ گئے۔ ایک رات اعلیٰ حضرت تاجدار گولڑہ نے اس پٹھان کو طلب فرمایا اور فرمایا کہ خان صاحب ایک کدال ساتھ لے لو اور میرے ساتھ چلو، پٹھان نے کدال لی اور آپ کے ساتھ چل دیا۔ ایک گاؤں میں پہنچ کر حضور پیر مہر علی شاہ ایک مکان کے قریب جا کر رک گئے اور پٹھان سے فرمایا کہ خان صاحب اس مکان کو نقب لگاؤ۔ خان صاحب یہ حکم سنتے ہی پہلے تو بڑے حیران و پریشان ہوئے اور پھر خاموشی سے تعمیل ارشاد کی خاطر نقب لگائی۔ پھر مکان کے اندر داخل ہو کر آپ نے پٹھان سے فرمایا کہ خان صاحب اس گھر میں جتنے صندوق ہیں۔ سب کی تلاشی لو اور ان میں جتنی قیمتی پارچات زیورات نقدی اور قیمتی اشیاء موجود ہیں۔ سب نکال کر گھٹڑی باندھ لو۔ خان صاحب نے تعمیل ارشاد کرتے ہوئے تمام سامان باندھا اور لے کر واپس آپ کے ساتھ گولڑے شریف آگیا۔ آپ نے فرمایا، خان صاحب یہ تمام سامان میرے حجرے میں رکھ دو۔ پٹھان نے تمام مذکورہ سامان آپ کے حجرے میں رکھ دیا۔ مگر پٹھان کی کیفیت بڑی عجیب تھی۔ طبیعت انتہائی پریشان اور خوف زدہ تھی اور دل ہی دل میں کہنے لگا شکر ہے خدا کا کہ میں نے اس پیر کی بیعت نہیں کی۔ اس شخص نے تو چوری کا کام بھی شروع کر رکھا ہے۔ پٹھان پر اس قدر خوف طاری تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں اس چوری میں میرا نام بھی نہ آئے۔ مجھے تو یہاں سے بھاگ جانا چاہیئے۔ کسی سے ذکر نہ کیا۔ مگر خاموش رہا۔ اسی اڈھیڑ بن میں تھا کہ

Marfat.com
Marfat.com

ایک روز کچھ لوگ دربار شریف میں آئے اور حضرت تاجدار گولڑہ کے پاس آ کر رونے چیخنے چلانے لگے اور عرض کرنے لگے۔ حضور ہم کسی کام کی غرض سے اپنے مکان کو تالا لگا کر گاؤں سے باہر گئے ہوئے تھے۔ ہمارے جانے کے بعد گاؤں میں ڈاکہ پڑا۔ ڈاکو پورے گاؤں کے لوگوں کا سامان لوٹ کر لے گئے۔ اور ہمارا تمام سامان بھی چوری کر کے لے گئے۔ حضور ہماری بیٹی جوان ہے۔ ہم نے بڑی مشکل سے اس کی شادی کا سامان اکٹھا کیا تھا۔ اب شادی بھی نزدیک آگئی ہے۔ جب کہ تمام سامان ڈاکو لے گئے۔ اب ہمارا کیا بنے گا۔ آپ نے پوری بات سننے کے بعد پٹھان کو بلایا اور فرمایا کہ خان صاحب میں نے اپنے حجرے میں رکھنے کے لئے آپ کو کچھ سامان دیا تھا۔ وہ لے آؤ۔ جب وہ سامان لایا گیا اور کھولا گیا تو وہ مرید دیکھ کر حیران ہو کر خوشی کے مارے کہنے لگے۔ حضور یہ ہمارا ہی سامان ہے۔ آپ کے پاس کیسے پہنچا آپ نے فرمایا کہ وہ مرشد کیسا مرشد ہے جو مریدوں کی خبر نہ رکھتا ہو۔ مجھے باطنی طور پر جب معلوم ہوا کہ تمہارے گاؤں میں ڈاکو ڈاکہ ڈالیں گے۔ تو میں خود تمہارے مکان پر پٹھان کو لے کر گیا اور نقب لگا کر تمام قیمتی سامان نکال لیا۔ ہمارے بعد ڈاکوؤں نے گاؤں میں ڈاکہ ڈالا اور تمہارا نقب زدہ مکان دیکھ کر انہوں نے اس کی طرف نگاہ بھی نہ کی۔ جس کی وجہ سے تمہارے گھر کا سارا سامان محفوظ پڑا رہا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ہماری ذمہ داری تھی کہ ہمارے مرید گھر پر نہ ہوں تو ان کے سامان کی حفاظت کرتے۔ چنانچہ قیمتی سامان ہم لے آئے جو کہ تمہاری امانت ہے لے جاؤ۔ خان صاحب یہ تمام ماجرا دیکھ کر بہت پشیمان اور حیران ہوئے خان صاحب کی کیفیت دیکھ کر حضور تاجدار گولڑہ نے فرمایا کہ خان صاحب تمہارا یقین متزلزل تھا۔ اسی لئے ہم آپ کو اپنی بیعت میں لینے کے لئے تامل سے کام لیتے رہے اور یہ واقعہ بھی آپ کے یقین اور اعتقاد کو پختہ کرنے کے لئے تھا۔ پٹھان آپ کے قدموں میں گر گیا۔ اور زاروقطار رونے لگا اور معافی مانگنے لگا۔ آپ نے اس کو معاف فرما کر بیعت فرما لیا۔

راہزن سے راہبر تک:

ایک مرتبہ گولڑے کے تاجدار اپنے استاد محترم مولانا لطف اللہؒ اور چند مستورات کے ہمراہ بیل گاڑی پر سوار ہو کر سفر پر جا رہے تھے کہ راستے میں ڈاکوؤں نے پڑاؤ ڈالا ہوا تھا اور وہ لوگوں کو لوٹ رہے تھے۔ جب آپ کا قافلہ ڈاکوؤں کے قریب پہنچا تو انہوں نے سامان اور مال و زر طلب کیا۔ آپ نے ڈاکوؤں کے سردار سے فرمایا کہ ہمارے ساتھ مستورات بھی ہیں۔ آپ ایک طرف ہو جائیں ہم تمام مطلوبہ سامان آپ کو خود ہی دے دیں گے۔

Marfat.com
Marfat.com

چنانچہ آپ نے تمام مطلوبہ سامان اور مستورات سے زیور اتروا کر ڈاکوؤں کو دے دیئے۔ جب ڈاکو چلے گئے۔تو قافلہ میں شامل ایک عورت کہنے لگی کہ میں نے کس طرح اپنا زیور ڈاکوؤں سے بچالیا ہے۔ جب آپ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ بہت ناراض ہوئے اور کسی سے کہہ کر وہ زیور اس عورت سے اتروا کر خود ان ڈاکوؤں کا تعاقب کرتے ہوئے ان کے پیچھے گئے۔اور ڈاکوؤں کے سردار کو آواز دے کر کہا کہ بھئی وعدہ خلافی ہوگئی ہے۔جس کیلئے تمہارے پیچھے مجھے آنا پڑا ہے۔معافی چاہتا ہوں کہ ایک عورت نے زیور چھپایا تھا وہ دینے آیا ہوں۔آپ کے زبان ترجمان سے یہ الفاظ سنتے ہی ڈاکوؤں کا سردار تائب ہو کر آپ سے معافی چاہنے لگا۔تمام لوٹا ہوا سامان آپ کو واپس کیا اور آپ کے دست حق پرست پر پورے گروہ سمیت بیعت ہوگیا۔اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے راہزنی سے تائب ہوگیا۔

تسبیح کا کمال:

تاجدار گولڑہ حضور پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف کے اسٹیشن پر ہاتھ میں تسبیح لئے گھوم رہے تھے کہ اسٹیشن پر گاڑی آ کر رکی۔گاڑی میں سوار ایک انگریز نے جب آپ کے چہرہ انور کو دیکھا تو آپ کے جمال جہاں آرا کو دیکھ کر نہ رہ سکا۔فوراً گاڑی سے اُترا اور آپ کے پاس آ کر کہنے لگا۔بابا جی یہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے۔آپ نے ایک لمحہ کیلئے سکوت فرمایا اور پھر اس کے گلے میں پڑے ہوئے پستول کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ کیا ہے انگریز کہنے لگا۔بابا جی یہ میرا ہتھیار ہے آپ نے اپنی تسبیح کی طرف اشارہ کر کے انگریز سے فرمایا کہ یہ میرا ہتھیار ہے۔انگریز کہنے لگا بابا جی یہ کس کام آتا ہے اور آپ کو یہ ہتھیار کس نے دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ ہتھیار شہنشاہ بغداد حضرت گیارہویں والے پیر نے دیا ہے۔اس کے بعد آپ نے انگریز کی پستول پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ تمہیں یہ ہتھیار کس نے دیا ہے اور کس کام آتا ہے۔انگریز کہنے لگا۔بابا جی مجھے یہ ہتھیار انگریز حکومت کے وائس لینڈ لاٹ مارٹن نے دیا ہے۔اور حضور تاجدار گولڑہ کی توجہ اپنی طرف کر کے کہنے لگا۔بابا جی سامنے درخت پر پرندہ بیٹھا ہوا ہے۔یہ کہہ کر اس کے اس پستول میں گولی بھری اور فائر کھول دیا۔پستول کی گولی ہواؤں فضاؤں کو چیرتی ہوئی اس پرندے کے سینے پر لگی اور وہ نیچے آ گرا اور مر گیا۔اس کے بعد انگریز نے کہا دیکھا بابا جی آپ نے میرے ہتھیار کا کمال کہ ابھی زندہ تھا۔ابھی مر گیا اس کا جواب سن کر تاجدار گولڑہ اس پرندے کے قریب گئے اور اپنی درود شریف والی تسبیح مردہ پرندے پر رکھ دی وہ پرندہ زندہ ہوگیا اور اُڑ کر درخت پر بیٹھ کر چہکنے لگا۔اس کے بعد آپ نے انگریز سے فرمایا کمال یہ نہیں کہ زندہ کو مار دیا جائے۔بلکہ کمال یہ ہے کہ

Marfat.com
Marfat.com

مردہ کو زندہ کر دیا جائے۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر وہ انگریز بہت نادم ہوا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گیا۔

گھوڑے سمیت دریا سے گذارنا:

حضور تاجدار گولڑہ دریا کے کنارے عبادت الٰہی اور ذکر وفکر میں مشغول تھے کہ آپ کے پاس ایک گھوڑا سوار آیا اور عرض کیا۔ حضور کیا میں اس دریا سے اسی طرح گذر جاؤں آپ نے فرمایا کہ اللہ پر توکل کر کے گذر جاؤ جب وہ گھوڑے سمیت دریا سے گذرنے لگا۔ تو کچھ دیر بعد آپ کو وہ نظر نہ آیا۔ آپ نے فوراً اپنا منہ بغداد شریف کی طرف کیا اور عرض کیا یا غوث الاعظم میں اس کو کہہ بیٹھا ہوں کہ گھوڑے سمیت اسی طرح پار ہو جا۔ اب میری لاج آپ کے ہاتھ میں ہے۔ دستگیری فرمایئے۔ شہنشاہ بغداد کی بارگاہ میں استغاثہ کرنے کے بعد جب آپ نے دریا کی طرف دیکھا تو وہ گھوڑا سوار دریا کے دوسرے کنارے کھڑا ہوا تھا۔

قلم ربانی ہتھ ولی دے لکھے جو من بھاوے
ولیاں نوں رب طاقت دتی لکھے لیکھ مٹاوے

نجدی ٹولے کا جنازہ:

ایک مرتبہ منکرین ولایت نجدی وہابیوں کے گروہ کے چند افراد جو کہ گولڑہ شریف کے قریب ہی کسی جگہ کے رہنے والے تھے مل بیٹھے اور چہ مگوئیاں کرنے لگے کہ یہاں پر دور دور سے لوگ آتے ہیں اور جو بھی ہمیں ملتا ہے وہ یہی کہتا ہے کہ ہم تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو سلام کرنے آئے تھے۔ کوئی کہتا ہے کہ ہم زیارت کرنے آئے تھے کوئی علاج کیلئے آتا ہے کوئی دعا کیلئے آخر ہم بھی اسی بستی کے رہنے والے ہیں۔ ہمیں کوئی سلام نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی ہمیں ملنے کو آتا ہے۔ آخر معلوم یہ کرنا چاہیے کہ ان کے پاس کچھ ہے بھی یا ویسے ہی کھیل رچایا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے گروہ میں سے ایک شخص کو تیار کیا۔ وہ چارپائی پر مردہ کی طرح لیٹ جائے ہم جنازہ کی شکل بنا کر پیر سید مہر علی شاہ کے راستے میں رکھ دیں گے۔ جب وہ گذریں گے ان سے کہیں گے کہ آپ اس کا جنازہ پڑھا دیں۔ جب وہ جنازہ پڑھائیں گے تو یہ مردہ شخص اٹھ کر کھڑا ہو جائے گا۔ ہم اس طرح مہر علی شاہ کا مذاق بھی بنائیں گے اور لوگوں کو بھی بتائیں گے کہ انہوں نے سب کھیل رچایا ہوا ہے۔ اس کے پاس کوئی ولایت وغیرہ نہیں ہے۔

چنانچہ منصوبہ کے مطابق جنازہ تیار کر کے پیر سید مہر علی شاہ کے اس راستے میں رکھ دی۔

Marfat.com
Marfat.com

جہاں سے آپ روزانہ چلہ کشی کے لئے پہاڑی پر جایا کرتے تھے۔ جب آپ کا گذر ہوا تو ان لوگوں نے آپ سے گذارش کی کہ جناب یہ مر گیا ہے اس کا جنازہ پڑھا دیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے جنازہ مت کراؤ بلکہ کسی مولوی سے پڑھوالو۔ انہوں نے فوراً پینترا بدلا اور کہنے لگے۔ حضور مرنے والے نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ میرا جنازہ تاجدار گولڑہ سے ہی کرانا۔ لہٰذا آپ ہی اس کا جنازہ پڑھائیں۔ آپ نے صفیں بنانے کا حکم دیا اور جنازہ کی تکبیریں پڑھ دیں۔ مگر وہ منصوبے کے تحت نہ اُٹھا۔ آپ نے جنازہ پڑھایا اور گھوڑے پر سوار ہو کر چل دیئے۔ انہوں نے جب لیٹے ہوئے آدمی کے چہرے سے پردہ اٹھایا تو وہ حقیقت میں مر چکا تھا۔ اب وہ دوڑے اور آپ کو روک کر کہنے لگے۔ ہم نے آپ سے مذاق کیا تھا۔ یہ تو حقیقت میں مر چکا ہے۔ اس کو زندہ کر جایئے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ جب مرغا ذبح کرتے ہو تو کتنی تکبیر پڑھتے ہو تو انہوں نے جواب میں عرض کیا۔ حضور ۳ تکبیریں آپ نے فرمایا کہ میں نے اس پر چار تکبیریں پڑھی ہیں۔ اب یہ زندہ نہیں ہوسکتا۔ روز محشر تمام لوگ اٹھ بیٹھیں گے۔ مگر یہ روز محشر بھی نہیں اٹھ سکے گا۔

آنکھوں کی بینائی واپس آ گئی:

ایک ستار نواز کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی اسے آپ کے پاس لایا گیا اور آنکھوں کی بینائی کے لئے عرض کیا گیا۔ آپ نے فرمایا آج یہیں رہو اور مجھے راگ سنانا۔ جب رات کا وقت ہوا۔ تو ستار نواز نے راگ بجانا شروع کر دیا۔ آپ ساتھ والے کمرے میں دروازہ بند کئے ہوئے سجدے میں پڑے رہے۔ تھوڑی دیر گذری جب راگ اپنے عروج پر پہنچا تو ایک دم سے کسی چیز کے گرنے کی آواز آئی اور ستار نواز کی آنکھوں کی روشنائی واپس آ گئی۔ خوشی کی وجہ سے اس کے ہاتھوں میں رعشہ طاری ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھی سے کہا مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میری آنکھیں روشن ہو گئی ہیں ساتھی نے کہا کہ ساز بے سرا نہ ہونے پائے۔ اس نے حجرے کے دروازے میں جھری سے جھانک کر دیکھا تو آپ سجدے میں پڑے ہوئے تھے۔ آپ نے سجدے کی حالت میں فرمایا۔ بھاگ جاؤ بھاگ جاؤ اپنی آنکھیں لے جاؤ اور میری آنکھوں کے لئے دعا کرنا کہ درست رہیں۔

میخ چکی کے پاٹ سمیت باہر آئی:

گولڑہ شریف سے ایک بارات موضع ڈھیری شاہاں گئی۔ رواج کے مطابق وہاں نیزے بازی کا مقابلہ ہوا۔ لڑکی والوں نے یہ شرط رکھ دی کہ جب تک گولڑے کا کوئی شہسوار اس میخ کو زمین سے اکھاڑ کر باہر نہ نکالے گا ہم نکاح نہ دیں گے۔ نیزے بازی کے اس مقابلے کو ۳ دن گذر

Marfat.com
Marfat.com

گئے اور گولڑے کا کوئی شہسوار اس مقابلے میں کامیابی حاصل نہ کر سکا۔ جب بھی کوئی گھوڑا سوار میدان میں اُترتا ناکام ہو کر واپس آتا۔ لڑکی والے ہر اس سوار کی ناکامی پر اس کا مذاق اڑاتے۔ بارات میں شامل چند بزرگ واپس لوٹے اور آ کر آپ کی خدمت میں عرض گذاری کی کہ حضور گولڑے شریف کی عزت کا مسئلہ ہے برائے کرم آپ تشریف لے چلیں اور ہماری لاج رکھ لیں۔ آپ ان کے ہمراہ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ موضع ڈھیری شاہاں پہنچ کر اس میخ کا جائزہ لیا۔ گھوڑے پر سوار ہو کر پہلے چکر میں ہی اس میخ کو اکھاڑ کر باہر پھینک دیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ میخ کے ساتھ چکی کا پاٹ بھی باہر آ گیا تھا جو کہ درحقیقت انہوں نے میخ چکی کے پاٹ میں گاڑ رکھی تھی۔

آپ کے معمولات اور آخری ایام:

آپ کا اکثر وقت ذکر خدا میں صرف ہوتا۔ فجر کی سنتیں پڑھنے کے بعد حجرے سے مسجد میں تشریف لاتے۔ اور نماز کے بعد دس بجے دن تک ورد و وظیفہ میں مصروف رہتے۔ اس دوران میں کسی کو آپ کے پاس آنے کی اجازت نہ تھی۔ اکثر لوگ اگر جاتے تو بے ہوش ہو جاتے۔ ساڑھے دس بجے آپ دیوان خانے میں تشریف لاتے لوگ آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے۔ نصیحت و ہدایت کا سلسلہ جاری رہتا۔ لوگوں سے گفتگو بھی ہوتی نماز مغرب اور نماز عشاء خانقاہ سے باہر کسی دوسری جگہ ادا فرماتے۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ کم بولتے کم کھاتے اور کم سوتے تھے۔ عبادت الٰہی کی وجہ سے نیند اور آرام سے بے نیاز ہو چکے تھے۔ آخری عمر میں آپ کے معدے نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اس کے باوجود اکہتر برس کی عمر تک آپ کی صحت بہت اچھی رہی جیسے جیسے عمر بڑھتی گئی۔ عبادتیں طویل ہوتی چلی گئیں۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد آہ بھر کر سر اٹھا لیتے چہرہ کبھی زرد کبھی سرخ ہو جاتا۔ باوجود اس کے آپ نے اپنے معمولات میں فرق نہ آنے دیا۔ عقیدت مندان آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر پریشان اور مغموم ہو جاتے۔ آپ سر اٹھا کر لوگوں کے فکرمند چہرے دیکھتے تو مسکرا کر انہیں تسلی دیتے آخر ایک وقت وہ بھی آیا کہ آپ کو اپنا ہوش نہ رہا۔ کسی سے واسطہ نہ رہا۔ صرف نماز کے وقت بے چین ہو جاتے اور اشاروں میں نماز ادا فرماتے۔ اسی زمانے میں آپ کی بڑی صاحبزادی عیادت کے لئے آئیں۔ تو آپ نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے اپنے بھائی کا نام لے کر کہا کہ میں غلام محی الدین کی بہن ہوں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ کون غلام محی الدین؟ صاحبزادی نے عرض کیا کہ پیر مہر منیر کے بیٹے اور جانشین حضرت نے یہ سن کر فرمایا کہ یہاں کوئی مہر منیر نہیں ہے۔ کوئی غلام محی الدین نہیں ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

وصال باکمال:

۳۰ صفر المظفر ۱۴۵۶ء بروز بدھ ۱۲ مئی ۱۹۳۷ء عصر کے وقت آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا کہ مجھے سہارا دو۔ آپ کو سہارا دے کر اٹھایا گیا۔ تو آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر آپ نے دروازے کی طرف دیکھ کر احترام سے سر جھکا لیا۔ جیسے کسی آنے والے کا استقبال فرما رہے ہوں۔ فضا میں قرآن خوانی کی آواز گونج گئی۔ حاجی خدا بخش ٹوانہ اس وقت آپ کے پاؤں دبا رہے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایسا محسوس ہوا کہ جیسے رحمت کے فرشتے اور اولیاء اللہ کی روحیں یہاں پر موجود ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ کے حکم کے مطابق آپ کو پھر لٹا دیا گیا۔ آپ کے چہرے پر سکون اور ہونٹوں پر تبسم اچانک آپ نے آہستہ سے اللہ کہا اور آپ کا پورا جسم روشنی میں نہا گیا۔ مولانا غلام محمد آپ کے سرہانے کھڑے تھے۔ انہوں نے جھک کر آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور رونے لگے۔

آپ کا مزار پرانوار راولپنڈی سے 17 کلومیٹر دور گولڑہ شریف کے مقام پر جو کہ آج کل ضلع اسلام آباد کہلاتا ہے۔ میں واقع ہے۔ سینکڑوں لوگ روزانہ آپ کے مزار پر فاتحہ خوانی کرتے ہیں۔ جمعہ کی شب اور جمعہ کے وقت لوگوں کا اژدھام رہتا ہے۔ بڑی گیارہویں شریف اور آپ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر زائرین کی تعداد لاکھوں تک پہنچ جاتی ہے۔ لاکھوں افراد کے لنگر اور بیرونی مہمانوں کے قیام کا بہترین انتظام ہوتا ہے۔ آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں سے تجاوز کر چکی ہے۔ آپ کا مزار مبارک پہاڑوں کی اوٹ میں ہے۔ صبح کے وقت ہرے بھرے درختوں کے جھرمٹ میں سنگ مرمر کے گنبد اور مینار کا نظارہ بہت دلکش ہوتا ہے۔ مزار شریف کے ساتھ خوبصورت مسجد ہے۔ جس کا خوبصورت حوض شفاف پانی سے ہمہ وقت لبریز رہتا ہے۔ مسجد کے پہلو میں آپ کا کتب خانہ ہے۔ جس کا شمار پاکستان کے خوبصورت کتب خانوں میں ہوتا ہے۔ حفاظ قرآن کریم حفظ کرتے ہیں اور علماء دینی کتابوں کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ لاتعداد علماء اور مشائخ اس درس گاہ کے فارغ التحصیل ہیں۔ طلباء کے قیام و طعام کے تمام اخراجات خانقاہ شریف سے پورے ہوتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کو اس دربار گوہر بار میں بارہا حاضری کی سعادت حاصل ہے

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت پیر سید غلام محی الدین شاہ المعروف بابو جیؒ

تعارف:

امام العارفین، سلطان العاشقین، محبوب الاولیأ، فنا فی الرسول، پناہ جان ایقان، وکان عرفان، نقش لاثانی، حضرت قبلہ پیر سید محی الدین شاہ گیلانی الحسنی والحسینی المعروف قبلہ بابو جی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث زماں فاتح قادیاں تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ کے اکلوتے فرزند ارجمند و جانشین ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۹۱ء دسمبر بمطابق ۹۔ ۱۳۰۸ھ کو گولڑہ شریف ضلع اسلام آباد کے روحانی مرکز میں ہوئی۔

جس وقت آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو اعلیٰ حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کو دستور زمانہ کے مطابق خوشخبری سنائی گئی تو کہنے والے نے کہا کہ حضور مبارک ہو تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے مبارک کے لفظ سے سمجھا کہ شاید مجھے خدا مل گیا ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ ہر شخص کو اولاد نرینہ کی خوشی ہوتی ہے۔ لیکن مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ ہمارے گھر میں ایک اللہ اللہ کرنے والی روح کا ورود ہوا ہے۔

چنانچہ ہوا بھی اسی طرح اور دنیا جانتی ہے کہ آپ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے حالت سفر ہو یا حضر زندگی کے ہر پہلو میں آپ کبھی بھی ذکر خدا سے غافل نہ ہوئے۔

حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے مرید خاص ملک خدا بخش ٹوانہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ اپنے بالاخانے پر تشریف فرما تھے کہ دور سے حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ آتے ہوئے نظر آئے۔ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ غلام محی الدین ہے۔ پھر متبسم ہو کر فرمایا دیکھو گھوڑا بھی دوڑاتا ہے۔ مگر اپنے کام میں بھی (یعنی) یاد حق میں برابر مشغول ہے۔

تعلیم و تربیت:

آپ کی تعلیم و تربیت حضور قبلہ تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے زیر سایہ علم و فضل کے گہوارے میں ہوئی چونکہ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے روز ازل سے ہی جان لیا تھا کہ یہ نہال گلشن نبوت اس دور قحط الرجال میں رشد و ہدایت کا مرکز و محور بنے گا اسی لئے آپ کو ظاہری و باطنی علوم سے

Marfat.com
Marfat.com

مزین کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ فرمایا۔

یوں تو سادات کا گھرانہ اخلاق حسنہ کا ایک مکمل نمونہ ہوتا ہے اور انہیں شرح صدر ابتدا ہی سے حاصل ہوتا ہے اور ان کا سینہ علوم ظاہری و باطنی کا خزینہ ہوتا ہے مگر آپ اس لحاظ سے بہت ہی خوش قسمت ہیں کہ آپ کی تعلیم و تربیت اور پرورش خود حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے فرمائی تھی اور اس کے علاوہ اپنے وقت کے جید علمائے کرام قرأ حضرات اور عارفین نے بھی خصوصی توجہ کے ساتھ آپ کی تعلیم و تربیت پر زور دیا۔

آپ کے مشاہیر اساتذۂ کرام:

آپ نے علم قرآت و تجوید استاذ القرأ قاری عبدالرحمٰن جونپوری سے حاصل فرمایا تھا قاری عبدالرحمٰن صاحب جو کہ اُس زمانے کے مشہور قرأ میں سے تھے اور اپنے فن کے یگانہ روزگار تھے جو نپور اور دیگر اضلاع میں انہی کے دم قدم سے فن تجوید کی روشنی پھیلی تھی دیگر علوم دینیہ کی تحصیل مولانا محمد غازی علیہ الرحمۃ سے کی۔ اسرار علوم، باطنیہ کی تعلیم و تحصیل حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کی مجلس اور فیضان نظر سے حاصل کئے۔ اسی طرح حضور تاجدار گولڑہ نے بھی آپ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی اور کڑی نظر رکھی حضر ہو یا سفر کسی حالت میں بھی توجہ خاص میں کمی نہ آنے دی۔

حالت زمانہ طالب علمی:

آپ نے حصول علم کے لئے دور دراز مقامات کے سفر بھی کیئے اور اس دوران سختی زمانہ کو بھی برداشت کیا۔ آپ اپنے ساتھی طلباء کے ساتھ انتہائی خندہ پیشانی سے پیش آتے ہر ساتھی سے محبت و شفقت فرماتے ایثار کا یہ عالم تھا کہ آپ کو جو رقم گھر سے خرچے کے لئے ملتی آپ وہ تمام کی تمام اپنے ساتھی طلباء میں تقسیم فرما دیتے۔ اور خود کئی کئی وقت کا فاقہ فرما کر وقت گذارتے مگر کسی کو محسوس نہ ہونے دیتے۔ حالانکہ آپ ایک صاحب حیثیت اور اچھے خاصے کھاتے پیتے گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ گھر میں آرام و آشائش کی تمام تر سہولتیں موجود تھیں۔ گھر کے آرام انتظام و اہتمام اور مدرسے کے انتظام واہتمام میں خاصہ فرق ہوتا ہے۔ مگر آپ نے ان تمام صعوبتوں کو خندا پیشانی سے برداشت کیا اور اپنے ساتھی طلباء سے اس قدر ہم آہنگی پیدا کی کہ انہیں بھی اپنے اور بیگانے سے بے خبر کر دیا۔

آپ کا معمول تھا کہ جمعرات کی شام کو چند طلباء ساتھیوں کے ہمراہ کسی نواحی بستی میں چلے جاتے اور وہیں کسی مسجد میں شب بسر کرتے اور اپنے ساتھی طلباء کے ہمراہ ہی روکھی سوکھی روٹی کے

Marfat.com
Marfat.com

ٹکڑے عام طلباء کی طرح گداگری کر کے جمع کرتے مسجد میں لے آتے اور اپنے ساتھی طلباء کے ہمراہ تناول فرما کر بارگاہ خداوندی میں سجدۂ شکر بجالاتے۔ رفتہ رفتہ لوگوں کو پتہ چلنا شروع ہو گیا کہ یہ روکھے سوکھے ٹکڑے کس کے نورعین کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ چنانچہ ٹکڑوں کی بجائے پرتکلف کھانے آنے شروع ہو گئے۔ آپ نے جب دیکھا کہ ہمارا راز کھل گیا ہے تو آپ نے اپنا طرز زندگی بدل ڈالا زمانہ طالب علمی میں آپ کی فکر ونظر کا یہ عالم تھا کہ علمی بات ہو یا فنی کسی کام سے متعلق ہو یا کھیل سے آپ اس کی گہرائی تک پہنچتے۔

سیرت وکردار:

آپ انتہا درجہ کے متقی اور پرہیزگار اور سادہ طبیعت کے مالک دل میں کبھی جبر اد گیت کا گمان پیدا نہ ہونے دیا بلکہ خلق خدا کی خدمت کو اپنا شعار بنائے رکھا دنیا کی بڑی سے بڑی شخصیت کبھی بھی آپ کے قلب پر اثر انداز نہ ہوسکی دوسری طرف ادنی سے ادنی حیثیت کا انسان بھی آپ کی شفقت سے محروم نہ رہ سکا۔ نماز پنجگانہ کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے۔ ذکر وفکر اور اپنے اوراد ووظائف کے معمولات میں کبھی کمی نہ آنے دی۔ اپنے شیخ محترم اور والد بزرگوار کے نقش قدم پر چلنے میں اپنی عافیت سمجھتے تھے۔ ہمہ وقت اپنے خواجگان کی طریقت پر عمل پیرا رہتے اور شریعت وطریقت کے اصولوں پر کاربند رہتے۔ بچپن ہی سے آپ میں ولایت وکمالات رشدو ہدایت اور قیادت کے آثار پائے جانے لگے تھے۔ جن حضرات نے آپ کا بچپن دیکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ نوعمری سے ہی متوجہ الی الحق ہو گئے تھے۔ قیادت نظم وضبط اور جذب کی جھلکیاں نمایاں ہونے لگیں تھیں۔

آپ کے مقام کے بارے میں تاجدار گولڑہ کی پیشن گوئی:

ملک سلطان محمد ٹوانہ صاحب فرماتے ہیں کہ آپ نے صغرسنی میں ایک مبارک خواب دیکھا جسے سن کر حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہم کو بھی اسی عمر میں ایک ایسا ہی خواب نظر آیا تھا۔ لیکن غلام محی الدین کا خواب ہمارے اُس خواب سے فوقیت لئے ہوئے ہے۔

نمبر۲:

جن دنوں حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ پر غلبہ استغراق شروع ہوا تھا۔ اُس زمانے میں سرسکندر حیات مرحوم وزیراعظم پنجاب نے آپ کی خدمت میں ایک خط لکھا کہ آج کل حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ سخت علیل ہیں اور آپ پر ہروقت استغراق کا غلبہ رہتا ہے۔ لہٰذا اس وجہ سے

Marfat.com
Marfat.com

آپ باہر دوروں پر آنا جانا کم کردیں اور آستانہ عالیہ پر زیادہ وقت قیام فرمایا کریں۔ آپ کو یہ بات کچھ ناگوار گذری تاہم اس کا اظہار کیئے بغیر آپ نے وہ خط حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے گوش گذار کردیا۔ خط کو سُن کر حضور تاجدار گولڑہ علیہ ارحمۃ نے فرمایا کہ جو لوگ تمہیں ایسی باتیں لکھتے ہیں وہ تمہارے حال سے بے خبر ہیں۔

نمبر۳:

ملک فضل قادر مرحوم فرماتے ہیں کہ ایک دن شاہپور ضلع سرگودھا کے دو معمر بزرگ جو حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے پیر بھائی تھے۔ حضرت سے ملنے تشریف لائے۔ دوران گفتگو ان دونوں حضرات نے عرض کیا کہ ماشاء اللہ آپ کا یہ سنہری دور ہے اپنے صاحبزادے کے حال پر خصوصی توجہ رکھیں حضور تاجدار گولڑہ نے لفظ سنہری سُن کر از راہ تواضع فرمایا کہ جس زمانے کو سنہری کہا جا سکتا ہے وہ تو حضرت قبلہ عالم حضور خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ کا ہی دور تھا۔ جسے آپ حضرات نے بخوب دیکھا ہے اب وہ بات کہاں رہی۔ ان حضرات نے عرض کیا حضور ہمیں تو آج بھی وہ ہی رنگ یہاں بھی نظر آ رہا ہے ان کی یہ بات سن کر حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ غلام محی الدین ابھی چھوٹی عمر میں تھا کہ ایک روز میرے پیچھے پیچھے میرے قدموں کے نشانوں پر اپنے قدم رکھتا ہوا چلا آ رہا تھا میں نے پیچھے مڑ کر اس کی یہ کیفیت دیکھی تو اس سے کہا کہ اگر تو اس راہ پر چلنا چاہتا ہے تو تین باتوں پر کاربند رہنا ہوگا۔ (اول) ہر وقت باوضو رہنا۔ (دوئم) اپنی خودی کو مٹا کر مخلوق خدا کی خدمت میں مشغول اور احد من الناس بن کر رہنا۔ (تیسری بات کا ذکر آپ نے اس وقت نہ کیا پھر فرمایا کہ آج تک تو میری ان باتوں پر کاربند چلا آ رہا ہے۔ پھر زمانے بھر نے دیکھا کہ اُس سعادت مند فرزند نے اپنے والد کے مقدس نصائح پر عمل پیرا ہو کر ایک امتیازی شان پیدا کی اور اپنے آباؤ اجداد کا نورانی علم بلند سے بلند تر رکھا۔

اور اپنے دونوں صاحبزادوں حضرت پیر سید غلام معین الدین شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ اور حضرت قبلہ پیر سید شاہ عبدالحق شاہ گیلانی مدظلہ العالی کی تربیت بھی اپنے اسلاف کے اُن اصولوں پر کی جن پر آپ بذات خود کاربند تھے اور یہی وجہ ہے کہ آستانہ عالیہ چشتیہ گولڑہ شریف کا وہ سنہری دور آج بھی خدا کے فضل و کرم سے بدستور سنہری دور ہے۔

بچپن میں ریلوے انجن سے شغف:

زمانہ طفولیت سے ہی آپ کو ریلوے انجن سے خصوصی شغف تھا۔ اُس زمانے میں

Marfat.com
Marfat.com

ریلوے کے انجن ڈرائیور عموماً انگریز ہوا کرتے تھے جو آپ کی خوش اخلاقی اور معصومیت کی وجہ سے آپ کی ذات والا صفات سے بے حد مانوس ہو گئے تھے۔ ان ڈرائیوروں نے آپ کا شوق پورا کرنے کے لئے آپ کو انجن چلانا بھی سکھا دیا تھا۔ آپ کا یہ شوق اس قدر بڑھا کہ اکثر راتیں گولڑہ شریف کے ریلوے اسٹیشن پر ہی گذار دیتے تھے۔ اکثر گھر میں بھی فرصت کے اوقات میں اسی کھیل میں مصروف رہتے۔ یہاں تک کہ اپنی بیٹھک کی چھت پر ریلوے سگنل کی طرح ایک سگنل آویزاں کرا دیا تھا۔

جب کوئی ریل گاڑی رات کے وقت گولڑہ شریف کے اسٹیشن سے گذرتی تو آپ کے جاننے والے ریلوے انجن ڈرائیور انجن کی سیٹی بجا دیتے تھے۔ جس کی آواز سن کر آپ اپنی بیٹھک کا سگنل گرا دیا کرتے تھے۔ ریل کے انجن کی سیٹی کی آواز سے بھی آپ کا دردمند دل متاثر ہوتا اور رقت طاری ہو جاتی تھی۔ اس کھیل کی وجہ سے شب بیداری کی عادت پڑی تھی۔

آپ کی اس خصوصی وابستگی کو دیکھتے ہوئے بہت سے وابستگان نے نشست گاہ کی زینت کے لئے انجنوں کی تصاویر اور نقشے بنا بنا کر پیش کئے۔

جناب شاہ عبدالولی گوالیاری نے تو ایک ماڈل انجن جن میں کوئلے کی بجائے مٹھائی اور پانی کی بجائے شربت بھرا ہوا تھا۔ آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ بہت محظوظ ہوئے۔ آپ کی دلچسپی کو دیکھ کر حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو بابو جی کا خطاب عطا فرمایا جو اس قدر مقبول و معروف ہوا کہ آج زمانے کا زمانہ آپ کو قبلہ بابو جی کے نام سے پکارتا ہے۔ وضع داری اور تعلق کا یہ حال ہے کہ بچپن کا یہ خوش نصیب دوست ریلوے انجن آپ کو زندگی کے آخری لمحات تک محبوب رہا اور اس کی وجہ سے ریلوے کا سارا محکمہ ہی منظور نظر رہا۔

ایک مرتبہ کسی بے تکلف دوست نے آپ سے عرض کیا کہ حضور کیا کالے کلوٹے انجن پر آپ کا دل آیا ہے اور کیسی بھونڈی شکل والی شئے کو آپ نے محبوب بنایا ہے۔

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ مجھے اس کی چار ادائیں پسند ہیں۔ (اول) یہ کہ اس میں جتنی زیادہ آگ ڈالو اتنا ہی تیز چلتا ہے۔ (دوم) یہ کہ یہ وفادار اتنا ہے کہ خواہ اس کے ساتھ فرسٹ کلاس کا ڈبہ لگا دو یا مال گاڑی کا چھکڑا جہاں خود جائے گا اپنے ساتھیوں کو بھی وہیں لے جائے گا۔ (سوئم) ایثار کہ خود جلتا ہے مگر دوسروں کو نفع پہنچاتا ہے۔ یعنی منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے۔ (چہارم) استقامت کہ اپنی معینہ راہ (لائن) پر ہی چلتا ہے بے راہ روی اختیار نہیں کرتا۔

Marfat.com
Marfat.com

مرشد راہ کے لئے انجن کی چار خصوصیات کا سبق:

آپ کے یہ الفاظ کسی تشریح کے محتاج نہیں ہیں۔ ان میں جہاں ایک طرف بلند نگاہی کا مظاہرہ ہے تو دوسری طرف مرشد کی خصوصیات کی وضاحت ہے کہ صاحب ارشاد کے لئے ضروری ہے کہ (نمبر ۱) وہ بلند حوصلہ ہو مئے عرفان کے خم پی جائے مگر اُس کا ظرف عالی چھلکنے نہ پائے۔ (نمبر ۲) باوفا ہو کہ اپنے جملہ صاحب نسبت مبایعین کو خواہ وہ کیسے ہوں ان کو منزل مقصود تک پہنچائے۔ (نمبر ۳) صاحب ایثار ہو کہ دوسروں کو نفع پہنچانے کے لئے خود ضرر تک اٹھالے۔ (نمبر ۴) استقامت (نصف کرامت) پر ایسا راسخ ہو کہ کسی حالت میں جادۂ حق نہ چھوٹے۔

اجازت بیعت وارشاد:

علوم ظاہریہ و باطنیہ کی تکمیل کے فوراً بعد اعلیٰ حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو ان تمام صفات میں کامل و اکمل قرار دیتے ہوئے آپ کو بیعت وارشاد کے لئے اجازت عطا فرمائی۔ چونکہ آپ منکسر المزاج شخصیت کے مالک تھے۔ اس لئے لوگوں کو بیعت کرنے سے کافی عرصہ تک گریز کرتے رہے۔ مگر مالک حقیقی کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔ اور اس نیک مقصد کے لئے آپ کو روز ازل سے ہی چن لیا گیا تھا۔ بالآخر وہ وقت آگیا کہ آپ کو یہ بار گراں اٹھانا پڑ ہی گیا۔

جن دنوں حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ ایام علالت میں تھے آپ نے اُن سے پاکپتن شریف حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار پر حاضری کے لئے اجازت مانگی تو حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر کوئی بندہ بیعت کے لئے اخلاص سے اصرار کرے تو بیعت لے لیا کرو۔

آپ نے عرض کیا حضور اگر بیعت لینے کے لئے اہلیت ضروری ہے تو بندہ میں یکسر اس کا فقدان ہے اور اگر روٹی کمانا مقصود ہے تو حضور غوث الاعظم پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی جوتیوں کا صدقہ مجھے اس معاملے میں کوئی محتاجی نہیں رب تعالیٰ کا فضل واحسان ہی کافی ہے اور وقت بڑی عزت و آبرو سے گزرتا ہے دوسرا یہ کہ یہ بھی تو آپ ہی کا ارشاد گرامی ہے کہ بیعت لینے کا استحقاق اس شخص کو حاصل ہے جس کی نظر اعیان ثابتہ تک ہو جب کہ میں تو ظاہری نظر کے لئے بھی عینک کا محتاج ہوں حضور تاجدار گولڑہ نے ارشاد فرمایا کہ دوسرے لوگ کون سے ولیوں کی اولاد ہیں۔

آپ نے عرض کیا حضور میں دوسروں کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا صرف اپنا حال عرض کر رہا ہوں۔ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے کچھ دیر سکوت فرمانے کے بعد تیسری مرتبہ اپنا حکم صادر فرمایا

Marfat.com
Marfat.com

تو آپ نے عرض کیا ایک شرط پر تعمیل حکم ہو سکتی ہے کہ آپ وعدہ فرمائیں کہ جس شخص کو میں اپنے ہاتھ پر بیعت کروں گا اس کے ذمہ دار آپ ہونگے۔

غالباً آپ نے یہ شرط اس لئے رکھی تھی نہ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ اس قسم کا کوئی وعدہ فرمائیں گے اور نہ ہی مجھے کسی کو بیعت کرنا پڑے گا۔

یہ شرط سن کر حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ذمہ داری جن کی ہے وہی ذمہ دار ہونگے میں بے چارہ ذمہ داری اٹھانے والا کون ہوں۔ اس پر آپ نے عرض کیا کہ اگر آپ ہی اس معاملے میں بیچارگی کا اظہار فرمار ہے ہیں تو پھر میرا کیا حال ہوگا۔ میں کس طرح یہ بارگراں اٹھا سکتا ہوں۔ آپ کی یہ بات سن کر حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے کچھ دیر سکوت فرما کر ارشاد فرمایا اچھا جو شخص تمہارے ہاتھ پر بیعت ہوگا اس کا میں ذمہ دار ہوں گا۔

مرشد کامل کا تصرف اور دستگیر:

بابا محمد دین نامی ایک شخص لنگر کی زمین پر ہل چلانے پہ مامور تھا۔ اس کے ادب کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ سفر پر تشریف لے گئے تو دیوان غلام رسول نے بابا محمد دین سے کہا کہ جب تک آپ سفر سے واپس تشریف نہیں لاتے تم حضور بابو جی ہی کے کمرے میں سو جایا کرو۔

چنانچہ بابا محمد دین رات کے وقت آپ کے کمرے میں چلا جاتا اور بے ادبی کے ڈر سے تمام رات جاگ کر گذار دیتا مگر سوتا بالکل نہ تھا۔ جب آپ سفر سے واپس تشریف لائے اور آپ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے اظہار ناراضگی فرماتے ہوئے فرمایا کہ کسی دوسرے شخص کو میری بیٹھک میں سلا دیا ہوتا اس غریب کو کیوں مصیبت میں ڈالے رکھا حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کے بعد وہی بابا محمد دین کچھ عرصے کے بعد حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور تاجدار گولڑہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ غلام محی الدین سے کہہ دو کہ وہ دل گرفتہ ہو کر نہ رہے بلکہ لوگوں کو کھلے دل سے بیعت کر لیا کرے۔ اس وقت مرشد کامل کے تصرف اور دستگیری کا آپ نے تذکرہ فرمایا کہ میں نے حضور تاجدار گولڑہ کے حکم کی تعمیل کی غرض سے لوگوں کو بیعت کرنا تو شروع کر دیا تھا۔ مگر ہر وقت دل گرفتہ رہا کرتا تھا اور رہ رہ کر دل میں خیال آتا تھا کہ حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے ذمہ داری تو اٹھالی ہے اور سلسلہ طریقت کے اکابرین کی لسٹ میں میرا نام بھی آ گیا ہے مگر یہاں اور وہاں اپنے گناہوں کی وجہ سے بجز شرمساری کے کیا حاصل ہوگا۔

آپ فرماتے ہیں کہ یہ بات چونکہ میرے دل میں تھی اور اس کا کسی کو علم نہ تھا نہ ہی میں نے

Marfat.com
Marfat.com

کسی سے اس کا تذکرہ کیا اور دل ہی دل میں کڑھتا رہتا تھا بابا محمد دین کے پیغام سے حیرانی تو ہوئی مگر ساتھ ہی اطمینان بھی ہوا ہے کہ یہ شخص بات سچی کہہ رہا ہے۔ اس لئے کہ دوسرا کوئی شخص میرے اس راز سے واقف نہ تھا۔

لحمک لحمی جسمک جسمی فرق نہیں مابین پایا:

صاحب تصنیف مہر منیر جناب مفتی فیض احمد چشتی نظامی گولڑوی مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ اس قسم کا ایک اور واقعہ میرے تجربے اور علم میں آیا کہ میں نے مدینہ منورہ میں قیام کے دوران حضرت سید احمد العطاس المعروف مدنی صاحب علیہ الرحمۃ سے استفسار کیا کہ آپ کے تعلقات قبلہ حضور بابوجی رحمۃ اللہ علیہ سے کس طرح پیدا ہوئے تو مدنی صاحب نے اس کی تفصیل یہ بتائی کہ میں ایک مرتبہ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی غرض سے گولڑہ شریف میں حاضر ہوا تو مجھے یہ سن کر دلی تعجب اور رنج ہوا کہ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کا تو انتقال ہوگیا ہے اور اب تو حضرت بابوجی صاحب کا دور دورہ ہے۔ مجھے حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کی زیارت کا بہت شوق دامنگیر تھا ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر کمرہ بند کیئے ہوئے اپنے خاندانی اورادو وظائف میں مصروف تھا کہ اچانک حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ بنفس نفیس میرے کمرے میں تشریف لے آئے اور مجھے تسلی دے کر فرمانے لگے کہ مدنی صاحب میں اور سید غلام محی الدین دو نہیں ہیں اس سے میری تشفی ہوگئی اور کچھ عرصہ کے بعد بغداد شریف کے قیام کے دوران میں حضرت قبلہ بابوجی سید غلام محی الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوا۔

حضور علیہ السلام کی طرف سے مژدۂ جانفزا:

حضرت سید احمد العطاس مدنی علیہ الرحمۃ اپنے افادات بعنوان مبشرات مدنی حضرت قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ کے سفر حج کے بارے میں ۱۳۶۳ ہجری کے واقعات نقل کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ عرصہ دس سال گذر جانے کے بعد بھی میرا حافظہ کمزور نہیں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میرے مرشد اور میرے سردار حضرت سید غلام محی الدین شاہ المعروف حضور قبلہ بابوجی رحمۃ اللہ علیہ حجاز مقدس میں حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی اور زیارت روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تشریف لا رہے تھے اور آپ اپنے ہمراہیوں سمیت جدہ پہنچ چکے تھے کہ مجھے خواب میں آقا حضور علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی اور میں حضور علیہ السلام کے قریب کھڑا تھا کہ آپ صلی اللہ

Marfat.com
Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم نے میرا نام لے کر پکارا اور فرمایا کہ میرے فرزند سید غلام محی الدین شاہ گولڑوی اور ان کے ہمراہی جماعت کو میرا سلام پہنچا اور اس کو خبر دے کہ میں اس سے راضی ہوں اور وہ مقبولان خدا میں سے ہے۔

حجاز مقدس میں ایک قیدی کی ضمانت کیلئے سرکار دو عالم ﷺ کا حکم:

حضرت سید احمد العطاس مدنی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے غربا اور مساکین کی آپ ہر سال حج بیت اللہ شریف کے موقع پر اپنی آمد کے وقت ہر طرح کی امداد فرماتے اور سخاوت کا یہ عالم تھا کہ سلاطین زمانہ بھی ششدہ و حیرت زدہ رہ جاتے تھے۔ آپ کی آمد کے موقع پر تمام سائلین و حاجتمندان میرے پاس اپنی اپنی حاجات لکھ لکھ کر بھجوا دیتے تھے اور میں تمام عرائض اور رقعہ جات آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا تھا۔

۱۹۶۳ء کا ہی واقعہ ہے کہ جب آپ تشریف لائے تو بہت خیرات وصدقات اور مال زکوۃ تقسیم فرمائے لوگوں کے جو خطوط مجھ تک پہنچے تھے ان میں ایک خط ایک ایسے قیدی کا جیل سے آیا جو قتل کے الزام میں جیل میں بند تھا۔ میں نے وہ رقعہ بھی دوسرے رقعوں کے ساتھ جیب میں رکھ لیا اور گھر کے اندر تخت پوش پر بیٹھا بیٹھا سو گیا چونکہ تھکاوٹ بہت تھی اس کی وجہ سے نیند آ گئی اس دوران مجھے حضور علیہ السلام کی زیارت ہوگئی اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ وہ رقعے کہاں ہیں۔ میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو وہی قیدی والا رقعہ میرے ہاتھ میں آ گیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ غلام محی الدین سے کہو کہ اس کی طرف سے ضمانت ادا کرے۔

چنانچہ میں بیدار ہوا اور وہ رقعہ حضور علیہ السلام کا پیغام آپ کو دیا تو آپ نے فوراً ہی اس قیدی کی طرف سے وہ تمام چیز ادا کر دی جو حکومت وقت اور حکام کی طرف سے اس پر واجب الادا تھی اور قیدی کو چھڑا دیا۔ اس کے علاوہ وہ تمام قیدی جو اس کے ساتھ جیل میں بند تھے۔ ان کی طرف سے بھی بطور ضمانت جو بنتا تھا ادا کر دیا اور ان کو جیل سے رہائی دلائی۔

آپ کی اسی سخاوت وایثار کو دیکھ کر مدینہ منورہ کے لوگوں کے چہرے خیرہ رہ گئے اہل مدینہ نے اس پر بڑی خوشی کا اظہار کیا۔

دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ کے قریب میں جب برصغیر پاک و ہند اور جنوبی مشرقی ایشیاء بلکہ حجاز مقدس کا سمندر پار کے تمام ممالک کے مسلمانوں پر جب حج بیت اللہ شریف دوبارہ کھولا گیا تو آپ نے عرب شریف میں تشریف لا کر ایسی بے نظیر و بے مثال داد و دہش فی سبیل اللہ کا مظاہرہ فرمایا کہ جس کی مثال والیان ملک کے لئے بھی پیش کرنا مشکل ہوگی۔

Marfat.com
Marfat.com

کئی برس تک حج بند رہنے کی وجہ سے عرب شریف کے غربا مساکین، طلباً، اساتذہ کرام، مدارس مشائخ اور خدام حرمین بیرون ممالک کی اقتصادی اعانت سے محروم رہے تھے۔ مارکیٹ کا حال مندہ ہونے کی وجہ سے بڑے بڑے تاجروں کی حالت بھی ناگفتہ بہ تھی۔

آپ نے جدہ سے مکہ مکرمہ اور وہاں سے مدینہ منورہ تک کے راستے میں آنے والی تمام بستیوں اور دیہاتی آبادیوں سمیت ہر درجہ کے مستحق کی امداد اور اعانت فرمائی اور ان کی ضروریات کی کفالت فرمائی۔ کثیر مقدار میں پہننے کے کپڑے سلوا کر بغرض تقسیم ہمراہ لے گئے تھے۔ مدینہ منورہ میں جب تیار شدہ فہرستوں کے مطابق علمائے کرام مشائخ عظام دینی مدارس کے طلباً اور اساتذہ اور خدام حرمین میں زر اعانت تقسیم ہو چکا تو اعلان فرما کر تمام غربا اور مساکین کو ایک حویلی میں جمع کرایا اور اُن میں خیرات تقسیم فرمائی بعد ازاں جب پتہ چلا کہ مقامی پولیس (شرطہ) کو اس سال بیشتر حصہ میں تنخواہیں نہیں ملیں تو پولیس کے سپاہیوں کی بھی امداد فرمائی اور ان کے افسروں کو ان کے گھروں پر عطیات بھجوائے۔

شرفائے سادات کے ایک عمر رسیدہ بزرگ مدینہ شریف کے ایک بیرونی محلے میں رہتے تھے۔ آپ بذات خود ان کے گھر تشریف لے گئے۔ وہ کرایہ کے مکان میں رہتے تھے اور کئی برس کا کرایہ مالک مکان کو ادا نہ کر سکے تھے۔ اس کے علاوہ بھی کافی مقروض تھے آپ نے ان کے مکان کا تمام سابقہ کرایہ بھی ادا کیا اور باقی ماندہ لوگوں کا قرض بھی ادا کر دیا جب واپس تشریف لانے لگے تو سید زادے نے عرض کیا کہ چند روز قبل حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں استغاثہ عرض کیا تھا کہ حضور میری مالی حالت بہت خراب ہے مالک مکان اور باقی دیگر قرض خواہ بھی تنگ کر رہے ہیں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ تمہارا ایک دوست آنے والا ہے وہ آکر تمہاری مدد کرے گا۔

آپ جس حویلی میں قیام پذیر ہوتے تھے اس حویلی میں غربا اور مساکین میں تقسیم اعانت کے دوران آپ کے حکم کے مطابق روپوں اور ریالوں سے بھرے ہوئے ٹوکرے کپڑوں سے ڈھانپ دیئے جاتے تھے۔ آپ کی نصیحت تھی کہ روپے کپڑے کے نیچے ہاتھ ڈال کر نکالے جائیں اور کپڑا ٹوکروں پر سے نہ اٹھایا جائے۔ آپ کے ایک مخلص رفیق میاں غلام قادر فرماتے ہیں کہ تقسیم شروع ہونے سے ایک گھنٹہ بعد اس خیال سے کہ روپے ختم ہو گئے ہوں گے میں نے ٹوکرے سے کپڑا اٹھایا اور جھانک کر دیکھا تو ابھی ایک چوتھائی روپے بھی ختم نہ ہوئے تھے میں سمجھ گیا کہ یہ خدا کی طرف سے غیبی خزانہ کی امداد کرشمہ ہے۔ چنانچہ فوراً ٹوکرے کے منہ پر کپڑا ڈال دیا

Marfat.com
Marfat.com

۔ادھر تقسیم کنندہ نے غلطی سے ٹوکرے کے منہ سے کپڑا ہٹایا تو کیا دیکھا کہ روپوں کی تہہ تیزی سے نیچے کی طرف گر رہی ہے اور تھوڑی دیر میں ٹوکرا خالی ہو گیا۔

اس کے برعکس حویلی کے دوسرے دروازے پر جو ٹوکرا استعمال ہو رہا تھا جس سے کپڑا نہیں اتارا تھا اس میں سے بہت دیر تک تقسیم جاری رہی اور وہاں کے مستحقین کے لئے وہی روپیہ کافی ثابت ہوا اس واقعہ کو سب نے حضور علیہ السلام کا معجزہ شمار کیا۔

تواضع اور انکساری:

آپ کے مزاج پر تواضع اور انکساری کا بہت غلبہ تھا اپنی تعریف و توصیف قطعاً پسند نہ فرماتے تھے آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ لوگ تو جھوٹی تعریف کو قابل فخر سمجھتے ہیں مگر ہمارے نزدیک سچی تعریف بھی ضرر سے خالی نہیں ہوتی اس سے عجب پیدا ہوتا ہے اور نفس کے قوی ہونے کا امکان ہوتا ہے اس کے برعکس نفس کے خلاف بات سے طبیعت میں انکساری اور توجہ الی اللہ پیدا ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ آپ بمبئی میں حکیم شمس الدین صاحب کے ہاں قیام پذیر تھے کہ دوران گفتگو ایک ایسے شخص کا ذکر آ گیا جو آپ کے خاندان عالیہ سے بغض و عناد رکھتا تھا اس کی گستاخی اس حد تک بڑھ گئی کہ لوگوں میں کہتا پھرتا کہ یہ سادات کا خاندان نہیں ہے۔ حکیم صاحب نے اس شخص کی مذمت شروع کر دی اس پر آپ نے حکیم صاحب کو منع فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا کہ حکیم صاحب کیا خبر ہے کہ علیم و خبیر ذات اللہ جل شانہ کے نزدیک ہم اہل سیادت ہیں بھی یا نہیں؟

ان کلمات کو سن کر حکیم شمس الدین صاحب تڑپ گئے اور خاموش ہو گئے اور بعد میں کسی محفل میں اس بات کا ذکر کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ آپ اتنے اعلیٰ ظرف کے مالک ہیں کہ آپ کی مثال نہیں ملتی۔ مزید فرمایا کہ اگر میں نے حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت نہ کی ہوتی تو میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لیتا۔

اخلاق کریمانہ:

انہی حکیم شمس الدین صاحب کے ہاں قیام کے دوران ایک سفید ریش بزرگ آپ سے ملنے آئے اور دعوت طعام کی پیش کش کی۔

ان بزرگ کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ قوم کے جولاہے ہیں مگر وہ لوگوں میں اپنے بارے میں یہ مشہور کرتے تھے کہ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ میرے بھائی ہیں اور انہوں نے اس بات کو

Marfat.com
Marfat.com

بنیاد بنا کر پیری مریدی کا دھندا چکایا ہوا تھا۔ حکیم صاحب اس کے تمام احوال سے واقف تھے۔ اس لئے اس پر برس پڑے اور اسے مکار کذاب وغیرہ کہنا شروع کر دیا۔ آپ نے حکیم صاحب کو روکا اور فرمایا کہ سفید ڈاڑھی کا لحاظ کریں اور انہیں کچھ نہ کہیں۔

بلکہ آپ نے اس کے ان تمام معاملات سے واقف ہونے کے باوجود اپنے آبائی اخلاق کریمانہ سے کام لیتے ہوئے اس کی دعوت طعام قبول کر کے اس کے گھر بھی تشریف لے گئے۔

اُس شخص نے آپ کی آمد کے پیش نظر شہر کے عمائدین کو بھی دعوت میں بلایا ہوا تھا آپ کے تشریف لے جانے پر اُس شخص نے اپنے تمام مہمانوں کے سامنے آپ کا تعارف کرایا اور ساتھ ہی کہنے لگا کہ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ بڑی شان کے مالک تھے۔ بڑی بڑی دور سے لوگ آتے اور ہر وقت آپ کے گرد لوگوں کا ہجوم جمع رہتا تھا۔ حکیم شمس الدین مرحوم بڑے تیز طبع تھے۔ فوراً بول اٹھے لوگوں کا جمع ہونا بھی کوئی کمال کی دلیل ہے۔ بھیڑ تو وہاں بھی لگی رہتی ہے جسے بازار حسن کہتے ہیں تو کیا زنان بازاری بھی ولی اللہ ہوتی ہیں؟

پھر حکیم صاحب نے اعلیٰ حضرت تاجدار گولڑہ علیہ ارحمۃ کے حسب ونسب علم وفضل زہد و تقویٰ پر ایک بصیرت افروز تقریر کی اور شان ولایت پر ایسا نقشہ کھینچا کہ حاضرین بے حد متاثر ہوئے۔

حج بیت اللہ شریف اور زیارات مقدسہ:

آپ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں ۲۰ سے زیادہ حج کیئے اور مدینہ شریف میں حضور علیہ السلام کے مزار پُر انوار کی بارہا زیارت سے مشرف ہوئے اور اس موقع پر آپ کی کیفیت دیدنی ہوا کرتی تھی۔

اس کے علاوہ نجف اشرف، کربلائے معلیٰ، کاظمین شریفین، بغداد شریف، قونیہ شریف، ترکی، مزار شریف، دہرات شریف (افغانستان) مصر، شام، بیت المقدس ہندوستان اور دوسرے ممالک میں مختلف مقبولانِ حق کے مشاہدات مبارکہ کی زیارت کے لئے متعدد سفر فرمائے خصوصاً حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ اور شہنشاہ بغداد حضرت پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے تو آپ کو انتہا درجہ کی عقیدت ومحبت تھی کہ بار بار حاضری دیتے تھے۔ تقسیم ہند سے قبل تقریباً ہر سال اجمیر شریف اور ہندوستان کے دیگر مزارات کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ تقسیم ہند کے بعد بھی چند مرتبہ اجمیر شریف کی حاضری کی سعادت حاصل کی۔ توحید وجودی کا ایسا غلبہ تھا کہ تمام خلق خدا پر شفقت ورحمت آپ کی عادت شریفہ بن چکی تھی۔ ہر فرد وملت کے لوگ آپ

Marfat.com
Marfat.com

کے پاس آتے۔ حتی کہ عیسائی ہندو سکھ اور دیگر غیر مسلم بھی آپ سے عقیدت و محبت رکھتے تھے۔
تقسیم ہند سے پہلے لاہور میں مقیم ایک ہندو مسمی داور کا سنگھ نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ مجھے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ فقط میرا تعلق خدا سے ہو جائے اس کے اس جذبہ سے آپ اس قدر متاثر ہوئے کہ جب بھی وہ محفل سماع کی مجلس کی درخواست کرتا تو آپ عدیم الفرصتی کے باوجود اس کی قیام گاہ پر ضرور تشریف لے جاتے اور توحید کے موضوع پر سماع منعقد کراتے۔

تقسیم ہند کے بعد بھی آپ نے ایک مرتبہ امرتسر اور دہلی میں ہندو اور سکھوں کے مجمع میں محفل سماع منعقد کرائیں۔ آپ کے ہمراہ رفیق سفر احباب کہتے ہیں کہ ان مجالس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ ایک مجلس میں قوال محبوب علی نے توحید کے متعلق مضمون بیان کرتے ہوئے یہ مصرعہ پڑھا۔

تمہارے بڑے پن میں شک ہے کسے:

اور ساتھ ہی اللہ اکبر کہا جس پر کیا تھا کہ تمام مجمع میں اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا گونج گئی اس میں شریک تمام ہندو سکھ بے ساختہ ہاتھ جوڑ جوڑ کر اللہ اکبر کہنے لگے۔ دہلی کی محفل سماع میں پہلے کئی سرکاری اور غیر سرکاری افراد نے آپ کو مشورہ دیا کہ حضرت سماع کی مجلس منقعد کرانا خطرے سے خالی نہ ہوگا۔ آپ نے ان کی بات سن کر اس خیال سے کہ پنجاب سے ان ہندو اور سکھ تارکین وطن سے وعدہ ہو چکا ہے اور وہ خدا کی تعریف سننا چاہتے ہیں فرمایا کہ مجلس سماع ضرور ہوگی الغرض خلق اللہ ہونے کی حیثیت سے ہر شخص کے ساتھ حسب مراتب آپ کے تعلق رہے۔ آپ کو خلق خدا کی ایذا رسانی سے اس قدر نفرت تھی کہ اس قسم کے واقعات سننا بھی برداشت نہ فرماتے تھے۔

عفو درگذر اور وضع داری:

آپ انتہائی کریم اور حلیم الطبع اور درگذر سے کام لینے والے تھے۔ آپ کی طبیعت میں انتقام نام کی چیز بھی نہ تھی آپ پر کئی مرتبہ حملے ہوئے دشمن کے بارے میں علم ہونے کے باوجود تعرض نہیں فرمایا۔ ایک مرتبہ آپ کے پلنگ کے نیچے چھپا ہوا دشمن پکڑا گیا مگر آپ نے فوراً ہی معاف کر دیا۔

کئی مرتبہ حاسدین نے گاڑی روک کر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ ایک مرتبہ گولیوں کی اُس بوچھاڑ کے وقت آپ کے ہمراہ محبوب قوال بھی تھا آپ نے فرمایا کہ محبوب نعت پڑھو اُس نے مولانا عبدالرحمٰن جامی نما علیہ الرحمۃ کے مشہور زمانہ نعت پڑھنا شروع کر دی۔

Marfat.com
Marfat.com

نسیما جانب بطحا گذر کن

ز احوالم محمد ﷺ را خبر کن

اس موقع پر آپ کے ہمراہی دوستوں نے آئندہ کے لئے حفاظتی تدابیر سے متعلق کچھ تجاویز پیش کیں مگر آپ نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اللہ تعالیٰ خود حافظ و ناصر ہے۔ موت کا ایک دن معین ہے۔ اس سے پہلے نہیں آئے گی اور جب وقت آ گیا تو جو بہانہ اور مقام مقرر ہوگا۔ اسے کوئی تدبیر نہیں ٹال سکے گی۔

اسی طرح آپ میں رواداری بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ جس سے ایک مرتبہ تعلق ہو گیا پھر آپ نے تادم آخر اُسے نبھایا کوئی لاکھ توڑے مگر آپ نے اسے جوڑنے ہی کی کوشش کی۔

حکیم شمش الدین مرحوم بھی والوں نے ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں خط لکھا کہ باوجود اس کے کہ میری بیعت آپ کے دست حق پرست پر ہے مگر فلاں عورت کی محبت میرے دل میں ایسی رچ بس گئی ہے کہ دل سے نکلتی نہیں ایسی بیعت سے کیا فائدہ؟ میں اپنی بیعت فسخ کرتا ہوں۔

اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک خط آپ کو بھی خط لکھا چونکہ حکیم صاحب اور آپ کے درمیان بڑی محبت اور دلگی تھی۔ انہوں نے خط میں لکھا کہ میں آپ کے والد گرامی علیہ الرحمۃ سے قطع تعلق کرتا ہوں۔ لہٰذا آپ مجھ سے تعلق منقطع فرمالیں۔

چونکہ حکیم شمش الدین حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے مرید ہونے کے علاوہ آپ کے استاد بھائی بھی ہیں۔ چونکہ مولانا لطف اللہ علی گڑھی کے شاگرد تھے۔

حکیم شمش الدین کے خط کے جواب میں حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے لکھا کہ تم شوق سے قطع تعلق کرلو مگر ہماری طرف سے آشنائی اور خیر خواہی میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

اسی طرح آپ نے بھی انہیں خط کے جواب میں لکھا کہ جب آپ نے حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ سے تعلق قائم کیا تھا تو اس وقت میں نے وکالت نہیں کی تھی۔ اب اس تعلق کا توڑنا آپ کا اور حضرت کا معاملہ ہے یہ ہمارے تعلق پر اثر انداز نہ ہوگا۔

آپ کے بچپن کے ہم جولیوں میں سے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا تو آپ آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے دل چاہتا ہے کہ جب میرا وقت آ جائے تو اس ساتھی کے پہلو میں میری قبر ہو۔ اُس دوست کے انتقال کے بعد اس کے صاحبزادے پر آپ بڑی نظر اور شفقت فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ میرے دوست کا بیٹا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ کی دینی وملی خدمات:

دین وملت کی خدمت کے اہم فریضہ کی جو مستحکم بنیاد حضرت تاجدار گولڑہ حضور پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے رکھی تھی۔ اس کی تعمیر وترقی میں آپ کے جانشین کی حیثیت سے آپ نے قابل قدر خدمات انجام دیں۔ آستانہ عالیہ پر تمام علوم دینیہ کی تحصیل کے لئے قائم شدہ جامعہ غوثیہ میں ساٹھ ستر طلباء کے قیام وطعام اور تعلیمی ضروریات اور مدرسین کی کفالت کا مکمل انتظام تھا۔ تقریباً چھ ہزار مطبوعہ اور قلمی کتب پر مشتمل کتب خانہ دارالافتا اور حضرت تاجدار گولڑہ علیہ ارحمۃ کی تصانیف کی اشاعت اور اعراس مبارکہ کے علاوہ محرم الحرام، میلاد شریف اور معراج شریف وغیرہ کی تقریبات پر اہلسنت جماعت کے مسلک کی ترویج واشاعت کیلئے علمائے کرام کی تقاریر اور مجالس سماع کا آپ نے باقاعدہ انتظام فرما رکھا تھا۔ جس سے ہزاروں حاضرین مستفید ہوتے تھے۔

حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے زمانے میں بڑا اجتماع بڑی گیارہویں شریف کے حوالے سے ربیع الثانی کی ۹۔۱۰۔۱۱ کو ہوتا تھا۔ اُس وقت حاضرین کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ مگر آپ کے زمانے میں تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی تھی اس سالانہ عرس کے علاوہ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کا سالانہ عرس مبارک ۲۹ صفر کو کراتے دوسرے دن چادر چڑھائی جاتی۔ ۱۲ ربیع الاول شریف کو رات بھر میلاد شریف کی محفل بڑے تزک احتشام سے منعقد فرماتے اول شب سے درود شریف کی محفل ہوتی آدھی رات کے بعد تقریریں اور نعت خوانی ہوتی تھی حضور علیہ السلام کی عین ولادت باسعادت کے وقت قیام وسلام ہوتا تھا اور ایک سوایک گولوں کی سلامی دی جاتی تھی۔ جس کا منظر عجیب روح پرور ہوتا تھا۔ الحمد لِلّٰہ یہ سلسلہ آج بھی آپ کے موجودہ جانشین حضرت قبلہ شاہ عبد الحق گیلانی مدظلہ العالی قائم رکھے ہوئے ہیں۔

آپ کے دور میں آستانہ عالیہ پر تدریس وافتا اور امامت وخطابت کے فرائض انجام دینے والوں میں مولانا قاری نعمت اللہ آلہ آبادی مرحوم مولانا سید محمود احمد شاہ راولپنڈی مولانا محب النبی علیہ الرحمۃ بھوئی شریف ضلع اٹک حافظ عطا محمد پدھراڑ علاقہ سون، مولانا قاری محبوب علی صاحب لکھنوی، مولانا عبدالرزاق صاحب گوہر ضلع راولپنڈی، مولانا فرید الدین صاحب بھوئی گاڑ ضلع اٹک، مولانا فتح محمد مرحوم راولپنڈی، مولانا اللہ بخش اور مولانا خدا بخش صاحب مٹھیال ضلع اٹک، مولانا محمد فاضل صاحب گوجر خان کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ اپریل ۱۹۶۰ء سے مفتی فیض احمد فیض چشتی گولڑوی صاحب بھی اس مرکز روحانیت سے وابستہ ہیں۔ جبکہ جامع مسجد گولڑہ شریف دربار ھذا میں نماز جمعہ کی خطابت وامامت کے فرائض علامہ مفتی محمد

Marfat.com
Marfat.com

صاحب سرانجام دے رہے ہیں۔ مقامی طور پر متذکرہ بالا خدمات کے علاوہ اندرون ملک اور بیرون ملک جہاں اور جب کبھی کوئی ایسا واقع پیدا ہو جائے جس میں دینی نقطہ نظر سے تعاون کی اشد ضرورت ہو تو وہاں آپ کی ذات والا صفات نے سیاسی اور ذاتی اغراض سے بالاتر ہو کر محض رضائے خدا اور مسلمانوں کے مفاد کے پیش نظر حتی الوسع امداد فرماتے رہتے تھے۔ قیام پاکستان کے زمانہ میں آپ مسلم لیگ کی حمایت میں پیش پیش رہے۔

۱۹۴۷۔۴۸ء میں جہاد کشمیر کے موقع پر مجاہدین اور مہاجرین کی ہر ممکن نقد و جنس سے بھرپور امداد فرمائی۔ ۱۹۵۶ء میں تحریک ختم نبوت کے موقع پر آپ نے بھرپور کردار ادا کیا۔ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں آپ نے ذاتی طور پر مجاہدین و مہاجرین کی امداد فرمائی اور اپنے متوسلین کو بھی خاص طور پر اس جہاد میں حصہ لینے کی ترغیب دی اور تاکید فرمائی اور خلاف معمول و مشرب اس موقع پر ریڈیو پاکستان سے اپنے عقیدت مندان کے لئے تقریر بھی ریکارڈ کرائی جو ۱۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو ریڈیو پاکستان سے نشر کی گئی۔

آپ کی اولاد پاک:

آپ کو خداوند قدوس نے ایک بیٹی اور دو فرزند عطا فرمائے ان میں بڑے صاحبزادے حضرت سید غلام معین الدین شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ جو بڑے لالہ جی کے نام و لقب سے مشہور ہیں جن کی ولادت باسعادت ۱۹۲۰ء میں ہوئی تھی اور دوسرے صاحبزادے حضرت سید شاہ عبدالحق شاہ گیلانی مدظلہ العالی آپ چھوٹے لالہ جی کے لقب سے مشہور ہیں۔ الحمد للہ ان دونوں فرزندان کی ولادت باسعادت حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے زمانے میں ہوئی اور حضرت خواجہ گولڑوی سرکار کے وصال باکمال کے وقت بڑے لالہ جی کی عمر شریف ۱۷ برس اور چھوٹے حضرت شاہ عبد الحق شاہ صاحب کی عمر شریف گیارہ برس تھی۔ اللہ کریم نے ان دونوں صاحبزادگان کو حضور خواجہ گولڑوی کی خصوصی نوازشات سے بہرہ اندوز ہونے کا کافی موقعہ عطا فرمایا تھا۔

آپ کی شادی مبارکہ:

آپ کی شادی خانہ آبادی ۱۹۱۰ء میں ہوئی اس مبارک تقریب سعید میں ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی عوام و خواص کے علاوہ جید علمائے کرام مشائخ عظام صوفیائے کرام کثرت سے شامل ہوئے۔ حضرت سید محمد صاحب دیوان صاحب پاکپتن شریف حضرت خواجہ محمود صاحب تونسہ شریف حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین صاحب سیال شریف حضرت

Marfat.com
Marfat.com

میاں شیر محمد شرقپور شریف حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب اور حافظ جماعت علی شاہ
ثانی صاحب علی پور شریف ضلع نارووال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خصوصی مہمانوں میں سے تھے۔
خطبہ نکاح کے بعد نماز ظہر حضرت اجی جی صاحب علیہ الرحمۃ کے مزار شریف کے قریب
پڑھا گیا دعا کے بعد مجلس سماع منعقد ہوئی اور عجیب سماں بندھ گیا۔ جس کی کیفیت بیان سے باہر
ہے۔ حضرت صاحبزادہ خواجہ محمود تونسوی علیہ الرحمۃ سجادہ نشین تونسہ شریف کی خواہش پر گھڑسواری
کے کرتب دکھانے کا اہتمام بھی کیا گیا کسی سوار نے نیزہ بازی کے ہنر دکھائے تو کسی نے گھوڑے
کی پشت پر کھڑے ہو کر اسے دوڑایا کسی نے شمشیرزنی کے جوہر دکھائے۔ الغرض اس کھیل سے
سب حاضرین محظوظ ہوئے حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ بھی اپنے خصوصی مہمانوں کے ہمراہ بنفس
نفیس شریک اجتماع رہے اس موقع پر ایک حادثہ بھی پیش آیا۔ علاقہ پوٹھوار کے ایک سیدزادے جو
ایک مرتبہ اپنے جوہر دکھا چکے تھے۔ دوبارہ بغیر باری اور بغیر اجازت کے نیزہ بازی کے لئے تیار ہو
گئے۔ دوڑ میں گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گر کر بے ہوش ہو گیا سیدزادے نے بھی لمبی قلابازی
کھائی اور دور جا گرے جب گھوڑے کے بچنے کی کوئی امید باقی نہ رہی تو صاحبزادہ محمود احمد تونسوی
نے حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ آپ ہی اس گھوڑے کا کوئی علاج فرمائیں۔ آپ
اس گھوڑے کے قریب تشریف لے گئے اور حکم دیا کہ ایک سفید چادر اس پر ڈال دو اور کچھ دیر یونہی
رہنے دو۔ چنانچہ کچھ دیر کے بعد اتاری گئی تو گھوڑا بالکل صحیح سلامت کھڑا ہو گیا۔

اس کے بعد حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے اُس سیدزادے سے فرمایا کہ اپنی باری کے
بغیر سبقت نہیں کرنی چاہیئے۔

آپ کی شادی پر حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ اولاد کی شادی کی خوشی تو ہر
والدین کو ہوتی ہے تاہم مجھے اس بات کی زیادہ خوشی ہوئی ہے کہ اس بہانے سے اتنی ذی وقار
شخصیتیں یہاں جمع ہو گئیں ہیں۔ احباب سے ملاقات اور ان کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ اور
حضرت اجی صاحب علیہ الرحمۃ کی یہ وصیت کہ غلام محی الدین شاہ کی شادی بڑے اہتمام سے کرنا
بھی پوری ہوگئی۔

زندگی کے شب و روز اور عادات شریفہ:

آپ کی صحت مبارکہ بفضل تعالیٰ عمر عزیز کے بیشتر حصہ میں قابل رشک رہی۔ میانہ قد پر
سفید لباس۔ گندمی رنگ کالی پر پیچ زلفیں اور سرمگیں مدھبری آنکھیں ایک ایسا نقشہ پیش کرتی تھیں کہ
دیکھنے والا دیکھتا ہی رہ جاتا تھا۔ اپنے چہرہ مبارک کی وضع قطع کی وجہ سے آپ اپنی اصل عمر سے بھی

Marfat.com
Marfat.com

کم نظر آتے تھے۔ سادہ غذا آپ کو بہت پسند تھی اور کھانے پینے کے لئے مٹی کے برتن زیادہ استعمال فرماتے تھے دوران سفر اپنے کسی ملنے والے کے اصرار پر اُس کے ہاں کھانے کی دعوت اس شرط پر قبول کرتے تھے کہ دال یا سبزی یا ایک قسم کا سالن پکایا جائے۔ بسا اوقات ایسا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ کسی ملنے والے کے ہاں قیام ہوتا تو وہاں بہت سے کھانوں کی بہتات دیکھ کر ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے تھے چونکہ تکلف اور فضول خرچی سے آپ بہت پرہیز فرماتے تھے ایسا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ آپ کسی کے ہاں کھانے کے وقت اچانک بغیر کسی اطلاع کے پہنچ جاتے تو اس وقت گھر میں موجود جو کچھ موجود ہوتا وہ ہی کھانا پسند فرماتے تھے اور اس وقت فرماتے کہ دیکھوا پنے لئے کتنا اچھا کم مرغن سالن اور کھانا پکاتے ہیں اور ہمیں بیمار کرنے کے لئے کھانے میں اتنا سارا گھی ڈال دیتے ہیں۔

سہل پسندی سے آپ ہمیشہ دور رہتے جسم کو مشقت کا ایسا عادی بنا دیا تھا کہ تھکاوٹ محسوس نہ فرماتے تھے دوران سفر کبھی پیدل چلتے تو اس قدر تیز قدم اٹھاتے کہ آپ سے کم عمر والے پیچھے رہ جاتے۔ اپنے آباؤ اجداد کی طرح گھوڑے کی سواری کو پسند فرماتے تھے۔ بسا اوقات صبح کے وقت گھوڑے پر سوار ہو کر ساتھ والے گاؤں باد یا میرا تشریف لے جاتے۔ شام کے وقت عموماً راولپنڈی تشریف لے جاتے اور حاجی محمد شفیع کی دوکان واقع پرانہ قلعہ پر کچھ دیر قیام فرماتے اور عشاء کی نماز پڑھ کر واپس دربار عالیہ میں تشریف لاتے۔ پرانے قلعے سے تھوڑی دیر کے لئے آپ اپنے پرانے مخلص منشی رحیم بخش کے گھر لالکڑتی تشریف لے جاتے تھے۔

دوسری جنگ عظیم کے دوران جب پیٹرول کی راشن بندی ہوئی تو آپ نے گاڑی کا سفر ترک کر کے راولپنڈی تک کے لئے گھوڑے ٹانگے کی سواری کا معمول بنا لیا حالانکہ کچی سڑک پر یہ بیس میل کا سفر خاصہ دشوار تھا۔

لنگر شریف سے ریلوے اسٹیشن گولڑہ شریف تک۔ (۲) میل کا سفر پیدل فرماتے وہاں سے ٹانگے پر سوار ہوتے۔ پرانہ قلعہ والے حاجی محمد شفیع سے آپ کا دیرینہ اور دلی تعلق تھا وگرنہ آپ کے خدام میں بڑے بڑے صاحب ثروت لوگ شامل تھے اور انہوں نے یہ کوشش بھی کی کہ آپ بجائے حاجی محمد شفیع کی دوکان پر جانے کے ہمارے ہاں تشریف لایا کریں۔ مگر آپ نے پرانے تعلق کو چھوڑنا گوارہ نہ کیا۔ جب حاجی محمد شفیع بیمار ہو گئے اور دوکان پر آنے جانے سے معذور ہو گئے تو پھر آپ شام کو منشی رحیم بخش لالکڑتی والوں کے پٹرول پمپ واقع چاولہ گیراج مال روڈ صدر تشریف لے جاتے لالکڑتی کا یہ خاندان لنگر شریف سے خصوصی عقیدت و محبت رکھتا ہے۔ منشی رحیم

Marfat.com
Marfat.com

بخش کے بھتیجے حاجی غلام قادر تو اپنی جوانی ہی کی عمر سے آپ کی ذات والاصفات سے وابستہ ہو گئے تھے۔ اور سفر وحضر میں آپ کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ شام کی اس مجلس میں شہر اور دور دراز مقام سے آئے ہوئے بڑے بڑے صاحب علم وصاحب ذوق حضرات شامل ہوتے اور اس دوران علمی اور روحانی مسائل زیر بحث آتے تھے۔ آپ کی ذات مبارک کو خدا نے ایسا وقار، تمکنت اور جلال عطا فرمایا تھا کہ آپ کی تمام محافل نہایت سنجیدہ اور پروقار ہوتی تھیں۔

آپ کے پاس آنے والوں میں زیادہ تر لوگ وہی ہوتے تھے جو زمانے کے ستائے ہوئے اور مصیبت میں گرفتار لوگ اپنی مشکلات کے حل کے لئے اور صحت وسلامتی کے لئے آپ سے دعا کے طلب گار ہوتے تھے۔

علالت کے اسباب وابتدا:

قیام پاکستان کے بعد ابتدائی سالوں میں ہی حکومتی اہلکاروں عہدیداروں کی غلط پلاننگ اور اقربا پروری ذاتی مفادات کا حصول آپ کے دربار میں لوگ آکر جب حکومت وقت کی غلط کاریوں اور ظلم وتشدد اور مہنگائی بے حیائی کا رونا روتے تو آپ کی طبیعت میں اضطراب آجاتا تھا۔ آپ پریشان اور غمگین ہو جاتے تھے۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں مشرقی پاکستان کا سانحہ ہوا تو آپ کے قلب نے اس کا گہرا اثر لیا اور اس واقعہ سے دل پر اس قدر شدید چوٹ لگی جو برداشت سے باہر تھی اور جب پاکستانی جنگی قیدیوں کے عزیز واقارب آپ کی خدمت عالیہ میں ان کی رہائی کے لئے دعا کی خاطر حاضر ہوتے اور آپ سے ان کی تکلیفوں کا ذکر کرتے تو آپ تڑپ جاتے اور فرماتے کہ ملک کا بڑا حصہ بھی گیا اور نوے ہزار مسلمان جنگی قیدی دشمنان اسلام کے قبضے میں ہیں نہ جانے ان کا کیا حال ہوگا۔

ان تمام تکلیف دہ باتوں کا آپکے قلب اطہر پر اثر لازمی ہونا تھا۔ ۱۹۷۱ء میں حج بیت اللہ شریف سے واپسی کے موقع پر آپ نے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری کا پروگرام بنایا اور یہ سفر آپ نے بذریعہ کار کیا۔ کاروں کے اس قافلے میں آپ سب سے آخر میں مخلص عزیز الحق قریشی جو نوابزدہ محمد سعید قریشی کے فرزند اور نوابزدہ محمد ذاکر قریشی کے بھتیجے تھے۔ ان کی کار میں سفر فرماتے رہے سرگودھا کا یہ قریشی خاندان صاحب ثروت ہونے کے ساتھ ساتھ اولیاء اللہ سے نہایت عقیدت ومحبت رکھتا تھا اور ان کے جد امجد محمد حیات قریشی مرحوم حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔ عزیز الحق قریشی آپ کو بہت عزیز تھے۔ جاتے ہوئے قندھار میں قیام کے دوران آپ نے سخت کمزوری اور سخت بے چینی محسوس کی ٹھنڈے پسینے بھی

Marfat.com
Marfat.com

آئے مگر آپ نے اپنے رفقائے سفر کو اس خیال سے نہ بتایا کہ یہ پریشان ہو جائیں گے ان کو خبر تک نہ ہونے دی اور پوری ہمت سے سفر جاری رکھا۔ راستہ میں دوبارہ پھر اسی طرح تکلیف محسوس ہوئی اور ہرات پہنچ کر آپ نے رفقاء کے اصرار پر ڈاکٹروں کو دکھایا ڈاکٹروں نے فوری آرام کا مشورہ دیا اور دوائی بھی دی۔ مگر آپ نے جس مقصد کی تکمیل کے لئے اتنا طویل سفر کیا تھا۔ اس کے بغیر بھی آرام سے نہ رہتے تھے۔

آپ روزانہ تین چار گھنٹے حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ کے مزار پر انوار پر حاضری دیتے اور ہرات میں پانچ یوم اور قیام کے بعد آپ کابل سے مزار شریف کے راستے گیارہ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو واپسی گولڑہ شریف پہنچے۔

مگر چند دن قیام کے فوراً بعد مٹھا ٹوانہ ضلع سرگودھا ایک شادی کے سلسلہ میں جانا پڑ گیا وہاں سے براستہ ستیانہ کھیانہ، جھنگ تشریف لائے کھیانہ میں قیام کے دوران احباب کے پرزور اصرار پر ان کے گھروں میں دور دراز علاقوں میں تشریف لے گئے اور ایک جگہ ایک نالے کو عبور کرنے کے لئے آپ کو چھلانگ لگانا پڑی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ کھیانہ سے واپسی پر کبیر والا پہنچ کر آپ نے دل کے قریب تکلیف محسوس فرمائی اور وہ دوائی دوسری گاڑی سے منگوائی اور اپنے منہ میں رکھی جو ڈاکٹر کرنل محمد شفیع نے ایسے موقع پر استعمال کرنے کے لئے دی تھی۔

ملتان پہنچنے کے فوراً بعد آپ کی طبیعت نقاہت اور کمزوری کا پرزور حملہ ہوا ملتان میں آپ خواجہ مظفر محمود کے صاحبزادے خواجہ محمد مسعود کی کوٹھی پر قیام فرمایا کرتے تھے۔ جو بہت عاجزی اور انکساری کے مالک تھے۔ اس صفت کی وجہ سے آپ نے انہیں فقیر صاحب کے لفظ سے نوازا ہوا تھا۔

ملتان کے مخلصین مریدین عقیدت مندان نے تمام بڑے بڑے ڈاکٹروں کو بلا کر آپ کا علاج شروع کر دیا اور زبردستی تین روز تک آپ کو ملتان میں قیام کرانے کی نیت سے رکھا اور ملتان سے گولڑہ شریف تک کا سفر بذریعہ کار کرنے سے منع کر دیا اور ملتان سے بذریعہ کار آپ کو لاہور لایا گیا۔ وہاں سے بذریعہ ہوائی جہاز آپ راولپنڈی پہنچے۔ راولپنڈی پہنچنے پر آپ کو ڈاکٹروں نے مکمل آرام کا مشورہ دیا مگر آپ نے علالت کے باوجود اپنے روزمرہ کے معمولات اور اوراد و وظائف میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آنے دیا۔ صاحبزادگان کے بار بار اصرار پر اتنا کیا کہ مجلس سے مکان کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں چڑھائی کی وجہ سے آپ پیدل جانے کی بجائے کار میں گھر تک تشریف لے جاتے مگر اس کے ساتھ ساتھ صاحبزادگان اور عقیدت مندان سے فرماتے کہ تم مجھے

Marfat.com
Marfat.com

بالکل معذور بنانا چاہتے ہو مجھے کچھ تو پیدل چلنے دیا کرو۔

دل کی تکلیف کو ابھی کچھ افاقہ ہوا تو مسلسل ہچکی کی تکلیف شروع ہوگئی۔ جس کی وجہ سے آپ کے جسم مبارک میں اور کمزوری واقع ہوگئی۔ اسی دوران حج بیت اللہ شریف کا زمانہ آیا تو آپ نے ڈاکٹروں کی شدید مخالفت کے باوجود اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کے لئے حج پر جانے کا پروگرام بنالیا۔ دسمبر ۱۹۷۲ء میں اپنے خاندان اور دیگر متعلقین کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کرنے کے لئے حرمین شریفین حجاز مقدس تشریف لے گئے اور واپسی پر کربلائے معلی، نجف اشرف، کاظمین شریفین، بغداد شریف میں بھی حاضری دی۔ آپکا معمول تھا کہ ایسے سفر کے دوران اپنے سب رفقاء اور ہمراہیوں کو گاڑی میں سوار کر کے بعد ازاں آخر میں خود سوار ہوتے اور پھر منزل بمنزل چلتے کسی بھی منزل پر قیام کے دوران اپنے ہر ایک ہمراہی کے لئے قیام کا انتظام فرما کر آخر میں اپنے قیام کا بندوبست فرماتے تھے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ تمام رفقاء اپنے اپنے ڈیروں پر آرام کر رہے ہوتے تھے۔ اور آپ باہر کسی کھلی جگہ میں تشریف فرما ہو کر آرام فرماتے آپ فرمایا کرتے کہ ایسے سفروں میں چونکہ طبیعت کا رجحان یکسوئی منزل مقصود کی جانب ہوتا ہے اس لئے دوران سفر کسی تکلیف یا کمزوری کا بالکل احساس نہیں ہوتا۔

یہ سفر حجاز مقدس و عراق آپ کا آخری سفر تھا اس سفر کے بعد آپ کی طبیعت مبارک میں نمایاں تبدیلی واقعہ ہوئی۔ آپ اکثر و بیشتر خاموش رہنے لگے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کا جسم مبارک تو گولڑہ شریف میں ہے۔ مگر آپ کا قلب و روح مبارک کسی نہایت ہی اعلیٰ و ارفع مقام پر متمکن ہے بعض مرتبہ استغراق کا یہ عالم دیکھنے میں آیا کہ آپ اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے پوچھا کرتے تھے اب مجھے کیا کرنا ہے ان ہی دنوں آپ محبوب قوال کو مولانا روم کی مثنوی شریف کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

چند باشی عاشق صورت بگو
طالب معنی شود معنی بجو

صورت ظاہر فنا گردو بداں
عالم معنی بماند جاوداں

گفت المعنی ھو اللہ شیخ دیں
بحر معنی ہاست رب العلمین

آخری دنوں میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو اپنے سفر آخرت کا علم ہوگیا تھا اور ان اشعار کو بار بار سن کر آپ اپنے ملنے والوں کو اپنی جدائی کے لئے تیار فرما رہے تھے۔ یہ بات ایک ایسی حقیقت ہے کہ آپ کی ذات والا صفات اپنے ملنے والوں کے لئے بڑی ہی محبوب و ملجا و ماویٰ تھی۔

Marfat.com
Marfat.com

جس کا احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ اس لئے کہ آپ کے جاننے والوں کی تو کائنات ہی آپ کے دم قدم سے آباد تھی۔ ان کے لئے آپ کی ایک پل کی جدائی بھی محال تھی اور ایسے حضرات میں چند رفقاء ہی نہیں بلکہ ایک جہان آپ کا گرویدہ اور پرستار تھا۔ اور خود آپ سے بھی یہ بات مخفی اور پوشیدہ نہ تھی کہ جدائی کس قدر تکلیف دہ چیز ہوتی ہے۔ اس لئے آپ خوب اچھی طرح سمجھتے تھے کہ میرے جانے کے بعد میرے چاہنے والوں پر کیا گذرے گی۔

آپ کے ایک بہت ہی نیاز مند مہر احمد نواز خان جو اپنی پُر مزاح باتوں سے آپ کی طبیعت کو بہلایا کرتے تھے۔ مندرجہ بالا اشعار سُن کر عرض کرنے لگا۔ حضور آپ ہمیں اس قسم کی باتیں سنا سنا کر دوسرے راستے پر نہ لگائیں ہم جانتے ہیں کہ معنی اچھی چیز ہیں مگر ہمیں تو آپ کی صورت ہی بڑی پیاری ہے۔ آپ اسی کو ہمارے پاس رہنے دیں۔

۵ نومبر ۱۹۷۳ء کو آپ کے دیرینہ نیاز مند ریاست امب کے نواب صاحب کے انتقال پر ایبٹ آباد سے ہوتے ہوئے شیر گڑھ تشریف لے گئے اور چھ نومبر ۱۹۷۳ء کو آپ ریحانہ ضلع ہری پور ہزارہ میں سردار بہادر خان کی والدہ ماجدہ کی تعزیت کے سلسلہ میں رکے۔ وہاں سے اُسی رات واپس گولڑہ شریف پہنچے۔

۸ نومبر ۱۹۷۳ء کو آپ نے ناشتے کے بعد حسب معمول محبوب قوال سے کلف لگوائی اسی دوران آپ نے زبان کی روانی میں رکاوٹ محسوس کی تو آپ نے اس کا ذکر محبوب قوال سے کیا تو اُس نے فوراً آپ کے صاحبزادہ کو اطلاع کرنا چاہی۔ محبوب قوال جب بیٹھک سے نیچے اترا تو فوراً اُس نے آپ کے بڑے صاحبزادے پیر سید غلام معین الدین شاہ صاحب سے عرض کیا کہ آپ کی زبان کی روانی میں فرق محسوس ہو رہا ہے۔ ابھی یہ باتیں ان کے مابین ہو رہی تھیں کہ آپ بذات خود بیٹھک سے نیچے کی طرف تشریف لے آئے اور آپ نے بھی اپنے بڑے صاحبزادے سے اس بات کا ذکر فرمایا حضرت شاہ غلام معین الدین علیہ الرحمۃ نے فوراً اس تکلیف کو آپ کی گفتگو سے محسوس کرتے ہوئے آپ کے خصوصی معالج ڈاکٹر کرنل محمد شفیع کو فون کر کے بلایا تو ڈاکٹر نے معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ آپ کی زبان پر فالج کا اثر ہے۔ اس لئے مکمل آرام کیا جائے۔ مگر آپ نے اپنے معمولات میں اتنا فرق ڈالا کہ پہلے مجلس سے گھر کی طرف کار میں جایا کرتے تھے اور پیدل گھر سے مجلس میں تشریف لاتے تھے۔ مگر اب گھر سے بھی بذریعہ کار تشریف لانے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ڈاکٹروں کی دوائیوں کے ساتھ ساتھ ہومیو پیتھک کا علاج اور حکیموں کی تیار کردہ یونانی دوائیاں بھی استعمال کرتے رہے۔ جس سے تھوڑے عرصے میں ہی افاقہ ہو گیا

Marfat.com
Marfat.com

تاہم زبان کی روانی مکمل طور پر بحال نہ ہوئی۔

مدینہ شریف سے مدنی صاحب کی آمد:

ابھی آپ زیر علاج تھے کہ حج کا زمانہ آگیا کمزوری اور نقاہت کے باوجود آپ حج بیت اللہ کی ادائیگی کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر ڈاکٹر صاحبان اور صاحبزادگان کے بار بار اصرار پر ارادہ ملتوی فرما دیا اور فرمایا کہ حج کے بعد عمرہ کے لئے جائیں گے۔ ابھی پروگرام بن ہی رہا تھا کہ ۵ مارچ ۱۹۷۳ء کو اچانک اطلاع ملی کہ جناب مدنی صاحب کراچی پہنچ گئے ہیں۔ اطلاع کے ملتے ہی آپ ڈاکٹر کرنل محمد شفیع، مشتاق قوال خواجہ خدا بخش، خواجہ محمد اعظم ملتانی کے ہمراہ ۶ مارچ کو بذریعہ ہوائی جہاز راولپنڈی گولڑہ شریف سے کراچی جناب مدنی صاحب کے استقبال کے لئے چلے گئے۔

جناب سید الشیخ احمد العطاس علیہ الرحمۃ آپ کا مرید ہونے کا صرف زبانی دعویٰ ہی نہیں کرتے تھے بلکہ جب کبھی آپ کی خدمت میں خط لکھتے تو ان الفاظ سے خط کی ابتدا فرماتے تھے۔

من مسقط رأس المدینة المنورہ الی مسقط قلبی گولڑہ شریف:

ترجمہ: یہ خط جا رہا ہے اُس دیار پاک سے جہاں میرا سر گرا ہے طرف اس دیار کے جہاں میرا قلب گرا ہے۔

نوٹ:

جناب الشیخ سید احمد العطاس مدنی علیہ الرحمۃ آپ کے وصال کے تھوڑے عرصے بعد ہی یکم رمضان المبارک ۱۳۹۴ ہجری کو اس دارفانی سے واصل بحق ہو کر اپنے مرشد کریم سے جا ملے تھے۔ جب آپ ۶ مارچ ۱۹۷۳ء کو مدنی صاحب کو کراچی سے گولڑہ شریف لانے کے لئے کراچی پہنچے تو آپ نے حسب معمول صادق ٹریڈرز کے دفتر میں قیام فرمایا۔ بعد میں آپ اپنے ایک مخلص مرید صادق اور رفیق خاص احمد داؤد کے بے حد اصرار اور منت وسماجت کرنے پر ان کے گھر تشریف لے گئے۔

احمد داؤد صاحب آپ کی ذات والا صفات سے بے حد محبت وانس رکھتے تھے اور آپ بھی ان سے خصوصی شفقت فرماتے۔ حتیٰ کہ کراچی قیام کے دوران اندرون ملک اور بیرون ملک تمام سفروں کا انتظام انہی احمد داؤد صاحب کے سپرد ہوتا تھا۔ احمد داؤد صاحب دل کے مریض تھے۔ مگر لنگر کیلئے پیدل سفر کرتے اور دوڑتے پھرتے تھے۔ بہر حال کراچی میں تین دن قیام کے بعد آپ مدنی صاحب کو لے کر واپس گولڑہ شریف پہنچ گئے۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ کی واپسی کے دوسرے ہی روز آپ کو اطلاع ملی کہ احمد داؤد صاحب کا وصال ہوگیا ہے۔اس جانکاہ خبر سے آپ کو دلی صدمہ ہوا۔اور اپنے بڑے صاحبزادے جناب سید غلام معین الدین شاہ گیلانی علیہ الرحمۃ کو ان کے جنازہ میں شرکت کے لئے کراچی بھیجا۔

ادھر کمزوری اور علالت کے باوجود آپ نے مصروفیات میں کوئی فرق نہ آنے دیا۔مگر علالت تھی کہ دن بدن بڑھتی جارہی تھی۔آپ کی علالت کا سن کر دور دراز سے مریدین عقیدت مندان علمائے کرام مختلف آستانوں کے سجادگان دربار عالیہ گولڑہ شریف پہنچنے لگے اور ہر طرف عوام اور عقیدت مندان اور تیمار داری کرنے والوں کا ہجوم نظر آنے لگا اور دربار شریف پر آپ سے ملاقات کے لئے آنے والوں کا سلسلہ دن بدن بڑھتا ہی گیا۔

۲۲ مارچ ۱۹۷۴ء کو بغداد شریف سے حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی حضور سید نا عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی کے دربار شریف کے متولی جناب السید یوسف گیلانی تشریف لے آئے۔ان کی مہمان نوازی کے سلسلہ میں آپ نے بنفس نفیس دلچسپی لی اور کسی قسم کی کمی نہ آنے دی۔

۳۰ مارچ کو مائی سارا صاحبہ آپ کی علالت کی خبر سن کر ترکی سے تشریف لے آئیں یہ ترکی کے مشہور جرنیل انور پاشا کی اولاد سے تھیں اور حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ سے بڑی عقیدت و محبت رکھتی تھیں۔آپ کی ملاقات ان خاتون سے قونیہ شریف میں مولانا روم علیہ الرحمۃ کے مزار شریف پر ہوئی تھی۔چونکہ یہ خاتون تھوڑی بہت انگریزی جانتی تھیں۔اس لئے وہاں پر یہ آپ کے اور ترکی کی انتظامیہ کے درمیان بطور مترجم کام کرتی تھیں۔

مذکورہ خاتون آپ کے اخلاق کریمانہ سے اس قدر متاثر ہوئی کہ آپ کو بھائی کہتی تھیں اور ایک بہن کی حیثیت سے بیماری کی خبر ملنے پر ترکی سے پاکستان گولڑہ شریف صرف اور صرف بیمار پرسی کے لئے تشریف لے کر آئی تھیں۔

۱۶ اپریل ۱۹۷۴ء کو آستانہ عالیہ گولڑہ شریف پر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سالانہ تقریب تھی۔مگر آپ شدید علالت کے پیش نظر اس میں شرکت نہ فرما سکے۔آپ کی جگہ پر آپ کے صاحبزادگان مسند پر جلوہ افروز ہوئے مگر وہ بھی دیگر عقیدت مندوں کی طرح آپ کی علالت اور محفل میلاد شریف سے غیر حاضری پر سنجیدہ اور پُر ملال نظر آرہے تھے۔

حضرت احمد العطاس مدنی صاحب علیہ الرحمۃ کی آمد سے آپ کی طبیعت تو سنبھل گئی تھی۔مگر چونکہ مدنی صاحب جو آنکھ میں موتیہ اترنے کی وجہ سے اپریشن کرانے کے لئے پاکستان تشریف لائے تھے اور اس سے قبل بھی ایک آنکھ کا کامیاب آپریشن پاکستان ہی سے کروایا تھا آپ

Marfat.com
Marfat.com

نے اپنی طبیعت سنبھلنے پر فوراً اپنی نگرانی میں جناب مدنی صاحب کا آپریشن کرایا جو کامیاب رہا۔ مگر کچھ ہی دنوں کے بعد حضور شہنشاہ بغداد محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی السیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی جعفری جنبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی گیارھویں شریف کا سالانہ عرس پاک ۲۔۳۔۴۔ مئی ۱۹۷۴ء کو آ گیا۔ اس کی مصروفیات اور عقیدت مندوں سے ملاقاتوں کے پیش نظر آپ کی طبیعت مزید خراب ہو گئی۔

حتیٰ کہ سہ روزہ عرس مبارک کی محفلوں میں دو زانوں بیٹھ بیٹھ کر اور جمعہ کے روز ختم شریف کی خصوصی مجلس میں دیر تک بیٹھے رہنے سے آپ نے محسوس کیا کہ ایک ٹانگ بالکل بے حس ہو گئی ہے۔ مجلس کے خاتمہ پر بڑی مشکل سے سہارا لے کر قیام گاہ تک تشریف لے گئے اور پھر تکلیف کے باوجود دوبارہ نماز جمعہ باجماعت ادا کرنے کے لئے تشریف لے آئے اور نماز جمعہ باجماعت دربار شریف کی مسجد میں ہی ادا فرمائی۔

مدنی صاحب کی واپسی اور ہسپتال میں داخلہ:

عرس مبارک کے تھوڑے دنوں بعد گیارہ مئی بروز ہفتہ آپ کو غدود مثانہ بڑھ جانے کی وجہ سے پیشاب میں رکاوٹ اور تکلیف محسوس ہونے لگی۔ ڈاکٹروں نے آپریشن کا مشورہ دیا جس کے لئے آپ کو باقاعدہ ۱۶ مئی ۱۹۷۴ء کو کمبائنڈ ملٹری ہسپتال کمرہ نمبر ۴ راولپنڈی میں داخل کرا دیا گیا۔ حضرت مدنی صاحب سے آپ کی تکلیف دیکھی نہ گئی اور اسی سبب سے واپسی جانے کے لئے اصرار کرنے لگے۔ غالباً وہ نہیں چاہتے تھے کہ میری موجودگی کی وجہ سے آپ کے علاج معالجہ میں کوئی فرق آئے۔ جب آپ کو مدنی صاحب کی واپسی کے پروگرام کا علم ہوا تو آپ نے ہسپتال سے پیغام بھیجا کہ انہیں کہیں ابھی واپس نہ جائیں مگر مدنی جد بدستور اصرار کرتے رہے اور واپس جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

بالآخر ۲۶ مئی ۱۹۷۴ء بروز اتوار رات ساڑھے آٹھ بجے واپسی طے ہو گئی ان کی روانگی سے ایک روز قبل آپ ڈاکٹروں سے اجازت لے کر انہیں خیر آباد کہنے کے لئے دربار عالیہ گولڑہ شریف میں تشریف لے آئے دوسرے روز آپ پروگرام کے مطابق جناب مدنی صاحب کو اسلام آباد ایر پورٹ تک الوداع کہنے کیلئے جانے لگے تو مدنی صاحب نے عرض کیا کہ آپ ایر پورٹ تشریف نہ لے جائیں۔ آپ چونکہ بیمار ہیں۔ آپ نے ہسپتال سے دربار شریف تک تشریف لا کر جو تکلیف اٹھائی ہے وہ کافی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے کہا تھا کہ ابھی واپس نہ جاؤ رک جاؤ مگر آپ نے میرا کہا نہیں مانا۔ لہٰذا میں بھی اب آپ کا کہا نہیں مانوں گا اور ایئر پورٹ تک ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ

Marfat.com
Marfat.com

آپ ایر پورٹ تشریف لے گئے اور انہیں الوداع کہنے کے بعد واپسی پر حیرت زدہ لہجہ میں فرمایا کہ میری خواہش تھی کہ مدنی صاحب میرا جنازہ پڑھا کر جاتے مگر افسوس کہ یہ خواہش پوری نہ ہوئی۔

ادھر مدنی صاحب کا بار بار اپنی واپسی پر اصرار کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں آپ کے عنقریب دنیا سے پردہ کر جانے کا علم ہو گیا تھا اور وہ نہ چاہتے تھے کہ یہ جانکاہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔

آخری ایام علالت:

آپ مسلسل ۱۹ روز کمبائنڈ ملٹری ہسپتال راولپنڈی میں زیر علاج رہے ڈاکٹر بریگیڈیر آئی ڈی حسن ڈاکٹر کرنل اکرام نے خصوصی توجہ سے آپ کا علاج کیا اس دوران پورے ملک کے طول و عرض سے عقیدت مندان کا تانتا بیمار پرسی کے لئے ہسپتال میں بندھ گیا۔ ہسپتال کی انتظامیہ بے بس ہو گئی عوام اور عقیدت مندوں میں سے ہر شخص غم زدہ اور پریشان، اخبارات نے آپ کی علالت کی نہ صرف خبر چھاپی بلکہ دعائے صحت کے لئے عوام سے اپیل بھی کی۔ لوگوں کی اس کیفیت کو دیکھ کر آپ ۳ جون کو دوبارہ گولڑہ شریف دربار عالیہ پر تشریف لے آئے۔ اس دوران سب گھر والوں عزیز و اقارب اور پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں اور صاحبزادگان سے ملاقاتیں کیں اور نصیحت فرمائی کہ دیکھنا آپس میں اتفاق و اتحاد کی فضا کو قائم رکھنا اور اپنے کو صاحبزادہ نہ بنانا بلکہ لوگوں کا خادم بن کر رہنا ایسا نہ ہو کہ تم کمروں میں آرام سے بیٹھے رہو اور ملنے والے باہر تکلیف میں کھڑے رہیں۔ آرام طلب نہ بننا بلکہ اپنے اندر مشقت اور تکلیف سہنے کی عادت ڈالنا۔ مالک کی یاد سے غافل نہ ہونا۔ اس کے حقوق ادا ہوں۔ تب ہی منزل مقصود کو پہنچو گے۔ بعد ازاں فرداً فرداً تمام عقیدت مندوں مریدین سے ملے جو دور دراز کا سفر طے کر کے صرف اور صرف آپ کی تیمارداری اور زیارت کے لئے آئے تھے۔

اس دوران پھر تکلیف زیادہ ہونے لگی اور گیارہ جون ۱۹۷۴ء کو آپ کو دوبارہ ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔ ڈاکٹروں نے پہلے تو فوری آپریشن کرنا چاہا مگر بعد میں کمزوری کی وجہ سے پروگرام ملتوی کر دیا۔ مگر اس کے بعد کے چند ایام آپ نے سخت تکلیف میں گذارے۔

کمزوری کی وجہ سے گلوکوز لگانے کے لئے آپ کے بازو پر خون کی رگ تلاش کرنے کے لئے کئی کئی مرتبہ آپ کے جسم میں سوئیاں چبھونا پڑتیں مگر آپ شدید تکلیف کے باوجود زبان سے فرماتے کہ الحمدللہ الحمدللہ اللہ کا بڑا شکر ہے۔ ہسپتال کے ڈاکٹر اور عملہ کے لوگ کہتے کہ تمام زندگی ایسا راضی برضا انسان دیکھنے میں نظر نہیں آیا۔

Marfat.com
Marfat.com

مریدین اور عقیدت مندان سے ملاقات سے ڈاکٹروں نے منع فرما دیا تھا آپ کی چارپائی کے سامنے والی کھڑکی کھول دی جاتی تھی۔ جہاں سے لوگ کمرے سے باہر ہی کھڑے ہو کر آپ کے چہرے کی زیارت کر کے اپنے دلوں کو سکون بخشتے تھے۔

ہسپتال میں آخری محفل سماع:

۱۹ جون ۱۹۷۴ء کو آپ نے اپنے دربار کے محبوب قوال اور مشتاق قوال دونوں کو بلایا اور ان سے آخری بار سیدنا غوث الاعظم محبوب سبحانی کی شان میں مندرجہ ذیل منقبت سماعت فرمائی اور انہیں دعائیں دے کر رخصت فرمایا۔

شاہباز لا مکان مظہر رب قدیر — حضرت محبوب سبحانی شہہ پیران پیر
اب مدد فرمایئے قید خود میں ہوں اسیر — تاجدار ملک قدرت مظہر رب قدیر
یا قطب یا غوث الاعظم یا ولی روشن ضمیر

بحر عصیاں میں تلاطم اور اندھیری رات ہے — ہے بھروسہ جس پہ سمجھ لو وہ آپ ہی کی ذات ہے
زادراہ آخرت کچھ بھی نہ میرے پاس ہے — ہاتھ پر تیرے بکا ہوں لاج تیرے ہاتھ ہے
بندہ ام در ماندہ ام جز تو نہ دارم دستگیر

ہو اگر آزاد اپنی قید ہست و بود سے — رابطہ ہو جائے مدامی عبد کا معبود سے
دیجئے ناسوتی کو بھی صدقہ کچھ اپنے وجود سے — دامن رمد کو بھر دو گل مقصود سے
خاطر ناشاد راکن شاد یا پیران پیر

ہستی فانی پہ ہے میری یقینی کا حباب — زندگی اپنی نظر آتی ہے مجھ کو اک سراب
دیجئے اجداد اپنے کا تصدق بے حساب — بر در درگاہ والا سائلم اے آفتاب
جاؤں گا خالی نہ در سے آپ کے پیران پیر

۲۰ جون کو آپ کی طبیعت میں کمزوری اور نقاہت پیدا ہو گئی اور ہر وقت استغراق کی کیفیت طاری رہنے لگی۔ اس کے باوجود تمام نمازیں چارپائی پر ہی اپنے اپنے وقت پر اشاروں سے ادا فرماتے رہے۔ اس مرتبہ ہسپتال والے وہ کمرہ نمبر ۴ نہ دے سکے تھے۔ جو پہلی مرتبہ دیا تھا۔ آپ

Marfat.com
Marfat.com

بار بار فرماتے تھے کہ وہ کمرہ کب خالی ہوگا۔

۲۲ جون ۱۹۷۴ء بروز ہفتہ وہ کمرہ خالی ہوا اور آپ کو اس میں منتقل کر دیا گیا۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال مورخہ ۲۲ جون ۱۹۷۴ء بروز ہفتہ دو جمادی الثانی ۱۳۹۴ ہجری رات گیارہ بجے ہوا۔

وصال کے وقت آپ کے دونوں صاحبزادے اور ڈاکٹر کرنل محمد شفیع ڈاکٹر شہاب الدین ڈاکٹر کرنل آصف چشتی غلام مصطفیٰ راجہ غلام سرور، عبدالرزاق مٹھیالوی، ملک غلام ربانی اور سیٹھی محمد اسماعیل پشاوری موجود تھے۔ اسی وقت آپ کے جسد مبارک کو ایمبولینس کے ذریعے دربار عالیہ گولڑہ شریف لے جایا گیا جہاں رات ۲ بجے آپ کو غسل مبارک دے کر حرم سرا میں اہل خانہ کی زیارت کے لئے لے جایا گیا۔ راتوں رات پورے ملک میں ہی نہیں بلکہ بیرون ممالک بھی لوگوں کو خبر ہوگئی۔ اگلے روز عوام اور اہل عقیدت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر گولڑہ شریف میں جمع ہو گیا۔ نماز ظہر کے بعد ۱/۲-۲ بجے کے قریب آپ کے جسد مبارک کو حرم سرا سے باہر لایا گیا۔ ہجوم اس قدر تھا کہ گولڑہ شریف کی زمین تنگ پڑ گئی تھی تاحد نگاہ آدم ہی آدم تھا ہر شخص کی خواہش تھی کہ میں بھی جنازے کو کندھا دے سکوں۔ مگر کوئی قسمت والا ہی تھا جس کو یہ سعادت ملی ہو۔ جنازہ کو بڑی مشکل سے گیراج تک پہنچایا گیا اور مہمان خانہ نمبر ا ایک کے صحن میں ایک تخت پوش پر رکھ دیا گیا۔ آسمان پر ابابیلوں کے جھنڈ کے جھنڈ نظر آ رہے تھے۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ ہر دل غمگسار تھا ملک بھر کے طول وعرض سے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں علمائے کرام مشائخ عظام کے علاوہ ساڑھے تین لاکھ افراد نے جنازہ میں شرکت کی۔

نماز عصر کے بعد آپ کی چارپائی گیراج سے اٹھا کر بذریعہ ویگن ایک کھلے میدان میں لے جائی گئی وہاں پر حضرت شیخ السید عبدالقادر جیلانی سابق سفیر حکومت عراق کی امامت میں جو بارگاہ غوثیہ بغداد شریف کے متولی کے بھائی اور حضور غوث پاک کی اولاد پاک میں سے تھے۔ ان کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ بعدازاں آپ کو حضور تاجدار گولڑہ علیہ رحمۃ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا جہاں آج بھی آپ کا مزار فیض آثار عقیدت مندوں کے لئے زیارت گاہ عام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بار بار آپ کے دربار گوہر بار میں حاضری کا شرف حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ احمد میروی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

مرد حقیقت آگاہ، طور استقامت کشتۂ جود وسخا، سراپا مہر ووفا، عارف کامل، مرشد اکمل، پیر طریقت، امیر شریعت، حضرت خواجہ احمد میروی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۵۰ھ ۱۸۳۴ء میں حضرت خواجہ برخودار علیہ الرحمۃ کے گھر بلوچستان کے کوہستانی علاقہ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے آباؤ اجداد کا اصل وطن کنارہ دریائے چناب پنجاب ہے۔ آپ کے دادا سکھوں کے عہد میں ان کے ظلم وستم سے تنگ آکر اپنے قبیلے کے ہمراہ بلوچستان کے پہاڑی علاقوں میں آکر آباد ہوئے اور وہیں پر بلوچ خاندان کی ایک شاخ بزدار قوم میں شادی کی جس سے آپ کے والد میاں برخودار پیدا ہوئے پھر انہوں نے بھی اسی بزدار قوم میں شادی کی۔ جس سے دو فرزند حضرت خواجہ احمد میروی اور خواجہ یعقوب اور ایک صاحبزادی کی ولادت ہوئی۔ آپ کے دوسرے بھائی خواجہ یعقوب بچپن ہی میں انتقال فرما گئے تھے۔

آپ کے والد ماجد میاں برخودار علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی المعروف پیر پٹھان علیہ الرحمۃ کے مرید اور خدادوست بزرگ تھے۔ وظائف لے کر جنگلوں میں چلے جاتے اور یاد خدا میں ہمہ وقت مصروف رہتے۔

ایک دفعہ حضرت علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں ان پر وجد طاری ہو گیا آپ ابھی چھوٹی عمر میں تھے والد گرامی کی اس کیفیت کو دیکھ کر ان کی چیخیں نکل گیں۔ اس کے بعد انہوں نے معمول بنالیا کہ آنکھ بچا کر تنہائی میں تشریف لے جاتے۔ ایک مرتبہ حضرت پیر پٹھان علیہ الرحمۃ کی زیارت سے مشرف ہو کر واپس آرہے تھے کہ موضع منگروٹ جو تونسہ شریف سے مغرب کی جانب ۴ کلومیٹر دور ہے پہنچے تھے کہ ان کا وصال ہو گیا۔ مسجد بلوچ خاناں میں آپ کا مزار بنا

تعلیم وتربیت:

والد ماجد کی وفات کے بعد آپ کی کفالت تعلیم وتربیت کی ذمہ داری آپ کے ماموں علی خان پر آپڑی وہ بھی حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔ آپ اپنے ماموں کے ہمراہ تونسہ تشریف پہنچے اور وہی پر مقیم ہو کر تحصیل علم کرنے لگے اور متواتر نو سال تک تونسہ

Marfat.com
Marfat.com

شریف میں علم حاصل کرتے رہے۔اس کے بعد آپ ملتان تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ ملتان کے علماء سے اکتساب فیض کرتے رہے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی جناب میاں برخوردار علیہ الرحمۃ سے حاصل کی اور قرآن پاک پڑھنے کے لئے اپنے گاؤں سے 8 کلومیٹر دور ایک مولوی صاحب کے پاس جاتے رہے۔اس دوران آپ نے سخت ریاضت برداشت کی۔صبح کو سبق پڑھ کر استاد محترم کے مویشی چرانے چلے جاتے۔سردیوں کے موسم میں استاد محترم نے اونٹ کی اون کا کمبل دیا ہوا تھا جسے اوڑھ کر آپ پہاڑی کی غار میں سو جاتے اس دوران ایک سال تک آپ کے والد محترم نے آپ کی کوئی خبر نہ لی۔لیکن آپ قرآن پاک کی تعلیم کے حصول کے لئے مسلسل تکلیف برداشت کرتے رہے اور قرآن پاک مکمل کرنے کے بعد ہی اپنے گھر واپس تشریف لائے۔

بیعت وخلافت:

جب آپ بچپن کے عالم میں حصول علم کے لئے اپنے ماموں علی خان کے ہمراہ تونسہ شریف پہنچے تو دوران تعلیم ہی آپ حضرت خواجہ پیر پٹھان کے دام محبت میں گرفتار ہو گئے تھے۔ چنانچہ علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد دوبارہ تونسہ شریف حاضر ہو کر حضرت پیر پٹھان علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے مگر اس کے بعد جلد ہی حضرت پیر پٹھان علیہ الرحمۃ کا وصال ہو گیا۔

اس کے بعد آپ مسلسل اور عبادت و ریاضت میں مصروف رہے اور سلوک کی منزلیں طے کیں ایک مرتبہ آپ مکھڈ شریف ضلع اٹک میں حضرت مولانا محمد علی مکھڈی چشتی نظامی علیہ الرحمۃ کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت خواجہ محمد فاضل شاہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو اجازت وخلافت عطا فرمائی اور اس کے بعد جب آپ تونسہ شریف پہنچے تو حضرت پیر پٹھان علیہ الرحمۃ کے پوتے حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی سجادہ نشین تونسہ شریف نے بھی آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا

میرا شریف میں مستقل سکونت:

آپ ایک مرتبہ سیر و سیاحت کرتے ہوئے جب تحصیل پنڈ گھیپ ضلع اٹک کی بستی میں میرا میں پہنچے تو آپ کی طبیعت کو بہت سکون ملا اور یہاں پر دل لگ گیا۔آپ کو موضع میرا بہت پسند آیا آپ نے وہیں پر مستقل سکونت اختیار کرنے کا پروگرام بنالیا اور قیام پذیر ہو گئے۔

Marfat.com
Marfat.com

میراشریف میں قیام کے بعد آپ نے ایک دینی ادارہ قائم کیا جہاں دور دور سے علماً اور طلباً آ کر آباد ہو گئے۔ مسجد، خانقاہ، لنگر خانہ کی تعمیر سے یہ ایک خاصہ قصبہ بن گیا۔

آپ نے میراشریف میں علماء اور طلباء اور فقراً کے لئے باقاعدہ لنگر خانہ قائم کر کے لنگر جاری کیا۔ آپ کے پاس ایسے چند علماً بھی آ گئے جو طلباً کو بلا معاوضہ تعلیم دیتے تھے۔ تھوڑے ہی دنوں میں میراشریف کا یہ دینی مدرسہ پورے علاقے میں اسلام کا عظیم مرکز بن گیا اور بہت سے علماً نے اس جگہ سے اکتساب فیض کیا۔

آپ نے میراشریف کے گردونواح میں بہت سی مساجد کی تعمیر کروائی اور بعض مقامات پر زائرین کے لئے مسافر خانے تعمیر کرائے۔ جس سے مخلوق خدا نے فائدہ اٹھایا۔

سیرت و کردار:

آپ عبادت و ریاضت میں یگانہ روزگار تھے۔ ہمیشہ نماز پنجگانہ باجماعت ادا فرماتے تھے حتیٰ کہ شدید علالت کے زمانے میں آپ کے مریدین آپ کی چارپائی مسجد میں لاتے اور آپ مسجد میں ہی نماز باجماعت ادا فرماتے تھے آپ کے تمام افعال و اقوال اعمال شریعت محمدیہ اور طریقت خواجگان چشت کے عین مطابق تھے آپ ایک متواضع، منکسر المزاج، متوکل اور ایثار پیشہ بزرگ تھے۔ اپنے مریدین کی اصلاح و تربیت بڑی نرمی و شفقت سے فرماتے تھے۔ کبھی کسی پر ناراض نہ ہوتے تھے۔ اخلاق اور حلم کا عالم یہ تھا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کے جوتے چوری کر لئے اچانک مریدین نے دیکھ کر پکڑ لیا آپ نے فرمایا کہ بھائی جب تم نے ان کو اپنے قریب آتے ہوئے دیکھ لیا تھا تو جوتے کہیں جگہ پر پھینک دیئے ہوتے۔ لہٰذا اب تو تم یقیناً چور بن چکے ہو۔ اب تمہیں ایسی سزا دوں گا کہ تم یاد رکھو گے۔ پھر اپنے خادم سے فرمایا کہ اسے جوتے کے لئے حافظ بدرالدین صاحب سے ایک روپیہ لا دو۔

بدی را بدی سهل باشد جزاً
اگر مردی احسن الی من اسا

استغنا اور روابط حکومت وقت:

آپ میں توکل استغنا بچپن ہی سے مزاج میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ جن دنوں آپ تونسہ شریف میں حصول علم کے لئے قیام پذیر تھے تو نواب بہاولپور کے وزیر احمد خان نے طلباً کا ماہانہ وظیفہ مقرر کیا تو طلباء کی فہرست میں آپ کا نام بھی شامل تھا جب آپ کو معلوم ہوا تو اپنے استاد سے

Marfat.com
Marfat.com

کہہ کر اپنا نام اس فہرست سے خارج کروا دیا۔ اور وظیفہ لینے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں یہاں پر محبت الٰہی کا درس لینے آیا ہوں۔ احمد خان کا دست نگر نہیں بننا چاہتا۔ میں تو رب کریم اور اپنے خواجگان چشت کی رضا پر راضی ہوں۔ اگر آپ کے بچپن کا یہ عالم ہے تو بعد میں کیا مقام ہوگا۔

مین گدا ہوں اپنے کریم کا

جب آپ میرا شریف میں رشد و ہدایت پر مامور تھے اور آپ کا شہرہ چار دانگ عالم میں پھیل چکا تھا۔ اس زمانے میں انگریزوں کی حکومت تھی انگریزوں کا برعظیم پاک و ہند پر مکمل تسلط ہو چکا تھا۔ لیکن آپ ہمیشہ انگریز اور اس کے حواریوں کو اسلام کا متعصب دشمن سمجھتے ہوئے سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے رہے اور انگریزوں کی لائی ہوئی تہذیب کی برملا مخالفت کرتے رہے۔

حضرت تاجدار گولڑہ سے خصوصی تعلق:

آپ کے حضرت تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ سے خصوصی تعلق اور گہرے مراسم تھے باہم خط و کتابت اور آمد و رفت بھی تھی آپ حضرت تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کو پیار سے لالو بھائی کہہ کر پکارتے تھے۔

آپ کے خلفائے کرام:

آپ کی شخصیت مرجع انام تھی۔ ان گنت افراد شرف بیعت سے مشرف تھے اور کثیر تعداد حضرات صاحب کمال بنے اور خرقۂ خلفاء حاصل کیا آپ کے چند خلفاء کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت مولانا حاجی فضل کریم مہتم مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال (۲) مولانا نور محمد چکڑالہ (۳) حضرت مولانا محمد اکبر علی میانوالی (۴) الحاج میاں مہر پشاور (۵) احمد دین صاحب بمبئی (۶) حضرت شاہ محمد حسین صاحب جھنگ (۷) مولانا محبوب الرحمٰن صاحب ملتان (۸) حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب میانوالی (۹) حضرت پیر سید محمود شاہ صاحب کراچی (۱۰) سید فیض اللہ شاہ صاحب ساکن چھمبر شریف ضلع جہلم (۱۱) حضرت سید لعل شاہ (۱۲) حضرت مولانا خواجہ امیر احمد بسالوی تحصیل جنڈ ضلع اٹک (۱۳) حضرت مولانا فخر الدین پیر بلوی پیر بل شریف ضلع خوشاب (۱۴) حضرت سید عنایت اللہ شاہ ساکن چھمبر شریف ضلع جہلم۔

Marfat.com
Marfat.com

وصال باکمال:

آپ کی صحت مبارکہ آخری العمر ٹھیک رہی اور اپنے معمولات باقاعدگی سے ادا کرتے رہے۔ ۲۱ ذالحج ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۱ء کو آپ کے ہاتھ پر ایک پھوڑا نکلا جس سے آپ کو بہت تکلیف ہوئی اور اس سے آپ کا مرض موت شروع ہوا۔

آخری محرم الحرام ۱۳۲۹ھ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۱ء بروز بدھ آپ کا وصال باکمال ہوا۔

مزار پرانوار میرا شریف تحصیل پنڈی گھیپ ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے آپ نے چونکہ مجرد زندگی گذاری نہ شادی کی نہ ہی اولاد تھی۔ اس لئے آپ کے بعد آپ کے مرید و خلیفہ خاص حضرت مولانا احمد خان علیہ الرحمۃ آپ کے سجادہ نشین ہوئے اور پھر ان کے بھتیجے حضرت فقیر عبداللہ علیہ الرحمۃ سجادہ نشین ہوئے۔ فقیر راقم الحروف کو بھی آپ کے دربار گوہربار میں حاضری کا شرف حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت علامہ احمد خان چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

عالم ربانی، فاضل اکمل، شیخ طریقت حضرت مولانا احمد خان چشتی نظامی میروی رحمۃ اللہ علیہ اپنے آبائی گاؤں چکڑالہ ضلع میانوالی میں ۱۲۸۷ھ بمطابق ۱۸۷۰ء کو اعلان قبیلہ کے چشم و چراغ جناب محمد پناہ کے گھر آپ کی ولادت ہوئی۔ ابھی آپ کی عمر صرف بارہ سال تھی کہ والد گرامی کا انتقال ہوگیا۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں میں حاصل کی۔ اس کے بعد موضع کھیوال ضلع جہلم اور پنجاب کے بعض دیہاتوں کے مختلف مدارس میں اپنے وقت کے بہتری فاضلین اور نامور علماء سے اکتساب فیض کرتے رہے اور کتب احادیث و تفاسیر مولانا احمد سکندر پوری سے پڑھیں۔

بیعت و خلافت:

آپ نے علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد شیخ العصر حضرت خواجہ احمد میروی چشتی نظامی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔ تصوف کی باطنی اور روحانی تعلیم کے حصول اور سلوک منازل طے کرانے کے بعد آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو گڑھی افغاناں کے عرس مبارک کی ایک بہت بڑی تقریب میں آپ کو دستار خلافت اور اجازت بیعت سے سرفراز فرمایا۔

۱۳۲۴ھ سے آپ مستقلاً اپنے مرشد کے پاس میرا شریف میں مقیم ہو کر رشد و ہدایت اور بالخصوص اپنے مرشد کے قائم کردہ دینی مدرسہ میں طلباء کو تعلیم دینے میں مصروف ہوگئے۔ اپنی محنت شاقہ سے مدرسے کو رونق اور ترقی بخشی۔

مرشد کامل کا وصیت نامہ:

آپ کے پیر و مرشد خواجہ احمد میروی علیہ الرحمۃ نے آپ کے بارے میں ایک مختصر وصیت نامہ لکھا جس کے بعد آپ کو اپنا جانشین وارث مقرر کیا جس کی عبارت مندرجہ ذیل ہے۔

تمام پیر بھائیوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میاں جلال الدین المعروف استاد صاحب جھگی والے اول سے آخر تک میرے سفر و حضر میں ہم رکاب رہے۔ لیکن اس وقت چونکہ وہ بہت کمزور ہو چکے ہیں۔ لنگر کے انتظام اور دیگر کاروبار کے متحمل نہیں رہے۔ لہٰذا میں نے اپنا قائم مقام مولوی احمد خان کو مقرر

Marfat.com
Marfat.com

دیا گیا۔ لنگر کا انتظام ان کے ذمے ہے۔ ادائے قرض وخرچہ لنگر، جنازہ، گوروکفن جو مال باقی رہے۔ دو حصے وارث لے لیں۔ تیسرے حصے کا وارث مولوی احمد خان ہے۔

سیرت وکردار:

آپ اپنے زمانے کے متبحر عالم دین تھے دور دور تک آپ کے علم وعرفان کا شہرہ تھا۔ متقی و پرہیز گار عبادت گذار نماز پنجگانہ کا باجماعت اہتمام باقاعدگی سے فرماتے رہے مرشد کے دربار، مدرسے، خانقاہ، لنگر اور دیگر تمام معاملات کو بخوبی خندہ پیشانی سے توجہ دیتے اخلاق محمدی کا عملی نمونہ تھے۔ سخی اتنے تھے کہ کسی کو لنگر کے بغیر اجازت نہ دیتے تھے۔ ظاہری تعلیم کے علاوہ بھی طالبان حق کو باطنی تعلیم کا مشاہدہ کراتے اور تھوڑے ہی عرصہ میں ان کو سلوک کی منزلیں طے کرا دیتے تھے۔

وصال باکمال:

مرشد کامل کے وصال باکمال کے بعد تمام زندگی میرا شریف کی درگاہ کے بحکم۔ شیخ کے سجادہ رہے اور اپنی ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دیتے ہوئے مورخہ ۲۱ صفر ۱۳۵۰ھ بمطابق ۱ جون ۱۹۳۱ء کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔

مزار پُر انوار دربار عالیہ میرا شریف تحصیل پنڈی گھیپ ضلع اٹک میں آج بھی مرجع خاص وعام ہے۔ جہاں اہل عقیدت ومحبت حاضری دے کر شرف باریابی حاصل کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت مولانا محمد علی مکھڈی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

دانائے سر حقیقت، بحر معرفت، شیخ طریقت عالم ربانی مرشد لاثانی حضرت مولانا محمد علی چشتی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۵۰ء بمطابق ۱۱۶۴ھ کو محمد شفیع بن حضرت داؤد جلال آبادی کے گھر بٹالہ مشرقی پنجاب ہندوستان میں آپ کی ولادت ہوئی۔

آپ حضرت شاہ غلام علی بٹالوی ثم دہلوی علیہ الرحمۃ کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ آپ کے والد گرامی کا بچپن میں ہی انتقال ہوگیا تھا۔ آپ کے بڑے بھائی مولانا عبدالرسول نے آپ کی پرورش اور تعلیم و تربیت فرمائی تھی۔ آپ کے والد کے وصال کے بعد آپ کے خالہ زاد بھائی شاہ غلام علی صاحب بٹالہ سے دہلی چلے گئے اور وہیں عمر گذاری اور وہیں ان کا وصال با کمال ۱۲۴۰ھ ۱۸۲۴ء میں ہوا، اور آپ اپنے اقرباً سمیت مکھڈ شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک تشریف لے آئے اور حضرت مولانا محکم الدین علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے مولانا محکم الدین اپنے وقت کے متجر عالم تھے۔ دور دور تک ان کا شہرہ تھا۔ آپ عرصہ دراز تک مکھڈ شریف میں مولانا محکم الدین صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہ اکتساب فیض کرتے رہے حتی کہ مولانا محکم الدین مکھڈی علیہ الرحمۃ کا وصال ہوگیا اور آپ کو ان کا جانشین مقرر کر دیا گیا۔

تعلیم و تربیت:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی مولانا عبدالرسول علیہ الرحمۃ سے حاصل کی بٹالہ میں میاں جنوۃ اللہ سے فن خطابت سیکھا۔ اس کے بعد حصول علم کے لئے سفر اختیار کیا اور مولوی اسد اللہ بہاولپوری علیہ الرحمۃ میاں مصطفیٰ جی پشاوری علیہ الرحمۃ اور میاں مرتضی سیالوی کی خدمت میں رہ کر عربی فارسی کی تعلیم حاصل کی اور بقیہ تعلیم مولانا محکم الدین مکھڈی سے مکھڈ شریف جا کر حاصل کی۔

مکھڈ شریف میں درس و تدریس:

آپ نے مولانا محکم الدین علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد مکھڈ شریف میں درس و تدریس کا مستقل سلسلہ شروع کر دیا اور بہت جلد آپ کا مدرسہ برصغیر پاک و ہند کے بڑے

Marfat.com
Marfat.com

مدرسوں میں شمار ہونے لگا اور دور دور کے شہروں کابل، بخارا، قندھار تک کے طلباء حصول علم کے لئے آنے لگیا وراس چشمہ فیض سے مستفیض ہونے لگے۔

علوم معقول ومنقول یعنی منطق، فلسفہ کے دقیق ابواب اور کتب میں آپ کی دسترس کی بڑی شہرت تھی اس دور کے علماء منطق اور فلسفہ کے دقیق مسائل آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حل کراتے تھے۔آپ کے جانشین اول محمد عابد جی مہاروی علہ الرحمۃ جانشین دوم مولانا زین الدین علیہ الرحمۃ اور حضرت خواجہ شمش الدین سیالوی علیہ الرحمۃ آپ کے نامور شاگردوں میں سے ہیں۔

تلاش مرشد اور بیعت وخلافت:

ظاہری علوم میں مشغول رہنے کے بعد آپ کو حصول علم باطنی کے لئے کسی راہبر کامل کی تلاش کا اشتیاق ہوا تو اپنے عزیز ترین شاگرد حضرت خواجہ شمش الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کو ہمراہ لیکر دیوانہ وار مکھڈ سے نکل کھڑے ہوئے۔

مکھڈ سے موضع انب علاقہ سون میں حضرت ابراہیم کی خدمت میں پہنچے مگر قلبی تسکین نہ ہوئی اس کے بعد مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے تونسہ شریف حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچے اور سلام عرض کرنے کے بعد ایک طرف بیٹھ گئے حضرت پیر پٹھان نے پوچھا کہاں سے آئے ہو تو عرض کیا مکھڈ سے آیا ہوں تو اس پر حضرت پیر پٹھان نے فرمایا کہ مکھڈ میں تو ایک مولوی رہتا ہے۔جس کے علم کی بڑی شہرت ہے آپ نے عرض کیا، مولوی مجھے ہی کہتے ہیں، یہ سن کر حضرت خواجہ پیر پٹھان اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے اور آپ سے معانقہ کیا اور پنے پاس بٹھالیا۔

آپ چھ ماہ تک متواتر حضرت پیر پٹھان تونسوی علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں رہ کر اکتساب فیض کرتے رہے۔لیکن بیعت نہیں ہوئے۔

چنانچہ چھ ماہ کے بعد حضرت خواجہ تونسوی نے آپ کو پیغام بھیجا جس کا مطلب یہ تھا کہ اے صوفی یہاں کیوں آئے ہو ہم تو رند مشرب لوگ ہیں اور آپ زہد و پارسائی کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ ہمارا آپ کا کیا جوڑ ہے۔

اس کے جواب میں آپ نے اسی وقت ایک رباعی جو آپ کی طبع زاد تھی لکھ کر خدمت میں بھیج دی۔ وہ رباعی یہ ہے۔

من برائے دین فروشی سوئی تو
آمد تا دین وہم برروئی تو

Marfat.com
Marfat.com

ننگ و ناموسم نہ ماندجبہ ای   چونکہ پا اندا ختم درکوئی تو

اس کے ساتھ ہی بیعت کے لئے درخواست کی حضرت خواجہ تونسوی بہت خوش ہوئے اور آپ کو بیعت فرمایا اور توجہ باطنی سے نواز کر تھوڑے ہی عرصے میں خرقہ خلافت عطا فرما کر حکم دیا کہ مکھڈ جا کر خلق خدا کی راہنمائی کرو۔

چنانچہ مکھڈ واپس پہنچ کر آپ نے سلسلہ درس و تدریس کے ساتھ سلسلہ ارشاد و تلقین بھی شروع کر دیا اور علاقہ میں تعلیمات خواجگان چشت اہل بہشت کو عام کیا اس علاقہ کے متعدد علماء آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔آپ نے زائرین کیلئے ایک وسیع لنگر جاری کر دیا۔اس کے علاوہ علماء طلباء اور آنے والے زائرین کے قیام کے لئے معقول انتظام کیا۔

مرشد کامل سے عقید ومحبت:

آپ اگرچہ عمر کے لحاظ سے حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی المعروف پیر پٹھان علیہ الرحمۃ سے ۲۰ سال بڑے تھے مگر پھر بھی جب تک زندہ رہے اور تعلق بیعت کے بعد ہر سال حضرت خواجہ تونسوی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے رہے۔ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مولوی بوڑھا ہو گیا ہے لیکن اس کا عشق جوان ہے۔ جو اسے ہر سال میرے دروازے پر لے آتا ہے۔

وصال با کمال:

۲۹ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ ۱۸۳۸ء میں چند دن بیمار رہنے کے بعد حضرت خواجہ تونسوی علیہ الرحمۃ کی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی آپ کا وصال باکمال ہوا مزار فیض آثار مکھڈ شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بھی آپ کے دربار عالیہ میں حاضری کا شرف حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ غلام محی الدین مکھڈی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

عارف ربانی، واقف اسرار یزدانی ولی کامل، شیخ طریقت، امیر شریعت، حضرت خواجہ غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۷۵ھ ۵۹۔۱۸۵۸ کو مکھڈ شریف تحصل پنڈی گھیپ ضلع اٹک میں جناب میاں محمد بن حافظ محمد حسن کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ کے آباؤ اجداد موضع تھوہا محرم خان تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال کے رہنے والے تھے۔ وہاں سے ہجرت مکانی کر کے مکھڈ شریف میں آباد ہوئے تھے۔

آپ بچپن میں ہی یتیم ہو گئے تھے۔ آپ کے دادا جناب حافظ محمد حسن نے آپ کی تربیت و تعلیم پر خصوصی توجہ دی۔

تعلیم و تربیت:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے دادا جناب حافظ محمد حسن علیہ الرحمۃ سے حاصل کی بعد ازاں مزید تعلیم کے لئے مولوی محمد قاسم ساکن بھٹو، نزد فتح جنگ ضلع اٹک اور مولوی خورشید لنگڑیال، حافظ عبدالقدوس چھاچھی اور مولانا خان محمد مرجانی سے علوم درسیہ کی تحصیل کی۔

بیعت و خلافت:

آپ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

۱۲۹۵ھ میں آپ کے نانا حضرت خواجہ زین الدین علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا تو خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا اور اجازت بیعت وارشاد عطا فرمائی تھی۔

سعادت حج بیت اللہ شریف:

۱۲۹۵ھ میں آپ نے حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف بھی ادا کیا اور زیارت روضہ رسول کریم سے بھی شرف ہوئے۔

Marfat.com
Marfat.com

سیرت و کردار:

آپ نے تمام زندگی اپنے اسلاف کے اصولوں کے مطابق گذاری اور شریعت و طریقت کی پابندی کو اپنا شعار بنائے رکھا ہر وقت ذکر خدا میں مصروف رہتے آنکھوں میں حسن رسول کا جلوہ سمایا رہتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر سنتے تو تڑپ جاتے آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ جاتیں۔

تقویٰ پرہیزگاری کا پیکر تھے۔ اخلاق اس قدر اعلیٰ درجہ کا تھا کہ آنے والا آپ کے انداز گفتگو سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ طلباء کو پڑھانے میں استعداد رکھتے تھے۔

مکھڈ شریف میں آپ کی حسن کارکردگی:

آپ کے دور میں مدرسہ مولوی محمد علی صاحب کی رونق میں اضافہ ہوتا گیا۔ تشنگان علوم دینیہ دور دور سے آ کر پیاس بجھاتے تھے۔ آپ خود ہی درسہ کے مہتم اور مدرس بھی تھے۔ کتابوں کے ذخیرہ میں غیر معمولی اضافہ کیا مدرسہ سے الگ عمارت تعمیر کرائی اور کتابوں کو ترتیب سے الماریوں میں رکھوایا۔ آپ ایک بہترین منتظم کی حیثیت سے مدرسے اور خانقاہ کا نظام چلاتے رہے۔

آپ کی اولاد و امجاد:

آپ کے پسماندگان میں تین صاحبزادے ہیں۔

(۱) غلام زین الدین (۲) احمد الدین

(۳) محمد الدین (مولف کتاب تذکرۃ الصدیقین)

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ماہ ذوالحجہ ۱۳۳۸ھ ۱۹۲۰ء کو ہوا۔

مزار پُر انوار مکھڈ شریف تحصیل پنڈ گھیپ ضلع اٹک میں مرجع خاص و عام ہے۔ فقیر راقم الحروف نے بھی آپ کے مزار پرانوار پر حاضری کی سعادت حاصل کی۔

دعا ہے کہ

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ غلام محی الدین مکھڈی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

عارف ربانی، واقف اسرار یزدانی ولی کامل، شیخ طریقت، امیر شریعت، حضرت خواجہ غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۷۵ھ ۵۹۔۱۸۵۸ کو مکھڈ شریف تحصل پنڈی گھیپ ضلع اٹک میں جناب میاں محمد بن حافظ محمد حسن کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ کے آباؤ اجداد موضع تھوہا محرم خان تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال کے رہنے والے تھے۔ وہاں سے ہجرت مکانی کر کے مکھڈ شریف میں آباد ہوئے تھے۔

آپ بچپن میں ہی یتیم ہو گئے تھے۔آپ کے دادا جناب حافظ محمد حسن نے آپ کی تربیت وتعلیم پر خصوصی توجہ دی۔

تعلیم وتربیت:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے دادا جناب حافظ محمد حسن علیہ الرحمۃ سے حاصل کی بعد ازاں مزید تعلیم کے لئے مولوی محمد قاسم ساکن بھو، نزد فتح جنگ ضلع اٹک اور مولوی خورشید لنگڑیال، حافظ عبدالقدوس چھاچھی اور مولانا خان محمد مرجانی سے علوم درسیہ کی تحصیل کی۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

۱۲۹۵ھ میں آپ کے نانا حضرت خواجہ زین الدین علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا تو خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا اور اجازت بیعت وارشاد عطا فرمائی تھی۔

سعادت حج بیت اللہ شریف:

۱۲۹۵ھ میں آپ نے حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف بھی ادا کیا اور زیارت روضہ رسول کریم سے بھی شرف ہوئے۔

Marfat.com
Marfat.com

سیرت وکردار:

آپ نے تمام زندگی اپنے اسلاف کے اصولوں کے مطابق گذاری اور شریعت وطریقت کی پابندی کو اپنا شعار بنائے رکھا ہر وقت ذکر خدا میں مصروف رہتے آنکھوں میں حسن رسول کا جلوہ سمایا رہتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر سنتے تو تڑپ جاتے آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ جاتیں۔

تقویٰ پرہیزگاری کا پیکر تھے۔ اخلاق اس قدر اعلیٰ درجہ کا تھا کہ آنے والا آپ کے انداز گفتگو سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ طلباء کو پڑھانے میں استعداد رکھتے تھے۔

مکھڈ شریف میں آپ کی حسن کارکردگی:

آپ کے دور میں مدرسہ مولوی محمد علی صاحب کی رونق میں اضافہ ہوتا گیا۔ تشنگان علوم دینیہ دور دور سے آکر پیاس بجھاتے تھے۔ آپ خود ہی درسہ کے مہتم اور مدرس بھی تھے۔ کتابوں کے ذخیرہ میں غیر معمولی اضافہ کیا مدرسہ سے الگ عمارت تعمیر کرائی اور کتابوں کو ترتیب سے الماریوں میں رکھوایا۔ آپ ایک بہترین منتظم کی حیثیت سے مدرسے اور خانقاہ کا نظام چلاتے رہے۔

آپ کی اولاد وامجاد:

آپ کے پسماندگان میں تین صاحبزادے ہیں۔

(۱) غلام زین الدین (۲) احمد الدین

(۳) محمد الدین (موئف کتاب تذکرۃ الصدیقین)

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ماہ ذوالحجہ ۱۳۳۸ھ ۱۹۲۰ء کو ہوا۔

مزار پُر انوار مکھڈ شریف تحصیل پنڈ گھیپ ضلع اٹک میں مرجع خاص وعام ہے۔ فقیر راقم الحروف نے بھی آپ کے مزار پرانوار پر حاضری کی سعادت حاصل کی۔

دعا ہے کہ

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ زین الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

پیر طریقت امیر شریعت، واقف رموز حقیقت حضرت خواجہ زین الدین مکھڈی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ موضع انگہ ضلع سرگودھا میں قطب شاہی اعوان قبیلہ کے چشم و چراغ جناب حافظ امیر گل بن میاں مبارک کے گھر آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم موضع کفری میں مولانا غلام نبی سے حاصل کی بعدازاں موضع لیٹی میں مولانا محمد روشن سے اکتساب فیض کرتے رہے۔ آخر میں مکھڈ شریف پہنچ کر مولانا محمد علی علیہ الرحمۃ کے سامنے زانوے تلمذ طے کر کے علوم متداولہ کی تکمیل کی۔

درس و تدریس:

علوم متداولہ کی تکمیل کے بعد آپ نے اپنے استاذی المکرم عارف کامل ولی العصر کے مدرسے میں ہی پڑھانا شروع کر دیا۔ طلبہ کو ہمیشہ تعلیم پر توجہ دینے پر تلقین کرتے رہتے اور انہیں دوسرے اشغال سے الگ تھلگ رہنے کی نصیحت کرتے تھے۔

بیعت و خلافت:

آپ نے اپنے استاذی المکرم شیخ العصر مولانا محمد علی چشتی نظامی مکھڈوی علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر شرف بیعت حاصل کیا اور انہیں سے خرقۂ خلافت لے کر صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ نے کچھ عرصہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ سے بھی فیض حاصل کر کے باطنی تعلیم مکمل کی۔

ذوق علم:

آپ کی ذات والاصفات کو کتابوں سے حد درجہ عشق اور پیار تھا ہر وقت کتاب کے مطالعے میں مصروف رہتے تھے۔ آپ صاحب مطالعہ اور کتاب دوست عالم تھے۔ کتب فروشوں سے نادر و نایاب کتابیں منہ مانگے داموں خرید لیا کرتے تھے۔ تونسہ شریف میں جب عرس مبارک میں شرکت کے لئے تشریف لیجاتے تو ایک ایک کتب فروش کے پاس جا کر کتابیں

Marfat.com
Marfat.com

دیکھتے اور واپسی پر ضرورت کے مطابق کتابیں خرید لیتے تھے۔ تونسہ شریف آنے والے تمام کتب فروش اُن کی عادت سے واقف ہو گئے تھے۔ اس لئے مولانا زین الدین کی واپسی تک تونسہ شریف میں رہتے تھے۔

آپ کتابوں کی حفاظت اور جلد بندی میں پوری توجہ سے کام لیتے تھے۔ مکھڈ کے اہل علم اور طلبہ کو کتابیں عاریۃً دے دیتے تھے۔ خانقاہ مکھڈ شریف کے کتب خانے کا بڑا حصہ آپ ہی کا جمع کردہ ہے۔ آپ کی مہر کا نقش یہ تھا

سلیمان محمد علی نامور وزیشان شد زین الدین بہرہ ور

آپ کی اولاد وامجاد:

آپ کو خداوند کریم نے ایک صاحبزادی اور دو صاحبزادے عطا کئے تھے۔ دونوں صاحبزادے خواجہ سراج الدین اور خواجہ محکم الدین آپ کی زندگی میں وصال کر گئے تھے۔ اور صاحبزادی کا عقد آپ نے اپنے شاگرد میاں محمد سے کر دیا تھا۔ جن کے فرزند مولانا غلام محی الدین آپ کے وصال کے بعد آپ کے جانشین ہوئے۔

وصال باکمال:

خلیفہ محمد عابد جی خلیفہ اول مولانا محمد علی مکھڈی کے وصال کے بعد حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ نے آپ کو مکھڈ سے تونسہ شریف بلوا کر مولانا محمد علی مکھڈی علیہ الرحمۃ کا جانشین وخلیفہ دوئم نامزد کیا آپ تقریباً ۳۲ سال مکھڈ شریف میں مولانا محمد علی علیہ الرحمۃ کی سجادگی کی مسند پر فائز رہ کر ۱۳ محرم الحرام ۱۲۹۵ھ بمطابق ۱۷ جنوری ۱۸۷۸ء کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔

آپ کا مزار پرانوار آپ کے مرشد کے مقبرہ کے اندر مکھڈ شریف تحصیل پنڈی گھیپ ضلع اٹک میں مرجع خاص وعام ہے۔ فقیر کو اس بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ امیر احمد چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

زبدۃ العارفین، عمدۃ السالکین، دلیل الکاملین حضرت خواجہ امیر احمد چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ بسال شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک کے زمیندار اور نیک و دیندار گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ بچپن ہی سے گھر کے دینی ماحول نے آپ کو یاد خدا کی طرف راغب کیا۔ سن شعور کو پہنچنے کے بعد آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں ہی حاصل کی بعد ازاں تکمیل علوم دینیہ کے لئے مختلف مقامات پر مختلف متجر علماء سے اکتساب فیض کیا۔

آپ بچپن سے ہی یاد خدا میں مست اور سرشار رہتے تھے۔ پیشانی سے نور ولایت چمکتا نظر آتا تھا۔ عام بچوں سے مختلف عادات رکھتے تھے۔ دنیاوی کسی کھیل یا شغل میں کبھی انہماک نہ ہوئے۔ دنیاوی معاملات سے بے خبر خوف خدا اور زکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وقت گذارتے شریعت مطہرہ کی پابندی سختی سے فرماتے تھے۔ نماز روزہ اور دیگر نفلی عبادات کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ تمام عمر خلاف شریعت کوئی کام سرزد نہ ہونے دیا آپ کی زندگی آپ کے حلقہ احباب کے لئے مشعل راہ تھی۔ جس نے بھی آپ کو دیکھا وہ خدا پرست اور دیندار ہو گیا آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ بہت سے کرامات آپ سے سرزد ہوئیں وقت کے بڑے بڑے علماء اور مشائخ آپ کا بیحد احترام کرتے تھے۔

آپ کا اخلاق بہت بلند تھا اپنا ہو بیگانہ دوست ہو دشمن سب سے اخلاق کے ساتھ پیش آتے۔ سخاوت میں آپ کی نظیر نہ ملتی تھی آنے والا سائل کبھی آپ کے دروازے سے خالی نہ گیا عبادت و ریاضت میں یکتائے روزگار تھے۔

بیعت و خلافت:

آپ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ انہی سے خرقہ خلافت حاصل کر کے صاحب ارشاد ہوئے۔

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ محمود احمد تونسوی کے ہمراہ گولڑہ شریف آمد:

آپ کے مرشد کامل حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی آپ پر خصوصی نظر شفقت فرماتے تھے۔ان کے وصال کے بعد اُن کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمود احمد تونسوی علیہ الرحمۃ بھی آپ پر خصوصی شفقت فرماتے اور محبت سے پیش آتے تھے۔انہوں نے دربار عالیہ تونسہ شریف کی جامع مسجد کی امامت وخطابت کے فرائض کی ذمہ داری بھی آپ کو سونپی ہوئی تھی۔

حضرت خواجہ محمود احمد تونسوی علیہ الرحمۃ ایک مرتبہ گولڑہ شریف تشریف لائے تو آپ بھی ہمراہ تھے۔گولڑہ شریف میں آپ عام لوگوں کی صف میں تشریف فرما تھے کہ حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کی نظر آپ پر پڑی گئی تو معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ حضرت خواجہ محمود احمد تونسوی علیہ الرحمۃ کے ہمراہی ہیں یہ سُن کر حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مجھے اس شخص سے اللہ اللہ کی خوشبو آرہی ہے۔

جب آپ بسال شریف آکر مسند نشین ہوئے تو پھر گاہے بہ گاہے گولڑہ شریف حضرت پیر سید خواجہ سیّد مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضری دیتے رہے جس وقت حضور تاجدار گولڑہ کا وصال ہوا اور آپ نے یہ خبر جان کاہ سُنی تو آپ پہلے ہی بہت شدید علیل تھے اور چلنے پھرنے معذور تھے۔باوجود اس کے آپ ڈولی میں بیٹھ کر گولڑہ شریف پہنچے۔اور پھر رات بھر گولڑہ شریف قیام کے دوران حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ کے مزار پرانوار کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے۔

گولڑہ شریف کے امام مولانا اللہ بخشؒ کچھ عرصہ آپ کے ہاں بسال شریف میں امامت و خطابت اور تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔آپ اکثر اُن سے فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حضور تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ سے اجازت لے کر آپ کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔

سادات جنڈ کی راہنمائی:

جنڈ کے سادات کا ایک گھرانہ شیعہ نظریات کی بنا پر اصحاب ثلاثہ پر کھلے عام تکفیر اور اعلانیہ تبرابازی کرتا تھا اور ان کی یہ عادت ومعمول پورے علاقے میں مشہور ہوگئی تھی۔جب آپ کو علم ہوا تو آپ نے ان کو اس فعل قبیح سے روکا منع فرمایا اور ان کو عقائد اہلسنت کی روشنی میں تبلیغ کی تو اس خاندان کے نامور بزرگ سید محبوب علی شاہ نے باطل نظریات سے تائب ہوکر اہلسنت کے عقائد کو قبول وتسلیم کرتے ہوئے آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے بھی مشرف ہوئے اور اہلسنت جماعت کی تبلیغ کو اپنا شعار بنالیا۔

Marfat.com
Marfat.com

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۲۱ ذوالحج ۱۳۵۷ھ بمطابق ۱۹۳۹ء کو ذکر خدا کرتے ہوئے ہوا۔
مزار پُر انوار بسال شریف تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کے مزار پرانوار کے ساتھ عظیم الشان خوبصورت جامع مسجد آپ کی یادگار ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

باب ششم

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ

کے بزرگان کے حالات وواقعات پر

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی چشتی صابریؒ

تعارف:

شمسِ عوالم مثال، بدر منازل حضرت جمال، معدن گنجینہ علوم لدنی، پروردہ لطف رسول مدنی، آئینہ جمال وجلال حقانی قطب ابدال حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ محرم حریم جلال ہیں۔ آپ سلسلہ چشتیہ صابریہ کی وہ شمع ہیں جس سے چشتیہ صابریہ سلسلہ کو عروج کمال حاصل ہوا۔ آپ کے آباؤ اجداد ترک کے رہنے والے تھے۔ آپ کا تعلق خاندان سادات سے ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت محمد حنیفہ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔ آپ علوی ہیں آپ کے والد بزرگوار کا نام نامی سیّد احمدؒ ہے۔ آپ ترکستان میں پیدا ہوئے۔

آپ کا نام شمس الدین ہے۔ آپ کا خطاب مشکل کشاء ہے اور مشکل کشاء کے خطاب سے پکارے جانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے نام میں یہ تاثیر ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کا اسم گرامی کسی مشکل یا خاص مہم کے واسطے ایک لاکھ مرتبہ پڑھے تو آپ کے نام کی برکت سے اس کا کام پورا ہو جائے گا۔ پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے وضو کر کے صدق و اخلاص سے یا شمس الدین ترک ایک لاکھ مرتبہ پڑھے اگر تنہا نہ پڑھ سکے تو اوروں کو شریک کر لے آپ شمس الاولیاء کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔

تعلیم و تربیت:

آپ کی تعلیم و تربیت ترکستان میں ہوئی آپ نے بہت جلد تفسیر و حدیث، فقہ، ریاضی، منطق، ہندسہ میں قابلیت حاصل کی جلد ہی علم معقول و منقول سے فارغ ہو کر علم باطنی کی طرف متوجہ ہو گئے۔

تلاش حق:

تلاش حق کے جذبہ سے متاثر ہو کر آپ نے وطن عزیز کو خیر آباد کہا اول ترکستان کی سیر و سیاحت کی جب وہاں کوئی مرشد کامل نہ ملا تو ماوراء النہر تشریف لائے۔ ملتان سے اجودھن تشریف لائے وہاں بہت سے بزرگوں سے ملے لیکن آپ کو تسکین نہ ہوئی۔ پھر آپ حضرت بابا

Marfat.com
Marfat.com

فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے آپ کچھ عرصہ حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں رہ کر فیوض وبرکات سے مستفیض ہوئے۔

بیعت وخلافت:

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا اور آپ سے فرمایا کہ تمہارا حصہ دوسرے مرشد کے پاس ہے۔ حضرت بابا صاحبؒ نے بتایا کہ تمہارا حصول نعمت وکمال دوسرے مرشد کے پاس ہے۔ اور آپ کو کلیر شریف حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ حضرت مخدوم پاک نے آپ کو دیکھ کر فرمایا شمس الدین تو میرا فرزند ہے۔ میں نے خدا سے چاہا کہ میرا سلسلہ تجھ سے جاری ہو اور قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور کلاوہ چہارترکی آپ کے سر پر رکھی۔ مقراض آپ کے سر پر گھمائی آپ گیارہ سال تک اپنے پیرومرشد حضرت مخدوم پاک کی خدمت میں رہے۔ حضرت نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا اور اسم اعظم آپ کو تلقین کیا۔

پیرومرشد کی ہدایت:

آپ کے پیرومرشد نے آپ کو رخصت کرتے وقت ہدایت فرمائی کہ پانی پت میں مستقل سکونت اختیار کریں کیونکہ پانی پت کی ولایت ان کے سپرد کی گئی اور فرمایا کہ میرے وصال کے بعد تین دن سے زیادہ کلیر شریف میں نہ رہنا آپ نے پیرومرشد سے عرض کیا کہ ابھی اتنی لیاقت نہیں ہے کہ کار منصبی کو سنبھال سکوں۔ اگر اجازت ہو تو کچھ عرصہ ملازمت کرلوں۔ حضرت مخدوم پاکؒ نے درخواست منظور فرمائی دوسری بات آپ نے اپنے پیرومرشد سے عرض کی کہ پانی پت کے شاہ ولایت حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ ہیں ان سے میری کیسے بنے گی حضرت مخدوم پاکؒ نے فرمایا کہ فکر کی کوئی بات نہیں۔ تمہارے پانی پت پہنچنے پر وہ دوسری جگہ چلے جائیں گے آپ اپنے پیرومرشد سے رخصت ہو کر سلطان غیاث الدین بلبن کے لشکر میں ملازم ہو گئے۔ ریاضت و عبادت اور مجاہدہ کے ساتھ ساتھ آپ اپنے فرائض منصبی پر بھی بخوبی انجام دیتے رہے۔ آپ اپنا حال کسی سے ظاہر نہیں کرتے تھے۔ باوجود امارت واعزازات کے فقر وفاقہ میں گزارتے تھے۔
آپ سے جب کرامات کا اظہار ہوا اور سلطان بلبن اور لشکر والے آپ کے حال سے باخبر ہوئے تو آپ ملازمت سے مستعفی ہو کر کلیر شریف آ گئے جب آپ کلیر شریف پہنچے تو حضرت مخدوم پاک کا وصال ہو چکا تھا۔

Marfat.com
Marfat.com

پت میں آمد:

اپنے پیرومرشد کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہو کر چوتھے روز آپ پانی پت روانہ ہو گئے پانی پہنچ کر آپ نے ایک دیوار کے سائے کے نیچے قیام فرمایا۔حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ ر علیہ الرحمۃ کو آپ کی آمد کی اطلاع باطنی طور پر ہو گئی تھی۔آپ نے دودھ سے بھرا ہوا پیالہ رت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کے پاس بھیجا اور اپنا سلام کہلوایا۔حضرت قلندر حبؒ اس پیالے کو دیکھ کر مسکرائے اور ایک گلاب کا پھول جوان کے پاس رکھا ہوا تھا وہ اٹھا کر اس ھ بھرے پیالے پر رکھ کر واپس کر دیا اور اپنا سلام کہلا بھیجا جب وہ دودھ کا پیالہ آپ کی خدمت لایا گیا تو آپ بھی دیکھ کر مسکرائے۔حاضرین حیران تھے اُن کی سمجھ میں یہ راز و نیاز اور رمز و کنایا یا۔جب آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مطلب یہ تھا کہ ولایت پت بفرمان میرے مرشد کے میرے سپرد ہو چکی ہے۔دوسرے کی گنجائش نہیں ہے اور حضرت ندر صاحبؒ نے جو اس پر پھول رکھ کر واپس کیا تو ان کا مطلب یہ تھا کہ ولایت پانی پت سے ان کا ق نہ ہوگا وہ پانی پت میں اس طرح رہیں گے جیسے پھول دودھ پر۔لوگوں نے حضرت قلندر حبؒ سے اس کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔

برت:

آپ صاحب عظمت وولایت تھے علم ظاہر و باطنی میں اپنی مثال آپ تھے۔زہد وتقویٰ پ کا مشہور تھا۔ترک وتجرید ریاضت وعبادت اور مجاہدہ میں بے نظیر تھے۔وضع قطع سے قلندر علوم ہوتے تھے اور قلندروں والا لباس پہنتے تھے۔جو کچھ زبان سے فرماتے ویسا ہی ہو جاتا تھا۔ پ کے پیرومرشد حضرت مخدوم پاکؒ نے آپ کے متعلق فرمایا کہ ہمارا شمس الدین اولیاء میں ورج کی طرح ہے۔

کشف وکرامت:

سلطان غیاث الدین بلبن نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا۔آپ شاہی لشکر کے ساتھ تھے۔قلعہ فتح نہ ہو سکا لیکن محاصرہ بدستور جاری رہا۔ایک رات آندھی اور بارش کے طوفان سے لشکر والوں کے خیمے نیچے گر گئے۔ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہو گیا۔آگ بجھ گئی۔ایک بہشتی لوٹا لے کر سلطان کے وضو کے لئے پانی گرم کرنے کے واسطے آگ تلاش کرنے نکلا۔اس کی نگاہ آپ کے خیمے پر پڑی خیمہ بدستور قائم تھا وہ خیمہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ چراغ روشن ہے۔اور آپ قرآن

Marfat.com
Marfat.com

کریم کی تلاوت میں مشغول ہیں وہ بہشتی خیمہ میں جا کر خاموش کھڑا ہو گیا آپ نے اُس کی طر
دیکھا اور فرمایا کہ آگ چاہیے تو لے جاؤ اس بہشتی نے لکڑی سلگائی اور واپس چلا گیا۔
دوسرے روز پھر آیا لیکن آپ کو خیمہ میں نہ پایا وہاں سے تالاب پر پانی بھرنے گیا تو
دیکھتا ہے۔ کہ آپ وضو کر رہے ہیں وہ ایک طرف چھپ کر بیٹھ گیا آپ کے جانے کے بعد
نے مشکیزہ بھرا تو پانی کو خوب گرم پایا اس کو سخت تعجب ہوا اگلے روز علی الصبح آپ کے پہنچنے سے پ
وہ تالاب پر پہنچ گیا پانی کو سرد پایا وہ ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد آپ تشریف لائے ا
وضو کیا آپ کے جانے کے بعد اس نے جو مشک بھری تو پانی گرم پایا اب اُس کو یقین کامل ہو گیا
یہ سب آپ کی نگاہ ولایت کا کرشمہ ہے۔ اس نے سلطان بلبن سے ذکر کر دیا۔ سلطان بلبن ا
سقہ کو لے کر اس تالاب پر اور وہ سقہ ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گئے۔ آپ تالاب پر تشریف لائے ا
وضو کیا آپ کے جانے کے بعد سلطان بلبن نے جو تالاب پر جا کر دیکھا تو پانی گرم پایا اس کو کا
یقین ہو گیا کہ آپ کامل درویش ہیں سلطان بلبن آپ کے خیمے میں گیا آداب بجالایا اور آ
سے دعا کا طالب ہوا۔ آپ نے دعا کی اور قلعہ فتح ہو گیا۔

وصال:

آپ کا وصال ۱۵ جمادی الثانی ۷۱۶ھ کو ہوا۔ مزار شریف پانی پت میں مرجع خاص و عا
ہے۔

دل من بردو شب زلف دراز عجب
عشوابا ز عجب اربدا ساز عجب

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء چشتی صابریؒ

ارف:

غریق بحر وصال، جلیس مسند حق الیقین، قطب اقلیم، حضرت شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء
تی صابری رحمتہ اللہ علیہ شاہد بزم وصال ہیں۔ آپ کا نسب نامہ پدری چند واسطوں سے
یرالمومنین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد شیخ محمود
رائے پانی پت سے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت پانی پت میں ہوئی آپ کا اسم گرامی خواجہ
ہے۔ آپ اپنے پیرومرشد کے عطا کردہ لقب جلال الدین سے مشہور ہیں۔ بچپن ہی سے آثار
رگی آپ پر نمایاں تھے۔ آپ اپنے ہم عمر بچوں کی طرح کھیل کود میں دلچسپی نہیں لیتے تھے ایام
لی میں ہی آپ عشق الٰہی کے اسیر ہوئے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ آپ جنگل کی طرف تشریف لے
تے تھے۔ وہاں ذکروفکر میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کو حسن باطنی کے علاوہ حسن ظاہری بھی عطا
اتھا۔ کھاتے پیتے گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ بے دریغ پیسہ خرچ کرتے تھے۔ آپ کا معیار
ہائش اونچا تھا۔ آپ کا لباس اعلیٰ قسم کا ہوتا تھا۔ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر علیہ
رحمۃ آپ کو بہت ہی عزیز رکھتے تھے۔ بچپن ہی میں وہ آپ کو دیکھنے کے لئے روزانہ آپ کے گھر
شریف لایا کرتے تھے۔ آپ کے والد ماجد کے وصال کے بعد آپ کی پرورش کا ذمہ آپ کے
چچا نے لے لیا تھا۔

یر و سیاحت:

ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ ایک عام گزرگاہ پر رونق افروز
تھے۔ آپ گھوڑے پر سوار وہاں سے گزرے حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ نے جب آپ
کو گھوڑے پر سوار دیکھا تو فرمایا۔ (کہ کیسا خوش قسمت گھوڑا اور کیسا خوش قسمت سوار ہے)۔ یہ لفظ
قلندر صاحب کی زبان سے نکلے ہی تھے۔ کہ آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی۔ گھوڑے سے
اترے گریبان چاک کر کے جنگل کی راہ لی۔ اس کے بعد چالیس سال سفر میں گزارے۔ بہت
سے درویشوں سے ملے اور اُن کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے اور اسی دوران حج بھی
کیئے۔

Marfat.com
Marfat.com

بیعت وخلافت:

آپ حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ اور جانشین ہیں۔

سیرت:

آپ مادرِزاد ولی تھے۔ سماع سنتے تھے شکار کا شوق تھا لنگر آپ کا عام تھا ایک ہزار آد آپ کے ہاں روزانہ کھانا کھاتے تھے۔ آپ کے چہرے پر جلال بہت تھا جس پر آپ کی نظ پڑتی۔ وہ ولی ہو جاتا تھا۔ آپ جو فرماتے ویسا ہی ہو جاتا تھا۔ عرس وغیرہ میں شامل ہوتے تھے خود بھی عرس وغیرہ کرتے تھے۔ آپ کے فیض کا چشمہ جاری تھا کہا جاتا ہے کہ مخدوم علاؤ الدین ع احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کی کمائی جلال الدین کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ نے لٹائی۔ آپ صاحب کشف وکرامت اور صاحب مقامات جلیلہ تھے۔ آخری عمر میں آپ کے استغراق کا یہ عالم تھا۔ کہ نماز کے وقت آپ کے کان میں تین تین مرتبہ حق حق حق کہا جاتا تب آپ کو ہوش آتا اور نماز ادا کرتے آپ شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت میں عدیم العدیل تھے۔

علمی ذوق:

آپ کی کتاب زاد الابرار آپ کے علمی ذوق کی آئینہ دار ہے۔

کشف وکرامت:

ایک مرتبہ آپ کا گزر ایک گاؤں سے ہوا آپ نے دیکھا کہ گاؤں والے اپنا سامان لئے ہوئے جا رہے ہیں۔ آپ نے وجہ پوچھی تو لوگوں نے بتایا کہ گاؤں میں ژالہ باری کی وجہ سے فصل خراب ہو گئی ہے۔ لگان ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ حاکم سخت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اس گاؤں کو ہمارے ہاتھ فروخت کر دو اور ہمارے نام پر اس کا نام جلال آباد رکھو تو تمہارا لگان بھی ادا ہو جائے گا اور تم کو اچھی خاصی رقم بھی بچ جائے گی وہ لوگ راضی ہو گئے۔ آپ نے ان لوگوں کو فرمایا تمام لوگ مل کر لوہا اور لوہے کا سامان اور لکڑی جمع کرو۔ ان لوگوں نے حکم کی تعمیل کی پھر آپ نے یہ بھی تاکید فرمائی کہ صبح کو آ کر دیکھنا کہ کیا ہوا۔ اسی رات کو آپ اس گاؤں سے چل دیئے صبح کو جب گاؤں والے وہاں گئے تو اُن کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ سارا لوہا زر خالص بن چکا تھا۔ انہوں نے لگان ادا کیا باقی روپیہ اپنے خرچ میں لائے اور اس گاؤں کا نام جلال آباد رکھ دیا۔

Marfat.com
Marfat.com

کرامت ۲:

ایک دن آپ دریا کے کنارے تشریف لے گئے وہاں ایک جوگی آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔ وہاں پہنچنے پر جوگی نے آنکھیں کھولیں۔ اور آپ کو ایک سنگ پارس دیا۔ آپ نے اس پتھر کو دریا میں پھینک دیا۔ جوگی خفا ہوا آپ نے جوگی سے فرمایا کہ دریا میں جا کر اپنا پتھر لے آ ؤ لیکن اس کے علاوہ اور کوئی پتھر نہ لینا اس نے اپنے پتھر کے علاوہ ایک اور پتھر اٹھایا اور باہر آیا آپ نے اس سے فرمایا کہ وہ دوسرا پتھر کیوں چھپا کر لایا اس نے دونوں پتھر آپ کے سامنے رکھ دیئے اور آپ کا مرید ہو گیا۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال ۱۶ ربیع الاول ۷۶۵ھ کو ہوا مزارِ پُر انوار پانی پت میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے وصال کے وقت آپ کی عمر شریف ایک سو ستر سال سے زیادہ ہوئی۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

خورشید ولایت۔غرق شہود ذات مطلق قطب زمانہ۔حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مستغرق بحر توحید میں آپ کا سلسلہ پدری چند واسطوں سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔آپ کے دادا شیخ داؤد بلخ میں رہتے تھے۔جب ہلاکو خان نے ملک کو برباد کیا اور انتشار اور ابتری رونما ہوئی تو انہوں نے بلخ سے سکونت ترک کر کے مع چند خاندانی افراد کے سلطان علاؤ الدین خلجی کے عہد میں ہندوستان کا رخ کیا۔سلطان علاؤ الدین خلجی نے صوبہ اودھ میں ان کی رہائش کا بندوبست کیا۔وہ ردولوی میں رہنے لگے آپ کے دادا حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی عمر ہے۔ آپ کے بڑے بھائی شیخ تقی الدین علیہ الرحمۃ بہت بڑے عالم تھے۔اور دہلی میں رہتے تھے۔آپ ردولی میں پیدا ہوئے۔آپ کا نام احمد ہے۔آپ عبدالحق کے خطاب سے مشہور تھے۔آپ کی یہ عادت تھی کہ اٹھتے بیٹھتے وقت کھاتے پیتے وقت حق حق حق تین مرتبہ بلند آواز سے فرماتے تھے۔ آپ کے پیر و مرشد نے بحکم رب آپ کو عبدالحق کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔سات سال کی عمر سے آپ نماز پابندی سے پڑھنے لگے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ آپ بھی اٹھتے اور چھپ کر نماز تہجد ادا فرماتے جب آپ کی والدہ کو اس بات کا علم ہوا۔تو آپ کو منع فرمایا آپ کو ناگوار گزرا اور اپنے دل میں کہا کہ یہ ماں میرے راستے میں راہزن ہے۔جو مجھ کو خدا کی عبادت سے باز رکھتی ہے۔وطن سے رخصت ہو کر دہلی کی راہ لی اس وقت آپ کی عمر بارہ سال کی تھی۔دہلی پہنچ کر آپ نے بڑے بھائی شیخ تقی الدین علیہ الرحمۃ کے پاس رہنے لگے اور ان سے علم ظاہری پڑھنے لگے۔

تعلیم و تربیت:

آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپ کے گھر پر ہوئی دہلی میں اپنے بڑے بھائی سے علوم ظاہری حاصل کیا لیکن آپ کا قلبی رجحان اس طرف نہ تھا۔آپ کے بڑے بھائی آپ کو ایک مشہور عالم دین کے پاس لے گئے اور اُس سے آپ کی شکایت کی اور استدعا کی کہ آپ ہی عبدالحق کو کچھ پڑھایئے اس عالم نے آپ کو میزان الصرف پڑھانا شروع کیا۔جب آپ ضربا

Marfat.com
Marfat.com

ضربا کے مقام پر پہنچے اور اس کے معنی استاد نے بتائے تو آپ نے اپنے استاد سے کہا کہ راہ حق میں زدن اور زدہ شدن کا کیا کام جس سے معرفت حق تعالیٰ حاصل نہ ہو۔ آپ کے بڑے بھائی یہ دیکھ کر بڑے پریشان ہوئے۔ کہ اگر آپ کی شادی کر دی تو آپ میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی چنانچہ انہوں نے آپ کی شادی کی کوشش کی مگر آپ نے شادی کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے متعلق یہ مشہور کر دیا کہ میں شادی کے لائق نہیں ہوں۔

تلاش حق:

دہلی سے آپ تلاش حق میں نکلے شیخ نور قطب عالم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچ کر ہری گھاس یہ کہہ کر پیش کی۔ "بابا صناست" شیخ نور قطب عالم یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ "بابا عزت ست" ان سے رخصت ہو کر بہار آئے۔ وہاں شیخ علاؤالدین اور ایک بزرگ جن کو نیم لنگوٹی کہا جاتا ہے۔ ان سے ملے بابا نیم لنگوٹی کی صحبت سے آپ کو قدر تسکین ہوئی۔ ذوق وشوق میں اضافہ ہوا۔ طلب جستجو میں زیادتی ہوئی۔ ان سے رخصت ہو کر اودھ میں حضرت شیخ فتح اللہ اودھی سے ملے اُن سے بھی آپ کی تسکین نہ ہوئی۔ آخر ناامید ہو کر اپنے دل میں کہا اے احمد زندوں سے تو گوہر مقصود نہ ملا۔ اب مردوں کی صحبت میں چلو۔ شاید گوہر مقصود ہاتھ آ جائے۔ یہ خیال کر کے آپ نے اس شہر کے قبرستانوں اور آس پاس کے جنگلوں میں "یَا هَادِیْ. یَا هَادِیْ" کہتے ہوئے گھومنا شروع کر دیا۔ اور اسی طرح چند سال گھومتے رہے لیکن درِ مقصود ہاتھ نہ آیا اس طرح سے بھی جب مقصود بر آری نہ ہوئی۔ تو اپنے دل میں کہا اے احمد اب مر جاؤ اور زندہ درگور ہو جاؤ۔ چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ سے ایک قبر کھودی اور اُس میں چھ ماہ تک یادِ حق میں مشغول رہے۔ ریاضت ومجاہدہ کے بعد بھی آپ کو تسکین نہ ہوئی تو ایک روز عالم غیب سے بشارت ہوئی کہ اے احمد جلد پانی پت جا کر حضرت مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ کی خدمت کی سعادت حاصل کرو۔

پانی پت آمد:

اس بشارت سے آپ کو بہت خوشی ہوئی اور پانی پت خنداں وفرحاں روانہ ہوئے۔ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ کو بذریعہ کشف آپ کی آمد کی اطلاع ہوگئی انہوں نے آپ کے عقائد کا امتحان لینے کی غرض سے چند گھوڑے کھلوا کر خانقاہ کے دروازے پر کھڑے کروا دیئے اور خانقاہ کے اندر دستر خوان بچھا کر مختلف قسم کے کھانے چنوا دیئے۔ آپ جب خانقاہ کے دروازے پر پہنچے تو گھوڑے کھڑے دیکھے اور جب خانقاہ کے اندر داخل ہوئے تو دستر خوان پر

Marfat.com
Marfat.com

پُر تکلف کھانے چنے، ہوئے پائے آپ نے دل میں کہا جو شخص ایسی شاہانہ زندگی گزارتا ہو اس کو محبت اور معرفت الٰہی سے کیا کام۔

چنانچہ خانقاہ سے باہر آ کر اپنی راہ لی اور دن بھر چلتے پھرتے رہے۔ شام کو ایک مقام پر پہنچ کر نام دریافت کیا۔ جب معلوم ہوا کہ پانی پت ہے تو آپ کو حیرت ہوئی۔ رات شہر سے باہر گزاری دوسرے دن پھر روانہ ہوئے۔ تھوڑی دور جا کر راستہ بھول گئے۔ ایک شخص ایک خشک درخت پر ٹوپی پہنے بیٹھے دیکھا اس سے راستہ دریافت کیا۔ اُس شخص نے آپ کو بتایا کہ شیخ جلال الدین کے دروازے کے سامنے سے راستہ گیا ہے۔ اگر تمہیں یقین نہ آئے تو وہ دو شخص آتے ہیں ان سے پوچھ لیں۔ کچھ دور چل کر آپ دو آدمیوں سے ملے اُن سے راستہ دریافت کیا۔ تو انہوں نے وہی کچھ بتایا یہ سن کر آپ نے سوچا کہ خداوند تعالیٰ کا حکم یہی ہے کہ حضرت مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ کے پاس جایا جائے اور ان سے بیعت کی جائے۔ پس آپ حضرت مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ کی خانقاہ پر پہنچے راستہ میں آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ جلال الدین بیعت کرتے وقت اپنی ٹوپی اپنے پیرو مرشد کے دربار سے مس کر کے میرے سر پر رکھیں اور نان حلوہ مرحمت فرمائیں۔

بیعت وخلافت:

آپ خانقاہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء علیہ الرحمۃ اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گئے ہوئے ہیں۔ آپ دربار شریف پہنچے اور قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ حضرت جلال الدین علیہ الرحمۃ نے اپنے سر سے ٹوپی اتار کر اپنے پیرو مرشد کے مزار سے مس کر کے آپ کے سر پر رکھی۔ اتنے میں ایک شخص نان اور حلوہ لایا۔ حضرت کبیر الاولیاءؒ نے وہ نان اور حلوہ آپ کو مرحمت فرمایا اور فرمایا کہ یہ تمہاری آرزو ہے بعد ازاں حضرت کبیر الاولیاءؒ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت سے مشرف فرمایا کچھ عرصہ بعد آپ نے خرقہ خلافت عطا فرمادیا۔ اس کے بعد آپ ردولی شریف تشریف لے آئے۔ اور عبادت و ریاضت اور تبلیغ دین میں مصروف ہو گئے۔

سیرت:

آپ صاحب عظمت و صاحب کرامت و نعمت اور صاحب ترک و تجرید تھے۔ ریاضت و عبادت اور مجاہدہ میں یکتا تھے۔ جو کچھ زبان سے فرماتے ویسا ہی ہو جاتا تھا۔ استغراق کا یہ عالم تھا کہ آپ کے کان میں تین مرتبہ حق حق حق کہا جاتا تب آپ کو ہوش آتا تھا۔ آپ جامع مسجد میں

Marfat.com
Marfat.com

ل جاتے اور جھاڑو دیتے تقریباً پچاس سال تک جامع مسجد میں جاتے رہے لیکن راستہ نہیں
نتے تھے۔آپ کے مریدوں میں سے کوئی حق حق کہتا تب آپ اس طرف جاتے تھے۔

تعلیمات:

آپ فرماتے ہیں کہ ذات حق بے نام ونشان ہے۔لیکن اس ذات پاک کے اسماء میں سے کوئی اسم ذات پاک کا اطلاق کریں تو وہ حق کے اسم سے بہتر اور بزرگ تر نہ ہوگا۔لیکن اسم حق کے معنی جملہ کائنات کے سزاوار اور ثابت بذات ہیں۔ پس ذات پاک پر اسم حق کا اطلاق رمنہائے کمال ہے۔

کشف وکرامات:

آپ نے ایک دیگ پکائی اور اُس دیگ کو راستے میں رکھ دیا۔ ہر شخص کو اجازت تھی کہ اس میں سے کھانا کھائے۔

چنانچہ تین روز تک ہزاروں آدمی اس میں سے کھانا کھاتے رہے۔مگر کھانا کم نہ ہوا تین روز کے بعد آپ نے اس کو اٹھوا دیا۔

کرامت:

حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولی نے شادی کی اولاد بھی پیدا ہوئی مگر اولاد زندہ نہ رہتی تھی۔ جو بچہ پیدا ہوتا تھا۔وہ تین مرتبہ حق حق کہہ کر مرجاتا تھا۔

ایک مرتبہ آپ کی بیوی اس رنج کی وجہ سے کہ اولاد رہتی نہیں آپ کے سامنے روئیں آپ نے فرمایا اچھا اب جو بچہ پیدا ہوگا وہ زندہ رہے گا۔ چنانچہ پھر جو بچہ پیدا ہوا اس نے حق حق نہیں کہا اور وہ زندہ رہا۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۱۵ جمادی الثانی ۸۳۷ھ کو ہوا مزار شریف ردولی میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

ساقی خمخانہ اسرار، سرشاد بادۂ خمار، شاہد بزم الانساں سری، ہادی ساکنان بحری و بری۔ غزالی صحرائے الوہیت، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ مقبول بارگاہ احادیث ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے دادا حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمۃ ردولی میں رہتے تھے۔ وہ حضرت سیّد میر اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے۔ آپ کے والد کا نام نامی اسم گرامی شیخ اسماعیل ہے۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۸۶۱ھ کو ردولی میں ہوئی۔ آپ نے تعلیم زیادہ دن جاری نہیں رکھی۔ علم ظاہری اور شغل ظاہری سے آپ کو کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ بچپن ہی سے علم لدنی خداوند کریم نے آپ کی ذات کے اندر ودیعت کر دیا تھا جس کی وجہ سے علم ظاہری چھوڑ کر آپ علم باطنی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ آپ جب ذرا بڑے ہوئے تو حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مزار پر جھاڑو دینا شروع کر دیا۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ ایک کتاب (کافیہ) ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ مزار کے اندر سے حق حق کی ایسی آواز سنی کہ آپ ازخود رفتہ ہو گئے حضرت شیخ عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی روحانیت سے فیض یاب ہوئے۔ اسی روز سے پڑھنا لکھنا چھوڑ دیا۔ اور علم باطنی اور شغل باطنی میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت شیخ محمد بن حضرت شیخ عارف۔ چشتی صابری علیہم الرحمۃ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور ان سے خرقہ خلافت بھی پایا۔ آپ حضرت شیخ محمد درویش قاسمؒ اودھی کے بھی مرید وخلیفہ ہیں۔ لیکن آپ اصل میں حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ کی روحانیت سے مستفید و مستفیض تھے۔ آپ کو اویسی طریقہ پر حضرت شیخ عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ سے فیض پہنچا۔

Marfat.com
Marfat.com

حالات زندگی:

آپ جلد ہی مدارج سلوک طے کر کے مرتبہ تکمیل وارشاد کو پہنچے۔ایک روز آپ کو حضرت شیخ عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ نے یہ بشارت دی اے عبدالقدوس تجھ کو میں نے ولایت عطا کی عمر خان کاشی جو سلطان سکندر لودھی کے امرا میں سے تھا اور آپ کا معتقد خاص تھا۔اس کی درخواست پر آپ مع اہل وعیال ردولی سے سکونت ترک کر کے شاہ آباد جو دہلی کے قرب وجوار میں واقع ہے۔ تشریف لے گئے۔اور وہاں تیس سال سے زیادہ قیام فرمایا۔شاہ آباد پٹھانوں کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ وہاں افغان کافی تعداد میں تھے جب بابر نے ہندوستان فتح کیا تو افغانوں کو منتشر کرنے کی غرض سے شاہ آباد کو بھی برباد کیا۔آپ سے شاہ آباد کی بربادی نہ دیکھی گئی۔آپ نے وہاں سے سکونت ترک کرنے کی ٹھان لی۔ چنانچہ آپ مع متعلقین گنگوہ تشریف لے گئے۔اور وہیں سکونت پذیر ہوئے۔آپ کے سات لڑکے تھے۔جن میں شیخ حمید الدین شیخ الکبیر اور شیخ رکن الدین علیہم الرحمۃ مشہور عالم وزاہد تھے۔

سیرت وکردار:

آپ صاحب کشف وکرامت تھے۔سماع کا شوق تھا۔جو کچھ زبان مبارک سے فرماتے تھے۔وہی واقع ہوتا۔سنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پابند تھے۔آپ کامل درویش اور بے نظیر عارف تھے۔سماع میں اکثر آپ پر کیفیت طاری ہوتی اور آپ رقص کرنے لگتے۔اور والہانہ انداز میں کچھ فرمادیتے۔ایک مرتبہ دہلی میں آپ محفل سماع میں شریک تھے۔آپ پر کیفیت وجد طاری ہوگئی۔اور آپ حالتِ وجد میں کھڑے ہو کر کلمات فرمانے لگے۔

منصور کو نادانوں نے قتل کیا۔کئی مرتبہ آپ نے یہی فرمایا۔علماء بھی محفل میں شریک تھے۔ ان میں سے ایک نے ایک بڑے عالم کا نام لیا۔جو منصور کے زمانے میں تھا۔اور آپ سے کہا کہ کیا وہ بھی نادان تھا۔آپ نے اسی حالت میں اور اسی طرح فرمایا کہ میں اسی کو کہتا ہوں۔سب خاموش ہو گئے۔

حضرت شیخ جلال الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے فرزند مصنف سیر الاقطاب جواہر اعلیٰ میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کے مزار اقدس پر گیا تو شیخ کو اس طرح محسوس پایا کہ آپ کا سر مبارک تو قبر ہے اور پاؤں ایک مرد روشن ضمیر کے زانو پر۔ یہ حالت دیکھ کر میں ہیبت ناک ہوا تو اس مرد روشن ضمیر نے مجھ کو حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کے

Marfat.com
Marfat.com

قدموں میں ڈال دیا۔ اور فرمایا کہ یہ میرا پیرزادہ ہے۔ پھر ایک ساعت کے بعد دونوں میری
سے غائب ہو گئے۔ پھر سات برس کے بعد اس شخص روشن ضمیر کو کرنال میں دیکھا اور معلوم کیا
آپ حضرت قطب عالم عبدالقدوس ہی تھے۔ آپ کے ہاں کی یہ بات بھی مشہور ہے کہ آپ
خانقاہ دھوبی اور گھوڑوں کے سائیس بھی ولی تھے۔ آپ وصال سے تین برس قبل ساکت ہو
تھے کلام کرنا بالکل ترک کر دیا تھا ہر وقت مستغرق رہتے تھے۔

علمی ذوق وشوق:

آپ نے کئی کتابیں لکھی۔ انوار العیون آپ کی مشہور کتاب ہے۔ آپ کے مکتوبات
تصوف کا خزانہ ہیں۔ لطائف قدوسی بھی آپ کی کتاب ہے۔

شعروشاعری:

آپ کو شاعری کا شوق تھا قدوس آپ کا تخلص تھا۔ آپ کی ایک مشہور غزل حسب ذیل ہے۔

آستین برزخ کشیدہ ہم چو مکار آمدی
باخودی خود در تماشہ سوئے بازار آمدی
در بہاراں گلشن شدی در صحن گلزار آمدی
بعدازاں بلبل شدی در صحن گلزار آمدی
خویشتن تن را جلوہ کردی اندر ایں آئینہ ہا
آئینہ اِسم نہادی خود بااظہار آمدی
شور منصور از کجا ودار منصور از کجا
خود زدیں بانگیں ان الحق برسر دار آمدی
گفت قدوس فقیرے در فناء ودر بقا
خودبخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

تعلیمات:

آپ فرماتے ہیں۔ گرسنگی دو قسم کی ہوتی ہے۔ علوی اور سفلی۔

Marfat.com
Marfat.com

نمبر ا:

آپ فرماتے ہیں گرسنگی کثیف کو لطیف تک پہنچاتی ہے اور مقید کو مطلق کا نشان دیتی ہے۔ اور انسانیت کو روحانیت تک پہنچاتی ہے۔ کیونکہ گرسنگی سے آدمی خدا تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔

نمبر ۲:

آپ فرماتے ہیں کہ بھوک کے تین مقام ہیں پہلے مقام کو بھوک کی آگ کہتے ہیں۔ جس کی غذا پانی اور طعام ہے۔

دوسرے مقام کو درد محبت و عشق کی آگ کہتے ہیں۔ اس کی غذا خون جگر اور خاشاک وغیرہ ہے۔

تیسرے مقام کو محبوب و معشوق کی آگ کہتے ہیں۔ جس کی غذا حسن و جمال اور اوصاف کمال ہیں۔

نمبر ۳:

آپ فرماتے ہیں کہ خانہ بشریت سے نکل کر شہر احدیت کی طرف ہجرت کرنا چاہیے اور حضرت صمدیت کا مشتاق ہونا چاہیے۔

آپ کی ذات تمام سلاسل طریقت کا مرکز و محور ہے:

آپ کی روحانی تعلیم و تربیت حضرت شیخ عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی روحانیت پاک سے ہوئی تھی جس کو حرف عام میں فیض باطنی کہا جاتا ہے چونکہ حضرت شیخ کے ساتھ آپ کی نسبت اویسی تھی جبکہ ظاہری بیعت و خلافت حضرت شیخ محمد چشتی صابری بن حضرت شیخ عارف چشتی صابری بن حضرت شیخ عبدالحق ردولوی چشتی صابری علیہم الرضوان سے تھی۔ اس طرح آپ ظاہری طور پر حضرت شیخ عبدالحق ردولوی کے پڑدادا پیر اور باطنی طور پر بطریق اویسی حضرت شیخ کے مرید خاص تھے۔ علاوہ ازیں آپ کو دیگر سلاسل طریقت کے دیگر مشائخ عظام سے بھی خلافت و اجازت تھی جس کی تفصیل اس طرح ہے کہ سلسلہ نظامیہ حضرت بندگی میاں شیخ بن حکیم اودھی اور اس کے علاوہ نظامیہ قادریہ اور سہروردیہ میں حضرت شیخ درویش بن قاسم اودھی علیہم الرضوان سے خرقۂ خلافت حاصل ہے۔ نیز ان تمام بزرگوں اور تمام خانوادوں کے شجرے آپ تک پہنچتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کے بعد سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے تمام بزرگوں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ چار پیر اور چودہ خانوادوں کے مالک ہیں۔ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بزرگ اپنے مرید کو چاروں سلاسل اور چودہ خانوادوں میں بیعت سے مشرف فرماتے ہیں۔ یہ

Marfat.com
Marfat.com

اعزاز صابریوں کی خصوصیت کا امتیازی نشان ہے جو کہ حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی کے فیض وکرم سے ہے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے متعلقین پر دو بڑے احسان ہیں۔ (نمبر۱) یہ کہ آپ کی وجہ سے صابری چار پیر چودہ خانوادوں کے مالک اور وارث (نمبر۲) یہ کہ حضور مخدوم پاک کے جلال کو جمال میں 300 برس بعد از وصال آپ نے تبدیل کیا اور حضور مخدوم پاک مزار مبارک کا نشان ہم صابریوں کو آپ کی روحانی کوششوں کے ذریعے ملا۔

کشف وکرامت:

ایک مرتبہ آپ موضع چھاج پور میں مقیم تھے۔ عین مشغولی کی حالت میں آپ نے باآواز بلند فرمایا کہ گاؤں کے لوگوں کو چاہیے کہ اپنا مال واسباب لے کر گھروں سے باہر نکل آئیں۔ گاؤں میں آگ لگنے والی ہے۔ تھوڑی دیر بعد ہی گاؤں میں آگ لگ گئی۔ اور جن لوگوں نے آپ کی ہدایت پر عمل نہیں کیا وہ پشیمان ہوئے۔ اور ان کو نقصان پہنچا۔

کرامت۲:

مولانا چندن جو آپ کے صاحبزادے رکن الدین کے استاد تھے اور آپ حضرت عبدالقدوس سے بیعت تھے۔ ایک مرتبہ کپڑے دھونے تالاب پر گئے وہاں ایک حسین عورت کو دیکھ کر اسی پر شفیتہ وفریفتہ ہوگئے۔ خلوت نے ان کو دست درازی کی ترغیب دی قبل اس کے کہ وہ دست دراز کریں۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ تالاب میں کھڑے ہیں۔ مولانا چندن آپ کو تالاب میں کھڑے دیکھ کر اپنے خیالات ؛-بدہ پر شرمندہ ہوئے۔ تالاب سے واپس ہوئے اور جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ مولانا کچھ وحشت کی بات نہیں۔ پیر محافظ وقت ہوتے ہیں۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال ۲۴ جمادی الآخر بعمر چوراسی سال بروز منگل ۹۴۴ھ کو ہوا۔ بعض روایت کے مطابق آپ کا وصال ۹۴۵ھ لکھا ہے۔ مزار شریف آج بھی گنگوہ شریف ضلع انبالہ انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

ناظر جمال مطلق، درمقید و محقق، درمقام ذوق شہود، قطب حقیقت، حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری رحمتہ اللہ علیہ گوہر دریائے فضل وکمال ہیں۔ آپ کا نسب نامہ پدری و مادری چند واسطوں سے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد بلخ کے رہنے والے تھے آپ کے والد گرامی کا نام قاضی محمودؒ ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۸۹۴ھ کو بلخ میں ہوئی۔ آپ کا نام مبارک جلال الدین ہے۔ آپ اپنے والد ماجد کے ساتھ سات سال کی عمر میں ہندوستان آئے اور تھانیسرہ میں سکونت اختیار کی۔ آپ نے ہندوستان آنے سے قبل بلخ میں قرآن شریف حفظ کیا اور ہندوستان آ کر تحصیل علوم ظاہری میں مشغول ہو گئے۔ اور صرف ونحو تفسیر وحدیث فقہ منطق وغیرہ میں دستگاہ حاصل کی سترہ سال کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو کر درس اور وعظ میں مصروف ہو گئے۔ آپ ایک عالم تھے فتویٰ بھی دیتے تھے۔ باطنی علوم سے آپ کو کوئی لگاؤ نہ تھا سماع کو ناجائز سمجھتے تھے۔ آپ کی زندگی میں یک لخت انقلاب اس طرح آیا کہ تھانیسر کا حاکم حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کا مرید و معتقد تھا۔ حضرت شیخ جلال الدین نے ایک مرتبہ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے تھانیسر کے حاکم سے فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ تمہارے پیر آئے ہیں۔ اور وہ رقص و سماع میں مشغول ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان سے مل کر ان امور مہینہ کے ارتکاب کی وجہ دریافت کریں۔ اب تم ان پیر رقاص سے ہمارا سلام کہنا۔

چنانچہ تھانیسر کے حاکم نے آپ کا پیغام حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کو پہنچایا۔ انہوں نے آپ کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ وہ پیر رقاص خود رقص کرتا ہے۔ اور دوسروں کو بھی رقص کراتا ہے۔ اس نام و پیام کے بعد ایک دن حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ یاد الٰہی میں مشغول تھے کہ انہوں نے ایک آواز سنی کہ ہم نے جلال کو تمہیں بخشا۔ اس کو اپنے حلقہ میں لاؤ اور ہمارے جلال سے آشنا کرو۔ ان کے لئے یہ اشارہ کافی تھا۔ وہ اسی وقت اٹھ کر کھڑے ہوئے آپ کے مدرسے میں پہنچ کر اور آپ کو سلام کر کے ایک طرف خاموش بیٹھ گئے۔ آپ تدریس میں مشغول رہے آپ نے اُن کی طرف کوئی التفات نہیں برتا۔ جب آپ پڑھا چکے اور طلباء چلے گئے تو آپ نے حضرت عبدالقدوس علیہ الرحمۃ سے پوچھا۔ میاں فقیر کہاں سے آئے

Marfat.com
Marfat.com

ہو۔ حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ نے جواب میں میں وہی فقیر رقاص ہوں۔ اُن کا یہی فرمانا تھا اور توجہ کا دینا تھا کہ ازخود رفتہ ہو گئے۔ ظلمت دور ہوئی تاریکی سے روشنی میں آئے۔ سرنیاز حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کے قدموں پر رکھا۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے انہوں نے کلاہ چہارترکی اپنے سر سے اتار کر آپ کے سر پر رکھی آپ کو شغل نفی واثبات تعلیم فرمایا۔ اس کے بعد دیگر اذکار واشغال مثلاً شغل ہو اسلطان الاذکار شغل سہہ پایہ وغیرہ آپ کو تعلیم فرمائے۔ بعدہ آپ کے پیردستگیر نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ ایک عرصہ تک اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں شاہ آباد رہ کر فیوض وبرکات سے مستفید ومستفیض ہوئے۔

سیرت وکردار:

آپ اپنے زمانے کے قطب وغوث تھے ترک وتجرید میں یگانہ اور خلق سے بیگانہ تھے۔ زہد وتقویٰ بے مثال تھا۔ عبادت ریاضت ومجاہدہ میں ساری عمر گزاری اسی سال کی عمر تک ایک قرآن روزانہ ختم کرنا۔ آپ کا معمول تھا استغراق کا یہ عالم تھا کہ جب آپ کے کان میں تین مرتبہ حق حق کہا جاتا تو آپ ہوش میں آتے۔ اور نماز ادا کرتے آپ جامع علوم ظاہری وباطنی تھے۔ آپ کی کتاب ارشادالطالبین آپ کی علمی یادگار ہے۔ آپ کے مکتوبات کو شہرت دوام حاصل ہے۔

تعلیمات:

آپ فرماتے ہیں کہ عشاق کو چاہیے کہ کشف وکرامات کی منازل پر توقف کو روانہ رکھیں۔ اس سے ترقی کریں اور کسی چیز میں مقید نہ ہوں۔ خون پییں اور کھو جائیں اور موت سے پہلے مر جائیں۔

کشف وکرامت:

آپ کے مرید کا واقعہ ہے۔ کہ آپ کی خدمت میں چند سال رہا لیکن اس کو حالت جذب وکیف محسوس نہ ہوئی۔ جب اُس نے کوئی فائدہ نہیں دیکھا تو ایک روز دل میں کہنے لگا۔ کہ پہلے زمانہ میں حضرت نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمۃ جیسے صاحب عظمت اور صاحب حال بزرگ تھے جو ذرا سی دیر میں مرتبہ ولایت پر پہنچادیتے تھے۔ اور آج اس قسم کا کوئی بزرگ نہیں ہے۔ آپ کو بذریعہ

Marfat.com
Marfat.com

کشف اس کے حال سے آگاہ ہوئے۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ آج بھی ایسے لوگ ہیں ان کی نگاہ سے مرتبہ ولایت حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی وقت وہ مرید بے خود ہوا اور اعلیٰ درجے پر پہنچا تھوڑے دنوں میں اس کا انتقال ہو گیا آپ کو جب اس کے انتقال کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا۔ ہر شخص کو اس کام کے برداشت کی تاب نہیں ہے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۱۴ ذوالحجہ ۹۸۹ھ کو ہوا۔ مزار شریف تھانیسر نزد دہلی (کوروکنیشتر) میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت حاضری دیکر اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ نظام الدین بلخی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

متصرف ولایت شرقی وغربی، بدانشی ملک شریعت، وانتظام، قطب دائرہ کائنات، حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری ثمہ البلخی رحمتہ اللہ علیہ کا شمار اپنے وقت کے مشائخ کبار میں ہوتا ہے۔ آپ نے ظاہری تعلیم حاصل نہ کی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم لدنی سے بہت نوازا تھا۔ آپ نے کئی کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جن میں آپ کی مشہور کتاب ریاض القدوس ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے قرآن کریم کی دو شرحیں بھی لکھی ہیں۔ جن میں سے ایک مکہ معظمہ میں لکھی اس کا نام مکی رکھا دوسری مدینہ منورہ میں لکھی اس کا نام مدنی رکھا۔ محققین صوفیا نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین بلخی رحمتہ اللہ علیہ کے مکشوفات محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ میں بڑا تضادت ہے۔ وہ یہ کہ مکشوفات حضرت شیخ نظام الدین کمالات نبوت سے لئے گئے ہیں۔ اور مکشوفات محی الدین بن عربی کمالات ولایت سے ناشی ہیں۔

چونکہ آپ کے خادم اور آپ کے مرید بہت جلد درجۂ ولایت پر پہنچ جاتے تھے۔ اور اسی واسطے آپ کا نام شیخ ولی تراش کے نام سے مشہور ہے۔

مجاہدہ وریاضت:

مولانا محمد اکرمؒ قدوسی محقق سلسلہ صابریہ اپنی کتاب اقتباس الانوار میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت نظام الدین بلخی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے پیرو مرشد حضرت جلال الدین تھانیسری علیہ الرحمۃ سے عرض کیا اگر اجازت ہو تو موافق قاعدہ ریاضت حضرت سیّدنا مخدوم پر جان قربان کر دوں۔ یا کہ منزل مقصود تک پہنچوں۔ حضرت شیخ جلال الدین نے تحسین فرمائی اور شغل بہونکم اور شغل سہ پایہ تلقین فرمایا۔ اور یہ حکم دیا کہ خلوت میں سہ پایہ اس طرح کرنا چاہیے۔ 9 دفعہ اسم ذات کہہ کر تسبیح کا ایک دانہ ڈالنا چاہیے اور کم از کم دو تسبیحیں ایک سانس میں اس طرح پڑھنی چاہیں۔

چنانچہ حضرت نظام الدین بلخی رحمتہ اللہ علیہ نے خلوت میں داخل ہو کر باہر سے دروازہ بالکل بند کرا دیا۔ اور شغل سہ پایہ کی منزل میں اس درجہ تک پہنچے کہ ایک سانس میں مع تمام شرائط کے تین سو مرتبہ بلکہ چار سو مرتبہ ادا کرنے لگے۔ ایک ماہ کے بعد ایسا معلوم ہونے لگا کہ گویا سینہ

Marfat.com
Marfat.com

شک ہو گیا اور صحرائے وسیع مانند صحرائے لامکان ظاہر ہوا۔ جس میں سرخ نور بھرا ہوا تھا۔ اس میں ایک صورت چہاردہ سالہ کی سامنے آئی جس کے سر پر گیسو دراز اور سیاہ تھے۔ وہ صورت دائیں بازو پر بیٹھی اور کہنے لگی کہ تجھے کس نے حکم دیا ہے۔ اس قدر مجاہدہ کر کے جان گنوا دے۔ جب آپ نے اس کے یہ الفاظ سنے تو آپ بے ہوش ہو گئے اور گیارہ دن تک بے ہوش پڑے رہے۔ آخر الامر شہود لا کیف کے درجہ پر پہنچے اور عالم بیرنگی میں ہمرنگ ہو گئے۔

بیعت و خلافت:

آپ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر اپنا جانشین مقرر فرمایا اور اپنے کلام اور مریدین کو اپنی حیات ہی میں آپ کے سپرد کر دیا۔

سیرت و کردار:

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں آپ کا خاص مقام ہے۔ آپ عبادت و ریاضت زہد و تقویٰ میں بے مثل و بے مثال تھے۔ ہمت و استقلال میں پختہ عزم رکھتے تھے۔ بادشاہ وقت سے ملاقات کم کرتے تھے آپ نے مناسک حج کے دوران مکہ مکرمہ میں تقریباً ۷۰۰ افراد کو اپنی نظر ولایت سے فیض بخشا۔

کشف و کرامت:

بلخ میں آپ کی کرامت بہت مشہور ہیں کہ آپ نماز جمعہ اپنی خانقاہ میں ادا فرماتے تھے اور جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے بالکل نہ جاتے تھے۔ علماء ظاہر نے بادشاہ وقت سے شکایت کر دی کہ حضرت شیخ نظام الدین کے اس سبب سے شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہونے لگا اور یہ بات شریعت کے خلاف ہے۔ بادشاہ نے حضرت شیخ نظام الدین کو بلا کر اس کی وجہ دریافت کی حضرت نظام الدین بلخی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں جامع مسجد میں نماز جمعہ اس لئے ادا نہیں کرتا کہ جامع مسجد کا امام رافضی ہے۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ تمام شہر میں غل مچ گیا۔ امام جامع مسجد اور اس کے عزیز دوست مرنے مارنے پر تیار ہو گئے۔ خود امام تلوار لیکر پہنچ گیا۔ ہزاروں آدمی اس کے ہمراہ تھے۔ بادشاہ بلخ بھی وہاں موجود تھا۔ سب کی زبان پر یہ تھا۔ کہ امام جامعہ مسجد رافضی ثابت نہ ہوا تو نظام الدین کو زندہ نہ چھوڑیں گے حضرت نظام الدین نے سر جھکایا اور مراقبہ کیا فارغ ہو کر فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امام کے پاؤں کے موزوں میں

Marfat.com
Marfat.com

شیخین کے نام لکھے ہوئے ہیں۔

چنانچہ امام سے اسی وقت موزے اتروائے گئے اندر سے چمڑا کھولا گیا تو اندر سے ایک کاغذ نکلا جس پر حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام لکھے ہوئے تھے۔ یہ بات دیکھ کر فوراً اہل اسلام نے جذبہ ایمانی رکھتے ہوئے امام جامع مسجد اور اس کے بھائی کو قتل کر دیا۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال ۲۸ رجب المرجب ۱۰۳۶ھ باختلاف روایت ۱۰۳۵ھ کو ہوا مزار شریف بلخ میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

شمع قصر ہدایت۔ روح جسم ولایت۔ فارغ از گفتگوئے اغیار۔ ہر دم نعرۂ ھل من مزید قطب ارشاد۔ حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی کے پوتے اور حضرت جلال الدین تھانیسری کے نواسے ہیں۔ آپ کی ذات معرفت حق میں بحر بے کنار ہے۔ عبادت و ریاضت زہد و تقویٰ میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ کثرت عبادت و ریاضت کے سبب سے آپ پر انوار عالم ملکوت عالم جبروت عالم لاہوت کھلنے لگے۔ مگر حضرت ابوسعید طالب ذات حق تھے اسی لئے ان انوار کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ اور ھَلْ مِنْ مَّزِیْد کا دم بھرتے تھے۔

بیعت و خلافت:

حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری علیہ الرحمۃ نے اپنی حیات ہی میں آپ کو اپنے خلیفہ اور جانشین حضرت نظام الدین بلخی علیہ الرحمۃ کے سپرد کر دیا تھا۔ آپ حضرت نظام الدین بلخی علیہ الرحمۃ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے اور عبادت و ریاضت میں مزید مشغولیت اختیار کی بعدہ حضرت نے آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

عبادت و ریاضت:

جس وقت آپ اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ نظام الدین کی خدمت میں بلخ پہنچے تو حضرت شیخ نظام الدین بلخی نے مرشدزادہ ہونے کی حیثیت سے آپ کا نہایت ہی شاندار استقبال کیا۔ اور نہایت ہی تعظیم سے حضرت ابوسعید گنلوہی کو مسند پر بٹھایا اور بڑے ہی اچھے طریقے سے مہمان نوازی کی جب یہ معلوم ہوا۔ کہ وہ فیض و عرفان حاصل کرنے آئے ہیں تو حضرت نظام الدین بلخیؒ نے آپ کو شغل سہ پایہ کی تعلیم دی اور اعلیٰ درجہ کی ریاضت اور مجاہدہ لینا شروع کر دیا۔ حضرت ابوسعید نے بارہ برس شغل سہ پایہ پر ایسی محنت و مشقت کی کہ نہایت کے درجے کو پہنچایا مگر مقصود حقیقی جیسا کہ چاہیے تھا حاصل نہ ہوا آخر یہ معاملہ کیا ہے۔

حضرت شیخ نظام الدین نے فرمایا اے ابوسعید تجھ میں ابھی کچھ خود پسندی موجود ہے جو

Marfat.com
Marfat.com

معبود حقیقی تک پہنچنے میں رکاوٹ بنتی ہے۔ اس لئے نفس کو ذلیل کرنے کی ضرورت ہے۔

چنانچہ آپ کے پیرومرشد نے آپ کو کتوں کی محافظت اور نگہبانی پر مقرر کر کے شکاری کتے آپ کے سپرد کر دیئے۔ آپ کتوں کے ساتھ سارا سارا دن محنت کرتے۔ اس میں آپ کی بڑی نفس کشی ہوئی۔ بعض دفعہ آپ کتوں کو سیر کرانے کے لئے نکلتے تو کتے آپ کو گارے کیچڑ میں گھسیٹ کر دور تک لے جاتے اور آپ گھسٹتے ہوئے چلے جاتے۔ الغرض اس کام میں آپ نے بڑی ذلت وخواری اٹھائی۔ آخر یہ دیکھ کر آپ کے پیرومرشد کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور مقصود حقیقی نے جلوہ فرمایا اور تجلی ذات سے مشرف ہوئے۔ حضرت نظام الدین علیہ الرحمۃ یہ حال کہ دیکھ کر خوش ہو گئے۔ اور فرمایا اے ابوسعیدؒ شرف ولایت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں داخل ہونا کہ ابتدائے لاہوت ہے مبارک ہو۔ اور انتہائے ولایت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو آخری لاہوت ہے۔ وہ ابھی دور ہے۔ اس لئے بدستور شغل سہ پایہ کے پابند رہو۔ پیرومرشد کا یہ فرمان سن کر آپ دوبارہ ایک مدت کمال جدوجہد سے ریاضت میں مصروف رہے۔ مگر جس مقام کا پتہ پیرومرشد نے بتایا تھا اس پر سرفراز نہ ہونے سے سخت بے قرار ہوتے رہے۔ اور انجام کا کمال بے تابی میں جان قربان کر کے اور ہستی سے گزر جانے کا ارادہ کر کے شغل سہ پایہ شروع کیا۔ اور نیت کر لی کہ جب تک اصل مقصود حاصل نہ ہوگا۔ سانس نہیں لوں گا اگر اس راہ میں دم نکل جائے۔ تو پرواہ نہیں۔ اس کے بعد آپ نے سخت محنت وریاضت شروع کر دی پھر ایک مقام ایسا گزرا۔ کہ نور عالم اطلاق نے آپ پر ظہر کیا۔ اور آپ کی ہستی کو نیست ونابود کیا اس بے قراری اور اضطراب کے عالم میں سانس چھوٹ گیا۔ اور اس کی ضرب سے آپ کا پہلو مبارک ریزہ ریزہ ہو گیا۔ تمام پیٹ سے خون بہنے لگا۔ ۲ دن اور ۲ رات مغلوب الحال رہے۔ تیسرے دن افاقہ ہونے پر پہلو کے ٹوٹنے حال معلوم ہوا۔ فوراً کہا کہ الحمدللہ۔ دوست کی راہ میں میرا پہلو ٹوٹا پہلو ٹوٹنے پر آپ کا رب العزت کی بارگاہ میں شکر ادا کرنا تھا کہ ارحم الراحمین کی طرف سے بلاواسطہ الہام ہوا۔ کہ اے ابوسعیدؒ جب تو نے اپنی جان ہماری راہ میں قربان کر دی اور اس مجاہدے میں ثابت قدم رہا۔ تو ہماری طرف سے یہ خوشخبری ہو کہ میں تجھے از سر نو زندہ کرتا ہوں اور یہ دوا لے آپ نے منہ کھولا دست غیب نے منہ میں دوا ڈال دی تمام خون پیٹ سے دور ہو گیا۔ پہلو بھی فوراً ٹھیک ہو گیا۔

گنگوہ شریف میں آمد:

حضرت ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ جب اپنے پیرومرشد سے خرقہ خلافت حاصل کرنے کے بعد اپنے وطن گنگوہ شریف میں پہنچے تو آپ نے ہر چند اپنی زندگی گمنامی میں بسر کرنی چاہی مگر آپ کے

Marfat.com
Marfat.com

چہرے سے جو انوار الٰہی ظاہر ہوئے تھے۔ اس کی وجہ سے آپ کی شہرت ہوگئی۔ کیونکہ عرفان کبھی چھپا نہیں کرتا ملک کے چاروں طرف سے طالبان خدا آپ کی خدمت میں آ پہنچے اور ہزاروں افراد نعمت باطن سے سرفراز ہوئے۔ گنگوہ شریف میں پہنچنے کے بعد یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا از سر نو زمانہ فیض شانہ حضرت قطب عالم عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کا دوبارہ پھر آ گیا۔

وصال باکمال:

۱۰۴۰ھ اور بعض کے نزدیک ۲ ربیع الثانی ہے۔ مزار فیض آثار گنگوہ شریف ضلع انبالہ انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل دل حضرات اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ محمد صادق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

مراۃ جمال بے مثال، فارغ از مستقبل و حال، قطب وحدت، حضرت شیخ محمد صادق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے آپ عبادت و ریاضت میں بے مثال زہد و تقویٰ میں باکمال تھے آپ اپنے مریدوں کی تربیت و تعلیم اور علم سلوک کے بتانے میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ اپنے زمانے کے مشائخ میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت قطب یزدانی حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ اور جانشین ہیں۔

ریاضت ومجاہدہ:

حضرت شیخ محمد صادق رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے پیرومرشد کے حکم سے شغل سہ پایہ کی ورزش کمال کے درجہ پر پہنچائی۔ آپ بالکل آرام نہ فرماتے تھے۔ آخر الامر محویت بے خودی پیدا ہوگئی۔ اس بے خودی میں اس قدر اسرار ذات بے کیف کے آپ پر مکشوف ہوئے کہ احاطہ بیان سے باہر ہیں۔ اس بے خودی میں مقام وراالورائے ماہیت منکشف ہوگئی۔ اور دیکھا کہ سینہ مبارک آپ کا شق ہوگیا۔ ایک روزن نمودار ہوا جس میں صحرائے نہایت نور سرخ سے بھرا ہوا نظر پڑا اس میں بے شمار اشکال معلوم ہوئے اور ایسا خیال ہوا کہ اشکال فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ کے آثار ہیں۔ اس کے بعد تین شیر نوری سرخ رنگ کے نمودار ہوئے جن کی آنکھیں آفتاب کی طرح چمک رہی تھیں اور یہ معلوم ہوا کہ یہ تینوں اشکال شیر ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ذات علی المرتضیٰ وجہہ الکریم اور ذات پیرومرشد حضرت شاہ ابوسعید علیہ الرحمۃ گنگوہی ہیں۔ پھر تینوں شیر اشکال کی شکل میں آگئے اور تخت نورانی سعید پر تینوں رونق افروز ہوئے اور فرمایا اے شیخ محمد صادق اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں مرتبہ محبوبی عطا فرماتا ہے۔ اور تجلیات ذات وصفا تیرے طالب ہیں۔ جس مشاہدے میں چاہے اس میں رہ حضرت شیخ محمد صادق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بات سن کر جواب دیا کہ ذات مشاہدے کے سوا اور کچھ میری خواہش نہیں ہے۔ اس کے بعد رحمت عالم

Marfat.com
Marfat.com

ں اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے نور کی چادر عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہ ادائے معشوق ہے۔ اور میری
ف سے ولایت مطلقہ تمہیں عطا ہوئی۔ اس کا حق ادا کرنا اس سے شہود ذاتی کا دوام ہوگا اور وہ
م حاصل ہوگا جو لوازم مقام نبوت سے ہے۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے نور
ص کی تلوار عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہ تلوار لو۔ اس سے ولایت مطلقہ کے تصرفات تمہیں عطا ہوئے
ں کے بعد حضرت ابوسعید علیہ الرحمۃ نے ایک صاف آئینہ عطا کیا اور فرمایا کہ یہ علم حکم الٰہی کی صورت
ہے۔ جو تمہیں مرحمت ہوئی ہیں عالم تجلیات اس کے بعد بے پناہ مجھ پر منکشف ہونے لگے۔

برت و کردار:

آپ زہد و تقویٰ ریاضت و عبادت کے پیکر تھے۔ آپ کے زمانے کے مشائخ آپ کے
شف و کرامت کا اعتراف کرتے تھے۔ آپ کے پاس جو طالب خدا آتا آپ اپنے پیرومرشد
ضرت شاہ ابوسعید علیہ الرحمۃ کے پاس بھیج دیتے تھے۔

جب آپ اپنے پیرومرشد کے جانشین مقرر ہوئے تو آپ کی ولایت کا دور دور چرچہ
ونے لگا اور آپ کی ہدایت کے نور نے اطراف عالم کو گھیر لیا۔ ذکر جہر کے حلقہ سے صبح و شام اللہ کی
واز سنائی دینے لگی۔ اس سے قبل صوفیاء متاخرین کے زمانے میں ایسی رونق اور آواز اللہ کی نہیں
نی گئی۔

کرامت:

آپ کی صورت دیکھ کر کافر دولت اسلام سے مشرف ہو جاتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ
گنگوہ شریف سے سہارنپور تشریف لے گئے سہارنپور پہنچنے پر آپ اپنی سواری سے اتر کر بازار کی
طرف جا رہے تھے۔ کہ ایک ہندو ساہوکار اپنی دکان پر بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک اس ہندو کی نظر حضرت
شیخ محمد صادق پر پڑی۔ حضرت کا جمال باکمال دیکھتے ہی بیتابانہ طور پر حضرت کے ہمراہ ہولیا۔
منزل پر پہنچنے کے بعد آپ کے قدموں پر گرا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

وصال:

آپ کا وصال ۱۸ محرم الحرام ۱۰۳۶ھ کو ہوا۔ مزار فیض آثار گنگوہ شریف ضلع انبالہ انڈیا
میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت داؤد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

مست الست نغمات بے ساز، درخلوت کنت کنزاً محرم راز۔ آثار ولایتش ظاہر برخاص عام بے دلیل۔ حضرت شیخ داؤد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ مقبول بارگاہ احدیث ہیں۔ آپ حضرت محبوب الٰہی شیخ محمد صادق چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے اور جانشین ہیں۔ آپ صاحب ولایت وصاحب کشف صاحب حال وکمال درویش تھے۔ آپ ریاضت ومجاہدہ میں بے نظیر زہد وتقویٰ میں بے مثال ہیں۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت محبوب الٰہی شیخ محمد صادق کے مرید خلیفہ اور جانشین ہیں۔

ریاضت ومجاہدہ:

محققین صوفیائے کرام نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ داؤد بندگی رحمتہ اللہ علیہ صبح صادق سے دوپہر دن چڑھے تک ذکر جہر نفی واثبات اور اسم ذات میں مصروف رہتے تھے۔ سہ پہر کے وقت قیلولہ فرما کر نماز ظہر ادا فرماتے اور حجرے کے اندر تشریف لے جاتے اور نماز عصر تک شغل سہ پایہ اور سیر و وجود میں مصروف رہتے تھے۔ عصر سے مغرب تک صلوٰۃ وسطیٰ کا شغل کرتے تھے۔ اور مغرب سے عشاء تک پیرومرشد کی خدمت میں رہ کر علم لدنیہ کی تعلیم پاتے تھے۔ عشاء کی نماز سے فارغ ہوکر باوضو سر جانب شمال اور پاؤں جانب جنوب کر کے متقبل قبلہ ہوکر شہود مطلوب کے انتظار میں چند گھڑی لیٹ جاتے تھے۔ پھر اٹھ کر وضو فرمانے کے بعد نماز تہجد ادا کر کے صبح تک ورزش شغل سہ پایہ میں مشغول رہتے تھے۔ بعض وقت آدھی رات کے وقت سے صبح تک ایک سانس لیتے تھے۔ شغل سہ پایہ جس میں ۹ دفعہ اسم ذات تسبیح کے ایک دانہ پر پڑھا جاتا ہے۔ آپ ایک سانس میں تین تسبیح پڑھ لیتے تھے۔ اس عالم میں آپ پر ہروقت استغراق رہتا تھا۔

دربار مصطفیٰ میں حاضری:

ایک مرتبہ آپ شغل سہ پایہ کرنے کے بعد مراقبہ میں تھے کہ آپ پر کیف بے خودی طاری

Marfat.com
Marfat.com

...ی دیکھا کہ آپ کا سینہ مبارک پھٹ گیا۔ اور اس میں سے عرش عظیم نکلا جس پر حضوری نبی کریم
...ی اللہ علیہ والہ وسلم اور حضرت شیخ محمد صادق علیہ الرحمۃ رونق افروز ہیں۔ سرور عالمؐ نے داؤد جی کا
...ھ پکڑ اور تخت پر بٹھالیا وہاں پر آپ نے دیکھا کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور
...رت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم
...ے عرض کی کہ یہ نوجوان خلافت کبریٰ کے لائق ہے حضورؐ نے نور کی دو انگشتریاں دونوں کو عطا
...مائیں اور دونوں پیشواؤں نے حضرت شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچا دیں اور خلافت و کمالات
...ت اور ولایت مطلقہ مل جانے کی بشارت دی۔

...رامت:

جب بادشاہ اورنگ زیب ۱۰۶۸ھ میں تخت سلطنت پر برسر اقتدار آیا اس خاندان کے
...ض دشمنوں نے بادشاہ سے کثرت سماع میں مشغولیت سماع کی شکایت کی۔ بادشاہ نے حضرت شیخ
...اؤد رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی بلوایا جس روز آپ گھر سے روانہ ہوئے عالمگیر بادشاہ نے دیکھا کہ حضرت
...یخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ اس کے خلوت خانے میں رونق افروز ہیں اور فرما رہے ہیں کہ درویشوں کو
...یوں تکلیف دیتا ہے۔

بادشاہ یہ بات سن کر سکتہ میں رہ گیا۔ اور اس پر ہیبت طاری ہوگئی اور شرمندہ ہو کر معافی
چاہنے لگا۔ پھر بادشاہ نے اپنے ایک ایلچی کو تحفے تحائف نذرانے دے کر حضرت شیخ داؤد بندگی
رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا تا کہ حضرت واپس چلے جائیں میرے بلانے کے سبب تکلیف گوارا نہ
کریں۔

حضرت داؤد بندگی نے جواب میں کہا کہ میں گھر سے روانہ ہو چکا ہوں اور اب میں اپنے
پیران عظام حضرت خواجہ قطب الدین، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اور حضرت شیخ نصیر الدین محمود
چراغ دہلوی علیہم الرضوان کے مزارات پر حاضری دیئے بغیر واپس نہیں آسکتا۔

چنانچہ آپ نے دہلی پہنچ کر اپنے خواجگان کے مزارات پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھنے کے بعد
واپس گنگوہ شریف کا قصد کیا اور باوجود بادشاہ کے بلانے کے آپ بادشاہ کے پاس نہیں گئے۔

کرامت ۲:

ملا عبدالقوی جو بادشاہ کا مصرب خاص تھا ایک دن وہ بحث مباحثہ کے لئے حضرت شیخ داؤد
کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یہ بدعت راگ کو سننے کے لئے چشتیوں نے کون سی شرعی دلیل سے نکالی

Marfat.com
Marfat.com

ہے۔حضرت داؤد بندگی نے جواب میں فرمایا کہ اگر دلیل قالی چاہیے تو بخاری شریف کی حدیث ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کنیز سے سماع سنا جو کہ حدیث سے ثابت ہے۔

اگر دلیل حالی چاہیے تو بیٹھوا بھی دیکھو آپ نے قوال بلائے اور انہوں نے سماع شروع کی حضرت داؤد بندگی رحمتہ اللہ علیہ پر حالت خاص طاری ہوگئی اور زبان مبارک سے یہ لفظ نکلا کہ تو جاہل ہے میرے سے دلیل طلب کرتا ہے۔اتنا کہنا تھا کہ ملا عبدالقوی کا تمام علم سلب ہوگیا۔

ملا عبدالقوی بے اختیار ہو کر حضرت کے قدموں پر گر گیا۔اور معذرت شروع کی کہ آپ نے معاف فرمایا اور تمام علوم بدستور ملا عبدالقوی کو پھر یاد ہو گئے۔اور نہایت عاجزی کے ساتھ حضرت شیخ داؤد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس سے رخصت ہو کر تمام حال بادشاہ کو سنایا بادشاہ کو از سر نو زیادہ اعتقاد پیدا ہوگیا۔اور حضرت شیخ داؤد بندگی کا خاص معتقد ہوگیا۔

وصال:

آپ کا وصال ۶ شعبان المعظم ۱۰۹۵ھ کو ہوا مزار مبارک گنگوہ شریف ضلع انبالہ پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت سیّد شاہ ابوالمعالی انبہٹوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

زبدۃ العارفین امام الواصلین دلیل الکاملین۔ حضرت شاہ ابوالمعالی انبہٹوی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ خاندان سادات کے چشم و چراغ ہیں آپ فقر زہد و تقویٰ کے لحاظ سے بھرپور تھے علم شریعت، علم طریقت، علم معرفت، علم حقیقت سے واقف تھے۔ آپ حضرت شیخ داؤد بندگی چشتی صابری علیہ الرحمتہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ فقر و فناء میں لاثانی اور ریاضت و مجاہدہ میں عدیم المثال اپنے وقت کے مانے جاتے تھے۔ تمام عمر ذکر جہر اور استغراق باطن میں گزاری۔ تربیت مریدان اور تعلیم طالبان میں ملکہ خاص رکھتے تھے۔ عارف باللہ مولانا محمد اکرم صاحب قدوسی چشتی صابری صاحب تصنیف اقتباس الانوار اپنی کتاب اقتباس الانوار میں آپ کی نسبت فرماتے کہ آپ تمام عمر ذکر جہر و استغراق باطن میں مصروف رہتے تھے۔ آپ صاحب مجاہدہ صاحب کمال صاحب کرامت بزرگ ہیں۔

کرامت:

ایک مرتبہ قصبہ تھانیسر میں آپ کے زمانے کے تمام اولیاء کرام جمع تھے۔ جن میں حضرت قطب الوقت شیخ سوندھا بہوبریؒ و حضرت شیخ عبدالقادر سوزیؒ و حضرت شاہ غریب اللہ صاحب کیرانویؒ وغیرہ جیسے باکمال بزرگ موجود تھے۔ مجمع میں حضرت شیخ ابوالفتح کی زبان سے خوش طبع کے طور پر نکلا کہ بھائی ابوالمعالی نفی و اثبات میں کیا فرماتے ہیں۔

حضرت شاہ ابوالمعالی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ زبان سے کہنے کا اعتبار نہیں تجربہ کرا کے دکھانا چاہیے۔ یعنی زبانی بات تو اور ہوتی ہے۔ بات تو وہ صحیح ہوتی ہے جو کہ مشاہدہ کے ذریعے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ سامنے جو بھینس کھڑی ہے۔ اگر اس بھینس کے کان میں مدلاء نفی کھینچی جائے تو یہ مرجائے اور جب کلمہ اثبات پڑھا جائے تو یہ بھینس زندہ ہو جائے۔ تمام حاضرین نے کہا کہ بلاشبہ اس کے دکھانے کی ضرورت ہے۔ حضرت شاہ ابوالمعالی رحمتہ اللہ علیہ اٹھے اور بھینس کے پاس کر لَا اِلٰہَ کو مدّ اور درازی اور جہر سے کہا آپ نے اتنا ہی کہا کہ بھینس بے جان ہو گئی یعنی مرگئی۔ اور زمین پر گر پڑی۔ اور جب کلمہ اثبات اِلَّا اللّٰہ کہا تو بھینس زندہ ہوگئی اور گھاس

Marfat.com
Marfat.com

کھانے لگی۔ تمام موجود حاضرین مشائخ آپ کے اس کمال کرامت سے حیرت زدہ ہو گئے اور اقرار کرنا پڑا کہ یہ کرامت حضرات سلف شبلیؒ اور جنید بغدادی کی کرامت سے مشابہ ہے۔

محویت:

آپ کی حالت محویت و استغراق کی ایسی ہوگئی تھی کہ دو دو تین تین مہینے تک کچھ نہ کھاتے تھے۔ نہ پیتے تھے نماز کے وقت خادم دوش مبارک ہلا کر آگاہ کرتا ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا آپ فرماتے تھے کہ مجھے خبر نہیں۔ وضو کراؤ۔

چنانچہ خادم وضو کراتے اور نماز پڑھاتے تھے۔ اس کے بعد ایسی حالت ہوگئی کہ رات دن حالت محویت اور استغراق میں غرق رہتے۔ مگر نماز کے وقت سے خود بخود آگاہ ہو جاتے تھے اور نماز پڑھ لیتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ پہلے ہم لوگ آپ کو نماز کے وقت سے آگاہ کرتے تھے اور اب آپ خود آگاہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ؟ آپ نے فرمایا کہ اب نماز صورت بن کر میرے سامنے آ جاتی ہے۔ فرض کہتا ہے میں خدا کا فرض ہوں سنت کہتی ہے میں سنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہوں۔ بموجب اس وجہ کے نماز خود پڑھ لیتا ہوں۔ اور اسی وجہ سے کسی خادم کی ضرورت نہیں پڑتی۔ آخر الاعمر حالت استغراق اس سے بھی زیادہ بڑھ گئی اور اسی کیف استغراق میں آپ کا وصال ہوا۔

وصال:

آپ کا وصال ۱۲ ربیع الاول ۱۱۱۲ھ میں ہوا مزار شریف انبیٹھہ انڈیا میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت میراں سیّد شاہ بھیک چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

امام العاشقین دلیل العارفین برہان الکاملین اقلیم فقر کے تاجدار سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی رونق و بہار۔ حضرت سیّد میراں شاہ بھیکہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ شیخ وقت قطب زماں تھے آپ کا نسب نامہ پدری کئی واسطوں سے حضرت امام حسین علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ آپ حسینی سیّد ہیں۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت سیّد زید کو جو آپ کے اجداد سے ہیں۔ ہندوستان جانے کی بشارت دی۔ حسب الارشاد حضرت سیّد زید مع متعلقین ترمذ سے ہندوستان تشریف لائے اور سیانہ میں قیام فرمایا سیانہ کو ایک برہمن رئیس نے اپنے نام پر آباد کر رکھا تھا۔ اور وہی اس شہر کا حاکم تھا حضرت زید نے معرکۂ جنگ میں وفات پائی۔ ان کے وصال کے بعد سیّد سلیمان نے سیانہ پر چڑھائی کی سیانہ کو فتح کرنے کے بعد اس کا نام سیوانہ رکھا۔ آپ کے والد ماجد کا نام سیّد یوسف ہے۔ وہ حضرت قطب الدین کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی ملکو ہے۔

آپ ۷ رجب ۱۰۴۶ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کا نام محمد سعیدؒ اور کنیت سیّد میراں شاہ بھیکہ اور آپ اسی کنیت سے مشہور ہیں۔ آپ کی عمر جس وقت ۷ برس کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد نے جام شہادت نوش فرمایا۔ جب آپ کے والد محترم کا انتقال ہوا تو آپ کے خاندان میں کچھ نا اتفاقی سی ہو گئی۔ اس نا اتفاقی اور خاندانی جھگڑوں اور اہل خاندان کے حسد کے باعث آپ اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ سیوانہ سے کہرام آگئے اور وہیں پر مکمل سکونت اختیار کی۔

تعلیم و تربیت:

آپ کی والدہ ماجدہ نے کہرام پہنچ کر آپ کو ایک مکتب میں داخل کرادیا۔ وہاں پر دوران تعلیم آپ کو ایک ہندو لڑکے سے محبت ہوگئی محبت چھپنے والی چیز نہیں ہے۔ مکتب میں چرچا ہونے لگا۔ مکتب کے لڑکوں نے اس ہندو لڑکے کو ملامت کی اور کہا کہ فقیر کے لڑکے سے محبت کرنا مناسب نہیں۔

جب آپ کو یہ معلوم ہوا آپ کو یہ بات ناگوار گزری آپ نے ایک لڑکے کو جو سب کا سرغنہ تھا۔ ایسے زور سے طمانچہ مارا کہ اس کے جبڑے ٹوٹ گئے۔ تمام لڑکوں نے اس کی اطلاع

Marfat.com
Marfat.com

معلم کو دی۔ معلم نے آپ کو مکتب سے نکال دیا۔ مکتب سے نکلنے کے بعد آپ نے لکھنا پڑھنا چھوڑ دیا دن بھر لڑکوں کے ساتھ کھیل کود میں وقت گزارتے اور اسی طرح گلی کوچوں میں کھیلتے پھرتے کہ ایک دن حضرت جلالؒ شاہ جو حضرت شاہ فاضل محبوب کے بھائی تھے۔ مریدوں کی تربیت و تعلیم کے واسطے کہرام پہنچے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ کو دیکھ کر آپ کے متعلق دریافت کیا کہ یہ فرزند کس کا ہے اور کہا کا رہنے والا ہے۔

لوگوں نے بتایا کہ یہ سیّد یوسف علیہ الرحمۃ کے فرزند ہیں تو آپ کو ان سے ہمدردی ہوئی۔ اور بسب محبت سے پیش آئے۔ حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ نے آپکو نصیحت کی کہ میاں صاحبزادے یہ وقت کھیل کود کا نہیں ہے۔ یہ زمانہ لکھنے پڑھنے اور تعلیم و تربیت کا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ اس سے قبل میں پڑھتا تھا۔ اب کیا کروں کہ معلم نے مجھ کو مکتب سے نکال دیا ہے۔

حضرت شاہ جلالؒ نے یہ سن کر آپ کو تسلی و تشفی دی اور کہا کہ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ انشاءاللہ آپ کی تعلیم و تربیت کے متعلق ہر طرح کی سہولت پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ اور بذات خود معلم کو تمہاری تعلیم کی ہدایت کروں گا۔

چنانچہ اسی رات کو حضرت شاہ جلال نے اپنے چار مریدوں کو نصیحت فرمائی کہ وہ آپ کی ہر طرح سے خبر گیری سے غافل نہ ہو۔ اور آپ کے خورد و نوش پوشش اور خرچ کاغذ وغیرہ کا معقول انتظام کریں۔ ار آپ کی تعلیم سے کسی طرح بھی غفلت نہ برتیں اس کے بعد حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ نے آپ کو بلا کر اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے بٹھایا کھانا کھانے کے بعد حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ نے تھوڑا سا کھانا آپ کو دیا کہ اپنی والدہ ماجدہ کو دے دیں۔ اس پر حضرت میراں شاہ بھیک نے حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ سے کہا کہ ان کا رزاق اللہ ہے۔ دوسرے دن حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ مٹھائی کاغذ اور پوشاک لے کر آپ کے گھر آئے آپ سو رہے تھے۔ آپ کو جگا کر کپڑے پہنا کر آپ کو معلم کے پاس مکتب لے گئے۔ مکتب پہنچنے پر حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ نے معلم سے فرمایا کہ تمہارے پاس ایک سفارش لے کر آیا ہوں۔ اس نے حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ سے عرض کیا آپ جو فرمائیں گے مجھے دل و جان سے قبول ہے۔ لیکن سیّد میراں شاہ بھیکہ کے بارے میں سفارش نہ کریں۔ اس پر حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ کو غصہ آ گیا اور معلم سے فرمایا کہ تو مردود ہے کہ پیر کے حکم سے سرتابی کرتا ہے...... معلم نے معافی مانگی اور حضرت شاہ جلال کا حکم بجالانے پر آمادہ ہو گیا۔

حضرت شاہ جلال علیہ الرحمۃ نے معلم کو تاکید فرمائی کہ یہ تمہارے پاس قرآن مجید اور گلستان

Marfat.com
Marfat.com

بوستان پڑھیں گے اور کچھ ہی دنوں میں خلیفہ مکتب ہو جائیں گے۔ پھر انہوں نے معلم کے کان میں آہستہ سے کہا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ یہ سیّدزادہ قطب زماں ہے تم کو چاہیے کہ اس کی پوری پوری دیکھ بھال کرو اور خوب خدمت کرو اور اس کی تعلیم و تربیت میں کسی قسم کا تغافل نہ برتو۔

چنانچہ اسی روز سے معلم نے آپ کی تعلیم پر خصوصی توجہ دینی شروع کر دی۔ آپ نے چھ ماہ میں کلام اللہ گلستان اور بوستان ختم کر کے خلیفہ مکتب کے فرائض بحسن و خوبی انجام دیئے۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت شاہ سیّد ابوالمعالی چشتی صابری کے مرید و خلیفہ ہیں۔

عبادت و ریاضت:

انبیٹہ سے کہرام واپس آتے ہوئے کشتی سے دریا پار کیا اور کہرام پہنچ کر عبادت و ریاضت اور مشاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ رات کو کنوئیں پر تخت بچھا کر اس پر بیٹھ کر عبادت کرتے اور اپنے نفس کو آگاہ کرتے کہ اگر سویا تو اس کنویں میں گرے گا پوشاک کا یہ حال تھا کہ پرانے کپڑے گلیوں میں سے اٹھا کر پانی سے دھو کر سی کر پہنتے تھے۔

سیرت:

آپ اپنے وقت کے قطب تھے۔ عبادت، ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ نذرانہ جو کچھ آتا اس میں سے خرچ نکال کر بقایا اپنے پیر و مرشد کو پیش کرتے تھے۔ آپ کا لنگر عام ہے۔

تعلیمات:

نمبر۱: آپ فرماتے ہیں کہ پیر کو مرید شناشی کرنی چاہیے۔

نمبر۲: آپ آدھی رات سے زیادہ اپنے مریدوں کو سونے کی اجازت نہ دیتے تھے۔

نمبر۳: آپ اپنے مریدوں کو ذکر اسم ذات جہر کے ساتھ کرنے کی تلقین فرماتے۔ آپ فرماتے کہ فقیر کو چاہیے کہ ایک لاکھ مرتبہ ذکر اسم ذات کرے اگر چالیس مرتبہ روزانہ نہ ہو تو اس کو لقمہ درویشی دِلق حرام ہے۔

کشف و کرامت:

آپ کا ایک مرید موضع نوندھن میں رہتا تھا۔ اس کا ایک لڑکا جس کی عمر ۱۰ سال کے قریب تھی ایک دن اس لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ اتفاق سے آپ اسی روز موضع نوندھن میں رونق افروز

Marfat.com
Marfat.com

ہوئے۔ اس مرید کو جب آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ تو وہ آپ کو لیکر اپنے گھر آ گیا۔ اور اپنے لڑکے کی نعش کو ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا اور کھانا لا کر حضرت میرانجیؒ کے سامنے رکھ دیا مگر حضرت میرانجیؒ نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا کہ جب تک لڑکا نہ آئے گا کھانا نہ کھاؤں گا مرید نے بہانہ کیا کہ حضور بچہ ہے کہیں کھیل کود میں لگ گیا ہوگا۔ معلوم نہیں کب آئے گا اس کا انتظار بیکار ہے۔ مگر آپ نے فرمایا کہ وہ جب آئے گا۔ کھانا جبھی کھایا جائے گا۔ اب اس مرید نے رو کر عرض کی حضور لڑکا آپ کے آنے سے دو ساعت قبل انتقال کر گیا ہے۔ اس کی نعش کوٹھڑی میں رکھی ہے۔ آپ نے فرمایا لڑکا مرا نہیں سوتا ہوگا جا کر دیکھو۔ اگر سوتا ہو تو جگا کر لے آؤ۔ چنانچہ وہ شخص جب کوٹھڑی میں گیا تو دیکھا کہ لڑکا سانس لے رہا ہے۔ اس کو بلایا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور اپنے والد کے ساتھ باہر آ کر آپ کا قدم بوس ہوا۔

شاعری:

آپ ایک شاعر بھی تھے۔ مندرجہ ذیل شعر آپ ہی کی یادگار ہیں۔

نمبر۱ بھیکہ بھوکا کوئی نہیں سب دی گھٹڑی لعل
گرہ جتن دی کھول نہ جانے اس بج بھے کنگال

نمبر۲ بھیکہ فقیری بہت کٹھن ہے لوکاں بھاوے کھیل
پہلے جھگا اپنا پھونکے پھر صاحب سے میل

نمبر۳ بھیکہ بات اگم دی کہن سنن وچہ ناں
جو جانے سو نہ کہے جو کہے سو جانے ناں

نمبر۴ ہر روٹھے گر میل سی گر روٹھے نہیں تھوڑ
بھیکہ وہ نرکور ہے جو گرو کو جانے اور

نمبر۵ تن اجلے من میلے بگلے جیسا بھیس
وائے سے تو کاگا بھلا جو اندر باہر ایک

وصال:

آپ کا وصال ۱۵ رمضان المبارک ۱۱۳۱ھ کو ہوا۔ مزار شریف کہرام میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت آج بھی حاضری دیکر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت سیّد محمد سالم ترمذی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

فرد زمانہ، قطب یگانہ، محبوب العارفین، حضرت سیّد محمد سالم چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ۔ آپ قطب الوقت حضرت سیّد میراں شاہ بھیک چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ اور حسینی سیّد ہیں۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے کہ حضرت سیّد محمد سالم خلف الرشید سیّد سیّد محمد رضا بن سیّد ابو محمد بن سیّد فتح اللہ بن سیّد عبدالفتاح بن سیّد جلیل بن سیّد عابد بن سیّد حاجی محمد حسین بن ابوسعید بن سیّد محمد عارف بن سیّد امر برہو بن سعید محمود بن سیّد محمد بن سیّد احمد بن سیّد سعین بن سعید بن سیّد صلاح الدین بن سیّد جعفر صادق بن سیّد جمال الدین بن سیّد عیسٰی بن سیّد موسیٰ بن سیّد حامد بن سیّد محمد بن سیّد حسن بن سیّد شہاب الدین بن سیّد موسیٰ بن سیّد جعفر بن امام عبداللہ بن سیّد امام محمد بن سیّد امام باقر بن سیّد امام زین العابدین بن سیّدنا امام المشارق والمغارب علی ابن ابی طالب علیم کرم اللہ وجہہ الکریم۔

سکونت:

آپ قصبہ روپڑ شریف ضلع انبالہ پنجاب انڈیا میں پیدا ہوئے وہیں پر ابتدائی تعلیم و تربیت مکمل کی اپنے والدین سے اجازت لے کر موضع کہرام میں حضرت سیّد میراں شاہ بھیکہ رحمتہ اللہ علیہ سے اکتساب فیض کیا اور باقاعدہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں بیعت ہوئے۔

ترکِ سکونت:

حضرت قطب سیّد میراں شاہ بھیک رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کے بعد آپ نے کثرت سے عبادت و ریاضت کی اور یاد حق میں ایسے مستغرق ہوئے کہ اپنا گھر بار چھوڑ دیا۔ عزیز و اقارب کو بھلا دیا اور یاد خدا میں ایسے فنا ہوئے کہ بارہ سال تک آپ پوشیدہ رہے۔ کسی کو خبر نہ تھی کہ آپ کہاں پر ہیں۔

آپ کے گھر سے چلے جانے کا والدین کو اس قدر صدمہ ہوا۔ کہ وہ آپ کی یاد میں روتے رہے۔ اور روتے روتے اُن کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ جب آپ کے پیر و مرشد حضرت قطب سیّد میراں شاہ بھیک علیہ الرحمۃ کو اِس بات کا علم ہوا۔ کہ آپ کے والدین کی آنکھوں کی

Marfat.com
Marfat.com

بینائی آپ کے غم میں چلی گئی ہے۔تو آپ کے پیرو مرشد نے باطنی طور پر آپ کو تلاش کیا۔جب آپ اپنے مرشد میراں شاہ بھیک علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں پہنچے تو مرشد کامل نے آپ کو آپ کے گھر روپڑ شریف جانے کا حکم دیا۔مرشد کے حکم کی تعمیل میں جب گھر پہنچے تو آپ کے والدین نے آپ کی شادی کردی۔

عبادت وریاضت:

آپ انتہائی متقی، پرہیزگار تھے، تمام رات عبادت اور ذکر خدا میں گزار دیتے تھے۔سلوک کی تمام منزلوں کو اِس طریقہ سے طے کیا۔کہ آپ کے زمانہ کے صوفیاء واولیاء بھی رشک کرتے تھے۔اور کہتے تھے کہ سیّد سالم ترمذی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ ہم تمام میں بہتر شخصیت کے مالک ہیں۔آپ انتہائی اعلیٰ اخلاق کریمانہ کے مالک تھے۔اور مہمان نواز اس قدر تھے کہ پورے علاقہ میں آپ کی شہرت ہوگئی تھی۔نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور عبادت وریاضت میں مجاہدے کے ساتھ ساتھ آپ مخلوق خدا کی بھی خدمت کرتے تھے۔اور فرماتے تھے کہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد بھی پورے کرنا چاہیں۔اس لئے کہ خدا خوش ہوتا ہے۔

ایک سوال:

ایک مرتبہ آپ کے برادر زادہ وخلیفہ حضرت سیّد محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا کہ حضرت یہ بات کہاں تک صحیح ہے کہ شیخ یعنی پیر کامل جس صورت میں چاہیے اپنے آپ کو ظاہر کر دے۔یہ بات سن کر آپ نے فرمایا کہ یہ قول درست ہے۔آپ نے اپنا داہنا ہاتھ پھیرا تو تو بوڑھے نظر آنے لگے۔اور بایاں ہاتھ پھیرا تو مثل بچے کے نظر آنے لگے۔

آپ کے خلفاء:

آپ کے دو خلفاء تھے ایک حاجی محمد حیات آہنگو دوسرے آپ کے برادر زادہ حضرت سیّد محمد اعظم چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۲۲ رمضان المبارک ۱۱۷۵ھ کو ہوا مزار شریف روپڑ شریف میں مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت سیّد محمد اعظم شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

عالم ربانی مرشد لاثانی واقف اسرار حقانی حضرت سید محمد اعظم شاہ چشتی صابری روپڑی۔ آپ حضرت سیّد محمد سالم شاہ چشتی صابری روپڑی رحمتہ اللہ علیہ کے بھتیجے اور مرید و خلیفہ اعظم ہیں۔ علوم ظاہری و باطنی پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ فقر و فاقہ سخاوت عبادت و ریاضت میں یکتا ہے۔

سکونت:

آپ دریائے ستلج کے مشرق والی سمت کی جانب شملہ اور سپاٹو کے پہاڑوں کے نزدیک موضع روپڑ شریف ضلع انبالہ میں پیدا ہوئے۔ وہیں پر آپ نے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی۔ اور طریقت و سلوک کی تمام منازل کو طے کیا۔

عبادت و ریاضت:

آپ صاحب شریعت و طریقت بزرگ تھے۔ کوئی کام بھی شریعت و طریقت کے خلاف نہ فرماتے تھے۔ ہمہ وقت یادِ خدا میں مصروف آپ دنیا و مافیہا سے بے خبر رہتے تھے۔ آپ شریعت و طریقت وحقیقت و معرفت کے اسرار و رموز سے واقف تھے۔ آپ اپنے وقت کے قطب الاقطاب تھے۔ طبیعت میں ایک عجیب کیفیت تھی۔ علم ظاہری حاصل کرنے کے بعد جب طبیعت کو سکون نہ ملا۔ تو آپ اپنے عم محترم حضرت سیّد محمد سالم چشتی صابری روپڑی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اُن کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر زانوے تلمذ طے کئے اور بے شمار مجاہدے کئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں سلوک کی تمام منازل طے کر لیں۔ آپ کی محنت اور یادِ الٰہی کے شوق و غلبہ کو دیکھتے ہوئے۔ آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر مسند ارشاد پر بٹھا دیا۔ آپ کے زمانے میں آپ کی مثال کا کوئی درویش نہ تھا۔

آپ کا حسن اخلاق اور سادگی:

آپ کے حسن اخلاق اور سادگی کا یہ عالم تھا کہ اگر کسی ہمسایہ کا بازار کا کوئی کام ہوتا تو بڑی خوشی سے کر دیتے تھے۔ آپ اکثر و بیشتر اپنی خانقاہ کے قریب مسجد کی سیڑھیوں کے دروازے پر

Marfat.com
Marfat.com

بیٹھے رہتے تھے۔ اگر کوئی آپ سے کہتا کہ میں بازار تک نہیں جا سکتا تو آپ بخوشی خود جا کر اس کا سودا سلف خرید کر لا دیتے عاجزی و انکساری کا یہ عالم تھا۔ کہ تمام عمر کسی بھی شخص کو اپنے سے کم تصور نہ کیا۔ بلکہ ہر شخص کو اپنے سے بہتر سمجھتے تھے۔ آپ کی عادت شریفہ تھی۔ کہ اگر کوئی شخص گوشت والا سالن آپ کی خدمت میں پیش کرتا۔ تو آپ اس سالن میں پانی ڈال کر کھاتے اور فرماتے کہ ایسا اس لئے کیا ہے۔ کہ یہ نفس موٹا نہ ہونے پائے۔

ایک مرتبہ آپ کے ایک مرید نے آپ کی دعوت کی آپ نے دعوت قبول کر لی جب آپ مرید کے گھر پہنچے اُس نے طعام آپ کے سامنے پیش کیا آپ نے کھانا کھانے کے بعد اس کے لئے دعائے خیر و برکت کی اور واپس چلے آئے آپ کے آنے کے بعد جب اس مرید اور اس کے اہل خانہ نے کھانا کھانا چاہا تو معلوم ہوا کہ سالن میں نمک بالکل نہ تھا وہ مرید آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور معذرت پیش کی اور کہنے لگا کہ حضور غلطی سے ایسا ہو گیا۔ ہم بہت شرمندہ ہیں آپ نے فرمایا۔ آپ زیادہ فکرمند یا پریشان نہ ہوں۔ مجھے تو نمک اور مرچ کا کچھ بھی مزا معلوم نہ ہوا۔

کرامت:

آپ کی بہت سی کرامات مشہور ہیں۔ جن میں ایک کرامت یہ ہے۔ کہ ایک مرتبہ آپ کے ایک مرید نے آپ کو اپنے گھر بلایا۔ آپ نے دعوت قبول کر لی اور گھر سے گھوڑے پر سوار ہو کر تنہا نکلے۔ کہ راستے میں ڈاکوؤں نے گھیر لیا آپ نے اُن ڈاکوؤں سے فرمایا کہ یہ میرا گھوڑا بوڑھا اور ضعیف ہے۔ اور کم قیمت کا ہے۔ یہ تمہارے کسی کام کا نہیں اور میں تمہیں اپنے گھر سے بیش قیمت اور خوبصورت و جوان گھوڑا دیتا ہوں۔ چوروں نے آپ سے کہا کہ آپ اس وقت چلے جائیں ہم آپ کے پیچھے آ رہے ہیں۔

چنانچہ چور جب آپ کے گھر پہنچے آپ نے بڑے اخلاق و محبت سے انہیں بٹھایا اور خوب تواضع کی اور ایک بہترین خوبصورت نوجوان بہت قیمتی گھوڑا انہیں دے دیا یہ بات دیکھتے ہی چور حیرت میں رہ گئے اور کہنے لگے آج تک کسی کو ایسے سچے وعدے والا نہیں دیکھا۔ سب کے سب چوروں نے آپ کے سامنے اللہ کے حضور صدق دل سے توبہ کی۔ اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔

آپ کے خلفاء:

آپ حضرت سیّد محمد اعظم شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے ۴ خلفاء ہیں چاروں سے

Marfat.com
Marfat.com

سلسلہ جاری ہے۔اول قطب الاقطاب حضرت صوفی الامکانی حضرت حافظ محمد موسیٰ چشتی صابری مانکپوری دوم سیّد غلام بھیک چشتی صابری سوم خواجہ محمد بخش چشتی صابری ساکن نالہ گڑ چہارم صاحبزادہ محمد بخش رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۲۷ھ کو ہوا۔مزار شریف آج بھی روپڑ شریف ضلع انبالہ پنجاب انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابریؒ

تعارف:

شہسوار طریقت، برہان شریعت، فخر الکاملین عارف ربانی صوفی لامکانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ۔ آپ حضرت سیّد محمد اعظم شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ صاحب مجاز تھے۔ آپ طریقت وشریعت کے پابند صوم وصلوٰۃ عبادت وریاضت میں یگانہ تھے۔

آپ شریعت وطریقت حقیقت ومعرفت کے اسرار ورموز سے واقف تھے۔ جب آپ کو یاد خداوند کا شوق ولولہ پیدا ہوا تو پیرومرشد کی تلاش میں گھر سے نکلے اور کوبکو پھرتے رہے۔ آخر الامر غیب سے اشارہ ہوا کہ روپڑ شریف چلے جاؤ وہاں سیّد محمد اعظم شاہ چشتی صابری روپڑی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضری دی جب آپ روپڑ شریف پہنچے تو حضور سیّد محمد اعظم شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے ملاقات کے بعد تسکین قلب حاصل ہوئی اور حضرت سیّد محمد اعظم شاہ صاحب چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوگئے۔

آپ کے پیرومرشد نے حسب قاعدہ تعلیم وتلقین ازکار شغل فرمائی۔ آپ نے اپنے شیوخ کے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے سلوک کی منزلوں کو طے کیا اور آسمان ولایت کے آفتاب بن گئے۔ آپ سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد جلد مریدوں کے ساتھ مانکپور شریف میں قیام پذیر ہو گئے۔ اور مخلوق خدا کی رشد وہدایت کا سلسلہ شروع کر دیا اور ہزاروں طالبان حق کو خدا رسیدہ بنا دیا۔ آپ کی عجب شان محبوبیت تھی کہ جس پر ایک مرتبہ نظر فرماتے وہ تمام عمر کے لئے آپ ہی کا ہو کر رہ جاتا اور یاد خدا میں مست ہو جاتا۔

عبادت وریاضت:

آپ ہمیشہ رات کے وقت اپنے مریدین کے ساتھ بیٹھ کر ذکر جہر فرماتے تھے۔ جو مرید یا درویش حلقہ سے غائب ہوتا وہ صبح اشتراق کے بعد جب قدم بوسی کے لئے آتا تو آپ سختی سے باز پرس فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے کیا وجہ ہے کہ آج حلقہ ذکر جہر میں نہیں آئے۔

آپ کے روزانہ کے معمولات یہ ہیں کہ آپ روزانہ صبح اشتراق کے بعد درس حقائق و

Marfat.com
Marfat.com

معارف دیا کرتے تھے۔ اور نماز ظہر کے بعد سوا لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ اور سوا لاکھ بار اسم ذات پڑھا کرتے تھے۔ اور رات کے وقت حلقہ ذکر جہر ہوا کرتا تھا۔ الغرض صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک در و دیوار سے اللہ اللہ کی آوازیں نکلتی تھیں۔ اور خانقاہ شریف پر تجلیات الٰہی کا ایک خاص جلوہ نظر آتا تھا۔

موضع مانکپور ضلع انبالہ کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو کہ راجپوتوں کی آبادی سے بھرپور ہے۔ اگرچہ وہ گاؤں چھوٹا سا تھا مگر حضور قبلہ حافظ محمد موسیٰ مانکپوری کی وجہ سے اس گاؤں نے بڑے پیمانے پر شہرت حاصل کی۔

وہاں کے راجہ نے آپ کو گاؤں کی زمین الاٹ کرنا چاہی مگر آپ نے قبول نہ کی۔ آپ کے پاس تحفے تحائف اور فتوحات کثرت سے آتیں۔ مگر آپ اسے اپنے پاس نہ رکھتے بلکہ خانقاہ شریف کے لنگر میں خرچ فرما دیتے اور غریبوں اور مسکینوں، بیواؤں اور یتیموں پر خرچ کر دیتے تھے۔

حضرت سیّد میراں شاہ بھیک سے محبت:

آپ اویسی حضرت قطب الاقطاب سیّد میراں شاہ بھیک علیہ الرحمۃ سے ہیں۔ حضرت سیّد میراں شاہ بھیک علیہ الرحمۃ سے خصوصی صحبت اور تعلق تھا۔ آپ کے خلیفہ حضرت عارف باللہ مولانا سیّد امانت علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے متعدد بار حضرت حافظ موسیٰ مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا کہ میراں جی یہ کام نہیں ہوا جو کام بن پڑا آپ مدد کے لئے حضرت سیّد میراں شاہ بھیک علیہ الرحمۃ کو پکارتے تھے۔

رئیس مراد آباد کا وسوسہ:

رئیس مراد آباد عباس خان جو کہ حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری کا مرید ہو چکا تھا۔ ایک روز حضرت حافظ صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں حضرت حافظ موسیٰ صاحب کا مرید ہو گیا ہوں۔ مگر فائدہ کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔ یہ وسوسہ رئیس مراد آبادی کے دل میں آیا ہی تھا کہ بدن میں جنبش سی پیدا ہو گئی۔ اور اس قدر جنبش غالب ہوئی کہ بے ہوش ہو گئے۔

جب ہوش میں آئے تو کسی نے پوچھا کہ کیا ہوا تھا۔ تو رئیس مراد آباد نے جواب دیا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرے سر کے سامنے تکیہ رکھا ہوا ہے اور میں بے ہوشی میں سر زمین پر مار رہا تھا۔ اس کے بعد اس نے اپنی غلطی کی حضرت حافظ صاحبؒ سے معافی چاہی۔ اور تائب ہو کر

Marfat.com
Marfat.com

شرمندہ بھی ہوا حضرت حافظ صاحبؒ نے بھی معاف کر دیا اور تلقین کر دی کہ آئندہ اِس قسم کا خیال کبھی دل میں نہ لانا۔

ایک مشہور واقعہ:

ایک کتا جس کا نام حضرت نے کلوا رکھا تھا۔ حضور حافظ محمد موسیٰ صاحب کی خانقاہ شریف کے دروازے پر رہتا تھا۔ لنگر خانہ سے مثل درویشوں کے اس کا کھانا بھی مقرر تھا۔ آٹھ پہر آستانہ مبارک پر پڑا رہتا تھا۔ اتفاقاً ایک عرصہ کے بعد ماہ کاتک میں کتا کہیں باہر چلا گیا۔ حضور نے بھنڈاری سے پوچھا کلوا کہاں ہے۔ عرض کیا حضور کتوں کا موسم ہے کتیوں کے ساتھ پھر رہا ہوگا۔ آپ نے سن کر فرمایا کہ اب اس کو یہاں نہ آنے دینا۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ کلوا کتا آ گیا۔ اور خانقاہ شریف کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ آپ کو جب اس کی آمد کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا۔ میاں کلوا یہاں سے چلے جاؤ اس واسطے کہ تم دوسرے کی مادہ سے خراب ہوئے ہو اور دوسرے کتوں سے لڑ کر زخمی بھی ہوئے ہو۔

چنانچہ کتا شرمندہ ہو کر فوراً خانقاہ کے دروازے سے چلا گیا۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے خدام سے فرمایا۔ دیکھو کلوا کہاں ہے۔ ہر چند لوگوں نے اس کو تلاش کیا۔ اس کو نہ پایا شام کے وقت ایک درویش نے دیکھا کہ تالاب کے کنارے کیچڑ میں سر پھنسا کے مر گیا۔ خدام نے یہ حال دیکھا تو حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ سفید کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دو چنانچہ باغ میں دفن کر دیا گیا۔

نوٹ:

یہ واقعہ مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی نے اپنے ملفوظات میں لکھا ہے جو کہ بعینہٖ نقل ہے۔

جبکہ فقیر راقم الحروف نے اس واقعہ کو حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی زبان ترجمان سے بھی مکمل طور پر بارہا سنا ہے مگر اس میں فرق صرف اتنا ہے جب آپ کے کہنے پر وہ کتا شرمندہ ہو کے خانقاہ کے دروازے سے چلا گیا تو حضرت قمر المشائخ فرماتے ہیں کہ اس کتے نے آپ کے لنگر خانے والے کمرے کی باہر جانب نالی میں اپنا منہ ڈال دیا۔ جس کی وجہ سے نالی بند ہوگئی کمرے میں پانی آ گیا لانگری نے نالی کھولنے کے لئے جب ڈنڈا اس سوراخ میں مارا اور بار بار مارا تو اس نالی سے خون نظر آیا وہ فوراً دوڑتا ہوا حافظ مانکپوری کی خدمت

Marfat.com
Marfat.com

میں پہنچا ماجرا عرض کیا تو آپ بذات خود باہر کی جانب گئے اور کیا دیکھا کہ وہ کتا نالی میں منہ دیئے ہوئے مر چکا ہے اور یہ خون اسی کتے کا خون تھا اس کے منہ سے ڈنڈے کی وجہ بہا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ کلوا غیرت مند تھا کہ دروازے پر ہی تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔

ایک واقعہ:

ایک روز حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ اپنے مرید خاص وخلیفہ حضرت پیر شاہ کی طرف توجہ فرما کر صرف ہمت کرنے لگے۔ حافظ صاحب کی ظاہری نظر بوجہ ضعیفی کے کمزور تھی۔ مولوی امانت علی شاہ جو کہ آپ کے خلفاء میں سے ہیں وہ بھی حضرت پیر شاہ کے برابر بیٹھ کر نسبت کو اپنی طرف اخذ کرنے لگے۔ ایک ساعت کے بعد حضرت حافظ صاحب نے پیر شاہ سے پوچھا کہ تمہارے ہمراہ کوئی اور بھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ حضور مولوی امانت علی شاہ صاحب ہیں۔ مولوی امانت علی شاہ صاحب کی خاطر حضرت حافظ صاحب خاموش ہو گئے اور کچھ نہ کہا۔

آپ کے خلفاء:

آپ کے مشہور و معروف خلفا یہ ہیں۔ جن سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ جاری ہوا۔ جن میں حضرت سیّد شاہ معین الدین حسینی المعروف حضرت شاہ خاموش چشتی صابری حیدر آباد دکنی مولوی میر سیّد امانت علی شاہ امروہی حاجی اکبر شاہ امروہی حاجی غلام علی شاہ امروہی حافظ شاہ محمد حسین المعروف حافظ بانکے صاحب جے پوری جن کا مزار جے پور میں ہے۔ مولوی خواجہ عبداللہ صاحب مولوی خواجہ حسین بخش امروہی اور حضرت پیر شاہ صاحب کا مزار شریف بھی مانکپور میں ہے۔ آپ کے تمام خلفاء میں سے حضرت سیّد شاہ معین الدین چشتی المعروف حضرت شاہ خاموش رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سیّد امانت علی شاہ صاحب امروہی رحمتہ اللہ علیہ زیادہ مشہور ہیں۔ مولانا سیّد امانت علی شاہ عارف کامل وشیخ کامل تھے۔ ابتداہی سے آپ زیور تقویٰ اور پرہیز گاری سے آراستہ ہے۔ آپ نے علوم ظاہری دہلی میں حاصل کئے۔ اور طریقت کے آداب شروع ہی سے حضرت سیّد شاہ غلام حسین شاہ سے سیکھے تھے۔ مگر چونکہ آپ کی استعداد غالب تھی۔ اس کے بعد حسب الارشاد حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب مانکپوری کی تعلیم کے بعد اسم ذات کی ورزش کو خوب ریاضت اور محنت سے ادا کیا۔ بعد میں اس مجاہدے اور ریاضت کے فارغ ہونے پر حضرت حافظ نے آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا اور اپنے تمام خدام پر ممتاز کر دیا۔ خانقاہ شریف میں جب بھی کوئی مجلس یا محفل ہوتی جس کو بھی جہاں جگہ ملتی وہ وہیں بیٹھ جاتا۔ مولانا سیّد امانت علی شاہ

Marfat.com
Marfat.com

صاحب کے واسطے حضرت حافظ صاحب نے اپنے برابر تخت بچھا دیا تھا۔ اس پر بٹھاتے۔

آپ کا وصال با کمال:

ایک مرتبہ حضرت سیّد امانت علی شاہ اور حضرت سیّد معین الدین شاہ المعروف خاموش رحمتہ اللہ علیہ حیدر آباد دکن حضرت عبداللہ تھانیسری حضرت شاہ جی جان اللہ شاہ صاحب خانپوری اور حاجی مسکین شاہ صاحب سے حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری نے فرمایا کہ تم میں سے کون سا ایسا شخص ہے کہ جو میری جگہ بیٹھے اور خانقاہ و تعلیم تربیت کا کام اپنے ذمہ لے۔ یہ سوال سن کر تمام حضرات نے اس پر اظہار عذر کیا۔ آخر الامر حضرت پیر شاہ کو منتخب فرمایا گیا۔ اس بات پر تمام درویش بھی رضامندہ گئے کیونکہ حضرت حافظ صاحبؒ جب بیمار تھے۔ تو پیر شاہ نے بیماری میں حضرت حافظ جی کی بہت خدمت کی تھی۔ اس لئے حضرت پیر شاہ کو اس کا حقدار سمجھا گیا۔

بالاخر ۱۶ رمضان المبارک ۱۲۴۷ھ بروز یکشنبہ بوقت ظہر آپ نے اس دنیائے فانی کو خیر باد کہا۔ مزار شریف مانکپور ضلع انبالہ میں آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کے وصال کے بعد تمام خلفاء اور درویشوں نے حضرت پیر شاہ کو سجادگی کی دستار بندی کی اور مسند پر بٹھا دیا۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت سیدؔ معین الدین المعروف شاہ خاموش رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

امام العاشقین محبوب السالکین فنافی الرسول وفنافی المرشد۔ امام العارفین برہان الواصلین عارف باللہ حضرت سیدؔ معین الدین شاہ المعروف حضرت شاہ خاموش رحمتہ اللہ علیہ حیدرآباد دکن میں ۱۲۱۵ھ کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے اوصاف حمیدہ وذکر مجاہدات وریاضت شاقہ مقام فقراحاطہ تحریر سے باہر ہیں۔

آپ کی ذات والا صفات یکتائے روزگار تھی۔ آپ ایک مرد باکمال تھے۔ شریعت اور طریقت کے اصولوں کی ہمہ وقت پابندی کرتے۔ معرفت واسرار سے واقف تھے۔ آپ حضرت امام ربانی صوفی لامکانی حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ نے سترہ سال کی عمر میں علوم ظاہری سے فارغ ہوکر تلاش مرشد شروع کی۔ اس سلسلہ میں آپ تلاش مرشد کے لئے حضور خواجہ خواجگان فخر کون ومکان عطائے رسولؐ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں اجمیر شریف پہنچے۔ وہاں سے اشارہ غیبی پاکر اپنے گھر پہنچے اور اپنے والد گرامی حضرت سیدؔ محمد حسینی بندہ نواز گیسودراز گلبرگی رحمتہ اللہ علیہ سے سفر اجمیر شریف کا واقعہ عرض کیا۔ آپ کے والد محترم نے ایک رقعہ تحریر فرما کر ارشاد کہ مانکپور شریف ضلع انبالہ چلے جاؤ۔ وہاں پر حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری سے ملو اور جواب میرے رقعہ کا وہ دیں گے لاکر مجھے دے دینا۔

آپ کے بچپن کا واقعہ:

ایک روز جب حضرت شاہ خاموشی صاحب قبلہ اپنے مکان سے باہر محلہ میں ہم سن لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ ایک بزرگ حضرت بندہ علی شاہ صاحب قبلہ مجذوب علیہ الرحمۃ کا ادھر سے گزر ہوا۔ انہوں نے حضرت کو کھیلتا ہوا دیکھ کر فرمایا ''تم شیر ہو گیدڑوں میں کھیلتے ہو۔'' نمک کی پوٹلی حضرت کو دی۔ بس اس کے بعد سے شوق الی اللہ کا غلبہ شروع ہوا۔ اور حق جوئی کی طرف توجہ غالب ہوئی۔ ذکر وشغل پسند خاطر مبارک ہوا۔ اپنے بڑے بھائی سیدؔ پیراں حسینی صاحب سے سفر کی اجازت چاہی بھائی نے ایک اسپ سواری اور ایک پیر بھائی کو ساتھ دیکر روانہ کیا۔ اس زمانہ

Marfat.com
Marfat.com

سے کچھ قبل زمانہ تنہائی پسندی میں گزرا تھا۔ حضرت حافظ شیرازی قدس سرہ کے شعر۔

به مئے سجاده رنگین کن گرت پیر مغاں گوید

که سالک بے خبر بنود زراه ورسم منز لها

میری طبیعت الجھ گئی کہ وہ ''سجادہ رنگیں'' سے کیا مقصد ہے۔ ''پیر مغاں'' کون ہوتا ہے۔ اور اس ''مے'' سے کون سی ''مئے'' مراد ہے۔

بیدر سے ایک منزل آگے جا کر گھوڑا پیر بھائی کے حوالے کیا اور پا پیادہ اسی تفکر میں سفر طے فرما کر بارگاہ عالیہ اجمیر شریف حضور خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے روزہ مبارک پر حاضری دی اور کئی سال مزار اقدس پر متوجہ رہے۔ حضور نے پنجاب کی طرف کی طرف روانگی کا حکم دیا اور ارشاد مبارک ہوا کہ مانکپور میں حافظ موسیٰ صاحب کے پاس تمہاری قسمت کا فیض ہے۔ جا کر فیض حاصل کرو۔

چنانچہ حضرت نے پا پیادہ راہِ سفر اختیار فرمایا اور پنجاب کو پہنچ گئے۔ وہاں پر ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی وہ بزرگ اپنے ہزاروں مریدین و معتقدین میں گھرے ہوئے تھے۔ انہوں نے حضرت کو دیکھتے ہی قدموں پر سر رکھ دیا اور عرض کیا کہ آپ حافظ موسیٰ مانکپوری علیہ الرحمۃ کی طرف بھیجے گئے ہیں اور آپ کا پیر مجھ سے زیادہ چوکا (یعنی بہتر) ہے۔ راہ بتلا دی سارے مریدین پریشان ہو کر پوچھا کہ یہ کون صاحبزادہ ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ سادات دکن سے ہیں۔ حضور غریب نواز خواجہ اعظم کے روانہ کردہ ہیں اور اپنے مقصد کی تلاش میں نکلے ہیں یہ صاحبزادہ پیدائش سے ہی حاملِ ولایت ہے۔ تکمیل ظاہری و حقائق باطنی کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

حضرت قبلہ کے مانکپور شریف ضلع انبالہ پہنچنے سے قبل حضرت حافظ موسیٰ صاحب علیہ الرحمۃ نے حضور غریب نواز کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ ہمارا بچہ تمہاری طرف آ رہا ہے۔ اس کو لے لو۔ حافظ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ خواب سے چونکے اور سب مریدین، معتقدین و حاضرین خانقاہ کو حکم دیا کہ حضور غریب نواز کا بھیجا ہوا صاحبزادہ آ رہا ہے۔ سب استقبال کے لئے دو میل موضع ماجرئی پر جا کر لائیں۔

بڑے بڑے جلیل القدر خلفاء مریدین عقیدت مندان پر مشتمل حلقہ ذکر کے ساتھ ایک عظیم الشان گروہ استقبال کے لئے بھیجا گیا۔ چنانچہ آپ کی آمد آمد پر تمامی حضرات عاشقان خواجہ مانکپوری نے آگے بڑھ کر آپ کا استقبال کیا اور حلقہ ذکر کے ساتھ مانکپور شریف اپنے پیروں و مرشد کی خدمت میں لے گئے۔

Marfat.com
Marfat.com

ادھر حافظ موسیٰ اپنی خانقاہ کے دروازے پر منتظر کھڑے تھے۔ حضور حضرت حافظ صاحب قبلہ نے آپ کو اپنے گلے لپٹالیا اور سب کے سب رونے لگے۔ حجرۂ خاص میں حضرت کو ٹھہرایا گیا عام مریدین اور خاص مریدین سے بھی زیادہ تعظیم دے کر سلسلہ میں داخل فرمایا گیا اور بعد ریاضت مزید خلافت و اجازت سے نوازا گیا۔ اسی طرح طریقۂ قدیم کے موافق آج تک جب بھی سجادہ نشین حضرت شاہ خاش قبلہ علیہ الرحمۃ حیدر آباد دکن سے جب خانقاہ عالیہ حافظیہ مانکپور شریف میں حاضر ہوتے ہیں۔ تمام فقراء خانقاہ حافظیہ اور سب باشندگان مانک پور شریف حلقہ ذکر کرتے ہوئے دو میل آگے مقام ماجرئی سے استقبال کر کے ذکر کے ساتھ مانک پور لاتے ہیں۔

حیدر آباد دکن سے مانک پور شریف روانگی:

آپ اپنے والد گرامی سے وہ تحریری رقعہ لیکر منزل بمنزل چلتے ہوئے مانک پور شریف ضلع انبالہ میں حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ کر والد گرامی کی طرف سے رقعہ پیش کیا۔ رقعہ میں تحریر تھا کہ حافظ صاحب اس بچے کو دیکھیں۔ اس کے بارے میں کیا خیال ہے۔ حضرت حافظ نے رقعہ پڑھ کر آپ سے پوچھا کہ برخوردار کیا تم شادی شدہ ہو۔ آپ نے جواباً عرض کیا۔ جی حضور! دو بچے بھی ہیں۔ اس کے بعد حضرت حافظ صاحب نے آپ کے والد محترم کے نام جوابی رقعہ لکھا اور تحریر کیا کہ بچہ ایک ولی کامل ہوگا مگر ہے چرب زبان۔ یعنی ایک سوال کے دو جواب دینے والا۔ یہ جواب ملنے پر آپ کے والد محترم نے دوبارہ آپ کو حکم دیا کہ واپس جاؤ اور حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری سے بیعت کا شرف حاصل کرو۔ چنانچہ آپ دوبارہ حاضر خدمت ہو کر حضرت حافظ صاحب مانکپوری کی بیعت سے مشرف ہوئے۔

خلافت:

آپ نے حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کے بعد تمام مجاہدات و ریاضات اور سلوک کی تمام منازل کو بڑی آسانی سے اور بہت جلد طے کیا۔ آپ کے مرشد نے آپ کی محنت اور سلسلہ سے لگن اور پیر بھائیوں سے پیار اور محبت کے بڑھتے رشتے دیکھ کر آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا اور خلق خدا کی رشد و ہدایت کیلئے امروہہ ضلع مراد آباد میں ۱۲ سال تک قیام کیا۔ اس دوران آپ اپنے پیر و مرشد حافظ محمد موسیٰ مانک پوری کی زیارت کے لئے کبھی کبھی مانک پور بھی تشریف لایا کرتے تھے۔

Marfat.com
Marfat.com

سعادت حج بیت اللہ شریف:

حضرت حافظ محمد موسیٰ مانک پوری رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ اپنے پیرومرشد حضور حافظ کے مزار شریف کی تعمیر میں مصروف ہوگئے۔ بعدازفراغت آپ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کے لئے روانہ ہوگئے۔ اور ایک سال تک آپ حجاز مقدس میں مقیم رہے۔

حیدرآباد دکن میں قیام:

حج بیت اللہ سے واپسی پر آپ اپنے شیخ کامل صوفی لامکانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ کے اشارہ باطنی پر ۱۲۵۳ھ میں مستقل طور پر حیدرآباد دکن میں قیام پذیر ہوگئے۔ اور خلق خدا کی رشد وہدایت اور خانقاہ کا نظام سنبھالا اور یادحق میں مشغول ہوگئے۔ اور تمام ساکنان حیدرآباد دکن کو سرچشمہ فیض سے سیراب کرتے رہے۔

حضرت کی سوانح جو (۶۰) سال قبل کی اور حیدرآباد دکن سے آپ کے سجادہ نشین کی مطبوعہ ہے۔ اس میں یہ واقعہ درج ہے۔ کہ مولوی سیّد امانت علی صاحب خلیفہ حضرت حافظ صاحب قبلہ نے اپنے پیرومرشد کو فرماتے سنا ہے کہ صاحبزادہ شاہ خاموش میرے سلسلہ کی فیوضات میں ثانی حضرت نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ رہیں گے اور صاحبزادہ نہایت سخی ہوں گے ہندودکن ان کے فیوضات ظاہری وباطنی سے معمور وفیض یاب رہے گا۔

ایک دوسرے خلیفہ حضرت مولوی سیّد امانت علی شاہ امروہی فرماتے ہیں کہ حضور حافظ صاحب قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ ''مولانا میر امانت علی صاحب نے خواب دیکھا کہ حضرت میراں بھیکہ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ (جو حضرت حافظ صاحب قبلہ کے پڑدادا تھے) حضرت شاہ خاموش رحمتہ اللہ علیہ کے سر پر عمامہ اپنے دست مبارک سے باندھ رہے ہیں۔ صبح بیدار ہوکر اپنے پیرومرشد حضرت حافظ صاحب قبلہ سے خواب بیان فرمایا۔

حضور نے ارشاد فرمایا کہ حضرت بھیکہ علیہ الرحمۃ کے عمامہ باندھنے پر کیا تعجب ہے۔ وہ تو حضور خواجہ غریب نواز اجمیری قدس سرہٗ کا مقبول بارگاہ فرستادہ وفیضیاب ہے۔

شہر روپڑہ شریف جہاں حافظ صاحب قبلہ کے پیرومرشد دادا پیر حضرت پیر سیّد اعظم و حضرت پیر سیّد سالم قدس سرہٗ کی درگاہ شریف واقع ہیں۔ جو سرہند سے چندمیل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آج تک حضرت شاہ خاموش قبلہ کا حجرہ مبارک مشہور ہے اور زیارت گاہ خلائق ہے۔ جس

Marfat.com
Marfat.com

میں ذکرواشغال وعبادت گزاری فرمایا کرتے تھے۔
اکثر تواریخ وسوانح حیات میں درج ہے کہ حضرت شاہ خاموش صاحبؒ کو ذکر وشغل میں پاس انفاس بہت تھا۔ ایک بھی نفس خالی نہیں جاتی تھی۔ اس پاس انفاس کی وجہ عرصہ تیس سال تک کسی سے کلام تک نہ کیا۔ اگر کسی کو کچھ پیغام یا کلام دینا ہوتو اشارہ سے وہ بھی بہت کم۔ حضرت سیّد امانت علی صاحب قبلہ اور حضرت مولوی میر امانت علی شاہ صاحب قبلہ امروہی علیہم الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز ہم دونوں حضور حافظ صاحب کے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ اہل سلسلہ بکثرت موجود ہیں۔ کہ حضور نے صاحبزادہ سیّد معین الدین چشتی کے سر پر دستار خلافت باندھی اور دکن کی قطبیت وولایت سرفراز فرما کر تاکید فرمائی کہ ہماری حیات تک امروہہ میں رہ کر ہر دوسرے تیسرے ماہ آیا کرو ہمارے بعد دکن میں مقیم رہنا۔ حضور غریب نواز علیہ الرحمۃ نے تمہیں قطبیت دکن عطا فرمائی ہے۔ حضور حافظ صاحب نے اُن کے سینہ کو علم ظاہر و باطن سے بھر دیا اور حقائق منکشف فرمائے۔

کشف وکرامات:

مشہور ہے کہ امانت خان ساکن محلّہ کنکوئی امروہی نے بکمال عقیدت حضرت کی دعوت فرمائی مجلس سماع بھی منعقد تھی۔ لوگ زیادہ جمع ہو گئے جس سے امانت خان پریشان ہو گئے۔ حضرت نے اُن کے چہرے سے حال معلوم فرمایا اور ارشاد فرمایا کھانے کے مقام پر ہم کو لے چلو۔ حضرت نے روٹی کے تھالوں پر اپنی چادر ڈال دی اور کھانے کی دیگ پر رومال ڈھانک دیا۔ اور کھلانا شروع فرما دیا۔ تمام اہل مجلس کے سیر ہو کر کھا چکے مگر کھانا جوں کا توں بچ رہا۔ تقسیم کروا دیا گیا۔

اس واقعہ سے تمام اہل شہر میں دھوم مچ گئی۔ اور ہزاروں افراد نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ آج تک ان شہروں میں حضرت کے اہل سلسلہ مریدوں کے مرید بکثرت بحمد اللہ موجود ہیں۔ دس سال تک حضرت کی تشریف فرمائی۔ وہاں رہی۔ سینکڑوں کرامات خرق عادات سرزد ہوئے۔

حضرت قبلہ کے والد بزرگوار اور حضرت مولانا شاہ نیاز احمد قبلہ بریلوی، حضرت شاہ سلیمان صاحب قبلہ تونسوی، میاں حضرت عبداللہ شاہ صاحب دہلوی، حضرت جمعدار صاحب قبلہ ابوالعلائی، حضرت شاہ سعداللہ صاحب قبلہ نقشبندی، حضرت شاہ سعداللہ صاحب قبلہ نقشبندی، حضرت مولوی حافظ محمد علی صاحب قبلہ چشتی نظامی، خیر آبادی حضرت مولانا شجاع الدین حسینی چشتی

Marfat.com
Marfat.com

قادری، حضرت مولوی محمد حسین صاحب قبلہ، ابو العلائی صاحب، حضرت محمود میاں صاحب قبلہ احمد آبادی، حضرت حافظ محمد علی صاحب قبلہ خیر آبادی، حضرت شاہ خاموش صاحب علیہم الرضوان قبلہ ایک دوسرے کو بھائی فرماتے باہم بہت محبت تھی۔

کرامت ۲:

حضرت قبلہ کے خرق عادات وکرامات ہزارہا مشہور ہیں۔ لیکن حضرت ان کے اظہار بیان سے ناخوش ہوا کرتے تھے۔ اس لئے قلم ان خاص حالات کی تحریر سے قاصر ہے۔ مگر سابقہ سوانح نویسوں نے لکھا ہے کہ ایک روز جبکہ حضرت امروہہ میں بہلول خان کی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک صاحب نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا کئی ہزار کا زیور کھو گیا ہے تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ العالم عبدالحق ردولوی صاحب علیہ الرحمۃ کے توشہ شریف کی نیاز کر اس شخص نے نیاز مان لی۔ مگر ادا نہ کی بعد ازاں پھر دوبارہ حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور میرا زیور ابھی تک نہیں ملا ہے؟ حضرت قبلہ نے فرمایا پہلے توشہ کی نیاز ادا کرو۔ تعمیل حکم میں وہ صاحب بنیئے کی دکان پر گئے ڈبہ سے ترازو میں بنیئے نے جو شکر ڈالی اس میں زیور کی پوٹلی بھی شکر کے ساتھ گری بنیئے نے پوٹلی اٹھانی چاہی اس شخص نے پوٹلی پکڑ لی کہ یہ میری ہے۔ بنیئے نے پوٹلی دے دی اور چور کا نام بتا دیا وہ شخص خوش بخوش حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نیاز توشہ شریف ادا کی گئی۔

کرامت ۳:

ایک روز کا واقعہ یوں لکھا ہے کہ نواب افضل الدولہ بہادر شاہ دکن نے ازراہِ عقیدت نامپلی کا بنی باغ حضرت کی خدمت میں نذر کیا۔ حضرت قبلہ نے حضرت یوسف صاحب و شریف صاحب کی مروت ومحبت کے لحاظ سے اسے قبول فرمایا۔ اس باغ میں ایک روز اپنے کئی سو مریدین کے ساتھ سیر فرما رہے تھے۔ ہر طرف کی آراستگی وصفائی دیکھی لیکن ایک مقام غیر صاف حالت میں پڑا ہوا تھا۔ باغ کے داروغہ سے دریافت کرنے پر اس نے عرض کیا کہ اس جگہ ایک بڑا اژدھا ہے۔ اس کے ڈر سے کوئی وہاں جا کر صاف کرنے کی مجال نہیں رکھتا۔

حضرت مسجد کی طرف تشریف لے گئے اور پانچ مریدین کو حکم دیا کہ تم جا کر اس اژدھے سے ہمارا سلام کہنا اور کہنا یہاں اب ہمارے رہنے کا قصد ہے۔ تم دوسری طرف چلے جاؤ۔ جیسے ہی ان مریدین نے حضرت کا حکم سنایا۔ وہ اژدھا اپنے پیچھے سے نکلا اور مسجد کے سامنے سے حضرت یوسف صاحب شریف صاحب کی درگاہ کی جانب جو دروازہ ہے اس میں ہوتا ہوا قبرستان کی طرف

Marfat.com
Marfat.com

چلا گیا۔اس کے پیچھے سینکڑوں تماشائی بھی دیکھ رہے تھے۔ پھر اسی مقام پر حضرت کا مقام مبارک اور گنبد شریف بنایا گیا۔

کرامت ۴:

بہ زمانہ قیام مانک پور شریف وضو کے لئے پانی طلب فرمایا۔ پانی دستیاب نہ ہوا حضرت نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اس آم کے درخت سے پانی لو۔آم کے چھوٹے پودے کو جو وہاں موجود تھا۔حضرت نے جھکا دیا درخت سے پانی نکل آیا۔آج تک اس درخت سے پانی نکلتا ہے۔ اور ہزار ہا آدمی اس پانی کو دفع امراض کے لئے استعمال کرتے ہیں۔اس درخت کا قطر تقریباً ۶۰ فٹ ہے۔اور تنا تقریباً ۱۶ فٹ بلند ہے۔جس سے پانی نکلتا ہے۔

حضرت خاموش شاہ قبلہ کے بڑے بھائی حضرت شاہ پیراں حسینی صاحب جو حضرت سیّد محمد ہاشم حسینی شاہ صاحب قبلہ کے والد بزرگوار تھے۔وہ بھی حضرت ہی سے بیعت و خلافت رکھتے تھے۔حضرت پیر دستگیر سیّد محمد ہاشم حسینی صاحب سندھی افواج کے صدر جمعدار تھے۔حضرت شاہ خاموش صاحب قبلہ اپنے خلیفہ حضرت ہلالی شاہ صاحب، حضرت بہبود علی شاہ ابوالمعالی کو حکم دیا کہ جمعدار محمد شاہ کو بلا لاؤ یہ دونوں حضرات ڈیوڑھی پر پہنچے اور جمعدار صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ حضرت نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔

حضرت نے سواری نکالنے کا حکم دیا۔تمام فوج اس زمانہ کے رواج کے مطابق ہاتھی گھوڑے پالکی سب لوازم کے ساتھ سواری برآمد ہوئے اور خانقاہ کے عقب مکہ مسجد کی طرف روانگی عمل میں آئی۔ جیسے ہی جمعدار صاحب موصوف اپنے پیرومرشد حضرت شاہ خاموش صاحب قبلہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔حضرت نے اپنے خلفاء و مریدین کو حکم دیا کہ ان کا لباس بمعہ جامہ و پگڑی اور ہزاروں روپے کے قیمتی ہتھیار جو زیب تن تھے۔تمام اتار لو اور خود اپنا فقیرانہ لباس و خرقہ خلافت و سجادگی پہنا کر اپنا جانشین فرما دیا۔ پھر جمعدار موصوف نے یہ نہیں دیکھا۔ ڈیوڑھی کہاں گئی اور صاحبزادگان کا کون خبر گیراں ہے۔اپنے پیرومرشد کی خدمت اقدس میں خدمت گزاری سے حصول فیض میں مشغول رہے۔

جب اس واقعہ کی خبر فرخندہ یار جنگ کلاں اور نواب نصیر جنگ نے نواب مختار الملک کو دی۔نواب موصوف نے خدمت جمعداری پر بڑے فرزند حضرت سیّد شاہ اکبر حسینی صاحب کا تقرر فرما دیا۔اس کے بعد حضرت شاہ خاموش صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی علالت شروع ہوگئی اور حضرت سیّد شاہ اکبر حسین صاحب اور حضرت سیّد محمد شاہ اصغر حسینی صاحب علیہ الرحمۃ دونوں

Marfat.com
Marfat.com

صاحبزادگان کو حضرات سیّد محمد شاہ ہاشم حسینی علیہ الرحمۃ نے اور ڈاکٹر محمد اشرف صاحب (مرحوم) نے بھی اپنے فرزند ڈاکٹر لقمان الدولہ بہادر/ سٹاف سرجن شاہ دکن کو حضرت قبلہ کی بیعت میں داخل کر دیا۔ اس طرح ہزاروں مریدین وخلفاء نے اپنے اپنے فرزندوں کو بیعت میں داخل کیا۔ مزاج مبارک کی ناز لی زیادہ ہوتی گئی۔ حکماء اور ڈاکٹر مصروف علاج رہے۔ یکم ذیعقد بروز جمعہ تمام حکماء وخلفاء ومعززین کی موجودگی میں حضرت پر غشی طاری ہوئی اور سبھی نے سمجھا وصال ہو گیا ہے۔ چیخ و پکار شروع ہوگئی۔ حکیموں نے نبض دیکھ کر یقین کر لیا کہ وفات ہوگئی ہے۔ لوگوں کی چیخ و پکار سے حضرت قبلہ متوجہ ہوئے۔ اور دریافت فرمایا کہ آج کیا دن ہے۔ سبھی نے عرض کیا کہ آج جمعہ کا دن ہے۔ حضرت نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ پیر کے دن پر رکھیئے۔ بڑے فرخندہ یار جنگ جو بیٹھے ہوئے تھے۔ معروضہ کیا کہ حضرت کے اختیار کی بات ہے۔ چند دن اور تشریف فرما رہیں تو مناسب ہے۔ حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا "کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتُ" بڑے فرخندہ یار جنگ اور حضرت محمد شاہ صاحب قبلہ نے اس آئینہ مبارکہ کو اس انداز میں ارشاد فرمایا کہ ہم سب کو موت کا ذائقہ ولذت محسوس ہوئی۔

اس کے چار روز بعد پیر کے دن چار ذیعقد ۱۲۸۸ھ جبکہ حضرت قبلہ نے خانقاہ میں باجماعت ظہر کی دو رکعتیں ادا فرمائی تھیں۔ حالت نماز میں روحِ مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ مکہ مسجد میں لاکھوں کے مجمع نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔

تواریخ وسوانح نویسوں نے لکھا ہے کہ مکہ مسجد کے اطراف جو بنگلے واقع تھے۔ چار مینار تک ان کی چھتوں پر ہزار ہا امراء وعہدیدار موجود ہاتھیوں پر سوار تھے۔ جب نیچے پاؤں رکھنے کو جگہ نہ ملی تو ہاتھیوں پر سوار ہی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ حضرت شاہ خاموش صاحب کے بعد حضرت مرشدئی و مولائی حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد صابری علیہ الرحمۃ نے اپنے منجھلے صاحبزادے حضرت سیّد محمد اصغر حسینی صاحب کو اپنی جگہ جانشین مقرر فرما کر بہ ماہ محرم ۱۳۸۸ھ (۸۴) سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۶ ذیعقد ۱۲۸۸ھ بروز سوموار ظہر کے وقت ہوا۔ مزار شریف محلہ نام پلی کے اسٹیشن کے قریب حیدر آباد دکن میں مرجع خاص وعام ہے۔ آج بھی اہل دنیا، اہل عشق اور اہل طریقت طالبان خدا آپ کے دربار سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ آپ کے وصال پر کسی عاشق صادق نے آپ کا قطع تاریخ وفات یوں لکھا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

قطب عالم برشاخ پنج تنی

دروطن آنکہ پسندید غریب الوطنی

نام آن قطب زماں شاہ معین الدین بود

ہست از گوہر سادات حسینی حسنی

سال تاریخ وفات شہہ عالی درجات

گفت ہاتف شہہ خاموش چراغِ دکنی

۱۲۸۸ھ

آپ صاحب دیوان بھی ہیں۔آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف کے علاوہ منقبت اور معرفت کے کلام بھی لکھے ہیں۔جو کہ بالکل نایاب ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

ماہتاب طریقت آفتاب شریعت عالم باعمل مرد قلندر ہمہ اوصاف یگانہ حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری مظہری رحمۃ اللہ علیہ ۳۰ رمضان المبارک یکم شوال ۱۶ جون ۱۹۲۰ کو محلہ پیٹرال میرٹھ شہر یوپی انڈیا میں پیدا ہوئے۔

آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب لوگ عید کا چاند دیکھ رہے تھے تو میں اپنے بطن سے پیدا ہونے والے چاند کو دیکھ رہی تھی۔ آپ کی ولادت سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ نے رمضان المبارک کے پورے تیس روزے رکھے۔ ایک کا بھی ناغہ نہ کیا۔ شوال کا چاند دیکھنے کی نسبت سے ہی آپ کا نام نامی اسم گرامی قمر الدین رکھا گیا تھا اور بلاشبہ آپ چاند ہی تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام نامی اسم گرامی عبدالمجید تھا۔ جو ٹھیکیداری کرتے تھے۔ اور میرٹھ ہی کے رہنے والے اور حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص تھے۔

آپ نے قرآن مجید چھوٹی سے عمر میں ہی حفظ کر لیا تھا۔ اور دینی کتب کی تعلیم اور مطالعہ کے ساتھ ساتھ آپ نے میٹرک تک دنیاوی تعلیم بھی میرٹھ شہر میں ہی حاصل کی۔ آپ بچپن سے ہی صوفیانہ زندگی گذارنے کے عادی تھے۔ گھریلو ماحول اور بہترین اچھے قابل اساتذہ کی نگرانی میں علم حاصل کرنے والا یہ ہونہار جو ایک سادہ زندگی گذار رہا تھا۔ کسی کو کیا خبر تھی کہ آج ہمارے مکتب میں بیٹھنے والا یہ قمر آنے والے وقتوں میں قمر المشائخ بنے گا اور لوگوں کے ذہنوں اور دلوں میں بس کر اپنے پاس آنے والوں کی تقدیر بدل دے گا۔ آپ انتہائی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ بناوٹ اور ظاہر داری سے نفرت کرتے تھے۔ اپنے زمانہ کے احباب طریقت میں ممتاز اور یکتا تھے۔ تمام شیوخ آپ کا نہ صرف احترام فرماتے تھے۔ بلکہ بعض معاملات میں آپ سے راہنمائی بھی حاصل کرتے تھے۔ آپ نے تمام زندگی کبھی بھی کسی حال میں نماز نہ چھوڑی پابندی نماز، روزہ احکام شریعت وطریقت آپ کا ورثہ ہے۔ اکثر مریدین سے شریعت وطریقت کے معاملہ میں سستی پر سختی سے باز پرس فرماتے تھے۔ اخلاق محمدی ﷺ کا مکمل اور عملی نمونہ تھے۔ آپ کی عادت شریفہ تھی۔ آپ کے پاس آنے والے علماء صوفیاء مشائخ یا مریدین میں سے اگر کوئی شخص کسی وجہ سے ناراض ہو جاتا تو آپ بذات خود تلاش کر کے اسے راضی کرتے اور اس بات کو اپنی توہین نہ تصور

Marfat.com
Marfat.com

کرتے تھے۔ اگر کوئی مرید یا شخص احکام خداوندی اور شریعت وطریقت کے اصولوں کی خلاف ورزی کرتا اس سے آپ اس انداز سے سختی فرماتے کہ وہ خود بخود اپنی خامیوں کو دور کرتا اور آپ کے پاس آ کر نادم ہوتا اور معذرت کرتا۔

دنیا گواہ ہے کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے سے دور رہنے والے دنیا کے کاموں میں مشغول اور معاشرتی برائیوں کا شکار اور عریانی فحاشی کے دلدادہ مکار عیاش و بدمعاش کتنے افراد جن کا شمار گنتی میں نہیں کیا جاسکتا۔ وہ صرف اور صرف آپ کی نظر عنایت ولایت اور شفقت ومحبت سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سرشار ہیں۔ ایسے لا تعداد لوگ جو کسی صوفی عالم یا درویش کو دیکھ کر مذاق بناتے تھے۔ آپ کی نظر کیمیاء سے وہ بذات خود صوفی اور درویش بلکہ ان میں سے بہت سے افراد مخلوق خدا کو ہدایت دینے پر مامور ہیں اور جن کی راتیں شراب وکباب کی محفلوں میں گذرتی تھیں اور پوری پوری رات سینما گھروں کلبوں میں دل بہلانے والے اکثر افراد ایسے ہیں۔ جو آپ کی تھوڑی سی توجہ کے سبب آج ذاکر و شاغل بنے ہوئے ہیں۔ پانچ وقت کی نماز احکام شریعت وطریقت کی پاسداری اور شب بیداری ذکر وفکر درود وسلام ان کا معمول بن چکا ہے۔ آپ نے تمام زندگی رزق حلال کو اپنا شعار بنایا۔ ملٹری اکاؤنٹ کے دفتر میرٹھ انڈیا میں ۱۹۴۷ء سے قبل ہی آپ نے ملازمت اختیار کر لی تھی اور پاکستان تشریف لانے کے بعد بھی اسی دفتر میں پرانے ریکارڈ کے انچارج کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے رہے۔ اپنے وصال باکمال سے چند برس پہلے آپ نے سروس پوری کر کے پنشن حاصل کر لی تھی۔

بیعت وخلافت:

آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابری مظہری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص اور خلیفہ اعظم تھے۔ آپ کے پیرومرشد نے میرٹھ میں حضرت سید خواجہ مظہر علی شاہ صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع ۱۵۔۱۶ شوال کو آپ کو دستار خلافت سے سرفراز فرمایا اور مریدین سے فرمایا کہ آج میں نے حافظ قمر الدین عرف کلو شاہ کو دستار فضیلت اپنے بزرگوں کے طریقہ پر دے دی ہے۔ اور اعلان کرتا ہوں کہ آج کے بعد میرا خلیفہ حافظ قمر الدین عرف کلو شاہ میرا قائم مقام ہوگا۔ اور میرا لڑکا عبدالمجید حضرت سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر سجادہ اور متولی رہے گا۔

Marfat.com
Marfat.com

میرٹھ میں آپ کا معمول زندگی:

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے ملٹری اکاؤنٹس میں ملازمت کرلی۔ آپ کا معمول زندگی یہ تھا کہ صبح فجر کی نماز پیرو مُرشد حضرت صوفی اللہ دیا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے پاس ادا فرماتے اور بعد نماز فجر اپنے پیرومرشد تمام پیر بھائیوں اور اپنے مُرشد کے عقیدت مندوں کے لیے چائے بناتے۔ اس سے فارغ ہوکر مُرشد سے اجازت لے کر دفتر جاتے۔ ظہر کے وقت پھر اپنے مُرشد کے پاس تشریف لے جاتے۔ بعد نماز ظہر جس مسجد میں آپ کے مُرشد نماز پڑھتے اس مسجد میں محلہ کے بچوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔ عصر کی نماز کے بعد گھر تشریف لے جاتے اور اپنے والدین کی خدمت میں مصروف ہوجاتے گھر کا کام کاج کر کے مغرب کی نماز پھر اپنے مُرشد کے ساتھ ادا کر کے شام کا کھانا کھاتے۔ عشاء کی نماز کے بعد اپنے مرشد کی خدمت میں مصروف ہو جاتے اگر آپ کے مُرشد نے کسی عرس میں شرکت کے لئے کہیں جانا ہوتا تو آپ اُن کے ہمراہ جاتے۔ رات گئے تک عرس ختم اور محفل سماع سے فارغ ہوکر رات کے پچھلے پہر میں ذکر وفکر ،عبادت وریاضت میں مصروف ہوجاتے۔ آپ جب سے اپنے پیرومُرشد صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تھے۔ اس وقت سے تادم آخر کسی بھی نماز کے نوافل بھی قضا نہ کیئے۔ ہر حال میں اپنے معمولات کو پورا فرمایا کرتے تھے۔

ہجرت:

۱۹۴۷ء میں جب قیام پاکستان کا اعلان ہوا تو لوگ جوق در جوق اسلامی مملکت کے قیام کی غرض سے پاکستان آنے کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ جب آپ کو یہ یقین ہوگیا کہ پاکستان معرض وجود میں آچکا ہے۔ اور اب پاکستان کے لئے ہجرت کرنا ہی پڑے گی۔ تو اس وقت آپ کی طبیعت میں ایک اضطراب پیدا ہوگیا۔ ایک طرف تو پاکستان کے حصول کے لئے آپ نے علامہ شاہ محمد عارف اللہ قادری کی معیت میں اس تحریک کے لئے بھرپور کام کیا تھا اور اہل سنت کے علماء اور مشائخ نے لازوال قربانیاں پیش کی تھیں اس لئے ہجرت جو کہ سنت رسول ﷺ بھی تھی۔ اس سنت کو پُورا کرنا اور عمل پیرا ہونا تھا۔ دوسری طرف آپ کے دادا پیر حضور خواجہ سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے پیرومُرشد صوفی اللہ دیا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُرانوار تھے۔

جو کہ آپ کے لئے سرمایۂ حیات تھے۔ جہاں پر حاضری دینے کے بعد آپ کو ایک روحانی کیف اور سُرور ملتا تھا۔ جو کہ آپ کے لئے امید گاہ مرکز تھا ان درباروں سے جدائی اور مراکز سے

Marfat.com
Marfat.com

علیحدگی کا آپ کے دل پر بہت شاق گزرا۔
مگر پھر اپنے مُرشد قبلہ حضرت صوفی اللہ دیا شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان یاد آ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ کلو شاہ تم نے پاکستان جانا ہے اور راولپنڈی میں قیام کرنا ہے۔ حضرت شاہ عبد اللطیف المعروف بری امام پر حاضریاں دینی ہیں۔ جب آپ کے ذہن میں مُرشد کامل کا فرمان آیا تو اپنے پیران عظام کے مزارات ساڑھی دروازہ میرٹھ شہر میں آخری سلام کی غرض سے تشریف لے گئے۔ جی بھر کر سلام پیش کیا۔ اور حاضری دی نبی ﷺ کی سنت اور مرشد کا فرمان سمجھ کر پاکستان کے لئے رخت سفر باندھا اور چودہ اگست رمضان المبارک کی ۲۷ ویں رات ۱۹۴۷ء کو پاکستان تشریف لائے اور راولپنڈی میں لنڈا بازار کے مقام پر پڑاؤ کیا۔
بعد ازاں کلیم میں ملنے والے مکان واقع جھنگی محلہ میں مستقل قیام پذیر ہو گئے۔ 1973ء میں آپ کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہو گیا۔ جس کے بعد آپ نے اپنا بستر جامع مسجد نورانی صابری صرافہ بازار میں لگالیا۔ اور بقایا تمام عمر جامع مسجد نورانی صابری کے حجرے میں ہی گزار دی اور ہزارہا متلاشیان حق کو راہ حق دکھلائی اور اپنے پیشواؤں کے طریقے پر سختی سے کار بند رہے آپ کا معمول تھا کہ ہر جمعرات کو بعد نماز عشاء اپنی رہائش گاہ پر اپنے شیوخ اور پیران طریقت کے طریقے کے مطابق ختم خواجگان کراتے آندھی آئے یا طوفان عید ہو یا بقرا عید چار آدمی ہوں یا چالیس آپ کسی چیز کو خاطر میں نہ لاتے اپنے پیشواؤں کے طریقہ پر سختی سے قائم رہتے۔ راقم الحروف بھی 72-1971ء سے آپ کے در دولت پر باقاعدگی سے ہر جمعرات کو اس ختم میں شامل ہوتا رہا۔ راقم الحروف نے دیکھا اور دنیا گواہ ہے کہ ایسے ایسے افراد جو ایک دن بھی کسی مکتب سکول یا مدرسے میں نہیں گئے حتیٰ کہ ناظرہ قرآن بھی نہیں پڑھا۔ مگر حضور قبلہ حضرت قمر المشائخ کے آستانہ عالیہ پر ختم خواجگان میں شامل ہونے والے ان حضرات کو پورا ختم خواجگان مکمل یاد ہو گیا۔ آج ملک کے مختلف حصوں میں وہ لوگوں کو ختم خواجگان پڑھاتے ہیں۔ اور ذکر و فکر کی محافل کا انعقاد کرتے ہیں آپ کے ہاں جو شجرہ طیبہ پڑھا جاتا ہے وہ حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری علیہ الرحمۃ نے فارسی میں نظم کی صورت میں لکھا ہے اور وہ شجرہ شریف پوری جماعت مل کر پڑھتی ہے جب یہ شجرہ پڑھا جاتا ہے تو محفل میں ایک عجیب کیف و مستی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جمعرات کے اس ختم کے علاوہ آپ ہر روز نماز تہجد باقاعدگی سے ادا فرماتے اور صبح کی نماز کی امامت خود کرانے کے بعد پانچ سپارے تلاوت کرتے اس کے بعد ناشتہ سے فارغ ہو کر ملٹری اکاؤنٹ کے دفتر اپنی ملازمت پر تشریف لے جاتے۔ اور چاشت کی نماز دفتر میں ادا فرما کر پھر پانچ سپارے

Marfat.com
Marfat.com

قرآن حکیم کی تلاوت فرما کر گوشت مارکیٹ صدر میں تشریف لے جاتے۔ چونکہ آپ کے دفتر میں آپ کے کمرے کے باہر لاتعداد بلیاں بلے اور کتے بیٹھے رہتے تھے۔ آپ اُن کے لئے اس مارکیٹ سے اپنے ایک مرید شیخ اقبال جو کہ چھوٹے گوشت کی دوکان کرتے تھے۔ ان سے اُن جانوروں کے لئے خوراک لے جاتے۔ آپ جب دفتر پہنچتے تو دفتر کے تمام احباب اس منظر کو دیکھ کر حیرت میں رہ جاتے کہ تمام بلے اور بلیاں آپ کا استقبال کرتے اور دوڑتے ہوئے آپ کے کمرے کی جانب چلے جاتے اور تمام کے تمام آرام سے بیٹھ جاتے۔ آپ اپنے تھیلے سے اُن کی خوراک نکالتے۔ سب سے پہلے ہر بلے اور ہر بلی کے سامنے اخبار یا کاغذ کا ٹکڑا رکھتے اس پر اس کے حصے کی خوراک رکھ دیتے اس طرح تمام بلے بلیاں بغیر کسی لڑائی جھگڑا کے بڑے اطمینان سے اپنی اپنی خوراک کھا کر اپنی اپنی جگہ پر چلے جاتے۔ دفتر سے واپسی پر پھر حسب سابق اپنی دونوں مساجد میں اپنے فرائض سرانجام دیتے

اس طرح حضور قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے صوفی باصفا حضرت قبلہ صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کرنے کے بعد تمام زندگی اپنے پیران عظام کے عرسوں میں پابندی وقت کے ساتھ اپنے شیوخ کے طریقہ پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے عمل پیرا رہے آپ کا زندگی کا معمول رہا ہے کہ ۱۳۔۱۲ ربیع الاول شریف کو حضرت خواجۂ خواجگان بادشاہ دو جہاں والی کلیئر منبع سر نبوت حضرت خواجہ سیّد مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیئری رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک اپنی رہائش گاہ واقع جھنگی محلہ میں مناتے رہے۔ اسی طرح ۹ رجب کو عطائے رسول ہند الولی حضرت خواجہ معین الدین سنجری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس منعقد کرتے۔ ۱۶ رمضان المبارک کو صوفی لامکانی عارف ربانی حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس ختم شریف مسجد خواجگان صرافہ بازار میں کراتے۔ ۱۶۔۱۵ شوال کو مظہر اولیاء امام العارفین حضرت خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ چشتی صابری احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عُرس کراتے۔

عارف باللہ فنا فی اللہ اور فنا فی المرشد حضرت خواجہ سید معین الدین المعروف حضرت شاہ خاموش رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عُرس مبارک ۴ ذوالقعد کو کراتے۔

اسی طرح ۳ ذوالحج کو اپنے پیر و مُرشد صوفی باصفا حضرت صوفی اللہ دیا شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ ختم شریف کراتے۔ آپ کا معمول زندگی تھا کہ آپ ہر عرس کی دعوت بذات خود جا کر شہر کے صوفیاء علماء اور اپنے دوست واحباب وعیدتمندان اور مریدین کو دیا کرتے تھے۔

Marfat.com
Marfat.com

اور آنے والے مہمانوں کی خوب خاطر و تواضع کرتے۔ بڑے اخلاق سے پیش آتے محفل سماع تمام رات خواجگان چشتیہ کے طریقہ کے مطابق سنتے۔ دوروزہ عرس کے موقع پر اگلے روز صبح محفل سماع شروع اور دوپہر تک جاری رہتی۔ خواجگان چشتیہ کے طریقہ کے مطابق محفل سماع کے بعد محفل رنگ پر اختتام پذیر ہوتی۔ آپ کا معمول زندگی تھا کہ اپنے پیران عظام کا عُرس خود کرواتے اور اس کے علاوہ شہر اور چھاؤنی کے علاقہ میں جو صوفیاء اپنے پیران عظام کے عُرس میں شرکت کے لیے دعوت دیتے تھے۔ آپ اس میں اپنے مریدین کے ہمراہ تشریف لے جاتے تھے۔

آپ کے ہم عصر صوفیاء اور علماء و اولیاء:

آپ کے ہم عصر علماء میں سے حضرت علامہ محمد عارف اللہ شاہ قادریؒ میرٹھی حضرت مولانا سید انعام اللہ شاہ صاحبؒ ابنالوی حضرت حافظ اعتصام اللہ چشتی صابریؒ ابنالوی حضرت مولانا سید عبدالرحمٰن شاہ، سلطان پوریؒ، سید باقر حسین شاہؒ جن کا مزار واہ فیکٹری میں واقع ہے صوفی محمد شاہد چشتی نظامیؒ صاحب کا مزار بری امام اسلام آباد میں ہے۔ صاحبزادہ پیر محمد فیض علی فیضیؒ علامہ محمد اسرار الحق حقانیؒ مولانا عبدالغنی نرگسؒ خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری استاذ العلماء علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب علامہ شیخ الحدیث غلام محی الدین شاہ صاحب سلطان پوریؒ علامہ پروفیسر سید ذاکر حسین شاہ سیالوی ایم۔ اے علامہ حافظ شیر عالم مجددیؒ علامہ مفتی محمد سلیمان رضوی پیر سید گل داؤد شاہ سجادہ نشین کوہالہ سیداں چکری روڈ سائیں میراں بخش صابری سجادہ نشین کلیام شریف حافظ محمد یامین چشتی صابریؒ جو کہ حضرت مولانا محمد اسماعیل ذبیح کے مرید و خلیفہ تھے۔ آج کل اسلام آباد کے مرکزی قبرستان میں آپ کی مرقد منورہ ہے۔ حضرت پیر سید غلام محی الدین شاہ چشتی نظامی المعروف قبلہ بابو جی سرکار گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ جو کہ حضرت قمر المشائخ حافظ قمر الدین صاحب چشتی صابری سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔ حضرت صوفی قدرت اللہ شاہ چشتی صابریؒ آپ کا مزار شریف اوکاڑہ میں ہے۔ حضرت صوفی عبدالحکیم صاحب چشتی صابریؒ آپ کا مزار منڈی چوہڑ کانہ ضلع شیخوپورہ میں مرجع خلائق عام ہے۔ حضرت صوفی امور الحسن چشتی صابریؒ آپ کا مزار شریف پاک پتن شریف میں ہے۔ حضرت صوفی عبدالصمدؒ وارثی کی مرقد منورہ عیدگاہ کے قبرستان میں واقع ہے۔ صوفی محمد بلال وارثیؒ جن کا مزار عیدگاہ شریف میں واقع ہے۔ صوفی ضیاء الدین صاحبؒ جن کی مرقد منورہ ریلوے پھاٹک نزد گولڑہ شریف میں واقع ہے۔ صوفی فرزند علی چشتی صابریؒ جن کا مزار جہلم میں حضرت شاہ سلیمان پارس کے قریب ہے۔ صوفی محمد صدیق چشتی صابریؒ جن کا مزار کالے کی منڈی حافظ آباد میں ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

حضرت ماما جی سرکارؒ جن کا مزار بری امام مرجع خلائق عام ہے۔ حضرت سائیں میر چوؒ جن کا مزار پشاور روڈ گولڑہ موڑ کے نزدیک ریلوے پھاٹک میں واقع ہے۔ حضرت پیر سید مستان علی شاہ کاظمی جن کا مزار شریف موضع حیال نزد دھمیال گاؤں راولپنڈی میں واقع ہے۔ کے علاوہ راقم الحروف کے والد حضرت پیر طریقت حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت خواجہ سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آباد دکنی کے مرید خاص وخلیفہ اعظم تھے۔ اور قمر المشائخ الحاج پیر حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی تھے۔ آپ کے ہم عصر گذرے ہیں۔ جن کے ساتھ قمر المشائخ کا دلی تعلق لگاؤ پیار محبت جو صرف اور صرف لوجہ اللہ تھا۔

ایک عہد یا حسن انتخاب:

فقیر راقم الحروف اپنے دینی ادارے جامعہ اسلامیہ فیض القرآن گلستان غریب نواز موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں مورخہ ۹۸۔۲۔۷ دن گیارہ بج اپنے دفتری کام میں مصروف تھا کہ اچانک خلیفہ محمد صابر چشتی صابری مظہری ادارے میں تشریف لائے بعد از حال واحوال تشریف آوری کا سبب دریافت کیا تو فرمانے لگے کہ آج مجھے حضور قمر المشائخ حافظ صاحب نے حکم دے کر بھیجا ہے کہ مولانا مقصود احمد صابری کے پاس جائیں اور انہیں ۱۵۔۱۶ شوال ۹۸۔۲۔۱۴ کو مظہر الاولیاء حضرت قبلہ پیر سید مظہر علی شاہ صاحب کے عرس کی دعوت بھی دے کر آئیں اور یہ بھی کہیں کہ ۱۵ شوال کو حضور سید مظہر علی شاہ صاحب کے عرس کے موقع پر بعد نماز مغرب تقریر بھی کرنی ہے راقم الحروف نے خلیفہ صابر صاحب سے کہا کہ بندہ ہر سال بغیر کسی اطلاع کے تمام عرسوں میں حاضری دیتا رہتا ہے۔ اس مرتبہ خصوصیت کے ساتھ اطلاع کیوں دی جارہی ہے۔ تو فرمایا مجھے کچھ معلوم نہیں بس اتنا پتہ ہے کہ قبلہ حافظ صاحب نے مجھے زور دے کر زبردستی بھیجا کہ ضرور جاؤ بلکہ ابھی جاؤ اور عُرس کی دعوت دے کر آؤ۔

فقیر راقم الحروف اپنے معمول سے ہٹ کر عصر کی نماز کے بعد اور مغرب سے پہلے جب آستانہ عالیہ پر محلہ جھنگی پہنچا تو باہر کھڑے ہوئے آپ کے خلیفہ حافظ محمد حسن اور دوسرے خلیفہ شیخ زاہد سلیم اور جناب محمد حنیف چشتی صابری جو کہ خواجہ نگر حسن ابدال والوں کے مرید ہیں نے کہا کہ حضرت آپ آگئے ہیں۔ آج کا عرس تو آپ کے نام ہے راقم نے عرض کیا بھئی خیریت تو ہے کہنے لگے کہ قبلہ حضور حافظ صاحب آپ کے بارے میں بار بار پوچھ چکے ہیں۔ لہٰذا جلدی چلے جائیں اور ملاقات کریں۔ راقم نے اندر جا کر سلام عرض کیا ملاقات کے بعد مجھے پھر حکم ملا کہ آج آپ نے تقریر ضرور کرنی ہے۔ بعد نماز مغرب سلسلہ نعت خوانی ختم ہوا اس کے بعد آپ نے حافظ افتخار احمد

Marfat.com
Marfat.com

صاحب کو حکم دیا کہ مولانا مقصود احمد صابری سے تقریر کروائیں۔
چنانچہ راقم الحروف کو جو کچھ آتا تھا عرض کر دیا۔ مگر ایک بات خصوصیت کے ساتھ یہ ضرور دیکھی ہے کہ اس عُرس میں عجیب قسم کی رونق اور بہار تھی ایک عجیب کیف و مستی کا عالم تھا۔ راقم الحروف کی تقریر کے بعد ممتاز صوفی بزرگ جناب صوفی عبدالحمید وارثی ڈھیری حسن آباد والوں نے تقریر کی۔ سلسلہ تقاریر کے بعد صلوٰۃ وسلام ہوا اس کے بعد لنگر تقسیم ہوا۔ بعد ازاں تمام رات محفل سماع رہی۔ راقم الحروف ۲ بجے رات اپنے دارالعلوم واپس پہنچا۔
اگلے روز ۱۶ شوال کو صبح ۱۰ بجے کے قریب دوبارہ راقم آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا۔ محفل رنگ جاری تھی۔ دوپہر ایک بجے کے قریب رنگ پڑھا گیا۔ دعا کے بعد لنگر تقسیم ہوا۔ بعد ازاں راقم الحروف حضرت قبلہ قمر المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کچھ دیر بعد آپ کے پاس چونکہ مریدین بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے سب سے علیحدگی میں سلسلہ عالیہ کے بارے میں گفتگو فرمائی اور مدرسہ کے بارے میں دریافت فرمایا کہ کیسا انتظام چل رہا ہے۔ کتنے طلباء ہیں۔ فقیر نے عرض کیا حضور جب سے مدرسہ بنا ہے شروع زمانے میں آپ تشریف لے گئے تھے۔ مگر دوبارہ کبھی قدم رنجہ نہیں فرمایا چونکہ آپ آج کل بیمار بھی ہیں۔ زندگی کا بھروسہ نہیں ہے۔ برائے خیر و برکت ایک مرتبہ میرے مدرسے میں ضرور تشریف لائیں۔ میں آپ کے لئے گاڑی کا انتظام کرلوں گا۔ آپ کو آرام سے لے بھی جاؤں گا اور واپس بھی لے آؤں گا۔ اور یہ میرا وعدہ ہے کہ آپ کو پانچ منٹ سے زیادہ ٹھہرنے کی زحمت نہیں دونگا آپ نے ارشاد فرمایا میاں یہ تو ٹھیک ہے۔ آپ گاڑی بھی لے آئیں گے میں چلا بھی جاؤنگا مگر واپس آنے کے بعد میری تکلیف میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس لئے کہ بوجہ کمزوری میں سفر نہیں کر سکتا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ میری دلی خواہش تھی کہ آپ ایک مرتبہ ضرور تشریف لے چلیں تو آپ نے فوراً فرمایا کہ میاں صاحبزادے ہم آپ کے ہاں آئیں گے اور ایک ہی دفعہ آئیں گے اور زندگی بھر آپ کے پاس رہیں گے۔ بس آپ کا یہ فرمانا تھا کہ راقم الحروف سمجھ گیا کہ قبلہ حافظ صاحب مستقل ہی تشریف لانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد کبھی بھی اصرار نہیں کیا۔ عُرس کے چند روز بعد راقم نے آپ کے خلیفہ محمد صابر سے واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا اچھی بات ہے۔ مگر ابھی کسی سے بات نہ کریں۔ پہلے میں خود حافظ صاحبؒ سے پوچھ لوں۔
اگلے برس ۳ فروری ۱۹۹۹ء کو ۱۵۔۱۶ شوال کے عُرس کے بعد خلیفہ محمد صابر راقم الحروف کے مدرسے تشریف لائے اور کہنے لگے کہ میاں صاحب حضرت قمر المشائخ کے آستانہ عالیہ کے لئے جگہ کی ضرورت ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت قمر المشائخ کے لئے تو فقیر کا پورا مدرسہ حاضر

Marfat.com
Marfat.com

ہے۔ جو جگہ آپ حکم کریں وہ حاضر ہے۔ یہ سن کر خلیفہ محمد صابر نے فرمایا کہ آپ کی پیش کش کا شکریہ۔ مگر ہمارا مقصد الگ جگہ لینے کا ہے۔ فقیر نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ جلد ہی کوئی پلاٹ دیکھ لیں گے۔ ابھی اس بات کو چند روز ہی گذرے تھے کہ خلیفہ محمد صابر اور حضرت قمر المشائخ کے صاحبزادے حافظ بدر الدین صاحب فقیر کے ادارے میں پہلی مرتبہ تشریف لائے تھے۔ راقم الحروف نے دوبارہ پیشکش کی تو حافظ صاحب فرمانے لگے ہم آپ کے مدرسے کی رونق ختم نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ مدرسے کی رونق کو مزید چار چاند لگیں۔ ہمارے لئے الگ الگ پلاٹ دیکھا جائے۔ فقیر نے تین چار پلاٹ دکھائے۔ دونوں حضرات نے فرمایا کہ جو مناسب سمجھیں بات کرلیں اور ہمیں اطلاع کردیں۔ ہم آجائیں گے۔

آخر کار ۲۴ مارچ ۱۹۹۹ء کو اس پلاٹ کا سودا ایک لاکھ پچیس ہزار روپے میں ہو گیا جہاں آج کل حضرت قمر المشائخ کا مزار پُر انوار بنا ہوا ہے۔ ۱۰ مارچ ۱۹۹۹ء کو راقم الحروف اپنے دفتر واقع موتی پلازہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ طبیعت مچل گئی اور شام ۴ بجے گاڑی میں بیٹھ کر جامع مسجد نورانی صابری صرافہ بازار پہنچا تو دیکھا کہ حضور قمر المشائخ آرام فرما رہے ہیں۔ آپ کے خادم خالد محمود پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ علاوہ اس کے دو افراد اور بھی تھے جن کے نام فقیر کو یاد نہیں بہرحال میں نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا۔ اپنا نام بتایا آپ نے پہچان کر فرمایا کہ میری قبر کا انتظام ہو گیا ہے۔ چونکہ آپ کی طبیعت زیادہ خراب تھی۔ ضعیفی۔ کمزوری نقاہت اور منہ میں دانت نہ ہونے کی وجہ سے آپ کی بات ہر کسی کو سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ چنانچہ میں بھی بات کو سمجھ نہ سکا۔ لہٰذا خالد صاحب کو بلایا اور کہا کہ بھائی آپ سنیں کہ حضور کیا فرما رہے ہیں۔ خالد صاحب کے دوبارہ پوچھنے پر حضور نے فرمایا کہ مقصود صاحب سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا میری قبر کا انتظام ہو گیا ہے۔ جب فقیر نے خالد صاحب سے یہ بات سنی تو حضور قمر المشائخ سے عرض کیا آپ کو اس کی کیا فکر ہے۔ اللہ کریم آپ کو سلامت رکھے ابھی تو آپ کی بہت ضرورت ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ مجھے بتاؤ کیا میری قبر کا انتظام ہو گیا ہے۔ فقیر نے عرض کیا جی حضور ہو گیا ہے۔ یہ سن کر آپ نے خاموشی اختیار فرمالی۔ اگلے روز راقم الحروف جماعت کی تنظیم سازی کے سلسلہ میں چوک اعظم لیہ ملتان بہاولپور، اوچ شریف، ساہیوال کے دورے پر روانہ ہو گیا۔ ۳ اپریل ۱۹۹۹ء صبح ۹ بجے گھر پہنچا ایک بجے دوپہر تک آرام کیا ۲ بجے دفتر پہنچا اور معمول کے مطابق خلیفہ محمد صابر صاحب کے گھر فون کیا اور حضرت قمر المشائخ کی خیریت دریافت کی تو معلوم ہوا کہ پہلے کی نسبت کچھ بہتر ہیں۔ چنانچہ میں دفتر کے کام میں مصروف ہو گیا۔ تقریباً ساڑھے تین بجے خلیفہ محمد صابر صاحب کا فون آیا اور یہ افسوسناک

Marfat.com
Marfat.com

خبر سنائی کہ تین بج کر پچیس منٹ پر قبلہ قمر المشائخ کا انتقال ہوگیا ہے۔ لہٰذا اپنے دوست واحباب کو فون کر کے اطلاع بھی کر دیں اور قبر کی کھدائی کا انتظام بھی کریں۔ فقیر نے عرض کیا کہ میاں صاحب کا جنازہ کس وقت ہوگا تو آپ نے فرمایا کہ صبح ۹ بجے۔

راقم الحروف نے یہ افسوسناک خبر اپنے جملہ دوست واحباب کو فون پر اطلاع دی کہ حضرت حافظ صاحب کا انتقال ہوگیا ہے۔ لہٰذا مدرسہ کے سامنے والے پلاٹ میں حضرت صاحب کی لحد مبارک کی کھدائی شروع کرادی جائے۔ راجہ غلام مرتضٰی صاحب نے محمد رشید مجاہد اور بابا شیر محمد خان مرحوم جو کہ راقم کے پڑوسی ہیں کو ساتھ لیا قبلہ رخ کا تعین کیا۔ قبر مبارک کا نشان لگا کر فون پر اطلاع دی کہ کھدائی آپ کی آمد پر ہوگی۔ راقم نے تمام اخبارات میں خبر فیکس کی پورے شہر میں آپ کے انتقال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ آناً فاناً آستانہ عالیہ پر لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہوگیا۔

آپ کا انتقال آپ کی خواہش کے مطابق جامعہ مسجد نورانی صابری کے حجرہ میں ہی ہوا تھا۔

اس وقت آپ کے پاس آپ کے خلیفہ محمد صابر چشتی صابری جن کو فون کر کے دفتر سے بلوایا گیا تھا اور وہ عین وقت پر پہنچے تھے صوفی گلفام ارشد صابری جناب محمد خالد محمد جاوید جو کہ خیابان سر سید میں رہتے ہیں کے علاوہ حافظ محمد حسن آپ کے پاس موجود تھے۔

صوفی گلفام ارشد صابری فرماتے ہیں۔ جس روز آپ کا وصال ہوا اس سے پہلی رات میں حضور قمر المشائخ کے پاس رہا۔ وصال والے دن ظہر کی نماز پڑھی گئی بعد ظہر آپ کے خلیفہ محمد صابر دوسرے خلیفہ حافظ محمد حسن ہمارے پیر بھائی محمد خالد محمد جاوید کھانا کھا رہے تھے۔ فارغ ہوتے ہی دل میں خیال گذرا کہ حضور قمر المشائخ بلا رہے ہیں۔ ارشد صابری فرماتے ہیں کہ میں خلیفہ محمد صابر دوسرے خلیفہ حافظ محمد حسن میرے بھائی محمد طارق، محمد خالد، محمد جاوید وغیرہ آپ کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو ہم نے حضور قبلہ قمر المشائخ کو چونکہ آپ کروٹ لے کر لیٹے ہوئے تھے ہم نے سیدھا کرنے کی کوشش کی تو آپ نے بھی سیدھا لیٹنے کا اشارہ فرمایا۔

چنانچہ میں نے اور خلیفہ محمد صابر نے آپ کو سیدھا کیا تو آپ کی نظر مبارک اوپر کو اٹھی اور پھر نیچے کو ہوئی اس کے فوراً بعد آپ کا سانس بھی نیچے کی طرف ہونے لگا۔ آپ کے دائیں ہاتھ کی انگلی آسمان کی جانب تھی۔ چہرہ قبلہ رُخ تھا۔ آپ نے سب کو کلمہ پڑھنے کا حکم دیا۔ ہم نے با آواز بلند کلمہ پڑھا۔ آپ کی زبان پر بھی کلمہ طیبہ جاری تھا۔ کہ روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

Marfat.com
Marfat.com

فقیر راقم الحروف نے آپ کے وصال باکمال کی اطلاع ملتے ہی اپنے مدرسہ کے سامنے مزار کے لئے خریدی گئی جگہ پر لحد کی کھدائی کا کام شروع کروا دیا اور لحد تیار ہوئی۔ کچھ لوگوں کے مختلف خیالات تھے لیکن فقیر مطمئن تھا کہ حضور قمر المشائخ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تمام عمر تمہارے پاس رہینگے تو یقیناً جنازہ یہاں ہی آئے گا۔ وہ اس لئے بھی کہ آپ کی مرضی شامل نہ ہوتی تو یہ جگہ خریدی ہی نہ جاتی اور ہمارا اہل طریقت کا یہ ایمان ہے کہ فقیر کی مرضی کے بغیر اس کی قبر نہیں بنتی۔ جس کے لئے زمین کا جو ٹکڑا اس کے مالک نے مختص کر دیا ہو وہی زمین رشک جنت بنا کرتی ہے اور حضور قمر المشائخ بارہا کبھی کبھی جذب میں آ کر فرمایا کرتے تھے کہ میاں فقیر کی مرضی کے بغیر تو اللہ بھی کچھ نہیں کرتا دوسرا یہ کہ اللہ کا ولی ہو اور اس کی مرضی کے خلاف اس کا مزار شریف بن جائے یہ ناممکن ہے۔

حضور خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا جب وصال ہوا تو مریدین نے آپ کی قبر کھدوائی تمام انتظامات مکمل ہو گئے۔ جب جنازہ پڑھ کر جنازہ قبر کی طرف لے جانے لگے تو ایک مقام پر جنازہ رُک گیا۔ تمام افراد جو جنازہ میں شامل تھے وہ بھی رک گئے کسی کا قدم آگے نہ بڑھا تو ایک مرید آگے بڑھا اس نے کہا ایک مرتبہ میں نے حضور خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس جگہ وضو کرایا تھا۔ تو آپ نے فرمایا تھا کہ اس جگہ سے مجھے خوشبو آ رہی ہے اور اسی جگہ میری قبر بنے گی۔

چنانچہ جو قبر پہلے بنائی گئی تھی وہ ایسے ہی چھوڑ دی گئی اور نئی قبر اس جگہ تیار کروائی گئی جہاں حضور خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا تھا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ فقیر کی مرضی کے خلاف اس کی قبر نہیں بنتی دوسری بات یہ کہ حضور قمر المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی خود بیان فرماتے تھے کہ ہمارے چچا پیر جناب صوفی عبد الصمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ جو حضور مظہر الاولیاء خواجہ پیر سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ مجاز تھے۔ ایک مرتبہ اپنے گاؤں سے اپنے مریدوں کے پاس کسی دوسرے گاؤں میں تشریف لے گئے۔ وہاں چند روز قیام کے دوران اچانک آپ کا وصال ہو گیا۔ مریدین نے آپ کے گاؤں میں اطلاع کر دی کہ ہم جنازہ تیار کر کے گاؤں میں لا رہے ہیں۔ لہٰذا آپ لوگ قبر تیار کروا لیں۔ مریدین نے آپ کو غسل دیا کفن پہنایا، جنازہ تیار کر دیا۔ بیل گاڑی چلانے والے کو حضور صوفی عبد الصمد رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں کی طرف چلنے کو کہا۔ جب کوچوان نے بیلوں کو صوفی صاحب کے گاؤں کی طرف موڑ کر چلنے کا اشارہ کیا تو بیل صوفی صاحب کے گاؤں کی طرف چلنے کی بجائے میرٹھ شہر کی طرف چل دیئے۔ کوچوان مخالف سمت کی طرف ان کا رخ موڑتا۔ مگر بیل میرٹھ شہر ہی کی

Marfat.com
Marfat.com

طرف چلتے تھے۔ کسی اہل دل واہل نظر نے لوگوں کو مخاطب کیا اور کہا کہ جنازہ صوفی صاحب کے گاؤں نہ لے جاؤ اس لئے کہ صوفی صاحب کی خواہش گاؤں میں دفن ہونے کی نہیں ہے۔ بلکہ میرٹھ شہر میں اپنے پیرومُرشد حضور خواجہ سید مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دفن ہونے کی ہے۔

چنانچہ جب کوچوان نے بیلوں کو میرٹھ شہر کی طرف چلنے کا اشارہ کیا تو بخوشی چلنے لگے اور میرٹھ شہر میں داخل ہوگئے۔ چنانچہ آپ کو وہاں حضور خواجہ مظہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے قریب دفنا یا گیا۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ کوئی شخص فقیر ہونے کا دعویٰ کرے تو پھر اس کی مرضی کے خلاف اس کی قبر اور مزار نہیں بن سکتا۔ لہٰذا فقیر راقم الحروف اپنے مدرسے کے قریب صبح سے راجہ ظہور اختر راجہ غلام مرتضیٰ، بابا شیر محمد خان مرحوم کے ہمراہ پورے اطمینان سے جنازہ اور قبر کے انتظامات میں مصروف ہوگیا۔ بھائی چن محمد ٹھیکیدار محمد ایوب اور مستری محمد محبوب وغیرہ قبر کے انتظامات میں مصروف تھے۔ اور شیخ محمد اسلم، راجہ ظہور اختر، راجہ غلام مرتضیٰ، اور دیگر حضرات میرے ساتھ مل کر جنازہ میں آنے والے مہمانوں کی خدمت کے لئے انتظامات میں مصروف تھے۔ صبح ٹھیک ۹ بجے جامع مسجد پراچہ سرکلر روڈ میں جب جنازہ پہنچا تو مخلوق خدا سے مسجد بھر گئی۔ سرکلر روڈ تھانہ محلہ وارث خان سے لے کر اسلامیہ ہائی سکول تک صفیں بنی ہوئی تھیں۔ مخلوق کا شمار نہ تھا۔ اور ہر شخص کی زبان سے جاری تھا۔

اک شخص سارے شہر کو ویران کر چلا

ہر آنکھ پرنم ہر دل غمگسار ہر شخص کے چہرے پر اداسی اور آنسو ٹپک رہے تھے۔ صفوں کا شمار نہ ہوسکا۔ راولپنڈی کی ممتاز علمی اور روحانی شخصیت استاذ العلماء حضرت علامہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب چشتی نظامی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور فرمایا کہ آج حافظ قمر الدین صابری کے وصال سے سلسلہ عالیہ صابریہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ قبلہ حافظ صاحب پاکستان میں سلسلہ عالیہ صابریہ کی پہچان تھے۔ آپ نے صابریہ سلسلہ کی تعلیمات کو ملک بھر میں پھیلانے میں بہت بڑا مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ اور اس موقع پر نقیب اہل سنت پیر نقیب الرحمان صاحب مدظلہ سجادہ نشین عیدگاہ شریف الحاج حافظ محمد شیر عالم مجددیؒ مولانا حبیب الحق ہاشمی مولانا حافظ محمد اقبال رضوی، مولانا قاری مولا بخش چشتی کے علاوہ دیگر کثیر تعداد میں علمائے اکرام نے شرکت کی جبکہ فرزند راولپنڈی شیخ رشید احمد وفاقی وزیر محنت ملک انجم فاروق پراچہ ملک ناظم الدین ناظم چوہدری محمد اکرم چوہدری نواز الحق سید سنجر حسین شہزاد جو قمر المشائخ سے دیرینہ عقیدت مندی رکھتے تھے۔

Marfat.com
Marfat.com

کہ علاوہ لاتعداد لوگ شریک ہوئے۔ پراچہ مسجد میں جنازہ کے بعد ٹھیک گیارہ بجے آپ کا جنازہ جب چکری روڈ موہڑہ چھپر پہنچا۔ تو وہاں پر موجودہ ہزارہا افراد جو مقامی آبادی و دیہات کے لوگ تھے۔ اتنا بڑا جنازہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جنازہ آرہا ہے۔ کہ کسی دولہا کی برات آرہی ہے مین چکری روڈ پر ایمبولینس سے جنازہ اتار کر چارپائی کاندھوں پر اٹھائی گئی تو ہر طرف مریدین حق صابر یا صابر حق فرید یا فرید کے نعرے لگا رہے تھے۔ فقیر راقم الحروف اپنے علاقہ کے دوستوں کے ہمراہ جن میں شہر سے تشریف لائے ہوئے مولانا حافظ بشیر احمد سیالوی، مولانا ڈاکٹر محمد حنیف قادری، قاضی ظہور الٰہی قادری اسلام آباد کے خطیب قاضی وزیر حسین رضوی مقامی خطیب علامہ سید ذوالفقار حسین شاہ صاحب مولانا عبدالغفور جذباتی محترمہ بینظیر بھٹو کے مشیر جناب سیّد غلام یٰسین آزاد صاحب اور اپنے برادر اکبر حافظ نور احمد قادری، قاری ظہور احمد صاحبزادہ مسعود انجم قریشی صاحبزادہ قاضی سجاد احمد بشیر گرد آور محکمہ مال صاحبزادہ مشتاق احمد صابری ماڑی بگیال شریف کے ہمراہ جنازہ کا استقبال کے لئے آگے بڑھا ایک عجیب کیف و مستی اس جنازہ کے موقع پر دیکھی جو اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آئی۔ اس وقت راقم الحروف نے شیخ فواد صابری صاحب سے کہا کہ میرے حافظ صاحب نے مجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا ہے کہ آج میرے ادارے کو رونق بخشی اور وہ بھی ایسی کے قیامت تک یہ رونق ختم نہ ہوگی اس لئے کہ اللہ والے بیٹھ جاتے ہیں۔ وہاں رونقیں لگ جاتی ہیں راقم الحروف چونکہ شہر سے اکیلا ہی چکری روڈ پر آیا تھا۔ حضور قمر المشائخ کے تشریف لانے سے شہر کے متعلقین، مریدین، عقیدت مندان چکری روڈ موہڑہ چھپر جو کہ آج کل گلستان غریب نواز کے نام سے مشہور ہو چکا ہے۔ لوگ آرہے ہیں ایک تو میری تنہائی ختم ہوئی دوسرا یہ کہ جامعہ اسلامیہ فیض القرآن جامعہ مسجد اکبری صابری آباد ہو گئی ہے۔ خیر موہڑہ چھپر چکری روڈ میں نماز جنازہ دوبارہ گیارہ بجے پڑھی گئی نماز جنازہ مولانا حافظ بشیر احمد سیالوی خطیب جامع مسجد مولوی نادر دین محلہ امام باڑا نے پڑھائی۔ اس وقت مقامی آبادی کے لاتعداد لوگوں کے علاوہ علاقہ کے معروف دھیمالی راجگان کی برادری کے سرخیل جناب راجہ لال خان مرحوم کے صاحبزادے راجہ محمد ناصر اپنے دیگر احباب کے ہمراہ موجود تھے۔ گیارہ صفیں بنیں، نماز جنازہ کے بعد آپ کے چہرۂ انور کا دیدار کرایا گیا تو ہر دیکھنے والا کہتا تھا کہ آفتاب ولایت چمک رہا ہے۔

جس وقت آپ کو لحد میں اتارا گیا تو مریدین نے لاتعداد پھول آپ کے مزار کے اندر ڈال دیئے۔ جب قبر تیار ہوگئی تو تمام مریدین نے تلقین اول و آخر پڑھی۔ ختم شریف، شجرہ شریف اس وقت علاقہ کی فضا پر ایک عجیب رنگ تھا۔ پورا علاقہ روحانی طور پر معطر ہو چکا تھا۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ کے دم قدم سے اس علاقہ کو عزت ملی رونق ملی اور علاقہ پر بہار آ گئی۔اس زمین کے مقدر سنور گئے دربار شریف پر رونق اور لوگوں کا اژدھام دیکھ کر دل کو مسرت ہوتی ہے۔فقیر راقم الحروف نے ۱۴ اپریل ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۶۔ذوالحج ۱۴۱۹ ہجری بروز اتوار جب حضور قمر المشائخ کا جنازہ لایا گیا تو یقین کر لیا کہ جس طرح ظاہری زندگی میں حضور حافظ صاحب نے لج پالی فرمائی۔آج بعد از وصال بھی اپنی زندگی میں کیا ہوا وعدہ پورا فرما کر لج پالی کی انتہا کر دی اور تمام دنیاداروں کو بتا دیا کہ فقیر کی یہ مرضی بھی ہے اور حسن انتخاب بھی ہے۔

کشف و کرامت:

جس زمانے میں حضرت قمر المشائخ قبلہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملٹری اکاؤنٹس کے دفتر میں ملازم تھے۔فقیر راقم الحروف کبھی کبھی آپ کے دفتر میں زیارت و ملاقات کے لئے چلا جاتا۔ ایک دن دفتر میں ملاقات کیلئے حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا چلو ایک دوست کے پاس جانا ہے۔آپ دفتر سے اٹھے فقیر بھی ساتھ ہو لیا چلتے چلتے مسی گیٹ اڈا جی ٹی ایس کی جامع مسجد کے نیچے ایک بک سٹال پر شیخ فواد کی دوکان پر جا پہنچے۔شیخ صاحب نے قدم بوسی کی بعد دعا سلام اور ملاقات کے آپ نے شیخ فواد صابری صاب سے فرمایا کہ میاں شیخ صاحب آپکی شادی جلد ہونے والی ہے۔تھوڑے دنوں بعد آپ کے گھر ایک رشتہ لڑکی والے آپ کے لئے لے کر آئیں گے۔مگر آپ نے انکار نہیں کرنا۔فوراً ہی وہ رشتہ قبول کر لینا۔شیخ فواد صاحب بے چارے بڑے پریشان تھے۔کہ میں نے یا میرے والدین نے کسی سے رشتہ مانگا نہیں اور نہ ہی میرے رشتے کی کہیں بات چل رہی ہے۔آخر وہ لوگ کون ہیں جو رشتہ لے کر آئیں گے۔انہوں نے دل میں خیال بٹھا کر حضور قبلہ حافظ صاحب سے پھر پوچھا کہ وہ لوگ کون ہیں؟ کہاں سے آئیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ شیخ صاحب آپ اُن خوش نصیبوں میں سے ہیں۔جن کا رشتہ لے کر لڑکی والے خود آئیں گے۔بس آپ نے ہاں کرنی ہے۔انکار نہیں کرنا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔چند روز بعد لڑکی والے رشتہ لے کر آئے اور ان کے والدین نے رشتہ قبول کر لیا۔

کرامت نمبر ۲:

شیخ زاہد سلیم صاب جو کہ موتی بازار چوک میں منیاری کی دوکان کرتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ عملیات کا کام بھی کرتے تھے۔اکثر بیشتر دوستوں کی محفل میں کہا کرتے تھے۔ پاکستان میں ابھی کوئی ایسا فقیر پیدا نہیں ہوا۔جو میرا ہاتھ پکڑ لے۔ایک دفعہ لاہور کسی

Marfat.com
Marfat.com

غرض سے گئے۔ واپسی پر راستے میں کسی ہوٹل پر چائے وغیرہ پینے اور کھانا کھانے کے لئے رکے۔ تو ہوٹل کے ایک طرف ایک فقیر کو دیکھا اس کے بارے میں لوگوں سے معلومات کیں تو پتہ چلا کہ خاموش فقیر ہیں۔ کسی سے کلام تک نہیں کرتے۔ اچانک وہ فقیر آئے اور شیخ زاہد سلیم سے سگریٹ مانگا۔ سگریٹ سلگا کر کہنے لگے تم یہاں پھر رہے ہو۔ راولپنڈی میں تمہارا انتظار ہو رہا ہے۔ شیخ زاہد سلیم نے کھانا چائے وغیرہ چھوڑا راولپنڈی کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب پنڈی پہنچ کر موتی بازار چوک میں اپنی دوکان پر پہنچے تو کیا دیکھا کہ حضور قمر المشائخ دوکان پر کھڑے ہیں اور زاہد صاحب کے بھائی سے پوچھ رہے ہیں کہ زاہد صاحب کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ لاہور گئے ہوئے ہیں۔ ابھی انہوں نے یہ کہا ہی تھا کہ شیخ زاہد سلیم پہنچے اور کہنے لگے۔

جناب میرا نام زاہد ہے۔ فرمایئے کیا حکم ہے؟ آپ نے زور سے زاہد سلیم کا بازو پکڑا اور کہا چل اس بات کا شیخ زاہد سلیم پر ایسا اثر ہوا کہ فوراً چل دیئے اور جامع مسجد نورانی صابری صرافہ بازار پہنچے۔ کچھ دیر بیٹھے رہے۔ اس کے بعد سے وہی زاہد سلیم شیخ ہیں۔ جو کہ حضرت قمر المشائخ کے مرید بھی ہوئے۔ اور ایام علالت میں اپنے مُرشد کی ایسی خدمت کی کہ حق ادا کر دیا اور پھر حضرت قمر المشائخ نے آپ کو خلافت سے بھی نوازا۔ جو کہ آج کل صاحب سلسلہ ہیں۔ اور اپنے کام میں بڑے ہی اچھے انداز میں مشغول ہیں۔ بہت سے افراد ان کے ہاتھ پر داخلِ سلسلہ ہو چکے ہیں اور ہر ماہ کی 16 تاریخ چاند کی اپنے مرشد کا ختم شریف پورے اہتمام سے کراتے ہیں۔

کرامت نمبر ۳:

۲ جولائی بروز جمعرات ۱۹۹۹ء بعد نماز مغرب جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ گلستان غریب نواز کے طلباء حسب معمول حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف پر ہدیہ نعت شریف پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ ہمارے مدرسے کے طلباء کا یہ معمول ہے کہ ہر روز صبح نماز فجر کے بعد اور شام کو بعد نماز مغرب حضرت قمر المشائخ کے دربار پر حاضری بھی دیتے ہیں اور قصیدہ بردہ شریف کے چند اشعار پڑھنے کے بعد اعلیٰ فاضل بریلوی کی شہرہ آفاق نعت

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی

سب سے بالا ولا ہمارا نبی

کے چند اشعار پڑھتے ہیں۔ اور اس پورے گروپ کا لیڈر یعنی ہیڈ نعت خواں صاحبزادہ علی احمد

Marfat.com
Marfat.com

صابری جو کہ راقم الحروف کا بڑا صاحبزادہ ہے۔ وہ سب طلباء کو لے کر ہدیہ نعت پیش کرتا ہے۔ مورخہ ۲ جولائی بروز جمعہ کو صاحبزادہ علی احمد صابری بوجہ علالت دربار حاضر نہ تھا۔ تو فقیر راقم الحروف سمیت حضور قمر المشائخ کے خلیفہ جناب شیخ عبدالمجید صاحب، صوفی گلفام ارشد صاحب محمد طارق صابری کے علاوہ علاقہ کے بھی چند افراد موجود تھے۔ طلباء نے جب قصیدہ بُردہ شریف پڑھا ۔نعت کی باری آئی تو راقم الحروف کو خیال گذرا کہ بجائے اس کہ کوئی طالب علم آگے نعت پڑھائے آج میں خود نعت پڑھواتا ہوں۔

چنانچہ راقم الحروف آگے آگے پڑھتا رہا تمام طلباء اور مریدین ساتھ پڑھتے رہے۔ نعت شریف کے دوران پورے مجمع پر ایک کیفیت طاری تھی کہ اچانک شیخ عبدالمجید خلیفہ دربار شریف سمیت دیگر مریدین نے دیکھا کہ حضور قمر المشائخ کی قبر انور کے مواجہ شریف کی جانب سے قبر مبارک پر پڑی ہوئی چادریں اس طرح بار بار اُٹھنا شروع ہوگئیں ۔ جیسے ان کے درمیان کوئی چیز حرکت کر رہی ہے۔ وہ حرکت مواجہ شریف سے قدموں کی طرف پھر واپس آپ کے چہرہ کی طرف تمام حاضرین پریشان ہو گئے۔نعت شریف کے اختتام پر خلیفہ عبدالمجید سمیت دیگر معززین کہنے لگے کہ قبر مبارک کی چادروں کے نیچے کوئی چیز داخل ہے۔ فقیر راقم الحروف اور صوفی گلفام ارشد نے کہا کہ بھائی کوئی چیز نہیں ہے۔ مگر لوگوں کے اصرار پر چادروں پر پڑے ہوئے پھول اتارے اور پھر تمام چادریں اتار دیں گئیں۔قبر مبارک کی مٹی نظر آنے لگی مگر کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ جب وہاں کچھ نظر نہ آیا تو پھر حیرانگی اور بڑھ گئی۔ تو راقم الحروف نے حاضرین کو مخاطب ہو کر کہا کہ بھئی آج عرصہ ۲۰ سال بعد حضور قمر المشائخ کو میں نے نعت شریف سنائی ہے۔اس لئے آپ کو وجد ہو گیا تھا۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ حضور قمر المشائخ نعت شریف سن کر خوش ہو رہے تھے۔(نوٹ) اس واقعہ کے عینی شاہدین آج بھی تادم تحریر حیات ہیں۔جس کی باقاعدہ تصدیق کی جاسکتی ہے۔

کرامت نمبر ۴:

آپ کے صاحبزادے حافظ بدرالدین صابری کے بچپن کے دوست شیخ محمد نعمان جو کہ مسلکاً اہل حدیث ہیں۔ایک دن وہ آپ کے صاحبزادے کے ہمراہ آپ کے ملنے کے لئے مسجد نورانی صابری صرافہ بازار میں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک حلوائی کی دکان پر انہوں نے گرم گرم گلاب جامن دیکھی اور دل میں خیال کیا کہ آج حافظ صاحب اگر ہمیں گلاب جامن کھلائے تو اچھی بات ہے۔ یہ سوچ کر وہ مسجد میں پہنچ گئے ملاقات ہوئی، کافی دیر بیٹھے رہیں، جب وہ وہاں سے روانہ ہوئے تو حضرت قمر المشائخ بھی اُن کے ہمراہ مسجد سے باہر آئے اور اُس حلوائی کی دکان پر پہنچ کر

Marfat.com
Marfat.com

آپ نے ہم دونوں کو روکا اور حلوائی سے کہا کہ اِن دونوں کو گرم گرم گلاب جامن کھلاؤ۔ اِس بات کو دیکھ کر شیخ محمد نعمان جو کہ غیر مقلد ہے بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ مجھے آج یقین ہو گیا کہ واقعی اولیاء کاملین کو کشف ہوتا ہے۔

کرامت نمبر ۵:

آپ کے ایک بہت پرانے مرید آپ کے پاس آئے عرض کرنے لگے حضور میں نے اپنی بیٹی کی شادی اپنی بہن کے لڑکے سے کی۔ ابھی شادی کو چند ہی ماہ گزرے ہیں۔ کہ انہوں نے مختلف حیلوں بہانوں سے بیٹی کو تنگ کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ اور آج انہوں نے میری بیٹی کا زیور چھپا لیا اور بیٹی پر چوری کا الزام لگا دیا اور کہا کہ یہ زیور تم نے چرا کر اپنے والدین کو دے دیا۔ میں برادری میں ایک باعزت آدمی ہوں۔ منہ دکھانے کے قابل نہ رہا۔ خدارا اِس زیور کی چوری میں میری مدد فرمائیے۔ دعا کریے کہ خدا مجھے عزت و آبرو سے سرخرو فرمائے۔

یہ بات سن کر آپ جلال میں آئے اور فرمانے لگے۔ برخوردار بیٹی کے سسرال کے گھر جاؤ فلاں کمرے میں اتنے بکسے ہیں اُن میں فلاں بکسے میں مطلوبہ زیور پڑا ہوا ہے۔ تم نے صرف وہی بکس کھولنا ہے۔ چنانچہ وہ وہاں گئے اور اپنی بہن سے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے۔ انہوں نے میری بیٹی پر الزام لگاتے ہوئے مجھ سے بھی کہا کہ تمہاری بیٹی نے یہ زیور چوری کیا ہے۔ تو میں نے وہاں جا کر اُن سے کہا کہ گھر میں تلاش کرتے ہیں کہ شاید کہیں بکسے میں پڑا ہو۔ جب اُس مرید نے آپ کے فرمان کے مطابق اُسی کمرے میں اُس بکسے کو کھولا تو زیور پوٹلی میں بندھا ہوا پڑا تھا۔ جو کہ اُن کی لڑکی کی ساس نے چھپا کر رکھا تھا۔ دیکھ کر بہت شرمندہ ہوئی اور اپنے بھائی کے پیروں میں گر کر معافی مانگنے لگی۔

Marfat.com
Marfat.com

منقبت در شان حضرت قمر المشائخ

مرد قلندر پارسا قمر المشائخ صابریؔ
کردار و سیرت بے گماں قمر المشائخ صابریؔ

عالم فقیہہ و زاہد و متقی و نیک نام
ہو راہنمائے کاملاں قمر المشائخ صابریؔ

مظہر نوری کہ ہو تم جانشین بالیقین
ذات مظہر کے ہیں پر تو قمر المشائخ صابریؔ

سلسلہ صابری کا کہتا ہے ہر اِک فقیر
مخدوم صابر کے ہیں مظہر قمر المشائخ صابری

عارفوں کے پیشوا ہو عاشقوں کے رہنما
موج بحر عاشقاں قمر المشائخ صابریؔ

دین و دنیا میں رہیں گے خوش و خرم شاد و کام
کہلاتے ہیں جو بھی گدائے قمر المشائخ صابریؔ

آج لے ان کی پناہ کل یہ پوچھیں گے وہاں
مقصود کو دیں گے اماں قمر المشائخ صابریؔ

کلام از قلم صاحبزادہ مقصود احمد صابریؔ

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

نمونہ سلف صالحین، قدوۃ السالکین، حافظ القرآن شیخ الحدیث والتفسیر عالم ربانی شیخ طریقت جناب حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ موضع بچیٹی تحصیل دیوبند روڑ کی روڈ ضلع سہارنپور میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام محمد رحمت اللہ تھا جو کہ ایک نیک سیرت بزرگ تھے۔ زمینداری آپ کا خاندانی مشغلہ تھا۔ قوم سے سروہی راجپوت تھے۔ گھر کے مذہبی ماحول کی وجہ سے آپ کو آپ کے گاؤں بچیٹی کے ساتھ کھجوری میں قرآن کریم حفظ کرنے کے لئے مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں داخل کرا دیا گیا اور بہترین صلاحیت اور ذہانت کی وجہ سے جلد ہی قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند جو کہ آپ کے گاؤں سے ۱۲ میل کے فاصلے پر واقع ہے میں علوم دینیہ کے حصول کے لئے داخل ہو گئے۔ بہترین اساتذہ کی نگرانی میں آپ نے علوم دینیہ اور دورۂ تفسیر قرآن کریم اور دورہ حدیث کی تکمیل کے بعد سند حدیث حاصل کر کے واپس اپنے گھر آ گئے۔

آپ چونکہ اپنے والد گرامی کے اکلوتے بیٹے تھے۔ گھر میں زمینداری کا نظام بہت وسیع تھا جو کہ والد گرامی کے اوپر کافی بوجھ تھا۔ آپ نے تعلیم ظاہری سے فراغت کے بعد والد گرامی کا ہاتھ بٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ اور زمینداری میں مصروف ہو گئے۔ مگر دل میں ایک آگ سی تھی جو مسلسل بھڑک رہی تھی جس کی وجہ سے آپ کا دل زمینداری اور گھر میں نہ لگتا۔ کلیر شریف میں سلطان الاولیاء مخدوم العلمین حضرت سیّدنا مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک شروع ہوا تو آپ کے دل میں خیال گذرا کہ مخدوم پاک کے دربار میں حاضری دی جائے کلیر شریف آپ کے گاؤں سے بارہ کوس کے فاصلے پر تھا۔ آپ گھر سے نکلے اور حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کے دربار میں پہنچے۔

بیعت وخلافت:

آپ کے گھر کا ماحول مذہبی ضرور تھا مگر اہل خاندان کی اکثریت دیوبندی ذہن کی تھی جو کہ عرس وغیرہ میں شرکت کو ناجائز تصور کرتے تھے۔ مگر چونکہ عشق کی آگ تھی جو کہ آپ کو حق کی

Marfat.com
Marfat.com

طرف بلا رہی تھی اِس لئے آپ کلیئر شریف پہنچے۔ دل میں خیال وہی تھا جو کہ گھریلو ماحول کے مطابق مگر عشق تھا کہ سوئے دربار صابر کی طرف کھنچے چلے جا رہا تھا۔ حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری کے بعد آپ پر رقت طاری ہوگئی۔ عجیب وغریب کیفیت میں بارگاہ صابر کی حاضری سے فارغ ہوئے تو گولر کے درخت کے نیچے ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی تو سمجھ گئے کہ گوہر مقصود ہاتھ آگیا ہے۔ وہ بزرگ جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت خواجہ سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد دکنی تھا۔ آپ اُن کے دست حق پرست پر بیعت ہوگئے۔ مرشد کامل نے بیعت کرنے کے بعد چند اوراد واذ کار سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے بتائے اور ایک کتاب اخلاق صابری فی عرفان باری جو کہ ان کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی تھی آپ کو عنایت فرمائی اور نماز وروزہ وشریعت وطریقت کی پابندی کا حکم دیا۔

نوٹ:

کتاب مذکورہ اخلاقِ صابری فی عرفان باری فقیر راقم الحروف کو قبلہ والد گرامی کے ترکہ میں ملی ہے جو کہ آج بھی فقیر کے کتب خانے میں موجود ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی یہ قدیمی نسخہ جدید انداز اور کمپیوٹر کتابت کروا کر اہل علم تک پہنچادی جائے گی۔

آپ نے اپنے مُرشد کے بتائے ہوئے ازکار واشغال پر سختی سے محنت کی۔ دنیاداری اور زمینداری سے کنارہ کش ہو کر یاد خدا میں مشغول ہوگئے۔ آپ کے مُرشد نے روحانی طور پر آپ کی بہت دستگیری کی اور آپ کو سلوک کی منزلیں طے کرائیں۔ خلافت واجازت سے نواز کر مخلوق خدا کی رشد وہدایت کا فریضہ سونپا جو کہ آپ نے بخوبی انجام دیا۔

سیرت وکردار:

آپ انتہائی نیک متقی پرہیز گار تھے۔ نماز پنجگانہ تادم آخر کبھی قضا نہ کی تہجد کے علاوہ دیگر نوافل اوابین اشتراق چاشت، آپکا معمول تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت سے بہت مسرور ہوتے تھے۔ تمام زندگی بچوں اور بچیوں کو قرآن پاک پڑھاتے رہے اور ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے آپ سے قرآن کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے تمام زندگی مسجد کی امامت وخطابت کی لیکن کبھی بھی تنخواہ نہ لی۔ فی سبیل اللہ، اللہ کی رضا کی خاطر دین کی خدمت کرتے رہے۔ اپنے بچوں کے لئے صبح سے دوپہر تک کاروبار کر کے روزی کما کر اُن کا پیٹ پالتے تھے۔ آپ بڑے ہی بلند اخلاق اور روادار وضع دار شخصیت کے مالک تھے۔ اپنے دروازے پر آنے والوں کو کبھی بھی مایوس نہ لوٹاتے تھے۔ اور

Marfat.com
Marfat.com

نہ ہی کسی کا دل دکھاتے آپ ذکر خدا اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ خدا کی مخلوق کی بھی بہت خدمت کرتے تھے۔ اپنے سے متعلقہ حضرات اپنے ملنے جلنے والوں کے گھریلو کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹاتے اور اُن کے اقتصادی اور معاشی معاملات کا حل بھی نکالتے۔ محلے یا علاقہ میں کبھی دو شخص لڑ پڑتے تو آپ کو بہت تکلیف ہوتی اور پوری کوشش کر کے ان کے درمیان جھگڑا ختم کراتے آپ شریعت وطریقت کے ماہتاب وآفتاب تھے۔

امامت وخطابت کا آغاز:

پیر دستگیر حضرت سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آباد دکنی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہونے کے بعد آپ کا دل زمینداری جاگیرداری اور دنیاداری سے ہٹ گیا تھا۔ آپ نے اپنے علاقے اور گھر بار کو خیرباد کہہ کر قصبہ ببیال ضلع انبالہ کے مشہور قصبہ کی جامع مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دینے لگے اور یاد خدا میں مشغول ہو گئے۔ کافی عرصہ قصبہ ببیال میں قیام کیا۔ اور سینکڑوں کی تعداد میں بچوں اور بچیوں کو زیور قرآن کی تعلیم سے آراستہ کیا۔ قیام ببیال کے زمانہ میں آپ سے قرآن کریم کی تعلیم کا فیض حاصل کرنے والے چند افراد ایسے بھی ہیں جو بعد میں اپنے زمانے کے ولی کامل ہوئے۔ ان میں سے قیام پاکستان کے بعد ملتان میں مقیم ہونے والے حضرت پیر فقیر محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ جن کا مزار عزیز ہوٹل چوک نزد ڈیرہ اڈہ ملتان میں ہے اور پیر صوفی فرزند علی صابری جو کہ صابری بسیرا باغ محلہ جہلم شہر میں مقیم رہے اور بعد از وصال ان کا مزار حضرت سلیمان پارس کے مزار کے قریب ہی دریائے جہلم کے کنارے جہلم میں واقع ہے اور صوفی غلام محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو کہ سرگودھا کے رہنے والے تھے اور وہیں ان کا وصال ہوا۔ اور اسی طرح ایک بزرگ محمد سلیمان جو کہ ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے تھے بڑے ہی نیک متقی و پرہیزگار تھے آپ کے وصال کے بعد راقم الحروف کے پاس تعزیت کے لئے آئے بعد ازاں آپ کے پہلے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر فقیر راقم الحروف نے حضرت قمر المشائخ حافظ قمر الدین صابری رحمۃ اللہ علیہ صوفی فرزند علی صابری علیہ الرحمۃ پیر سیّد دلدار حسین گیلانی، حافظ محمد یامین صابری رحمۃ اللہ علیہ، سیّد مظہر علی شاہ، صوفی محمد بلال وارثی علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں ان کو قبلہ والد بزرگوار کی طرف سے دستار خلافت اور اجازت بیعت دی تھی جو کہ تاحال اپنے مشن میں مصروف ہیں اور بھی چند حضرات آپ ہی کی تربیت کی بدولت اپنے زمانے کے شیخ کامل بنے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے قرآن کریم حفظ بھی کیا جو کہ سرگودھا شہر ملت آباد میں مقیم رہے۔ ایک کے سوا تمام کا انتقال ہو گیا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

قصبہ بیال سے آپ انبالہ چھاؤنی گوشت مارکیٹ کی مسجد میں شیخ نظام الدین آڑھتی کی معرفت خطیب وامام مقرر ہوئے اور زندگی کا بہت طویل عرصہ وہاں پر گذارا اور مخلوق خدا کو رشد و ہدایت دیتے رہے۔

تحریک خلافت شروع ہوئی تو آپ نے بھی اکابرین ملت کے شانہ بشانہ کام کیا اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تحریک خلافت کی کامیابی کے بعد ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ میں شامل ہو کر تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔تحریک پاکستان کی کامیابی اور تقسیم ہند کے بعد آپ نے اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ پاکستان آنے کا فیصلہ کرلیا۔آپ کے برادر اصغر چوہدری مشتاق احمد سروہی جو اپنے گاؤں کے پردھان تھے انہوں نے ایک سکھ فوجی کو پیسوں کا لالچ دیا کہ میرے بھائی انبالہ چھاؤنی کی گوشت مارکیٹ کی مسجد کے خطیب وامام میں ہیں۔کسی طرح ان کو ہم تک پہنچادیں تو ہم پانچ سو روپے دے دیں گے۔جب وہ فوجی سکھ آپ کو لینے کی غرض سے انبالہ چھاؤنی گوشت مارکیٹ کی مسجد میں پہنچا تو آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میرا جینا مرنا ان لوگوں کے ساتھ ہے۔جنہوں نے مجھ سے نام خدا سیکھا ہے اور ہر طرح سے میرا خیال بھی رکھا۔لہٰذا میرے برادران سے کہہ دو کہ جاگیر اور زمیندارا تمہیں مبارک ہو مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔میں اب واپس گھر نہیں جاؤں گا۔بلکہ جن لوگوں میں زندگی کا طویل عرصہ گذرا ہے۔ جو کہ لوجہ اللہ ہے۔اب میرا جینا مرنا بھی انہیں کے ساتھ ہوگا۔اس کے بعد آپ اپنے مقتدیوں اور عقیدت مندان کے ہمراہ انبالہ چھاؤنی انڈیا سے ڈھنگی محلہ راولپنڈی پاکستان میں تشریف لے آئے۔

ڈھنگی محلہ راولپنڈی پاکستان میں تبلیغی خدمات:

۱۹۴۷ء میں اپنے عقیدت مندان کے ہمراہ ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے تو ڈھنگی محلہ راولپنڈی میں تشریف لاکر مستقل قیام پذیر ہوئے اور ایک مندر کا تالہ توڑ کر اپنے مقتدیوں کے ہمراہ اسے بتوں سے پاک کیا اور اسے مسجد قرار دے کر اس کا نام رحمانی مسجد رکھا اور اس میں پہلی آذان خود دی کچھ عرصہ کے بعد مسجد کی محراب وممبر کی تعمیر کا کام مکمل کر کے باقاعدہ مسجد کی شکل بنادی اور پھر بعد میں اوقاف سے قیمت لگوا کر اس کو مسجد کے نام باقاعدہ الاٹ کرادیا اور اس میں ایک دینی مدرسہ بنام مدرسہ تجوید القرآن قائم کیا۔مدرسہ قائم ہونا تھا کہ طلباء اور طالبات کی ایک بہت بڑی تعداد جمع ہوگئی۔تقریباً ۲۵۰ بچے بچیاں داخل ہوئیں اور تادم آخر یہ مدرسہ اس طرح چلتا رہا اور اس میں داخل ہونے والے ہزاروں تشنگان

Marfat.com
Marfat.com

علوم قرآنیہ اس سرچشمہ فیض سے سیراب ہوئے۔

نوٹ:

آپ کا قائم کردہ یہ دینی مدرسہ آج بھی اسی طرح قائم ہے اور خدمت قرآن کا فیض آج بھی جاری ہے جوکہ آپ کا صدقہ جاریہ ہے۔ آپ نے نصف صدی سے زیادہ دین متین کی خدمت کی جس کے نتیجہ میں ایک محتاط اندازے کے مطابق برصغیر پاک وہند میں تقریباً دس ہزار کے قریب بچے بچیوں نے قرآن کریم پڑھا جن میں بہت سے افراد حافظ قرآن ہوئے۔ جن میں حاجی حافظ مہر دین جوکہ سرگودھا میں آج بھی تادم تحریر بقید حیات ہیں۔

آپ کے ہم عصر علماء اور مشائخ عظام:

آپ کے ہم عصر علماء اور مشائخ میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری (مرحوم) حضرت مولانا سید انعام اللہ شاہ انبالوی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری سابق ڈسٹرکٹ خطیب راولپنڈی رحمۃ اللہ علیہ مولانا قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند جوکہ آپ کے قریبی عزیز اور رشتہ دار بھی تھے۔ مولانا عبدالحکیم سابق ایم۔ این۔ اے مہتمم جامعہ فرقانیہ کو ہاٹی بازار راولپنڈی پیر طریقت صوفی محمد صدیق چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کالے کی منڈی ضلع حافظ آباد پیر طریقت صوفی فرزند علی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ جہلم والے پیر طریقت صوفی فقیر محمد چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ ملتان والے حضرت خواجہ پیر فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی جن کا مزار شجاع آباد ضلع ملتان میں ہے۔

نوٹ:

فقیر راقم الحروف نے حضرت خواجہ فقیر محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جوکہ ریواڑی انڈیا کے رہنے والے تھے اور جنہوں نے تمام عمر شجاع آباد ملتان میں گزاری ہے کی بارہا زیارت کی۔ راقم الحروف کا بچپن تھا اور ناظرہ قرآن کی تعلیم کا زمانہ تھا کہ اس وقت آپ خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ شجاع آبادی کی عمر شریف تقریباً 80 برس سے زیادہ تھی قبلہ والدگرامی کے پاس عرس موہڑہ شریف کے موقع پر دو روز قیام فرماتے اور فقیر کو گود میں بٹھا کر پیار کرتے اور سر پر دست شفقت رکھتے تھے۔ پیر طریقت علامۃ الدھر سید حسین الدین شاہ صاحب چشتی نظامی مہتمم اعلیٰ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار پرانوار سلطان پور تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک میں ہے۔ مولانا حافظ محمد اقبال چشتی ناظم اعلیٰ

Marfat.com
Marfat.com

جامعہ مہریہ رتہ امرال شیر پنجاب حضرت علامہ مولانا محمد اورنگزیب قادری رحمۃ اللہ علیہ خطیب جامع مسجد قاسم آباد راولپنڈی عاشق رسول حضرت علامہ ڈاکٹر محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ میلا دنگر ڈھوک رتہ راولپنڈی علامہ حافظ محمد یعقوب نقشبندی راولپنڈی پیر طریقت حافظ محمد یامین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار اسلام آباد کے بڑے قبرستان میں ہے۔ پیر طریقت حضرت سید عبدالخالق شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار گلالی پور شریف فیصل آباد میں ہے اور وہ آپ کے پیر بھائی اور حضرت شاہ غلام حسین شاہ علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ پیر طریقت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں مرجع خاص وعام ہے۔

نوٹ:

آپ حضرت شاہ خاموش سرکار کے سلسلہ عالیہ سے وابستہ ہیں۔ حضرت شاہ خاموش کے خلیفہ حضرت سید مظہر علی شاہ احمد آبادی ثمہ میرٹھی اور دوسرے خلیفہ وسجادہ نشین حضرت ہاشم حسینی شاہ محمد صابری تھے۔ حضرت سید مظہر علی شاہ کے خلیفہ صوفی اللہ دیا شاہ میرٹھی تھے اور ہاشم حسینی صابری کے خلیفہ پیر سید شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آباد دکنی تھے۔ اللہ دیا شاہ کے خلیفہ حافظ قمر الدین صاحب حضرت شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابری حیدر آباد دکنی کے خلیفہ مجاز حافظ فیض محمد چشتی صابری تھے۔ اس طرح دو واسطوں کے بعد آپ دونوں پیر بھائی تھے۔ دونوں میں قدرے پیار ومحبت کی فضا تھی۔ ایک دوسرے کا احترام ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا ایک دوسرے کی مجالس ومحافل میں شرکت حتی کہ حضرت شاہ خاموش سرکار کا سالانہ عرس پاک منعقدہ ۴ ذیقعد کو آپ نہ صرف شرکت کرتے تھے۔ بلکہ اس میں برابر کا حصہ بھی لیتے تھے۔ اس طرح حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہونے والے اس عرس مقدس میں آپ بھر پور شرکت کرتے رات کو سماع صبح حلقہ ذکر اور ختم خواجگان میں باقاعدگی سے شرکت فرماتے تھے۔

معمولات زندگی:

آپ کی زندگی کے معمولات کے اوقات کار بہت سخت تھے۔ صبح تہجد کے وقت بیدار ہونے کے بعد نماز تہجد ادا فرماتے بعد ازاں نماز فجر کیلئے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ نماز فجر کے بعد مقتدیوں عقیدت مندوں کو قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر بیان فرماتے بعد ازاں اپنے وظائف

Marfat.com
Marfat.com

اوراوراد و شجرہ طیبہ کا معمول پورا فرما کر بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے۔

سال میں ایک مرتبہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں شرکت کے لئے تشریف لے جاتے اور اپنے منظور نظر شاگرد پیر طریقت صوفی فرزند علی شاہ چشتی صابری کے ہاں جہلم عرس شرکت کے لئے جاتے اور اپنے پیر بھائی حافظ قمرالدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر منعقد ہونے والے حضرت مخدوم سیّدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری کے عرس میں ۱۳ ربیع الاول حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری کے عرس میں شرکت کے لئے ۱۶ شوال اور حضرت شاہ معین الدین المعروف شاہ خاموش سرکار کے عرس میں ۴ ذیقعد کو شرکت فرماتے اور کبھی کبھی حضرت امام بری شاہ لطیف کے عُرس میں شرکت کے لئے بھی تشریف لے جاتے۔

آپ اتحاد بین المسلمین کا مکمل عملی نمونہ تھے۔ آپ کے ہاں تمام مکاتب فکر کے لوگ آتے اور نماز باجماعت ادا کرتے اہل حدیث، دیو بندی، اہل تشیع تبلیغی جماعت والے اور جماعت اسلامی والے تمام حضرات آپ کی اقتدا میں نماز پنجگانہ ادا کرتے رہے۔ پورے محلہ میں کبھی کوئی فتنہ نہ کھڑا ہوا اور نہ ہی کوئی فرقہ وارانہ تعصب پیدا ہوا۔ دارالعلوم دیو بند کے مہتمم مولانا قاری محمد طیب (مرحوم) دو مرتبہ آپ کی حیات میں راولپنڈی پاکستان تشریف لائے تھے وہ چونکہ آپ کے قریبی عزیز ورشتہ دار بھی تھے۔ اس ناطے سے وہ پاکستان آ کر آپ کے پاس ضرور تشریف لاتے یہی وجہ تھی مولوی غلام خان اور مولوی عبدالستار توحیدی مولوی عبدالحکیم (ایم۔ این۔ اے) اور قاری محمد امین ور کشاپی محلہ والے آپ کا دل کی گہرائیوں سے احترام کرتے تھے۔ مگر آپ تادم آخر ان میں سے کسی کے گھر تشریف نہ لے کر گئے تھے۔

اولاد وامجاد:

آپ کے چھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔ بڑے صاحبزادے حافظ نور احمد جو اسلام آباد کے کی ایک وزارت میں اہم عہدوں پر اور اس کے ساتھ ساتھ ایک بہترین نعت گو شاعر بھی ہیں۔ دوسرے بیٹے قاری ظہور احمد وہ بھی اسلام آباد میں سرکاری دفتر میں سپر ٹینڈنٹ ہیں اور بہترین نعت خوان اور قاری ہیں۔ تیسرے صاحبزادے راقم الحروف جامعہ السلامیہ فیض القرآن چکری روڈ کے مہتم اور چوتھے صاحبزادے پیر طریقت صاحبزادہ مقبول احمد قادری قلندری جن کا ۳۰ جون ۱۹۸۶ء میں انتقال ہو گیا تھا اور مزار ڈھوک لکھن کے قریب قبرستان میں واقع ہے۔ پانچویں اور چھٹے صاحبزادے منظور احمد و منصور احمد جو کہ دنیا دار ہیں اپنے اپنے کاروبار میں

Marfat.com
Marfat.com

مصروف عمل ہیں۔

کشف وکرامت:

ایک مرتبہ ایک عورت آپ کے پاس آئی اور آکر کہنے لگی حافظ صاحب میرے ہاں اولاد نہیں ہوتی شادی کو ۲۱ سال گذر گئے ہیں۔ میرے واسطے دعا فرمائیں اور مجھے کوئی تعویز دے دیں۔ تاکہ اللہ کریم میری گود بھی ہری کردے آپ نے اُس عورت کو ۲۱ دانے کالی مرچ کے کرم کر کے دیئے اور فرمایا ایک روز کھالیا کرو۔ اللہ کریم انشاء اللہ اولاد نرینہ عطا فرمائیے گا۔ خدا کی کرنی کہ ٹھیک ۱۰ ماہ بعد اس عورت کو خدا نے چاند سا بیٹا عطا فرمایا۔

کرامت نمبر۲:

ایک مرتبہ ایک عورت اپنے خاوند کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رو کے عرض کرنے لگی۔ حضور ہمارے ہاں بچے پیدا ہو کر مرجاتے ہیں کوئی بھی زندہ نہیں رہا اللہ کریم کی بارگاہ میں ہمارے لئے دعا فرمائیں آپ نے فرمایا جب چاند چڑھے تو میرے پاس آنا چنانچہ مقررہ وقت پر وہ دونوں آئے تو آپ نے ایک تعویز لکھ کر دیا فرمایا کہ اس کو اپنے پیٹ پر باندھ لو۔ جب بچہ پیدا ہو جائے تو اس کے گلے میں ڈال دینا انشاء اللہ اَب تمہارے بچے نہیں مریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد اس کے بچے نہیں مرے۔ اس قسم کے بے اولاد حضرات کے ہاں اولاد کا ہونا اور ہو کے مرجانا آپ کے علاج اور نظر ولایت سے سینکڑوں مریضوں کو شفا ملی ہے۔

کرامت نمبر۳:

مکان نمبر R۱۴۰ جھنگی محلہ آپ نے سرفراز نامی شخص سے خریدا اور اسے مرمت کرانا شروع کر دیا۔ مستری مزدوروں میں ایک مستری جو کہ بدنیت تھا دوران کام وہ آپ کی واسکٹ پر نظر رکھے ہوئے تھا کہ حافظ صاحب روزانہ ہزاروں روپیہ اس واسکٹ سے نکال کر خرچ کرتے ہیں جو کہ ختم نہیں ہوتے۔

ایک دن دوپہر کے کھانے کے وقفے کے بعد وہ آپ کی مسجد کے حجرے میں چلا گیا۔ آپ چونکہ قیلولہ فرمارہے تھے۔ وہ آنکھ بچا کر آپ کی واسکٹ لے کر بھاگ گیا آپ جب نماز ظہر کے لئے اٹھے تو سخت پریشانی ہوئی بعد ازاں درگزر فرما دیا فقیر راقم الحروف نے عرض کیا حضور چور بھاگنا نہیں چاہیئے واسکٹ میں پیسو کی تو بات نہیں گھر اور مسجد کی چابیاں ہیں اور اس میں آپ کی

Marfat.com
Marfat.com

پرسنل ڈائری ہے۔ جس میں زندگی کی بہترین یادداشتیں موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ چلو خیر ہے کوئی بات نہیں ہمارا کیا بگڑا ہے۔ اللہ اور دے گا۔ جب زیادہ اصرار کیا تو فرمایا کہ تین روز بعد چور آئے گا اور جہاں سے واسکٹ اٹھائی تھی وہیں رکھ جائے گا۔

چنانچہ وہ اسماعیل نامی مستری چور تین دن بعد آپ کے پاس مدرسے میں آیا۔ آپ نے بھرپور اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے لئے چائے منگوائی وہ چائے پی کر بیٹھا رہا۔ مگر آپ نے اس سے کچھ استفار نہ کیا۔ بعد ازاں وہ واپس جانے لگا تو آپ نے بخوشی اجازت دے دی۔

وصال باکمال:

۲۱ جون ۱۹۷۶ء کو آپ کی طبیعت زیادہ علیل ہوگئی ور دو دن تک خراب رہی ۲۳ جون کو تمام نمازی معتقدین رات کو اکھٹے ہو گئے۔ آپ پر غنودگی کا عالم تھا کہ راقم الحروف نے عرض کیا کہ پانی پیش کروں تو فرمایا پانی دو۔ راقم نے آب زم زم شہد میں ملا کر دینا شروع کر دیا۔ پیر طریقت الحاج حافظ قمرالدین چشتی صابری بھی عیادت کے لئے تشریف فرما تھے کہ رات ۱۲ بجے واپس جاتے ہوئے فرمایا کہ صاحبزادے اب جتنی خدمت ہو سکے کر لو کام تمام ہو چکا ہے۔ رات ۲ بجے آپ نے فرمایا کہ عشاء کا وقت ہو گیا ہے۔ راقم نے عرض کیا جی ہاں فرمایا کہ مجھے بٹھا کر وضو کراؤ۔

چنانچہ تعمیل حکم کے بعد نماز عشاء پڑھوائی ۳ بجے شب فرمایا کہ وضو کراؤ راقم نے وضو کرایا بعد ازاں آپ نے نماز تہجد ادا کی۔ صبح فجر کے وقت پھر وضو کا حکم دیا۔ راقم نے وضو کرایا تو فرمانے لگے نماز کھڑے ہو کر پڑھوں گا راقم نے عرض کیا۔ حضرت آپ کی ہمت جواب دے گئی ہے۔ آپ بیٹھ کر پڑھ لیں۔ فرمایا کہ نہیں تم مجھے سہارا دو نماز کھڑے ہو کر ہی پڑھوں گا۔ چنانچہ نماز کھڑے ہو کر پڑھوائی گئی۔ بعد ازاں بستر استراحت پر لیٹ کر فرمایا کہ ٹھنڈا پانی بنانے کے لئے برف لے کر آؤ۔ بندہ بذات خود دوڑ کر برف لایا پانی دیا تو فرمایا کہ تم نے جو عرس پر لاؤڈ سپیکر لگایا تھا۔ اس سلسلہ میں تمہارے مقدمہ کی تاریخ ہے۔ جاؤ وکیل سے درخواست غیر حاضری کی دلوا کر جلد واپس آ جانا۔ فقیر گھر سے نکلا مگر دل مطمئن نہ تھا۔ بنی چوک تک جا کر واپس آ گیا۔ ابھی محلہ میں پہنچا ہی تھا کہ چھوٹی ہمشیرہ نے کہا کہ ابا جان تمہیں بلا رہے ہیں جلدی چلو میں دوڑتا ہوا گھر پہنچا تو اہل محلہ جمع تھے۔ گھر میں ایک کہرام برپا تھا۔ ہر ایک کی زبان سے تلاوت قرآن اور ذکر خدا کی آواز آ رہی تھی۔ ہر آنکھ اشک بار تھی۔ ہر دل غم کے سمندر میں ڈوبا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر والدہ محترمہ نے کہا کہ آپ مقصودؔ کو یاد کر رہے تھے۔ واپس آ گیا ہے۔ جب راقم لوگوں کو چیرتا پھاڑتا قریب گیا۔ تو آپ

Marfat.com
Marfat.com

نے آنکھ کھولی اور نیچے جھکنے کا اشارہ کیا بندہ نیچے جھکا تو آپ نے میرے گریبان میں اپنی انگلی ڈال کر نیچے کی طرف کھینچا میرے سینے کو اپنے سینے پر رکھ لیا۔ ہچکیاں بندھی ہوئی تھیں۔ میں مکمل طور پر اپنے سینے کو آپ کے سینے سے مس کئے ہوئے تھا کہ آپ کا انتقال ہو گیا وہ چند لمحے ایسے تھے کہ زندگی میں دوبارہ وہ انوار و تجلیات و برکات کبھی نہ دیکھیں۔

آپ کا وصال با کمال ۲۴ جون ۱۹۷۶ء ۲۶ جمادی الثانی بروز جمعرات بوقت بعد نماز فجر ٹھنگی محلہ کے مکان میں ہی ہوا۔ نماز جنازہ علامۃ الدہر پیر سید حسین الدین شاہ صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سبزی منڈی والوں نے پڑھائی راولپنڈی کی مرکزی عیدگاہ کے قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا۔

پہلے پہل تو آپ کا تعویز کچا تھا۔ ۱۲ سال کے بعد آپ کے دوسرے صاحبزادے قاری ظہور احمد نے تعویز پکا بنا دیا ہے۔

نوٹ:

آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال 4 جولائی کو آستانہ عالیہ گلستان غریب نواز میں موہڑہ جھبیر چکری روڈ راولپنڈی میں منایا جاتا ہے۔ جس میں ہزاروں عقیدت مندان حاضری دیکر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

علمائے کرام مشائخ عظام کی کثیر تعداد ملک بھر سے تشریف لاتے ہیں جبکہ عشاء کے بعد تمام رات محفل سماع ہوتی ہے۔

آپ کے وصال با کمال کے بعد چہلم کی تقریب میں برادری کے سرکردہ افراد اور اہل علاقہ دیگر شاگردوں عزیزوں نے آپ کے بڑے صاحبزادہ جناب حافظ نور احمد قادری مدظلہ العالی کو گھر اور برادری کے معاملات میں بڑا سمجھتے ہوئے دستار بندی کی جس پر آج تک تمام برادری احباب شاگرد لواحقین پسران برادران متفق ہیں۔

آپ کے پہلے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر حضرت قمر المشائخ الحافظ حافظ قمر الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ اور آپ شاگرد خاص پیر طریقت جناب صوفی فرزند علی صابری رحمۃ اللہ علیہ صابر بسیرا جہلم پیر طریقت عاشق رسول حضرت حافظ محمد یامین صابری رحمۃ اللہ علیہ اسلام آباد صوفی باصفا جناب صوفی محمد بلال وارثی رحمۃ اللہ علیہ حضرت صوفی سائیں مقصود احمد قادری قلندری مرحوم حضرت پیر سید مظہر علی شاہ سجادہ نشین وارث خان حضرت صوفی محمد احمد چشتی صابری قادری قلندری مرحوم حضرت پیر سید دلدار حسین شاہ صاحب قلندری قادری سجادہ نشین قلعہ سوہا سنگھ نارووال کے

Marfat.com
Marfat.com

علاوہ دیگر مشائخ وعلماء کی موجودگی میں حضرت پیر سید دلدار حسین شاہ قادری نے اعلان کیا کہ حضرت حافظ صاحب کے وصال کے بعد ان کا سلسلہ طریقت چلانے کے لئے ضروری ہے کہ کسی شخص کو نامزد کیا جائے جو زیادہ نہیں تو کم از کم حافظ صاحب کا سالانہ عرس مبارک تو اس طرح منائے جس طرح آج منایا جارہا ہے میں اپنی طرف سے حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند سوئم صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو اپنے سلسلہ سے دستار خلافت دینے کا اعلان کرتا ہوں اس کیلئے تمام مشائخ اٹھیں اور صاحبزادہ مقصود احمد صابری کے سر پر دستار خلافت باندھ کر سرفراز فرمائیں۔

اس اعلان کے بعد تمام مشائخ وعلماء کھڑے ہوئے پیر دلدار حسین شاہ گیلانی قادری نے دستار مبارک حضرت قمر المشائخ کے ہاتھ میں دی انہوں نے دستار ہاتھ میں لے کر اعلان فرمایا کہ خلافت تو شاہ صاحب دے رہے ہیں لہٰذا اس موقع پر حافظ صاحب کے عقیدت مندان شاگردوں کی موجودگی میں صاحبزادہ مقصود احمد صابری کو حافظ صاحب کا سجادہ نشین مقرر کرنے کا بھی اعلان کرتا ہوں اگر کسی شاگرد کو اعتراض ہو تو کر سکتا ہے سب حاضرین مشائخ وعلماء اور شاگردوں نے ہاتھ اٹھا کر تائید کی جس کے بعد تمام مشائخ کے ہاتھ دستار پر لگوا کر حضرت المشائخ نے خلافت سجادہ نشینی کی دستار باندھی۔ ہر طرف سے مبارک مبارک کا شور تھا۔ بفضل تعالٰی ہر سال آپ کا عرس مبارک فقیر راقم الحروف کی نگرانی میں بڑے دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ ملک بھر سے علماء کرام، مشائخ عظام شرکت وخطاب کرتے ہیں۔ ملک کے معروف ترین قوال محفل سماع میں عارفانہ کلام پیش کرتے ہیں جبکہ نعت خوان حضرات بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ہدیہ نعت منقبت پیش کرتے ہیں۔ ۳۔۴ جولائی کی درمیانی تمام رات لنگر ومحفل سماع جاری رہتی ہے۔ سب آپ کے فیضان کا صدقہ ہے وگرنہ کیا میں اور کیا میری اوقات۔

موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں قائم دینی مدرسہ جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ جامع مسجد اکبری صابری آپ ہی کے نام سے منسوب آپ کی یادگار ہیں جہاں سے اب تک ایک سو کے قریب طلبا شعبہ حفظ اور تقریباً ۵۰۰ کے قریب طلبا شعبہ ناظرہ اور ۸۰ کے قریب طلبا علماء دورہ تفسیر القرآن سے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں جبکہ جامعہ کی بلڈنگ کی تعمیر پر بیس لاکھ روپیہ کے قریب خرچ ہو چکا ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت حافظ محمد شریف خان چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

آں مدرس مسائل عشق وعرفان۔ محدث وجدو پیمان۔ امام الفقراء سلطان الاصفیاء رہبر کاملاں حضرت خواجہ حاجی حافظ محمد شریف خان صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ المعروف حافظ نور کلیامی آپ دہلی کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام نامی اسم گرامی مرزا روح اللہ بیگ تھا۔ آپ کا شجرہ نسب چند واسطوں سے ظہیر الدین بابر بادشاہ سے اس طرح ملتا ہے کہ مرزا روح اللہ بیگ بن مرزا رحیم بیگ بن بہادر شاہ ظفر بن شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر بن شہاب الدین شاہ جہان بن شہنشاہ جہانگیر بن جلال الدین محمد اکبر بن نصیر الدین محمد ہمایوں بن ظہیر الدین بابر بن عمر شیخ مرزا۔

فقیر کی صدا:

آپ فوج میں رسالدار میجر کے عہدے پر فائز تھے۔ ایک دن آپ فوجی دستے کے ہمراہ پورے اعزاز سے دہلی کے بازار سے گذر رہے تھے کہ بازار میں ایک مجذوب درویش فقیر بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے آپ کو دیکھ کر صدا دی کہ ہے کوئی جو مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور منہ مانگی مراد پائے۔ آپ آواز سُن کر اپنی سواری سے نیچے اترے اور فقیر کو اپنے ہمراہ لیا قریب ہی ایک چھابڑی والا تھا۔ جس کے پاس کھانے پینے کا سامان تھا۔ آپ نے اُس سے کہا کہ فقیر بابا جو کھاتا ہے اسے کھلاؤ فقیر نے کھانا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ اس چھابڑی والے کا تمام سامان خورد و نوش ختم ہو گیا۔ مگر اس کے باوجود اُس نے پھر صدا لگائی کہ ہے جو فقیر کو پیٹ بھر کر کھلائے یہ سُن کر آپ نے اپنے پاس موجود تمام رقم گھوڑا زین ہتھیار حتیٰ کہ اپنے جسم کی قمیص تک اتار کر فقیر کو پیش کر دی یہ کمال محبت و سخاوت دیکھ کر فقیر خوش ہو کر اُٹھا اور آپ کو اپنے گلے لگا کر کہنے لگا تم نے میرا پیٹ کھانے سے بھرا ہے میں نے اس کے بدلے تمہارا سینہ نور سے بھر دیا ہے۔ لہٰذا اب تم فوراً جلال آباد چلے جاؤ وہاں پر ایک مرد باخدا اور غوث زماں جناب حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ رہتے ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہو جاؤ تمہارا حصہ ان کے پاس ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

جلال آباد آمد اور بیعت وخلافت:

آپ جب جلال آباد شریف پہنچے تو حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ درس وتدریس میں مصروف تھے۔ حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ پہلے سے ہی آپ کے منتظر تھے۔ بڑی ہی محبت سے گلے لگا کر ملے اور اپنے قریب بٹھایا آپ کے دل میں خیال گذرا کہ میں تو اپنا سب کچھ لٹا کر جو لینے آیا ہوں وہ تو یہاں پر نہیں ہے۔ یہ تو قیل وقال میں مصروف ہیں۔ حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ آپ کے دل میں آنے والے اس وسوسے سے باطنی طور پر مطلع ہوئے اور فرمایا کہ بھئی میں تو ایک پنساری ہوں یہاں جیسا مریض آتا ہے ویسی ہی دوا دیتا ہوں۔ تم تو مریض عشق ہو میرے حجرے میں چلے جاؤ بعد ازاں آپ کو اپنے حجرے میں شرف بیعت سے مشرف فرمایا اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی تعلیم سے نوازا۔

آپ نے اپنے مرشد کامل کے پاس رہ کر سخت مجاہدے کیے حتی کہ ایک مجاہدہ کے موقع پر مرشد کامل نے آپ کو حجرے میں بند کر دیا۔ آپ چھ ماہ تک بے ہوشی کے عالم میں اس حجرے میں پڑے رہے۔ حتی کہ آپ کے جسم کو سینکھ (ایک کیڑا ہے جو گوشت اور لکڑی کو کھاتا ہے) نے آپ کے جسم مبارک کو جگہ جگہ سے کھالیا تھا چھ ماہ گذرنے کے بعد حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے خدام کو حجرے کا دروازہ کھولنے کا حکم دیا جب دروازہ کھول کر دیکھا تو آپ کے جسم مبارک کو جگہ جگہ سے سینکھ نے کھالیا تھا آپ کے کپڑے اور جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جو سینکھ سے محفوظ رہا ہو۔ حضور خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ کی یہ کیفیت دیکھی تو آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا کہ عشق کے بازار کا خریدار ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس کے بعد مُرشد کامل نے آپ کے مجاہدے کی تکمیل ہوتی دیکھ کر فرط جذبات سے خوشی میں اللہ اکبر کا نعرہ لگایا تو حافظ شریف خان صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ کھولی اور مرشد کامل کو اپنے قریب کھڑا دیکھ کر کروٹ لے کر اٹھنے کی کوشش کی مگر نقاہت اور زخموں کی وجہ سے نہ اُٹھ سکے۔ مگر مرشد کامل کے قدموں سے لپٹ گئے۔ آپ کے مرشد کامل حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ صاحب نے آپ کے جسم پر اپنا دست کرم پھیرا تو سارے جسم کے زخم ختم ہو گئے اور قوت بھی بحال ہو گئی۔ مُرشد کامل نے پھر آپ کو سینے سے لگا کر باطنی فیض سے آپ کے سینے کو منور اور روشن کر دیا اور فرمایا کہ فوج کی رسالداری کی بجائے ولایت کی سرداری تمہیں عطا کر دی۔ پھر آپ کو دستار اور خرقۂ خلافت سے سرفراز فرما کر خطہ پوٹھوار کی ولایت عطا فرما کر حکم دیا اب یہاں سے فوراً اکلیام چلے جاؤ وہاں ایک مرد قلندر پیدا ہونے والا ہے۔ جس سے ولایت وفقر کا ایک چشمہ جاری ہو گا اور

Marfat.com
Marfat.com

وہ ہمارے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے فیض کو عام کرے گا اور لاکھوں افراد اس سے فیض یاب ہوں گے۔

کلیام شریف کے لئے روانگی:

مرشد کامل نے کلیام شریف روانگی کے وقت آپ کو اپنا کُرتہ مُبارک ٹوپی، چوغہ اور تسبیح عنایت کی اور فرمایا کہ یہ ہماری امانت اُن تک پہنچا دینا۔ مُرشد کامل سے رخصت ہو کر آپ دہلی سے جانب کلیام شریف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی اُنہوں نے ابتدائی تعارف کے بعد فرمایا کہ کہاں سے آرہے ہیں اور کس منزل کی جانب جانا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جلال آباد سے آرہا ہوں اور کلیام شریف خطۂ پوٹھوار جانا ہے۔ یہ سُن کر مولوی صاحب نے عرض کی کہ حضور اگر کرم فرمائیں تو آج کی رات میرے پاس قیام فرمائیں۔ مجھے خدمت کا موقع دیں صبح کو آپ کو منزل کی جانب روانہ کردوں گا۔ آپ نے مولوی کے زیادہ اصرار کرنے پر اُس کی خواہش پوری کی اور رات وہیں گذارنے کا پروگرام بنالیا۔ آپ نے مسجد میں ہی قیام کیا اور رات کے وقت مولوی صاحب کو کچھ تبرکات ایک تھیلے میں ڈال کر دیئے اور فرمایا کہ یہ میرے مُرشد کے تبرکات ہیں جو میری زندگی کا سرمایہ ہیں۔ آپ ان کو اپنے گھر لے جاکر رکھ لیں صبح کو روانگی کے وقت تم سے واپس لے لُوں گا۔ مولوی مذکورہ نے وہ تبرکات جاکر گھر میں رکھ لئے۔ مولوی صاحب اور اُن کے اہل خانہ جب سو گئے تو رات کے آخری پہر اُس تھیلے سے اللہ اکبر کی آوازیں آنے لگیں اور جوں جوں رات گذرتی جاتی اُس سے ذکر الٰہی کی آوازیں آتی رہیں۔ مولوی صاحب یہ کرامت دیکھ کر حیران و پریشان ہو گئے اور دلی طور پر بے ایمان بھی ہو گئے اور دل ہی دل میں کہنے لگے کہ اتنا متبرک تھیلا میں اب اُس درویش کو نہ دوں گا اور یہ برکت میں اپنے گھر میں ہی رکھوں گا۔

مولوی صاحب چونکہ صرف قیل وقال کو جانتے تھے صاحب حال لوگوں کے منصب سے بے خبر تھے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت خواجہ حافظ شریف خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب اب ہماری یہاں سے روانگی کا وقت ہے۔ لہٰذا میری امانت لے آؤ تو مولوی صاحب کہنے لگے کونسی امانت میرے پاس تو آپ کی کوئی امانت ہے ہی نہیں۔ اس موقع پر مسجد کے باقی نمازی بھی موجود تھے۔ اُنہوں نے آپ سے پوچھا اے اجنبی مسافر آپ کی کونسی امانت ہمارے امام صاحب کے پاس ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے مُرشد کے تبرکات ہیں۔ جو میں نے مولوی کو رات کے وقت امانتاً دیئے تھے۔ مگر اب وہ میری امانت واپس نہیں کر رہا یہ بات سُن کر لوگوں نے کہا کہ اے

Marfat.com
Marfat.com

فقیر ہمارا امام کوئی ایسا غریب شخص نہیں ہے کہ تمہاری ان چیزوں کے لئے بے ایمان ہو جائے۔ ہم عرصہ دراز سے اس کے پیچھے نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارا امام نیک آدمی ہے۔ بے ایمان نہیں ہے۔ آپ نے لوگوں کی بات سُن کر دل ہی دل میں سوچا کہ اب کیا کیا جائے ان تبرکات کو اس وعدہ خلاف مولوی کے پاس چھوڑا بھی نہیں جاسکتا۔ آپ نے بے بسی کے عالم میں اپنی متاع حیات کو اس طرح لٹتا دیکھ کر خاموشی اختیار کر لی اور آگے جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ آپ نے دوسرے روز اس مولوی سے پھر کہا کہ مسافروں اور فقیروں کو تنگ نہیں کیا کرتے۔ لہٰذا میرا تھیلا مجھے دے دو مگر مولوی پر اس بات کا کوئی اثر نہیں ہوا اور دھمکی دینے لگا کہ اب اگر تم نے مجھ سے دوبارہ کبھی بھی اس سے متعلق بات کی یا مجھ سے تھیلا مانگا تو میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔ مولوی کی دھمکی سُن کر آپ کے دل سے آہ نکلی جو کہ مولوی کی بدبختی اور بدقسمتی کی داستان لکھتی ہوئی غائب ہو گئی۔ اور اسی روز مولوی صاحب کا ایک بیٹا مر گیا۔ مگر باوجود اس کے اس پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ اپنی بات پر ڈٹا رہا۔ آپ نے تیسری مرتبہ پھر مولوی سے مطالبہ کیا مگر اُس نے حسب معمول انکار کرتے ہوئے مزید سخت لہجہ اختیار کیا۔ تیسرے روز پھر مولوی کا دوسرا بیٹا مر گیا۔ اس پر لوگوں نے سوچنا شروع کر دیا کہ مسلسل دو روز سے اس درویش کے مطالبے کے بدلے اس مولوی کے دو بیٹے مر گئے بالآخر یہ معاملہ کیا ہے اور یہ شاہانہ لباس اور ٹھاٹھ باٹھ کی شان والا درویش جھوٹا نہیں ہوسکتا انہوں نے کہا کہ شائد یہ درویش سچا ہو اس لئے کہ سارا علاقہ اور بستی تو بالکل ٹھیک ہے۔ مگر مولوی کے گھر ہیضے کی بیماری پھوٹ پڑی ہے۔ اس میں ضرور کوئی بات ہے۔ لوگوں کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی عام کُرتہ یا ٹوپی نہیں ہے بلکہ میرے مُرشد کامل حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری کے تبرکات ہیں جو کہ میرے پاس امانت ہیں۔ جو انہوں نے مجھے عطا کیئے ہیں۔ آپ جب لوگوں سے بات کر رہے تھے تو چہرہ جلال سے سُرخ تھا۔ بات کرتے کرتے جب آپ کی نگاہ مولوی کے گھر پر پڑی تو اس کے گھر کو آگ لگ گئی یہ دیکھ کر لوگوں نے آپ سے معافی مانگنی شروع کر دی اور عرض کرنے لگے کہ آپ خدا کے لئے ہمیں معاف فرما دیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے تبرکات واپس نہ کیئے تو تمہارا پورا علاقہ جلا کر راکھ کر دوں گا۔ آپ کا فرمان سُن کر تمام علاقے کے لوگ آپ کے قدموں میں گر گئے اور کہنے لگے کہ آپ خود جا کر اپنی امانت نکال لائیں۔ آپ چلتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے اور اپنی چیزیں جو آگ سے بالکل محفوظ تھیں وہ لے کر باہر آ گئے جیسے ہی آپ نے وہ تبرکات حاصل کیئے آگ بھی اُسی طرح ٹھنڈا ہونا شروع ہو گئی۔ یہ دیکھ کر تمام علاقے کے لوگ آپ کے قدموں میں گر گئے اور معافی کے طلب گار

Marfat.com
Marfat.com

ہوئے۔ آپ نے انہیں معاف فرما کر ان کے لئے دُعا فرمائی۔

جلال آباد کے لئے واپسی:

اس جگہ سے اپنے مُرشد کامل کے تبرکات لے کر اس علاقے سے خوشی خوشی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے تو اچانک اپنے اندر ایک بہت بڑی تبدیلی محسوس کی کہ باطنی اور روحانی فیض ضبط ہو چکا ہے۔ وہ نظر جو سب کچھ لُٹا کر حاصل کی تھی اور ولایت کی عطا کے ساتھ جو تصرفات ملے تھے۔ ان پر اختیار ختم ہو چکا تھا۔ وہ باطنی نظر جس کے سامنے کائنات کا ذرہ ذرہ روز روشن کی طرح عیاں تھا۔ وہ ختم ہو چکی تھی۔ آپ نے فیصلہ کیا کہ واپس دوبارہ مُرشد کریم کی بارگاہ میں حاضری دی جائے اور ان کے سامنے سارا معاملہ پیش کیا جائے۔

چنانچہ آپ مُرشد کریم کی بارگاہ میں واپس جلال آباد پہنچے اور تمام ماجرا عرض کر کے معافی کے خواستگار ہوئے اور مرشد کامل کے قدموں میں پڑے رہے بالآخر حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے اظہار کرامت سے منع فرماتے ہوئے آپ کو معاف کر کے تمام باطنی دولت و نظر واپس عطا کر دی۔

دوبارہ سرزمین پوٹھوار کے لئے روانگی:

مرشد کامل حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے رخصت ہوتے وقت آپ نے عہد کر لیا کہ اب میری جان بھی چلی جائے تو کرامت کا اظہار نہ ہونے دوں گا۔ جلال آباد سے روانہ ہو کر دہلی آئے اور اپنے گھر بار رشتہ دار عزیز و اقارب کو خدا کے سپرد کر کے اللہ کی رضا کی خاطر جانب پوٹھوار چل دیئے اور چلتے چلتے کابل پہنچ گئے۔ وہاں ایک درویش سے ملاقات ہوئی تو اس نے بتایا کہ آپ اصل جگہ تو پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔ آپ کا علاقہ اٹک کی حدود میں ہے۔ وہاں سے واپس حضرت عبد اللطیف شاہ قادری کاظمی المعروف بری امامؒ کی خدمت میں پہنچ کر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی حضرت امام بری شاہ لطیفؒ نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ وہاں سے رخصت ہو کر حضرت شاہ چن چراغؒ کے مزار اقدس پر پہنچے۔ ایک رات وہاں ہی گذاری فاتحہ پڑھی حضرت شاہ چن چراغؒ نے بھی آپ کو خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ آپ کا مقام یہی ہے۔ آپ کے آنے سے اس علاقے کو سکون و امن ملے گا۔ آپ کی وجہ سے اس علاقے اور خطہ پوٹھوار کو خدا وند قدوس قحط سالی سے محفوظ رکھے گا۔ پوٹھوار کے تمام صوفیاء آپ کے تابع فرمان ہونگے اس کے علاوہ آپ جس ذات اور شخصیت کی تربیت نگرانی کے لئے خصوصی طور پر سفر کر کے یہاں تشریف

Marfat.com
Marfat.com

لائے ہیں۔ وہ شخصیت بھی جلد ہی آپ کو ملے گی۔ وہ شخص بہت بلند اور اعلیٰ مقام کا حامل ہوگا۔ جس کی خوشبو اکناف عالم میں پھیل جائے گی۔ بہت سے لوگ اس کے ذریعے فیض اور روحانی کمال حاصل کرینگے وہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں مقبول اور مقرب خاص ہونگے اور اللہ کریم کی جانب سے اسے عشق الٰہی کی دولت نصیب ہوگی۔

حضرت شاہ چمن چراغ رحمۃ اللہ علیہ سے حفظ قرآن کی بشارت:

حضرت شاہ چمن چراغ علیہ الرحمۃ نے آپ کو روحانی طور پر بتایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفظ قرآن مجید کی سعادت تمہارے مقدر میں لکھی جا چکی ہے۔ اس لئے آپ فوری طور پر کسی کامل اور باعمل استاد سے قرآن مجید کو حفظ کرنے کا سلسلہ شروع کر دیں۔

حفظ قرآن کے لئے لنڈی پٹی روانگی:

آپ حفظ قرآن کے لئے حضرت شاہ چمن چراغ علیہ الرحمۃ سے رخصت ہو کر لنڈی پٹی روانہ ہوئے۔ آپ کو کسی نے بتایا کہ وہاں بقہ دھن نامی ایک گاؤں ہے۔ وہاں پر ایک بہت ہی نیک سیرت باکردار باعمل حافظ قرآن ہیں۔ جو بہت ہی خوش الحان اور بہترین قاری ہیں۔ آپ وہاں پہنچے اور اپنے استاد سے بہت جلد قرآن کریم کو حفظ کیا۔ آپ کے اُستاد کے ایک بہترین دوست میاں محمد حاجی تھے۔ جو اس علاقہ میں بہت بڑے زاہد و عابد متقی پرہیزگار اعلیٰ سیرت و کردار کے حوالے سے بہت مشہور تھے۔ میاں محمد حاجی نے اپنی باطنی نظر سے آپکو پہچان لیا تھا کہ یہ ملوک زادہ شاہی خانوادے سے تعلق رکھنے والا آج کسی مرد قلندر کا رنگا ہوا ہے جس نے شاہی پوشاک ترک کر کے فقر کی گودڑی کو اپنایا اور ایک وقت آئے گا کہ چہار دانگ عالم میں اس کی ولایت کا شہرہ اور چرچا ہوگا اس کی پیشانی چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہی ہے۔ خوش بختی اس کے چہرے سے عیاں ہے۔ کیوں نہ اسے اپنا بیٹا بنا لیا جائے۔ میاں محمد حاجی کے ہاں اولاد نرینہ نہ تھی۔ صرف اور صرف ایک نیک سیرت باکردار متقی اور صالحہ بچی تھی۔ میاں محمد حاجی نے آپ کے استاد اور اپنے دوست سے اس بات کا اظہار کیا۔ میرا ارادہ ہے کہ اپنی بچی کا نکاح دہلی کے شہزادے اور حضرت خواجہ مظہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے نور نظر سے کر دی جائے۔ آپ کے استاد نے کہا کہ میاں محمد حاجی پھر دیر کیوں کرتے ہو نیکی کے کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔

آپ کی شادی اور اولاد:

آپ کے اُستاد اور میاں محمد حاجی دونوں نے مل کر آپ سے نکاح کا تذکرہ کیا تو آپ نے

Marfat.com
Marfat.com

فرمایا کہ میں اجنبی مسافر ہوں اور میرے پاس نہ تو دنیاوی جاہ وحشم ہے اور نہ ہی مال و دولت ہے۔ لہٰذا میں اس صورت میں شادی کیسے کرسکتا ہوں۔محمد میاں حاجی نے کہا کہ میرے پاس رزق زمین جائیداد سب کچھ خدا کا دیا موجود ہے۔اور مجھے آپ کی طرف سے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نکاح کے لئے ہاں کردیں تو میں زندگی بھر آپ کا مشکور ہوں گا۔آپ نے محمد میاں حاجی کے پُرزور اصرار اور اپنے استاد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نکاح کے لئے حامی بھرلی۔اس طرح آپ کا نکاح آپ کے استاد نے محمد میاں حاجی کی دختر نیک اختر سے ہوگیا۔شادی کے بعد اللہ نے ایک نیک سیرت خاتون کے شکم سے آپ کو بیٹا دیا۔آپ نے اس کا نام غلام مصطفیٰ رکھا۔کچھ عرصہ کے بعد آپ ہندوستان تشریف لے گئے۔واپس آئے تو خدا نے دوسرا بیٹا عنایت کیا آپ نے اُس کا نام غلام مرتضیٰ رکھا۔اور فرمایا کہ میرا یہ بیٹا صابر و شاکر ہونے کے علاوہ نفس پر جبر کرنے والا ہوگا۔انہی دنوں صاحبزادوں سے آپ کی اولاد کا سلسلہ چلا جس میں بے شمار مردان خدا اور فقیر و درویش پیدا ہوئے۔

حضرت خواجہ حافظ شریف خانؒ کی کلیام شریف آمد:

کچھ عرصہ کے بعد آپ نے پنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ میں اس جگہ مزید نہیں ٹھہر سکتا میرا مقام کہیں اور ہے۔میرے ذمے ایک بہت بڑا فریضہ ہے۔جو میں نے کلیام جا کر ادا کرنا ہے اس پر آپ کی اہلیہ محترمہ نے عرض کیا کہ آپ کے دونوں صاحبزادے آپ کی کمی محسوس کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک بچہ تم رکھ لو ایک میں ساتھ لے جاتا ہوں۔آپ نے بڑے صاحبزادے کو گھر پر ہی چھوڑا اور چھوٹے صاحبزادے غلام مرتضیٰ کو ساتھ لے کر کلیام شریف میں کریم بخش نامی شخص کے ہاں ٹھہرے اس کے بیٹے کا نام درگاہی تھا اور اس کی بیوی انتہائی نیک سیرت باکردار اور بلند اخلاق تھی۔اس نے بڑی محبت سے آپ کے بیٹے غلام مرتضیٰ کو پالا اور مثل ماں کے اس نے خدمت اور تربیت کی۔آپ کو درگاہی کی والدہ کی یہ ادا پسند آگئی اور وہیں پر مستقلاً قیام پذیر ہوگئے۔

بختاور بی بی کی خدمت کا صلہ:

درگاہی کی والدہ جن کا نام بختاور بی بی تھا نے کسی جگہ درگاہی کا رشتہ کردیا۔مگر کچھ عرصہ کے بعد ہی درگاہی کے والد کریم بخش کا انتقال ہوگیا۔جس کی وجہ سے درگاہی اور بختیار بی بی کے معاشی حالات خراب ہونے شروع ہوگئے۔ادھر ان کے حالات خراب ہونے شروع ہوگئے دوسری طرف سے لڑکی

Marfat.com
Marfat.com

والوں نے شادی جلدی کرنے کا مطالبہ کر دیا کہ ہم زیادہ دن نہیں ٹھہر سکتے ان حالات میں درگاہی اور اس کی والدہ سخت پریشان ہو گئے۔ اور گھر میں بیٹھ کر دونوں ماں بیٹا تدبیریں سوچنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے حالات تو پہلے ہی سے خراب ہیں۔ اگر شادی کر لی گئی تو حالات مزید خراب ہو جائیں گے اور گذر اوقات ناممکن ہو جائے گی اور اگر لڑکی والوں کو رشتہ سے انکار کر دیا جائے تو خاندان اور برادری ناراض ہو جائے گی۔ بختاور بی بی نے اپنے بیٹے درگاہی کی سسرال والوں کو کہا کہ میں کسی سے ادھار لینے کی کوشش کرتی ہوں اور اگر ادھار نہ ملا تو ایک سال کے عرصے میں ہم شادی کر لیں گے۔ لہٰذا ہمیں وقت اور مہلت دی جائے۔ یہ تمام باتیں حضرت خواجہ حاجی محمد شریف خان رحمتہ اللہ علیہ نے اُن کے گھر میں رہ کر سن لیں وہ نیک سیرت خاتون بختاور بی بی روز بروز اسی غم میں پریشان ہو کر وقت گذار رہی تھی کہ ایک دن آپ نے پوچھا اے خاتون تو پریشان کیوں ہے۔ آپ کی بات سُن کر بختاور بی بی رونے لگی۔ اور روتے روتے تمام ماجرا آپ کے گوش گذار کیا اور کہنے لگی حضور ہم شادی کے اخراجات بھی برداشت نہیں کر سکتے بلکہ ایک دن کی مائیوں کا خرچہ صرف ۲ من آٹا ہے۔ اس لئے کہ ہماری برادری بہت بڑی ہے اور میں یہ خرچ برداشت نہیں کر سکتی۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے گھر میں اس وقت کتنی گندم ہے۔ اس نے کہا کہ ایک من آپ نے جواباً فرمایا کہ اس کو کسی برتن میں آٹا بنا کر ڈال دو جس کے اندر پورا ایک من آٹا سما جائے اور ڈھکن سے بند کر دو۔ مائی نے آٹا پیس کر ایک برتن و کٹھی میں رکھ دیا اور کوٹھی کو ڈھکن سے ڈھانپ دیا۔ پھر عرض کی کہ میں نے آپ کے حکم کے مطابق آٹا پیس کر ایک برتن میں ڈال دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اب اپنے بیٹے کی شادی کر و مگر کسی دوسرے آدمی کو اس بات کی خبر نہ دینا۔ اب تیرے گھر میں رزق کی فراوانی اس وقت تک رہے گی۔ جب تک اس راز کو راز میں رکھے گی اور کمی نہ آئے گی اگر یہ بات ظاہر کر دی تو برکت اُٹھ جائے گی۔ بختاور بی بی کے بیٹے کی شادی بھی ہو گئی۔ کھلا آٹا خرچ ہوا اس کے بعد عرصہ دراز تک وہ آٹا اسی طرح نکلتا رہا اور گھر میں استعمال ہوتا رہا۔ مگر کوئی کمی واقع نہ ہوئی ارد گرد کی عورتوں کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مائی بختاور کو عرصہ ہوا کبھی مائی بختاور کو آٹا پیستے نہیں دیکھا آخر اس نے کتنا آٹا پیس کر رکھا ہوا ہے کہ ختم ہی نہیں ہوتا۔ ایک دن مائی بختاور کی بہن نے پوچھا بہن کیا بات ہے کہ تمہیں کبھی آٹا پیسے نہیں دیکھا اور تیرے ہاتھوں پر چکی چلانے کے نشان بھی نظر نہیں آتے جب کہ دونوں وقت آٹا پیس پیس کر میرے ہاتھوں میں نشان پڑھ چکے ہیں۔ ایک وقت اگر آٹا نہ پیسوں تو وقت نہیں گذرتا اور تم ہو کہ سالہا سال سے چکی نہیں پیس رہی اور نہ ہی بتاتی ہو کہ کیا ماجرا ہے اگر کوئی راز کی بات ہے تو مجھے بتا دو آخر تمہاری بہن ہوں۔ مائی بختاور نے مجبور ہو کر اس سے کہا کہ تم نے اس بات کا ذکر کسی سے نہیں کرنا۔ اصل بات یہ ہے کہ

Marfat.com
Marfat.com

ہمارے گھر میں جو ہندوستانی فقیر رہتا ہے۔ یہ بڑا باکمال اور بابرکت شخص ہے۔ اس نے مجھے کہا کہ تمہارے گھر میں جتنی گندم ہے وہ پیس کر ایک برتن میں ڈال دو۔ میں نے آٹا پیس کر برتن میں ڈال کر فقیر کو بلایا تو انہوں نے آٹے پر اپنے ہاتھ کا پنجہ لگایا اور فرمایا کہ اب ڈھکن نہ کھولنا اس میں سے آٹا نکالے جاؤ استعمال کیئے جاؤ یہ سب کچھ اس فقیر حضرت حاجی حافظ شریف خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی وجہ سے ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر تم کسی سے ذکر نہ کروگی تو قیامت تک یہ آٹا ختم نہ ہوگا۔ جس دن بی بی بختاور نے اپنی بہن سے اس کا ذکر کیا اس کے بعد وہ خیر و برکت ختم ہوگئی۔ آپ نے جیسا فرمایا ویسا ہی ہو کے رہا اس واقعہ کے بعد آپ کی شہرت عام ہوگئی لوگوں کا اژدھام آپ کے گرد رہنے لگا۔ اس وجہ سے آپ اس مائی بختاور بی بی کے گھر سے بابا نظام الدین کے دادا محمد صدیق کے گھر تشریف لے آئے۔ بابا محمد صدیق اپنی خوش قسمتی پر نازاں تھا کہ اللہ کے ولی نے قدم رکھ کر اس کے گھر کو رشک جنت بنایا۔

حضرت بابا فضل الدین کلیامیؒ کی بیعت:

جن دنوں آپ بابا محمد صدیق ملک کے گھر قیام پذیر ہوئے انہی دنوں حضرت شہنشاہ کلیام خواجہ فضل الدین کلیامی رحمتہ اللہ علیہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔ حضور باباجی فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کے بڑے بھائی حافظ غلام رسولؒ نے بھی اسی بیٹھک میں آپ کے دست حق پرست پر بیعت حاصل کی تھی۔ بابا محمد صدیق ملک کی بیٹھک کی بھی ابدی خوش بختی تھی کہ اُس میں حضور شہنشاہ کلیام اور دیگر حضرات آپ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔ اس طرح آپ کا وہ فرض بھی ادا ہوگیا۔ جس کے لئے آپ کو حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ جلال آبادی چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ نے بھیجا تھا۔

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کے مریدین کی تعداد اس طرح نہ تھی۔ جس طرح اُس زمانہ قدیم اور آج کل کے دور میں مشائخ کے ہاں ہوتی ہے۔ آپ نے گنتی کے چند مُرید کیئے جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت غلام حسین صاحب۔ (مغل) حضرت میاں دین محمد (کلیام شریف) ایک روہتاس ضلع جہلم کے تھے جن کا نام معلوم نہ ہوسکا اور حضرت خواجہ فضل الدین کلیامیؒ

آپ کی اہلیہ اور بڑے صاحبزادے کی کلیام آمد:

آپ نے کئی سال بابا محمد صدیق ملک کے گھر کو رونق بخشی اور فیض عام کا مرکز بنایا اس کے

Marfat.com
Marfat.com

بعد آپ دین محمد کی خصوصی پیش کش پر اس کے گھر میں جلوہ گر ہوئے۔ اسی دوران آپ کی زوجہ محترمہ اور بڑے صاحبزادے اپنے گاؤں لڈوہ نوترہ میں کافی عرصہ تک انتظار کرنے کے بعد کلیام شریف آپ کے پاس تشریف لے آئیں۔

نوازش انعام:

حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ عمر شریف کے آخری حصے میں کھانسی کی وجہ سے اکثر تکلیف میں رہنے لگے۔ اسی بیماری کے دوران ہی آپ نے اپنے مرید خاص اور خدمت گار غلام رسولؒ سے فرمایا کہ آج ایسی چیز کھانے کی طبیعت ہے۔ جس کو عرصہ دراز سے کھانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ غلام رسول صاحب نے عرض کیا۔ حضور حکم فرمائیں کس چیز کو طبیعت چاہتی ہے۔ وہ تیار کرادی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ کھیر کھانے کو جی چاہتا ہے۔ حکم ملتے ہی خادم خاص غلام رسولؒ صاحب فوراً کھیر تیار کروا کر لے آئے اس وقت آپ کی خدمت میں حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ بھی تشریف فرما تھے۔ کھیر آپ کی خدمت میں پیش کی گئی آپ نے ابھی پہلا لقمہ ہی منہ میں ڈالا تھا کہ کھانسی شروع ہوگئی تو آپ نے فوراً وہ لقمہ باہر نکال کر اس پلیٹ میں واپس ڈال دیا اور غلام رسولؒ سے فرمایا کہ یہ کھیر تم کھالو یہ سن کر غلام رسولؒ خاموش ہوگئے۔ فوراً حضرت شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ بولے اور کہنے لگے حکم ہو تو یہ کھیر میں کھالوں آپ نے فرمایا فضل الدین تم کھالو آپ نے وہ تمام کھیر کھالی اور مٹی کا وہ پیالہ جس میں کھیر تھی وہ بھی رگڑا اور اس کی خاک تک کھالی اور اس خزانہ کے وارث بن گئے۔ جو حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ جلال آباد چشتی صابری علیہ الرحمۃ آپ کے پیرو مرشد نے عطا فرمایا تھا۔ مرید صادق کی یہ ادا دیکھ کر مرشد کریم خوش ہوئے اور حضرت خواجہ فضل الدین علیہ الرحمۃ کو باطنی انعام و اکرام سے نوازا اور اللہ کریم کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوگئے۔

وصال:

آپ نے اپنے وصال سے قبل ہی وصیت فرمادی تھی کہ جب میری روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے تو ایک شخص کا انتظار ضرور کرنا۔ اس لئے کہ وہ بہت دور سے آئے گا۔ آپ کا یہ ارشاد گرامی سن کر حضور خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ تڑپ گئے اور رونا شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ فضل الدین رونا دھونا کوئی اچھا عمل نہیں ہے اور نہ ہی شریعت مطہرہ اس کی اجازت دیتی ہے۔ بس میری وصیت پر عمل کرنا۔ کچھ عرصہ کے بعد ۱۸۴۹ء بمطابق ۱۲۷۰ہجری بروز جمعہ

Marfat.com
Marfat.com

کو آپ کا وصال باکمال ہوا اور آپ کی وصیت کے مطابق چوتھے دن آپ کو دفنایا گیا۔

مزار مبارک کی تعمیر اور عرس پاک کی اجازت:

آپ کے وصال باکمال کے بعد آپ کے خلیفہ مجاز حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ نے آپ سے روضہ مبارک کی تعمیر اور عرس پاک کی اجازت مانگی اور میٹھے پانی کے کنوئیں کی دعا کی کیونکہ اس وقت کلیام شریف کے علاقے میں جہاں آپ کا مزار مقدس ہے۔ میٹھے پانی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ جب حضرت خواجہ فضل الدین علیہ الرحمۃ نے آپ کے دربار پر حاضر ہو کے دعا کی اور اجازت مانگی تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ جس پر حضرت خواجہ فضل الدین علیہ الرحمۃ نے ان تمام معاملات میں خاموشی اختیار کر لی اچانک کچھ عرصہ کے بعد حضرت خواجہ حافظ شریف خان چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ جلال آبادی علیہ الرحمۃ کے پوتے حضرت پیر سید فتح علی شاہ علیہ الرحمۃ کلیام شریف تشریف لائے۔ جن کے چہرہ مبارک سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ اور چہرہ انور کو دیکھ کر ہر شخص بے ساختہ کہہ رہا تھا کہ واقعی حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ جلال آباد علیہ الرحمۃ کا پرتو نظر آ رہا ہے۔ آپ کی آمد کلیام شریف کے باسیوں کے لئے باعث رحمت ثابت ہوئی۔ حضرت بابا فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ نے اپنے دادا مُرشد کے پوتے کا انتہائی والہانہ انداز میں استقبال کیا اور اُن کے قیام کے دوران خوب خدمت کی چند دن گزرنے کے بعد حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ نے حضرت پیر سید فتح علی شاہ علیہ الرحمۃ سے عرض کیا کہ حضور میں نے اپنے مرشد گرامی سے تین باتوں کی اجازت مانگی مگر مجھے اجازت نہیں ملی۔ آپ کا مجھ پر اور کلیام والوں پر بہت احسان ہوگا کہ آپ تینوں چیزوں کی مجھے منظوری لے دیں کیونکہ آپ میرے مرشد گرامی مرشد کی اولاد پاک سے ہیں۔ میرے مرشد آپ کی بات کو ہرگز نہ ٹالیں گے آپ کی بات سُن کر حضرت پیر سید فتح علی شاہ نے فرمایا کہ میں رات کو عرض کروں گا۔ صبح تمہیں جواب مل جائے گا۔ اگلے روز صبح سویرے حضرت پیر سید فتح علی شاہ علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کو خوشخبری سنائی کہ تینوں باتیں مان لی گئیں ہیں۔ اور مجھے خاص طور پر حکم ہوا ہے کہ میں خود کنوئیں کی ابتداء کروں چنانچہ ہر دو حضرات نے [illegible] کی کھودائی کے لئے سب سے پہلے تبرکاً تھوڑی سی کھودائی کی تاکہ میٹھا پانی نکل آئے۔ [illegible] کھودائی مکمل ہونے پر بہت ہی میٹھا پانی نکلا جو کہ ضرورت سے بھی زیادہ تھا۔

بعد ازاں آپ کا دربار شریف بھی تعمیر ہوا اور عرس مبارک بھی دس دن ہوتا ہے۔ آپ کا مزار فیض آثار کلیام شریف تحصیل گوجر خان نزد حدود تھانہ مندرہ ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام

Marfat.com
Marfat.com

ہے۔ جہاں پر اہل عقیدت آج بھی حاضری دے کر منہ مانگی مرادیں پاتے ہیں۔

فقیر راقم الحروف کا تعلق بھی اسی سلسلہ عالیہ سے ہے۔ آپ کے مرید خاص و خلیفہ اعظم حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری علیہ الرحمۃ المعروف میاں صاحب ماڑی والے کے سجادہ نشین بحر العلوم حضرت قبلہ حاجی منیر احمد چشتی صابری مدظلہ العالی کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا ہے اور بارہا آپ کے آستانہ عالیہ کلیام شریف میں عرس کے علاوہ بھی اکثر و بیشتر حاضری کا اتفاق اور سعادت نصیب ہوتی رہتی ہے۔ دُعا ہے کہ خواجگان چشت اہل بہشت کا صدقہ قیامت تک اس در کی غلامی کا شرف عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

عارف باللہ، قطب زمانہ، وارث ولایت کلیری سلطان العارفین، برھان الواصلین، امام العاشقین، قدوۃ السالکین، حضرت خواجہ فضل الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے جدامجد حضرت شیخ حافظ ذکاؤ الدین علیہ الرحمۃ مودی پور ضلع گجرات سے ہجرت کر کے کلیام سیداں تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں آ کر مقیم ہوئے۔ آپ کا تعلق بنو ہاشم کے خاندان سے ہے آپ کا سلسلہ نسب آباؤ اجداد کی طرف سے سہام قریشی خاندان سے ہے جو کہ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جا ملتا ہے اور اس خاندان کے ہزاروں افراد ضلع گجرات کے مختلف دیہات مدینہ، جمال پور، عالی سیداں، قلعے والی سیداں، کوٹ حسن شاہ، ٹبہ حامد شاہ، ٹبہ بوٹے شاہ اور سیدھڑی میں ہزاروں کی تعداد میں آباد ہیں۔ آپ کے جدامجد حضرت شیخ ذکاؤ الدین علیہ الرحمۃ نے کلیام سیداں کے سہام قریشی خاندان میں شادی کی۔ اور کلیام سیداں کی مسجد میں درس و تدریس کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ آپ کے صاحبزادے فناء اللہ ہاشمی نے بھی اسی خاندان میں شادی کی۔ جن کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوئے۔

(۱) حافظ نور احمد (۲) حافظ غلام رسول (۳) حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہم الرضوان۔ یہ تینوں اپنے وقت کے بلند پایہ عالم دین اور اُردو، عربی و فارسی کے بہترین خوشنویس تھے۔ ان تینوں میں سے صرف حافظ نور احمد نے شادی کی۔ بقیہ دوسرے بھائیوں نے شادی نہیں کی۔

ولادت:

شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۲۲۳ ہجری کلیام سیداں تحصیل گوجر خان (المعروف شاہاں دی کلیام) میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد حافظ فناء اللہ ہاشمی قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب تک میں نے شادی نہ کی تھی۔ میری نگاہ ساتوں زمینوں کے نیچے اور ساتوں آسمانوں کے اوپر تک جاتی تھی۔ اور پہلے پانچ آسمانوں کے اوپر تو سب کچھ صاف نظر آتا تھا۔ لیکن جب سے میں نے شادی کی ہے۔ اب میری نگاہ دو آسمانوں سے

Marfat.com
Marfat.com

اوپر نہیں جاتی۔ یعنی جب آپ میری صلب میں تھے۔ تو تمام جہاں مجھ پر روشن اور عیاں تھا۔ سب آپ کے نورِ ولایت کی برکت سے ہی تھا۔

حسب ونسب:

طریقت میں آپ کا تعلق چشتیہ صابریہ سلسلہ سے تھا۔ آپ اس سلسلہ کے بزرگوں سے بہت عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس پاک میں باقاعدگی سے حاضری دیتے۔ اور کبھی کبھی تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے ہمراہ سالانہ عرس مبارک میں پاکپتن شریف تشریف لے جاتے۔

تعلیم وتربیت:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم فتاء اللہ ہاشمی علیہ الرحمۃ سے ہی مکمل کی۔ آپ دینی اور دنیاوی علوم پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ اور خوشنویسی میں مکمل مہارت تھی۔ علوم ظاہریہ کی انتہا یہ تھی کہ وقت کے بڑے بڑے علماء فضلاً آپ کے سامنے گنگ ہو کے رہ جاتے۔

انوکھی مثال:

اگر عرب وعجم اور برصغیر پاک وہند کی تاریخ کا بغور مطالعہ کریں۔ تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ پوری دنیا کے شیخ طریقت اپنے زمانے کے قطب الاقطاب اور غوث زماں اور بڑے بڑے شہباز ولایت مقصد کے حصول کے لئے اپنی باطنی تعلیم کے تکمیل وتصدیق کے لئے بذات خود چل کر مرشد کامل کے دروازے پر گئے۔ اور ان کے سامنے زانوے تلمذ طے کیئے۔ اور سالہا سال تک ان کی خدمت میں مصروف رہے۔ اور اصول بھی یہی ہے کہ طالب ہی مطلوب کے پاس، عاشق ہی معشوق کے پاس، محب ہی محبوب کے پاس، شاگرد ہی استاد کے پاس، مرید ہی پیر کے پاس چل کر جاتا ہے۔ مگر والی کلیام حضر بابا فضل الدین کلیامی کے ہاں یہ تمام طور طریقے بدل گئے۔ آپ کے دادا مرشد مظہر الاولیاء حضرت خواجہ سید مظہر علی شاہ چشتی صابری جلال آبادی علیہ الرحمۃ نے بابر بادشاہ کی اولاد سے نگینہ ولایت کشتۂ عشق رسول شریف الاولیاء حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان صاحب علیہ الرحمۃ کو حکم دیا کہ کلیام کی بستی میں ایک ایسے بچے کی ولایت ہونے والی ہے۔ جو کہ اپنے وقت میں اولیاء اللہ کی جماعت کا سرخیل ہوگا۔ اس کا ثانی اس زمانے میں نہ ہوگا۔

Marfat.com
Marfat.com

لہٰذا آپ کلیام شریف تشریف لے جائیں۔ اوران کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت مکمل کریں۔ مرشد کامل کا حکم سنتے ہی حضرت خواجہ حافظ محمد شریف خان صاحب علیہ الرحمۃ دہلی سے روانہ ہوکر کلیام اعوان آباد ہوگئے۔ موضع کلیام اعوان کلیام سیداں سے ۲ کلومیٹر دور واقع ہے۔ والی کلیام حضور باباجی صاحب اور آپ کے برادر اکبر حافظ غلام رسول علیہ الرحمۃ اپنے والد گرامی سے علوم ظاہریہ کی تکمیل کے بعد کلیام اعوان آکر حضور حافظ خواجہ محمد شریف خان صاحب علیہ الرحمۃ سے تعلیم حاصل کرتے۔ رفتہ رفتہ مرشد کامل کی محبت اور خصوصی توجہ اور کشش کی بدولت آپ اپنے برادر اکبر حافظ غلام رسول کے ہمراہ کلیام سیداں سے کلیام اعوان ہی مستقل طور پر تشریف لے آئے۔ اور تمام زندگی مرشد کامل کی خدمت میں مصروف رہے۔

روشن از عکس جمالش عالم امکان ما:

ایک دن آپ کے والد ماجد مسجد سے نماز ادا کر کے گھر واپس تشریف لائے۔ تو کیا دیکھا کہ آپ دیوار کی طرف منہ کر کے لیٹے ہوئے درج ذیل اشعار پڑھ رہے ہیں۔

دین اساں درد رانجھے دار وز ازل تھیں آیا
بھارا بھار محبت والا سر پر چا اٹھایا
سو بدیاں تے لکھ طعنے میرے پر جھگڑا آیا
او جے نظر کرم دی رکھے میرا دیہوں دیہوں نہیں سوایا

جس وقت آپ یہ درد بھرے اشعار پڑھ رہے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر شریف ۸ برس تھی۔ آپ اشعار پڑھ رہے تھے۔ اور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری تھیں۔ آپ کی اس اس کیفیت کو دیکھ کر آپ کے والد گرامی نے آپ کی والدہ ماجدہ کو بلایا اور کہنے لگے نہ جانے اس عمر میں اس بچے کو کیا ہوگیا ہے۔ اور آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ کر آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ دیکھو اس وقت اس کا چہرہ کس طرح چمک رہا ہے۔ اگر آپ کو سورج بھی دیکھے تو شرما جائے۔ کیونکہ اس وقت آپ کی پیشانی پرنور کی ایک خاص جھلک نظر آ رہی ہے۔

بچپن کا واقعہ:

ابھی آپ کم سن ہی تھے۔ اتنی چھوٹی عمر تھی کہ چل پھر بھی نہیں سکتے تھے۔ والدہ ماجدہ گود میں اٹھائے گھر کا کام کرتی تھیں۔ ایک دن شام کے وقت ہانڈی روٹی پکانے کیلئے چولہے کے

Marfat.com
Marfat.com

پاس کام کاج میں مصروف تھیں۔ آپ والدہ کی گود میں تشریف رکھتے تھے۔ دوران کام والدہ ماجدہ کو گھر سے کوئی چیز لانے کا خیال آیا تو انہوں نے آپ کو چولہے کے پاس بٹھایا اور اندر کمرے میں چلی گئیں۔ جب واپس آئیں تو کیا دیکھا کہ آپ چولہے کے اندر آگ کے انگاروں پر بیٹھے کھیل رہے ہیں۔ والدہ دوڑیں اور شور مچا کر کہنے لگیں کہ (ہائے مہاڑا فضل سڑ گیا) یعنی میرا فضل جل گیا۔ یہ کہہ کر فوراً آگ سے آپ کو اٹھا کر سینے سے لگا کر آپ کے چہرے کو دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے۔ آگ کے انگاروں نے ذرا بھی آپ کو نقصان نہیں پہنچایا۔

شہنشاہ کلیامؒ اور پیر سید فضل الدین گولڑویؒ:

حضور شہنشاہ کلیام کے عیدا نامی مرید کی شادی گولڑہ شریف میں ہوئی تھی۔ اس لئے وہ کبھی کبھی گولڑہ شریف اپنی سسرال جایا آیا کرتا تھا۔ گولڑہ شریف میں تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے ماموں پیر سید فضل الدین قادری گولڑوی علیہ الرحمۃ کو جب یہ معلوم ہوا کہ عیدا شہنشاہ کلیام کا مرید ہے۔ تو اس وجہ سے عیدا کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے اور شفقت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ پیر سید فضل الدین قادری گولڑوی علیہ الرحمۃ نے عیدا سے فرمایا کہ سنا ہے کہ تمہارے مرشد آج کل کلیام شریف سے راولپنڈی شہر تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میری بہن کے بیٹے سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ حال ہی میں ہندوستان سے علم ظاہری کی تکمیل کے بعد گولڑہ پہنچے ہیں۔ ان کو راولپنڈی ساتھ لے جاؤ اور شہنشاہ کلیام سے ملاقات کراؤ اور میری طرف سے ۲ روپے اور ۲ کلو مصری لے جاؤ انکو نذرانہ بھی پیش کرنا اور میرا اسلام بھی عرض کرنا۔ چنانچہ سید پیر فضل الدین گولڑوی علیہ الرحمۃ کی ہدایت کے مطابق شہنشاہ کلیام کا مرید عیدا اور پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ راولپنڈی شہر میں سرکلر روڈ پر تکیہ شاہو حضور شہنشہ کلیام کے پاس حاضر ہوئے۔

نوٹ:

تکیہ شاہو سرکلر روڈ پر اسلامیہ ہائی سکول نمبر ۲ کے مد مقابل جہاں آج کل صابری سروس اسٹیشن ہے۔ اس جگہ کا نام ہے۔

آپ کے مرید عیدا اور پیر سید مہر علی شاہ نے آپ کو سلام عرض کیا اور پیر سید فضل دین شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ کا سلام بھی پہنچایا اور ان کا نذرانہ اور مصری بھی آپ کو دی۔ آپ نے سلام کا جواب ضرور دیا۔ مگر مزید کوئی بات نہ فرمائی۔ آپ کے مرید عیدا اور پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ آپ کے قریب بیٹھ گئے اور آپ حاضرین سے گفتگو فرماتے رہے۔ مگر پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کی

Marfat.com
Marfat.com

طرف کوئی توجہ نہ فرمائی اور نہ ہی حال احوال پوچھا آپ کے مرید عیدا کے دل میں یہ خیال بار بار آرہا تھا کہ جب سے میں سید مہر علی شاہ کو لے کر آیا ہوں آپ نے کوئی توجہ نہیں دی۔ نہ ہی حال احوال پوچھا گولڑے شریف جا کر میری بے عزتی ہوگی۔ اسی پریشانی میں بیٹھے بیٹھے نماز ظہر کا وقت ہوگیا ہم نے نماز کیلئے شہنشاہ کلیام سے اجازت مانگی تو آپ نے اجازت دے دی۔ نماز پڑھ کر عیدا اور پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ واپس آئے اور آپ کی محفل میں دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے۔ مگر آپ نے کوئی توجہ نہ فرمائی۔ بیٹھے بیٹھے نماز عصر کا وقت ہوگیا۔ عیدا کہتے ہیں کہ ہم نے اجازت لی اور نماز پڑھ کر حسب معمول واپس آئے اور دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے۔ اسی طرح بیٹھے بیٹھے نماز مغرب کا وقت ہوا تو ہم نے نماز پڑھنے کی اجازت مانگی تو شہنشاہ کلیام نے فرمایا۔ جا اگر دل چاہتا ہے تو پڑھ آ۔ نماز مغرب سے واپسی پر ہم دوبارہ مجلس میں آکر دوزانو بیٹھ گئے۔ آپ کے مریدین لنگر کھا رہے تھے۔ آپ نے نہ تو ہمیں کھانے کا پوچھا اور نہ ہی ہمیں کوئی توجہ دی۔ میں لنگر خانے سے لنگر لے کر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے پاس آیا اور ہم دونوں نے لنگر کھانا شروع کیا ۔مگر پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے ۲ نوالے کھانے کے بعد کھانا چھوڑ دیا اس کے بعد عشاء کی نماز کا وقت ہوگیا۔ تو ہم نے آپ سے نماز عشاء کی اجازت مانگی۔ تو حسب معمول آپ نے فرمایا کہ اگر دل مانتا ہے۔ تو نماز پڑھ آ۔ پھر فرمایا چلے جاؤ ہم نماز پڑھنے چلے گئے واپس آکر آپ کی مجلس میں دوزانوں ہو کر بیٹھ کر آپ کے مریدین نے آرام کرنے کے لئے بستر لگانے شروع کر دیئے اور تمام بستر آپس میں تقسیم کر لئے ۔مگر ہمیں کوئی بستر نہ دیا۔ جب میں نے بستر مانگا تو فرمایا کہ پرسوں بنیں گے اور پھر فرمایا۔

ستھر گاہ گاہ سمج اندر ساری عمر گذاری

اج میں اسنوں سیج سوالاں مت تیری کیوں ماری

جب آپ نے یہ ارشاد فرمایا تو عیدا فرماتے ہیں کہ میں بہت شرمندہ ہوا کہ میں اب عزت دار آدمی کو ساتھ لے کر آیا ہوں۔ اور میری وجہ سے سیدزادے بھی پریشان ہو رہے ہیں۔ اس کے بعد ہم مسجد چلے گئے اور نماز عشاء کے بعد پیر مہر علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ چراغ کے نیچے کتاب لے کر بیٹھ گئے اور کتاب پڑھتے رہے سخت سردی کا موسم تھا۔ میں نے پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ سے عرض کیا پیر صاحب آپ میرا کمبل اور اپنی لوئی جوڑ کر اپنے اوپر اوڑھ کر سو جائیں تو آپ نے فرمایا کہ بابا چپ کر خاموشی سے سو جا مجھے آج کوئی بات اچھی نہیں لگ رہی۔ اس پریشانی میں میری نیند بھی اڑ گئی۔ اور رات بھی اسی طرح گذری پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ تمام رات کتاب پڑھتے رہے

Marfat.com
Marfat.com

۔صبح کی اذان سے پہلے فرمانے لگے۔ بابا آپ ادھر ہی رہیں اور میں جارہا ہوں۔ تو میں نے عرض کیا حضرت آپ اس وقت کہاں اور کیوں جارہے ہیں۔ تو جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں شاہ چن چراغ علیہ الرحمۃ کے پاس جارہا ہوں۔ صبح کی نماز بھی وہاں پڑھوں گا۔ اور سلام بھی کرنا ہے۔ تم ادھر ہی رہو میں آجاؤں گا۔ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نماز کے لئے چلے گئے میں نماز پڑھنے کے بعد آپ کا انتظار کرتا رہا۔ صبح کا سورج نکل آیا۔ مگر آپ تشریف نہ لائے تو میں بذات خود حضرت شاہ جن چراغ علیہ الرحمۃ کے روضے پر آپ کا پتہ کرنے گیا تو کیا دیکھا کہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ دربار کے صحن میں بے خود پڑے ہیں۔ آپ کی کتابیں کہیں اور پگڑی کہیں اور دھسہ کہیں پڑا ہوا ہے۔ اور آپ کے منہ سے جھاگ نکل رہی ہے۔ میں نے دربار کے خدام سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ دربار میں کوئی شخص آیا اس نے ستار بجایا تو آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ اور اسی کیفیت میں بے ہوش پڑے ہیں۔ عیدا فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی پگڑی کتاب دُھسہ سنبھالا۔ اور اسی بے ہوشی کے عالم میں پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کو اٹھایا۔ اور تکیہ شاہو حضور شہنشاہ کلیام کے پاس پہنچا۔ تو لوگوں نے دیکھ کر کہا کہ بابا کیا کر کے آگئے ہو تو میں نے رو کر حضور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں رات والا اور صبح والا واقعہ عرض کیا۔ حضور شہنشاہ کلیام نے پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے سر سے لے کر پیر تک اپنا ہاتھ پھیرا آپ ہوش میں آگئے۔ اور کلمہ پڑھتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حضور شہنشاہ کلیام نے دیوان حافظ کا شعر پڑھا۔ تو پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہوگئے۔ اور منہ سے کچھ بول نہ سکے۔ اس کے بعد حضور شہنشاہ کلیام نے آپ کو دعا دی اور کمر پر تھاپڑا دیا۔ اور رخصت فرمایا۔

عیدا جب پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کو لے کر گولڑہ شریف والے پیر سید فضل الدین شاہ علیہ الرحمۃ کے پاس پہنچے تو تمام ماجرا سنایا۔ آپ سنکر بہت خوش ہوئے اور عیدا سے فرمایا کہ عیدا تیرے مرشد فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کا اور میرا نام ایک ہے وہ اپنے نام کی لاج خود نبھائیں گے۔ اور سنو عیدا سنو کہ تمہارے پیر کا ثانی اس جگ میں کوئی نہیں ہے۔ بڑی بڑی مشکل کے وقت بیڑے پار لگاتے ہیں۔ تمہیں مبارک ہو۔

کوڑھ کے مریض کو شفا ہوگئی:

موہڑہ گوہڑہ کلیام اعوان کا رہنے والا جنگ نامی شخص کوڑھ کے مرض میں مبتلا تھا۔ اس بے چارے کی وجہ سے گھر والے بھی اس سے بے زار تھے۔ ایک دن وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آکر عرض کرنے لگا حضور مجھے اس موذی مرض سے نجات عطا فرمادیں۔ آپ نے فرمایا کہ جمعہ

Marfat.com
Marfat.com

حکیم کے پاس چلے جاؤ۔ اس سے دوا لو جو پرہیز وہ بتائے اس کے مطابق دوا کھاؤ۔ اللہ کرم کرے گا۔ جنگ ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ اور زار و قطار رونے لگا اور عرض کرنے لگا حضور دوائی پہلے بھی بہت کھا چکا ہوں۔ کوئی آرام نہیں۔ اب کوئی دوا نہیں کھاؤں گا۔ اب تو صرف آپ کی نگاہ کی ضرورت ہے۔ آپ اللہ کے ولی ہیں اگر ایک نظر فرما دیں تو مجھے اس مرض سے نجات مل جائے گی۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اپنے گھر جا اور کپڑوں کا ایک جوڑا لے کر آؤ۔ وہ اپنے گھر گیا اور کپڑے لے کر آیا۔ حضور شہنشاہ کلیام نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ تمام احباب اللہ سے دعا کرو کہ اسے شفا ہو جائے۔ دعا سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے جنگ سے فرمایا کہ اپنا کوہڑ والا جسم میرے جسم سے مس کر اور میرے کنوئیں پر جا کر نہا۔

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا کہ اپنا خون آلود کوہڑ والا جسم آپ کے جسم سے مس کیا اور آپ کے کنوئیں پر جا کر نہایا جب وہ نہا کر آیا۔ تو لوگوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کبھی اس کو مرض ہوا ہی نہیں۔

نابینا بینا ہو گیا:

ہندوستان کے ایک نابینا مولوی صاحب آپ کی خدمت عالیہ میں کلیام شریف پہنچے تو آپ نے پوچھا کہ مولوی صاحب کس طرح آنا ہوا۔ تو جواب میں مولوی صاحب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرنا شروع کر دیا۔ کہ ایک دن موسیٰ علیہ السلام جنگل میں کسی درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے کہ درخت پر ایک کوا بولنے لگا۔ آپ نے جب اوپر نگاہ اٹھا کر کوے کی طرف دیکھا تو کوے کا رنگ تبدیل ہو کر سفید ہو گیا وہ کوا اپنی جگہ سے اڑ کر دوسری جگہ گیا۔ جہاں بہت سے کوے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس کا رنگ بدلا ہوا دیکھا۔ تو اس کو مارنا شروع کر دیا۔ وہ اڑ کر اپنی پہلی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا اور موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرنے لگا۔ حضور میری برادری نے مجھے نہ پہچانتے ہوئے مارنا شروع کر دیا ہے وہ تو اس طرح مجھے مار ڈالیں گے۔ آپ نے اس کی فریاد سن کر دوبارہ نظر اس کی جانب کی تو وہ موتی چگنے لگا۔ مولوی صاحب نے عرض کیا۔ حضور مجھ پر بھی کرم کی نگاہ فرماتے ہوئے ظاہر و باطن کی نگاہ فرما دیں۔ تاکہ شیطان کی شر سے میں بچ سکوں۔

حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ مولوی تو نے نبی کے ساتھ میری مثال دی ہے۔ اٹھ یہاں سے چلا جا اور اپنے خادم نور علی جو کہ مغل گاؤں کے رہنے والے تھے ان سے فرمایا نور علی اس کو لے جاؤ اور کلیام سے باہر جا کر راستہ بتا دو۔ نور علی اس نابینا حافظ کو لے کر آپ کے آستانہ عالیہ سے نکلا۔ چلتے چلتے سڑک کے کنارے آ کر نور علی نے کہا کہ مولوی صاحب یہ راستہ سڑک کو جاتا ہے

Marfat.com
Marfat.com

نابینا کہنے لگا نو علی اب مجھے چھوڑ دو میں نے جو شہنشاہ کلیام سے مانگا تھا۔ مجھے مل گیا ہے۔ خدا نے مجھے ظاہر و باطن کی روشنی دے دی ہے۔

پورے قافلہ کو شفا مل گئی:

دیوان صاحب پاکپتن شریف نے اپنے بیٹے کی شادی کے موقع پر تمام مشائخ کو دعوت دی۔ اسی سلسلہ میں دیوان صاحب کا خادم خاص حضور شہنشاہ کلیام کی بارگاہ میں شادی کا پیغام لے کر پہنچا۔ آپ نے وعدہ فرمایا اور وقت مقررہ پر شادی میں شرکت کے لئے کچھ تحفے لے کر پاکپتن شریف پہنچے۔ تو اس وقت بارات تیار تھی۔ دیوان صاحب نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ صرف آپ کی آمد کا انتظار تھا۔ لہٰذا اجازت دیجئے۔ تاکہ بارات روانہ ہو سکے۔ آپ نے اجازت دی۔ بارات روانہ ہوئی۔ تو سب سے پہلے آپ کی پالکی تھی۔ جس میں آپ سوار تھے۔ اور اس کے پیچھے دیوان صاحب اور باقی تمام باراتی جن میں کئی سجادہ نشین مشائخ عظام شامل تھے۔ بارات میں گھوڑے، اونٹ ہاتھی بڑی تعداد میں موجود تھے۔ بارات بڑی شان و شوکت سے جاری تھی۔ جب بارات شہر کے نزدیک پہنچی تو کسی نے دیوان صاحب سے عرض کیا۔ حضور شہنشاہ کلیام میاں فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کی پالکی پیچھے کروائیں۔ اور آپ بذات خود آگے چلیں۔ دیوان صاحب نے اس کی بات مانتے ہوئے ایک گھوڑا سوار سے کہا کہ جاؤ شہنشاہ کلیام میاں فضل الدین علیہ الرحمۃ کی پالکی رکوا دو۔ جب گھوڑا سوار نے چلنے کا ارادہ کیا تو دیوان صاحب نے فرمایا کہ نہیں رہنے دو۔ اس لئے کہ شہنشاہ کلیام کی پالکی بذات خود حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ نے آگے رکھی ہوئی ہے۔ اس سفر میں حیوان تھک گئے ہیں۔ جبکہ میاں فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کی پالکی اٹھانے والے نہیں تھکے۔ وہ بالکل ہشاش بشاش نظر آ رہے ہیں۔ اس میں کوئی راز ضرور ہے۔

بارات چلتے چلتے لڑکی والوں کے شہر میں داخل ہوئی تو معلوم ہوا کہ پورے شہر میں چیچک کا مرض پھیلا ہوا ہے۔ ہر گھر میں چیچک کی وبا اور مرض ہے۔ لوگ اس وبا کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس شہر کے لوگ کرامات اولیاء کے منکر تھے۔ جب حضور شہنشاہ کلیام کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے اعلان فرمایا کہ جو شخص بھی چاول کے سات دانے مجھ سے دم کروا کر کھائے گا۔ اسے اس مرض سے شفا ہو جائے گی۔ آپ کا یہ اعلان سن کر شہر کے تمام لوگ آنا شروع ہو گئے۔ ہر شخص سات دانے چاول لاتا اور دم کروا کر کھا لیتا۔ پورے شہر میں جس نے بھی چاول دم کروا کر کھائے خدا نے اسے شفا بخش دی۔ بالآخر فقرا اور اولیاء اللہ کی کرامت کے منکرین جب

Marfat.com
Marfat.com

شفایاب ہو گئے تو کوئی شخص نقد رقم اور کوئی کھانا اور کوئی تحفے حضور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں پیش کر رہا تھا۔

یہ تمام ماجرا دیکھ کر دیوان صاحب پاکپتن شریف نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ یہ وجہ تھی کہ آپ کے لئے پوری بارات آٹھ دن رکی رہی اور یہی وجہ تھی کہ میں نے اپنی سواری کو حضور شہنشاہ کلیام کی سواری سے آگے نہ جانے دیا۔

شہنشاہ بغداد اور شہنشاہ کلیام:

حضور شہنشاہ کلیام کی پالکی کو ۶۰ برس تک اٹھانے والے بابا متولی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم شہنشاہ کلیام کو پالکی میں بٹھائے پاکپتن شریف لے جا رہے تھے۔ کہ راستے میں ایک جگہ رات کے وقت قیام کیا۔ ہم تمام خدام سو گئے مگر آپ ساری رات اُف ہائے اُف ہائے کرتے ہوئے جاگتے رہے۔ صبح کے وقت آپ نے ہی تمام خدام کو اٹھایا اور چلنے کا حکم دیا۔ تھوڑی ہی دور گئے تھے۔ مجھے پالکی کا وزن کچھ زیادہ محسوس ہونے لگا۔ کاندھے تھکے ہوئے نظر آرہے تھے۔ مگر تھوڑی دیر گذری کہ پالکی کا وزن معمول کے مطابق ہو گیا اور بوجھ ہلکا سا محسوس ہونے لگا۔ آگے چل کر ایک مقام پر جب قیام فرمایا تو میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا حضور معاملہ سمجھ میں نہیں آرہا کہ راستے میں چلتے چلتے پالکی کا وزن بڑھا بعد میں پھر اسی طرح کم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا بابا متولی تمہیں معلوم نہیں ہے۔ رات میری طبیعت خراب تھی اور مجھے سخت بخار تھا۔ اس لئے اب تمام سلاسل کے اولیاء اللہ اور حضور شہنشاہ بغداد پیران پیر دستگیر میری عیادت کیلئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ جس کی وجہ سے پالکی کا وزن بڑھ گیا تھا۔ اب وہ سارے مجھ سے رخصت ہو کر چلے گئے ہیں۔ فکر نہ کرو ہمت کر کے چلو۔

سجادہ نشین دربار کاکا صاحبؒ اور شہنشاہ کلیام:

صوبہ سرحد کی مشہور درگاہ کاکا صاحب علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین مولوی عبدالحکیم علیہ الرحمۃ موضع کھینگر پوٹھوار میں اپنے مریدین سے ملنے اکثر آیا کرتے تھے۔ انہوں نے حضور شہنشاہ کلیام کی تعریف اور چرچا سنا تو یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ تارک الصلوۃ ہیں۔ انہیں آپ سے ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا۔ جب وہ ملاقات کیلئے حضور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں پہنچے تو آپ کے پاس عوام اور عقیدت مندان کا جم غفیر تھا۔ کچھ دیر کے بعد سجادہ نشین کاکا صاحب جناب مولوی عبدالحکیم صاحب آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور آپ سے تنہائی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ لہٰذا ان لوگوں کو باہر بھیج دیں تاکہ ہم تخلیئے میں بات کر سکیں۔ آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب اتنے

Marfat.com
Marfat.com

آدمیوں کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے ہم دونوں ہی یہاں سے الگ جگہ چلے جاتے ہیں۔ وہاں بات ہو جائے گی علیحدگی میں جانے کے بعد مولوی عبدالحکیم صاحب علیہ الرحمۃ نے عرض کیا یا حضرت آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ نماز نہیں پڑھتے اس کی خاص وجہ کیا ہے۔ تو حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ آپ تو فقرا کی اولاد ہیں اور عالم دین بھی میں آپ کو کیا بتاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے اس ظاہری وجود کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ خدا کے سامنے پیش کیا جائے اس لئے دوسرے وجود کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں۔ شہنشاہ کلیام کا یہ جواب سن کر مولوی عبدالحکیم علیہ الرحمۃ موضع کھینگر تشریف لائے۔ تو لوگوں نے پوچھا کہ فرمایئے۔ نماز کے بارے میں حضور شہنشاہ کلیام نے کیا جواب ارشاد فرمایا ہے تو مولوی عبدالحکیم علیہ الرحمۃ نے جواب دیا کہ جہانداد خان تیرا مرشد لاثانی ہے۔ اور جو جواب تیرے مرشد نے دیا۔ وہ کسی اور سے ملنا مشکل ہے۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنیَا قَلِیْل:

پنجاب کا راجہ رنجیت سنگھ آپ کے دربار میں قدم بوسی کیلئے حاضر ہوا اور ایک بہت بڑی جائیداد کا کاغذ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے اس نے جواب دیا کہ حضور کے واسطے زمین کی ملکیت کے کاغذ ہیں۔ آپ نے راجہ رنجیت سنگھ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم مجھے دنیا کی دولت سے مرعوب کرنا چاہتے ہیں۔ جبکہ میری حکومت تو تمام زمین پر ہے تم بولو کون کون سے علاقوں کی مسند حکومت دوں۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک لنگر کی کوئی زمین نہیں۔ راجہ رنجیت سنگھ اپنے عمل پر نادم اور شرمشار ہو کر معافی چاہنے لگا اور شہنشاہ کلیام کی خدمت میں دعا کیلئے عرض کیا۔ آپ نے دعا دیکر رخصت کر دیا۔

اس واقعہ سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اگر شہنشاہ کلیام کو دولت سے محبت ہوتی تو وہ کبھی بھی اتنی بڑی جائیداد کی پیش کش کو مسترد نہ کرتے۔ جبکہ حالت حقیقتاً یہ تھی کہ بسا اوقات لنگر کی دال خریدنے کیلئے اگر آپ کے پاس پیسے نہ ہوتے تو آپ اپنی تسبیح گروی رکھ دیا کرتے اور مہمانوں کیلئے لنگر کا اہتمام ضرور فرماتے۔ فقر و فاقہ کی اس کیفیت کے باوجود آپ کے پاؤں میں کبھی لغزش نہیں آئی اور کبھی بھی دنیا کی دولت کو عزیز نہ سمجھا۔ بلکہ قل متاع الدنیا قلیل سمجھتے ہوئے اس کی طرف دیکھتے بھی نہ تھے۔

زمین کربلا اور شہنشاہ کلیام:

شہنشاہ کلیام حضور باباجی صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ایک مرتبہ ایک سید تشریف

Marfat.com
Marfat.com

لائے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب بیان کیا کہ حضور میں نے آج رات خواب میں تمام کربلائے معلیٰ کی زیارت کی اور واقعہ کربلا کے واقعات کو ملاحظہ کیا اور میں نے کربلا کا ریتلا میدان بھی دیکھا۔ جس کے سینے پر حضرت امام حسین علیہ السلام کا لاشہ پڑا رہا۔ اور وہ خیمے بھی دیکھے جس میں اہل بیت اُس وقت قیام پذیر تھے۔

حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ شاہ صاحب جھوٹ کی بھی حد ہوتی ہے۔ آپ نے کربلا کے تمام واقعات کو دیکھا۔ پھر بھی ہوش میں پھر رہے ہیں۔ میری طرف دیکھیں میں نے میدان کربلا کا صرف ایک کونہ دیکھا ہے۔ تو اب تک ہوش میں نہ آسکا اور اپنے جسم کو پتھر کی سل پر جلا رہا ہوں اور چھری سے اپنے جسم کا گوشت کاٹ رہا ہوں کہ شاید ہوش میں آجاؤں۔

نوٹ:

یہی وجہ تھی کہ حضور شہنشاہ کلیام نے تمام عمر اپنے جسم پر گوشت نہیں رہنے دیا اور نہ ہی کبھی سائے میں سوئے۔

تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ آپ کے زہد و تقویٰ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ آج تک جتنے ولی اس دنیا میں تشریف لائے۔ انہوں نے نماز کی نیت کی اور سلام پھیرا۔ لیکن حضور شہنشاہ کلیام وہ ولی اللہ ہیں کہ جنہوں نے نماز کی نیت کر کے تمام عمر سلام نہیں پھیرا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر ولی نے ایک حد تک عبادت کی۔ لیکن حضور شہنشاہ کلیام فرد الزماں بابا جی کلیامی رحمۃ اللہ علیہ کی واحد ذات ہے۔ جس کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے اپنی تمام عمر فانی میں یاد خدا اور یاد محبوب خدا سے ایک پل بھی دھیان نہ پھیرا۔ یہی وجہ ہے کہ غلامان شہنشاہ کلیام یہ بات بڑے فخر سے کہتے ہیں۔ میرے پیر کا رتبہ زمین پر کوئی فقیر نہیں بتا سکتا۔ ایک مرتبہ حالت وجد میں حضور شہنشاہ کلیام نے خود فرمایا کہ دریائے عشق کی اس گہرائی سے تیر کر نکلا ہوں۔ جہاں سے آج سے پہلے نہ کوئی نکلا ہے اور نہ ہی نکلے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا رتبہ لوگوں کو قیامت کے دن ہی معلوم ہوگا۔

حضور شہنشاہ کلیام کی نماز:

حضرت خواجہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ نے جب حضور شہنشاہ کلیام کی نماز کے بارے میں اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر اسے میری نماز کی خبر نہیں ہے۔ تو وہ شاہ سلیمان کی گدی کے لائق نہیں ہے۔ اسے کہنا کہ آج نماز کے

Marfat.com
Marfat.com

وقت اٹھ کر دیکھا خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ جب نماز کے لئے مسجد میں پہنچے نماز پڑھ کر جب سلام پھیرا تو دیکھا کہ حضور شہنشاہ کلیام خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ کے دونوں طرف موجود ہیں۔ خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ یہ معاملہ دیکھ کر پریشان اور خوفزدہ ہوئے۔ اور واپس آ کر معافی چاہی تو آپ نے فرمایا کہ بے نماز غازی کا اس دن پتہ چلے گا۔ جس دن خدا قاضی ہوگا۔ پھر فرمایا کہ خواجہ اللہ بخش علیہ الرحمۃ اگر تو شاہ سلیمان علیہ الرحمۃ کا پوتا نہ ہوتا تو تیرا حشر دنیا دیکھتی۔

پیر صاحب موہڑہ شریفؒ اور نماز کا واقعہ:

پیر صاحب موہڑہ شریف علیہ الرحمۃ ہندوستان سے واپسی پر جب گوجر خان پہنچے تو وہاں اپنے مریدوں سے پوچھا کہ یہاں کوئی درویش صفت انسان بھی ہے۔ تو لوگوں نے عرض کیا کہ یہاں سے کچھ میل دور کلیام شریف۔ میں خواجہ فضل الدین نامی ایک بزرگ ہیں۔ جو کہ راگ بھی سنتے ہیں اور عشق میں مبتلا ہو کر نماز بھی چھوڑ دی ہے۔ یہ بات سن کر پیر صاحب کو آپ سے ملنے کا زیادہ اشتیاق ہوا۔ چلتے چلتے کلیام شریف پہنچے۔ آپ سے ملاقات کے بعد پہلا سوال یہی کیا۔ کہ آپ نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ آپ نے فرمایا کہ معذور ہوں۔ مگر باوجود اس کے پیر صاحب بضد ہو گئے کہ میں آج آپ کو نماز پڑھوا کر جاؤں گا۔ آ آپ نے فرمایا کہ اگر نہیں مانتے تو آؤ مسجد چلیں۔ مسجد میں داخل ہو کر آپ نے پیر صاحب سے وضو کے لئے لوٹا مانگا۔ پیر صاحب نے دو لوٹے پانی بھر کر پیش کیا۔ آپ نے جب ان کو ہاتھ لگایا تو دونوں خالی تھے۔ پیر صاحب کو بلا کر فرمایا کہ جناب یہ لوٹے تو خالی ہیں۔ وضو کیلئے پانی بھر کر لاؤ۔ دوبارہ اسی طرح پھر لوٹے پیش کئے گئے۔ آپ نے ہاتھ لگایا تو وہ دونوں پھر خالی تھے۔ حتیٰ کہ اس طرح پیر صاحب بار بار پانی لاتے رہے۔ اٹھاون لوٹے پانی لایا گیا مگر آپ کا ہاتھ لگتے ہی خالی نظر آتے۔ پیر صاحب حیران و پریشان تھے کہ آخر معاملہ کیا ہے۔ حضور شہنشاہ کلیام نے پیر صاحب کو پریشان دیکھ کر اپنی داڑھی مبارک پر ہاتھ پھیرا تو پانی کی فوار نکلی اور ساتھ ہی فرمایا کہ تمہیں میرے وضو کی خبر نہیں اور بات نماز کی کرتے ہو۔ یہ معاملہ دیکھ کر پیر صاحب معافی کے طلب گار ہوئے۔ آپ نے پیر صاحب کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میرے راز دار اپنے پیر و مرشد کے پاس پہنچو تو میرا اسلام ان کو کہنا۔ چنانچہ جب وہ اپنے مرشد کے پاس پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ بھئی میری امانت مجھے دو۔ جب مرید نے آپ کی طرف بھیجا ہوا اسلام اپنے پیر و مرشد کو دیا تو انہوں نے کہا کہ شکر ہے خدا کا کہ شہنشاہ جہاں نے تمہاری وجہ سے ہمیں بھی یاد کیا۔

Marfat.com
Marfat.com

شہنشاہ کلیام اور عزت سادات:

حضور شہنشاہ کلیام کی بارگاہ میں ایک مرتبہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ حضور میں دولتالہ سے حاضر ہوا ہوں اور سید ہوں۔ آپ نے مریدین کو آواز دے کر فرمایا کہ یہ شاہ صاحب ہیں۔ سید ہیں ان کی خوب تواضع اور خدمت خاطر کرو۔ خدام نے تعمیل ارشاد کرتے ہوئے خوب خدمت کی اور رات گذارنے کے لئے مخصوص انتظام واہتمام کیا۔ رات گذری صبح کے وقت وہ شخص شہنشاہ کلیام کی خدمت میں دوبارہ پہنچا تو حضور شہنشاہ کلیام نے اس کی طرف دیکھا تو وہ مسکرانے لگا۔ آپ نے فرمایا مسکراتے کیوں ہو تم جو کچھ بھی ہو وہ مجھے معلوم ہے۔ کہ تم معمولی ذات کے مصلی ہو۔ مگر ہم نے تمہاری جو عزت کی ہے کہ وہ صرف اور صرف اس سید کے نام پر کی ہے جس کا تم نے جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔ آپ کی زبان ترجمان سے یہ الفاظ سنتے ہی وہ نادم ہوا اور قدموں میں گر کر معافی کا خواستگار رہوا۔

ایک مرغ ایک سو بیس آدمی:

گلشن فضل کے عظیم روحانی پیشوا حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ ماڑی بگیال شریف فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور شہنشاہ کلیام حضرت سائیں فضل الدین کلیامی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ موضع ڈنے کسی کے گھر تشریف لے گئے۔ تو آپ کے مرید خاص سائیں عطر صاحب کی بیوی نے اپنے خاوند سے کہا کہ شہنشاہ کلیام کی سواری پاک آج ہمارے گاؤں میں تشریف فرما ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ حضور شہنشاہ کلیام ہمارے گھر میں قدم رنجہ فرمائیں۔ اور میں اپنے ہاتھ سے حضور شہنشاہ کلیام کو کھانا پکا کر کھلاؤں۔ سائیں عطر نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ گھر میں کیا کچھ موجود ہے۔ تو بیوی نے کہا کہ ایک مرغ اور ۵ کلو آٹا ہے۔ یہ سن کر سائیں عطر نے کہا کہ حضور اکیلے ہی تو نہیں۔ بلکہ آپ کے ساتھ کافی تعداد میں افراد موجود ہیں۔ اتنا کم راشن کیسے پورا ہوگا۔ تو بیوی نے عرض کیا اے میرے شوہر نامدار آپ گاؤں میں کسی کے پاس چلے جائیں۔ اور کچھ کھانے پینے کا سامان ادھار لے آئیں۔

چنانچہ سائیں عطر صاحب پورا گاؤں پھرے کسی کے گھر سے کچھ نہ ملا۔ ہر شخص نے ادھار دینے سے انکار کر دیا۔ صرف ایک گھر سے دو کلو دانے گندم کے ملے۔ سائیں عطر نے وہ دانے لا کر بیوی کو دیئے۔ عزیز واقارب کی لڑکیوں کو لگا کر آٹا پیسا گیا۔ مرغ ذبح ہو کر پکنا شروع ہو گیا۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو سائیں عطر نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم خود جا کر حضور شہنشاہ کلیام کو دعوت بھی دو

Marfat.com
Marfat.com

اور اپنے گھر کے حالات بھی بتاؤ۔

چنانچہ بیوی آپ کے ڈیرے پہنچی اور دعوت کے لئے دست بستہ عرض کیا اور حضور شہنشاہ کلیام کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور ہم غریب لوگ ہیں۔ اس قابل نہیں کہ آپ کا کھانا پکا سکیں۔ بہرحال ہماری دلی تمنا پوری فرما دیں اور حضور یہ بھی خیال رکھیں صرف ایک مرغ ہے اور تھوڑا سا آٹا ہے۔ لہٰذا چند افراد کے ہمراہ تشریف لائیں۔ تاکہ آپ کی دعوت بھی ہو جائے اور غریب کا بھرم بھی رہ جائے۔ یہ سن کر حضور شہنشاہ کلیام نے اپنے ایک مرید کو بلایا جس کے ساتھ ۴۰ آدمی تھے۔ اور فرمایا کہ تم اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر ان کے گھر چلو کھانا کھاؤ۔ اس نے عرض کیا حضور ۵ کلو آٹا اور ایک مرغ پکا ہے۔ دعوت بھی صرف آپ کی ہے۔ لہٰذا آپ تشریف لے جائیں ہم اتنے تھوڑے سے کھانے کیلئے جا کر کیا کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے ساتھیوں سمیت جاؤ اور کھانا کھا کر واپس آؤ۔ لہٰذا وہ شخص اپنے ساتھیوں کے ہمراہ سائیں عطر کے گھر پہنچا زمین پر کمبل بچھا کر تمام افراد کو بٹھا کر کھانا شروع کر دیا گیا۔ جب تمام احباب کھانا کھا چکے تو وہ اپنے چالیس ساتھیوں سمیت حضور شہنشاہ کلیام کی بارگاہ میں پہنچا اور عرض کیا کہ حضور ہم کھانا کھا آئے تو حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ اب تمام افراد جو میرے ساتھ آئے ہیں اور جو مہمان دوسرے گاؤں سے آئے ہیں۔ سب چلیں جب گنتی کی گئی تو آپ کے ہمراہ اسی افراد تھے۔ تمام کے تمام سائیں عطر کے گھر پہنچے۔ کھانا شروع ہوا تو پہلے والا شخص عرض کرنے لگا۔ حضور ۴۰ افراد تو ہم تھے۔ ۸۰ آپ ہیں۔ ایک مرغ اور ۵ کلو آٹا کیسے پورا ہوگا۔ تو شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ تم دیکھو ہوتا کیا ہے۔ جب حضور کھانا کھا چکے تو آپ نے سائیں عطر سے فرمایا کہ اندر جا کر مرغ کی بوٹیاں بھی گن لو۔ جب سائیں عطر اندر سے واپس آئے تو عرض کرتے ہیں۔ حضور مرغ کی بوٹیاں بھی پوری ہیں اور آٹا بھی اسی طرح ہے۔ جیسا کہ ہم نے ابتداء میں گوندھا تھا۔ کھانا ذرا بھی کم نہ ہوا اور ۱۲۰ افراد نے کھا بھی لیا۔

نزول بارش:

راولپنڈی شہر میں سرکلر روڈ پر واقع تکیہ شاہو کے مقام پر ایک مرتبہ آپ نے دو ماہ تک قیام کیا۔ اس دوران کلیام اعوان کے چند افراد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ حضور آپ تو دو ماہ سے اپنے خدام سمیت شہر تشریف لے آئے۔ اور گاؤں کی یہ حالت ہے کہ ۴ ماہ گذر گئے۔ مگر بارش نہیں ہوئی۔ ہماری فصلیں تباہ ہونے کا خطرہ ہے۔ انسان وحیوان چرند پرند بارش نہ ہونے کی وجہ سے پریشان اور بیماریوں میں مبتلا ہے۔ اگر بارش نہ ہوئی تو قحط پڑ

Marfat.com
Marfat.com

جائے گا۔آپ اللہ کے ولی ہیں۔ بارش کیلئے دعا فرمائیں۔تا کہ ملک سے قحط سالی بھی دور ہو جائے اور بیماریاں بھی ختم ہو جائیں۔ان کی بات سن کر حضور شہنشاہ کلیام بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خدا کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔وہ ہی خالق مالک اور کارساز ہے۔ جس نے پیدا کیا ہے بارش بھی دے گا یہ تو فرمادیا مگر آپ نے دعا کے لئے ہاتھ نہ اٹھائے۔جس پر گاؤں سے آئے ہوئے تمام افراد پریشان ہوئے شام کا وقت تھا کہ آپ نے اپنے خادم جس کا نام پیلو تھا جو کہ کوڑھ کا مریض بھی تھا اس کو بلایا اور فرمایا کہ یار پیلو آج دل بہت تنگ ہے۔لہذا کوئی کہانی سناؤ۔

اس نے کہا یا حضرت اگر کہانی سننی ہے۔تو پھر سنیں۔ایک آدمی کی دو بیویاں تھیں۔ایک کا نام حشمت دوسری کا نام رحمت۔حشمت ہمیشہ رحمت کو مارتی اور ناجائز تنگ کرتی تھی۔ایک دن رحمت نے اپنے خاوند سے کہا کہ اے میرے شوہر نامدار حشمت مجھے روز مارتی اور تنگ کرتی ہے۔ آخر میں بھی آپ کی بیوی اور غلام ہوں۔ میں آپ کے علاوہ کس سے شکایت کروں۔لہذا آپ اپنی دوسری بیوی حشمت کو سمجھائیں کہ وہ مجھ پر زیادتی بند کرے اس پر خاوند نے کہا کہ اچھا ٹھیک ہے۔آئندہ اگر وہ تیرے ساتھ کوئی زیادتی کرے تو تو ایک کے بدلے اس کو سو باتیں سنا دینا۔اس نے کہا کہ میری اتنی قدر کہاں کہ میں اس کو جواب دوں اور گھر میں آرام سے رہ لوں۔ وہ تو میرا جواب سن کر مجھے جوتے مارے گی۔اس وقت آپ میرے قریب کھڑے ہو کر میرا تماشہ دیکھیں گے۔رحمت کی بات سن کر خاوند نے کہا کہ تو فکر نہ کر میں تیرا ساتھ دوں گا۔اور ایمان سے کہتا ہوں کہ حشمت نے اگر میرے سامنے کوئی زیادتی کی تو اسے میں پکڑ لوں گا۔اور تجھ سے اسے مار پٹواؤں گا۔

چنانچہ دوسرے ہی دن حشمت نے رحمت سے زیادتی کی کوئی بات کی۔رحمت نے اُسے پلٹ کر جواب دیا۔تو اس نے کہا کہ تو نے میری بات کا جواب کیوں دیا اور غصے میں آکر حشمت نے رحمت کو جوتی پھینک کر ماری اور کہنے لگی کہ تو نے خاوند کے کہنے پر ایسا کیا ہے۔اب میں تجھے ہرگز نہ چھوڑوں گی۔ یہ سن کر خاوند نے حشمت کو پکڑ کر زمین پر لٹا دیا اور رحمت کو کہا۔کہ اب اس کے اوپر چڑھ کر اسے خوب مار جب رحمت نے حشمت کے اوپر چڑھ کر مارنا شروع کیا تو خاوند نے کہا کہ رحمت تکڑی ہو کر اس چنڈال کو مار اب اس کو چھوڑنا نہیں۔اس لئے کہ تیرا سائیں تیرے ساتھ ہے۔

جب تکڑی تکڑی رحمت والی بات پیلو نے کہی تو شہنشاہ کلیام تڑپ گئے اور اٹھ کر حالات و

Marfat.com
Marfat.com

جد میں رقص کرنے لگے۔ ادھر آپ حالت وجد میں رقص فرما رہے تھے کہ آسمان پر ایک دم بادل بن آیا اور آپ بار بار فرماتے تھے کہ تکڑی تکڑی رحمت جوں جوں آپ یہ جملہ دہراتے ؛ی طرح زوردار بارش شروع ہوگئی۔ اس جگہ قوال بھی موجود تھے۔ کہ انہوں نے آپ کی وجدانی کیفیت دیکھ کر ساز کھول دیئے اور اس مصرع کی تکرار کرنے لگے۔

تکڑی ہوسیں تکڑی رحمت

خسم تیرا ہے سنگی

جوں جوں قوال اس مصرع کی تکرار کرتے اسی طرح بارش بھی تیز ہوتی جاتی تھی۔ ادھر آپ کی وجدانی کیفیت میں بھی ہر لحہ اضافہ ہورہا تھا۔ اسی حالت میں آپ اپنے حجرے سے باہر بارش میں تشریف لے آئے اور کافی دیر تک آپ اپنے حجرے میں تھے۔ تمام افراد کو آپ کی وجدانی کیفیت دیکھ کر پسینہ آگیا۔ سب کے وجود پسینے سے شرابور تھے۔ ادھر آپ حجرے سے نکل کر باہر تشریف لائے۔ تو تمام حضرات بھی آپ کے پیچھے باہر ہی آگئے اور بارش میں مسلسل بھیگتے رہے۔ خدا کی مہربانی سے کوئی بھی نہ بیمار ہوا۔ اور نہ ہی کوئی تکلیف ہوئی۔

جب آپ کی وجدانی کیفیت ختم ہوئی تو لوگ آپ کو اٹھا کر اندر لے گئے۔ ہوش میں آئے تو بارش بھی رک گئی۔ لوگوں نے عرض کیا۔ حضور بہت بارش ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے اندر لے کر نہ آتے تو کم از کم گز گز پانی کھڑا ہو جاتا۔

چور جنات:

ایک دفعہ قحط سالی کا زمانہ تھا نہ گندم آٹا وغیرہ وافر مقدار میں موجود نہ تھا۔ اور نہ ہی بازار سے دستیاب تھا۔ حضور شہنشاہ کلیام کے لنگر میں روزانہ ۳۵ کلو آٹا پکتا تھا۔ قحط سالی کے باوجود لنگر کے آٹے میں یا مقدار میں کمی واقع نہ فرمائی۔ مگر اتفاق کی بات کے جتنا آٹا روزانہ پکتا تھا مہمان بھی تقریباً اتنے ہی آتے تھے۔ کہ اچانک معاملہ کچھ ایسا ہوا کہ آٹا بھی اتنا مہمان بھی اتنے ہی مگر کھانے کے وقت روٹیاں کم پڑ جائیں۔ لانگری اور خدام نے حضور شہنشاہ کلیام کی عرض کیا کہ حضور ماجرا سمجھ سے باہر ہے۔ روٹیاں پوری نہیں ہوتیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اس طرح کرو کہ لنگر تقسیم کرتے وقت جس جگہ روٹیاں رکھی ہوتی ہیں۔ اس جگہ پر دائیں بائیں نظر رکھنا۔

چنانچہ حسب الارشاد لنگر تقسیم کرتے وقت روٹیوں کے برتن پر نظر رکھی گئی۔ تو خدام نے دیکھا کہ روٹیوں کے برتن پر ایک ہاتھ نمودار ہوا مگر جسم ظاہر نہیں ہو رہا تھا۔ تو آپ کے خادم خاص ملک

Marfat.com
Marfat.com

سائیں نے آگے بڑھ کر وہ ہاتھ پکڑ لیا۔ جب ہاتھ پکڑا تو جسم بھی ظاہر ہو گیا۔ خدام نے قابو کر کے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں جنی ہوں یعنی جن کی مادہ اس نے رو کر اپنی داستان غم بیان کی اور کہنے لگی۔ میرا خاوند فوت ہو گیا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں سخی کے لنگر سے اپنے بچوں کی روٹیاں لے جا کر اپنے بچوں کو کھلاتی ہوں۔ خدام نے اسے حضور شہنشاہ کلیام کی بارگاہ میں پیش کیا۔ آپ نے اس کی داستان سن کر فرمایا کہ اگر تم پر کوئی مصیبت آگئی تھی۔ تو اپنے گھر اور بچوں کے لئے لے جاتی یہ تو اچھی بات نہیں کہ لنگر کھانے والے مہمان بھوکے رہیں اور تم فضول روٹیاں لے جا کر برباد کرو۔ اس پر وہ نادم ہوئی۔ اور آپ سے معافی مانگتے ہوئے کہنے لگی حضور اب دوبارہ ایسا نہ کروں گی۔ آپ نے اس کا قصور معاف فرما دیا اور اسے دعا دی۔ اور فرمایا جاؤ اللہ تمہیں کبھی رزق کی تنگی نہ دے۔ اور کسی کا محتاج نہ کرے۔ کلیام کے لوگ گواہ ہیں۔ اس کی نسلوں میں سے دوبارہ پھر کسی نے ایسی حرکت نہیں کی۔

ڈوبتی بیڑی پار لگا دی:

ایک مرتبہ حضور شہنشاہ کلیام پاک پتن شریف سے واپسی پر دریائے چناب کے کنارے پہنچے۔ تو شدید بارش شروع ہو کر بارش اور طوفان بادوباراں کی وجہ سے بیڑی دریا میں سے نہیں چل سکتی تھی۔ کافی تعداد میں لوگ جمع تھے۔ بارش بھی تھی۔ لوگوں کے پاس دریا کے کنارے قیام کرنے کے اسباب کے علاوہ دوسری طرف سے کسی راستے پر جانے کیلئے زادراہ بھی موجود نہ تھا۔ جس کی وجہ سے کئی افراد کے بچے بھوک پیاس سے بلبلا رہے تھے۔ آپ سے ان کی یہ کیفیت برداشت نہ ہو سکی۔ آپ نے ملاح سے فرمایا کہ خدا پر توکل کر کے بیڑی میں سب کو بٹھاؤ اور چلو چلتے ہیں۔

چنانچہ آپ کی زبان ترجمان سے یہ الفاظ نکلتے ہی تمام افراد کشتی میں سوار ہو گئے۔ کشتی چھوٹی تھی۔ افراد زیادہ تھے۔ جب کشتی دریا سے منزل کی جانب روانہ ہوئی۔ تو اس میں زیادہ آدمیوں کی وجہ سے پانی بھرنا شروع ہو گیا اور بیڑی دریا میں ہی لڑکھڑانے لگی۔ لوگ کشتی سے پانی باہر نکالتے مگر پانی دوبارہ پھر اسی طرح اور زیادہ داخل ہو جاتا یہ کیفیت دیکھ کر تمام لوگ حیران و پریشان ہو کر دریا میں ہی رونے چیخنے لگے۔

چونکہ ان تمام کو موت سامنے نظر آرہی تھی۔ ادھر حضور شہنشاہ کلیام بڑے اطمینان سے کشتی میں سوار تھے۔ آپ کے چہرے پر کوئی غم یا پریشانی اور فکر نہ تھا۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے حضور ہم تو آپ کے کہنے پر بیڑی میں سوار ہوئے تھے۔ اب یہ دریا میں ڈوب رہی ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں آپ دعا کریں۔ کہ اللہ اسے بچا لے آپ نے دعا کے

Marfat.com
Marfat.com

لئے ہاتھ اٹھائے ڈوبتی ہوئی کشتی تیرنے لگی۔ اور کشتی میں سوار تمام افراد بخیریت اپنی منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ کنارے پر پہنچ کر سب نے اللہ کی ذات کا شکر ادا کیا اور آپ کے قدموں میں گر گئے۔

سنکھیا سے علاج:

آپ کے ایک مرید مہر و خان اعوان جو کہ موضع جھانڑوانوالہ کے رہنے والے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ ایک دن میرے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا میں نابینا ہوں۔ میری آنکھوں سے مجھے نظر کچھ نہیں آتا۔ تم میرے ساتھ کلیام شریف چلو۔ اور اپنے مرشد شہنشاہ کلیام سے دعا کراؤ۔ کہ خدا مجھے آنکھیں عطا فرمادے۔ نابینا شخص کی بات سن کر مہر و خان نے کہا کہ میں تو دنیا داری کے کاموں میں مصروف ہوں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا ہاں رقعہ تحریر کر دیتا ہوں۔ تم کلیام شریف چلے جاؤ۔ حضور دعا فرمائیں گے۔ انشاء اللہ تمہیں شفا ہو جائیگی۔ نابینا نے کہا کہ اگر تم نہیں جا سکتے تو پھر رقعہ ہی بنادو۔

چنانچہ مہر و خان نے رقعہ تحریر کیا۔ وہ نابینا اپنے بیٹے کو لے کر کلیام شریف پہنچا۔ تو اس وقت آپ کے پاس جذام کا ایک مریض بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے ایک شیشی سے تھوڑی سے دوائی نکال کر دی اور اسی شیشی میں سے اس نابینا کو دی اور فرمایا کہ رات کو سوتے وقت ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈال کر سو جایا کرو۔

چنانچہ وہ نابینا دوائی لے کر گھر پہنچا۔ اس نے رات کو ایک ایک سلائی دوائی کی آنکھوں میں ڈالی اور سو گیا۔ صبح کو جب بیدار ہوا تو آنکھوں میں روشنی آ گئی تھی۔ اسے بینائی کی نعمت حاصل ہو چکی تھی۔ جب یہ بات لوگوں میں مشہور ہوئی تو ایک اور نابینا شخص اس کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ جو دوائی تمہیں شہنشاہ کلیام نے عنایت کی تھی وہ مجھے بھی دے دو۔ تاکہ مجھے بینائی جیسی نعمت مل جائے۔ اس نے کہا کہ مجھے مہر و خان نے رقعہ دے کر کلیام بھیجا تھا۔ لہٰذا تم بھی اسی کے پاس چلے جاؤ۔ وہ رقعہ دے گا تم بھی کلیام جا کر دوا لے آنا۔ وہاں پر ہم تم جیسے ہزاروں بیمار آتے ہیں اور شفا یاب ہوتے ہیں۔

چنانچہ وہ نابینا شخص بھی مہر و خان کے پاس پہنچا اور رقعہ مانگا۔ مہر و خان نے اسے کہا کہ تھوڑی دیر ادھر ٹھہرو اور ایک لڑکا بھیج کر اسے بلایا۔ جب وہ آیا تو مہر و خان نے کہا کہ تم تو بڑے مطلب پرست آدمی ہو۔ تم جب نابینا تھے۔ تو میرے پاس چکر لگاتے تھے۔ اب شفا حاصل ہو گئی تو اب اپنا حال بتانے بھی نہیں آئے۔ مہر و خان کے سوال پر اس نے بتایا کہ آپ کو شہنشاہ کلیام نے

Marfat.com
Marfat.com

سلام بھی بھیجا ہے اور مجھے دوائی دی تھی۔ کہ تین دن تک رات کو سونے سے پہلے آنکھوں میں ڈالنا حالانکہ میرا کام تو پہلی ہی سلائی میں ہی ہو گیا تھا۔ مگر میں گھر سے ڈر کی وجہ سے نہیں نکلا کہ تین دن دوا استعمال کرلوں۔ تو پھر نکلوں گا۔ اسی وجہ سے نہ آپ کو سلام پہنچا سکا نہ ہی حال بتا سکا۔ مہر وخان نے کہا کہ اچھا وہ دوائی تو دکھاؤ جو شہنشاہ کلیام نے عطا فرمائی تھی۔

چنانچہ وہ شخص گھر گیا اور دوائی کی شیشی لیکر واپس آیا۔ مہر وخان نے جب دوائی شیشی سے نکال کر دیکھی تو دوائی کی بجائے سنکھیا تھا۔ تو اس نے کہا کہ بے وقوف یہ تو سنکھیاں ہے۔ مجھے وہ دوائی دکھاؤ جو کلیام کے والی سے لائے ہو۔ تو اس نے کہا کہ قسم باخدا آپ نے مجھے یہی دوائی دی تھی۔ جس سے میری آنکھیں روشن ہوئی ہیں۔

نسبت بابا گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ:

والی کلیام حضور بابا فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت دیوان صاحب پاکپتن شریف کے بیٹے کی شادی میں شرکت کے لئے پاکپتن شریف تشریف لے گئے تھے اور شادی کے موقع آپ سے جو کرامت ظاہر ہوئی تھی۔ اس موقع پر بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے تعلق رکھنے والے حضرت پیر کالا صاحب علیہ الرحمۃ بھی موجود تھے۔ انہوں نے جب شہنشاہ کلیام کی کرامت اور مرتبہ و مقام کو دیکھا تو فوج کی نوکری کرتے تھے۔ انہوں نے اسی وقت فوج کی نوکری کو خیر باد کہہ دیا اور آپ کے ہمراہ ہی کلیام شریف آ گئے۔ پیر کالا صاحب علیہ الرحمۃ چونکہ حضور سرکار گنج شکر علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے تھے آپ نے کلیام شریف کے قیام کے دوران اسی وجہ سے پیر کالا صاحب کو الگ کمرہ اور پلنگ عنایت فرما دیا تھا۔ کافی عرصہ تک پیر کالا صاحب ایک مرید صادق کی حیثیت سے کلیام شریف میں قیام پذیر رہے۔ ایک دن پیر کالا صاحب نے عرض کیا۔ حضور مجھے سیر کرنے کی اجازت عنایت فرما دیں۔ آپ نے اجازت بھی دی اور کچھ زادِ راہ بھی عطا فرمایا پیر کالا سیر کرتے کرتے انڈیا کے ایک علاقے فیروز پور پہنچ گئے۔ وہاں کے لوگ ان دنوں ایک بڑی مصیبت میں مبتلا تھے۔ ان دنوں وہاں پر اس قدر پانی چڑھ آیا تھا کہ لوگ اپنی جان و مال بچانے کی فکر میں تھے۔ وہاں کے لوگوں کو جب علم ہوا کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کی اولاد سے پیر کالا صاحب اس بستی میں جلوہ گرہ ہیں۔ وہ تمام اکٹھے ہو کر آپ کے پاس آئے اور عرض کیا حضور آپ زبدۃ الانبیاء کی اولاد ہیں۔ ہم مصیبت میں گرفتار ہیں۔ یہ پانی ہم سب کو سامان اور مال و اسباب سمیت بہا کر لے جائے گا۔ آپ دعا کریں کہ خدا ہمارے سر سے یہ عذاب دور کر دے۔ لوگوں کی بات سن کر پیر کالا صاحب

Marfat.com
Marfat.com

نے فرمایا کہ اچھا اب تو تم چلے جاؤ صبح کو آنا تمہارے لئے کچھ کریں گے۔

جب لوگ چلے گئے تو پیر کالا صاحب نے اپنے ساتھی سے کہا کہ بھائی ہم میں اتنی طاقت کہاں کہ ہم دعا کریں اور پانی یہاں سے چلا جائے۔ صبح ہوگی تو لوگ آئیں گے۔ تو ہم کیا جواب دیں گے۔ اسی لئے بہتر ہے کہ ابھی اپنا بوریا بستر لپیٹو اور یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ پیر کالا صاحب علیہ الرحمۃ کی بات سن کر ساتھی نے کہا کہ حضور اب تھکے ہوئے ہیں۔ نیند بھی سخت آرہی ہے۔ لہٰذا ابھی سو جاتے ہیں۔ آدھی رات کے وقت اٹھ کر یہاں سے کہیں اور چلے جائیں گے۔ چنانچہ حسب پروگرام آپ کا ساتھی تو سو گیا۔ مگر پیر کالا صاحب نے بستر گول کر کے سرہانے رکھا اور لیٹ گئے۔ اتفاق سے پیر کالا صاحب علیہ الرحمۃ کی آنکھ لگ گئی۔ تو خواب میں کیا دیکھا کہ مرشد کامل شہنشاہ کلیام حضور بابا صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ پیر صاحب سوتے کیوں نہیں ہو تو پیر کالا صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ہم یہاں پر بالکل نہیں رہیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ گھبراتے کیوں ہو صبح تک یہیں رہو۔ جب شہر کے لوگ آئیں گے تو ان سے کہنا کہ ایک بکرا لیکر آؤ۔ بکرا ذبح کر کے اس کا سر دریا میں ڈال دینا۔ جہاں تک سر جائے پانی وہاں تک واپس ہو جائے گا۔ اور بکرے کے سینگ یا گلے میں یہ تعویذ لکھ کر ڈال دینا۔ چنانچہ صبح بیدار ہوئے تو پورے شہر کے لوگ پیر کالا علیہ الرحمۃ کے پاس جمع ہو کر فریاد کرنے لگے کہ حضور آپ بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ کی اولاد ہیں۔ برائے کرم مہربانی کر کے ہمیں اس طوفان اور آفت سے نجات دلائیے۔ پیر کالا صاحب نے کہا کہ جاؤ ایک بکرا ذبح کر کے لے آؤ۔

چنانچہ حسب الحکم بکرا ذبح کر کے لایا گیا۔ آپ نے بکرا پانی میں ڈال دیا۔ خدا کے فضل و کرم سے پانی اس جگہ سے چھ کوس دور چلا گیا شہر کے لوگ پیر کالا کی یہ کرامت دیکھ کر بہت معتقد اور مشکور ہوئے۔ چند روز کے بعد پیر کالا اپنے ساتھی کے ہمراہ وہاں سے رخصت ہو کر کلیام شریف شہنشاہ کلیام کے دربار گوہر بار میں پہنچے۔ تو آپ نے پیر کالا علیہ الرحمۃ کو خرقۂ خلافت سے نواز کر فیروز پور انڈیا کی ولایت عطا فرمادی۔ اس کے بعد پیر کالا صاحب تمام زندگی فیروز پور انڈیا میں ہی رہے۔ وہیں ان کا وصال ہوا۔ آج بھی ان کا مزار فیروز پور انڈیا میں مرجع خلائق عام ہے۔

وفات حسرت آیات کی قبل از وقت اطلاع:

حضور شہنشاہ کلیام باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے ایک ماہ قبل اپنے خدام سے فرمادیا تھا کہ ہمارا وقت قریب آ گیا ہے۔ اب ہم تم میں جدائی پڑنے والی ہے۔ لہٰذا میرے لئے ...ق تیار کروالیا جائے جب یہ خبر سنی۔ تو ایک کہرام برپا ہو گیا۔ لوگ زار و قطار رونے لگے۔ در

Marfat.com
Marfat.com

دور تک لوگوں کو خبر ہوگئی۔ مریدین عقیدت مندان صبح شام آنے لگے۔کلیام شریف کے باسی رو رو کر بے حال ہونے لگے۔آپ نے جب لوگوں کی یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا کہ مردوں کا شیوہ نہیں کہ وہ روئیں۔دوسری بات یہ کہ ہم موت سے ڈرنے والے نہیں بلکہ اس کو اپنے سینے سے لگاتے ہیں۔جب سائیں فیض علی نے یہ خبر سنی تو روتے ہوئے باہر چلے گئے۔آپ نے ان کو بلایا اور فرمایا کہ فیض علی ایک ضروری کام تمہارے ذمہ لگا رہا ہوں۔اور میری یہ نصیحت یاد رکھو گے۔تو زندگی میں کبھی خسارہ نہیں ہوگا۔آپ نے فرمایا کہ فیض علی اللہ کے نام پر صدقہ خیرات کھلے دل سے کرتے رہنا اور اگر تیرے پاس کوئی آ کر کبھی بھی کچھ مانگے تو اس سے اس کا خاندان یا مقصد نہ پوچھنا بلکہ جو کچھ بھی مانگے دے دینا۔یعنی تمہارے در سے کبھی کوئی سائل خالی نہ جائے اور سنو جو بھی تم نے کسی کو دینا ہے وہ اپنی جیب سے نہیں بلکہ خداوند قدوس میری وجہ سے غیب سے عطا فرماتا رہے گا۔اور اللہ تعالیٰ تیرے رزق میں برکت دے گا۔سائیں گلاب علی بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے اسی طرح جدائی کے غم میں رو رہے تھے۔تو شہنشاہ کلیام نے فرمایا گلاب علی خدا کے واسطے چپ ہو جا مجھے آخری وقت کیوں غم دیتا ہے۔تو اس نے عرض کی حضور میری بادشاہی لٹی جا رہی ہے۔میں کیوں نہ روؤں میری فوج کے جو لوگ مجھ سے نفرت کرتے تھے۔وہ آپ کی وجہ سے میرے تابع ہو گئے ہیں۔حضور شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ گلاب علی اگر اس بارگاہ میں میری منظور ہوئی تو تمہیں زندگی میں پریشان نہ ہونے دوں گا۔اور اگر میں خدا کا فقیر ہوں۔تو تمہیں زندگی بھر رزق کی تنگی نہیں آئے گی۔اور اگر ذرہ برابر بھی فرق آیا تو سمجھنا کہ وہ تو ٹھگ تھا۔ویسے ہی دنیا میں لارے لگاتا رہا آپ نے فرمایا کہ گلاب علی میری ایک وصیت یاد رکھنا کہ جب میرا جنازہ ہو تو میرے جنازے کے ساتھ یہ شعر ضرور پڑھنا۔

لالاں والیادے ویسیار و نج کھری گھراوہدے

دیس بیگانہ ماں پرائی لیکھے نال نبھادے

آپ کا فرمان سن کر سائیں گلاب نے عرض کیا۔حضور اس وقت تو جنازہ میں بڑے بڑے مفتی قاضی عالم ہوں گے۔ایسا نہ ہو کہ وہ یہ چیز دیکھ کر جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیں۔

شہنشاہ کلیام نے فرمایا کہ کوئی میرا جنازہ پڑھے یا نہ پڑھے مجھے اسکی فکر نہیں۔آپ نے فرمایا کہ میرے جنازے میں تمام مسالک کے لوگ موجود ہوں گے۔کوئی بھی اس بات سے انکار نہیں کرے گا اور میرا جنازہ تاجدار گولڑہ سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ جو اپنے وقت کے چوٹی کے عالم اور شیخ طریقت ہیں۔ بڑی محبت وعقیدت سے پڑھائیں گے۔اس لیئے تم کسی کے منع کرنے سے میری خواہش کو بند نہ کرنا۔ بلکہ میری چارپائی کے ساتھ قبر تک یہ شعر ہمراہ رباب و چنگ گاتے رہنا۔

Marfat.com
Marfat.com

چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق ایسا ہی کیا گیا۔ جنازے کے وقت جب اس شعر کو رباب وچنگ کے ساتھ پڑھا جارہا تھا۔ تو جنازہ کے حاضرین پر عجیب کیفیت طاری تھی۔

اہل کلیام کے لئے آخری دعا:

آپ نے اپنے آخری وقت اہل کلیام کو جو آپ سے نسبت اور محبت تھی۔ اور انہوں نے جس خلوت ومحبت سے آپ کی خدمت کی تھی۔ اس کے صلے میں آپ نے اہل کلیام کو جس دعا سے نوازا قیامت تک اس کے اثرات باقی رہیں گے۔ آپ نے فرمایا

بریاں بریاں سب کوئی آکھے بہہ نیناں دیا چھڑیاں
سکھی وسو کلیامی لوگو اسیں بس کھیڈ کے ٹریاں
ہجر مصیبت آن جگایا ختم ہوئی زند گانی
فیض نام خدا دا رہسی کل دنیا ہے فانی

آپ کی زبان ترجمان سے یہ کلمات سن کر لوگ دھاڑیں مار مار کر روتے روتے نڈھال ہو گئے۔ لوگوں کو روتا دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا۔

ایہہ دیہاڑا آ سی اک دن رونا ہے فضولی
عاشق مرنے کو خوشی جانے جین حیاتی سولی
جس مرنے توں خلق ڈردی عاشق خوشیاں کر دے
وچ حیاتی سڑک دے نت سولی پر چڑھدے
ماہ رمضان دی عیدی وانگوں رکھن نت اڈیکاں
آوے موت میلا ہووے سد سد مارن چیکاں
اس خالی تھیں لنگھنا اگے مینوں یار بھراؤ
ہر دم رکھو اللہ اللہ ادیہہ غم مول نہ کھاؤ

الوداعی دُعا:

ایک شکاری شخص کسی جگہ سے لومڑی کا شکار کر کے گھر لے آیا۔ رات کو گھر پر رکھی۔ صبح

Marfat.com
Marfat.com

سویرے گھر سے لے کر گاؤں سے باہر چلا گیا۔ لوگ اس لومڑی کو دیکھنے کیلئے جوق در جوق جا رہے تھے۔ شہنشاہ کلیام کے حجرے میں جو احباب تشریف فرما تھے۔ ان میں سے اکثر لوگ بھی شکار کے شوقین تھے۔ وہ بھی اس لومڑی کا تماشہ دیکھنے کے لئے لے گئے صرف چند آدمی آپ کے پاس باقی رہ گئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ دوستو الوداع کا وقت آ گیا ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے بخش بخشوا کرنا ہے۔ تو کر لو کیونکہ میں تم سے جدا ہو رہا ہوں۔ اس کے بعد بارگاہ خداوندی میں دعا کی۔ اے مالک کائنات میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا ملنے والا کوئی بھی شخص دنیا میں بھوک کی تنگی نہ دیکھے اور میرے ملنے والوں کو ایمان کی موت عطا فرما۔ دعا مانگ کر آپ نے اپنے چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیرے تو لوگ اپنی خواہشات عرض کرنے لگے۔

آپ کے مرید خاص اور منظور نظر درویش قاسم علی صاحب فرماتے ہیں کہ حجرہ مبارک میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ میرے قریب ایک ۱۵۔۱۶ سالہ نوجوان آیا اور کہنے لگا۔ مجھے اپنے پیر شہنشاہ کلیام کے پاس لے چلو اور ان سے میرے لئے دعا کراؤ کہ مجھے تاج سلطانی مل جائے۔ اور اس نے یہ بھی کہا کہ میں سید آل رسول ہوں۔

سائیں قاسم علی فرماتے ہیں کہ میں نے تلاوت قرآن بند کی اور لڑکے کو لے کر جب شہنشاہ کلیام کے دربار میں پہنچا تو اس وقت آپ آخری الوداعی ملاقات کر کے فارغ ہو چکے تھے۔ اور مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو یہ منظر دیکھ کر میرا دل کانپنے لگا۔ لیکن صبر و تحمل اور ضبط سے کام لیتے ہوئے شہنشاہ کلیام کے کاندھے کو ہلایا۔ آپ نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو میں نے عرض کیا حضور یہ سیدزادہ آپ کے در پر کھڑا ہے۔ اس کی بات سنیں آپ نے فرمایا کہ کیا کہتا ہے میں نے عرض کیا۔ حضور یہ تاج سلطانی مانگتا ہے۔ شہنشاہ کلیام نے دروازے کی طرف ہاتھ کر کے فرمایا کہ دیکھ لیا ہے۔ پھر اس سیدزادے کے لئے دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے دعا ختم ہوئی تو اپنے چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیرنے کے بعد آپ کے ہاتھ گود میں گئے تو آپ کا وصال باکمال ہو چکا تھا۔ ''ان اللہ وانا الیہ راجعو ن'' اس کے بعد وہ لڑکا نظر نہیں آیا۔ اس کے بارے میں لوگوں میں مختلف قیاس آرائیاں ہوتی رہیں۔ کوئی کچھ اور کوئی کچھ حتیٰ کہ لوگوں نے یہ بھی کہا یہ لڑکا ملکوت تھا۔ مختلف دلیلیں لوگ دیتے رہے۔ ''واللہ اعلم ورسولہ''۔

جنازہ کی وصیت:

شہنشاہ کلیام حضور باباجی فضل الدین کلیامی رحمۃ اللہ علیہ نے علالت کے آخری ایام میں تاجدار گولڑہ حضرت سید پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ سے فرمایا تھا کہ ظاہری علم رکھنے والے مولوی

Marfat.com
Marfat.com

میرے حال سے ناواقف ہیں۔ان میں سے بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم بابا فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کا جنازہ نہیں پڑھائیں گے۔لہٰذا پیر جی میری وصیت یاد رکھنا کہ میرا جنازہ آپ نے خود ہی پڑھانا ہے۔

اسی طرح آپ نے اپنے مریدین سے بھی فرما دیا تھا کہ میرا جنازہ علم وفضل وکمال کے شہنشاہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ سے پڑھوانا۔

جب آپ کا وصال باکمال ہوا تو وصیت کے مطابق مریدین نے حضور تاجدار گولڑہ شریف پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کو بذریعہ ٹیلی گرام آپ کے وصال کی اطلاع کی اور ساتھ ہی ایک آدمی کو کلیام سے گولڑہ شریف بھیج دیا کہ ہوسکتا ہے کہ تار نہ ملے۔اس لئے خود جا کر اطلاع دی جائے۔جب وہ آدمی آپ کے بارے میں اطلاع دینے کے لئے گولڑہ شریف پہنچا تو حضور تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ تیاری کر کے کلیام شریف کی طرف روانہ ہونے والے تھے۔

جب آپ کا وصال باکمال ہوا تو بذریعہ تار اطلاع کرنے کے باوجود آدمی بھی روانہ کر دیا گیا تھا۔لیکن ادھر وصال کے بعد خود حضور شہنشاہ کلیام حضور باباجی صاحب کلیامی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ پیر جی آپ یہاں بیٹھے ہیں۔فوراً اٹھیں اور کلیام شریف پہنچ کر میرا جنازہ پڑھائیں۔حضور تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے اپنے خادم خاص حافظ فضل الدین کو بلایا اور فرمایا کہ میرا گھوڑا تیار کرو۔جب سواری تیار ہوئی تو آپ گولڑہ شریف کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو گاڑی روانہ ہو چکی تھی۔آپ گھوڑے پر ہی سوار ہو کر راولپنڈی ریلوے اسٹیشن پہنچے۔وہاں سے ریل کار میں بیٹھ کر کلیام شریف پہنچے تو شہنشاہ کلیام حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کلیام کی حدود سے باہر ین سڑک پر استقبال کے لئے کھڑے تھے۔شہنشاہ کلیام کو دیکھ کر تاجدار گولڑہ نے پوچھا کہ باباجی یہ کیا ہے۔ادھر مجھے آپ نے خواب میں آ کر خود فرمایا کہ کلیام پہنچ کر میرا جنازہ پڑھاؤ ادھر آپ سڑک پر کھڑے نظر آ رہے ہیں۔تاجدار گولڑہ کی یہ بات سن کر شہنشاہ کلیام نے فرمایا میں نے جو خواب میں کہا کہ میرا جنازہ پڑھاؤ یہ بات بھی بالکل درست ہے۔لیکن پیر جی یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سیدزادہ آئے اور میں اپنی حدود میں اس کا استقبال نہ کروں۔

تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ جب جنازہ گاہ میں پہنچے تو لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ آپ کو گھوڑے پر سوار ہو کر صفیں درست کرنا پڑیں۔نماز جنازہ کے بعد پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آج جس جس شخص نے بھی باباجی کلیامی کی نماز جنازہ پڑھی وہ دوزخ میں نہ جلے

Marfat.com
Marfat.com

گا۔اس پر جہنم کی آگ حرام ہے۔نماز جنازہ کے موقع پر وہ تمام علماء جو زندگی بھر آپ پر فتوی لگاتے رہے۔انہوں نے بھی آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔لوگوں نے دیکھا کہ ان کی آنکھیں پُرنم تھیں۔ان میں بعض نے بعد از وصال آپ کے دست مبارک پر بیعت کر لی تھی۔جو کہ بعد میں مجذوب ہو گئے تھے۔

نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا قوال جنازہ کے آگے قوالی کر رہا تھا۔لوگوں نے دیکھا کہ گولڑے کے تاجدار حضور پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کو اُس وقت وجد طاری ہو گیا تھا اور تمام حاضرین پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔

تاریخ وصال:

مورخہ یکم جنوری ۱۳۰۸ ہجری ۱۸۹۲ء بروز جمعۃ المبارک آپ کا وصال باکمال ہوا۔چار روز تک آپ کا جسد خاکی دیدار عام کیلئے کلیام شریف میں رکھا رہا۔بروز سوموار آپ کی تدفین ہوئی۔نماز جنازہ پیر سید مہر علی شاہ تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ نے پڑھائی جبکہ آپ کو غسل قاضی فضل احمد قطبالی ؒ نے دیا۔مولوی سید حسن صاحب اوپر سے پانی ڈالتے رہے۔آپ کا مزار پر انوار اپنے پیر و مرشد حضرت حافظ میاں محمد شریف خان صاحب علیہ الرحمۃ کے قریب ہی ہے۔جہاں پر آج بھی عقیدت مندان زیارت کر کے اپنے قلوب واذہان اور ایمان کو تازگی بخشتے ہیں۔آپ کا عُرس مبارک ہر سال یکم جنوری کو کلیام شریف میں شروع ہو کر ۱۰ دن تک جاری رہتا ہے۔جس میں ہزاروں افراد روزانہ شرکت کرتے ہیں۔ملک بھر کے معروف قوال حضرات دس روز تک متواتر عارفانہ کلام پیش کرتے ہیں۔

منم محو خیال او نمیدانم کجا رفتم:

۱۹۳۸ء میں آپ کے سالانہ عرس مبارک شروع تھا۔ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے مزار پر انوار کے سامنے آغا بشیر رشید فریدی قوال اور ہمنوا سے حضرت بیدم شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کا کلام سن رہے تھے۔جب قوال اس مصرع پر پہنچا کہ

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اُڑا دے

تیرے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

تو ہزاروں لوگوں نے دیکھا کہ آپ کی تربت ہلنے لگی۔ایک وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔حتی کہ تربت مبارک پر لگا ہوا پتھر بھی ہل گیا اور پھر تربت مبارک قوال کی سُر اور قوالی کی تھاپ کے

Marfat.com
Marfat.com

مطابق رقص کرتی رہی۔ لوگوں نے دروازہ بند کرا دیا۔ بعدازاں جب دروازہ کھولا گیا تو کیفیت وہی تھی۔ پھر چشم فلک اور ہزاروں لوگوں نے اشکبار آنکھوں سے دیکھا کہ آپ کے مزار کا گنبد بھی رقص کرنے لگا۔ اس وقت قوال نے اس کا منظر یوں بیان کیا۔

سیرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صورت میں علی کرم اللہ وجہ ہو تم ایسے ولی ہو
روضہ بھی رقص کرتا ہے
یہ شان جلالی کلیام کے والی

حضور شہنشاہ کلیام کے خلفاء:

۱: حضرت سید امیر علی شاہ صاحب گیلانی علیہ الرحمۃ موضع شاہ درگاہی آپ کا مزار مبارک کلیام شریف میں موجود ہے۔
۲: حضرت سائیں محمد حسین علیہ الرحمۃ المعروف سائیں سنگھوری والے مجذوب آپ کا مزار مبارک بھی کلیام شریف میں ہے۔
۳: حضرت الحاج مولوی عبدالستار علیہ الرحمۃ آبائی علاقہ مظفر آباد ہے۔ جبکہ مزار شریف کلیام شریف میں واقع ہے۔ آپ کی تاریخ وصال ۳۰ اکتوبر ۱۹۸۱ء ہے۔
۴: حضرت پیر کالا صاحب علیہ الرحمۃ آپ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کی اولاد پاک سے ہیں آپ کا مزار پرانوار فیروز پور انڈیا میں ہے۔
۵: حضرت خواجہ محمد حسین قریشی صاحب علیہ الرحمۃ آپ کا مزار پرانوار موضع ماڑی بگیال شریف بسالی روڈ براستہ روات تحصیل و ضلع راولپنڈی میں واقع ہے۔ تاریخ وصال مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۰۹ء
۶: حضرت قاضی محسن الدین علیہ الرحمۃ موضع بگا شیخاں تحصیل و ضلع راولپنڈی
۷: حضرت راجہ دوست محمد علیہ الرحمۃ ضلع جہلم کے رہنے والے تھے اور حضور بابا جی کے خاص منظور نظر تھے۔ ان کا مزار پرانوار ان کے آبائی علاقہ جہلم میں واقع ہے۔
۸: حضرت بدرالدین علیہ الرحمۃ المعروف بدری بابا آپ کا مزار قصر شیریں سویٹ ہاؤس کے ساتھ مری روڈ تیلی محلہ اسٹاپ راولپنڈی میں واقع ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

9: حضرت قاضی امام الدین صاحب علیہ الرحمۃ آپ کا مزار شریف موضع پھلینہ ضلع راولپنڈی میں واقع ہے۔

۱۰: حضرت قاضی گاماں علیہ الرحمۃ آپ کا مزار شریف موضع ہردو گہر نزد سہالہ میانہ تھب ضلع اسلام آباد میں ہے۔

۱۱: حضرت سائیں برکت اللہ علیہ الرحمۃ چبارہ شریف میں مزار واقع ہے۔

۱۲: حضرت سائیں اللہ دتہ علیہ الرحمۃ آپ کا مزار شریف گوجر خان ضلع راولپنڈی میں ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

دریائے گوہر فضل و کمال، بلبل چمنستان فضلی، عارف باللہ مرد حقیقت آگاہ، شہباز سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ، تارک مملکت دنیاں، طالب عقبیٰ، خانوادہ رسول ہاشمی، سلطان العاشقین، برہان الواصلین حضرت خواجہ میاں محمد حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ 1856ء میں راولپنڈی سے تقریباً 45 کلومیٹر دور بسالی روڈ موضع ماڑی بگیال شریف میں حضرت میاں شرف الدین علیہ الرحمۃ کے علمی اور روحانی گھر میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

جس خاندان اور گھر میں آپ کی ولادت ہوئی وہ شروع ہی سے ایک دینی مذہبی روحانی خاندان تھا جس کے افراد کے ذریعے پورے علاقہ میں علم وعرفان کی بارش ہوتی رہی اور یہ سلسلہ نسل درنسل ابھی تک جاری وساری ہے۔

آپ کے دادا جان حضرت میاں حبیب اللہ قریشی ہاشمی علیہ الرحمۃ اپنے زمانہ کے بلند پایہ عالم دین اور روحانی شخصیت کے مالک تھے تمام عمر دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں گزاردی ہزاروں جاہلوں کو نور قرآن کی دولت سے مالا مال کیا، بےعلموں کو علم، بےادبوں کو ادب اور بےراہوں کو راہ ہدایت پر گامزن کیا۔ اور دین متین کی اس انداز سے خدمت کی اور ایسے دیپ جلائے کہ وہ روشنی نہ صرف آج بھی قائم ہے بلکہ اس روشنی سے تاقیامت مخلوق خدا مستفیض ہوتی رہے گی۔ آپ کے دادا جان نے تمام عمر دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت کا فریضہ صرف اور صرف رضائے خدا کے لئے سرانجام دیا ہے۔ جس کے بالعوض کبھی بھی کسی شخص سے کسی چیز کے طالب نہ ہوئے اور خود کھیتی باڑی کر کے گزارا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ محمد حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی ذات والا صفات میں بچپن ہی سے ولایت کے آثار نمایاں تھے۔ والدہ ماجدہ کی گود سے لے کر اپنے لڑکپن تک آپ کی عادات و اطوار اور طرز زندگی تمام بچوں سے مختلف تھا ہر وقت یاد خدا میں مستغرق اور دنیاوی لہو و لعب کھیل تماشے دنیا اور اہل دنیا سے مختلف رہا۔

ابھی آپ سن شعور کو بھی نہ پہنچے تھے کہ آپ کے والد گرامی حضرت میاں شرف الدین قریشی ہاشمی کا وصال باکمال ہوگیا۔ اس کے بعد آپ کی تعلیم وتربیت کا نظام آپ کے دادا جان

Marfat.com
Marfat.com

حضرت میاں حبیب اللہ قریشی ہاشمی علیہ الرحمۃ نے سنبھال لیا اور اپنی نگرانی وسرپرستی میں آپ کی تعلیم وتربیت کا خصوصی اہتمام فرماتے رہے۔آپ نے اپنے دادا جان کی سرپرستی میں ہی ظاہرو باطنی تعلیم مکمل کی۔

بیعت وخلافت:

ظاہری تعلیم کے بعد آپ کو طلب حقیقی کی جستجو پیدا ہوئی اور دن ورات اسی لگن میں مست رہے۔ بہت سے بزرگان خدا کے مزارات پر حاضری دیتے رہے۔اسی ضمن میں بہت سے پاکباز بندگان خدا سے ملاقات بھی کی اسی ضمن میں آپ شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ میاں فضل الدین کلیامی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت عالیہ میں پہنچے تو پہلی نگاہ میں ہی حضور شہنشاہ کلیام نے آپ کو پہچان لیا اور سمجھ گئے کہ آنے والا شہباز اپنے وقت کا عظیم اور درخشندہ ستارہ ہوگا جس کی کرنوں سے لاتعداد طالبان خدا منزل حقیقی کو پالیں گے۔حضور شہنشاہ کلیام نے آپ کو اپنے قریب بلایا اور اپنے دست حق پرست پر بیعت سے سرفراز فرما کر ایسی کرم کی نگاہ ڈالی کہ دل کی دنیا ہی بدل کر رکھ دی اور مرتبہ کمال کو پہنچادیا۔

آپ کافی عرصہ تک حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں مصروف رہ کر حضور شہنشاہ کلیام کے روحانی چشمہ فیض سے مستفیض ہوتے رہے۔اور سلوک کی منازل طے کرتے رہے۔آپ نے اپنے مرشد کامل حضرت خواجہ کلیامی کی اس انداز سے خدمت کی جس کو دیکھ کر حضور خواجہ کلیامی کا دریائے کرم جوش میں آ گیا اور وہ آپ پر خصوصی شفقت ومحبت اور ہر موقع پر دستگیری فرماتے رہے۔حتیٰ کہ حضور شہنشاہ کلیام نے خانقاہ عالیہ کلیام شریف کے لنگر کا تمام نظام آپ کے سپرد کر دیا۔آپ نے بھی ان تمام ذمہ داریوں کو بخوبی واحسن طریقہ سے نبھایا اور اس دوران اپنے اوراد ووظائف اور دیگر باطنی معاملات میں زرہ بھر بھی فرق نہ آنے دیا۔

جب آپ کے مرشد کامل حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ نے دیکھا کہ کام تمام ہو چکا ہے تو آپ کو خلوت میں بلا کر اپنے سینے سے لگایا اور نعمت باطنی سے نواز کر آپ کے سینے کو نور عرفان سے لبریز کیا اور خرقہ خلافت عطا فرما کر صاحب اجازت وارشاد کیا۔اور فرمایا کہ اب آپ اپنے آبائی گاؤں ماڑی بگیال شریف چلے جائیں اور وہاں بیٹھ کر مخلوق خدا کی رشدوہدایت کا فریضہ سرانجام دیں۔

Marfat.com
Marfat.com

کلیام شریف سے جانب ماڑی بگیال ورود مسعود:

مرشد کامل کے فرمان کے بعد آپ نے اپنے آبائی علاقہ بسالی روڈ ماڑی بگیال شریف کی جانب رخ کیا اور وہاں پہنچ کر یاد خدا میں مست و مستغرق ہو گئے اور موجودہ آستانہ عالیہ کی جگہ کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں اور رشد وہدایت کا مرکز بنا لیا۔ ماڑی شریف میں قیام کے بعد آپ کے پاس مخلوق خدا کا جم غفیر رہنے لگا اور دور سے لوگ آتے اور آپ کے اس چشمہ فیض سے مستی کے جام پیتے۔ خالی آتے اور دامنوں کو گوہر مراد سے بھر کر واپس جاتے۔ ہزاروں افراد نے آپ کی خدمت میں رہ کر راہ ہدایت پائی۔ سینکڑوں گمراہوں کو کھوئی ہوئی منزل ملی۔

ماڑی بگیال شریف کے بعد آپ کے فیضان نظر اور ولایت کا شہرہ اس قدر عام ہوا کہ آپ کے مرشد خانہ کلیام شریف کے لوگ قبیلہ در قبیلہ جوق در جوق آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

آپ کے وصال با کمال کے بعد کلیام شریف کے وہ مریدین سالانہ عرس مبارک کے موقع پر ہر سال کلیام شریف سے آپ کے آستانہ عالیہ ماڑی بگیال شریف ڈالیاں لیکر حاضر ہوتے اور آپ کے دربار مقدسہ پر چادر پوشی کرتے۔ زمانہ گزر گیا مگر آج بھی کلیام شریف کے مریدین کی اولادیں اس تعلق اور رسم کو قائم رکھتے ہوئے آپ کے عرس پاک پر ڈالیاں اور چادریں لیکر آتی ہیں۔

اسی طرح روات بسالی روڈ اور ماڑی بگیال شریف ماڑی جبر، ماڑی دانش منڈاں، پوٹھی تحصیل گوجر خان کے معروف گھرانے اور گکھڑ برادری کے سرکردہ افراد اور متعدد گھرانے آپ کے دست مبارک پر نہ صرف بیعت ہوئے بلکہ آپ کے در دولت کی غلامی کرتے رہے۔ یہ سلسلہ صرف یہیں تک محدود نہیں بلکہ پورے ملک پاکستان بالخصوص پاکپتن شریف، رحیم یار خان، فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ، پیر محل تک آپ کے پوتے حضرت صاحبزادہ حاجی منیر احمد صابری مدظلہ العالی کے ذریعے پھیل چکا ہے۔

سیرت و کردار:

آپ کی ذات والا صفات کو جس طرح خداوند کریم نے باطنی حسن سے نوازا تھا اسی طرح ظاہری حسن و جمال بھی عطا فرمایا تھا۔ آپ انتہائی حسین و جمیل خوش پوش حلیم الطبع، کریم الاخلاق، عمیم الاشفاق اور مستجاب الدعوات شیخ طریقت تھے۔ آپ کی تمام زندگی سادگی کا عملی نمونہ تھی۔

Marfat.com
Marfat.com

نمود و نمائش سے سخت نفرت اور تزکیہ نفس میں کمال کا درجہ حاصل تھا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ چار چیزوں کی کمی کرنا ہی انسانی کمال ہے۔ کم کھانا، کم بولنا، کم سونا اور لوگوں سے کم میل جول رکھنا۔ بالخصوص طریقت کی منازل طے کرنے والے حضرات کے لئے بہت ضروری ہے۔ آپ نے اپنی ظاہری زندگی کے آخری سالوں میں اپنا کھانا پینا بالکل ترک ردیا تھا۔ حتیٰ کہ کئی کئی مہینوں کے بعد کوئی چیز کھاتے تھے۔ آپ پر اکثر استغراق کا عالم طاری ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اکثر و بیشتر خوارق و عادات (یعنی کرامات) کا اظہار ہو جاتا۔ آپ سیف زبان تھے زبان ترجمان [redacted] فرماتے وہ ویسا ہی ہو جاتا تھا۔ آپ کے پاس مریدین عقیدت مندان اور دکھی انسانیت کا ہجوم لگا رہتا تھا۔ اپنی حاجات کی قبولیت کے لئے اکثر لوگ حاضری دیکر طالب دعا ہوتے تھے۔ آپ نے تمام زندگی سخت مجاہدات کئے۔ ہر وقت عبادت و ریاضت میں مگن رہتے۔ آپ کی زندگی کا کوئی سانس بھی تادم آخر ذکر خدا سے خالی نہ گزرتا تھا۔ فرائض کو ہر قیمت پر پورا فرماتے۔ اسی طرح نوافل اور نفلی عبادات اور اوراد و وظائف میں بھی یگانہ روزگار تھے۔ آپ کی گفتگو علم معرفت کا انمول خزانہ تھی معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی پر خاص ملکہ عطا کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے اسرار و رموز معرفت کے موتی اپنی گفتگو میں بکھیرتے تھے اور آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے صاحب دل اور صاحب حال لوگ وہ موتی سمیٹ کر لے جاتے۔ آپ نے اپنی نوک قلم سے چند علمی یادگاریں بھی چھوڑی ہیں جو کہ دربار عالیہ ماڑی بگیال شریف کی لائبریری میں محفوظ ہیں۔

کشف و کرامات:

ایک مرتبہ کلیام شریف جو کہ آپ کے پیر خانہ کا گاؤں ہے میں آپ کے پیرو مرشد حضور شہنشاہ کلیام حضرت خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کے بعد طاعون کی وبا پھوٹ گئی۔ اہلیان کلیام شریف کی حالت یہ تھی کہ روزانہ باجماعت کئی کئی افراد مرجاتے اور جنازے اٹھا اٹھا کر لوگ تھک گئے۔

حتیٰ کہ کلیام شریف سے لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو گئے اور دوسری جگہ آباد ہونا شروع ہو گئے۔ بہت سے خاندان کلیام شریف کی حدود سے باہر کھلے میدانوں میں مقیم ہونے پر مجبور ہو گئے۔

یہ سلسلہ جاری تھا کہ ایک روز کلیام شریف کے ہی کسی شخص کو حضور شہنشاہ کلیام خواجہ فضل الدین کلیامی علیہ الرحمۃ کی زیارت ہوئی تو حضور شہنشاہ کلیام سے فرمایا کہ ماڑی شریف چلے جاؤ۔ اور حضرت خواجہ محمد حسین صابری سے دعا کے لئے درخواست کرو۔

چنانچہ اس شخص نے کلیام شریف کے چند چیدہ چیدہ بزرگوں کو اپنے خواب والا واقعہ سنایا

Marfat.com
Marfat.com

اور بتایا کہ شہنشاہ کلیام فرماتے ہیں کہ اس بیماری سے نجات کے لئے ماڑی شریف چلے جاؤ اور خواجہ محمد حسین صابری صاحب سے دعا کے لئے درخواست کرو۔

اس شخص کی بات سن کر کلیام شریف کے چیدہ چیدہ معتبر حضرات کا ایک جرگہ تیار کیا گیا اور یہ تمام اکٹھے ہو کر کلیام شریف سے ماڑی بگیال شریف حضرت خواجہ میاں محمد حسین صابری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور رو کر اپنا حال دل اور اپنے ساتھ گزرنے والی بپتا بیان کی اور عرض کرنے لگے حضور ہمارے حال پر رحم فرماتے ہوئے اہل کلیام کے لئے دعا فرمائیں۔ خداوند کریم ہمیں اس موذی بیماری سے نجات عطا فرمائے۔ آپ نے ان کی گریہ وزاری اور حالت خراب کو دیکھتے ہوئے فرمایا کہ خاطر جمع رکھو میں انشاء اللہ کل کلیام شریف آؤں گا خداوند کریم بہتر اسباب پیدا فرمائے گا۔

چنانچہ وعدے کے مطابق اگلے روز آپ کلیام شریف پہنچے تو آپ نے کلیام شریف کی حدود سے باہر ہی باشندگان کلیام کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ اس راستے میں جس کا گھر پہلے آتا ہے وہ آگے آ جائے اور اسی طرح بالترتیب اس کے بعد دوسرا گھر کا مالک آتا جائے اور میرے ساتھ اپنے مکان میں بمع اہل وعیال داخل ہوتا جائے۔

چنانچہ آپ نے ایک برتن میں پانی لیا اور طاعون والے گھر میں داخل ہوئے اور پانی دم کر کے وہ پانی طاعون والے گھر میں چھڑکتے جاتے اور گھر والوں کو گھروں میں داخل کرتے جاتے اور فرماتے انشاء اللہ اب اس جگہ طاعون نہ آئے گا۔ حتیٰ کہ تمام گاؤں کے سارے گھروں میں آپ قدم رنجہ فرماتے گئے اور پانی دم کر کے جھڑکتے گئے اور لوگوں کو گھروں میں داخل فرماتے گئے۔ آخری مکان میں فرمایا کہ انشاء اللہ اب دوبارہ کبھی بھی اس گاؤں میں طاعون کی بیماری نہیں آئے گی۔ خدا کا کرنا ایسا ہی ہوا کہ دوبارہ پھر کبھی تادم تحریر اس جگہ یا اس کے اردگرد طاعون کی بیماری نہیں آئی۔

وصال باکمال:

آپ نے اپنی ظاہری زندگی کے آخری ایام میں اپنے نور نظر اور جانشین وفرزند حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن صابری علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ میرا وقت قریب آ چکا ہے میرے وصال کے بعد تین دن تک بارشیں ہوتی رہیں گی۔ مگر گھبرانا نہیں میری میت کو کچھ بھی نہ ہوگا۔ تیسرے روز مطلع صاف ہو جائے گا اس کے بعد میرا جنازہ اور تدفین کر دینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا مورخہ 23 دسمبر 1909ء کو آپ کا وصال باکمال ہوا۔ آپ کے فرمان ذیشان کے مطابق اسی طرح تین دن

Marfat.com
Marfat.com

تک مسلسل لگاتار بارشیں ہوتی رہیں۔ تیسرے دن آپ کے پیر بھائی حضرت مولوی عبدالستار چشتی صابری کلیامی علیہ الرحمۃ کی اقتدا میں ہزاروں عقیدت مندوں نے نماز جنازہ ادا کی اور آپ کے چہرہ انور کی زیارت۔ آپ کو اسی حجرہ مقدسہ میں دفن کیا گیا جہاں پر آپ ستائیس برس تک مسلسل یاد خدا میں مست و مستغرق رہے اور مخلوق خدا کو رشد و ہدایت کا درس دیتے رہے۔

آپ سے بے شمار کرامتوں کا ظہور ہوا جس کے لئے الگ ایک دفتر درکار ہے۔ آپ کی کرامات میں سے سب سے بڑی کرامت قوت پرواز ہے۔

آپ کے وصال باکمال کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن چشتی صابری علیہ الرحمۃ مسند ارشاد و سجادگی پر فائز رہ کر 1952ء میں واصل بحق ہوئے اور اپنے عظیم والد بزرگوار خواجہ محمد حسین صابری رحمۃ اللہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ حضرت خواجہ حافظ عبدالرحمٰن صابری علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے بحرالعلوم مرد قلندر ہمہ اوصاف یگانہ وارث علوم اسرارِ خفی و جلی ولی ابن ولی حضرت خواجہ صاحبزادہ حاجی منیر احمد صابری مدظلہ العالیٰ سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ جنہوں نے دربار عالیہ چشتیہ صابریہ ماڑی بگیال شریف کی سجادگی کا حق ادا کر دیا اور اپنے عظیم دادا اور والد گرامی کے مشن کے صحیح معنوں میں وارث اور امین ثابت ہوئے اور آج بھی خواجگان چشت اہل بہشت کی شمع کو فروزاں کئے ہوئے ہیں۔ آپ کے عقیدت مندان ملک کے طول و عرض میں موجود ہیں۔ آپ اکثر فرماتے ہیں کہ بزرگوں کی خانقاہوں سے رشد و ہدایت، امن و محبت، یکجہتی اور اسلامی شعائر کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

راقم الحروف کی اس در سے نسبت:

فقیر راقم الحروف صاحبزادہ مقصود احمد صابری کے والد گرامی حضرت حافظ فیض محمد صابری علیہ الرحمۃ جو کہ سجادہ نشین حیدر آباد دکن حضرت سیدی و مرشدی شاہ غلام حسین شاہ صاحب چشتی صابری حیدر آباد دکنی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ بھی تھے۔ فقیر ان کی نگاہ فقر کا پروردہ اور حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمرالدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کی سرپرستی میں تمام عمر ان کے حلقہ احباب طریقت میں شامل رہا۔ 24 جون 1976ء کو قبلہ حضور فیض عالم والد گرامی حضرت حافظ فیض محمد صابری علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کے بعد فقیر راقم الحروف نے حضرت قمرالمشائخ حافظ قمرالدین چشتی صابریؒ کی خدمت میں بیعت کے لئے عرض کیا تو آپ نے دو چیزیں ارشاد فرمائیں اول یہ کہ اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو دوئم یہ کہ تمہارا حصہ ہمارے پاس نہیں ہے بلکہ جہاں تمہارا حصہ ہوگا تم خود ہی پہنچ جاؤ گے۔

Marfat.com
Marfat.com

1988ء سے غیر جماعتی سیاست کا آغاز کیا جس کی بنا پر راولپنڈی کی سطح پر علمائے کرام مشائخ عظام سے رابطے بنے ایک دوسرے کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ جنوری 1991ء سے باقاعدہ جماعتی سیاست ''جمعیت مشائخ پاکستان'' کے پلیٹ فارم سے آغاز کیا۔ جس کی وجہ سے ملک بھر کے علمائے کرام مشائخ عظام کے قریب بیٹھنے کا موقع ملا۔ بڑے بڑے صاحب علم وعرفان اور صاحب کمال بزرگوں کی صحبت میسر آئی مگر چونکہ حصہ کہیں اور تھا اس لئے کہی بات نہ بنی نیز یہ بھی کہ فقیر راقم الحروف نے اس سلسلہ میں کوئی تگ ودو بھی نہیں کہ چونکہ یہ بات میرے نزدیک حق الیقین کو پہنچ چکی تھی کہ ''جہاں حصہ ہوگا خود پہنچ جاؤں گا۔'' آخر وہ وقت سعادت آیا کہ حضرت حاجی شریف خان صاحب چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت خواجہ کلیامی کے پیرومرشد ہیں کی اولاد میں سے صاحبزادہ مرزا محمد نواز کلیامی کے پاس آنا جانا شروع ہوا چونکہ مرزا صاحب کچہری میں بطور کلرک ملازم ہیں۔ ایک دن وہاں پر صاحبزادہ اسد جہانگیر صابری جو کہ حضرت صاحبزادہ حاجی منیر احمد صابری مدظلہ العالی کے مرید اور بھتیجے ہیں۔ ان سے طبیعت خوب لگی دو چار ملاقاتوں کے بعد صاحبزادہ اسد جہانگیر صابری فرمانے لگے رووات سے آگے بسالی روڈ پر ماڑی بگیال شریف میں سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کا ایک مزار ہے اور وہاں ہمارے اجداد کا عرس اور ماہانہ گیارہویں شریف ہوتی ہے لہٰذا اس مرتبہ چاند کی 10 تاریخ کو ظہر کی نماز کے بعد دربار شریف کی محفل گیارہویں میں آپ کا خطاب ہونا ہے۔ فقیر راقم الحروف نے بلا تامل وقت بتادیا اور حسب وعدہ دربار شریف صاحبزادہ اسد جہانگیر کی معیت میں پہنچا۔ محفل میں حضور قبلہ حاجی صاحب مدظلہ العالی اپنے سادے سے لباس اور انداز میں تشریف فرما تھے۔ کسی نئے آنے والے کو یہ محسوس نہ ہوتا کہ ایسا شخص بھی اپنے زمانے کا عظیم انسان اور ولی کامل ہوگا۔ درحقیقت معاملہ میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا جو ہوا سو خوب ہوا۔ پروگرام کے مطابق تقریر ہوئی۔ تقریر ہم نے کیا خاک کرنی تھی یا ہمیں کرنی آتی تھی یہ تو بزرگوں کی نگاہ کرم کی بات تھی کہ ان کی بات سے ہماری بات بن گئی۔ بقول شخصے

میری بات بن گئی ہے تیری بات کرتے کرتے

محفل گیارہویں شریف ختم ہوئی بعد از دعا ہم نے جب اجازت مانگی تو حکم ملا کہ اگلے مہینے 10 تاریخ کو پھر آنا ہے۔ چونکہ ہر ماہ پابندی سے آنا میرے لئے بہت بڑا مسئلہ تھا۔ بہرکیف مشروط وعدہ کیا اور چلے آئے پھر دوبارہ 10 تاریخ چاند کی آئی اور فقیر کا دل سوئے ماڑی بگیال کھینچا جارہا تھا جب دوبارہ وہاں پہنچا تو حضور قبلہ حاجی صاحب کی شفقت بھری اداؤں نے مست ومخمور کردیا۔ جسم

Marfat.com
Marfat.com

بے جان کو مسرور کر دیا پھر دوبارہ ایک ہی مرتبہ فرمایا کہ صابری صاحب ہر مہینے آ جایا کرو۔

بس پھر کیا تھا ہر مہینہ بلاناغہ بھی اور وقفے وقفے سے بندۂ پرتقصیر اپنے آقا و مولیٰ حضور بحر العلوم قبلہ صاحبزادہ حاجی منیر احمد صابری صاحب کے قدموں میں حاضری دیتا رہا پھر سالانہ عرس پاک اور دیگر معمولات میں بھی شامل حال رہا بالآخر 23 دسمبر 1995ء کو خطیب اہل سنت حضرت علامہ راشد محمود رضوی خطیب جامع مسجد چوہدریاں رتہ امرال کو لے کر عرس پاک کی محفل میں گیا تو راستے میں فقیر نے صاحبزادہ اسد جہانگیر سے عرض کیا کہ آج دربار شریف پہنچ کر قبلہ حضور حاجی صاحب سے جب میں بات کروں گا تو آپ نے میری بات کی تائید کر کے مجھے حاجی صاحب کا مرید کرانا ہے۔ یہ بات صرف اور صرف میرے اور صاحبزادہ اسد جہانگیر صابری صاحب کے درمیان تھی کسی اور کو کچھ علم نہ تھا۔

جب دربار شریف پہنچے تو محفل عرس شروع تھی فقیر نے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سنبھال لئے۔ حضرت حاجی صاحب صدارت کی مسند پر جلوہ افروز تھے۔ صاحبزادہ اسد جہانگیر صابری اپنی تائی اماں کو سلام کرنے کے لئے گھر میں چلے گئے نماز مغرب کے وقت محفل ختم ہوئی تو حکم ملا کہ نماز مغرب پڑھاؤ۔

چنانچہ حکم کی تعمیل کی غرض سے نماز مغرب پڑھائی۔ حضور قبلہ حاجی صاحب کا تمام زندگی معمول خاص یہ ہے کہ نماز مسجد میں باجماعت ادا فرما کر فوراً دربار شریف میں تشریف لے جاتے ہیں اور بقایا سنتیں اور نوافل دربار شریف میں ہی ادا فرماتے۔ نماز کی تکمیل کے بعد بجائے مسجد میں آنے کے آپ اپنے حجرہ خاص یا پھر حاضرین کو لنگر کھلانے والی جگہ یعنی دربار شریف کی بارہ دری میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اس روز بھی معمول کے مطابق نماز کے بعد دربار شریف گئے سنتیں نفلیں پڑھیں اور بجائے بارہ دری میں جانے کے واپس مسجد کی طرف رخ کیا۔

ادھر فقیر نے سنتوں کے بعد دعا کرائی اور دل میں تہیہ کیا کہ حاجی صاحب کو دربار شریف میں پکڑتا ہوں اور جا کر بات کروں کہ مجھے بیعت کر لیا جائے۔

فقیر ابھی مسجد سے چند قدم ہی دربار شریف کی طرف چلا تھا کہ سامنے دیکھا کہ حضرت قبلہ حاجی صاحب مسکراتے ہوئے نظر آئے اور میرے کچھ عرض کرنے سے پہلے فرمانے لگے صابری صاحب آج مرید ہونے کا پکا فیصلہ کر کے آئے ہو۔ فقیر نے عرض کیا جی ہاں یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ آ جاؤ پھر اپنے ہمراہ دربار شریف میں لے گئے اور اپنے والد گرامی اور عظیم دادا حضرت خواجہ محمد حسین صابری رحمتہ اللہ علیہ کے مزارات کے سامنے بٹھا کر شرف بیعت سے مشرف فرمایا

Marfat.com
Marfat.com

کہ فقیر کی دلی تمنا کو پورا کر دیا۔ بیعت کے بعد جب ہم تمام حضرات آپ کے ساتھ نکلے تو صاحبزادہ اسد جہانگیر صابری صاحب تشریف لائے اور عرض کرنے لگے تایا جی ہماری دلی خواہش ہے کہ صاحبزادہ مقصود احمد صابری صاحب بھی ہمارے پیر بھائی بن جائیں لہذا ان کو مرید کیا جائے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تمہاری دلی خواہش تمہارے کہے بغیر پوری ہو چکی ہے اور صابری صاحب داخل سلسلہ ہو چکے ہیں۔

اس طرح اس فقیر راقم الحروف کے گلے میں اس در کی غلامی کا پٹہ پڑا ہوا ہے۔ دعا ہے کہ مولائے کائنات حضرت مخدوم پاک صابری کلیری علیہ الرحمۃ کے فیضان کا صدقہ قبلہ حضور حاجی صاحب مدظلہ العالی کو عمر خضر نصیب فرمائے۔ اور آپ کا سایہ تادیر عقیدت مندان ومحبان ومریدین کے سروں پر قائم ودائم رکھے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی صابریؒ

تعارف:

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ لباس شریعت و آداب طریقت سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔ عبادت و ریاضت زہد و تقویٰ میں بے مثال ہیں۔ جس وقت آپ کو حق تعالیٰ کی طلب کی جستجو ہوئی تو آپ پیر کامل کی تلاش میں پھرنے لگے چونکہ طلب صادق تھی ایک دن آپ نے خواب میں دیکھا کہ مجلس اعلیٰ واقدس جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم وصحاب ازواج میں حاضر ہیں۔ غایت رعب کی وجہ سے قدم آگے نہیں بڑھتا کہ ناگاہ میرے جدامجد حضرت حاجی حافظ بلاقی علیہ الرحمۃ تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہاتھ میں دے دیا۔ حضور نے میرا ہاتھ پکڑ کر میاں شاہ نور محمد جھنجھانوی علیہ الرحمۃ کے ہاتھ میں دے دیا اس وقت تک بظاہر حضرت میاں جی نور محمد صاحبؒ سے کسی طرح تعارف نہ تھا۔

جب میں بیدار ہوا تو بڑا ہی پریشان ہو کر یہ سوچنے لگا۔ یا اللہ یہ کون بزرگ ہیں کہ آنحضرتؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کر ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور خود مجھ کو ان کے سپرد فرما دیا۔ اس طرح کئی سال گزر گئے ایک دن مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادی علیہ الرحمۃ نے میرا اضطراب دیکھ کر فرمایا کہ موضع لہاری یہاں سے قریب ہے۔ وہاں جاؤ اور حضرت میاں جی نور محمد علیہ الرحمۃ سے ملاقات کرو شاید مقصود حاصل ہو جائے۔

حضرت حاجی صاحب بے اختیار برہنہ پاؤں لہاری پہنچے۔ جب جمال باکمال حضرت میاں جی نور محمد صاحب علیہ الرحمۃ کا دیکھا تو معلوم ہوا یہ وہی متبرک صورت ہے۔ جو خواب میں دکھائی گئی۔ قدموں میں جا پڑے۔ حضرت میاں جی صاحبؒ نے سر اٹھایا اور سینہ سے لگایا اور فرمایا تمہیں اپنے خواب پر کامل وثوق ہے۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت میاں جی نور محمد شاہ صاحب جھنجھانویؒ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہیں سے خرقہ خلافت حاصل کر کے سرفراز و ممتاز ہوئے خلیفہ اول ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

سیرت:

آپ ہمہ وقت شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت کے اصولوں پر کاربند رہتے اور مریدین کو بھی شریعت وطریقت کی پابندی کی۔ ہدایت فرماتے تھے۔ آپ کے مریدین کی تعداد بہت بڑی ہے جو کہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ترکی، ایران، افغانستان، ہندوستان، پاکستان، مصر اور دیگر اسلامی ممالک میں حضرت حاجی صاحب کے لاکھوں کی تعداد میں مرید ہیں۔ آپ کے خلفاء کی تعداد بھی بہت زیادہ اور یہی وجہ ہے کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو حضرت حاجی صاحب سے بہت تقویت پہنچی اور دنیا کے ہر حصے میں طریقت کا فیضان جاری ہوا۔ حضرت حاجی صاحب کے مریدوں میں علماء و دیوبند خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضرت حاجی صاحب محفل میلاد بھی نہایت محبت وعقیدت واحترام سے سنتے تھے۔ آپ نے متعدد حج بھی کیے جود وسخا صدق وفا کے آپ پیکر ہیں۔ آپ تمام زندگی اپنے شیوخ کے طریقہ پر عمل پیرا رہے اور ہر سال سرکار علیہ اسلام کا میلاد بھی کراتے کھڑے ہو کر سلام بھی پڑھتے اور اپنے پیر و مرشد کے وصال کے بعد ان کا سالانہ عرس بھی اپنے خواجگان کے طریقہ کے مطابق انعقاد کراتے تھے۔ آپ نے میلاد و عرس فاتحہ اور دیگر مذہبی و دینی مسائل جن کو آپ ہی کے دور میں اختلافی بنا دیا گیا تھا اور بنانے والوں کی اکثریت آپ کے مریدین کی تھی باوجود اس کے آپ نے علائے کلمۃ الحق کی خاطر ایک رسالہ ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' چھپوا عوام وخواص میں تقسیم کرایا اور اسی طرح ایک کتاب مولانا عبدالسمیع انصاری ساکن رامپوری شملہ سہارنپوری نے غالباً آپ ہی کے حکم پر ایک کتاب ''انوار ساطعہ'' در بیان مولود و فاتحہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی نے شائع کر کے منکرین میلاد و فاتحہ و عرس وغیرہ کو ناجائز کہنے والوں کا ناطقہ بند کر دیا تھا۔

کشف وکرامت:

ضلع میرٹھ میں لاوڑ کے قریب کے رہنے والے ایک شخص کا بیان ہے کہ جو بچہ بکری کا پیدا ہوتا ہے میں اُس کی اون کتروا کر رکھ لیتا تھا۔ اس طرح میں نے اون جمع کروا کے حضرت حاجی صاحبؒ کے لئے ایک کملی بنوائی اور اس وقت تک میں حاجی صاحبؒ کی زیارت سے مشرف نہ ہوا تھا۔ بلکہ غائبانہ طور پر معتقد تھا۔ جب میں حج کے لئے گیا تو اس کملی کو اپنے ساتھ لے گیا۔ ایک جگہ ہمارا جہاز طغیانی میں آ گیا اور جہاز کے اندر ایک شور برپا ہو گیا۔ میں چھتری پر تھا وہاں سے اتر کر جہاز کی جالیوں سے کمر لگا کر اور منہ لپیٹ کر ڈوبنے کے لئے بیٹھ گیا۔ کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ اب کچھ

Marfat.com
Marfat.com

دیر میں جہاز ڈوب جائے گا۔ اسی اثناء میں مجھ پر غفلت طاری ہوئی۔ میں نہیں سمجھا کہ وہ نیند تھی یا غم کی بدحواسی۔

چنانچہ اسی غفلت میں مجھ سے ایک شخص نے کہا فلانے اٹھ اور پریشان مت ہو۔ ہوا موافق ہوگئی ہے۔ اور کچھ ہی دیر میں جہاز طغیانی سے نکل جائے گا۔ اور میرا نام امداد اللہ ہے۔ مجھے میری کملی دو۔ میں میں نے گھبرا کر کملی دینی چاہی اس گھبراہٹ میں آنکھ کھل گئی۔ اور میں نے لوگوں سے کہہ دیا کہ تم مطمئن رہو۔ جہاز ڈوبے گا نہیں اس کے بعد میں نے لوگوں سے پوچھا کہ تم میں سے کوئی حضرت حاجی صاحب کو جانتا ہے۔ مگر کسی نے اقرار نہیں کیا۔ آخر جہاز طغیانی سے نکل گیا اور ہم مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ میں نے لوگوں سے کہہ دیا کہ مجھے کوئی شخص آپ کی شناخت نہ کرائے بلکہ میں خود ہی ان کو پہچان لونگا۔ چنانچہ جب میں طواف قدوم کر رہا تھا تو میں نے طواف کرتے ہوئے حضرت حاجی صاحبؒ کو مالکی مصلیٰ کے قریب کھڑے ہوئے دیکھا۔ اور دیکھتے ہی پہچان لیا کیونکہ اُن کی صورت اور لباس وہی تھا۔ جو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ صرف فرق اتنا تھا کہ جب میں نے جہاز میں دیکھا تھا تو اُس وقت حاجی صاحبؒ لنگی پہنے ہوئے تھے۔ میں نہیں سمجھا کہ اتنا فرق کیوں تھا۔ خان صاحب فرماتے ہیں کہ جہاز کو طغیانی سے نکالنے کے لئے لنگی ہی مناسب تھی۔ اس لئے آپ لنگی پہنے ہوئے تھے۔ اس کے بعد میں طواف کر کے حاجی صاحبؒ سے ملاقات کی اور کملی پیش کی اور جہاز کا قصہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی مجھے تو خبر بھی نہیں اللہ تعالیٰ بعض وقت اپنے بندے کی صورت سے کام لے لیتے ہیں۔

وصال:

آپ کا وصال ۱۲ یا ۱۳ جمادی الآخر ۱۳۱۰ھ کو اذان فجر کے وقت ہوا مزار شریف جنت البقیع مکہ معظمہ میں مرجع خاص و عام ہے۔ فقیر راقم الحروف نے آپ کے مزار کی زیارت کی ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت حافظ سیّد محمد حسین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

شمس الاصفیاء، برھان الاتقیاء، دلیل الکاملین حضرت عارف باللہ حافظ سیّد محمد حسین عرف حافظ بانکے صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے مشائخ کبار سے ہیں۔ آپ حضرت حافظ محمد موسیٰ صاحب مانکپوری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ میں علوم ظاہری اور باطنی کے جامع تھے اسرار عجیبہ اور نکات غریبہ بیان فرماتے تھے۔ آپ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے شاگرد تھے۔ پھر علوم ظاہری سے فارغ ہو کر مانکپور شریف پہنچے اور حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مرشد کامل نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرما کر سرفراز فرما کر صاحب ارشاد کیا آپ مرشد کامل سے اجازت لے کر جب اپنی منزل پر آئے تو آپ کے فضل وکمال کا شہرہ چاروں طرف یکدم پھیل گیا۔ طالبان حق علوم باطنی حاصل کرنے کی غرض سے آپ کے گرد جمع ہونے شروع ہو گئے اور کافی تعداد میں لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ آپ کا لقب حافظ بانکے اس لئے ہے۔ کہ آپ کے پیرومرشد حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری نے آپ کو ایک مرتبہ لباس سپاہیانہ پہنا ہوا دیکھا۔ دیکھ کر فرمایا تم بانکے ہو۔

چنانچہ اُسی روز سے آپ حافظ بانکے کے نام سے مشہور ہو گئے۔ آپ کے پیرومرشد آپ کے ریاضت ومجاہدہ زہدوتقویٰ سے بہت خوش تھے۔ آپ کا سلسلہ جاری ہے اور صالحین اس میں موجود ہیں۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۷ ذوالحجہ ۱۲۸۰ھ کو جے پور میں ہوا۔ مزار پُرانوار جے پور انڈیا میں مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ رحم الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

امام ربانی، عارف لاثانی، قندیل نورانی، ساقی خمخانہ اسرار، سرشار بادۂ خمار، ساکنان بحری و بری، گوہر دریائے فضل وکمال، قطب یگانہ، عارف زمانہ، ہمہ صفت قلندرانہ حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری حسن ثانی سخی صابر دین حضرت خواجہ رحم الدین چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ چودھویں صدی ہجری بمطابق ۱۸۷۶ عیسوی ماہ محرم الحرام بروز جمعتہ المبارک موضع ببر کی تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک میں ایک نیک سیرت اور خداترس بزرگ جناب ملک محمد نور کے گھر آپ کی ولادت ہوئی۔

آپ کے آباؤاجداد اور والد گرامی کا تعلق ایک زمیندار خاندان اور قبیلہ سے تھا۔ آپ کے والدین کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ گھر میں خدا کا دیا مال دنیا کافی موجود تھا مگر اولاد نہ ہونے کے سبب آپ کی والدہ عموماً غمگین رہتی تھیں۔

ایک دن آپ کی والدہ ماجدہ چشمے پر پانی بھرنے کے لئے گئیں تو چشمے پر قدرت خداوندی کے عجیب وغریب نظارے دیکھ کر اچانک دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جس خدا نے کائنات میں یہ رنگ وبو بھرے ہیں۔ زمین کو سرسبز وشاداب کیا ہے وہ خدا! اگر چاہے تو میری گود بھی بھر سکتا ہے۔ اسی خیال میں رنجیدہ کھڑی تھیں کہ یکایک تین نورانی چہروں والے بزرگ ان کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے ایک حضرت محبوب سبحانی الشیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی دوسرے سلطان الہند عطائے رسول حضرت خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری اجمیری تیسرے بزرگ سلطان الاولیاء ختم اللہ الارواح حضرت سیّدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تھے۔

ان حضرات نے آپ کی والدہ ماجدہ سے پوچھا کہ کیوں رنجیدۂ خاطر کھڑی ہو۔

حضرت غریب نواز معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اتنا پوچھنا تھا کہ آپ کی والدہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ نکلیں اور زار وقطار رونے لگیں چونکہ حضور غریب نواز اس راز سے واقف تھے کہ کیوں رو رہی ہیں۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے گلاب کا ایک پھول آپ کی والدہ ماجدہ کو عنایت کرتے ہوئے فرمایا اسے کھا لو۔ اور خوشخبری سنائی کہ خداوند قدوس

Marfat.com
Marfat.com

تجھے ایسا بیٹا دے گا جو اس پھول کی طرح کھلے گا۔ اس کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ کو دعاؤں سے نوازنے کے بعد تینوں بزرگ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

پھر خدا کے فضل و کرم اور ان بزرگوں کی دعاؤں اور دی ہوئی بشارت سے بروز جمعۃ المبارک ماہ محرم الحرام ۱۸۷۶ء میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کی ولادت پر نہ صرف والدین بلکہ پورے خاندان و قبیلہ کے لوگ خوش تھے۔ آنے والا جو بھی آپ کے چہرہ انور کو دیکھتا تو یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا کہ یہ بچہ دست قدرت کا شاہکار ہے۔ آپ کو خداوند قدوس نے ظاہری حسن و جمال سے تو خوب ہی نوازا تھا۔ مگر آپ کے چہرہ پر جو انوار و تجلیات تھے وہ اس بات کی نوید سنا رہے تھے کہ یہ بچہ آنے والے وقتوں میں آفتاب ولایت اور مظہر نور خدا بن کر چمکے گا۔ دیکھنے والا نگاہ بھر کر دیکھنے کی تاب نہ رکھتا تھا۔ بچپن ہی میں ولایت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے۔ آپ کا بچپن عام بچوں سے مختلف گزرا اسی طرح آپ کے والدین کریمین نے بھی آپ کی پرورش عام بچوں سے مختلف انداز میں کی اور آپ کی تعلیم و تربیت کا خصوصی خیال رکھا۔

ابھی آپ کی عمر عزیز تین سال کی تھی کہ آپ کے والد گرامی کو خالق حقیقی کا بلاوا آ گیا اور وہ آپ کو داغ مفارقت دے کر خالق و مالک سے جا ملے۔

والد گرامی کے انتقال کے بعد آپ کی تربیت و تعلیم اور دیکھ بھال کا تمام تر بوجھ آپ کی والدہ محترمہ کے کاندھوں پر پڑ گیا۔ جس کو انہوں نے بڑی خوش اسلوبی سے نبھایا اور آپ کی پرورش تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنی والدہ ماجدہ سے حاصل کی جب آپ کی عمر عزیز ۴ سال کی ہوئی تو باقاعدہ طور پر مکتب میں داخل ہو کر قرآن پاک اور دینی تعلیم پر پوری توجہ دیکر کم عمری میں ہی آپ نے دین اسلام کی بنیادی تعلیم مکمل کر لی تھی۔

آپ کا بچپن اور اس کے معمولات:

بچپن میں دینی علوم کے حصول کے ساتھ آپ اپنے گھر بار کا کام خود کرتے تھے والد گرامی کے ترکہ میں جو زمین ملی تھی اس کی کاشت خود فرماتے آپ کے والد گرامی کا چھوڑا ہوا بھیڑ بکریوں کا ریوڑ بھی تھا جسے آپ خود چرانے کے لئے لے جاتے اور ان کی دیکھ بھال خود فرماتے تھے۔ آپ کو ان بھیڑ بکریوں سے بہت پیار تھا۔

جب آپ ان کو آبادی سے دور جنگل میں چرانے لے جاتے تو آپ بذات خود ایک طرف بیٹھ کر یاد خدا میں مشغول ہو جاتے اور اپنا تمام فارغ وقت عبادت و ریاضت میں گزار دیتے تھے۔

Marfat.com
Marfat.com

بچپن میں ہی کرامات کا ظہور:

چونکہ آپ مادری ولی تھے اور بچپن سے ہی یادِ خدا میں مستغرق رہنے لگے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ سے بچپن میں ہی کرامات کا ظہور ہونا شروع ہو گیا تھا۔ دیگر کرامات کے علاوہ آپ کے بچپن کی یہ کرامت بہت مشہور ہے کہ جب بھی گاؤں میں کوئی شخص بیمار ہو جاتا تو آپ اپنے کمبل میں سے دھاگے نکال کر اُس بیمار کے گلے میں باندھ دیتے تھے تو وہ بیمار تندرست ہو جاتا تھا۔ آپ کی یہ کرامت اس قدر مشہور ہوگئی کہ لوگ دور دور سے آنا شروع ہو گئے اور آپ کے اس عمل سے ہزاروں مریض شفایاب ہوئے۔

سیرت و کردار:

آپ کو خداوند کریم نے ظاہری اور باطنی حسن و جمال سے اس قدر نواز تھا کہ بڑے سے بڑے منصب والا شخص بھی نگاہ بھر کر دیکھنے کی تاب نہ رکھتا تھا۔ آپ ہمہ وقت جمال خداوندی کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے۔ تنہائی اور خلوت میں زیادہ وقت گزارتے۔ عبادت وریاضت میں یگانہ روزگار تھے۔ زہد و تقویٰ، ورع علم و عرفان آپ کی میراث تھی فقر و فاقہ تجرد آپ کا خاصہ تھا۔ گھر میں دنیا کی تمام آسائشیں موجود ہونے کے باوجود آپ نے کبھی بھی دنیا کی طرف نظر بھی کر کے نہیں دیکھا۔ ہر وقت یادِ خدا اور فکر آخرت میں مگن رہتے۔ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آنے والے سائل کو کبھی اپنے در سے خالی نہیں بھیجا۔ آپ نے سائل کو نہ کبھی جھڑکا اور نہ ہی کبھی مایوس لوٹایا۔
لنگر اس قدر وسیع اور دراز تھا کہ آپ کے دروازے سے آنے والے ہر خاص و عام کے لئے کھلے ہوئے تھے۔ دنیاوی اسباب پر کبھی بھروسہ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ خدا کی رضا پر راضی رہے۔ آپ کے عقیدت مندان یا مریدین اگر کچھ تحائف یا نذرانہ پیش کرتے تو آپ اسی وقت غربا میں تقسیم فرما دیتے یا لنگر میں ڈال دیتے تھے۔ آپ نے کبھی بھی صبر و رضا کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ شریعت و طریقت کے آداب کا خصوصی خیال رکھتے اور حقیقت و معرفت کے سمندر میں ہمہ وقت غوطہ زن رہتے تھے۔

والدہ ماجدہ کا وصال اور فوج کی ملازمت:

جب آپ کی عمر عزیز اٹھارہ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو داغ مفارقت دیکر مالک حقیقی سے جا ملیں۔ تو آپ دنیا میں اکیلے رہ گئے اور ہر وقت والدہ محترمہ کی جدائی کا صدمہ آپ کے دل میں رہنے لگا۔ چونکہ آپ کو اپنی والدہ سے بہت پیار تھا اور اپنی والدہ ماجدہ کی

Marfat.com
Marfat.com

خدمت عبادت سمجھ کر کرتے تھے۔ والدہ کی رحلت کے بعد آپ کو تنہائی محسوس ہونے لگی تو آپ نے اپنا گھر بار اور گاؤں چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا اور انگریز گورنمنٹ کی فوج میں بھرتی ہو گئے۔ فوج میں بھرتی کے بعد آپ پلٹن کے ہمراہ برما چلے گئے اور وہاں پر نوکری شروع کر دی۔ مگر دوران ملازمت حالت یہ تھی کہ پوری رات شب بیداری اور یاد خدا میں مستغرق رہتے اور صبح کو پھر ملازمت بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بڑے پرتپاک طریقے سے کرتے اس دوران نماز پنجگانہ او دیگر نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ آپ کے ساتھ کام کرنے والے پلٹن کے ساتھی آپ کی اس کیفیت پر حیران سشدہ تھے۔

آپ کے چہرہ پر برسنے والے انوار و تجلیات کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والا گرویدہ ہو کر رہ جاتا۔ آپ کے ساتھی آپ سے انتہائی درجہ عقیدت رکھتے تھے اسی وجہ سے وہ پلٹن میں آپ کا کام بھی خود کر کے فخر و سعادت محسوس کرتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کی پلٹن کا فوجی کمانڈر بھی آپ سے کوئی کام لینا پسند نہ کرتا تھا یہ سلسلہ سالہا سال تک جاری رہا۔ آپ فارغ وقت میں ایک باغ کے اندر مصروف عبادت رہتے تھے۔

ایک دن آپ اسی طرح عبادت میں مصروف تھے کہ اچانک اس جگہ پر حضرت خواجہ خواجگان حامی بیکساں، عطائے رسول ہندالولی حضرت خواجہ سیّد محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنفس نفیس آپ کے پاس جلوہ گر ہوئے۔ جب آپ کی نگاہ حضور غریب نواز پر پڑی تو فوراً قدموں میں گر کر رونے لگے حضرت خواجہ غریب نواز نے آپ کو اٹھا کر گلے لگایا اور فرمایا کہ بیٹا تمہیں خدا نے یونہی بیکار بیٹھنے کو نہیں پیدا فرمایا۔ ہم نے تو تم سے بہت سے کام لینے ہیں اس کے بعد حضور غریب نواز نے آپ کو دعاؤں سے نوازا اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

آپ اس کرم اور عطا پر بہت خوش مگر اس کے ساتھ ساتھ حیران و پریشان بھی ہوئے کہ بالآخر یہ معاملہ اور ماجرا کیا ہے مشیت خداوندی کیا ہے۔ آپ کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ بس حضرت خواجہ غریب نواز کا فرمان اور جملہ ذہن پر دستک دے رہا تھا کہ خدا نے تمہیں یونہی بیکار بیٹھنے کے لئے نہیں پیدا فرمایا بلکہ ہم نے تم سے بہت کام لینے ہیں۔

دوسرے دن آپ نے اپنا استعفیٰ لکھا اور اپنے افسر کے پاس پیش کر کے فرمایا کہ میں ملازمت چھوڑنا چاہتا ہوں لہٰذا میرا استعفیٰ منظور کیا جائے۔

آپ کی بات سن کر انگریز افسر نے آپ کا استعفیٰ منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تم اپنے رجسٹر میں دیکھو میرا نام تمہارے ملازموں میں ہے یا نہیں۔ جب انگریز

Marfat.com
Marfat.com

افسر نے رجسٹر کھول کر آپ کا نام تلاش کیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ کا نام رجسٹر میں ہے ہی نہیں جبکہ آپ کی سروس کو ۱۰ سال ہو چکے تھے اور دس سال روز از حاضری بھی لگتی رہی ہر ماہ تنخواہ بھی دی جاتی رہی مگر اب رجسٹر سے آپ کا نام غائب تھا جس کی وجہ سے آپ نے فرمایا کہ جب میرا نام تمہاری پلٹن اور فوج کی نوکری میں ہے ہی نہیں کو پھر ہمیں جانے سے کون رک سکتا ہے بالآخر آپ نے فوراً فوج کی ملازمت کو خیر باد کہہ دیا اور وہاں سے اپنی منزل کی جانب چل دیئے۔

اجمیر شریف میں حاضری:

برما سے فوج کی نوکری چھوڑ کر آپ براستہ کلکتہ اجمیر شریف پہنچے اور حضرت خواجہ خواجگان فخر کون مکان عطائے رسول حضرت سیّد محمد معین الدین حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پہنچے۔ اجمیر شریف کی حاضری کے موقع پر آپ کی طبیعت میں اس قدر اضطراب و ہیجان پیدا ہوا کہ جذب کی وجہ سے آپ پر مجذوبیت طاری ہوگئی۔

آپ کے پاس جو سامان اور زادراہ تھا وہ آپ نے تمام کا تمام اجمیر شریف کے فقرا اور غربا میں تقسیم کر دیا۔ حتیٰ کہ اپنے لباس کے کپڑے بھی فقراء میں تقسیم کر دیئے اور خود صرف ایک لنگوٹ اور ایک کمبلی پر اکتفا کیا۔

اس کے بعد آپ کی کیفیت یہ تھی کہ غریب نواز کا دربار تھا اور آپ ہیں کہ دن ورات، ہجرو فراق میں تڑپتے ہوئے رو رہے ہیں اور ہمہ وقت خواجہ غریب نواز کو دستگیری کے لئے پکار رہے ہیں۔ دربار شریف کے گرد گھومنا اور ٹکٹکی لگا کر دربار شریف کو دیکھتے رہنا آپ کا معمول بن گیا تھا۔ لوگ اسی وجہ سے آپ کو ننگے شاہ اور ننگے بابا کے نام سے پکارنے لگے آپ دو سال تک قیام اجمیر کے دوران یہی کیفیت طاری رہی۔

اسی دوران آپ کی ملاقات ایک بہت بڑے ولی کامل جناب ظہور معراج علیہ الرحمۃ سجادہ نشین اجمیر شریف سے ہوئی قیام اجمیر شریف کے دوران آپ نے اپنا زیادہ تر وقت حضرت ظہور معراج علیہ الرحمۃ کے ساتھ ہی گزارا اور ان سے فیض بھی حاصل کیا۔

ایک دن حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو حضور غریب نواز نے آپ کو روحانی فیوض و برکات سے نوازا اور فرمایا کہ آپ کا بقیہ حصہ کلیر شریف میں حضرت مخدوم صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے پاس ہے لہٰذا آپ اجمیر سے کلیر شریف چلے جائیں۔

Marfat.com
Marfat.com

کلیر شریف میں حاضری:

حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم ملتے ہی تعمیل ارشاد کی خاطر آپ فوراً اجمیر سے روانہ ہو کر کلیر شریف میں حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے در اقدس پر حاضر ہوئے۔ کلیر شریف میں آپ نے اپنی رہائش کے لئے کمرہ تعمیر کرایا۔ اس زمانے میں آپ کے جسم پر ایک کپڑا یعنی آپ کا کمبل ساڑھی کی طرح لپٹا ہوا تھا جس سے آپ کا بدن ڈھکا ہوا رہتا تھا۔ کلیر شریف میں اپنے ڈیڑھ سالہ قیام کے دوران آپ نے ایک من لوہا اپنے جسم پر پہنا ہوتا تھا اور اسی طرح آپ ہر وقت حضرت مخدوم صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے در اقدس پر معتکف رہے۔

ایک دن آپ حضرت مخدوم پاک کے دربار پر حسب معمول حاضر تھے۔ آپ پر گریہ و زاری کا عالم طاری تھا کہ آپ کے جسم پر لوہے کی زنجیریں خود بخود ٹوٹ کر نیچے قدموں میں گر گئیں۔ آپ نے آنکھ کھولی تو کیا دیکھا کہ حضرت بادشاہ دو جہاں والی کلیر حضرت مخدوم سید علاؤالدین صابر کلیری علیہ الرحمۃ بنفس نفیس سامنے کھڑے ہیں۔ آپ ان کی زیارت سے مشرف ہوئے تو حضرت مخدوم پاک نے آپ کو دعاؤں سے نوازا اور اپنے روحانی فیوضات و برکات سے نوازنے کے علاوہ آپ کو اپنے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف فرمایا جس کو اہل طریقت کے ہاں بیعت اویسی کہتے ہیں۔

بیعت اویسی زمانہ قدیم سے ثابت ہے:

ہمارے طریقت کے چاروں سلاسل اور چودہ خانوادوں میں سلسلہ بیعت کا جو قدیم اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقہ صحابہ کے مطابق بظاہر کسی مرد کامل اور رہنما کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر بیعت کی جاتی ہے۔

مگر اویسیہ طریقہ بیعت بھی زمانہ قدیم سے اسی طرح ثابت ہے جیسا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سرکار علیہ السلام کے زمانہ ظاہری میں موجود تھے اور وہ سرکار کی ملاقات کے لئے تشریف بھی لے گئے مگر ملاقات نہ ہو سکی اور واپس تشریف لے آئے مگر باوجود اس کے وہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور سرکار علیہ کے روحانی مرید اور صحابی ہیں۔

اسی طرح طریقہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی طور پر مرید تھے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روحانی یعنی اویسی مرید و خلیفہ تھے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی معروف روحانی شخصیت حضرت قطب عالم

Marfat.com
Marfat.com

عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کو اپنے پڑدادا پیر حضرت شاہ عبدالحق ردولوی علیہ الرحمۃ کے اویسی مرید اور باطنی طور پر فیض یافتہ تھے اسی طرح حضرت خواجہ رحم الدین سرکار رحمۃ اللہ علیہ بھی ظاہری طور پر حضرت ظہور معراج کے ہاتھ پر بیعت سے مشرف تھے مگر چونکہ غلبہ حضور مخدوم پاک کی ذات کا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ یہ تمام فیضان ہے ہی حضور مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کا جن کی وجہ سے آج دربار عالیہ خوانگر شریف جو شجرہ شریف پڑھا جاتا ہے وہ حضرت مخدوم پاک کے بعد آپ کا نام اور اس کے بعد دیگر صاجزادگان وخلفائے کرام کا نام لیا جاتا ہے۔

بعینہ حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری حسن ثانی سخی صابر دین رحم الدین چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت مخدوم پاک صابری علاؤالدین کلیری علیہ الرحمۃ سے طریقہ اویسیہ میں مرید تھے۔

اجمیر سے وطن مالوف کی واپسی:

اجمیر شریف اور کلیر شریف کی زیارات اور حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ سے باطنی فیضان اور حضرت بادشاہ دوجہاں ختم اللہ الارواح حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ سے باطنی فیضان اور ان کے دست حق پرست پر بیعت اویسی کے بعد آپ پاکپتن شریف میں حاضری دیکر اپنے آبائی قصبہ ببر کی نزدواہ گاؤں تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک میں تشریف لائے اور وہاں پر آپ نے ایک خوبصورت مسجد اور لنگر خانہ تعمیر کروایا۔

ببر کی گاؤں میں چلہ کشی:

آپ نے اپنے خدام سے فرمایا کہ ایک قبر کی شکل میں لمبی سی سرنگ کھودی جائے۔ سرنگ کے آخر میں آپ نے ایک چھوٹا سا کمرہ تعمیر کروایا اور اس کے درمیان میں قبر بنائی جائے۔

چنانچہ آپ کے فرمان کے مطابق ایک لمبی سی سرنگ کھودی گئی آخر میں ایک چھوٹا سا کمرہ اور اس میں ایک گہری قبر کھودی گئی۔

حاجی فضل الٰہی مرحوم جن کی رہائش بابو محلہ صدر راولپنڈی میں ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس روز سرکار خواجہ رحم الدین صابری سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ کشی کے لئے اس سرنگ میں بیٹھنا تھا میں اپنے چند پیر بھائیوں کے ہمراہ آپ کو چلہ گاہ تک چھوڑنے کے لئے گیا جب آپ چلہ گاہ میں پہنچے تو آپ نے اپنے خادم خاص سے فرمایا کہ ہر روز ایک لوٹا پانی بھر کر میری چلہ گاہ یعنی قبر والے کمرے کے باہر رکھ دیا کرنا اور سنو جس دن وضو والا لوٹا پانی سے بھرا ہوا ملے تو سمجھ لینا کہ خواجہ رحم

Marfat.com
Marfat.com

الدین کا انتقال ہو گیا ہے۔

حاجی فضل الٰہی مرحوم فرماتے ہیں کہ جب چالیس روز پورے ہوئے تو میں اپنے چند پیر بھائیوں کے ہمراہ آپ کی چلہ گاہ میں پہنچا تو کیا دیکھا کہ آپ اتنے کمزور اور نحیف ہو گئے تھے کہ اپنے قدموں سے چل کر باہر تک نہیں آ سکتے تھے۔ یہاں تک کہ کچھ کھایا پیا بھی نہیں جاتا تھا۔ ہم آپ کو چلہ گاہ سے باہر لیکر آئے پھر آپ کو پانی پلانے کے لئے روئی گیلی کر کے آپ کے ہونٹوں سے لگاتے تھے۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ آپ کی طبیعت بحال ہو گئی اور آپ صحت یاب ہو گئے۔

اجمیر کی دوبارہ حاضری:

چلہ کشی کے بعد جب آپ مکمل طور پر صحت یاب ہو گئے تو دوبارہ اجمیر شریف لے گئے اور وہاں پر حضرت خواجہ سیّد محمد معین الدین حسن سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں حاضری دی دوبارہ آپ کے ملاقات حضرت ظہور معراج علیہ الرحمۃ سے ہوئی تو انہوں نے آپ کو معین الدین غوری کا لقب عطا فرمایا۔

(نوٹ) آپ کے والدین نے آپ کا نام رحم دین رکھا تھا اور معین الدین غوری کا لقب حضرت ظہور معراج متولی درگاہ اجمیر شریف نے آپکو عطا فرمایا تھا۔ اور حسن ثانی کا خطاب آپ کو اس لئے دیا گیا تھا کہ حسن ابدال۔ جو بذات خود ایک ولی کامل کے نام سے منسوب تھا۔ ان کا نام حسن تھا اور وقت کے ابدال تھے اس لئے اس جگہ کا نام حسن ابدال رکھا گیا ہے۔

آپ چونکہ حضرت حسن کے بعد حسن ابدال میں تشریف لائے تھے اور مرتبہ ولایت میں ان کے ہم پلہ ولی کامل تھے۔ اس لئے آپ کو اس علاقہ کے عارفین اور کاملین حسن ثانی کے خطاب سے پکارتے تھے اسی طرح آپ کو ایک لقب سخی صابر دین بھی عارفین اور کاملین نے عطا فرمایا تھا وہ اس لئے کہ آپ حد درجہ کے سخی تھے حضرت مخدوم پاک نے آپ کو جو کچھ بھی روحانی فیوض و برکات عنایت فرمائے تھے۔ آپ نے حسن ابدال اور دیگر علاقوں میں ان انوار و تجلیات کی بارش کر دی اور صابر دین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے دین اسلام پر جو استقامت اختیار فرمائی۔ جو مصیبتیں برداشت کیں وہ آپ ہی کا حصہ ہے اس لئے آپ کو سخی صابر دین بھی کہا جاتا ہے۔ ان تمام وجوہات کی بنیاد پر اب آپ کو حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری سخی صابری دین حسن ثانی رحم الدین چشتی صابری کے نام سے لکھا اور پکارا جاتا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

اجمیر سے ببرکی کی واپسی:

اجمیر شریف میں کچھ عرصہ قیام فرما کر آپ واپس ببرکی تشریف لے آئے۔ اور تبلیغ وارشاد کا کام شروع کر دیا تھوڑے ہی عرصے میں ہزاروں افراد آپ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ کی سخاوت تقویٰ اور پرہیزگاری کا دور دور تک چرچا ہونے لگا لوگ دور دور سے آنے لگے اور اور آپ کے اس روحانی چشمے سے فیض یاب ہونے لگے آپ نے ببرکی گاؤں میں جو مسجد اور لنگر خانے تعمیر کرائے تھے وہ آج بھی آپ کے فن تعمیر کا زندہ ثبوت ہیں جہاں پر آپ کے عرس کے دنوں کے علاوہ بھی دیگر موقعوں پر لنگر بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔

ببرکی سے حسن ابدال ہجرت:

آپ اپنے آبائی گاؤں ببرکی میں تبلیغ وارشاد کا سلسلہ جاری کئے ہوئے تھے کہ ایک دن حضرت خواجہ غریب نواز حضرت سیّد محمد معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حضرت خواجہ غریب نواز نے آپ کو اشارہ دیا کہ ببرکی گاؤں چھوڑ کر حسن ابدال چلے جائیں۔

اس زمانہ میں حسن ابدال میں زیادہ آبادی ہندو اور سکھوں کی تھی۔ ہری پور ہزارہ روڈ پر ریلوے اسٹیشن سے پہلے آپ نے ایک ہندو سے کچھ جگہ خریدی اور اس جگہ پر درویشوں کے لئے کمرے تعمیر کروائے ایک پانی کا کنواں کھودوایا اور اس کے علاوہ ایک خوبصورت مسجد تعمیر کروائی۔ جہاں آج بھی زائرین اور اہل محلہ نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں اور شب و روز اس مسجد میں درود وسلام کی مجالس منعقد ہوتی ہیں۔

صاحبزادگان:

آپ کے چار صاحبزادے ہیں اور چاروں ظاہری و باطنی علوم سے مرجع تھے۔ آپ کے بڑے صاحبزادے جناب حضرت نذر دیوان چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ جو آپ کے وصال کے بعد درگاہ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے جو کہ صاحب سلسلہ بھی تھے۔ لاتعداد افراد نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

دوسرے صاحبزادے حضرت پیر خواجہ غلام فرید صابری رحمتہ اللہ علیہ بھی صاحب سلسلہ اور اپنے زمانے کے عظیم روحانی پیشوا ہوئے ہیں ہزاروں افراد ان کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ تیسرے صاحبزادے حضرت پیر سجاول دین ہیں۔ ان کے بارے میں

Marfat.com
Marfat.com

میں مشہور ہیں کہ چالیس روز کے تھے کہ ماں کے گھوارے میں کلام کرنا شروع کر دیا تھا۔ چھ ماہ کی عمر عزیز میں آپ کا وصال ہو گیا تھا۔

چوتھے صاحبزادے حضرت پیر عاشق الدین المعروف فقیر نواز صابری رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ 46 برس کی عمر میں آپ کا بھی وصال ہو گیا تھا۔ آج کل حضرت خواجہ پیر غلام فرید صابری علیہ الرحمۃ کے بڑے فرزند ارجمند جناب حضرت صاحبزادہ علاؤالدین صابری مدظلہ العالیٰ سجادہ نشین ہیں۔ جو اپنے اسلاف کے اصولوں پر کاربند رہتے ہوئے بڑے اچھے انداز میں سلسلہ عالیہ اور دربار شریف کے نظام کو چلا رہے ہیں۔ اور دربار شریف کے نظام کو حسب سابق برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ آپ بڑے بلند اخلاق کے مالک اور اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص ہیں۔ بڑے ملنسار اور صاحب ذوق شخص ہیں۔

حضرت بابا رنگ علی سے ملاقات:

ایک مرتبہ آپ اپنے چند مریدوں کے ہمراہ ایک اونچے ٹیلے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں سے حضرت بابا رنگ علی بادشاہ علیہ الرحمۃ کا اپنے چند مریدوں کے ہمراہ گزر ہوا فقیر رنگ علی بادشاہ موج میں آئے اور اپنے مریدوں سے فرمانے لگے کہ تم میں سے کوئی ہے جو اس ٹیلے سے نیچے گہری کھائی میں چھلانگ لگائے حضرت بابا رنگ علی بادشاہ کے تمام مریدین خاموش کھڑے رہے دو تین بار جب بابا رنگ علی نے اپنی بات کو دہرایا تو آپ نے حضرت بابا رنگ علی بادشاہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بابا یہ سوال آپ اپنے مریدین سے کر رہے ہیں یا کوئی بھی شخص چھلانگ لگا سکتا ہے۔ تو جواب میں بابا رنگ علی نے فرمایا کہ کوئی بھی چھلانگ لگائے آپ نے ایک زوردار نعرہ لگایا اور ٹیلے سے نیچے کھائی کی طرف چھلانگ لگا دی۔ کھائی اتنی گہری تھی کہ ٹیلے سے نیچے زمین نظر نہیں آتی تھی۔ جب آپ نے چھلانگ لگائی تو تمام حاضرین حیران و پریشان ہو گئے تھے۔ جب آپ واپس بابا رنگ علی بادشاہ کے پاس آئے تو لوگوں نے آپ کو بالکل ٹھیک ہوش و حواس میں دیکھا۔ بابا رنگ علی سرکار نے آپ سے پوچھا جب چھلانگ لگائی تھی تو کیا محسوس کیا آپ نے فرمایا کہ جب میں چھلانگ لگا کر نیچے گیا تو سیدھا آپ کے گھوڑے کی کمر پر بیٹھ گیا۔ آپ کی بات سن کر حضرت بابا رنگ علی سرکار بہت خوش ہوئے۔ اور فرط محبت سے آپ کو گلے لگایا اور ڈھیروں دعاؤں سے نواز کر رخصت ہو گئے۔ اس کے بعد آپ کو بھی حضرت بابا رنگ علی بادشاہ سے بہت پیار ہو گیا تھا آپ اکثر ان سے ملنے کے لئے جایا کرتے تھے۔

Marfat.com
Marfat.com

حضرت مخدوم پاک سے قلبی لگاؤ:

آپ سرکار کو حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ سے حد درجہ قلبی لگاؤ تھا آپ کلیر شریف کی ہر چیز سے پیار فرماتے تھے ایک مرتبہ جب آپ کلیر شریف تشریف لے گئے تو واپسی پر وہاں سے گولر کے تین درخت لیکر آئے اور اپنی خانقاہ میں انہیں لگایا خوب ان کی دیکھ بھال کی جب وہ درخت جوان ہو گئے تو آپ اس کے گولر بڑے شوق سے تناول فرماتے اور اپنے خصوصی عقیدت مندوں کو تبرکا وہ گولر دیتے تھے۔ گولر کے وہ تینوں درخت آج آپ کے دربار کے صحن میں دربار خواجہ نگر کی شان بن کر کھڑے ہیں۔

(نوٹ) آپ کے دربار شریف کا نقشہ بعینہ کلیر شریف کی طرح ہے جس شخص نے کلیر شریف کو دیکھا ہو تو وہ یہ بات کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ دربار ثانی دربار کلیر ہے۔ جس نے کلیر شریف میں حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کا دربار نہ دیکھا ہو وہ آج بھی حسن ابدال ہری پور روڈ پر خواجہ نگر شریف کو دیکھ لے۔

کلیر سے آئے ہوئے مرید کا خیال:

آپ نے اپنا مزار اپنی زندگی میں ہی تعمیر کروایا تھا۔ کلیر شریف کے رہنے والے آپ کے ایک مرید مستری محمد یوسف کلیری کا بیان ہے میں آپ کے دربار شریف کے گنبد کی تعمیر کر رہا تھا۔ کہ اچانک جس پھٹے پر میں کام کر رہا تھا لکڑی کا وہ پھٹہ ٹوٹ گیا چونکہ میں بلندی پر کام کر رہا تھا۔ جب میں نیچے کی طرف گر رہا تھا تو آپ سرکار کمر جھکا کر کھڑے ہو گئے میں سیدھا اوپر سے نیچے جب آیا تو آپ کی کمر پر تھا جب میں زمین پر کھڑا ہوا تو آپ نے پوچھا سناؤ کیا محسوس کیا تو میں نے عرض کیا سرکار جب میں آپ کی کمر پر گرا تو ایسا محسوس ہوا کہ میں روئی کے گدے پر آ گرا ہوں۔

آپ کی سخاوت اور حاسدین کی شکایت:

آپ انتہا درجہ کے سخی تھے۔ آپ کی سخاوت کا چرچا دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ لنگر اتنا وسیع کہ ہزاروں افراد روزانہ پیٹ بھر کر کھانا کھاتے تھے۔ لوگ حیران و پریشان تھے کہ آپ کا بظاہر کوئی کاروبار بھی نہیں ہے مگر لنگر ہمہ وقت جاری و ساری ہے۔

بعض حاسدین کے دل میں خیال گزرا کہ آپ نے شاید نوٹ بنانے والی مشین لگائی ہوئی ہے۔ انہوں نے تھانہ حسن ابدال میں شکایت کر دی کہ بابا جی نے نوٹ بنانے والی مشین لگا رکھی

Marfat.com
Marfat.com

ہے۔ لوگوں کی شکایت پر تھانے دار نے پولیس کی فورس کے ہمراہ چھاپہ مارا پورے دربار اور گھر کی مکمل تلاشی لی جب کچھ نہ ملا تو تھانے دار ناکام واپس جانے لگا تو آپ نے تھانے دار کو بلاک ایک مصلہ اٹھا کر دیکھایا تو تھانیدار یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ کے مصلے کے نیچے نئے نوٹوں کی گڈیاں پڑی ہیں۔

کشف و کرامات:

حضرت بابا غریب شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ جو کہ آپ کے خلیفہ اکبر بھی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں جوانی کے عالم میں تھا اور مجھے کسی مرد کامل درویش کی تلاش تھی کہ ایک درویش حضرت بابا ستار صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ حسن ابدال ضلع اٹک میں ایک ولی کامل جن کا نام حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری حسن ثانی سخی صابر دین رحم الدین صابری ہے لہٰذا آپ ان سے ملیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں آپ کی ملاقات کی غرض سے کلیر سے دہلی اور دہلی سے حسن ابدال کے لئے روانہ ہوا تو راستے میں میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر خواجہ رحم الدین صاحب نے مجھے اپنے ہاتھ سے کوئی چیز کاٹ کر کھلائی تو سمجھوں گا کہ آپ واقعی مرد کامل ہیں۔

حضرت بابا غریب شاہ سرکار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب میں اسٹیشن سے اتر کر خواجہ کے دربار میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ ایک پلنگ پر تشریف فرما تھے بظاہر آپ کے قریب کوئی چیز بھی نہ تھی۔ میں نے سلام عرض کیا اور قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ نے میری خیریت وغیرہ دریافت فرمائی پھر مجھ سے حضور مخدوم پاک کے دربار شریف کے حالات پوچھے۔ اسی اثناء میں آپ نے ایک کھیرا اپنے ہاتھ میں چاقو لیکر کاٹا اور مجھے کھانے کے لئے دیا کھیرا کھانے کے بعد میں آپ کے قدموں میں گر گیا اور سمجھ گیا کہ جس مرد قلندر کی مجھے تلاش تھی وہ آپ ہی ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور مجھے شرف بیعت سے مشرف فرمائیں۔ آپ نے حکم دیا کہ لنگر خانے میں چلے جاؤ آج کے بعد لنگر کی ڈیوٹی تمہاری ہے۔

چنانچہ میں تین برس تک لنگر کی خدمت کرتا رہا۔ تین سال کے بعد آپ نے مجھے بیعت سے مشرف فرمایا اور حکم دیا کہ اب کلیر شریف چلے جاؤ اور زندگی وہیں پر ہی گزارو۔

چنانچہ بابا غریب شاہ تمام زندگی اس کے بعد کلیر شریف میں ہی رہے اور ۱۳۰ برس کی عمر میں ماہ اگست ۲۰۰۱ء میں آپ کا وصال کلیر شریف میں ہوا۔ کلیر شریف میں بابا غریب شاہ سرکار نے مدرسہ گلزار فرید کے نام سے ایک دینی ادارہ تعمیر کیا جس سے ہزاروں طالب علم دینی ا

Marfat.com
Marfat.com

دنیاوی تعلیم حاصل کر چکے ہیں اور موجودہ دور میں ۶۰۰ طالب علم دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ حضرت بابا غریب شاہ صابری سرکار علیہ الرحمۃ نے کلیر شریف میں ایک بلند دروازہ بھی بنوایا ہے جس کی بلندی ۱۲۰ فٹ اور لمبائی ۸۰ فٹ اور چوڑائی ۴۰ فٹ ہے۔ اس دروازے میں کمرے اور مہمان خانوں کے علاوہ لائبریری بھی بنائی جا رہی ہے۔ یہ دروازہ حضرت بابا غریب شاہ سرکار کے فن تعمیر کا انمول شاہکار ہے جو رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ آپ نے چند کتابیں بھی لکھی ہیں ان میں ایک کتاب حالات کلیر، دوسری کتاب سوانح حیات مخدوم پاک تیسری کتاب تذکرہ مشاہیر اولیاء اللہ ہے دنیا بھر میں آپ کے لاکھوں مرید ہیں۔

کرامت ۲:

حاجی فضل الٰہی صاحب بابو محلہ صدر بازار راولپنڈی والوں کو آپ سرکار حضرت خواجہ رحیم الدین صابری علیہ الرحمۃ نے اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ جب کبھی بری امام پاک سرکار میں تشریف لاتے تو راولپنڈی میں حاجی فضل الٰہی صاحب کے گھر پر ہی قیام فرماتے تھے۔

حاجی صاحب کی دوسری بیوی کے ہاں اولاد نہ تھی۔ ایک مرتبہ آپ سرکار حاجی فضل الٰہی صاحب کے گھر تشریف لائے تو اُن کی بیوی نے پر شکوہ لہجے میں عرض کیا حضور آپ مجھے بیٹی بھی کہتے ہیں۔ مگر آپ نے کبھی اپنی بیٹی کے لئے خدا سے دعا نہیں کی کہ خدا اسے بھی بیٹا دے دے چاہے جیسا بھی ہو۔ تو آپ فوراً بولے کہ بیٹی خدا جیسا بھی دے لے لو گی انہوں نے کہا ہاں مجھے منظور ہے۔ تو آپ نے فرمایا چاہے ایک آنکھ خراب ہی کیوں نہ ہو۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ مجھے یہ بھی منظور ہے تو آپ نے فرمایا کہ بیٹی انشاء اللہ تیرے گھر بیٹا پیدا ہو گا مگر ایک آنکھ خراب ہو گی۔

چنانچہ خدا نے آپ کی دعاؤں کے صدقے حاجی فضل الٰہی صاحب کو بیٹا دیا اور آپ کے فرمان کے مطابق ایک آنکھ میں تھوڑا سا فرق ہے۔ آپ نے ہی ان کا نام محبوب الٰہی رکھا جو آج بھی بابو محلہ میں بقید حیات ہیں۔ جب بیٹا پیدا ہوا تو آپ نے ہی ان کے منہ میں گھٹی ڈالی تھی۔

کرامت نمبر ۳:

اسی طرح فتح جنگ کے علاقہ کے زمینداروں کی ایک لڑکی اکثر و بیشتر آپ کے در دولت پر آتی اور آپ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتی تھی۔ وہ بھی آپ کی بیٹی بنی ہوئی تھی۔ اور اولاد نرینہ کی دولت سے محروم تھی۔ ایک دن اس نے گلے شکوے کے لہجے میں عرض کیا حضور بیٹی تو بنایا ہے مگر بیٹی کا خیال کچھ نہیں۔ آپ خدا سے میرے لئے دعا کیوں نہیں کرتے کہ خدا مجھے بیٹا دے

Marfat.com
Marfat.com

دے۔ آپ نے فرمایا کہ جا بیٹی خدا بیٹا دے گا۔ تو اس مائی نے عرض کیا حضور اگر بیٹا پیدا ہوا تو مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ یہ بیٹا خدا نے آپ کی دعا سے دیا ہے۔

جب یہ بات ہو رہی تھی کہ آپ اس وقت اپنی خانقاہ کے صحن میں مچ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اور آگ جل رہی تھی آگ میں لوہے کا چمٹا پڑا ہوا تھا جو کہ آگ کی طرح سرخ ہو چکا تھا۔ یکا یک آپ نے اس مائی کی یہ بات سن کر آگ سے چمٹا نکالا اور اس کے داہنے ہاتھ پر گرم گرم چمٹا لگا کر نشان لگا دیا اور جلال میں آ کر فرمایا کہ بیٹی جب تیرے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو اس کے داہنے ہاتھ پر اسی طرح نشان ہوگا۔ تو سمجھ لینا کہ خدا نے یہ بیٹا خواجہ رحم الدین کی دعا سے دیا ہے۔

پھر خدا کی کرنی ایسا ہی ہوا کہ اس مائی کو خدا نے بیٹا دیا اور اس کے ہاتھ پر داہنی طرف چمٹے کا نشان تھا۔ وہ شخص آج بھی فتح جنگ میں بقید حیات موجود ہے۔

کرامت ۴:

جھیلا نامی آپ کا ایک خادم خاص تھا ایک دن آپ نے اس سے فرمایا کہ ہم نے غسل کرنا ہے لہٰذا ڈول میں پانی بھر کر لاؤ اور حوض میں ڈال دو۔ وہ پانی لیکر آیا تو اس نے آواز دی کہ پانی آ گیا ہے مگر اندر سے جواب نہ ملا۔ پھر اس نے دروازے پر دستک دی مگر غسل خانے میں سے جواب نہ آیا۔ پریشان ہو کر کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد اس کو محسوس ہوا کہ غسل خانے میں کوئی موجود ہے۔ کپڑے اتار رہا ہے۔ اس نے پھر آواز دی تو آپ نے فرمایا کہ حودی میں پانی ڈال دو وہ خادم پانی ڈال کر کھڑا رہا۔ جب آپ غسل سے فارغ ہوئے اور نئے دھلے ہوئے کپڑے پہن کر باہر تشریف لائے تو خادم خاص غسل خانے میں کپڑے اور برتن اٹھانے گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ نے جو کپڑے اتارے ہیں وہ کیچڑ میں لت پت ہیں اور زیادہ پریشان ہوا کہ آپ میرے سامنے یہی کپڑے پہنے ہوئے غسل خانے میں داخل ہوئے تھے۔ اس وقت تو کپڑوں کی پوزیشن ایسی نہ تھی اور نہ ہی غسل خانے میں کہیں کیچڑ گارا ہے۔ بلکہ غسل خانہ پختہ فرش پلستر والا ہے بالآخر یہ ماجرا کیا ہے۔

وہ فوراً آپ کے حجرہ خاص میں گیا اور عرض کرنے لگا حضور آپ میرے سامنے غسل خانے میں داخل ہوئے جب میں پانی لیکر آیا تو آواز دی تو آپ اندر موجود نہ تھے۔ بعد ازاں دستک دی تو آپ نے جواب نہ دیا کافی دیر بعد آپ کی آواز آئی اب یہ کپڑے بھی کیچڑ میں لت پت ہیں ماجرا کیا ہے۔ ذرا اس راز سے پردہ تو اٹھائیں۔ آپ پہلے مسکرا دیئے اور فرمایا کہ تجھے کیا غرض ہے جا اپنا کام کر۔ مگر جب وہ خادم خاص زیادہ ہی مجبور و اصرار کرنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ جب غسل

Marfat.com
Marfat.com

خانے میں داخل ہو کر میں کپڑے اتار رہا تھا۔ تو دریا میں میرے ایک مرید کی کشتی ڈوبنے لگی تھی تو اس نے مجھے یاد کیا تو میں نے پرواہ نہ کی اور سوچا کہ شاید کوئی اور اس کی مدد کر دے گا مگر دوسری مرتبہ آواز آئی جب تیسری مرتبہ آواز آئی تو پھر مجھ سے نہ رہا گیا۔ میں نے کپڑے پہنے اور وہاں پہنچ کر اس کی کشتی کو نکالا جس کی وجہ سے میرے کپڑے کیچڑ میں لت پت ہو گئے۔

آپ کے خلفائے نامدار:

یوں تو آپ کے بہت سے خلفا ہوئے ہیں مگر چند مشہور خلفائے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ (۱) حضرت بابا غریب شاہ صابری رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار کلیر شریف انڈیا بھارت میں ہے۔ ۱۳۰ برس کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ (۲) حضرت بابا اکبر دین المعروف بہشتی بابا۔ آپ کے بہشتی کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے کاندھے پر ہر وقت پانی کا مشکیزہ ہوتا تھا۔ اور ہاتھ میں چاندی کا گلاس میں ہر وقت لوگوں کو پانی پلاتے رہتے تھے۔ اپنے مرشد کے حکم پر دن میں کئی مرتبہ حضرت بابا ولی قندھاری کے ہاں جاتے اور لوگوں کو پانی پلاتے رہتے تھے ان کا مزار مبارک محلہ کا کشال پشاور میں ہے۔ جو کہ رحم نگر کے نام سے مشہور ہے۔ (۳) حضرت سیّد ہدایت شاہ جن کا مزار جسیاں ضلع اٹک میں واقع ہے۔ (۴) حضرت سیّد منور شاہ المعروف آموں والے بابا جن کا مزار اسلام آباد میں واقع ہے۔ (۵) حضرت بابا متولی شاہ آپ کا مزار کلیر شریف انڈیا میں ہے۔ (۶) حضرت میاں غلام ربانی آپ نے ہزاروں بچوں بچیوں کو اپنی ظاہری زندگی میں قرآن پڑھایا حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کرنے کیلئے گئے تو آپ کی خواہش کے مطابق آپ کا وصال مدینہ منورہ میں ہوا وہیں آپ کا مزار پرانوار ہے۔

وصال سے ایک دن پہلے کا واقعہ:

اپنے وصال سے ایک دن قبل آپ نے غسل کیا نئے کپڑے پہنے اور اپنے مریدوں کے ہمراہ جن میں حاجی فضل الٰہی اور گوہر مسعود صاحب راجہ قابل ذکر ہیں آپ اپنے مزار شریف کے اندر گئے اور اپنی قبر کے قریب کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ اگر مجھے شریعت محمدی کا خیال نہ ہوتا تو میں آج ہی قبر میں چلا جاتا۔

اس کے بعد آپ نے راجہ گوہر مسعود کو حکم دیا کہ چمبا پنڈ چلے جاؤ اور وہاں جا کر میاں غلام ربانی صاحب سے کہہ دیں کہ دربار عالیہ خواجہ نگر کے ایک فقیر کا وصال ہو گیا ہے آ کر جنازہ پڑھا دیں۔

جب میاں غلام ربانی صاحب کو پیغام ملا تو فوراً تشریف لائے تو خواجہ نگر پہنچ کر معلوم ہوا کہ آپ کا

Marfat.com
Marfat.com

انتقال ہو چکا ہے۔ میاں غلام ربانی خود فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنی ظاہری زندگی میں ہی مجھے جنازہ پڑھانے کا حکم دے دیا تھا۔ بابو محلہ صدر راولپنڈی کے حاجی فضل الٰہی صاحب فرماتے ہیں کہ راولپنڈی میں تھا کہ سرکار نے ایک آدمی بھیج کر بلوایا اور کافی دیر تک مجھ سے باتیں کرتے رہے اور بہت سے احکامات مجھے سونپے اس کے بعد آپ نے نعرہ لگایا اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۲۳ محرم الحرام بروز جمعۃ المبارک ۱۳۶۸ھ بمطابق ۱۹۵۰ء کو ہوا۔ مزار پُر انوار خواجہ نگر شریف ہری پور روڈ حسن ابدال ریلوے اسٹیشن کے نزدیک مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت آج بھی حاضری دیکر اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھرتے ہیں۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک ۲۲۔۲۳۔۲۴ محرم الحرام کو بڑے جوش و خروش اور نہایت ہی عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔

فقیر راقم الحروف کو بارہا آپ کے دربار پر حاضری کا شرف حاصل ہے۔ اور سجادہ نشین اول جناب صاحبزادہ نذر دیوان صابری علیہ الرحمۃ اور سجادہ نشین دوئم حضرت خواجہ غلام فرید صابری علیہ الرحمۃ سے بھی نیازمندی حاصل رہی ہے جبکہ موجودہ سجادہ نشین الحاج صاحبزادہ علاؤ الدین صابری مدظلہ سے بھی نیازمندی کا شرف حاصل ہے۔

آپ کے وصال کی خبر سن کر مولوی حکیم سیّد محمد سعید غور غشتی حضرو والوں نے یہ قطعہ وصال لکھا۔

قطعہ

چوں رفت از دیہ فنا آں رحیم الدین اولیاء — شور ماتم شد بپا افسوس بس حسرتا
ماہ محرم جمعہ بود تاریخ بست و سہ غور — غوغائے ماتم سرفرود افسوس بس حسرتا
تاریخ ابجدع وشین آمد رقم کافی اوین — تاریخ ہجری بالیقن افسوس بس حسرتا

محرم ۱۳۶۸ھ بروز جمعہ

از قلم مولوی حکیم سیّد محمد سعید حنفی عفی عنہ غور غشتی تھانہ حضرو ضلع اٹک

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ پیر غلام فرید صابری چشتی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

عاشق ذات الہٰ ،فنافی الرسول والمرشد، عارف ربانی ،مرد حقیقت آ گاہ ،ولی العصر ،شیخ یگانہ حضرت خواجہ پیر غلام فرید صابری چشتی رحیمی رحمتہ اللہ علیہ المعروف بابا سائیں خواجہ نگر حسن ابدال کے علمی وروحانی مرکز میں حضرت امام الاولیاء برھان شریعت خواجہ معین الدین غوری سخی صابر دین حسن ثانی رحم الدین صابری چشتی علیہ الرحمۃ کے گھر 1930ء کو ببرکی شریف نزد واہ میں پیدا ہوئے۔آپ نے آنکھ کھولی تو گھر کا ماحول علم وعرفان کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔اس ماحول میں آپ کی پرورش ہوئی۔آپ کا بچپن عام بچوں سے مختلف تھا۔آپ نے کبھی زمانہ طفولیت میں بھی دنیاوی الائش و معاملات کو نہ چھوا، بچپن سے ہی یاد خدا میں مستغرق اور اپنے اسلاف کی طریقت کے اصولوں پر کاربند رہے۔آپ کے والدین کی خصوصی تربیت اور توجہ نے آپ کو کندن بنا دیا تھا۔ آپ نے ظاہری وباطنی علوم کے حصول کے لئے شب وروز محنت شاقہ سے کام لیتے ہوئے جلد ہی تکمیل حاصل کر لی اور خانقاہی نظام سے منسلک ہوگئے۔

ولادت مبارکہ سے پہلے کا واقعہ:

سائیں حمید کی والدہ جن کا تعلق بڑے سرکار حضرت خواجہ رحم الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گاؤں ببرکی شریف سے ہے فرماتی ہیں کہ جس وقت آپ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں تھے تو رات کو جہاں آپ کی والدہ ماجدہ آرام کر رہی ہوتیں تھیں۔اکثر رات کو آپ مائی صاحبہ کی چارپائی پر آسمان سے ایک نورانی روشنی پڑ رہی ہوتی تھی۔

بیعت وخلافت:

آپ سلسلہ طریقت میں اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ غلام معین الدین غوری سخی صابر دین حسن ثانی خواجہ رحم الدین صابری چشتی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقہ خلافت پا کر مسند ارشاد پر فائز ہوئے۔

Marfat.com
Marfat.com

سیرت و کردار:

آپ انتہائی سادہ طبیعت، بلند اخلاق، ملنسار بامروت وضع دار، عبادت گزار، پیکر علم و عرفان، متقی و پرہیزگار شخص تھے۔

آپ میں سخاوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ تمام زندگی دنیا کو اپنے قریب نہ بھٹکنے دیا بلکہ آپ کی خدمت میں مریدین جو نذرانہ وغیرہ پیش کرتے۔ آپ فوراً اسے لنگر پر اور مہمان نوازی پر خرچ کر دیتے اور باقی ماندہ تمام رقم فقراء میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ آپ کی زندگی کو دیکھ کر قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی کسی بڑے سے بڑے شخص کو بھی کبھی خاطر میں نہ لاتے تھے۔ دنیا اور اہل دنیا سے بالکل الگ تھلگ آپ کی زندگی کا شعار رہا ہے۔

آپ کے در دولت پر حاضری دینے والے اکثر علماء اور مشائخ صوفیاء آپ کے اس قدر گرویدہ تھے کہ ہر ملاقات کے بعد دوسری ملاقات کی خواہش و آرزو باقی رکھتے تھے۔ آپ اخلاق محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عملی نمونہ تھے۔ آنے والے حضرات سے اس اخلاق سے پیش آتے کہ ہر آنے والا یہ سمجھتا تھا کہ حضور بابا سائیں جتنا پیار مجھ سے کرتے ہیں اتنا کسی اور سے نہیں کرتے۔ سیرت و کردار قول و فعل میں آپ کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ علم اور اہل علم سے آپ خصوصی لگاؤ رکھتے تھے۔ مجاہدہ مشقت تقوی اور پرہیزگاری میں آپ یگانہ روزگار تھے۔ تمام عمر پائے استقلال میں جنبش نہ آنے دی آپ کی ذات صبر و رضا کا مجسمہ تھی۔ آپ کی آنکھیں انتہائی خوبصورت و مد بھری اور پرُ جلال تھیں۔ بڑے سے بڑا شخص بھی ایک لحہ کے لئے آپ کی آنکھ سے آنکھ نہیں ملا سکتا تھا۔ آپ نے تمام عمر سادہ لباس زیب تن کیا۔ سر پر جوگیا (صابری رنگ) یا نسواری (چشتی) رنگ کی دستار عمامہ شریف باندھتے تھے۔ آپ کے پاس بیٹھنے والا کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ آپ نے کبھی بھی کسی قسم کی کوئی گھڑی یا انگوٹھی نگینہ وغیرہ پہنا ہو۔ آپ متوکل و صابر و شاکر شخصیت کے مالک تھے اکثر مریدین کو فرماتے کہ زندگی میں جو کچھ اچھا یا برا ہے من جانب اللہ ہے لہٰذا انسان کو ہر حال میں صابر و شاکر رہنا چاہیے۔

آپ ہمیشہ سادہ اور عام غذا کھاتے۔ سادہ لباس پہنتے۔ اپنے لئے کبھی بھی مسند وغیرہ کو پسند نہیں کرتے تھے۔ کبھی کوئی مرید آپ کے پاؤں وغیرہ دبانے کی کوشش کرتا تو آپ ناراضگی کا اظہار فرماتے۔ تنہا رہنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ بھیڑ بھاڑ اور رش سے آپ کو الجھن ہوتی تھی۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ کا علمی تبحر:

آپ نے طریقہ مروجہ کے تحت کسی دینی مدرسہ میں داخلہ اگرچہ نہ لیا اور نہ ہی وہاں سے کوئی اکتساب فیض کیا مگر باوجود اس کے آپ علم ظاہری و باطنی پر اس قدر استعداد رکھتے تھے کہ بڑے بڑے جید علمائے کرام مشائخ عظام مذہبی دانشور آپ کے علمی نکات سن کر دنگ رہ جاتے۔ بڑی بڑی دور سے لوگ شریعت وطریقت و تصوف کے مسائل کے حل کے لئے آپ کی خدمت میں حاضری دیکر کامیاب و بامراد واپس لوٹتے تھے۔ اور جانے والوں سے پوچھتے تھے کہ آپ کے سوال کا جواب مل گیا ہے کیا تمہارے دل کو تسلی ہوگئی ہے اگر کوئی سقم باقی رہ گیا ہے تو بتادو پھر سے بیان کیئے دیتا ہوں تاکہ تشفی ہو جائے۔

نوٹ:

بین الاقوامی شہرت یافتہ قوال عزیز میاں مرحوم کے ساتھ آپ کا خصوصی اور گہرا تعلق تھا وہ اکثر فارغ اوقات میں آپ کے پاس تشریف لاتے اور تصوف کے پیچیدہ مسائل چھیڑ کر خوب مزے لیتے اور بڑی بڑی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھا کر واپس جاتے تھے۔ آپ بذات خود کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے تقریباً تین ہزار کتابیں پڑھی ہیں تصوف میں آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا مگر اہل بصیرت جانتے ہیں کہ ظاہری علم کے علاوہ آپ کے پاس باطنی علم کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا اور آپ ہر وقت اس میں غوطہ زن رہتے تھے مگر

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

آپ کا توکل:

دربار عالیہ خواجہ نگر شریف کے موجودہ سجادہ نشین اور آپ کے بڑے صاحبزادے پیر طریقت الحاج صاحبزادہ علاؤالدین چشتی صابری مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں آپ حضرت بابا سائیں جیسا متوکل شخص نہیں دیکھا۔

اکثر آپ بذات خود توکل کے بارے میں فرماتے تھے کہ بڑے سرکار علیہ الرحمۃ کے زمانے میں کبھی لانگری آ کر عرض کرتا حضور آج لنگر کے لئے راشن نہیں ہے تو بڑے سرکار فرماتے کہ بابا لانگری برتن الٹے کر کے رکھ دو۔ رب کو منظور ہوا تو سیدھے فرما دیگا۔ اور اہل دنیا نے دیکھا

Marfat.com
Marfat.com

کہ برتن اکثر دست غیب سے سیدھے ہوتے رہے اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔
اسی طرح آپ کے دور میں بھی کبھی اگر ایسا ہوتا تو فرماتے فکر کی کوئی بات نہیں جس کا لنگر ہے وہ جانے آپ انتظام کردے گا اور خدا کے فضل و کرم سے انتظام ہوتا رہا اور فقیر کا لنگر چلتا رہا۔
حضرت صاحبزادہ الحاج علاؤ الدین صابری مدظلہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود توکل حضور بابا سائیں سے سیکھا ہے۔

آپ کی تعلیمات:

نمبر ا: آپ اپنے پاس آنے والوں سے فرماتے بیٹا فقر نفس کی مخالفت کا نام ہے اور درویشی خلاف نفس کو کہتے ہیں۔ اور خلاف نفس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نفس کہے اس کے خلاف کام کیا جاوے اس کے ساتھ موافقت ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ ایک قدم نفس پر دوسرا یار کی گلی میں ہونا چاہیے۔

نمبر ۲: آپ فرماتے کہ سیوہ بن میوہ نہیں ولی اللہ اور فقیر کی سیوہ اور خدمت میں سب کچھ پوشیدہ ہے۔

نمبر ۳: آپ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ رب کی ذات کا کرم تلاش کرو۔

نمبر ۴: آپ فرماتے ہیں کہ مخلوق خدا کی خدمت کو اپنا شعار بناؤ اور اس سے محبت کرو۔

سلسلہ عالیہ کے لئے آپ کی خدمات:

امام العارفین خواجہ غلام معین الدین غوری سخی صابر دین حسن ثانی حضرت خواجہ رحم الدین چشتی صابری المعروف بڑے سرکار علیہ الرحمۃ کی زندگی بھر کی علمی و دینی خدمات اور ان کے ظاہری و باطنی علم اور ان کی تعلیمات آپ حضرت بابا سائیں کے ذریعے ہی آج زندۂ تابندہ ہیں آپ نے ہی اپنی شبانہ روز کی جدوجہد سے یہ تمام معاملات بڑے سرکار کے اور اپنے مریدین و عقیدت مندان اور رہتی دنیا تک کے لئے فراہم کی ہیں۔

آپ تقریباً 28 برس تک بڑے سرکار کے دربار خواجہ نگر شریف کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ہر روز صبح نماز فجر سے پہلے دربار شریف کھولتے اور شام کو خواجگان چشت کے طریقہ کے مطابق چراغی پیش کرتے۔ صحن دربار میں اپنے ہاتھ سے جھاڑو دینا ہر مہینے گیارہویں شریف کا ختم شریف ہر جمعرات مریدین کی تعلیم و تربیت اور سالانہ عرس مبارک کے فرائض آپ نے بڑی خندہ پیشانی اور اچھے طریقے سے ادا کیے۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ کے ہم عصر صوفیا علماء:

یوں تو علمائے کرام مشائخ عظام کا ایک بہت بڑا حلقہ آپ کا گرویدہ اور ہم عصر تھا مگر چند نام تبرکاً عرض خدمت ہیں جن میں قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمہ متوفی 1999ء جن کا مزار موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی میں ہے وہ عرصہ 25 برس تک ہر سال با قاعدگی سے دربار خواجہ نگر شریف میں عرس مبارک میں شرکت فرماتے اس موقعہ پر وہ آپ سے بھی ملاقات کرتے۔ آپ بھی حضرت قمر المشائخ سے بہت پیار کرتے۔ کبھی اپنے مرید مرزا انوار بیگ کی دعوت پر یا کسی خصوصی کام کی غرض سے ان کے گھر راولپنڈی تشریف لاتے تو آپ حضرت قمر المشائخ سے ضرور ملاقات فرماتے تھے۔

نمبر۲: سلسلہ وارثی کے عظیم احرام پوش درویش عاشق رسول حضرت صوفی محمد ہلال وارثی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۳۔ اگست ۱۹۸۰ء راولپنڈی۔

نمبر۳: بین الاقوامی شہرت یافتہ قوال اور صوفی منش درویش جناب عزیز میاں مرحوم چشتی نظامی متوفی 2000ء راولپنڈی مزار شریف ملتان میں واقع ہے۔

نمبر۴: حضرت بڑے سرکار کے خلیفہ مجاز عارف کامل حضرت بابا سید جمال الدین المعروف بابا غریب شاہ چشتی صابری رحیمی علیہ الرحمۃ متوفی 2001ء مزار پرانوار کلیر شریف انڈیا بھارت۔

نمبر۵: حضرت بابا متوالی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ جو کہ بڑے سرکار کے خلیفہ مجاز اور عظیم روحانی پیشوا ہوئے جن کا مزار پرانوار کلیر شریف انڈیا میں واقع ہے۔

نمبر۶: سائیں اکبر المعروف بہشتی بابا چشتی صابری علیہ الرحمۃ بھی بڑے سرکار کے خلیفہ مجاز اور لاڈلے مرید تھے...... ان کا مزار شریف کا کشال پشاور میں ہے۔

نمبر۷: حضرت پیر سیّد منور شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ آپ بھی بڑے سرکار کے خلیفہ مجاز اور اپنے وقت کے عظیم شیخ طریقت ہوئے...... مزار پرانوار اسلام آباد میں ہے۔

نمبر۸: حضرت میاں محمد نعیم الدین المعروف احمد شاہ وارثی صاحب مدظلہ حال مقیم ایبٹ آباد۔

نمبر۹: حضرت سیّد مقصود حسین شاہ صاحب قلندری حال مقیم اردو بازار راولپنڈی۔

نمبر۱۰: فقیر راقم الحروف کا بھی آپ کے ساتھ 1974ء سے تعارف اور تعلق واسطہ رہا ہے کے علاوہ حسن ابدال واہ کینٹ واہ گاؤں گردونواح کے علمائے کرام جن میں شیخ

Marfat.com
Marfat.com

القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی علیہ الرحمۃ آف چمبہ پنڈ حال مزار شریف وزیر آباد، علامہ مفتی غلام محبوب سبحانی حسن ابدال، مولانا عبدالغفور صاحب حسن ابدال مدرسہ فیض القرآن علامہ قاری عبدالرحمٰن چشتی حال مقیم وخطیب بیرون ملک۔

اسی طرح آپ کے مریدین کی بھی ایک بہت بڑی جماعت ہے زیادہ تر آپ کے مرید حسن ابدال، واہ کینٹ ٹیکسلا، پشاور، مردان، راولپنڈی، چیچہ وطنی، گوجرانوالہ، کراچی، فیصل آباد، اٹک کے علاوہ بیرون ملک کینیڈا، امریکہ، فرانس، دوبئی، سعودی عرب میں بھی موجود ہیں جو کہ ہر سال 21-22-23 محرم الحرام کو بڑے سرکار کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے بڑی عقیدت سے حاضری دیتے ہیں۔

زیارات مقامات مقدسہ:

یوں تو آپ نے اپنے عقیدت مندوں کی دعوت پر لاتعداد سفر کیے حالانکہ معمول تھا کہ درگاہ خواجہ نگر شریف سے بمشکل نکلتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ سفر کی وجہ سے دربار شریف کے معمولات اور اپنے اوراد و وظائف میں فرق آتا ہے مگر اس کے باوجود بھی آپ مریدین وعقیدت مندان کی دلجوئی کے لئے ان کی دعوت پر چیچہ وطنی، کمالیہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، اٹک، راولپنڈی، پشاور، سال میں ایک ایک مرتبہ ضرور تشریف لے جاتے تھے۔

اس کے علاوہ آپ سلطان الاولیاء حضرت مخدوم سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف کی زیارت اور سنوسی ہند حضرت خواجہ جمال الدین المعروف بابا غریب شاہ چشتی صابری رحیمی کی زیارت اور ملاقات کے لئے کلیر شریف تشریف لے جاتے۔

اس کے علاوہ حضرت مخدوم العالمین زبدۃ الانبیاء حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے دربار شریف کی حاضری کے لئے پاکپتن شریف تشریف لے جاتے۔ اجمیر شریف شہنشاہ ولایت عطائے رسولؐ حضرت خواجہ سید محمد معین الدین چشتی حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار شریف پر تقریباً ایک ہفتہ قیام فرما کر حاضری دیتے رہے۔ اسی طرح ان مواقع پر دہلی میں تمامی خواجگان کی چوکھٹ کو بوسہ دینے کیلئے تشریف لے جاتے رہے۔

حضرت بڑے سرکار خواجہ رحم الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ہمراہ بھی آپ بچپن کے دور میں انڈیا بھارت میں کلیر شریف دہلی، مہرولی، اجمیر شریف میں حاضری دیکر آئے تھے۔

آپ کے مریدین سائیں محمد شیراز، سائیں فرید، مظفر لانگری، تسلیم احمد، اور جملہ مریدین بیان کرتے ہیں کہ حضور بابا سائیں سرکار اپنی زندگی میں آخری بار زبدۃ الانبیاء شیخ الاسلام والمسلمین

Marfat.com
Marfat.com

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمۃ کے مزار پرانوار پر حاضری کے لئے خواجہ نگر حسن ابدال سے روانہ ہونے لگے تو آپ نے فرمایا میں حضور بابا صاحب کی بارگاہ میں آخری مرتبہ حاضری دینے کیلئے جارہا ہوں نہ جانے زندگی میں دوبارہ موقع ملے نہ ملے۔

جب آپ حضرت مسعود العلمین بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے مزار پرانوار پر پہنچے تو آپ کے ہمراہ صاحبزادہ حماد الدین، صاحبزادہ مصباح الدین، صاحبزادہ عمران الٰہی، سائیں حمید، سردار علی اور عبدالشکور چیچہ وطنی کے علاوہ دیگر عقیدت مندان و مریدین موجود تھے۔ جو بڑے عجز و نیاز سے آپ کو تھامے ہوئے حضور بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کے دربار شریف کے اندر لے گئے۔ آپ نے بڑی ہی عاجزی و انکساری سے در فرید پر سلام پیش کیا تو باہر کھڑے ہوئے حضرت بابا صاحب علیہ الرحمۃ کے دربار کے خدام نے دربار شریف کا دروازہ بند کر دیا آپ نے پونے دو گھنٹے تک جی بھر کر حاضری دی اور اپنا عقیدت بھرا نذرانہ پیش کیا۔

حاضری دے کر جب باہر نکلے تو سامنے ہی حضور مخدوم العالمین سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کا حجرہ مبارک تھا وہاں تشریف لے گئے اور سلام پیش کیا اور دل بھر کر خوب حاضری دی۔ حاضری سے فارغ ہو کر اپنے مریدین سے فرمایا کہ حضور مخدوم پاک کے حجرے پر سلام پیش کرتے ہوئے جب میں ہاتھ پھیلا رہا تھا تو وہاں کون موجود تھا۔ مریدین نے عرض کیا حضور آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ہم ناچیزوں کو کیا پتہ کیا معاملہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے حجرے کے اندر حضور مخدوم پاک خود کھڑے ہوئے تھے۔ اور میں نے ان کو سلام پیش کیا اور مصافحہ کیا۔ اس کے بعد چونکہ ضعیفی اور نقاہت اور سفر کی صعوبتوں کی وجہ سے آپ تھک گئے تھے اور بابا صاحب کے دربار شریف سے ملحقہ مسجد میں اپنے مریدین کے ہمراہ تشریف فرما ہوئے تو فرمایا حضور بابا گنج شکر علیہ الرحمۃ کی خدمت میں میرا یہ آخری سلام ہے شاید اب دوبارہ زندگی میں یہ وقت آئے یا نہ آئے۔ آپ کی یہ گفتگو سن کر مریدین کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور رونے لگے تو آپ نے فرمایا کہ رونا دھونا اچھا نہیں۔ بالآخر ایک دن یہ وقت آ کر رہے گا۔

چیچہ وطنی اور پاکپتن شریف کے ایک سفر کے موقع پر آپ کے بڑے صاحبزادے پیر طریقت الحاج علاؤ الدین چشتی صابری مدظلہ اور آپ کے نواسے صاحبزادہ عمران الٰہی صابری آف راولپنڈی جو کہ آپ کے پیر بھائی حاجی فضل الٰہی سکنہ واہ گاؤں حال مقیم بابو محلہ صدر بازار راولپنڈی کے پوتے اور حاجی محبوب الٰہی صابری کے فرزند ارجمند ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

نوٹ:

حاجی فضل الٰہی سکنہ واہ گاؤں وہ عظیم شخصیت ہیں کہ جب سے وہ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ رحم الدین سرکار علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تھے تادم آخر حضور بڑے سرکار کی خدمت میں مشغول رہے۔ حالانکہ خدا کا دیا سب کچھ تھا بڑے تونگر اور صاحب استطاعت شخص تھے خاندانی پس منظر بھی بہت اچھا تھا مگر باوجود اس کے فقرا کی خدمت وخاطر اس گھرانے کا وطیرہ رہا ہے۔

اور حاجی فضل الٰہی صابری مرحوم وہ شخصیت ہیں جن کے بارے میں بڑے سرکار اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خدا نے مجھے چار بیٹے اپنے فضل سے دیئے ہیں۔ اور فضل الٰہی میرا پانچواں بیٹا ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ بڑے سرکار کے وصال کے وقت آپ کے چاروں صاحبزادے چھوٹے تھے اس لئے اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں آپ بڑے سرکار نے حاجی فضل الٰہی صاحب کو تمام معاملات کا عملی طور پر اختیار دے دیا تھا۔ اور اپنے چاروں صاحبزادوں کی سرپرستی بھی اپنے حاجی فضل الٰہی مرحوم کو دے دی تھی۔ اور ہوا بھی اسی طرح کے حاجی صاحب مذکورہ مرحوم نے بھی اپنے پیرومرشد خواجہ رحم الدین سرکار علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد آپ کے چاروں صاحبزادوں کا مکمل خیال رکھا اور لنگر شریف عرس وغیرہ دیگر معاملات میں مرکزی کردار ادا کرتے رہے۔ اسی طرح آپ کے چاروں صاحبزادگان بھی حاجی فضل الٰہی صابری صاحب کا دلی طور پر احترام کرتے تھے۔ جس وقت حاجی فضل الٰہی صابری صاحب کا اٹک میں وصال ہوا تو ان کی میت خواجہ نگر لائی گئی تو حضرت صاحبزادہ نذر دیوان اور آپ نے ان کی چارپائی ان کے گھر نہیں جاتے وہ بلکہ اپنی حویلی میں رکھی اور خود ان کی تجہیز وتکفین غسل کے معاملات پورے کیے۔

اسی طرح حاجی فضل الٰہی مرحوم کے بعد ان کے صاحبزادے حاجی محبوب الٰہی صابری بھی اپنے والد گرامی کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے دربار شریف کے معاملات میں آپ حضرت بابا سائیں کے ساتھ مکمل تعاون کرتے رہے۔ حاجی صاحب مذکور تادم تحریر حیات اور روبہ صحت ہیں خداوند کریم آپ کو سلامت رکھے۔

ایک مرتبہ صاحبزادہ الحاج علاؤ الدین صابری اور صاحبزادہ عمران الٰہی صابری جب آپ کے ہمراہ پاکپتن شریف گئے اور اس موقع پر آپ کی کیفیت درفرید پر جاتے ہی بدل گئیں۔

وہاں سے چیچہ وطنی پہنچے تو آپ نے ہر دو حضرات صاحبزادہ علاؤ الدین اور صاحبزادہ عمران الٰہی صابری سے فرمایا کہ میرے ان چیچہ وطنی والے مریدین کا خاص خیال رکھنا اور ان کو تم

Marfat.com
Marfat.com

دونوں کے حوالے کرتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی پاکپتن شریف کی حاضری مسلسل جاری رکھنے کی ہدایت فرمائی۔

کشف وکرامات:

آپ کی سب سے بڑی کرامت آپ کا زہد وتقویٰ، عبادت و ریاضت، صبر وشکر، تحمل و بردباری سخاوت و ریاضت ومجاہدہ، خلوص للّٰہیت، جود وسخا، ایثار وخدمت خلق، ذکر خدا اور ذکر مصطفیٰ ﷺ میں ہر وقت مشغولیت اور شریعت وطریقت کے اصولوں پر استقامت وثابت قدمی ہے۔ اور اسی چیز کو ارباب طریقت نے معنوی کرامت کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ جس کے مقابلے میں حسی کرامت ہیچ ہے۔

لیکن چونکہ عوام حسی کرامت یعنی خرق عادت کے امور کے اظہار کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں بلکہ اس کو معیار ولایت قرار دیتے ہیں مزید برآں یہ کہ سوانحی کتابوں میں ان کا ذکر و بیان ضروری ہوتا ہے۔ اس مناسبت سے حضرت بابا سائیں علیہ الرحمۃ کی چند کرامات خرق عادات واقعات تحریر کیئے جاتے ہیں۔

نمبر ا:

چوہدری بشارت علی ساکن حسن ابدال جو کہ آپ کے دوست چوہدری اورنگزیب ٹھیکیدار کا بیٹا ہے۔ نشہ کرنا اس کی فطرت بن گئی تھی۔ حتیٰ کہ اس کا دماغی توازن تک خراب ہو گیا۔ یہ لڑکا انتہائی ذہین وفطین اور کیڈٹ کالج حسن ابدال کا تعلیم یافتہ تھا۔ جب وہ جرمنی گیا تو اس دوران اس کو عارفین، انجکیشن، کوکین اور دیگر شدید قسم کے نشوں کی عادت پڑ گئی۔

جب اس کے والد کو اس کے بارے میں علم ہوا تو واپس بلا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا اور دعا کے لئے درخواست کی۔ آپ نے اس کو دم کیا اور اس کے لئے دعا بھی کی۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ لڑکا بالکل روبہ صحت ہو گیا اور آج کل سلطنت آف عمان کے دارالخلافہ مسقط اور دوبئی میں دو کمپنیوں کا مالک ہے۔

کرامت نمبر ۲:

چیچہ وطنی سے عقیدت مندان اور مریدین کے ہاں سال باسال سے اولاد نہ ہوئی تھی۔ وہ آپ کے پاس اولاد کے لئے دعا کی درخواست کرتے۔ آپ ان کے لئے دعا فرماتے اور کچے سوت کا دھاگہ دم کر کے دیتے اور فرماتے کہ انشاء اللہ میرا خدا تمہیں اولاد نرینہ عطا فرمائے گا اور

Marfat.com
Marfat.com

اگلے برس جب دوبارہ جاتے تو وہ تمام کے تمام بے اولاد اپنی گود میں بچے لے کر حاضر ہوتے اور عرض کرتے کہ بابا سرکار یہ آپ کی دعا سے پیدا ہوا ہے اور اب اس کا نام بھی آپ ہی رکھیں۔ اور یہ سلسلہ تواتر سے چلتا رہا۔ اس طرح چیچہ وطنی کے دورے کے موقع پر عبدالشکور کا گھر آپ کے قدموں کی برکت سے رشکِ جنت بنا رہتا۔

کرامت نمبر۳:

سائیں حمید چیچہ وطنی کے ہر دورے پر آپ کے ہمراہ ہوتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ سرکار جب بھی چیچہ وطن جاتے تو آپ اپنے چیچہ وطنی کے مریدوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ آپ جب بھی چیچہ وطنی جاتے تو اپنے لاڈلے مرید عبدالشکور کے گھر پر ہی قیام فرماتے۔

زندگی کے آخری ایام:

آپ کی صحت آخری عمر تک اچھی رہی اور اپنے تمام دینی و دنیاوی امور اور دربار شریف کے تمام تر انتظامات میں آخری وقت تک دلچسپی لیتے رہے۔ زندگی کے آخری چند روز آپ کچھ علیل رہے۔ اور بیماری کے پہلے روز ہی اپنے صاحبزادے پیر طریقت الحاج پیر علاؤالدین بن چشتی صابری مدظلہ اور سائیں محمد شیراز سے فرمایا کہ وصال کے بعد مجھے اپنے ہاتھ سے غسل دینا۔ زندگی کے آخری ایام آپ حالت سکر میں تھے۔ عام لوگوں سے کم ملتے اور کم بولتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے پیر طریقت الحاج علاؤالدین صابری مدظلہ العالیٰ فرماتے وصال سے ایک دن پہلے میری اور ماما مظفر سائیں شیراز کی موجودگی میں حاجی محبوب الٰہی صابری ساکن بابو محلہ صدر بازار راولپنڈی نے کاغذ اور قلم آپ کے ہاتھ میں دی اور تحریر لکھنے کو کہا آپ نے اپنی زندگی کی جو آخری تحریر لکھی اس کے الفاظ یہ ہیں کہ اپنا لکھا پورا کر رہا ہوں۔ جو رب العزت نے لکھا تھا وہ پورا ہو کر رہے گا۔

اس تحریر کے دوسرے روز ایک درویش جو صابری رنگ کے لباس میں تھا حاضر ہوا اور تنہائی میں ملاقات کی اور چلے گئے۔ باہر سے آنے والے ملاقاتیوں میں یہ آخری شخص تھا کہ جس نے آپ سے ملاقات کی۔

اس کے بعد جب وقت آخر آیا تو آپ کے بڑے صاحبزادے الحاج پیر علاؤالدین صابری صاحب لالہ سلطان، ماما مظفر، سائیں شیراز، سائیں ملک مشتاق، تسلیم صوفی حق بابا، حاجی سائیں فرید اور اختر صاحب موجود تھے جنہوں نے آپ کے ایام علالت میں بہت خدمت کی تھی یہ

Marfat.com
Marfat.com

تمام احباب موجود تھے کہ خالق حقیقی کا بلاوا آ گیا۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۱۹ ذی الحج ۱۴۲۰ھ بروز اتوار 26 مارچ 2000ء کو ہوا۔ مزار پرانوار صحن دربار عالیہ خواجہ نگر شریف دیوار مسجد کے ساتھ مرجع خاص وعام ہے جہاں اہل عقیدت و محبت حاضری دیکر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔ اور منہ مانگی مرادیں پا رہے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادہ الحاج پیر علاؤ الدین چشتی صابری مدظلہ العالیٰ سجادہ نشین ہیں جن کو آپ نے اپنی حیات میں ہی نامزد کر دیا تھا۔

خانوادے کے دستور کے مطابق آپ کے ختم چہلم کے موقع پر موجودہ سجادہ نشین کی دستار بندی بدست صاحبزادہ غلام معین الدین چشتی اولاد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ نے سینکڑوں علماء ومشائخ و مذہبی وقومی شخصیات کے سامنے کی۔ اس موقع پر آپ کے نواسے صاحبزادہ عمران الٰہی صابری کی بھی دستار بندی کی گئی جو کہ آج کل دربار شریف کے منتظم بھی ہیں۔

اس کے بعد موجودہ سجادہ نشین الحاج علاؤ الدین صاحب اور صاحبزادے افتخار الدین صاحب اور دیگر احباب کے ہمراہ کلیر شریف میں حضرت خواجہ جمال الدین المعروف بابا غریب شاہ صابریؒ علیہ الرحمۃ کے پاس تشریف لے گئے اور انہی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

حضرت بابا غریب شاہ علیہ الرحمۃ نے نہ صرف آپ کو بیعت کیا بلکہ فوراً ہی خرقۂ خلافت سے بھی سرفراز فرما کر رخصت فرمایا۔

آپ کے بڑے صاحبزادے پیر علاؤ الدین صابری مدظلہ آج کل دربار شریف کے نظام کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ بڑی خندہ پیشانی سے تمام امور کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ بڑے ذہین بردبار حلیم الطبع بلند اخلاق وکردار کے مالک ہیں۔ فقیر راقم الحروف سے خصوصی تعلق ورابطہ ہے بہت ہی شفیق اور نفیس شخصیت کے مالک ہیں۔ خدا نصیب کرے عمر دراز۔

رہے آستاں سلامت رہے برقراز شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

آں نسیم صبح وصال، قیم مقامِ رجال، مخصوص بعنایت رسول عربی، پروردۂ لطفِ رسول مدنی، ساقی خمخانۂ اسرار، شہبازِ اقلیم ولایت، آشنائے رموز وکنایات، متعلم مکتب خانہ ام الکتاب، معلم مدرسہ یہدی اللہ من اناب، حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ صاحب چشتی صابری الحسنی والحسینی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت موضع بارخانیاں گیلانیہ ضلع گوڑگاواں بھارت کے عظیم روحانی سادات گیلانی کے خانوادہ میں ہوئی۔

آپ حضرت پیر پیراں میر میراں محبوب سبحانی حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم سرخیل ہیں۔ آپ کی ذات والا صفات بحر اسرار ومعدن حقائق ومعارف، اور عشق کامل، شوق وافر وجدِ صادق، حالِ قوی اور ہمتِ بلند میں مشہور ہوئے۔

بیعت وخلافت:

آپ اپنے وقت کے عظیم مردِ درویش حضرت پیر احمد شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور انہی کے زیر سایہ رہ کر آپ نے اپنی ظاہری وباطنی تعلیم وتربیت مکمل کی۔ آپ کے پیرومرشد حضرت پیر احمد شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ نے جب دیکھا کہ آپ کی ظاہری وباطنی اور اخلاقی وروحانی تکمیل ہو چکی ہے تو انہوں نے آپ کو اپنے دستِ مبارک سے خرقہ خلافت واجازت عنایت فرما کر سرفراز فرمایا۔

پیران کلیر شریف آپ کی حاضری:

جب آپ کی اخلاقی وروحانی تعلیم وتربیت مکمل ہوگئی تو آپ کے مرشد کامل آپ کو لیکر حضور مخدوم العالمین سلطان الاولیاء حضرت سیّدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری ختم اللہ الارواح کی بارگاہ میں کلیر شریف حاضر ہوئے۔ کلیر شریف میں آپ اپنے مرشد کامل کی معیت میں حضور مخدوم پاک صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے روحانی فیوض وبرکات سے مستفیض ہوتے رہے۔

آپ حضور مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں عبادت وریاضت میں مصروف تھے کہ ایک

Marfat.com
Marfat.com

دن قسمت کا ستارہ چمکا کہ حضور مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضور مخدوم پاک نے آپ کو کلیر شریف سے پنجاب کی جانب سفر کا حکم دیا اور فرمایا کہ پنجاب چلے جاؤ اور میری باطنی دولت اور روحانی فیوض و برکات جو تمہارے پاس امانت ہیں جاؤ اس امانت کے اہل لوگوں کو پہنچادو۔ حضور مخدوم پاک کی جانب سے حکم ملتے ہی آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت احمد شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے اپنے سفر کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کی اور اجازت لیکر وہاں سے پیدل روانہ ہوئے۔

چلتے ہوئے آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو سرمے کی ایک شیشی عنایت فرمائی اور فرمایا کہ راستے میں اگر کوئی نابینا مل جایا کرے تو اس کی آنکھ میں ڈال دینا خدا اس کو شفائے کاملہ اور بینائی عطا کر دے گا۔

آپ وہاں سے روانہ ہو کر لدھیانہ، انبالہ وغیرہ اور دیگر اضلاع اپنے پیر و مرشد کا عطا کیا ہوا سرمہ نابینا لوگوں کو تلاش کر کے ان کی آنکھوں میں ڈالتے اللہ تعالیٰ نے بہت سے نابینا افراد کو بینائی عطا فرمائی۔ اس علاقہ میں آپ سرمے شاہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔

آپ اپنی منزل پر اپنے مرشد کامل کے حکم کے مطابق رواں دواں رہے۔ بالآخر چلتے چلتے ضلع گجرات کی سرزمین نے آپ کے قدموں کے بوسے لینے شروع کر دیئے۔ گجرات سے پھالیہ آنے والی سڑک پر آپ اپنی منزل کی تلاش میں تھے گرمیوں کا موسم تھا۔ سڑک کے کنارے دور تک بے آب و گیاں کا عالم تھا۔ پانی کا گھونٹ بھی پینے کو نہ ملتا تھا۔ اور اس صورتحال سے علاقہ بھر کے لوگ بہت پریشان تھے۔ آپ کو بھی اس دوران پینے کے لئے کہیں بھی جب پانی نظر نہ آیا تو آپ کی ملاقات موضع پھالیہ میں گاؤں کے سردار چوہدری سکھا خان تارڑ سے ہوئی جو کہ انتہائی شریف النفس سخی اور درویش منش انسان تھا۔ آپ نے اس سے ایک اچھا مشکیزہ مہیا کرنے کی فرمائش کی۔

چنانچہ چوہدری سکھا خان نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آپ کو مشکیزہ بنوا دیا۔ اس کے بعد آپ کا معمول بن گیا کہ روزانہ مشک میں پانی بھر کر کندھوں پر اٹھاتے اور پھالیہ گجرات روڈ پر چل دیتے۔ راستے میں جو مسافر مل جاتا اسے پانی پلاتے۔ جہاں یہ مشکیزہ ختم ہو جاتا۔ آپ وہاں لکیر کھینچ دیتے اور پھر پانی والی جگہ تشریف لے جا کر مشکیزہ میں پانی بھرتے اور چلتے چلتے اس لکیر پر پہنچ جاتے۔ پھر وہاں سے از سر نو آگے لوگوں کو پلانی پلانا شروع کر دیتے حتیٰ کہ صبح سے شام ہو جاتی اس طرح اس حقیقی بہشتی نے یہ کام چھ برس کے عرصے تک سرانجام دیا۔ بالآخر آپ کی صحت

Marfat.com
Marfat.com

کافی خراب ہو گئی اور آپ نے مجبوراً یہ کام چھوڑ دیا۔

موضع مکھو پنڈی میں آمد:

جب آپ کی صحت خراب ہو گئی تو آپ پھالیہ سے قریبی گاؤں موضع مکھو پنڈی کے چوپال میں تشریف لے آئے۔

(نوٹ:)

چوپال کو پنجابی زبان میں اور ہزارہ کے علاقہ میں دارہ بھی کہتے ہیں جو کہ گاؤں کے عین وسط میں ہوتا ہے۔ اس چوپال میں گاؤں کے بڑے بوڑھے چوہدری نمبردار جمع ہو کر حقہ پیتے اور دیگر دنیاوی معاملات کے علاوہ گاؤں کے فیصلے بھی اس جگہ کرتے ہیں۔

آپ روزانہ ان کے ساتھ بیٹھتے اور ان حضرات کو حقہ کے لئے آگ فراہم کرتے تھے۔ دن بھر جنگل سے لکڑیاں، اُپلے چن کر لاتے اور پھر ان کو جلا کر حقے کی آگ تیار کرتے۔ صبح کو جب چوہدری اور گاؤں کے دیگر حضرات آتے تو ان کو حقوں کے لئے آگ کا ایک بڑا مچ تیار ملتا تھا۔ آپ کے اس عمل سے گاؤں کے چوہدری صاحبان بہت خوش ہوئے اور کہتے کہ یہ فقیر اچھا اور بلند اخلاق ہے جو ہماری بلا معاوضہ خدمت کرتا ہے۔

آپ کی اس علاقہ میں پہلی کرامت:

ایک روز حسب معمول چوہدریوں کی مجلس لگی ہوئی تھی کہ آپ نے فرمایا کہ دریائے چناب کے کنارے موضع باہری کے بیلا میں ایک بہت بڑی لکڑی پڑی ہے۔ اگر سارے حضرات مل کر اٹھوا لائیں تو کافی عرصہ تک مچ کی آگ کا آسانی سے کام چلتا رہے گا۔ چوہدریوں نے اپنی عادت کے مطابق مشورے شروع کر دیئے اور ان کے روز بروز ارادے بنتے اور ٹوٹتے رہے۔ مگر مطلوبہ لکڑی نہ لائی جا سکی۔ اس لئے کہ وہ وزن کے اعتبار سے بہت بھاری بھرکم تھی دو چار دس آدمیوں کے لئے بھی مشکل تھی۔

ایک دن لوگ حسب معمول صبح کو جب چوپال میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ مذکورہ لکڑی چوپال میں پڑی ہے۔ سب حیران رہ گئے کہ یہ لکڑی یہاں کیسے آ گئی جبکہ نہ کسی ریڑھے بیل گاڑی کی لکیر نہ ہی اونٹ یا گدھوں کے قدموں کا نشان کہ جن پر لادھ کر لائی گئی ہو۔ نہ ہی اس کی چرائی کر کے ٹکڑے کیے گئے۔

بالآخر اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ اس فقیر کی کرامت ہے اور ہم نے اپنے اوپر بڑا ظلم کیا۔ کہ اس

Marfat.com
Marfat.com

اللہ کے ولی سے حقہ بھروانے کی حقیر ڈیوٹی لیتے رہے۔ اس واقعہ کے بعد گاؤں کے لوگوں کے نظریات بدل گئے اور وہ دل کی اتھاہ گہرائی سے آپ کا احترام کرنے لگے۔ جب آپ نے لوگوں کی یہ کیفیت دیکھی تو علاقہ چھوڑ کر کشمیر کی طرف تشریف لے گئے اور کافی عرصہ کے بعد واپس اپنی مطلوبہ منزل پر پہنچے۔

کشمیر سے واپسی اور موضع چک نظام میں قیام:

کشمیر میں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ واپس پنجاب کی جانب پلٹے اور چلتے چلتے موضع چک نظام نزد للس شریف کے قریب کانواں رولی دریائے جہلم کے جنوبی کنارے پہنچ کر ڈیرہ لگایا اور خلوق خدا کی رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے۔ لوگوں کا ہجوم جوق در جوق آپ کی طرف آنے لگا۔ آپ کی ولایت کا شہرہ سن کر مختلف علاقوں سے علمائے صوفیائے کرام مشائخ عظام بھی خدمت میں حاضر ہو کر فیض یاب ہونے لگے۔

ایک مرتبہ علمائے کرام کا ایک وفد اور علاقہ کے کچھ معززین آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے تو ان میں حضرت پیر سیدن صابری علیہ الرحمۃ جن کی ابھی تک ولادت نہیں ہوئی تھی کہ دادا جان حضرت پیر شاہ علیہ الرحمۃ بھی شامل تھے۔ معززین اور علمائے کرام تو تبادلہ خیال کر کے چلے گئے۔ مگر حضرت پیر شاہ صاحب آپ کی خدمت میں بیٹھے رہے اور آپ کی پیار بھری گفتگو سے مستفیض ہوتے رہے۔ اور آپ کے چہرہ انور کو ٹکٹکی باندھ کر حیرت سے دیکھتے اور محسوس ہوتا تھا کہ آپ کی پیشانی سے ایک نورانی چمک نکلتی اور آسمان کی طرف چلی جاتی اور پھر واپس آپ کی پیشانی میں ضم ہو جاتی۔ حضرت پیر شاہ انہی نظاروں میں گم تھے کہ یکایک اچانک آپ نے مخاطب کر کے فرمایا کہ پیر شاہ صاحب آپ نے بھی کوئی سوال پوچھنا ہے تو پوچھ لیں۔ حضرت پیر شاہ صاحب نے عرض کیا حضور میں تو آپ کی نظر کرم چاہتا ہوں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ پیر شاہ صاحب میرا ایک پیغام سن لیں۔ ایک مدت ہوئی آپ کی امانت لیکر دشوار گزار راستوں سے ہوتا ہوا آج اپنی منزل پر پہنچا ہوں۔ آپ چاہیں تو اپنی امانت لے سکتے ہیں۔

آپ کی یہ بات سن کر حضرت پیر بخش شاہ صاحب کو فوراً حضرت خواجہ شمس العارفین علیہ الرحمۃ سیال شریف کی وہ بشارت یاد آ گئی جو انہوں نے حضرت پیر سید حیدر علی شاہ جلالپوری علیہ الرحمۃ کو بیعت کرنے کے بعد آپ سے فرمایا تھا کہ پیر بخش شاہ آپ کا حصہ میرے پاس نہیں ہے۔ بلکہ آپ کا حصہ ایک صابری بزرگ لیکر آ رہے اور وہ خود تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔ خواجہ سیالوی کی اس بات کے بعد آپ مدتوں سے انتظار فرما رہے ہے کہ کب میری امانت مجھ تک پہنچے گی

Marfat.com
Marfat.com

اور گوہر مقصود میرے ہاتھ آئے گا۔

حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ صاحب صابری علیہ الرحمۃ کا یہ جملہ سن کر حضرت پیر بخش شاہ اٹھے اور آپ کے قدموں میں گر گئے۔ اور بیعت و رہنمائی کے لئے درخواست کی۔

(نوٹ)

حضرت پیر بخش شاہ صاحب سے پہلے اس خاندان کے تمام افراد سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں بیعت تھے اور وہیں سے ان کو اجازت و خلافت ہوتی تھی۔

نیز یہ کہ حضرت پیر بخش شاہ صاحب کا نسبی شجرہ حضرت غوث بہاؤالحق زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ سے ملتا ہے۔ اس طرح سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت پیر بخش شاہ المعروف حضرت پیر شاہ علیہ الرحمۃ پہلے ولی کامل ہوئے ہیں۔ آپ حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت پیر شاہ صاحب کو اپنے دست مبارک پر شرف بیعت بخشا اور جو امانت ان کے سینے میں موجود تھی وہ باطنی دولت آپ کو منتقل فرما کر وصیت فرمائی کہ تمہاری پشت سے ایک نیک بخت اور روشن ضمیر بچہ پیدا ہوگا۔ یہ میری امانت اسے پہنچا دینا۔

چنانچہ حضرت پیر شاہ صاحب نے جب فرمایا اپنے مرشد کی وہ امانت اپنے پوتے حضرت سیّدن شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو ان کی ولادت کے بعد منتقل کر دی۔

آپ کی اچانک کلس شریف آمد:

ایک رات حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ عالیہ چک نظام میں عقیدت مندوں کا ہجوم تھا۔ آپ کے دیوانے مستانہ وار جس طرح پروانے شمع کے گرد ستارے چاند کے گرد ہالہ بنا کر جمع ہو جاتے ہیں ٹکٹکی باندھ کر آپ کے روئے انور کی زیارت سے مشرف ہو رہے تھے کہ اچانک آپ نے کلس شریف جانے کے لئے قدم اٹھائے۔ آپ کے دیوانے بھی پیچھے پیچھے ہو لئے کسی کو خبر نہیں کہ آفتاب ولایت کہاں کیوں اور کس لئے جا رہا ہے۔ عاشقوں کا ہجوم خاموش خاموش اپنے آقا کے قدموں کے نشانوں پر چلتا رہا۔ کہ ایک بے آب و گیاں اور تاریک بستی جس کا جنوبی حصہ بالکل غیر آباد اور ویران شکل اختیار کئے ہوئے ہے قرب و جوار کی بستیوں کے لوگ مارے خوف کے اس طرف قدم نہیں رکھتے۔ لوگ سمجھتے تھے کہ اس جگہ جنات اور بھوتوں کا ڈیرہ ہے۔ مگر آپ اچھی طرح سمجھتے تھے کہ اس جگہ ایک دن تاجدار فقر ولایت حضرت پیر سیدن شاہ صابری کا ظہور ہونا ہے۔ یہاں جن بھوت نہیں بلکہ خدا کے بڑے بڑے

Marfat.com
Marfat.com

برگزیدہ بندے آئیں گے اور ان بندگان خدا کے پاس ہجوم در ہجوم جوق در جوق قافلوں کی شکل میں مصیبت زدہ اور غم کے مارے اپنے دکھوں کے مداوا کے لئے حاضری دیں گے۔

اس مقام پر آج غوث الاعظم کے خانوادے کا عظیم چشم و چراغ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کا وہ عظیم درویش جس کو صابر پارسا نے خود کلیر سے حکم دیکر جس مقصد کے لئے بھیجا تھا وہ آج اس مقدس زمین کی نہ صرف نشاندھی بلکہ روحانی طور پر اس کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے بیری کے ایک درخت کے نیچے درخت کی ٹہنی پکڑے آنکھیں بند کیئے کافی وقت تک کھڑے رہے۔ حاضرین میں سے کسی کو جرأت اظہار نہ تھی۔ بالآخر آپ نے آنکھیں کھولیں اور حضرت پیر بخش شاہ المعروف پیر شاہ کی طرف دیکھ کر حاضرین سے فرمایا کہ یہاں پیر صاحب کے میلے ہوا کرینگے۔ فیوض و برکات کی دولت بٹے گی۔

(نوٹ)

یہ وہی جگہ ہے جہاں آج دربار گلزار صابر آستانہ عالیہ کلس شریف اور اس سے ملحقہ جامع مسجد لنگر خانہ سماع ہال اور زائرین کی رہائش کے لئے لاتعداد کمرے بنے ہوئے ہیں۔ یہ تمام ماحول ایک پُرشکوہ ماحول پیش کر کے لوگوں کو دعوت نظارہ دے رہے ہیں۔ آج سے 160 برس پہلے جس جگہ اور جس مرد درویش کی آمد کی خبر آپ نے بیان فرمائی تھی آج بفضل خدا ایک حقیقت کے روپ میں اظہر من الشمس ہے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت پیر شاہ صاحب پیر عبداللہ شاہ صاحب اور حضرت پیر محمد شاہ صاحب علیہم الرحمۃ کے مزارات ہیں اور اسی جگہ پر یہ مردان حق و صداقت گم کردہ راہوں کو راہ ہدایت دینے میں مصروف رہے اور ان کے جانشین آج بھی لوگوں کو معرفت کے جام پلا رہے ہیں۔

کشف و کرامات:

موضع چک نظام اور مکھو پنڈی کے قیام کے دوران بے شمار کرامات وخوارق و عادات آپ سے سرزد ہوئیں جن کو اگر جمع کیا جائے تو ایک الگ دفتر درکار ہے۔ نیز یہ کہ آپ کی تمام زندگی مکمل اور مجسمہ کرامت تھی۔ اس لئے بھی کرامات کا زیادہ تحریر کرنا مشکل کام ہے۔ قارئین کرام اور صاحب ذوق اور عقیدت مندانِ سلسلہ عالیہ کے لئے چند کرامات سپرد قلم کرتا ہوں۔ تا کہ عقیدت مندان کے عشق و محبت میں اضافہ ہو۔

Marfat.com
Marfat.com

کرامت:

اکثر دیہاتوں میں زمیندار حضرات اپنی زمینوں بالخصوص سبزیو کو پانی لگانے کے لئے کنویں کا پانی نکالنے کے لئے (ہرٹ) لگاتے ہیں اور اس کے ساتھ ایک بیل جوڑ دیتے ہیں۔ آپ کے حجرے کے قریب گوندل قوم کے نوجوان اشرف نامی شخص نے اپنے کنویں سے اپنی سبزیوں کو پانی دینے کے لئے بیل (ہرٹ) کے ساتھ باندھا ہوا تھا بیل کنویں کے گرد گھوم رہا تھا اور زمینوں کو پانی سیراب کر رہا تھا کہ اچانک کنویں کی چھت گری اور بیل کنویں میں جا گرا۔ نوجوان آپ کی خانقاہ میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ حضور میرا بیل چھت گرنے کی وجہ سے کنویں میں گر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ گاؤں میں جاؤ اور اپنے چند آدمیوں کو بلا لاؤ۔

چنانچہ وہ اشرف نامی نوجوان گاؤں میں گیا اور اپنے چند عزیزوں دوستوں کو جگا کر لے آیا۔ مگر جب وہ تمام حضرات دوڑتے ہوئے کنویں پر پہنچے تو کیا دیکھا کہ بیل کنویں سے باہر کھڑا تھا اور اس کے جسم سے پانی ٹپک رہا تھا۔ لوگ حیران رہ گئے کہ بیل کنویں سے باہر کیسے نکل آیا اور حیران و پریشان آپ کی خانقاہ عالیہ میں پہنچے اور عرض کرنے لگے حضور یہ بیل کنویں سے باہر کیسے آ گیا۔

آپ نے فرمایا کہ اشرف گوندل کو غلط فہمی ہوگئی ہے۔ بیل تو کنویں میں گرا ہی نہیں ہوگا۔ اس واقعہ کو اپنی طرف منسوب ہونے ہی نہ دیا بلکہ بار بار یہی تکرار فرماتے رہے کہ بیل کنویں میں گرا ہی نہیں ہوگا۔

کرامت نمبر ۲:

مستانہ نامی آپ خادم ہر وقت آپ کی خدمت میں مصروف رہتا تھا۔ ایک روز وہ لنگر کے لئے جنگل میں لکڑیاں چننے کے لئے گیا لکڑیاں اکٹھی کر رہا تھا کہ اچانک موضع بولا کا ایک شخص مستانہ کے قریب رکا اور سلام کر کے کھڑا ہو گیا۔ مستانہ نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو۔ اس نے کہا کہ میری گدھی گم ہوگئی ہے۔ بہت تلاش کے باوجود نہیں ملی اب تمہارے مرشد حضرت پیر سید مردان علی شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس دعا کے لئے جا رہا ہوں۔

وہ شخص آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور میرا چھوٹا سا تنور کا کاروبار ہے میں نے ایک گدھی رکھی ہوئی تھی۔ جس کی کمر پر جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور تنور جلاتا تھا اچانک وہ گدھی گم ہوگئی ہے میں نے بہت ڈھونڈا مگر نہیں ملی۔ حضور دعا فرمائیں۔ میری

Marfat.com
Marfat.com

گدھی مل جائے۔ آپ نے اپنے گورے گورے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور فرمایا مالک مہربانی کرے گا تمہاری گدھی مل جائے گی۔

اس کے بعد وہ شخص اگلے روز دوبارہ اور اس کے اگلے روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور یہی کہتا کہ میری گدھی ابھی تک نہیں ملی۔ تیسرے روز جب وہ حاضر ہوا تو مستانہ نے پوچھا کہ سناؤ تمہاری گدھی ملی یا نہیں اس نے کہا کہ ابھی تک ناکام و نامراد پھر رہا ہوں۔

اس کی مایوسی کی کیفیت مستانہ سے برداشت نہ ہوئی اور کہنے لگا کہ فلاں گاؤں میں فلاں شخص کے گھر تمہاری گدھی کھڑی ہے جا کر لے آؤ۔

وہ گیا تو کیا دیکھا کہ گدھی بالکل اسی جگہ اسی کمرے میں کھڑی ہے۔ جہاں مستانہ نے بتایا تھا۔ اس نے گدھی کھولی اور لیکر اپنے گھر آ گیا۔ اور بازار سے کچھ مصری خرید کر آپ کے آستانہ عالیہ میں حاضر ہوا اور لوگوں میں مصری تقسیم کرنے لگا۔ کسی نے پوچھا کہ یہ کیسی مصری ہے تو اس نے کہا کہ میں نے منت مانی تھی کہ اگر میری گدھی مل گئی تو آپ کی خانقاہ میں مصری تقسیم کروں گا۔ یہ بات آپ تک بھی پہنچی تو آپ نے طلب فرما کر اس سے پوچھا کہ گدھی کیسے ملی تو اس نے کہا کہ سائیں مستانہ نے بتایا تھا کہ فلاں گاؤں کے فلاں گھر میں کھڑی ہے۔ لہٰذا میں گیا اور کھول کر لے آیا۔ آپ نے سائیں مستانہ کو بلایا اور پوچھا کہ تم نے کیسے بتا دیا کہ گدھی وہاں کھڑی ہے۔ سائیں مستانہ نے عرض کی حضور آپ کی برکت سے مجھے نظر آ رہی تھی۔ اور یہ شخص آپ کے در دولت سے مایوس لوٹ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا مستانہ کیا اسے نظر نہیں آ رہی تھی جس کی برکت سے تمہیں نظر آئی تھی۔ فقیر کا غلام ہو کر پردہ اٹھایا۔ فقیر کا کام پردہ پوشی ہے۔ لو آئندہ نہیں دیکھو گے۔

کرامت نمبر ۳:

موضع چک نظام کے قیام کے دوران گرد و نواح کے لوگ اپنی دکھ تکلیف اور بیماریوں سے نجات کے لئے آپ کے پاس حاضر ہو کر طالب دعا ہوتے۔ آپ جس کسی بھی بیمار کو دم کرتے خداوند کریم اسے شفا عنایت فرما دیتا۔

گاؤں کے ایک شخص کی گھوڑی کو باولے کتے (پاگل کتے) نے کاٹ لیا وہ گھوڑی بھی باؤلی (ہلکی) ہو گئی۔ گاؤں کے لوگ اس گھوڑی کو رسوں سے جکڑ کر آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ اور آ کر تمام ماجرا عرض گزار کیا۔ آپ نظر ولایت سے گھوڑی کی طرف دیکھا اور فرمایا کہا یہ گھوڑی باولی (ہلکی) نہیں بلکہ بھوکی ہے اسے کھلا چھوڑ دو۔ چنانچہ آپ کے حکم سے گھوڑی کو جب کھلا چھوڑا گیا تو وہ بڑے آرام سے گھاس چرنے لگی۔ پھر دوبارہ کبھی اس کو تکلیف نہ ہوئی۔

Marfat.com
Marfat.com

کرامت نمبر۴:

موضع چک نظام کا رہائشی رحمان ولد لکھی قوم آہیر کی عمر ابھی ایک سال تھی کہ اچانک اس کی چھاتی میں دل کی جگہ پر شدید قسم کا درد اٹھا اور وہ تڑپنے لگا۔ اس کا والد اٹھا کر آپ کی خدمت میں لے آیا اور دم کے لئے عرض کیا۔ آپ نے اپنی انگشت مبارک پر اپنا لعاب لگا کر درد والی جگہ پر دائرہ بنا دیا اس کے بعد درد کو فوری آرام آ گیا۔ دوبارہ پھر کبھی اس جگہ درد نہ ہوا۔

وہ بچہ جوان ہوا اور جوانی سے عالم پیری میں پہنچا اس کے تمام جسم کے باس سفید ہو گئے مگر اس جگہ کے بال تا زندگی کالے رہے جہاں آپ نے دائرہ بنایا تھا۔ آپ کے عقیدت مند بڑی محبت سے اس دائرہ کی زیارت کرتے اور چومتے تھے۔ یہ ہمارے مرشد کامل کی انگشت مبارک کا نشان ہے۔

کرامت نمبر۵:

موضع چک نظام کا کچھ رقبہ دریا کے دو پاٹوں کے درمیان واقع ہے جو کہ اچھا اور زرخیز رقبہ ہے۔ گاؤں کے لوگ اس کو ''بیلا'' یا ''ٹھڈا'' کے نام سے پکارتے ہیں۔ آپ کے زمانہ ظاہری حیات میں اس رقبہ پر کاشت ہوتی تھی اور فصل بھی بہت اچھی ہوتی تھی۔ تمام گاؤں کے لوگوں نے ''بیلا'' کی دو ایکڑ زمین آپ کے نام کر دی تھی۔ جس میں آپ کی گھوڑی کے لئے چارہ کاشت ہوتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد لالچی اور سرکش حضرات نے آپ کے غلام سائیں مستانہ کو اس جگہ سے گھاس کاٹنے سے نہ صرف منع کیا بلکہ اس سے بدکلامی بھی کی۔

سائیں مستانہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور انہوں نے مجھے چارہ بھی نہیں کاٹنے دیا اور بے عزت بھی کیا ہے۔ اس کی بات سن کر آپ جلال میں آ گئے۔ اور فرمایا کہ مستانہ تم رو نہیں وہ اپنی کی ہوئی گستاخی کی سزا پالیں گے۔ فرمایا کہ فقیر کا دل دکھانے والے تا قیامت دکھی رہتے ہیں اور فقیر کا دل خوش رکھنے والے دونوں جہاں کی خوشیاں حاصل کرتے ہیں۔

آپ کے اس فرمان کو جاری کئے ہوئے ایک صدی سے زیادہ وقت گزر چکا ہے۔ وہ بیلا مویشیوں کی چراہ گاہ بن گیا ہے۔ دوبارہ اس میں فصل کبھی نہ ہوئی۔ اہل دیہہ ہل جوت کر جاتے یا کوئی فصل کاشت کرتے ہیں تو رقبہ دریا برد ہو جاتا ہے۔ فصل اور زمین دونوں غرق ہو جاتے ہیں جب ارادہ ترک کر دیتے ہیں تو زمین دوبارہ خود بخود بحال ہو جاتی ہے اور جانوروں کی چراہ گاہ بنی رہتی ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

ولی راولی می شناشد:

وزیر محمد خان نامی ایک شخص جو کہ عابد وزاہد متقی و پرہیز گار تھا۔ اچانک اپنی منزل میں کسی الجھن کا شکار ہو گیا۔ وہ اس الجھن کے حل کے لئے اولیائے کاملین کے مزارات پر حاضریاں دینے لگا مگر مقصد حقیقی کہیں سے پورا نہ ہوا۔ اسی دوران کسی شخص نے اسے بتایا کہ موضع چک نظام میں حضرت پیر سید مردان علی شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دو انشاء اللہ مقصد حقیقی پورا ہوگا۔ اور دلی مراد پوری ہو گی۔ وزیر محمد خان کافی تگ و دو تلاش و بسیار کے بعد آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور آپ سے اپنا معاملہ پیش کیا۔ آپ نے اپنی نظر ولایت اور سخن ہائے کریمانہ سے اس کا مداوا فرمایا اس کی مشکل حل ہو گئی۔

اس کے بعد وہ شخص کئی روز تک آپ کی خدمت عالیہ میں رہ کر آپ کی لطف اندوز محفل سے محظوظ ہوتا رہا۔ ایک روز آپ کی خانقاہ میں عقیدت مندوں کی محفل جمی ہوئی تھی کہ وزیر محمد درویش نے آپ کی اجازت سے آپ کے غلاموں سے ایک سوال پوچھنا چاہا۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی بھٹی (آدی) تو کچی ہے مگر تم پوچھو انشاء اللہ بہتر نتیجہ رہے گا۔ اس درویش وزیر محمد نے اہل محفل سے پوچھا کہ میں نے سن رکھا ہے کہ ایک بیڑی باراتیوں سے بھری ہوئی تھی کسی وجہ سے دریا میں غرق ہو گئی۔ بارہ سال تک غرق رہی۔ دولہا کی ماں نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور فریاد کی۔ حضور غوث پاک نے دعا فرمائی۔ آپ کی دعا سے بارہ سال تک دریا میں غرق رہنے والی کشتی بمعہ باراتیوں کے تیرنے لگی۔ تمام باراتی زندہ سلامت نکل آئے۔ سوال یہ ہے کہ بارہ سال تک دریا میں غرق رہ کر کوئی آدمی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے غوث پاک کی دعا کی برکت سے دوبارہ زندگی عطا کی۔

اب۔ بعث الموت کا یہ فیصلہ ہے کہ ایک بارہ جو مر کر زندہ ہو گا دوبارہ نہیں مرے گا باراتی مر کر زندہ ہوئے قانون قدرت کے مطابق دوبارہ نہیں مر سکتے۔

پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ اگر وہ زندہ ہیں تو کہاں ہیں؟

آپ کی خانقاہ عالیہ کا ایک طالب علم اٹھا اور عرض کی جناب شاید میں زیادہ وضاحت نہ کر سکوں مگر اتنا ضرور عرض کروں گا کہ وہ باراتی زندہ ہیں اور موت کی دسترس سے ماوراء ہیں۔ اس بارات کا دولہا میرے سامنے حضرت پیر سید مردان علی شاہ صابری کی صورت میں جلوہ افروز ہے۔ اور تم بھی مجھے اس کے باراتی نظر آ رہے ہو۔ یہ وہ باراتی ہیں جو مر کر بھی نہیں مرا کرتے۔

Marfat.com
Marfat.com

چک نظام سے روانگی اور مکھو پنڈی آمد:

جب آپ نے دیکھا کہ موضع چک نظام کے لوگ انتہا درجہ کی عقیدت ومحبت کرنے لگے ہیں اور دور دور تک کے لوگ آ کر مقصد برآری کے لئے تنگ کرتے ہیں تو آپ نے وہاں سے کوچ کا پروگرام بنا کر اپنے عقیدت مندوں سے فرمایا کہ موضع مکھو پنڈی کے لوگوں نے ابتدائی ایام میں میری بہت خدمت کی ہے اور اب میرا وقت آخر بھی قریب آ رہا ہے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ یہاں سے مکھو پنڈی منتقل ہو جاؤں۔ اگلی صبح آپ نے رخت سفر باندھا اور اپنے ساتھ خادم خاص مستانہ، مسلم شیخ سکنہ دھالہ ضلع گجرات اور بہادر قوال سکنہ ملکوال جو کہ آپ کی خدمت میں رہتا تھا کو ہمراہ لیا اور مکھو پنڈی تشریف لے آئے۔

چوہدری تاجہ خان تارڑ کے کنویں پر آپ نے ڈیرہ لگایا۔ تاجہ خان تارڑ نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر لی تھی اس خوشی میں اس نے مٹھائی تقسیم کی اور آپ کی خدمت وخاطر میں لگ گئے۔ اہل مکھو پنڈی کو جب آپ کی دوبارہ آمد کی اطلاع ملی تو جوق در جوق حاضری دینے لگے۔ بہت سے افراد شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ ایک روز آپ نے فرمایا کہ میری آخری آرام گاہ یہیں بنے گی یہ سن کر چوہدری تاجہ تارڑ نے ایک ایکڑ رقبہ زمین نذر کر دی جہاں آج کل آپ کا مزار پُر انوار اور اس سے ملحقہ مسجد اور دیگر مکانات موجود ہے۔

آپ کے چند خصوصی خلفائے نامدار وعقیدت مندان:

یوں تو آپ کی خدمت میں رہنے والے تمام احباب صاحب بصیرت اور پاک باز تھے۔ آپ کا ہر غلام آقا بنا۔ جن لوگوں نے اس چشمۂ فیض وکرم سے اکتساب فیض کیا ان کی فہرست تو بہت طویل ہے مگر چند ایسے حضرات کے اسمائے گرامی عرض خدمت ہیں جنہوں نے آپ کے اس چشمۂ فیض سے جام پینے کے بعد مخلوق خدا کو مستانہ وار بنایا اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو خدا کے دروازے پر لا کے کھڑا کر دیا۔ ان حضرات میں

(نمبر۱) حضرت پیر بخش شاہ علیہ الرحمۃ کلس شریف ملکوال ضلع سرگودھا (نمبر۲) حضرت پیر عبداللہ شاہ علیہ الرحمۃ بن حضرت پیر بخش شاہ صابری کلس شریف (نمبر۳) حضرت سید غالب شاہ علیہ الرحمۃ ساکن کتووال تحصیل پھالیہ (نمبر۴) سائیں خدا بخش علیہ الرحمۃ مکھو پنڈی (نمبر۵) کرم دین المعروف کماں موچی علیہ الرحمۃ مکھو پ۔ی (نمبر۶) تاجہ خان تارڑ ساکن مکھو پنڈی (نمبر۷) چوہدری سکھ خان قوم تارڑ ساکن پھالیہ

Marfat.com
Marfat.com

(نمبر ۸) شرف دین قوم گوندل (بلہ) ساکن چک نظام ضلع سرگودھا۔

وصال باکمال:

وصال سے ایک دن پہلے ہی آپ نے اپنے غسل اور کفن کا سامان منگوالیا تھا اور مگھو پنڈی چک نظام پھالیہ کلس شریف اور مرالہ کے علاوہ گردونواح کے دیہاتوں کو اطلاع بھیج کر ایک رات پہلے ہی بلوالیا تھا۔ رات کو تمام رات محفل گرم رہی اس دوران آپ نے فرمایا کہ آنے والی صبح کو ہمارا سفر آخرت ہے۔ یہ میرا غسل اور کفن کا سامان ہے اسے سنبھال لو۔ اور حضرت پیر بخش شاہ کو اپنی آخری وصیت امانت والی یاد دلائی اور عبادت وریاضت میں مشغول ہو گئے اور صبح صادق کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

آپ کے وصال باکمال کے بعد تمام ساتھیوں نے مل کر آپ کی قبر مبارک کی کھدائی اور غسل وکفن کا نظام مکمل کیا۔ نماز جنازہ ادا کر کے آپ کو خدا کے سپرد کر دیا۔ آپ کا مزار پرانوار موضع مگھو پنڈی نزد پھالیہ ضلع گجرات میں مرجع خاص وعام ہے جہاں پر اہل عقیدت ومحبت حاضری دیکر اپنے قلوب واذہان کو نور ایمان سے نہ صرف منور کرتے بلکہ اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھی بھرتے ہیں۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک مورخہ............ کو حضرت صاحبزادہ پیر شمیم صابر صابری صاحب مدظلہ جو کہ آستانہ کلس شریف کے زیب سجادہ اور مسند آرا ہیں کی زیر صدارت ہوتا ہے۔ بہت ہی پر کیف اور روحانی محفل ہوتی ہے جو بھی گدا بھی اس در پہ آیا سلطان بن کے جاتا ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت پیر سیّدن شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

ازانوارِ لبریز و مالا مال، آئینہ جلاو جمال حقانی، مظہر تامہ کمال انسانی، نور محض در طلسم جسمانی، آثار ولایتش ظاہری ہر خاص و عام بے دلیل، جلیس مسند حق الیقین قطب اقلیم، ہادی سالکان صراط مستقیم، شمع قصر ہدایت، آشنائے رموز و کنایات، محو توحید، سلطان ملک بقاء، ناطق للسانِ احوال، فارغ از گفتگوئے اغیار، سرشار بادہ خمار، تاجدارِ فقر ولایت خاندان رسول ہاشمی کے عظیم نیر تاباں حضرت پیر سیّدن شاہ چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ قومِ ہاشمی کے عظیم چشم و چراغ حضرت پیر محمد شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے گھر ۲۴۔۲۵ نومبر ۱۹۰۸ء بروز سوموار صبح صادق کے وقت آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

جس وقت آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو کسی نے آپ کے دادا جان حضرت پیر بخش شاہ المعروف پیر شاہ صابری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا حضور مبارک ہو کہ اللہ نے وہ عظیم پوتا جس کی بشارت کی خبریں آپ کو صالحین کے ذریعے مل رہی ہیں تھیں آج دنیا میں تشریف لے آیا ہے۔ آیئے چل کر اس کے کان میں اذان کہہ دیں۔

آپ کے جدِ اعلیٰ نے خبر سنتے ہی دو رکعت نفل شکرانہ ادا کیے اور اپنی آغوش ولایت میں لیکر اذان پڑھنے لگے ہی تھے کہ مسجد سے موذن نے فجر کی اذان پڑھی۔ اذان کے ختم ہوتے ہی آپ کے دادا جان نے آپ کے کان میں اذان کے کلمات کہے اور اپنے پیر و مرشد حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے حکم کے مطابق اپنی زبان بطور گھٹی آپ کے منہ میں دے دی۔ آپ نے اپنے دادا کی زبان کو چوس کر اپنی امانت وصول کی۔

اس طرح یہ نو مولود فقر ولایت کا تاجدار جب دنیا میں آیا تو سب سے پہلی آواز آپ کے کان میں اذان کی آواز آئی اور جب کسی کے چہرے پر نظر پڑی وہ سلسلہ عالیہ صابریہ کے عظیم پیشوا حضرت پیر شاہ صابری علیہ الرحمۃ کا چہرہ انور تھا۔

آپ کا شجرۂ نسب:

آپ حضرت غوث بہاؤ الحق زکریا ملتانی سہروردی علیہ الرحمۃ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا

Marfat.com
Marfat.com

شجرہ نسب چھبیس واسطوں کے بعد حضرت غوث بہاؤالحق زکریا ملتانی سہروردی علیہ الرحمۃ کے منجھلے صاجزادے حضرت شیخ مخدوم علاؤالدین بن غوث العالم حضرت بہاؤالحق زکریا سہروردی علیہ الرحمۃ سے جاملتا ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حضرت پیر سیّدن شاہ بن حضرت پیر محمد شاہ بن حضرت پیر بخش شاہ المعروف پیر شاہ بن حضرت پیر یٰسین شاہ بن حضر پیر محمد صدیق شاہ بن حضرت پیر محمد شافعی بن حضرت پیر ہاشم بن حضرت شیخ محمد اشرف بن حضرت شیخ حبیب اللہ بن حضرت شیخ ہاشم بن حضرت شیخ قطب بن حضرت عطاء اللہ بن حضرت شیخ محمد لہرا بن حضرت شیخ بہاؤالدین خورد بن حضرت شیخ وزیرالدین بن حضرت شیخ یعقوب بن حضرت شیخ پیر یٰسین بن حضرت شیخ طاہر بن حضرت شیخ غلام بہاؤالدین بن حضرت پیر ابوالقاسم بن حضرت شاہ معین الدین بن حضرت شیخ شہاب الدین عرف شیخ لکھا بن حضرت پیر عبداللہ بن حضرت پیر محسن بن حضرت شیخ شمس الدین بن حضرت شاہ ابوالخیر بن حضرت مولانا جلال الدین بن حضرت مخدوم علاؤالدین بن حضرت شیخ العالم غوث بہاؤالحق زکریا سہروردی ثمہ ملتانی علیہم الرضوان۔

(نوٹ)

آپ والد گرامی کی طرف سے ہاشمی جو کہ حضرت بہاؤالحق زکریا سہروردی ثمہ ملتانی علیہ الرحمۃ اور والدۂ ماجدہ کی طرف سے فاروقی یعنی حضرت زبدۃ الانبیاء مسعود العالمین حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔

آپ کا خاندانی پس منظر:

یوں تو اگر حقیقتاً دیکھا جائے تو آپ کے خاندان میں حضرت غوث بہاؤالحق ملتانی علیہ الرحمۃ سے پہلے اور بعد میں آپ تک اور تادم تحریر جتنے افراد پیدا ہوئے ہردو میں کوئی نہ کوئی ولی اور دین مصطفوی کا پاسبان ونگہبان رہا ہے۔ جس کے ثبوت کے لئے آپ کا شجرہ نسب کافی ہے اور طوالت کے پیش نظر سب کی تفصیل دینے سے معذور ہوں۔ آپ کے خاندان کے چند افراد یعنی آپ سے پہلے پانچ پشتوں میں جو حضرات اولیائے کاملین اور بندگان خدا اس خاندان میں ہوئے ان میں حضرت شیخ پیر محمد شافعی شاہ علیہ الرحمۃ جو کہ پانچویں پشت میں آپ کے دادا اور اپنے وقت کے عظیم ولی کامل ہوئے ہیں۔ یہ بزرگ آپ کے خاندان میں پہلے بزرگ ہیں جو ملتان سے ہجرت کر کے پنڈ دادنخان کے ملحق دریائے جہلم کے شمالی کنارے تشریف لائے اور ایک بستی آباد

Marfat.com
Marfat.com

کی جس کا نام کلس رکھا۔

نمبر۱: آپ حضرت شافعی شاہ علیہ الرحمۃ اسم بامسمّی بزرگ تھے جو بھی آیا آپ کے پاس سے شفایاب ہو کر گیا۔کامیاب وبامراد لوٹا۔

نمبر۲: حضرت پیر محمد صدیق علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت پیر محمد شافعی علیہ الرحمۃ کے فرزندِ ارجمند اور اپنے زمانہ کے عالم وفاضل اور بہت بڑے شیخ طریقت اور سیف للسان تھے۔زبان ترجمان سے جو فرماتے ویسا ہی ہو کے رہتا۔

نمبر۳: حضرت پیر لیسین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سہروردی سلسلہ کے عظیم ولی کامل اور حضرت پیر محمد صدیق علیہ الرحمۃ کے فرزندارجمند اور حضرت پیر لعل حسین کروڑوی ضلع لیہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور انہی سے خرقۂ خلافت پایا۔حضرت پیر لیسین شاہ کی ولایت کا شہرہ نہ صرف کلس شریف بلکہ دور دراز تک پھیلا اور مخلوق خدا ہجوم در ہجوم آتی۔آپ کی بارگاہ میں حاضری دیگر انوار و تجلیات سمیٹ کر لے جاتی۔آپ سے لاتعداد کرامات سرزد ہوئیں اور آپ نے اپنے بزرگوں کے مشن کو نہ صرف زندہ رکھا بلکہ اس کو چار چاند لگا کر کلس شریف کی بستی کو نئے سرے سے آباد کر کے گوندل قوم سے کھوکھروں کو ان کا حق دلایا اور ۱۷۵۰ء کے محکمہ مال کے ریکارڈ اور بندوبست میں کلس شریف کا تمام رقبہ جو آپ نے گوندلوں سے لڑ کر وصول کیا تھا اور گوندل مقابلے سے بھاگ گئے تھے سے لیکر کھوکھروں کے نہ صرف حوالے کیا بلکہ محکمہ مال کے بندوبست میں ان کے نام بھی کرایا۔اور پھر کھوکھروں سے فرمایا کہ یہ زمین میں تمہیں لیکر دے کر جا رہا ہوں اس پر کھیتی باڑی کرو مالک تمہیں رزق دے گا اور میری اولاد سے پشت در پشت ولی پیدا ہونگے ان کی ہر دور میں خدمت وعزت اور احترام کرنا اور خدا کی یاد سے غافل نہ رہنا۔

نمبر۴: حضرت پیر بخش شاہ صابری علیہ الرحمۃ المعروف حضرت پیر شاہ صابری جو کہ حضرت پیر لیسین شاہ سہروردی علیہ الرحمۃ کے فرزندارجمند اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کو اپنے خاندان میں وابستہ کرنے والے واحد بزرگ ہیں جن کی بیعت حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر تھی اور انہوں نے حضور مخدوم پاک صابر پارسا کی جانب سے روحانی انعام وکرام کی دولت سے آپ کو مالا مال کیا تھا۔

Marfat.com
Marfat.com

یہی وجہ تھی کہ آپ کے زمانہ میں کلس شریف میں روحانیت کے وہ دیپ جلے کہ ابھی تک روشنی باقی ہے۔آپ کی خدمت میں کوئی بھی کیسا بھی سوالی آیا خالی نہ گیا اور کئی حضرات تو ایسے ہیں جن کو بن مانگے دیا اور اتنا دیا کہ دامن میں سمایا نہ گیا۔آپ نے دو خاندانوں ایک تو سلسلہ عالیہ سہروردیہ جو کہ آپ کو ورثہ میں ملا تھا۔دوسرا سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے فیض وکرم کی بارش اپنے پاس آنے والوں پر کردی جس کے اثرات تا قیامت باقی رہیں گے۔

نمبر ۵: حضرت پیر محمد شاہ صابری علیہ الرحمۃ جو کہ حضرت پیر شاہ صابری کے فرزند ارجمند اور کشتہ ولایت تھے جو کہ بڑے وجیہہ خوبصورت جوان اور انتہائی فیاض اور حلیم الطبع غریب پرور شخص تھے۔ولایت کے اثرات آپ کے چہرہ انور سے عیاں تھے۔

اپنے والد گرامی حضرت پیر شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور بعد کو ان کے جانشین مقرر رہوئے۔آپ ہی کی ذات والا صفات وہ ذات ہے کہ جن کے گھر اللہ کریم نے حضرت پیر سیدن شاہ صابری سرکار جیسی عظیم المرتبت شخصیت اور مادرزاد ولی اور بہترین عارف کامل اور سلسلہ عالیہ صابریہ کے عظیم نیرّ تاباں جلوہ افروز ہوئے جن کے آنے کی خبریں صالحین دیتے رہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ:

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مائی فاطمہ بیوی رحمتہ اللہ علیھا جو کہ حضرت خواجہ بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے تھیں اور انتہائی درجہ کی متقیہ، صالحہ، عابدہ، عارفہ، کاملہ خاتون تھیں۔ ہر وقت ذکر خدا اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زبان پر جاری رہتا۔فرض نمازوں کا کیا کہنا انہوں نے نوافل بھی ترک نہیں کیے مخلوق خدا کی رشد وہدایت اور خدمت خلق کو ہمیشہ اپنا شعار بنائے رکھا۔

آپ کی والدہ ماجدہ کے خاندان میں بھی بہت سے حضرات اولیاء اللہ ہوئے جن میں سے ان کے ماموں حضرت پیر بڈھے شاہ علیہ الرحمۃ مستانہ وار اور قلندرانہ روش کے بزرگ تھے۔اس طرح آپ حضرت پیر سیدن شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ کے ددھیال اور ننھیال میں اکثر حضرات ولی ہوئے اور ایسے ماحول اور روحانی گھرانے میں آپ کی ذات والا صفات کی پرورش اور تربیت ہوئی جس کے باعث آپ کو خداوند کریم نے جو مقام اور عروج بخشا وہ روز قیامت تک روز روشن

Marfat.com
Marfat.com

کی طرح عیاں رہے گا اور اس چشمہ فیض سے قیامت تک آنے والی نسلیں سیراب ہوتی رہیں گی۔

آپ کی ولادت سے قبل مختلف بزرگوں کی پیشین گوئی:

آپ کی ولادت سے پہلے آپ کی والدہ محترمہ کے ماموں حضرت پیر بڈھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ جو کہ قلندرانہ روش کے بزرگ تھے۔ اکثر جنگلوں اور پہاڑوں میں رہ کر عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے۔

ایک دن اپنی ہمشیرہ کے گھر تشریف لائے تو کیا دیکھا کہ ہمشیہ کی آٹھ سالہ بچی صحن میں کھیل رہی تھی۔ حضرت بڈھے شاہ اپنی بھانجی کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا۔ اور اپنے حقہ کی چلم سے راکھ اٹھائی اور بچی کے سر پر مل دی اور فرمایا "میں نے بچی کو فقیر کر دیا" بہن نے کہا کہ میری تو صرف کل کائنات میں اولاد ایک ہی بچی ہے میں نے تو اس کی شادی بھی کرنی ہے تاکہ اس کی اولاد ہو۔ آپ نے فقیر کیوں کر دی؟ آپ نے فرمایا کہ فقیر نے فقیر کہہ دیا تو فقیر ہی ہوگی۔ مگر بہن تمہاری دلی خواہش بھی پوری ہوگی انشاء اللہ شادی بھی ہوگی اور اس کے بچہ بھی پیدا ہوگا جو کہ اپنے وقت کا فقیر ہی نہیں بلکہ بہت بڑا پیر اور روشن ضمیر بھی ہوگا۔

چنانچہ بالکل ایسا ہی ہوا کہ مائی صاحبہ کی شادی آپ کے والد گرامی حضرت پیر محمد شاہ علیہ الرحمۃ سے ہوئی اور آپ ان ہی دونوں بزرگوں کی اولاد کی صورت میں اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔

نمبر ۲:

آپ کے والد گرامی حضرت پیر محمد شاہ اور آپ کے چچا اور سسر حضرت پیر جلال الدین شاہ ساکن آہیر فتح شاہ نزد ساہی وال ضلع سرگودھا دونوں ہم خیال۔ اور ہمعمر دوست تھے دونوں انتہائی درجہ کے خوبصورت خوش اخلاق اور بلند کردار کے مالک تھے۔

ایک مرتبہ دونوں بھائی مل موضع متھرا نزد چنیوٹ حضرت پیر جلال الدین شاہ کی نانی حضرت مائی ست بھرائی صاحبہ کے مزار پُر انوار پر جا رہے تھے کہ چنیوٹ کے قریب بہ لب دریا ایک فقیر کا چرچا سنا تو اس کی خدمت میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ ایک جم غفیر اس فقیر کے پاس طالب دعا ہے۔ اکثر لوگ اس فقیر کی خدمت میں اولاد کے لئے دعا کی درخواست کر رہے تھے۔ ان شہزادوں کی باری آئی تو فقیر نے ان نورانی چہروں کو دیکھ کر پوچھا کہ کس لئے آئے ہو۔ تو حضرت پیر محمد شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے کہا کہ ہم بھی نیک بخت اولاد کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ فقیر ان دونوں کی

Marfat.com
Marfat.com

بات سن کر زیرلب مسکرائے اور فرمایا کہ واہ بھئی واہ ابھی ان کی شادی بھی نہیں ہوئی اور اولاد کے لئے دعا کرا رہے ہیں۔ پھر فرمایا لو میاں ہم بھی تمہاری اولاد کی بات کرتے ہیں اور حضرت جلال الدین شاہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تمہارے نواسے ہوں گے حضرت پیر محمد شاہ کی طرف دیکھ کر فرمایا تمہارے پوتے ہونگے دونوں گھر آباد ہونگے دونوں کی جو اولاد ہوگی انشاءاللہ صاحب بخت نیک سیرت ہوگی۔

:۳

آپ کی ولادت سے قبل ایک رات آپ کی والدہ صاحبہ عبادت و ریاضت میں مصروف تھیں کہ اچانک مصلے پر ہی آنکھ لگ گئی کہ کیا دیکھا ایک نورانی صورت والے بزرگ سبز لباس سر پر کلاہ دار ٹوپی اور ٹوپی پر عمامہ۔ ہاتھ میں عصا مبارک اور چہرہ سے نورانی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ تشریف لائے اور فرمایا بیٹی میرا نام سید مردان علی شاہ صابری ہے اور تمہیں بشارت دینے آیا ہوں کہ تمہیں خدا تعالیٰ نیک سیرت اور سعادت مند بچہ عطا کرے گا۔ تمہاری ذمہ داری ہے کہ اس کی تربیت بہتر طریقہ سے کرنا۔ مائی صاحبہ کی آنکھ کھلی تو سجدہ شکر ادا کیا۔

نمبر۴:

آپ کی ولادت سے تقریباً 2 ماہ قبل آپ کی والدہ ماجدہ خواب میں ایک نورانی بزرگ کی زیارت سے مشرف ہوئیں۔ اور انہوں نے آپ کی والدہ ماجدہ سے فرمایا کہ بیٹی میں مبارک دینے آیا ہوں۔ اللہ کریم تمہیں ایک نیک سعادت مند بیٹا عطا کرے گا۔ اس کا نام میرے نام پر رکھنا اور میں سید سیدن شاہ شیرازی۔ چوآ سیدن شاہ والا ہوں۔

آپ کی پیدائش پر خوشیاں منا رہے تھے لوگ مبارک بادیاں دینے آ رہے تھے۔ ہر رشتہ دار آپ کے نام کے بارے میں پوچھتا تو والدہ ماجدہ فرماتیں اس نام کوئی تجویز نہ کرے بلکہ اس کا نام پہلے سے طے شدہ ہے۔ میں اس کا نام حضرت سید سیّدن شاہ شیرازی کے نام پر۔ سیدن شاہ رکھوں گی۔ والدہ ماجدہ کی زبان سے یہ نام سن کر ایک رشتہ دار عورت نے طنزاً کہا کہ حضرت سیدن شاہ شیرازی کے نام پر اس لئے نام رکھ رہی ہو کہ ان کا ہر سال میلہ لگتا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ یہ نام تو خود حضرت سیّد سیدن شاہ شیرازی نے تجویز فرمایا ہے۔ میں تو حکم کی تعمیل کر رہی ہوں۔ اور یہ بات غور سے سن لو کہ حضرت پیر سیّد سیدن شاہ شیرازی کا میلہ تو سال بھر میں ایک دفعہ لگتا ہے مگر میرے سیدن شاہ کا میلہ کلس میں ہر روز لگا کرے گا۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ کی تعلیم وتربیت:

ابھی آپ کی عمر عزیز ایک برس تھی کہ آپ کے جدامجد حضرت پیر شاہ صابریؔ علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال ہو گیا تھا۔ انہوں نے اپنے وصال سے چندروز قبل آپ کی والدہ ماجدہ کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ میرے سیدن کی تعلیم وتربیت تم نے بہت احتیاط سے کرنی ہے اور اس کا ہر طرح خیال رکھنا اور میں تم سے بہت خوش ہوں تم نے میری بیماری میں بہت خدمت کی ہے اب میرا آخری وقت ہے تم مجھ سے کچھ انعام طلب کرنا چاہو تو بتاؤ کیا دوں آپ کی والدہ نے عرض کیا حضور میرے بچے سیدن شاہ کے لئے خصوصی دعا فرمادیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس لے آؤ اور گود میں لیکر خوب پیار کیا اور اپنی زبان دوبارہ آپ کو چوسوائی۔ اور دعا سے نوازا۔

ادھر آپ کے دادا جان کا وصال باکمال ہوا ادھر آپ کے والد گرامی حضرت پیر شاہ علیہ الرحمۃ نے دوسری شادی کرلی تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کے دادا جان کے حکم کے مطابق آپ کو لے کر موضع ساہنا اپنے میکے چلی گئیں اور اس دوران آپ کی تربیت بہت بہتر انداز سے کرتی رہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ میرے نور نظر نے جب بولنا شروع کیا تو آپ کی زبان ترجمان سے جو کلمہ نکلا وہ لفظ اللہ نکلا۔ آپ کا بچپن عام بچوں سے مختلف تھا کھیل کود کا کوئی شوق نہیں تھا۔

جب سن شعور کو پہنچے تو سب سے پہلے قرآن کریم پڑھنا شروع کیا اور اس کے ساتھ سکول کی ابتدائی پرائمری تعلیم ہریا گاؤں کے سکول سے اور دینی تعلیم حضرت مفتی غلام مرتضیٰ صاحب آف میانی سے حاصل کی اور طب یونانی الحاج میاں سلطان محمود صاحب موضع کوٹلی گل محمد سے پڑھی اور باطنی علم مالک الملک نے خود عطا کیا۔

آپ کی بچپن میں مختلف بزرگوں سے ملاقات:

آپ نے بچپن میں اپنی والدہ کی زبان ترجمان سے حضرت پیر سید مردان علی شاہ صابریؔ علیہ الرحمۃ کا ذکر سنا تھا۔ اکثر آپ کی والدہ ان کا ذکر کرتی رہتی تھیں۔ ایک دن آپ نے والدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ مجھے حضرت پیر مردان علی شاہ صابریؔ علیہ الرحمۃ کے مزار پُر انوار پر لے چلو۔ والدہ ماجدہ نے فرمایا بیٹا قرآن پاک ختم کرلو پھر تمہیں لے کر چلوں گی۔

چنانچہ کچھ عرصے کے بعد آپ نے تعلیم قرآن مکمل کرلی تو والدہ سے دوبارہ عرض کیا تو آپ کو ہمراہ لے کر ساہنا سے مکھو پنڈی نزد پھالیہ حضرت پیر مردان علی شاہ صابریؔ علیہ الرحمۃ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئیں اور فاتحہ خوانی میں مشغول ہو کر حضرت مردان شاہ صاحب سے التجا کی

Marfat.com
Marfat.com

حضور اس بچے کی ولادت سے قبل آپ نے بشارت دی تھی یہ بچہ حاضر ہے۔اس کے لئے خصوصی دعا فرمائیں کہ اللہ اس کا اقبال بلند کرے۔آپ دعا کر کے فارغ ہوئی تو کیا دیکھا کہ آپ بذات خود ایک کونے میں بیٹھ کر اپنے ننھے ننھے ہاتھ اٹھا کر حضرت پیر مردان شاہ علیہ الرحمۃ کے مزار کی طرف منہ کر کے دعا فرما رہے ہیں۔والدہ ماجدہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔

حضرت سائیں کرم الٰہی کانواں والی سرکار سے ملاقات:

ابھی آپ کا بچپن تھا اور آپ اپنے ہم عمر بچوں کے ہمراہ ایک ٹبہ پر درخت کے سائے میں تشریف فرما تھے کہ ٹبہ کی جانب ایک فقیر مست الست کو آتے دیکھا فقیر آیا اور قریب ہی بیٹھ کر آپ کے روئے تاباں کو دیکھ کر فرمایا کہ اس نونہال کا وجود اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اور یہ فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے اور میرا نام سائیں کرم الٰہی ہے اس ہاشمی پھول کی زیارت کے لئے آیا تھا۔

حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ سے آپ کی ملاقات:

حضرت تاجدار گولڑہ پیر سیّد مہر علی شاہ چشتی نظامی علیہ الرحمۃ جب اپنے مرشد کامل حضور پیر سیال لجپال خواجہ شمس العارفین علیہ الرحمۃ کے آستانہ عالیہ پر گولڑہ شریف سے بذریعہ ریل گاڑی تشریف لے جاتے تو راولپنڈی سے سرگودھا تک کے تمام مریدین کو اطلاع ہو جاتی وہ مریدین اپنے اپنے علاقے کے ریلوے اسٹیشنوں پر اپنے مرشد کے لئے کھانا پکا کر یا چائے لے کر آتے آپ کا استقبال بھی کرتے اور خدمت و خاطر بھی کرتے۔اسی طرح موضع ساہنا کے چوہدری جہان خان ذیلدار بھی اپنے مرشد کے استقبال کے لئے ایک مرتبہ ہریالہ ریلوے اسٹیشن پر اپنے احباب کے ہمراہ گئے تو اس میں گاؤں کے بچوں کے ہمراہ آپ بھی تشریف لے گئے تھے۔جب گاڑی ہریالہ ریلوے اسٹیشن پر پہنچی تو لوگ حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے استقبال کے لئے آگے بڑھے۔حضرت پیر سید مہر علی شاہ کی مردم شناس نظر جب آپ کے چہرہ انور پر پڑی تو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہ گئے۔پھر اپنے مرید چوہدری جہان خان کو قریب بلا کر آپ کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور فرمایا کہ اس بچے کے ماتھے میں نور کی ایک ایسی کرن ہے جو کفر کی تاریکیوں کو دور کرے گی۔اس کے بعد آپ کو قریب بلا کر ماتھے کو بوسہ دیا اور چوہدری جہان خان ذیلدار کو نصیحت فرمائی کہ ان کا پورا پورا خیال رکھنا اور حفاظت کی جائے۔

حضرت پیر محمد عمر بیربل شریف سے ملاقات:

ایک مرتبہ آستانہ عالیہ بیربل شریف کے مسند نشین حضرت پیر محمد عمر موضع ساہنا اپنے

Marfat.com
Marfat.com

مریدین وعقیدت مندان کے ہاں تشریف لائے تو گاؤں کے دیگر لوگوں کے ہمراہ آپ حضرت سیدن سرکار بھی ان سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت پیر محمد عمر علیہ الرحمۃ کی نظر ولایت جب آپ کے روئے تاباں پر پڑی تو قریب بلا کر اپنے پہلو میں بٹھایا اور گفتگو کرنے لگے بعدازاں اہل خانہ سے آپ کے بارے تعارف حاصل کیا۔ اور فرمایا کہ یہ ہاشمی شہزادہ اپنے زمانے کا بہت بڑا ولی اللہ ہوگا فیوض وبرکات کا ایک چشمہ اس سے جاری ہو کر بہت سے افراد کو سیراب کریگا۔

موضع ساہنا سے کلس شریف میں ورود مسعود:

موضع ساہنا میں جب آپ کو گیارہ سال گزر گئے تو آپ کے دل نے فیصلہ کرلیا کہ اب کلس جا کر اپنے آباؤ اجداد کے مزارات پر حاضری دی جائے اور مخلوق خدا کی خدمت میں وقت گزارا جائے۔ آپ نے ایک رقعہ اپنے والد گرامی حضرت پیر محمد شاہ علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں تحریر کر کے بھیجا اور عرض کیا کہ میں کلس شریف آنا چاہتا ہوں مجھے اجازت دی جائے۔ دوسری طرف آپ کے والد گرامی کی حالت یہ تھی کہ اپنے نور نظر کی جدائی اور فراق میں دن رات اپنے اجداد کے مزارات پر جا کر روتے حتیٰ کہ آہیں بندھ جاتیں۔ انہوں نے اپنے بھائی حضرت عبداللہ شاہ کو گھوڑا دیکر روانہ کیا اور فرمایا کہ ساہنا جا کر میرے لال سیدن کو لے آؤ۔

چنانچہ حضرت عبداللہ شاہ علیہ الرحمۃ موضع ساہنا تشریف لے گئے اور آپ کو لیکر جب کلس شریف آپہنچے تو کیا دیکھا کہ آپ کے اجداد کے مزارات کے اردگرد لاتعداد لوگ جمع ہیں آپ کی آمد پر جشن منا رہے ہیں خوشی سے پھولے نہ سماتے ہیں۔ قیام کلس شریف کے دوران آپ کی خدمت میں دکھی انسانیت کے قافلے آنا شروع ہو گئے اردگرد سائلوں اور عاشقوں کا ہجوم رہنے لگا۔ بیمار آتے شفا لیکر جاتے، دکھی آتے تو سکھ لے کر، بے اولاد آتے تو اولاد لے کر، پریشان آتے تو خوشیاں اور سکھ چین لے کر جاتے، گمراہوں کو راہ ہدایت بے راہوں کو منزل ملی۔

اس دوران آپ نے جہاں اپنے اجداد کے روحانی سلسلہ کو تقویت بخشی وہاں دربار شریف پر آنے والے زائرین کے لئے مسجد، بیٹھک اور حجرہ تعمیر کروایا اور دیگر سہولیات مہیا فرماتے رہے۔ اس کے ساتھ ہی اپنے اجداد کی زمینوں پر کاشت کاری بھی کرتے رہے، مویشیوں کے لئے الگ جگہ مکانات دربار پر ایک پختہ کنواں کھدوایا جس سے آبپاشی کے علاوہ مہمانوں کے نہانے دھونے اور لنگر کی ضرورت پوری ہو اور اس کے ساتھ ہی لنگر شریف کا آٹا پیسنے کے لئے ایک چکی بھی لگوائی۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ کے نوجوانی کے مشاغل:

آپ کو بچپن ہی سے شہسواری کا شوق تھا اور اس کے لئے اعلیٰ قسم کے گھوڑے حتیٰ کہ بیرون ملک سے ان کے ساز وسامان منگواتے۔ گھوڑوں کو ناچ دیگر کرتب خود سکھاتے اس کے علاوہ نیزہ بازی میں بھی آپ بے مثال تھے۔ کبڈی میں حال یہ تھا کہ لمبی اور اونچی چھلانگ آپ کا معمول تھا۔ لکڑی کی بھاری بھر کم مگدر بھی بڑے آرام سے اٹھاتے۔ شہسواری اور نیزہ بازی میں آپ کبھی ناکام نہ ہوئے بلکہ متعدد جگہ سے انعام حاصل کرتے ایک مرتبہ جشن بہاراں کے موقع پر جنرل ملک عمر حیات ٹوانہ نے نیزہ بازی اور جلوس کا فرخدلانہ انتظام کرایا جس میں انہوں نے خصوصی انعامات بھی تقسیم کئے۔ جنرل صاحب نے یہ تمام اہتمام آپ کی کامیابی کی وجہ سے بخوشی کیا تھا شہر میں ایک خاص سماں تھا۔

شادی واولاد:

آپ کی پہلی شادی اپنی برادری کے اصرار پر کلس شریف میں پیر فضل الٰہی شاہ صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی تھی جس سے تقریباً سات برس تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ دوسری شادی آپ کی والدہ محترمہ کے حکم کے مطابق حضرت پیر جلال الدین شاہ علیہ الرحمۃ ساکن آہیر فتح شاہ نزد ساہیوال ضلع سرگودھا کے گھر ہوئی جن سے آپ کے دو بیٹے پیدا ہوئے جبکہ پہلی بیوی سے بھی بعد میں خدا نے اولاد دی ان سے بھی دو بیٹے پیدا ہوئے۔ آپ کی کل اولادیں نو ہیں۔ جن میں چار بیٹے پانچ بیٹیاں ہیں جبکہ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت پیر گلزار حسین شاہ علیہ الرحمۃ آپ کے جانشین وسجادہ بنے۔

بیعت وخلافت:

آپ کا سلسلہ بیعت چند واسطوں سے حضرت مخدوم العالمین امام الاولیاء بادشاہ دوجہاں حضرت سیدنا مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ سے جاملتا ہے۔ حضور مخدوم پاک کا فیض باطنی پیر سید مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے ذریعے آپ تک پہنچا۔ آپ کے دادا حضرت پیر بخش المعروف پیر شاہ صابری علیہ الرحمۃ حضرت پیر سید مردان علی شاہ علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ اور آپ کے والد محترم اپنے والد حضرت پیر شاہ صابری کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

آپ کی بیعت سید مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ سے براہ راست غائبانہ بطریق

Marfat.com
Marfat.com

خضریہ اویسیہ اور انہی سے باطنی طور پر فیض یاب ہوئے۔

جبکہ آپ کی ظاہری بیعت اپنے والد گرامی حضرت پیر محمد شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر اٹھارہ برس کی عمر شریف میں ہوئی ان کے بعد آپ ہی ان کے جانشین اور کلس شریف کے مسند نشین ہوئے۔

سیرت وکردار:

آپ نہایت خوبصورت، نیک سیرت، عبادت گزار، پابند صوم وصلوٰۃ عبادت کے لئے کھڑے ہوئے تو پوری رات گزر جاتی۔ خشوع وخضوع کا یہ عالم کہ دنیا ومافیہا سے بے خبر۔ محویت کا یہ عالم کہ آس پاس شور وغل تو کیا اپنے وجود پر بھی چوٹ آ جائے تو خبر نہ ہوتی۔ انہیں پیار ومحبت، ایثار ورحم دلی کا جذبہ آپ میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ کسی بیمار یا دکھی انسان کی چیخ وپکار سن کر انتہائی بے چین ہو جاتے اور اس کی چارہ گری میں لگ جاتے۔ آپ کسی جانور کو بھی دکھ میں دیکھنا گوارا نہ کرے۔ کوئی نوجوان اگر گھوڑے کو چابک مارتا تو آپ فرماتے اسے مارو نہیں بلکہ اسے اچھی خوراک دو اور پیار سے کام لو۔

آپ انتہا درجہ کے مہمان نواز اور بلند اخلاق کے مالک تھے۔ لنگر وسیع اور دراز تھا کوئی سائل یا زائر آپ کے دربار سے بھوکا نہیں جاتا۔ آنے والے مہمانوں کا خود خیال فرماتے تھے۔

کشف وکرامات:

موضع آہیر فتح شاہ ساہیوال ضلع سرگودھا میں آپ کی مذروعہ اراضی ہے اور قریبی رشتہ داری بھی۔ وہاں آپ کئی کئی دن تک قیام فرماتے تھے۔

ایک دفعہ آپ موضع آہیر فتح شاہ میں تشریف فرما تھے۔ دربار کلس شریف پر کچھ ساتھی آزاد کشمیر سے حاضر ہوئے تو پتہ چلا کہ آپ ساہیوال تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے دربار کے خادم خاص سعید سے پتہ لکھوایا اور موضع آہیر فتح شاہ کی طرف چل دیئے۔ ساہیوال بس اسٹینڈ پر جب پہنچے تو رات ہو چکی تھی چونکہ موضع آہیر فتح شاہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ کسی سے مکمل پتہ نہ چل سکا۔ یکا یک اسی اثناء میں ایک خوبرو بزرگ تشریف لائے اور کہنے لگے دوستوں تم کون ہو اور پریشان کیوں ہو؟ کہاں جانا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم نے آہیر فتح شاہ جانا ہے وہاں ہمارے پیرو مرشد حضرت سیدن شاہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے حضرت سیدن شاہؒ کلس شریف والوں کے پاس جانا ہے تو آؤ پھر میرے ساتھ چلو میں نے بھی ان کے

Marfat.com
Marfat.com

پاس جانا ہے۔ وہ بزرگ خاموشی سے چل دیئے ان کے ساتھ وہ ساتھی بھی چلتے رہے ایک جگہ پہنچ کر جہاں آپ تشریف فرماتے تھے جب صرف ۲۰۔۲۵ گز دور رہ گیا تو ان بزرگ نے فرمایا دوستوں وہ مکان جہاں سے چراغ کی روشنی نکل رہی ہے آپ سیدن شاہ سرکار وہاں تشریف فرما ہیں آپ لوگ پہنچ کر ملاقات کرو اور میں بھی تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔

کشمیری دوست مذکورہ مکان پر آئے آپ سے ملاقات کی آپ نے خدام کو کھانا لانے کا حکم دیا ان دونوں دوستوں کے لئے کھانا لگا مگر کھانا کھاتے نہیں آپ نے پوچھا کہ بھئی تم لوگ کھانا کیوں نہیں کھا رہے تو عرض کرنے لگے حضور ہم اپنے تیسرے ساتھی کا انتظار کر رہے ہیں تا کہ مل کر کھانا کھالیں۔ آپ نے فرمایا تم کھانا کھاؤ وہ بزرگ بابا جی صرف راستہ دکھاتے ہیں کھانا نہیں کھایا کرتے۔ وہ حضرات بعد میں سمجھے کہ جو بزرگ راستہ دکھانے کے لئے ملے تھے وہ آپ ہی تھے۔

کرامت نمبر۲:

چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ حبیب بینک لمیٹڈ راولپنڈی کو ایک دفعہ ہاتھ پاؤں پر بری طرح کا چنبل ہو گیا۔ زخموں سے ہر وقت گندہ مواد بہتا رہتا تھا درد کی شدت سے ہر وقت بے چین رہتے تھے۔ مختلف ڈاکٹروں، حکیموں سے علاج کرایا مگر جوں جوں دوا کی مرض بڑھتا گیا۔ بالآخر اس نے دو ماہ کی چھٹی لی اور دربار عالیہ فیض گوہر بار کلس شریف آ گیا۔ اور دربار شریف پر آ کر آپ سے حکمت کا علاج کراتا رہا۔ ایک دن آپ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اور زار و قطار رونے لگا اور عرض کرنے لگا حضور تمام ڈاکٹروں حکیموں سے مایوس ہو کر دربار شریف آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ آپ سے بھی علاج کراتا رہا تو کوئی آرام نہیں آیا اور صرف میرے پاس ایک ہفتے کی چھٹی رہ گئی ہے اور میں کسی ڈیوٹی کے قابل بھی نہ رہا۔ جبکہ تکلیف اور درد اتنا شدید ہے کہ ایک پل کو آرام نہیں ہے۔ حضور میرے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے مرتضیٰ کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر فرمایا ''اے مرض چلی جا'' اور پھونک مار دی۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ اس کے درد میں کمی ہو گئی اور اسی رات اس کے ہاتھ بالکل ٹھیک ہو گئے۔ پھر دوبارہ کبھی خراب نہیں ہوئے۔

کرامت نمبر۳:

مولوی الٰہی بخش مرحوم خطیب جامع مسجد چک رائب نزد ملکوال ۱۹۶۵ء میں حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ گئے ان کے ہاں کوئی نرینہ اولاد نہ تھی صرف ایک بیٹی تھی جسے وہ چھوڑ کر حج پر گئے اور وہ بیٹی آپ سرکار سے بہت عقیدت و محبت رکھتی تھی۔ مولوی صاحب مذکور کو

Marfat.com
Marfat.com

سفر حج پر گئے ہوئے ۳ ماہ گزر گئے۔ انہوں نے اپنی خیریت کی گھر پر کوئی اطلاع وغیرہ نہیں دی تو ان کی بیٹی پریشانی کے عالم میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی حضور میرے والد کو ۳ ماہ گزر گئے ہمارے پاس ان کی خیریت کی کوئی اطلاع نہیں مجھے کچھ علم نہیں کہ میرا والد اس وقت کس حال میں ہے۔ سرکار آپ دعا فرمائیں کہ مجھے اپنے والد کی خیریت کی جلد اطلاع مل جائے اور میرا والد بخیریت واپس گھر آ جائے۔

آپ نے کچھ دیر توقف فرمانے کے بعد اس بچی جس کا نام زینت بی بی تھا سے فرمایا بیٹی آج کا دن تاریخ نوٹ کر لو تمہارا والد اس وقت مکہ مکرمہ میں ایک کالے پتھر پر بیٹھ کر وضو کر رہا ہے۔ اور وہ بفضل تعالیٰ خیریت سے ہے۔ انشاء اللہ بخیریت واپس آ کر تمہیں ملے گا۔

چنانچہ کچھ دنوں بعد مولوی صاحب کی خیریت کی اطلاع آ گئی اور اس کے بعد وہ بذات خود بھی بخیریت گھر پہنچے اور اپنی بیٹی سمیت تمام عزیز و اقارب سے ملے۔ انہوں نے اپنے حج کے سفر کے حالات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ میں نے مکہ شریف میں حضور قبلہ پیر سیدن شاہ سرکار علیہ الرحمۃ کو دیکھا جب وہ میرے قریب سے گزرے تو میں وضو کر رہا تھا۔ وضو کے بعد ان کے تعاقب میں بھاگا مگر وہ رش میں گم ہو گئے اور دوبارہ نظر نہ آئے۔ یہ واقعہ سن کر ان کی بیٹی نے کہا کہ ابا جان میں نے جمعہ کے دن جمعہ کے وقت حضور قبلہ سیدن سرکار کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی خیریت کے لئے دعا کرائی تھی۔ تو اس آپ سیدن سرکار نے فرمایا تھا کہ تمہارا والد مکہ شریف میں وضو کر رہا ہے فکر کی کوئی ضرورت نہیں وہ بخیریت واپس آ جائینگے۔

کرامت نمبر ۵:

ایک مرتبہ آپ اپنے مرید خاص حضرت سائیں رحمت دین چشتی صابری علیہ الرحمۃ اور دیگر مریدین کے اصرار پر ان کے گاؤں موضع مغل تھانہ جاتلی تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی تشریف لے گئے اور ایک ہفتہ تک قیام پذیر رہے۔ جب آپ وہاں سے کلس شریف کے لئے روانہ ہونے لگے تو آپ کو الوداع کہنے کے لئے تمام اہل علاقہ گاؤں سے باہر تک آئے الوداعی کے وقت آپ نے سب کے لئے دعائے خیر فرمائی اور گھوڑے پر سوار ہوئے تو یکا یک تمام عقیدت مندان نے عرض کیا حضور ہمارے گاؤں مغل میں پانی کی بہت قلت ہے اور تمام اہل علاقہ دو میل دور سے اپنے گدھوں، گھوڑوں، خچروں یا اپنے سروں پر پانی لاتے ہیں۔ سرکار دعا فرمائیں کہ خدا ہمارے گاؤں میں پینے کا میٹھا پانی عطا فرمائے۔

آپ نے ان تمام عقیدت مندوں کی درخواست سن کر کچھ لمحے کے لئے آنکھیں بند کیں

Marfat.com
Marfat.com

اور پھر ان کو مژدہ جانفزہ سنایا کہ اس وقت جہاں میرا گھوڑا کھڑا ہے اس کے پاؤں کے نیچے پانی ہی پانی ہے لہٰذا اس جگہ کنواں کھودو اور خدا کی اس نعمت سے مالا مال ہو جاؤ۔

چنانچہ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد اسی جگہ کنواں کھودا گیا خدا کے فضل و کرم سے اسی جگہ سے جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی میٹھا پانی نکلا اور تمام اہل علاقہ اس سے سیراب ہو رہے ہیں۔ بلکہ نہ صرف وہ کنواں بلکہ آپ کی اس دعا کے بعد مغل گاؤں کے ہر گھر میں میٹھا اور وافر پانی موجود ہے۔

کرامت نمبر ۶:

راجہ فضل داد قوم مغل ساکن مغل تھانہ جاتلی تحصیل گوجر خان کا رہائشی نہایت ہی مخلص اور ذہین محنتی اور آپ سرکار کا مرید تھا۔ گاؤں کے ایک اجتماع میں فضل داد کی پارٹی نے دوسری پارٹی کے سربراہ عجائب خان کے بھائی کو قتل کر دیا۔ فضل داد وغیرہ کی پارٹی کے لوگ گرفتار ہوئے مقدمہ چلا۔ اسی دوران فضل داد آپ سرکار کی خدمت میں حاضری دیکر مقدمہ سے بری ہونے کی درخواست کرتا رہتا بالآخر وقت آیا کہ فضل داد اس مقدمہ سے بری ہو گیا۔

عجائب خان کی پارٹی کو اس بات شدید دکھ اور احساس تھا انہوں نے مختلف حیلے بہانوں سے فضل داد کو قتل کرنا چاہا حتیٰ کہ انہوں نے اس سلسلہ میں ایک اجرتی قاتل مقرر کیا اور اس کو فائر کرنے والا ولایتی پسول لے کر دیا وہ اجرتی قاتل اس پستول کو آزمانے کے لئے چند روز تک اس سے پریکٹس بھی کرتا رہا۔ چونکہ عجائب خان اپنے مقتول بھائی کے قتل کا بدلہ چکانا چاہتا تھا۔ اور فضل داد خان بھی ان کے اس منصوبے سے بخوبی واقف تھا۔ اور اسی وجہ سے وہ گاؤں چھوڑ کر راولپنڈی میں قیام پذیر ہو گیا تھا۔

ایک دفعہ دربار فیض گوہر بار کلس شریف میں حضور مخدوم پاک کا سالانہ عرس مبارک تھا مریدین کی ڈیوٹیاں آپ کے جانشین و نور نظر حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری علیہ الرحمۃ لگا رہے تھے انہوں نے فضل داد کی بھی ڈیوٹی لگانا چاہی تو ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ اور عرض کرنے لگا حضرت میرے دشمن ہر وقت گھات میں ہیں۔ اور وہ کسی جگہ بھی موقع خالی نہ جانے دیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ چوری چھپے یہاں آئے ہوئے ہوں اور اتنے بڑے اجتماع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنا کام دکھا جائیں۔ حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری صاحب علیہ الرحمۃ اس کو ہمراہ لیکر آپ سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے سرکار یہ ہمارا بہت محنتی اور مخلص ورکر پیر بھائی ہے اپنے دشمنوں کے خوف سے دربار کی ڈیوٹی سے انکاری ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ نے فرمایا فضل داد تم بے فکر ہو کر سرکار صابر پیا کی ڈیوٹی کیا کرو۔ تمہاری موت دشمن کے ہاتھوں نہیں بلکہ طبعی موت ہوگی۔ اور سنو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ ابھی وہ گولی ہی نہیں بنی جس پر تمہاری موت لکھی ہو۔ آپ کا یہ فرمان ذیشان سن کر فضل داد خان مطمئن ہو گیا اور عرس مبارک کی ڈیوٹی بے خوف وخطر کرتا رہے۔

عرس سے فارغ ہو کر راولپنڈی اپنے گھر پہنچ گیا کہ اچانک اسے اپنے گاؤں مغل جانا پڑ گیا وہ بس پر سوار ہو گیا تو اس کے دشمن عجائب خان کی طرف سے مقرر کردہ اجرتی قاتل بھی موقع دیکھ کر بس کی چھت پر سوار ہو گیا چونکہ رش زیادہ تھا وہ بس کی چھت پر اور فضل داد ڈرائیور کے پاس بیٹھ گیا۔

مغل گاؤں سے ایک اسٹاپ پہلے فضل داد خان اترا اور پگڈنڈی پر چلنا شروع کر دیا کہ اس کے دشمن بھی اترے اور پیچھے پیچھے چلنے لگے اور چند قدم چلنے کے بعد انہوں نے فضل داد خان کو للکارا اور آگے بڑھ کر دبوچ لیا اور اسے نیچے گرا کر اس کی کنپٹی پر پستول رکھ کر فائر کیا تو فائر مس ہو گیا حتیٰ کے چھ کے چھ فائر مس ہو گئے اس نے دوبارہ گولیاں بھریں اور ایک ہوائی فائر کیا اس کے بعد جب فضل داد پر گولی چلائی تو فائر مس ہو گیا۔ اس نے جب ہوائی فائر کیا تو بس میں سوار افراد نیچے اترے اور انہوں نے مزاحمت چاہی تو اس نے ان کی طرف ہوائی فائر کیا اور کہنے لگا میری دشمنی فضل داد سے ہے میں اسے قتل کرنا چاہتا ہوں تم میں سے کوئی آگے آیا تو میں گولی چلا دوں گا۔ تمام حضرات سہم گئے اب نے دوسری مرتبہ فضل داد پر فائر کیا تو پھر مس ہو گیا وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ پستول ہوا میں فائر کرتا ہے دیگر لوگوں پر فائر کرتا ہے مگر فضل داد پر فائر مس ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی غیبی طاقت اس کو بچا رہی ہے۔ فضل داد کی ذات پر میں اور میرا پستول بے کار ہیں۔ میں نے اپنا سارا زور لگا لیا ہے مگر اس کا بال بھی بیگانہ ہوا میں تو اس کو قتل کرنے آیا تھا۔ مگر اس کا مرشد تگڑا ہے جو اس کو بچا رہا ہے۔ راجہ فضل داد خان بدستور دربار شریف اپنے معاملات پورے کرتے رہے۔ بالآخر وقت آیا کہ دونوں فریقین میں نہ صرف صلح ہوئی بلکہ پہلے سے زیادہ مضبوط دوستی اور تعلق ہو گیا ہے اور ایک دوسرے کو رشتے بھی دیئے حتیٰ کہ فضل داد کی مخالف پارٹی کے لوگ دربار فیض گوہر بار کلس شریف میں آ کر آپ سرکار کے دست مبارک پر شرفیعت سے مشرف ہوئے۔

فضل داد خان ۱۹۸۸ء میں آپ کے فرمان کے مطابق اپنی طبعی موت فوت ہوا اور گاؤں میں ہی اس کی قبر بنی۔

Marfat.com
Marfat.com

کرامت نمبر ۷:

پیر شاہ نواز قریشی ساکن آہیر فتح شاہ نزد ساہیوال ضلع سرگودھا کی وفات پر آپ تعزیت کے لئے آہیر فتح شاہ تشریف لے گئے۔ فاتحہ خوانی اور تعزیت کے بعد آپ اپنے ڈیرہ پر تشریف لا رہے تھے آپ کے ڈیرہ اور گاؤں کے درمیان ایک قبرستان واقع ہے۔ آپ اس قبرستان میں رکے اور اپنے بزرگوں کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ شاہ نواز مرحوم کے بھائی شاہ سید امیر قریشی آئے اور عرض کرنے لگے حضور آج بھائی سمجھ کر نہیں بلکہ اللہ کا ولی سمجھ کر درخواست کر رہا ہوں کہ ہم دونوں بھائیوں شاہنواز اور میرے ہاں اولاد نرینہ صرف ایک لڑکا حق نواز ہی ہے اور اس کی شادی میری لڑکی سے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا جبکہ ابھی تک اولاد کی دولت سے محروم ہیں۔

ہمارے چچا پیر جلال الدین شاہ کا گھر بھی اولاد نرینہ نہ ہونے کی وجہ سے پہلے ہی ختم ہو چکا ہے۔ اب ہم دونوں کے گھر بھی ختم ہو رہے ہیں اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا کریں کہ اللہ حق نواز کو بیٹا عطا فرمائے۔ آپ نے اس وقت دعا کے لئے خدا کی بارگاہ میں ہاتھ بلند کئے اور بعد از دعا آپ نے فرمایا امیر شاہ انشاء اللہ اس گھر کا وارث پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بھرے خزانے سے تمہیں مایوس نہ کرے گا اور بفضل تعالیٰ یہ لاولد نہیں جائیں گے مگر خدا جانے ہم دیکھیں یہ نہ دیکھیں۔

خدا کے فضل وکرم سے دعا قبول ہوئی اللہ کریم نے اپنے فضل وکرم سے ٹھیک نو ماہ بعد بیٹا عطا کیا جس کا نام انہوں نے آپ کے فرمان "وارث" پیدا ہوگا کی نسبت سے وارث شاہ رکھا۔ اور آپ کا وصال باکمال اس کی پیدائش سے تین ماہ قبل ہو گیا تھا اور پھر حق نواز شاہ صاحب اپنے بیٹے کو لے کر دربار شریف پر ہر سال دیتے رہے۔

کرامت نمبر ۸:

آپ کے پوتے اور موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر شمیم صابر صابری مدظلہ کی عمر عزیز ایک برس تھی کہ علیل ہو گئے۔ ادھر دربار فیض گوہر بار کلس شریف میں سالانہ عرس مبارک شروع تھا۔ دہلی کے مشہور قوال محمد رفیق محفل سماع میں عارفانہ کلام پیش کر رہے تھے اور محفل پر کیف کا عالم تھا کہ اچانک گھر کی خادمہ نے حاضر ہو کر آپ کی خدمت میں عرض کیا حضور آپ کا پوتا شمیم صابر بالکل جاں بلب ہے۔ بلکہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا محفل برخاست کی جائے۔ سرکار نے فرمایا عمراں بی بی گھر جا کر بچے کو کپڑے میں لپیٹ کر لٹا دو صبح دیکھیں گے۔ اس لئے کہ میرے آقا کی محفل ہے اور ان کی رحمت محفل پر برس رہی ہے سرکار کے انوار و تجلیات محفل کو منور کئے ہوئے ہیں میں اپنے آقا

Marfat.com
Marfat.com

کے نام پر کئی بچے قربان کر سکتا ہوں۔ جاؤ اس کا محافظ وہ خود ہے جس کی محفل ہے وہ جانے جس نے عطا کیا ہے۔ تم جا کر کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ اس محفل میں ملکوال کے عظیم پنجابی شاعر دائم اقبال قادری بھی موجود تھے اور وہ آپ کی اس تمام گفتگو کو سن رہے تھے اور سمجھ رہے تھے کہ یہ "عشق والے ہیں جو ہر چیز لٹا دیتے ہیں۔"

چنانچہ رات بھر محفل اپنے عروج پر رہی جب صبح ہوئی آپ گھر تشریف لے گئے تو آپ نے جا کر بچے کے چہرے سے کپڑا اٹھایا دم کیا تو وہ بالکل صحت یاب اور ہنستا کھیلتا اور دودھ پینے لگ گیا تھا۔ اقبال دائم قادری نے اس کیفیت کو اپنے اشعار میں یوں رقم کیا۔

دریاواں تے اپنی موج لینی کوئی ڈب جاوے بھانویں ترے پیاء

ہرگ سرگ کی عشق دیاں کیتھاں نوں کوئی جم پوئے بھانویں مرے پیاء

موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر شمیم صابر صابری مدظلہ آپ کی دعا اور حضور مخدوم پاک صابر کلیری علیہ الرحمۃ کا زندہ اعجاز ہیں۔

کرامت نمبر ۹:

موضع نین رانجھہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے حافظ محمد عالم رانجھا ولد حافظ نیک عالم رانجھا اور ان کے دو ساتھیوں کو باولے (پاگل) کتے نے کاٹ لیا۔ تقریباً ڈھائی ماہ گزرنے کے بعد تینوں دوست بیمار ہو گئے اہل خاندان نے اپنی ہمت اور بساط کے مطابق علاج معالجہ دم درود کرائے مگر باوجود اس کے "جوں جوں دوا کی مرض بڑھتا گیا" کے مصداق ان کی بیماری اس حد تک طول پکڑ گئی کہ حافظ محمد عالم کے دو ساتھی اسی بیماری میں انتقال کر گئے۔ ان دو ساتھیوں کی موت کے خوف سے حافظ محمد عالم پر بیماری کا مزید غلبہ ہوا۔ جس کی بنا پر ان کے والد حافظ نیک عالم بہت زیادہ پریشان ہوئے اور مسجد میں نمازیوں سے دعائیں کراتے رہے مگر کوئی آرام نہ آیا۔ ایک دن حافظ نیک عالم سوئے ہوئے تھے کہ کسی نے آہستہ سے کان میں کہا کہ حافظ صاحب اپنا بچہ لیکر کسی طرح دربار کلس شریف میں حضرت پیر سیدن شاہ سرکار علیہ الرحمۃ کے پاس لے جاؤ مالک شفایاب کرے گا۔ چنانچہ حافظ صاحب اور ان کے رفقا نے اس بچے کی آنکھوں پر پٹی باندھی ہاتھ پاؤں جکڑے گھوڑے پر سوار کیا اور دربار فیض گوہر بار کلس شریف لے آئے اور بیمار کو ایک کمرے میں بند کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام معاملہ خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا حضور جو مریض ہم لے کر آئے ہیں نہ وہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ پانی طلب کرتا ہے جب پانی سامنے کیا جائے تو

Marfat.com
Marfat.com

مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتا ہے۔ شدت کی پیاس کے باوجود پانی نہیں پی سکتا۔ اس کی خوفناک آوازیں دور دور تک سنائی دیتی ہیں منہ سے جھاگ بہتی رہتی ہے آنکھیں لہولہان آگ کے انگارے بنی ہوئی ہیں۔ سرکار یہ مریض آپ کے دربار میں حاضر ہے خدارا کوئی مہربانی فرمایئے تاکہ اس کو اس بیماری سے نجات مل جائے۔

آپ اٹھے اور اس کمرے میں تشریف لے گئے جہاں وہ مریض تھا ملاحظہ فرما کر مریض کو دم کیا مریض پریشان حال تھا اس کی خوفناک چیخوں سے دل دہل رہے تھے مگر اس بیمار کو اتنا ہوش تھا کہ میں کلس والے پیر سید ن سرکار کی خدمت میں حاضر ہوں اور وہ پوری طرح اللہ کے ولی کا ادب بجالایا اور رو کر عرض کرنے لگا حضور میرے دو ساتھی اس بیماری میں مر گئے خدارا مجھے بچالیں۔ آپ نے پانی دم کر کے دیا اور پینے کا حکم دیا۔ مریض نے عرض کیا سرکار یہ میرے گھر والے مجھے پانی میں خوفناک کتے ڈال کر پلاتے ہیں۔ یہ پانی ستھرا ہے۔

آپ کے دم کرنے اور پانی پلانے کے بعد وہ مریض رات اسی جگہ رہا اور صبح تک اسے کچھ افاقہ ہوا صبح کو پھر دم کیا گیا مریض بفضل تعالیٰ صحت یاب ہو گیا م۔ گھبراہٹ بے چینی ختم اور سکون مل گیا۔ جس کی بنا پر اس کے گھر والے ایک ہفتہ تک مزید دربار شریف میں اس مریض کے ہمراہ رہے اور وہ مریض بالکل صحت یاب ہو گیا۔ اور اس کے بعد وہ مریض اور دیگر اہل خانہ سرکار کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنے دامنوں کو گوہر مراد سے بھر کر واپس پلٹے۔

حافظ محمد عالم بہت نیک، مخلص، وفادار انسان ہیں ساری عمر جامع مسجد نین میں گزاری اور بیعت ہونے کے بعد آپ کے غلام بے دام بن گئے۔

کرامت نمبر ۱۰:

صابری محلہ ملک وال میں آپ سرکار کے ذاتی مکان ہیں کبھی کبھی آپ وہاں بھی تشریف لے جاتے اور کچھ عرصہ قیام فرماتے کلس شریف کی طرح اس گھر میں بھی لوگوں کا ایک اژدھام جمع ہو جاتا لوگ اپنی حاجات لے کر آجاتے۔ ملکوال شہر اور گردونواح کے لوگ اپنے مرشد کامل کی صبح و شام زیارت کے لئے آتے۔

ایک مرتبہ آپ حضرت پیر سید مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے کلس شریف سے نکلے اور صابری محلہ ملکوال والے گھر میں قیام کی غرض سے ٹھہرے آپ کے اس محلہ میں بابو غلام محی الدین نامی ایک شخص جو خود بھی مرزائی کا اور برادری قوم قبیلہ کے تمام حضرات بھی مرزا ہی تھے۔ صابری محلہ ملکوال کے قیام کے دوران رات کے وقت اس گھر میں

Marfat.com
Marfat.com

محفل سجی ہوئی تھی کہ بابو غلام محی الدین مرزائی کا وہاں سے گزر ہوا۔ وہ چونکہ مسلمانوں کی محافل میں جانے سے پرہیز کرتا تھا اس لئے اندر نہ گیا اور باہر ہی کھڑا ہو کر تمام نظارہ کر رہا تھا کہ اچانک آپ سرکار کا گزر اس کے سامنے سے ہوا۔ اس کی نظر جب آپ کے جمال جہاں آرا پر پڑی تو دیکھتا رہ گیا اور بے خودی کے عالم میں دوبارہ دیکھنے کا منتظر رہا پھر دوبارہ آپ کے رخ زیبا کو دیکھا تو دوڑا ہوا گھر گیا اور اپنے جواں سال بیٹوں کو بھی لے آیا اور رات دو بجے تک آپ کی محفل میں برسنے والے انوار و تجلیات کو دیکھتا رہا۔ صبح کے وقت محفل ختم ہوئی وہ اپنے گھر اور سرکار اپنے مرشد کے آستانہ مکھو پنڈی پھالیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

بابو غلام محی الدین اپنے گھر سے صبح سویرے اپنے جواں سالہ بیٹوں کو ہمراہ لے کر مرکزی جامع مسجد ملکوال کے خطیب حضرت علامہ سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب سلطانپوری چشتی نظامی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کرنے لگا حضور تمام عمر کفر میں گزری میں قادیانیت سے تائب ہو کر آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہونا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے کلمہ پڑھائیں اور ہماری توبہ کا اعلان بھی اپنی مسجد میں کرا دیں۔

علامہ سید عبدالرحمٰن شاہ صاحب سلطانپوری نے پوچھا کہ غلام محی الدین کیا بات اور کیا وجہ ہے کہ تم مرزائیت سے تائب ہو رہے ہو تمہیں کس چیز نے متاثر کیا ہے کیا کسی کتاب کا مطالعہ کیا ہے یا کسی عالم دین نے راست راہبری کی ہے۔ بابو غلام محی الدین عرض کرنے لگے مولانا ہم آباؤ اجداد سے مرزائی چلے آ رہے ہیں رشتہ دار ابھی تک مرزائی ہیں۔ تمام گھر مرزائیت کے لٹریچر سے بھرا پڑا ہے کسی اور فرقہ کی کتاب ہم کیا پڑھتے یا کسی عالم کی بات کیا سنتے۔ بات تو صرف اتنی ہے کہ خوش قسمتی سے رات کو ایک مومن کا چہرہ دیکھا ہے انہوں نے پوچھا وہ کون سی مومن ہستی ہے جس کو دیکھ تم اپنا مذہب بدل رہے ہو تو فوراً بولے کہ وہ کلس شریف والے پیر سیدن شاہ صابری سرکار علیہ الرحمۃ ہیں۔ دل نے گواہی دی کہ واقعی یہ مومن ہیں جن کے چہرے سے نور کی تجلیاں برس رہی ہیں۔ یہ اگر مسلمان ہیں تو ہم یقیناً کافر ہیں۔

چنانچہ اس کی گفتگو سننے کے بعد شاہ صاحب نے اسے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور فرمایا کہ جس کا چہرہ دیکھ کر مسلمان ہو رہے ہو اب پہلی فرصت میں ان کے دست حق پرست پر بیعت بھی کر لو تا کہ فقیر کی نگاہ سے آئندہ کے لئے ایمان محفوظ ہو جائے۔ وہ تمام اہل خانہ سرکار کے نہ صرف مرید ہوئے بلکہ دربار شریف کے آنے والے مہمانوں کی خاطر تواضع بھی کرتے ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

کرامت نمبر ۱۸:

۱۹۵۰ء کا زمانہ اور سردیوں کی رات تھی اور آپ کی طبیعت ناساز تھی اسی بنا پر عشاء کی نماز گھر پر ہی ادا کرنے کا ارادہ فرمایا اپنے کمرہ خاص میں مصلی بچھوایا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے و جانشین حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری علیہ الرحمۃ نے آپ کو وضو کرایا۔ آپ کے چہرہ انور پر جلالت کے آثار نمایاں تھے چہرہ سرخ، آنکھوں میں سرور انداز گفتگو بے باکانہ تھا کہ اچانک آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو۔ خدا کہاں ہے؟ خود ہی فرمانے لگے دیواروں میں خدا ہے، چھتوں میں خدا ہے، زمینوں میں آسمانوں میں گل میں ہر جا میں خدا ہے۔ اتنے میں سائیں رحمت دین جو کہ اپنے گاؤں مغل سے اپنے ایک ساتھی شیر محمد خان کے ہمراہ پہنچے انہوں نے اپنے ساتھی کو مشین والے کمرے میں ٹھہرایا اور خود سرکار کے کمرہ خاص میں آئے اور سلام عرض کر کے قدم پاک کو بوسہ دیا۔ آپ اسی طرح وجدانی کیفیت میں جام وحدت لٹا رہے تھے اسی کیفیت میں سائیں رحمت دین کی پشت پر تھپکی لگائی اور فرمایا کہ میرا خدا کہاں نہیں۔ یہاں بھی ہے۔ سائیں رحمت دین کی پشت پر ہاتھ لگنا تھا کہ سائیں رحمت دین مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے کہ سرزمین پر پٹخنے لگے ناک منہ اور کانوں سے خون بہنے لگا اور زور سے ہاتھ زمین پر مارنے لگے اس دوران سانسیں بند ہونے لگیں بعد ازاں زور زور سے سانس لینے لگے۔

آپ نماز عشاء میں مشغول ہو گئے۔ اور آپ کے صاحبزادے حضرت پیر گلزار حسین شاہ صاحب سائیں رحمت دین کو سنبھالتے رہے مگر وہ قابو نہ آتے تھے۔ جب انہیں گھسیٹ کر باہر لانا چاہا تو حضرت پیر گلزار شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا جسم بے جان ہو جاتا۔ جب ان کا جسم بے جان ہو جاتا تو سائیں کو آرام ہو جاتا۔

وہ فرماتے ہیں کہ جب میں چھوڑتا میں ٹھیک ہو جاتا اور جب سائیں کو پکڑتا تو سائیں رحمت دین تڑپنے لگتے بالآخر بڑی ہمت و کوشش کے بعد میں ان کو مشین والے کمرے میں لے آیا۔ جب وہاں پہنچے تو کیا دیکھا کہ سائیں جی کا دوسرا ساتھی شیر محمد خان مشین کی دھمک میں گم حال کھیل رہا تھا اور وہ تڑپ رہا تھا اور وہ زاروقطار روتا تھا۔ میں نے رحمت دین سے کہا کہ تم پر نکتہ چینی کرنے والے خود ہی تماشہ بنے ہوئے ہیں۔ سائیں رحمت دین تین ماہ تک مسلسل اسی حالت میں رہے بعد ازاں طبیعت کچھ سنبھل گئی۔ کئی کئی دن تک روزے سے رہنا گھنٹوں سانس بند کیئے رہنا کئی ہفتوں تک وجد کی حالت طاری رہتی آنکھوں سے خمار برستا لبوں سے پیار اور چہرے پر ایک عجب بہار رہتی تھی۔

Marfat.com
Marfat.com

حضرت سائیں رحمت دین نے ساری عمر مجذوبانہ کیفیت میں گزاری کبھی کبھی کسی کسی سے پیار بھری آواز میں گفتگو فرماتے۔ مرشد کی بارگاہ سے فیض حاصل کیا بالآخر جون ۱۹۷۰ء میں وصال فرمایا۔ مزار پر انوار موضع مغل تحصیل گوجرخان میں مرجع خاص و عام ہے ۱۵ ماہ چیت کو ہر سال آپ کا عرس مبارک حضرت سیدن سرکار کے پوتے پیر شمیم صابر صابری کی زیر صدارت انعقاد پذیر ہوتا ہے۔ فقیر راقم الحروف کو جناب زبیر احمد گلزاری صاحب آف اسلام آباد کے ہمراہ آپ کے دربار شریف کی زیارت اور محفل عرس میں شرکت کا موقع ملا ہے بڑی ہی پر کیف محفل ہوتی ہے۔

زیارات مقاماتِ مقدسہ:

آپ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں حضور داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری حضرت شاہ عنایت قادری شطاری لاہوری حضرت بابا بھلے شاہ قصوری حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی آزاد کشمیر حضرت پیرا شاہ غازی دمڑی والی سرکار آزاد کشمیر حضرت بابا فریدالدین گنج شکر پاکپتن شریف سلطان اولیاء حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری حضرت خواجہ سید محمد معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری اجمیر شریف انڈیا حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی حضرت امیر خسرو دہلی حضرت خواجہ بختیار کاکی مہرولی دہلی حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پت حضرت مخدوم جلال الدین کبیرالاولیاء پانی پت حضرت شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پت علیہم الرضوان کے مزارات پر کئی کئی مرتبہ حاضریاں دیں اور زندگی کا آخری سفر جب کلیر شریف انڈیا بھارت میں حضور مخدوم العلمین سلطان الاولیاء سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کی جانب کیا تو آپ کے ہمراہ دیگر مریدین کے علاوہ آپ کی اہلیہ محترمہ اور آپ کے صاحبزادے حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری علیہ الرحمۃ بھی تھے۔ یہ واقعہ ۱۹۴۶ء کا ہے اور حضرت مخدوم پاک کا عرس شریف شروع تھا آپ نے مخدوم پاک کے مزارِ پُر انوار پر حاضری دی اور مخدوم پاک کے فیض و کرم اور عنایات سے جھولیاں بھریں اور دربار شریف کی چادر آپ کو پیش کی گئی ۱۴ ربیع الاول شریف کو صبح فجر کے بعد آپ حضور مخدوم پاک دربار گوہر بار کی طرف آ رہے تھے کہ ایک بلند قامت شخص جس کے بال بکھرے ہوئے چہرے پر جلال آنکھوں سے خون برس رہا تھا ہاتھ میں برہنہ تلوار اونچی آواز میں للکارا۔ ''ہاں بھئی میں حضور صابر پاک کے نام پر سر مانگتا ہوں ہے کوئی دینے والا'' پورے مجمع پر اس بارعب آواز کا رعب طاری ہو گیا۔ اس نے دوبارہ پھر وہی الفاظ دہرائے مجمع پر سکتہ طاری ہو گیا اور کوئی بھی شخص آگے نہ بڑھا۔ ہزاروں کے ہجوم پر خاموشی طاری تھی کہ اس نے تیسری مرتبہ پھر للکارا کہ ''ہاں بھئی میں صابر کے نام پر سر مانگتا ہوں ہے کوئی دینے والا۔'' آپ فوراً

Marfat.com
Marfat.com

آگے بڑھے دوراس کے سامنے کھڑے ہوکر سر جھکالیا۔اور فرمایا کہ یہ سرصابر پاک کے نام ہو چکا ہے۔آپ ہی کا ادھار سمجھ کر اٹھائے پھر رہا ہوں۔اگر حضور کو ضرورت ہے تو بحمد اللہ حاضر ہے۔

آپ کی اس پیشکش پر انوکھا سائل مسکرادیا اور بلند آواز میں کہنے لگا یہ سرصابر کو منظور ہے۔ یہ سر سر بلند ہے۔ یہ سر سردار ہے۔اسے سرفرازی کی دستار زیبا ہے۔اور انشاء اللہ تا حشر سرفراز ہی رہے گا۔آپ اس خوبصورت دستار کا صدقہ دس روپیہ دے دیں۔آپ نے دس روپے نکالے اور نذر کر دیئے وہ لے کر رقص کرتا ہوا چلا گیا۔اور بڑے دروازے سے نکلتے ہی ہجوم میں گم ہو گیا۔ کافی تلاش کے باوجود بھی دوبارہ نظر نہ آیا۔

اس کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ آپ سجادہ نشین صاحب کے کمرے میں جا کر ان سے ملاقات کریں۔آپ اپنے بڑے صاحبزادے پیر گلزار حسین شاہ علیہ الرحمۃ کو لے کر جناب شہزادہ نواب میاں صاحب علیہ الرحمۃ سجادہ نشین پیران کلیر شریف کی خدمت میں پہنچے کافی لوگ تشریف فرما تھے آپ سے بھی کافی دیر تک محو گفتگو رہے۔دوران گفتگو آپ نے شہزادہ نواب میاں سے حاضری کا مقصد پیش کیا اور فرمایا کہ میرے ساتھ میرا بڑا لڑکا ہے اس کی دادی صاحبہ اور نانی صاحبہ لے کر دربار میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آئندہ نہ جانے کسے حاضری نصیب ہو ہم امسال ہی اپنے پیرو مرشد کے دربار فلک وقار سے دستار کرالائیں۔اور اسے سرکار کے حوالے کر کے دعاؤں کا خزانہ سمیٹ لائیں۔آپ کی بات سن کر شہزادہ نواب میاں ملحقہ کمرے میں تشریف لے گئے اور ایک پیلے رنگ کی پگڑی اور سبز چادر اٹھالائے انہوں نے چادر آپ کو دی اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تمام محفل شریک دعا ہوئی اور کلمہ شریف کے ورد کے دوران انہوں نے پگڑی اپنے دست مبارک سے پیر گلزار حسین شاہ صابری صاحب علیہ الرحمۃ کے سر پر باندھی اور خصوصی دعاؤں سے نوازا موتیا کے پھولوں کا ایک ہار گلے میں ڈالا اور چائے سے تواضع کی۔

اس کے بعد آپ کمرے سے باہر آئے اور اپنی والدہ ماجدہ سے فرمایا کہ لو جی سے آپ کے حکم مطابق دستار بندی بھی ہوگئی اس کے بعد آپ کی والدہ محترمہ آپ کو ہمراہ لے کر حضور مخدوم پاک کلیری علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور حضور مخدوم پاک کی بارگاہ میں عرض کیا حضور میں حضرت بابا گنج شکر علیہ الرحمۃ کی پوتی اور آپ کی نام لیواہوں میں اپنے دونوں بچے آپ کے حوالے کرنے آئی ہوں سرکار میرے بچوں کی لاج رکھ لینا۔

وصال باکمال:

آپ زندگی کے آخری چند ماہ علیل رہے پہلے پہل تو مقامی طور پر علاج معالجہ ہوتا مگر

Marfat.com
Marfat.com

بعدازاں آپ کو پی اے ایف ہسپتال سرگودھا میں داخل کرادیا گیا ڈاکٹروں کی ٹیم میں اکثر ڈاکٹر آپ کے عقیدت مند تھے جنہوں نے پوری جانفشانی سے آپ کے علاج پر توجہ دی۔

وصال سے ایک دن پہلے آپ خود غسل خانے میں گئے استنجا کے بعد صابن سے ہاتھ دھوئے۔ وضو کیا اپنی ہیرے والی انگوٹھی جس کو آپ دوران عبادت انگلیوں میں پھیرا کرتے تھے اور فرماتے کہ میں اس سے تسبیح کا کام لیتا ہوں۔ اپنے استعمال کی سفید تسبیح اور قمیص کا اسٹڈ اپنے ہاتھ سے اتار کر اپنے رومال میں باندھے اور اپنے صاحبزادے حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری علیہ لرحمۃ کو عنایت فرمائے اور علیحدگی میں چند ہدایات ارشاد فرمائیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

نمبر۱: فرمایا کہ ہماری آخری تیاری ہے، آپ لوگ گھبرائیں نہیں حوصلہ بلند رکھا میری پرخلوص دعائیں تمہارے ساتھ ہوں گی۔ میری محنت اور عبادت بفضل تعالیٰ رنگ لائیں گی۔

نمبر۲: مسلک کی خدمت کرنا میرے روڈوں اور جانثاروں کا خیال رکھنا۔ یہ میرے مخدوم پاک صابر کلیریؒ کی عطائیں اور انہیں کی امانت ہیں۔

نمبر۳: میں جہاں جہاں جاتا تھا وہاں وہاں جاتے رہنا۔

نمبر۴: میرے بعد تمہیں کچھ تکلیفوں، سختیوں کا سامنا ہوگا، مگر فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔ حوصلہ بلند رکھنا عقیدہ میں لغزش نہ آنے پائے۔

نمبر۵: میرا مزار حجرہ میں بنالینا مگر وہ جگہ تنگ ہوگی۔ حجرہ کے سامنے صحن میں بنالینا وہ تمام جگہ میں نے اللہ کا نام لیکر پاک کردی ہے۔

نمبر۶: میرے عرس کا الگ اہتمام نہ کرنا۔ قبلہ باوا صاحب نے ۲۴۔۲۵ اسوج کی جو تاریخ مقرر کی ہے اسی تاریخ پر میرا عرس منانا۔ ختم شریف پڑھ کر ایصال ثواب کرتے رہنا۔

اس کے بعد سورہ یٰسین شریف کی تلاوت میں مشغول ہو گئے اچانک زبان سے لفظ اللہ اکبر با آواز بلند نکلا اور جان جانِ آفرین کے حوالے کردی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا وصال باکمال مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۷۳ء ۲۹ شوال المکرم ۱۳۸۳ھ ۱۱ ماگھ، ۲۰۱۰ مکرمی بروز اتوار صبح صادق کے وقت پی اے ایف ہسپتال سرگودھا میں ہوا۔ نماز جنازہ کلس شریف میں ادا کی گئی لاکھوں کا ہجوم تھا حضور کا شمار ہی نہ ہوسکا اسی روز شام ۴ بجے آپ کو مالک

Marfat.com
Marfat.com

حقیقی کے سپرد کر دیا گیا۔ آپ کے دربار گوہر بار پر فقیر راقم الحروف تادم تحریر ۴ مرتبہ حاضری دے چکا ہے۔

۳ مرتبہ عرس مقدس میں جبکہ ایک مرتبہ سالانہ عرس مبارک کے موقع پر جناب زبیر احمد گلزاری صاحب آف اسلام آباد کے ہمراہ بھی حاضری ہوئی۔

موجودہ سجادہ نشین شیخ المشائخ حضرت صاحبزادہ پیر شمیم صابر صابری مدظلہ بڑے ہی مہمان نواز ملنسار خلیق اور مہربان وضع دار شخصیت کے مالک ہیں۔ فقیر راقم الحروف کی دعوت پر ۴ جولائی ۲۰۰۳ کو فقیر کی کتاب تذکرہ اولیائے پوٹھوار کی تقریب رونمائی اور سالانہ عرس فیض عالم و بڑی گیارہویں شریف میں تشریف لائے تھے۔ اور محفل کو خوب رونق بخش دی ہے کہ خداوند کریم آپ کا سایہ عاشقان صابر پاک پر قائم رکھے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

قطب زمانہ، زینت الاولیاء، حسن الاصفیا، فخر چشتیاں، فارغ از قید مشائخت، پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ ۱۹۴۳ء کو موضع کلس شریف نزد ملکوال سرگودھا میں نیر افق ولایت حضرت پیر سیدن شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی آپ کی دادی جان محترمہ جو ایک عابدہ زاہدہ خاتون تھیں نے گلزار حسین رکھا اور فرمایا کہ الحمدللہ مجھے جس کا انتظار تھا وہ امین میرے سیدن کا حقیقی وارث بن کر آ گیا ہے۔

آپ اپنے تمام بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے آپ کا شجرہ نسب کچھ واسطوں کے بعد حضرت غوث العالم شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ سے ملتا ہے۔ جس کی تفصیل آپ کے والد گرامی حضرت پیر سیدن شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے تذکرہ میں دی جا چکی ہے۔ آپ نسبی اعتبار سے ہاشمی قریشی خانوادے کے چشم و چراغ ہیں۔

تعلیم و تربیت:

آپ کی تعلیم و تربیت پر آپ کے والد ماجد نے خصوصی توجہ دی ویسے تو آپ کے گھر کا ماحول مکمل طور پر دینی اور روحانی تھا سینکڑوں کی تعداد میں آ کر لوگ آپ کے اجداد سے علم حاصل کرتے تھے اسی طرح آپ نے بھی اپنی ابتدائی دینی تعلیم اپنے گھر سے ہی مکمل کی چھوٹی سی عمر میں قرآن کریم مکمل کر کے دینی تعلیم کے حصول میں کوشاں ہوئے اور مدرسہ سے بھی بہت جلد فراغت حاصل کی۔ پورے مدرسہ میں آپ کی ذہانت اور قابلیت آپ کے ہم مکتب ساتھیوں اور آپ کے اساتذہ میں تسلیم شدہ تھی۔

سیرت و کردار:

آپ بچپن سے ہی منفرد عادات واطوار اور شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے کبھی لہو لعب کھیل تماشہ کی طرف رغبت نہ کی اور نہ ہی کبھی فحش گوئی کی۔ دوران تعلیم معمول یہ تھا کہ مدرسے سے واپس آ کر اپنے والد گرامی کی خدمت میں پہنچ جاتے اور بقایا تمام وقت انہی کے پاس گزارتے جس کا اثر یہ ہوا کہ ان کی نگاہ ولایت سے آپ کی فکری، ذہنی صلاحیتیں اس انداز سے

Marfat.com
Marfat.com

اجاگر ہوئیں کہ لوگ حیرت زدہ رہ گئے۔ ایک دفعہ کوئی تحریر یا تقریر نظر سے گزر جاتی یا سن لیتے تو آپ کو بلفظہ یاد ہو جاتی آپ کی تحریر اور گفتگو میں علمی نکات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود تھا جو کہ خدا کا فضل و کرم کا انعام تھا۔ قرآن فہمی اور علم دین کی لگن آپ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ عبادت و ریاضت میں یکتائے روزگار تھے۔ فرض نماز کے علاوہ دیگر نوافل کا خصوصی اہتمام فرماتے گفتگو میں شیرینی تھی۔ اپنے خواجگان اور بالخصوص والد گرامی کے دیئے ہوئے اوراد و وظائف مکمل طور پہ پورے کرتے، کبھی کسی کا دل نہ دکھاتے۔ آپ حیدری ولایت کے مکمل آئینہ دار اور خدا کے شکر گزار بندے تھے۔ آپ اپنی فہم و فراست اور فطری جود و سخن اور حکمت و دانائی سے دکھی انسانیت کی خدمت اور دلجوئی فرماتے۔ اسی طرح آپ ایک شوشل ورکر اور سماجی کارکن کی حیثیت سے بھی علاقہ بھر کے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کچھ نہ کچھ کام کرواتے رہتے۔ ایوبی دور میں آپ دو مرتبہ یونین کونسل کے نہ صرف ممبر منتخب ہوئے بلکہ آپ یونین کونسل کے چیئرمین بھی رہے۔ اور اس دور میں آپ نے اپنے علاقے کی فلاح و بہبود کے لئے متعدد ترقیاتی کام کرائے۔ علاقہ میں چک سیدا اور نظام آباد اسٹیشن، تمام دیہاتوں اور متعلقہ آبادیوں میں بچوں اور بچیوں کے لئے سکول، پختہ گلیاں راستے دیگر رفاعی کام مخلوق خدا کی محبت اور اس کی خدمت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بحیثیت چیئرمین یونین کونسل بہت سے مخالف گروہوں میں انصاف کی بنیاد پر ایسی مفاہمت کرائی کہ وہ آج تک پُر مسرت زندگی گزارنے پر ممنون ہیں۔ آپ کے دور کے آپ کے تحریر کردہ فیصلے اتنی بڑی عدیم المثال فراست کا ثبوت ہیں کہ آج تک انہیں ملک کی کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکا۔

بیعت و خلافت:

آپ نے اپنے والد گرامی حضرت پیر سیدن شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور انہی سے خرقۂ خلافت حاصل کیا اور انہیں کے سجادہ نشین قرار پائے۔

آپ کا شعری ذوق:

آپ کو بچپن سے ہی شاعری سے لگاؤ تھا۔ آپ زیادہ تر پنجابی بند اور غزل لکھتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ کے کلام میں فارسی، اردو اور ہندی کی شاعری کا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔

آپ کی شادی و اولاد:

آپ کی شادی آپ کے والد گرامی حضرت پیر سیدن شاہ صابری علیہ الرحمۃ نے مارچ

Marfat.com
Marfat.com

۱۹۵۲ء میں میاں مبارک شاہ ہاشمی قریشی ساکن چک نمبر ۴۹۷ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ جو کہ حضرت غوث بہاؤ الحق زکریا ملتانی سہروردی علیہ الرحمۃ کی اولاد سے نہایت خدا رسیدہ اور متقی و پرہیزگار بزرگ تھے کہ صاحبزادی سے نہایت اہتمام واکرام سے فرما کہ خوشیوں کا اظہار فرمایا جو کہ آنے والے کسی خوشبخت وارث کا آئینہ دار تھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ٹھیک ایک سال بعد مارچ ۱۹۵۳ء میں آپ کو ایک عظیم صابر وشاکر حسین وجمیل بیٹا عطا فرمایا جس کا نام نامی اسم گرامی شیم صابر صابری رکھا گیا۔

مگر شومئ قسمت کے اس نورنظر کی پیدائش کے چند ساعت بعد آپ کی اہلیہ محترمہ کا وصال ہو گیا۔ پھر اس نومولود کی کفالت آپ کی والدہ یعنی نومولود کی دادی جان جو اپنے زمانہ کی متقیہ نیک سیرت خاتون تھیں نے اپنے ذمے لے لی اور سات ماہ تک یہ طفلِ اپنی دادی جان کا دودھ پیتا رہا۔

بعدازاں یہ سعادت کرم بی بی زوجہ پائندہ خان (قوم ارائیں) ساکن چل پور (موجودہ محلہ مولانگر) کو ملی۔ جس نے نہایت پیار ومحبت اور خلوص سے بطریق احسن اس فریضہ کو انجام دیا۔ آج یہی شہزادہ حضرت پیر شیم صابر صابری کی صورت میں ۲۸ نومبر ۱۹۹۱ء سے موجودہ سجادہ نشین کی صورت میں درگاہ عالیہ کلس شریف کی مسند پر جلوہ افروز ہے جو کہ اپنے بزرگان وخواجگان کی طریقت پر سختی سے عمل پیرا ہو کر سلسلہ عالیہ کو چار چاند لگائے ہوئے ہیں۔ آپ حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری علیہ الرحمۃ نے اپنی پہلی زوجہ محترمہ کے وصال کے ٹھیک دس برس کے بعد ۱۹۶۳ء میں دوسری شادی موضع ٹبہ قائم کے ایک قریشی خاندان میں کی جو کہ میلی قتال کی اولاد میں سب سے بڑا صاحب عزوشرف خاندان ہے۔ آپ کی ان اہلیہ سے تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ اس کے علاوہ کوئی اور اولاد نرینہ نہ ہوئی۔

دربار کلس شریف کی تعمیر میں آپ کی جدت پسندی:

آپ جب اپنے والد بزرگوار حضرت پیر سیّدن شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کے بعد مسند کلس شریف پر متمکن ہوئے تو جہاں آپ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی تعلیمات کو فروغ دینے میں مرکزی کردار ادا کیا وہاں آپ نے آنے والے مریدین کو نہ صرف اپنے دست مبارک پر شرف بیعت بخشا بلکہ انہیں ان کی حقیقی منزل سے بھی آگاہ کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں پورے پاکستان بالخصوص پنجاب بھر کے اندر آپ کا سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم بزرگوں میں شمار ہونے لگا اور صابری دربار کلس شریف کی عزت ووقار میں اضافہ کے لئے آپ وہ کارہائے

Marfat.com
Marfat.com

نمایاں انجام دیئے کہ رہتی دنیا تک آپ کی خدمات زندہ وتابندہ رہیں گی۔

تبلیغ ورشد وہدایت کے ساتھ خداوند قدوس نے آپ کو بے پناہ تخلیقی صلاحیتوں کا مالک بنایا تھا۔آپ نے اپنی ان تخلیقی صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے دربار شریف کی تعمیر میں وہ جدت پیش کی جس کی بنا پر ہر دیکھنے والا یہ بات کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ صابری دربار کلس شریف آپ کے حسن تخلیق کا شاہکار ہے۔

آپ حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری علیہ الرحمۃ نے اپنے والد گرامی حضرت پیر سیدن شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے وصال باکمال کے بعد ان کا عظیم الشان خوبصورت مزار مبارک تعمیر کرایا۔ کلس شریف جیسے دور افتادہ اور پسماندہ گاؤں تک پکی سڑک اور آنے والے زائرین کے لئے درجنوں کمرے دیدہ زیب خوبصورت بارہ دری محفل کے لئے وسیع ہال اور لنگر کے لئے وسیع لنگر خانہ تعمیر کرایا۔ جہاں بہترین سہولتیں میسر ہیں۔قدیم مجلس خانہ (بیٹھک) اور حضور سیدن سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا حجرہ مبارک دوبارہ تعمیر کرایا اور اپنی والدۂ ماجدہ کا مزار شریف اور اس کے متصل قرآن محل تیار کروایا۔اس کے علاوہ زائرین اور اہل علاقہ کی سہولت کے لئے بہترین وسیع و عریض خوبصورت مسجد تعمیر کرائی۔جس کے ساتھ طہارت خانے، غسل خانے تیار کرائے۔آب رسانی کے لئے ٹیوب ویل کا بندوبست اور موضع کلس کو دربار شریف کے نام پر بجلی کی سہولت دلائی۔دربار شریف پر سرکاری طور پر ڈاک خانہ منظور کروا کر قائم کرایا جس کا فائدہ پوری بستی کو ہے جبکہ ڈاک خانہ کی جگہ ذاتی طور پر مہیا کی۔اس طرح دربار شریف کے نام پورے موضع کلس کو ٹیلی فون جیسی سہولت مہیا کرائی۔اس کے ساتھ ایک آرا مشین، ایک چکی کا بھی خصوصی انتظام کیا۔

دربار شریف کی مسجد میں نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز جمعہ کا اہتمام اور مسجد کے ساتھ ملحقہ مدرسہ گلزار چشت کا اجراء آپ کی دن رات کی تبلیغی مساعی، خدمت خلق اور دین حق کی خدمت کے لئے محنتوں کا واضح ثبوت ہے جس کے ثمرات سے تا قیام قیامت مخلوق خدا مستفیض ہوتی رہے گی۔اس کے علاوہ آپ نے اپنے عظیم والد بزرگوار کے پیرومرشد اور سلسلہ عالیہ صابریہ کے سرخیل حضرت پیر سید مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ کے مزار اقدس واقع مکھو پنڈی تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں بھی ان کے مزار اقدس کی مرمت کے ساتھ ساتھ وسیع وعریض مہمان خانے مجلس خانے اور لنگر خانے کے علاوہ خوبصورت مسجد تعمیر کرائی۔

اس کے علاوہ پاکپتن شریف میں جگہ خرید کر بہت سے مکانات مجلس خانہ لنگر خانہ تعمیر کرایا اور وضو غسل کا خاطر خواہ انتظام کیا۔

Marfat.com
Marfat.com

موضع مغل نزد جاتلی تحصیل گوجر خان میں اپنے والد گرامی کے مرید و منظور نظر اور اپنے پیر بھائی حضرت سائیں رحمت دین صابری علیہ الرحمۃ کا مزار شریف بھی آپ کی ہی نگرانی میں مکمل ہوا جو کہ قابل رشک انداز تعمیر ہے۔تبہ شریف موضع ساہنا میں حضرت مائی صاحبہ کے مزار اقدس کی تزئین و آرائش اور مہمان خانوں کی مرمت و دیکھ بھال کا انتظام بھی تادم آخر سنبھالے رکھا۔حتیٰ کہ موضع بولا کے قریب صابری جامع مسجد اور آرام گاہ کی مرمت صفائی اور سجاوٹ کو بھی ہمیشہ شامل معمولات رکھتے رہے۔

کلس شریف اور گردونواح کے لوگ بخوبی اس بات سے آگاہ ہیں کہ اس دور افتادہ بستی کے لئے اس عظیم مرد قلندر کی محنت شاقہ کے طفیل زندگی کی تمام بنیادی سہولتیں میسر ہیں۔آپ نے کوئی بھی پہلو تشنہ نہ چھوڑا۔اگر ایک طرف نظام آباد ریلوے اسٹیشن ہے تو دوسری طرف چک سیدا اسٹیشن منظور کروا کر دربار عالیہ تک پکی سڑک تعمیر کروائی۔دوسری طرف ضلع جہلم کے علاقہ سے آنے والے مسافروں کے لئے چک نظام اسٹیشن بنوادیا۔

یہ تمام معاملات صرف اور صرف آپ کی ذاتی سوچ اور آپ کے اجداد اور پیشواؤں کی نظر کرم سے پورے ہوئے ہیں جس کا اعتراف اہل حق اور اہل ایمان آج بھی کرتے ہیں۔

آپ کی قلمی و علمی خدمات:

آپ نے اپنے قلم سے نہ صرف شاعری اور اپنے بزرگوں کی شان میں کلام لکھنے کی خدمت کا فریضہ انجام دیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے علمی خدمت بھی کی۔

آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔جن میں آپ کی تصنیف ''صدائے حق، شاہی گدائی، گلزار طیبہ، ذکر بلال، وسدیاں اکھیں، گلزار چشت، رموز دلبراں اور سب سے آخری تصنیف سیرت سیدنؐ المعروف شاہکار صابر'' آپ کی علمی خدمات کا انمول ذخیرہ ہیں۔

(نوٹ)

ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ کے پیروکار اس انمول خزانے کی حفاظت اس طرح کریں کہ ان تمام کتب کو بار بار چھپوا کر عقیدت مندان کو دی جائیں تاکہ وہ آپ کی ان تصانیف سے استفادہ حاصل کرسکیں۔مادیت کے اس پرفتن دور میں ڈائجسٹ، ناول، دیگر فحش کلچر اور شعرو شاعری کے موجودہ عاشقانہ انداز کا توڑ صرف اور صرف تصوف کی تعلیم اور صاحب حال بزرگوں کے کلام کے ذریعے ہی کیا جاسکتا ہے۔جبکہ ہر مرید و عقیدت مند کے گھر اپنے پیشواؤں کی

Marfat.com
Marfat.com

تعلیمات کی کتب موجود ہوں گی تو آنے والی نئی نسل اس سے استفادہ کر سکے گی۔ الخ صابری

کلس ہمارا اور کلیر ان کا گھر ہے:

دسمبر ۱۹۶۴ء میں آپ کے پیرو مرشد اور والد بزرگوار حضرت پیر سیدن شاہ صابری علیہ الرحمۃ جب آخری مرتبہ کلیر شریف تشریف لے گئے تو حضور مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک سے فارغ ہونے کے بعد تقریباً ۱۵ ربیع الاول شریف کے روز آپ کے والد گرامی آپ کو اپنے ہمراہ لے کر حضرت شہزادہ نواب میاں سجادہ نشین درگاہ حضور مخدوم صابر پاک کلیری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے تعارف کرایا کہ یہ میرا بڑا برخوردار اور فرزند و ولی عہد ہے میں چاہتا ہوں کے بانی سلسلہ عالیہ حضرت مخدوم صابر پاک کے دربار سے اس کی دستار بندی ہو جائے۔

چنانچہ حضرت شہزادہ نواب میاں اپنے خلوت خانہ خاص میں تشریف لے گئے ایک چادر اور ایک گل اِرمنی رنگ کی دستار مبارک ہاتھ میں لے کر آئے اور چادر مبارک آپ کے والد گرامی کو عنایت فرمائی اور دستار اپنے دست مبارک سے شہزادہ نواب میاں سجادہ نشین نے آپ کے سر پر باندھی اور خصوصی دعاؤں سے نواز کر رخصت کیا۔

(نوٹ) حضرت پیر سید مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ کو خود حضور مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ نے جانب پنجاب اپنی امانت دیکر کلس شریف بھیجا اور حضرت سید مردان علی شاہ صابری چک نظام ہو۔ یا مکھو پنڈی۔ یا کلس شریف جہاں بھی بیٹھے حضور مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کا فیضان تقسیم کرتے رہے۔

نمبر ۲: اسی طرح آپ کے والد گرامی حضرت پیر سیدن شاہ صابری سرکار علیہ الرحمۃ کو حضور مخدوم پاک کے دربار سے نہ صرف چادر شریف عنایت ہوئی بلکہ باطنی فیوض و برکات کا عظیم خزانہ ملا۔

نمبر ۳: آپ کو اپنے والد گرامی پیر سیدن شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ کی معرفت حضرت سید مردان علی شاہ صابری علیہ الرحمۃ اور حضور مخدوم پاک صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کا نہ صرف باطنی فیض ملا بلکہ حضور مخدوم پاک صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے دربار شریف سے صرف ۱۵ برس کی عمر عزیز میں سیدن سرکار رحمتہ اللہ علیہ کا ولی عہد اور مسند کا حقیقی وارث ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ یہ بات ۱۹۶۴ء کی ہے۔

نمبر ۴: جب آپ کا وصال با کمال ہوا تو حضور مخدوم سیدنا علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری

Marfat.com
Marfat.com

علیہ الرحمۃ کے دربار کے موجودہ سجادہ نشین حضرت شاہ منصور اعجاز صاحب صابری قدوسی گنگوہی مدظلہ العالی خود کلیر شریف سے کلس شریف تشریف لائے اور آپ کے چہلم شریف کی محفل سے جو روح پرور خطاب فرمایا سبحان اللہ۔ جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہے اور پھر اسی تقریب میں موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ پیر شمیم صابر صابری مدظلہ کی دستار بندی بھی کلس میں اپنے دست مبارک سے فرمائی۔ اس کے بعد روانہ ہوتے وقت انہوں نے آپ کی شہرہ آفاق تصنیف ''سیرت سیدن رحمۃ اللہ علیہ۔ (شاہکار صابر)'' کی تقریب اپنی نوک قلم سے تحریر فرمائی۔ جو کہ آپ کے ذوق کے لئے سپرد قلم اور پیش خدمت ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

تقریظ از قلم

حضرت شاہ منصور اعجاز صابری قدوسی گنگوہی سجادہ نشین کلیر شریف انڈیا

حمد و نعت کے بعد واضح ہو کہ ہم حضرت خواجہ بندگی شاہ عبدالقدوس گنگوہی سلطان التارکین رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں جو کہ بادشاہ دو جہاں مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے چھٹے خلیفہ ہیں۔ اور یہ وہ ہستی ہیں کہ جنہیں آپ کا روضہ اقدس تعمیر کرنے کی اجازت اور سعادت ملی۔ حضور خواجہ گنگوہی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد درگاہ صابر رحمتہ اللہ علیہ کی سجادہ نشینی اور غلامی ہمیں عطا ہوئی جو آج تک مسلسل چلی آ رہی ہے۔ درگاہ صابر رحمتہ اللہ علیہ ایسی درگاہ ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ روحانیت کا منبع اہل دل کا مرکز اور مخلوق خدا کا دارالسکون ہے۔ اس قدر کشش ہے کہ ہر شہر و دیار سے لوگ چلے آ رہے ہیں۔ چونکہ سلسلہ عالیہ صابریہ کے بانی ہیں۔ اس لئے صابری حضرات تو اکثر حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ درگاہِ معلیٰ پر حاضر ہونے والوں پر حضور بہت مہربانی فرماتے ہیں۔ دامانِ مراد بھر دیتے ہیں اور ایسی نگاہ کرم ہوتی ہے کہ کسی کو گمان بھی نہیں ہوتا کہ آپ وصال فرما چکے ہیں ایسے لگتا ہے کہ حضور مسند پر جلوہ افروز ہیں۔ سرکار ہر سائل کو اپنے ہاتھ سے خیرات عنایت فرما رہے ہیں۔ ہم حضور کی سخاوت و عطا اور سائلین پر فیض و کرم کی بارش ہر روز دیکھتے ہیں۔ لیکن اس دن ہماری حیرت کا ٹھکانہ نہ رہا جب اپریل ۱۹۸۰ء میں پاکستان سے ایک قافلہ درگاہ صابر پر حاضر ہوا۔ ان کی حاضری پرسوز اور پر درد تھی۔ ان پر حضور کی نوازشات کا تو کیا ہی کہنا۔ امیر قافلہ حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ (سجادہ نشین صابری دربار کلس شریف سرگودھا پاکستان) تھے۔ آپ حسن اخلاق کا مجسمہ پیکر علم و ادب سراپا سوز و گداز شیریں گفتار بلند کردار تھے۔

جب پیران کلیر آئے تو یوں لگا جیسے کوئی مدت کے بعد اپنے گھر آ رہا ہے۔ میرے والد گرامی جناب شاہ اعجاز الحسن صابری بھی آپ سے بہت متاثر ہوئے۔ حالانکہ وہ کسی سے بہت ہی کم متاثر ہوتے تھے۔ جناب سجادہ نشین صاحب نے آپ کی پُرخلوص مہمان نوازی کی اور ان کی خوب پذیرائی کی۔ شاہ صاحب اپنے مختصر قیام کے دوران ہم لوگوں سے درگاہ معلیٰ کے خدام اور دیگر احباب سے ایسے گھل مل گئے جیسے مدتوں سے یہیں رہ رہے ہوں۔ پھر جب صابر رحمتہ اللہ علیہ حضور سے اجازت لینے اور الوداعی سلام کے لئے درگاہ پاک میں داخل ہوئے تو ایک قیامت بپا ہو گئی۔ آنسوؤں کا سیلاب رواں تھا آہ و فغاں اور پُرسوز نالے سنائی دے رہے تھے۔ اور صابری

Marfat.com
Marfat.com

نعرے فضا میں گونج رہے تھے۔ لگتا تھا کہ در و دیوار اور گرد و پیش کی ہر چیز "حق صابر، حق صابر" کا ورد کر رہی ہے۔ پھر رخصت ہوئے تو ہر طرف اداسی چھا گئی جیسے رونقیں ان کے ساتھ ہی جا رہی ہوں۔ پھر کیا تھا شاہ صاحب ہر سال درگاہ مخدوم پر حاضری دیتے رہے اور مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ انہیں نوازتے رہے۔ پھر صابری دربار کلس شریف پر ہمارا آنا جانا شروع ہو گیا۔ اور حضرت پیر سیدن شاہ رحمتہ اللہ علیہ صاحب صابری کے سالانہ عرس پر ہم باقاعدہ شمولیت کرنے لگے۔

جب میں پہلی مرتبہ کلس شریف گیا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ یہاں صابر حضور رحمتہ اللہ علیہ کا بے انتہا کرم ہے۔ شاہ صاحب کے غلاموں کی بوٹ خدمت ان کے دلوں میں صابر پیا کی محبت اور شاہ صاحب سے ان کی والہانہ عقیدت دیکھ کر یقین ہو گیا کہ صابر حضور رحمتہ اللہ علیہ یہاں بنفس نفیس جلوہ افروز ہیں اور شاہ صاحب نے اپنی شیریں گفتار اعلیٰ کردار اور محبت و پیار سے اسم صابر مریدین کے دلوں پر نقش کر دیا ہے۔ اور صابری سلسلہ کو اس علاقے میں دور دور تک پھیلا دیا ہے۔ شاہ صاحب کی پُرسوز تقریروں اور دلکش تحریروں سے سلسلہ عالیہ صابریہ کو بہت فروغ ملا ہے۔ اب تو حال یہ ہے کہ ہم لوگ کلس دربار کے لئے اور کلس والے پیران کلیر کیلئے بے قرار رہتے ہیں۔ "جیسا کہ کلس ہمارا اور کلیران کا گھر ہے" کیوں نہ ہو یہ حضرت سیدن شاہ صاحب صابری رحمتہ اللہ علیہ کے ان برہنہ پا سفروں کا صدقہ ہے جو انہوں نے درگاہ صابر پر حاضریاں دیں اور حضور مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی پاک امانت حضرت پیر سید مردان علی شاہ صاحب کے ذریعے ان کے سپرد کی اور پھر آپ نے اس خطہ میں سلسلہ صابریہ کا تعارف کرایا۔ اور یہاں صابری فیض عام کیا۔ آپ نے ۱۹۷۳ء کو وصال فرمایا اور حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ کو اپنا سجادہ نشین منتخب فرمایا۔

واضح رہے کہ حضرت پیر گلزار حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ صاحب کی دستار بندی میرے دادا صاحب حضرت شاہ عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہ صاحب سجادہ نشین نے کلیر شریف میں ۱۹۶۴ء میں اپنے ہاتھ سے کی جب آپ اپنے والد گرامی حضرت پیر سیدن شاہ صابری کے ہمراہ پہلی بار دربار کلیر حاضر ہوئے تھے۔

حضرت پیر گلزار حسین شاہ صابری رحمتہ اللہ علیہ ایک بہت بڑے عالم و فاضل بلند پایہ شاعر صاحب سوز و گداز اور عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے لبریز شخصیت تھے۔ صاحب تقریر اور صاحب تحریر بھی تھے۔

آپ کی تحریر کردہ کتاب سیرت سیدن المعروف شاہکار صابر نگاہ سے گزری یہ کتاب رموزِ

Marfat.com
Marfat.com

طریقت سے لبریز مسائل تصوف سے بھرپور اور دولت عشق سے مالا مال ہے۔ اپنے دامن میں رشد و ہدایت کے خزانے سمیٹے ہوئے ہے۔ مشکل سے مشکل مسائل میں طالبان طریقت اور محبان اسلام کو مکمل رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ دقیق سے دقیق اور عمیق سے عمیق مسائل کو ایک نکتے میں حل کرنا اور آسان پیرایہ میں سمجھا دینا صرف شاہ صاحب ہی کا خاصہ ہے۔ انشاء اللہ یہ کتاب اہل اسلام اور اہل طریقت کے لئے روشنی کا ایک عظیم مینار ہوگی۔ پڑھنے سننے والوں کے دلوں کو صیقل کرے گی۔ اس لئے کہ کلام ولی بزبان ولی اور از قلم ولی دل و دماغ پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

کتاب ہذا میں تصوف، خوارقِ دعادات، تعویز گنڈے اور جنات کی جو تشریح شاہ صاحب کی ہے وہ بس انہیں کا حصہ ہے۔ اس میں جھوٹے اور فریبی لوگوں کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے اور ان کے مکر و فریب کا دروازہ بند کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ شاہ صاحب نے یہ کتاب لکھ کر سلسلہ عالیہ صابریہ کی عظیم خدمت کی ہے۔

شاہ صاحب ۹۱-۱۱-۲۸ کو اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔ شاہ صاحب کے انتقال پر ملال سے اہل طریقت اور صف اولیاء میں ایک نہ پُر ہونے والا خلا اور نا قابل تلافی نقصان ہوا ہے کیونکہ ایسی عظیم ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

جب یہ خبر تار کے ذریعے ہمیں کلیر میں پہنچی تو گویا ایک بجلی سی گری درگاہ پاک پر اور ہمارے گھر میں جس نے بھی سنا اُسے دلی صدمہ ہوا اور درگاہ کے خدام نے باقاعدہ سوگ منایا۔

میرا خیال تھا کہ چہلم سے صرف ایک دن پہلے 1992-1-1 کو کلس شریف پہنچ جاؤں گا لیکن حضور مخدوم پاک رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے اشارہ ہوا کہ "فوراً جاؤ" شمیم صابر کی دستار بندی کرنی ہے اور دو چادریں چڑھانی ہیں اور پھر وہاں کافی عرصہ رہنا ہے۔ میں یہ حکم سن کر فوراً اٹھا اور تیاری شروع کر دی حضور کے کرم سے تمام رکاوٹیں دور ہوگئیں اور میں کلس شریف پہنچ گیا۔

2-1-1992 کو ایک عرس کا سماں تھا۔ بلکہ حاضرین کی تعداد عرس سے بھی زیادہ تھی۔ عصر سے مغرب شاہ صاحب کی رسم چہلم اور ختم خواجگان کا اہتمام کیا گیا۔ بعد از نماز عشاء 10 بجے رات بحیثیت سجادہ نشین درگاہ کلیر شریف مجھ سے دستار بندی کرنے کی استدعا کی گئی۔

چنانچہ میں نے صابر پیاء کی عطا کردہ دستار جو گلِ ارمنی رنگ کی تھی۔ صاحبزادہ پیر شمیم صابر کے سر پر باندھ دی۔ اور فضا نعروں سے گونج اٹھی۔ پھر غلامان دربار کلس شریف نے اپنی اپنی

Marfat.com
Marfat.com

طرف سے دستاریں پیش کیں۔ مریدین کی شاہ صاحب سے والہانہ عقیدت اور آپ کے سجادہ نشین سے اس قدر محبت و پیار دیکھ کر یقین ہو گیا کہ مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس سجادہ نشین سے اپنے مسلک کا کوئی عظیم کام لیں گے۔ اسی لئے تو اپنے دستار بھیجی ہے۔ میں خود حیران ہوں کہ حضور مخدوم پاک رحمۃ اللہ علیہ کا صاحبزادہ پیر شمیم صابر پر اتنا کرم ہے کہ درگاہ کلیر شریف کے سجادہ نشین حضرات صابری سلسلہ کے کسی خلیفہ کی دستار بندی کراتے ہیں تو وہ خود درگاہ صابر رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوتا ہے اور جس دن سجادہ نشین صاحب چاہیں اس کی دستار بندی کر دیتے ہیں۔ وہ درگاہ صابر کے علاوہ کسی دربار پر جا کر کسی کی دستار بندی نہیں کرتے۔

ہماری تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ بحکم صابر پاک مجھے شمیم صابر صاحب کی دستار بندی کرنے کے لئے کلس جانا پڑا اور یہ حضور کے کرم کی ایک انوکھی مثال ہے۔ ایک انوکھا طریقہ ہے۔

پھر چند احباب نے تقریروں اور نعتوں میں نذرانہ پیش کیا بڑا ہی پُرسکون سماں اور پُرسوز منظر تھا۔ بعد ازاں محفل سماع کا آغاز ہوا اور رات گئے تک جاری رہا۔ سامعین پر رقت طاری رہی اور اذان فجر تک فضا ذکر حق سے معطر رہی۔

۱۹۹۲-۲-۲۴ کو لاہور آیا سجادہ نشین پیر شمیم صابر صاحب صابری بھی لاہور تک آئے۔ رات اہل لاہور کی پُر درد محفل میں گزاری اور ۹۲-۲-۲۵ کو واپس کلیر شریف روانہ ہوا اور ساری کارروائی درگاہ مخدوم صابر رحمۃ اللہ علیہ میں پیش کر کے صابری مہر ثبت کرا دی۔

آخر میں میری دعا ہے کہ کلس دربار سے ابد تک سلسلہ رشد و ہدایت جاری رہے۔ فیض و برکات کی دولت بٹتی رہے اور تشنگان وحدت کی پیاس بجھتی رہے۔ حق کی سربلندی اور امت مسلمہ کی شیرازہ بندی ہوتی رہی۔ سلسلہ عالیہ صابریہ کو فروغ حاصل رہے اور یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف گامزن رہے۔

منبع سر نبوت ہم ولایت حیدری
آفتاب چشتیاں مخدوم صابر کلیری

احقر
شاہ منصور اعجاز صابری
سجادہ نشین درگاہ صابر پاک
پیران کلیر شریف سہارن پور انڈیا

Marfat.com
Marfat.com

آپ کی زندگی کے ایام علالت:

30 جون 1991ء کو آپ مگھو پنڈی تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس پاک میں شرکت کے دوران اجتماع عام سے خطاب فرمارہے تھے کہ آپ کی طبیعت اچانک علیل ہوگئی۔ وہاں سے آپ کو علاج کی غرض سے سرگودھا اور پھر اس کے چند روز بعد لاہور لے جایا گیا اور کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ میں داخل کرا دیا گیا۔ وہاں تقریباً تین ماہ زیر علاج رہے کچھ افاقہ ہونے پر واپس کلس شریف آ گئے اور سالانہ عرس پاک آپ ہی کی زیر صدارت منایا گیا۔

آپ کو اپنے مریدین سے حقیقی اور سچی محبت تھی ان کی پریشانی اور تکلیف پر تڑپ جاتے۔ عرس شریف کی آخری محفل کے اختتام پر جب آپ کے وفادار ساتھی غلام اور مرید و ارادت مند ملاقات کر کے روانہ ہورہے تھے۔ تو آپ نے اپنی قلبی کیفیت کا اظہار اس شعر سے فرمایا۔

گلے مل مل کر سارے دوست مجھ سے بچھڑے جاتے ہیں
میری آنکھوں میں یارب روشنی کم ہوتی جاتی ہے

چنانچہ عرس کے بعد آپ کی طبیعت زیادہ علیل ہوگئی۔ آپ کی وجہ سے آپ کو لاہور میں کارڈیالوجی ہسپتال داخل کرا دیا گیا۔ ۲۶ نومبر کو آپ نے اپنے برادرِ خورد جناب صاحبزادہ آفتاب احمد صابری اور فرزند جناب شمیم صابر صابری اور حکیم غلام حسین صابری صاحب صابری محلّہ ملکوال کو خصوصاً اپنے پاس بلا کر اپنے متعلقین اور مریدین کے نام پیغام دیا کہ سب کو میری طرف سے صدہا دعاؤں کے ساتھ سلام قبول ہو۔ نیز میرے بعد شمیم صابر میرا جانشین ہوگا اور جناب آفتاب احمد صابری صاحب ان کے معاون ہوں گے۔ اپنے مالک حقیقی کو ہمیشہ یاد رکھنا ہمیشہ اس کی رضا کو سامنے رکھ کر نیک اعمال میں کوشاں رہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے منع کردہ اور ناپسندیدہ اعمال بد سے بچنے کی کوشش کرنا ازحد ضروری ہے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۹۱ء بوقت شام ہوا۔ غسل مبارک کے وقت آپ کا جسدِ انور عجیب وغریب نرمی اور ملائمیت کا انداز پیش کررہا تھا۔ چہرہ پُر انوار وتجلیات کی ایک بارش

Marfat.com
Marfat.com

عیاں تھی۔ نماز جنازہ حضرت پیر حاجی عاشق حسین صاحب سجادہ نشین ثانی بہگام شریف نزد چک رانب تحصیل ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین نے پڑھائی۔ ہزاروں افراد نے نماز جنازہ ادا کی۔

مزار پُر انوار موضع کلس شریف نزد ملکوال ضلع سرگودھا میں مرجع خاص وعام ہے۔ آپ کے بعد آپ کے سجادہ نشین پیر شمیم صابر صابری جو کہ ایک پڑھے لکھے اور منجھے ہوئے قابل ترین باصلاحیت شیخ طریقت ہیں۔ فقیر کو بارہا آپ سے شرف نیاز حاصل ہے فقیر راقم الحروف کی دعوت پر فقیر کے ادارے میں بڑی گیارہویں شریف وسالانہ عرس فیض عالم منعقدہ 4 جولائی کے پروگرام کی صدارت کے لئے دو مرتبہ تشریف لائے تھے۔ فقیر کو دربار گوہر بار کلس شریف میں حاضری کا بارہا موقع نصیب ہوا ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت پیر صوفی قدرت اللہ شاہ صابرؔی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

صوفی لامکانی عارف ربانی، فخر چشتیاں، چراغ راہ طریقت، قطب الوقت حضرت پیر صوفی قدرت اللہ شاہ چشتی صابرؔی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے جلیل القدر اکابر اور نامور صوفیاء میں ہوتا ہے۔ آپ کی ولادت ۱۸۷۰ء موضع خضر آباد تحصیل کھرڑ ضلع انبالہ میں حضرت صوفی فقیر اللہ بن صوفی نجیب اللہ کے گھر ہوئی۔ موضع خضر آباد میں آپ کے اجداد کی کچھ زرعی زمین بھی تھی جس پر کاشت کر کے رزق حلال پیدا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی زندگی کا ابتدائی حصہ موضع خضر آباد میں گزارا اور بنیادی تعلیم بھی وہیں پر حاصل کی۔ بعد ازاں انبالہ شہر میں منتقل ہو گئے۔

بیعت طریقت وخلافت:

آپ کو بچپن ہی سے بزرگان دین اور صوفیائے کرام کی محافل میں بیٹھتے اور اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دیتے اور عرسوں میں شرکت فرماتے۔ ایک مرتبہ مانکپور شریف میں حضرت حافظ محمد موسیٰ مانکپوری چشتی صابرؔی علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر ایک عارف کامل حضرت سائیں غلام قادر چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے ملاقات ہوئی۔ ان کی پہلی نگاہ نے آپ کا کام تمام کر دیا۔

حضرت سائیں غلام قادر چشتی صابرؔی علیہ الرحمۃ نے آپ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں بیعت سے سرفراز فرمایا۔ اور سلوک کی منزلیں طے کرانی شروع کر دیں۔ سلوک کی منازل طے کرانے کے بعد شیخ کامل نے آپ کو طریقت کے تمام سلاسل بالخصوص سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں دستار خلافت عنایت فرما کر بیعت کی اجازت سے سرفراز فرمایا اور اپنا جانشین مقرر فرما دیا۔

آپ نے اپنے پیر و مرشد کے جانشین کی حیثیت سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی اشاعت و تبلیغ اور مخلوق خدا کی رشد وہدایت کا کام جس شان وشوکت اور انداز سے انجام دیا اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

تقسیم برصغیر کے بعد پاکستان کی جانب ہجرت:

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو جب پاکستان کا وجود عمل میں آیا تو آپ اپنے رفقاء اور اہل خانہ کے

Marfat.com
Marfat.com

ہمراہ انبالہ سے ہجرت کر کے لاہور تشریف لے آئے۔ کچھ عرصہ قیام کے بعد گوجر خان ضلع راولپنڈی میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ گوجر خان میں قیام کے دوران آپ نے سلسلہ عالیہ کو فروغ دینے کے لئے ملک بھر کے طویل سفر کئے اور ہر سال شیخ الاسلام المسلمین حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر میں شرکت کی غرض سے پاکپتن شریف تشریف لے جاتے اور چند روز قیام فرماتے۔ ملتان میں مخدوم دوجہاں آفتاب چشتیاں حضرت مخدوم سیّدنا علاؤالدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس پر تشریف لے جاتے جس میں اپنے وقت کے عظیم صوفیاء مشائخ اور علماء شرکت کرتے تھے۔ اب یہ عرس مبارک حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ حضرت پیر طریقت محمد یونس صابری جو کہ آپ کے خواہر زادہ بھی ہیں کے زیر اہتمام ملتان میں ہی ہر سال منایا جاتا ہے۔

سیرت وکردار:

آپ کی عجب شان محبوبیت تھی جو کوئی آپ کو دیکھتا گرویدہ ہو کے رہ جاتا۔ دور دور سے تشنگان معرفت وطریقت کھنچے چلے آتے اور فیض یاب ہو کر جاتے تھے۔ آپ کی ذات اقدس گم گشتگان راہ کے لئے نشان منزل کا درجہ رکھتی تھی۔ صبر وشکر، زہد وتقویٰ اور فکر وفاقہ میں لاثانی تھے۔ عبادت وریاضت میں یکتائے روزگار تھے۔ نماز پنجگانہ نوافل کا اکثرت سے اہتمام فرماتے تھے۔ اپنے ہم عصر صوفیاء سے وضع داری، رواداری خوب نبھاتے تھے۔ آپ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ مرید عقیدت مندان عوام تو ایک طرف علماء اور مشائخ صوفیاء کا آپ کے گرد ہجوم رہتا۔ آپ ایک ہردلعزیز اور دھڑے کے پکے آدمی تھے۔ آپ کی گفتگو معرفت کے اسرار اور رموز سے لبریز تھی۔ ایک بار ڈاکٹر حبیب الرحمٰن برق صاحب پاکپتن شریف میں آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو آپ کی زبان ترجمان سے طریقت ومعرفت کے اسرار ورموز سن کر نہایت متحیر ہوئے اور فرمایا کہ باباجی ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔

آپ سماع سے خصوصی لگاؤ رکھتے تھے محفل سماع میں آپ کی وجدانی کیفیت دیدنی ہوتی تھی۔ دوران سماع وجدانی کیفیت میں بڑے بڑے پیچیدہ مسائل اور اسرار ورموز کھل جاتے تھے۔

آپ کے ہم عصر صوفیاء اور مشائخ:

ملتان شہر کی معروف روحانی شخصیت حضرت ولی محمد صاحب المعروف چادر والی سرکار علیہ الرحمۃ سے آپ کا گہرا تعلق تھا ایک مرتبہ آپ نے اپنے مرید سید بسالت علی شاہ سے فرمایا کہ بابا

Marfat.com
Marfat.com

جی چادروالی سرکار وقت کے غوث ہیں۔ حضرت قمر المشائخ الحاج حافظ قمر الدین چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے ساتھ آپ کا خصوصی اور دلی تعلق تھا۔ جب بھی راولپنڈی تشریف لاتے زیادہ تر انہی کے مکان پر قیام فرماتے اور اکثر وقت ان کے پاس گزارتے تھے۔ اسی طرح حضرت حافظ محمد شفیع چشتی صابر علیہ الرحمۃ جن کا مزار فیصل آباد میں واقع ہے۔ راولپنڈی پرانہ قلعہ میں کاروبار کرتے تھے۔ آپ کا ان سے بھی گہرا تعلق واسطہ تھا۔ راقم الحروف کے والدگرامی حضرت حافظ فیض محمد چشتی صابری علیہ الرحمۃ سے بھی آپ کی یاد اللہ خوب تھی ایک دوسرے سے علمی نکات پر خوب گفتگو فرماتے تھے۔ اسی طرح صوفی فیض الحسن صابری علیہ الرحمۃ وصوفی امور الحسن صابری علیہ الرحمۃ ہر دو حضرات کے مزار پاکپتن شریف میں واقع ہیں کے ساتھ بھی آپ کا تعلق تھا۔ اس کے علاوہ بھی لاتعداد مشائخ وصوفیاء کے ساتھ آپ کے گہرے مراسم تھے۔

آپ کے خلفائے کرام:

آپ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں جن پانچ حضرات کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ (نمبرا) حضرت میاں جمال الدین چشتی صابری (نمبر۲) صاحبزادہ حضرت سائیں غلام قادر چشتی صابری (نمبر۳) حضرت بابا غلام سرور ملتانی چشتی صابری حضرت حاجی غلام حیدر چشتی صابری راولپنڈی (نمبر۴) حضرت میاں عبدالعزیز چشتی صابری کراچی (نمبر۵) حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد چشتی صابری علیہم الرحمۃ اوکاڑہ۔ ان تمام خلفاء میں سے صرف دو خلفاء ہیں جن سے سلسلہ جاری ہوا ایک حضرت بابا غلام سرور ملتانی چشتی صابری جن کے خلیفہ حضرت پیر طریقت محمد اسلام صابری حال مقیم نواں شہر ملتان ہیں جو کہ حضرت منظور المشائخ کے بھائی بھی ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت منظور المشائخ علیہ الرحمۃ سے آپ کے سلسلہ عالیہ کو شہرت ملی ہ ملک کے دور دراز علاقوں میں لاتعداد مریدین ان کے ہاتھ پر شریف بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت منظور المشائخ صوفی منظور احمد صابری علیہ الرحمۃ آپ کے نہ صرف منظور نظر بلکہ آپ اکثر بھی وجدانی کیفیت میں آکر فرمایا کرتے تھے کہ منظور میرا منظور نظر ہے۔ آپ کی زبان ترجمان سے نکلے ہوئے الفاظ نے وہ اثر دکھایا کہ آج دنیا بھر کے تمام مشائخ وعلماء وصوفیاء صوفی منظور احمد صابری کو منظور المشائخ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ حضرت منظور المشائخ نے تمام زندگی اپنے پیرومرشد کی خدمت میں صرف کی اور وقت آخر بھی انہی ہی کے پاس آپ تشریف فرما تھے اور حضرت منظور المشائخ کی خواہش پر آپ کا مزار محلہ غازی آباد اوکاڑہ میں بنا۔

Marfat.com
Marfat.com

وصال باکمال:

وصال سے کچھ دن قبل آپ گوجر خان سے اوکاڑہ تشریف لے آئے اور کچھ دنوں کے بعد دسمبر ۱۹۶۱ء بمطابق ۱۷۔۱۸ رجب المرجب کی درمیانی شب بوقت تہجد ذکر خدا کرتے ہوئے واصل بحق ہوئے۔ آپ کے خلیفہ حضرت منظور المشائخ نے مزار پرانوار کی تعمیر بہت احسن طریقہ سے کرائی۔ اس کے ساتھ ایک وسیع مسجد اور دینی مدرسہ قائم کیا جبکہ زائرین کے لئے مسافر خانے لنگر خانے بھی تعمیر کرائے۔ آپ کا مزار پرانوار محلہ غازی آباد اوکاڑہ شہر میں مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کا عرس مبارک ۱۷۔۱۸ رجب المرجب کو آپ کے آستانہ عالیہ پر موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ سعید احمد صابری مدظلہ جو کہ ایک بہترین فاضل ترین پڑھے لکھے بردبار بلند حوصلہ کے مالک منجھے ہوئے شخص ہیں۔ حلیم الطبع بلند اخلاق و کردار کے مالک ہیں۔ اپنے بزرگوں کی جھلک ان کے چہرے سے عیاں ہے۔ فقیر راقم الحروف نے حضرت قدرت اللہ شاہ اور حضرت منظور المشائخ علیہم الرحمۃ کی بارہا زیارت کی ہے اور صاحبزادہ سعید احمد صابری سے برادرانہ اور دیرینہ تعلق قائم ہے۔ دعا ہے کہ مالک کائنات خواجگانِ چشت اہل بہشت کا صدقہ صاحبزادہ سعید احمد صابری کا سایہ تادیر عاشقان صابرِ پاک پر قائم و دائم رکھے اور ان کے دم قدم سے سلسلہ عالیہ کو مزید رونق بخشے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

باب ہفتم

سلسلہ عالیہ چشتیہ وارثیہ

کے بزرگان کے حالات وواقعات پر

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

سلطان الطریقت سلسلہ عالیہ وارثیہ، مقتدائے افراد پیشوائے اوتار، عارف حقانی، امام الاولیاء، حاجی الحرمین شریفین، آل حسین و الحسین، وارث گلگوں قباء، حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین ہیں۔ وارثی سلسلہ کی ابتداء آپ ہی سے ہوئی۔ آپ کے آباؤ اجداد نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ نیشاپور سے سکونت ترک کر کے ہندوستان آئے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام سیّد قربان علی شاہؒ ہے وہ دیوا ضلع بارہ بنکی یو پی میں رہتے تھے۔ اور وہاں کے رئیسوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ وصوفی منش رئیس تھے۔ حاجی حافظ سید وارث علی شاہ صاحب کی ولادت باسعادت ۱۲۳۳ھ کو دیوہ شریف میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار کا وصال آپ کی ولادت باسعادت سے پہلے ہی ہو چکا تھا۔ اور ابھی سن رشد کو نہ پہنچے تھے کہ والدہ ماجدہ کا نے بھی وصال حق فرمایا والدہ کے وصال کے بعد آپکی پرورش آپکی دادی جان کی گود میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت:

جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو آپ کی تعلیم باقاعدہ شروع ہوئی۔ مکتب جانے لگے آپ نے قرآن مجید سات سال کی عمر میں حفظ کیا عشق و محبت کے جذبات بچپن ہی سے جنگلوں اور ویرانوں میں لئے پھرتے تھے۔ آپ کا دل شہر میں نہ لگتا تھا۔

بیعت و خلافت:

آپ اپنے بہنوئی حضرت سیّد خادم علی شاہ صاحب لکھنوی کے مرید وسجادہ نشین مقرر ہوئے ہیں آپ کے پیرومرشد کا قیام لکھنؤ میں رہتا تھا۔

سیر و سیاحت:

ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ پیرومرشد سیّد خادم علی شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ وارث علی سفر کرو چنانچہ پیرومرشد کا حکم پا کر آپ نے اپنے وطن عزیز کو خیر باد کہا۔ اور قصبہ دیوہ

Marfat.com
Marfat.com

ضلع نارہ بنکی سے جے پور تشریف لائے جے پور سے اجمیر شریف خواجہ غریب نواز کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے۔ آستانہ عالیہ اجمیر شریف میں داخل ہونا چاہتے تھے کہ دروازہ پر جو شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے آپ سے کہا کہ جوتا پہن کر اندر جانا خلاف ادب ہے۔ آپ نے وہیں جوتا اتارا اور پھر ساری عمر کبھی جوتا نہیں پہنا۔ اجمیر شریف سے آپ بمبئی تشریف لے گئے بمبئی سے جدہ گئے۔ ۲۹ شعبان ۱۲۵۳ھ کو مکہ معظمہ پہنچے، حج کا فریضہ ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ وہاں کچھ دن رہے۔ پھر رخت سفر باندھا۔ بیت المقدس، دمشق، بیروت، بغداد، کاظمین، نجف اشرف، کربلائے معلیٰ ایران قسطنطنیہ کی سیاحت کی اور درویشوں سے مل کر پھر مکہ معظمہ پہنچے حج سے فارغ ہو کر آپ افریقہ تشریف لائے۔ وہاں سے اپنے وطن دیوہ شریف پہنچے۔

واپس آ کر آپ نے دیکھا کہ مکان شکستہ ہو چکا ہے اور آپ کے ساز و سامان پر آپ کے رشتہ دار قابض ہیں۔ ان کو یہ فکر ہوئی کہ شاید آپ جائیداد وغیرہ واپس لیں گے۔ اور ممکن ہے کہ عدالتی کارروائی بھی کریں۔ اُن لوگوں کی بے اعتنائی اور بے رخی سے آپ کو تکلیف پہنچی۔ آپ نے وطن میں زیادہ قیام کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ آپ نے پھر رخت سفر باندھا۔ اور قریب و جوار کے مختلف مقامات کو زینت بخشی۔ آپ جنگلوں، بیابانوں اور پہاڑوں میں گھومتے، اور قدرت کا مشاہدہ کرتے رہے۔

سیرت:

آپ نے شادی نہیں کی آپ جائیداد۔ مکان۔ ساز و سامان وغیرہ سے بے نیاز تھے۔ فقر میں بادشاہی کرتے تھے آپ بہت ہی صابر، شاکر اور متقی تھے۔ روپے پیسے کو ہاتھ نہ لگاتے تھے اگر کوئی شخص آپ کو کوئی تحفہ پیش کرتا۔ تو آپ اُس سے بہتر چیز اس کو عطا فرمائے تھے۔ عفو و کرم آپ کا شعار تھا۔ آپ کسی قسم کی سواری پسند نہ کرتے تھے۔ ٹانگے، بگھی یکے میں نہیں بیٹھے تھے۔ آخری عمر میں کمزوری کے باعث پالکی میں بادل ناخواستہ بیٹھتے تھے۔ آپ سنت کے سخت پابند تھے۔ آپ نے سیاحت بہت فرمائی۔ خوراک بہت کم تھی۔ مدتوں ہفتہ میں ایک بار کھانا کھایا۔ پھر تیسرے روز کھانا کھانا شروع کر دیا۔ کمزوری کے باعث روز یا دوسرے دن تھوڑا سا کھانا کھا لیتے تھے۔ کھانے کے بعد خلال کرتے اور پھر ہاتھ دھوتے تھے۔ آپ نے اول حج بیت اللہ شریف کے لیے پندرہ برس کی عمر عزیز میں احرام باندھا تو پھر تادم آخر اسی احرام زرد میں زندگی بسر فرمائی اور وقت آخر بھی اس زرد احرام میں مدفن ہوئے۔ کربلا پہنچ کر آپ نے یہ طے کیا کہ تخت یا پلنگ پر نہ سوئیں گے پھر تمام عمر اس پر کاربند رہے۔ پھر تمام زندگی زمین کو شرف بخشا

Marfat.com
Marfat.com

تعلیمات:

آپ فرماتے ہیں کہ جس عورت کا خاوند موجود ہو اور اُس کے پاس رہتا ہو اُسے کھانے، پینے اور ضروریات کی پرواہ نہیں ہوتی خاوند خود بخود اس کا انتظام کرتا ہے۔ پھر جبکہ خدا اَقْـرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدُ ط۔ تو انسان اپنی روزی کے لئے کیوں پریشان ہوتا ہے۔

نمبر ۲:

ایک مرتبہ یہ ذکر ہو رہا تھا کہ حدیث میں آیا ہے کہ تہتر فرقوں میں سے بہتر فرقے ناری ہیں اور ایک ناجی ہے۔ جب آپ سے اس فرقے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے دریافت کیا کہ حسد کے کتنے عدد ہیں۔ حاضرین نے عرض کیا کہ حسد کے عدد بہتر ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا جو فرقہ حسد سے باہر ہے۔ وہ ناجی ہے۔

اقوال:

ذیل میں آپ کے چند اقوال پیش کیے جاتے ہیں۔

(نمبر ۱) جو شخص خدا پر بھروسہ کرتا ہے خدا اس کی مدد ضرور کرتا ہے۔ (نمبر ۲) محبت کرو۔ (نمبر ۳) کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤ۔ (نمبر ۴) اسلام اور چیز ہے ایمان اور چیز ہے۔ (نمبر ۵) حسد سے احتراز کرو۔ (نمبر ۶) محبت میں انتظام نہیں۔ (نمبر ۷) اللہ اللہ کیا کرو۔ (نمبر ۸) جس طرح بندوں کو روزی پہنچانا اللہ کی شان ربوبیت ہے۔ اسی طرح اللہ کے نام کی مداومت بندوں کا اظہار عبودیت ہے۔ (نمبر ۹) بغیر محبت کے ذکر سے کچھ نہیں ہوتا۔ (نمبر ۱۰) اسی ذکر سے فائدہ ہوتا ہے۔ جو محبت ہوتا ہے۔ (نمبر ۱۱) خدا نے ہر کام کے واسطے ایک وقت مقرر کیا ہے۔ (نمبر ۱۲) مشربِ عشق میں توحید حقیقی کی تعریف یہ ہے کہ اپنے وجود کے ادراک کی ایسی نفی کرنا، کہ ہستی کے سامنے تعینات کی ہستی مفقود اور نابود ہو جائے، اور فناء کے بعد حضرت احدیث کا وہ قرب و اتصال نصیب ہو، جس کو حیات ابدی اور بقائے سرمدی کہتے ہیں۔ (نمبر ۱۳) درحقیقت موجد وہ ہے کہ جس کا آخر اول کی طرف لوٹ آئے۔ اور ایسا ہو جائے جیسا ہونے سے قبل تھا۔ (نمبر ۱۴) جو مرید پیر کو دور سمجھے۔ وہ مرید ناقص ہے اور جو پیر مرید سے دور رہے وہ پیر ناقص ہے۔ (نمبر ۱۵) وہ مرید صادق ہے جو پیر کی بارگاہ کو نقائص سے پاک سمجھے۔ (نمبر ۱۶) مرید کی کامیابی اس کے پیر کی عنایت پر موقوف ہے۔ (نمبر ۱۷) مرید مثل بیمار کے ہے اور پیر بمنزلہ طبیب کے ہوتا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو بیمار طبیب کی ہدایتوں پر عمل کرتا ہے۔ اس

Marfat.com
Marfat.com

کو شفا جلد ہوتی ہے۔ (نمبر ۱۸) مرید کا مرکز تسلیم و محبت ہے۔ جو اس سے ہٹ گیا وہ خراب ہوا اور جو قائم رہا وہ کامیاب ہوا۔ (نمبر ۱۹) فی الحقیقت مرید وہ ہے جس کی مراد اس کا پیر ہو۔ (نمبر ۲۰) مرید اس طرح پیر سے ملے۔ جس طرح قطرہ دریا سے مل جاتا ہے تو اس قطرے کو سب دریا کہتے ہیں۔ (نمبر ۲۱) محبت میں انسان گونگا بہرہ ہو جاتا ہے۔

کشف و کرامات:

آپ جب پہلی مرتبہ حج کرنے جا رہے تھے تو محض خدا کے بھروسے پر سفر اختیار کیا تھا۔ زادِ راہ کچھ بھی نہ تھا۔ دوران سفر جہاز میں آپ کو کئی روز کا فاقہ ہوا جہاز چلتے چلتے بیچ سمندر کے رک گیا۔ جہاز کا کپتان مسلمان تھا۔ اس کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاز کے کپتان سے فرمایا کہ لوگ بھوکے ہیں۔ اور تم ہو کہ کھانا کھاتے ہو۔ یہ اس کا وبال ہے۔ جہاز کا کپتان پریشان ہوا اس نے تدبیر سوچی کہ سب مسافروں کی دعوت کی جائے۔ چنانچہ سب مسافر دعوت میں شریک ہوئے لیکن آپ نے شرکت نہ کی دوسری شب جہاز کے کپتان نے وہی خواب دیکھا۔ اس نے پھر سب مسافروں کی دعوت کی۔ چنانچہ آپ اس مرتبہ بھی شریک نہ ہوئے۔ اب تیسری مرتبہ کپتان کو پھر وہی بشارت ہوئی۔ اس مرتبہ اس نے پھر سب کی دعوت کی اور اس خیال سے کہ کوئی مہمان رہ نہ جائے۔ رجسٹر لے کر سب مسافروں کی حاضری لی۔ اب اس کو معلوم ہوا کہ ایک مسافر غیر حاضر ہے۔ اس نے آپ کو تلاش کیا اور کھانا پیش کیا آپ نے کھانا کھایا اور جہاز روانہ ہوا۔

کرامت ۲:

عربی پاشا کے خدیو مصر کو معزول کرنے پر اور خدیو مصر کی انگریزوں سے امداد کرنے پر برطانوی حکومت نے ہندوستانی فوجوں کو مصر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ علی محمد خان رسالدار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دور دراز سفر کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا علی محمد اگر تم پانی میں ہو تو ہم تمہارے ساتھ ہوں گے رسالدار علی خان نے عرض کیا حضور مجھ کو مصر جانے کا حکم ملا ہے۔ آپ نے یہ سن کر علی محمد رسالدار سے فرمایا کہ علی محمد مصر کے چاقو اچھے ہوتے ہیں۔ کیوں علی محمد اگر کوئی ہندوستانی افسر کہیں نمایاں کام سرانجام دے۔ تو ملکہ اس کی بڑی خاطر کرتی ہوگی۔ ولایت اچھا شہر ہے اب تم جاؤ۔ چنانچہ ہندوستانی فوجوں نے مصر میں جوہر شجاعت دکھائے مصری فوجوں کو شکست ہوئی۔

Marfat.com
Marfat.com

علی محمد خان رسالدار کو اُن کی خدمات کے صلہ میں انگلستان بھیجا گیا۔ ملکہ وکٹوریہ نے ان کی بہت عزت کی۔ جب علی محمد خان رسالدار واپس لوٹے تو مصر سے چاقو اور چھریاں لائے اور آپ کو پیش کیں۔

وصال:

۹ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۰۵ء کو آپ کو زکام کی شکایت ہوئی۔ وصال سے ایک روز قبل آپ نے اپنے ایک مرید سے فرمایا۔ ہم کل صبح چار بجے چلیں گے۔ چنانچہ ۳۰ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۰۵ء کو وصال فرمایا۔ مزار اقدس دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی یوپی بھارت میں مرجع خاص وعام ہے۔

جہاں پر آج بھی ہزاروں طالبان عشق ومحبت حاضری دیکر اپنے قلوب و اذھان کو نور ایمان سے منور کرتے ہیں۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت حافظ عبدالکریم المعروف حافظ پیاری وارثی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

عارف باللہ فنافی اللہ شہباز عشق ومحبت۔ حضرت حافظ عبدالکریم المعروف حافظ پیاری شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ آپ واصل بالذات تھے۔ آپ بڑے گاؤں ضلع بارہ بنکی کے رہنے والے تھے اور قدوائی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا اصلی نام عبدالکریم ہے۔ آپ نے چھوٹی سی عمر میں قرآن کریم حفظ کرلیا تھا اور اس کے بعد حضور قبلہ حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ حافظ پیاری کے نام سے مشہور ہیں اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ آپ اپنے رشتہ کے چچا کی لڑکی بنام پیاری جو دیوہ شریف میں رہتی تھی کو قرآن شریف پڑھایا کرتے تھے کہ عشق صادق کی بنیاد پڑ گئی عشق ومستی کا جذبہ ایسا بڑھا کہ پڑھنا پڑھانا تو درکنار ملنے جلنے، بولنے چالنے کی بھی بندش ہوگئی۔ دونوں طرف آگ بھڑکی اور کسی نہ کسی طرح خفیہ ملاقات کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ حالانکہ حافظ صاحبؒ کو اس معاملے میں بڑی بڑی تکالیف جسمانی پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ حتیٰ کہ حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے بھی آپ کو پیاری کے ہاں جانے سے منع فرمایا مگر آپ نہیں مانے۔ ہر طرح کی زحمت گوارا کرنا منظور تھی۔ مگر

یار کی گلیوں میں کیونکر یار جانا چھوڑ دے
کس طرح بلبل چمن سے آشیانہ چھوڑ دے

جس وقت حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنے عزم پر مستحکم پایا۔ تو حضور حاجی صاحبؒ نے فرمایا سنو۔ سنو۔ پاک عشق میں خدامدد کرتا ہے۔ اگر ہزار ہرجائی ہو کچھ نہیں ہوسکتا پھر بھی دنیا کی طعن وتشنیع کی زبان کیونکر روکی جاسکتی ہے۔ حضرت حافظ صاحبؒ کو کنوئیں میں بھی ڈالا گیا اور اس کی چوٹ کا اثر تاحیات حافظ صاحب پر رہا مگر لڑکی والوں کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ حافظ صاحبؒ کے قبضے میں جنات ہیں اس لئیوہ سب گھر والوں کو پریشان بھی کرتا ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ بھی سن کر فرمادیتے تھے۔ کہ ہاں ہاں پڑھا ہوا جن ہے اور حافظ عاشق ہے حافظ عاشق ہے حافظ دیوانہ ہے۔ جب صورت حال خطرناک ہوگئی۔ تو حضرت حاجی صاحبؒ نے حکم دیا کہ حافظ تم شاہ منعم صاحب کے مزار پر جاکر صدا لگایا کرو حافظ صاحبؒ مزار پر جاکر یہ صدا لگانے

Marfat.com
Marfat.com

لگے وارثا! تیرے دربار میں آیا۔ مدد کیجیو۔ شاہا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد حکم ملا۔ حافظ تم ہماری صورت دیکھا کرو حافظ صاحبؒ نے عرض کیا اگر آپ پیاری سے زیادہ حسین ہوتے تو آپ کو دیکھتا۔ سرکار وارث پاک نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ عاشق صادق کے سوا کسی جرأت نہیں فرمایا کہ حافظ عاشق صادق ہے۔ اسی زمانہ میں حضرت حاجی صاحبؒ نے حضرت نور محمد شاہ وارثی خادم خاص سے فرمایا کہ عبدالرؤف کے گھر کہلا دو کہ ہمارے یہاں لڑکی کو نہ لیکر آیا کرو۔ کیونکہ حافظ عاشق ہے۔ اگر کہیں پکڑ لیا۔ تو قیامت تک چھڑانا مشکل ہوگا۔ حافظ صاحبؒ خود فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کے حکم سے حضرت منعم شاہ کے مزار پر چادر چڑھائی اور پھر ایک دم یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ آج چل کر پیاری کو گھر سے نکال لاؤ۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ یہ سوچ کر میں دیوہا حافظ کے شعر پڑھتا ہوا چلا۔ راستہ میں حضور کا آستانہ پڑتا تھا۔ وہاں پہنچ کر رک گیا۔ خیال کیا کہ پہلے حضور انور کی قدم بوسی کرتا چلو۔ گیا تو دیکھا کہ سرکار وارث پاک کی جگہ پیاری رونق افروز ہے۔ اسی ادائے دلفریب سے گلابی دوپٹہ اوڑھے بیٹھی ہے۔ میں سربسجود ہوگیا۔ سر اٹھاتا ہوں تو دیکھا کہ سرکار وارث پاک فرمارہے ہیں۔ یہی صورت ہے۔ جس کے ساتھ تمہارا حشر ہوگا جہاں کہیں دیکھو اسی صورت کو دیکھو آن کی آن میں سرکار وارث پاک نے مجاز کو حقیقت سے آشنا کر دیا اور احرام فخر ولایت وارثیہ عطا فرما۔ اور حافظ پیاری شاہ نام رکھا۔ حافظ پیاری کو ہزاروں روپیہ نذرانہ ملتا سب سرکار کے قدموں پر لٹا دیا کرتے تھے۔ مختصر یہ کہ سرکار وارث پاک کا بنایا ہوا۔ یہ قلندر احرام پوش صاحب ولایت فقیر اس شان سے فقیری کر گیا کہ آج ہر وارثی فقیر کی زبان پر اس کا تذکرہ ہے۔ حافظ پیاری صاحبؒ اپنے مرشد ذی شان کے حضور ہر سال بڑی دھوم دھام سے زرد احرام شریف چادر چڑھاتے۔ اور تین دن تک صبح و شام ہر خاص و عام کے لیے لنگر عام کا نذرانہ پیش کرتے تھے۔ آپ حافظ پیاری شاہ صاحب ہی واحد ہستی ہیں کہ جنکے دیوہ شریف میں قیام کے لیے بحکم حاجی صاحب خانقاہ تعمیر ہوئی۔ جہاں قبلہ حاجی صاحب خود جلوہ افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ حافظ۔ حافظ یہ گدی پکی رہے یہ جگہ قیامت تک آباد رہے گی۔ بفضل تعالیٰ مرشد برحق کے فرمان کے مطابق ایک صدی گذر جانے کے بعد بھی یہ خانقاہ حافظ پیاری شاہ وارثی کے نام نامی اسم گرامی سے معروف و آباد بفیضان کرم نور علیٰ نور ہے۔

وصال:

آپ کا وصال دو شعبان ۱۳۵۲ھ کو ہوا مزار شریف نشست گاہ سرکار عالم پناہ خانقاہ حافظ پیاری شاہ دیوہ قلع بارہ بنکی بھارت شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

لسان الطریقت حضرت میاں بیدم شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

عاشق رسول سلطان الشعراء فنافی المرشد۔ لسان الطریقت بلبل چمنستان رسالتؐ حضرت میاں بیدم شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ ۱۸۷۶ء کو بمقام اٹاوہ (نیا شہر) یوپی بھارت میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اور اٹاوہ میں ہی آپ نے علم ظاہری کی ابتدائی اور آخری تعلیم مکمل کی۔

آپ کی طبیعت میں شاعرانہ وجدان فطری طور پر ودیعت تھا۔ تمام زندگی خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق گزاری نماز پنجگانہ اور نوافل کا کثرت سے اہتمام فرماتے مخلوق خدا سے محبت سے پیش آتے۔

خرقہ واحرام پوشی:

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد باطنی علوم کی توجہ مرکوز ہوئی تو سلسلہ عالیہ وارثیہ میں مرشد دوراں سرکارِ عالم پناہ امام الاولیاء حضرت حاجی حافظ سیّد وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے قبلہ حاجی صاحب سرکار نے آپ خرقہ احرام فقر عطا فرمایا۔

ذوق شاعری:

آپ دوسرے شعراء کی شاعری سُن کر اپنے دل ہی دل میں گنگناتے رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ اس مشق نے ارتقا کی منازلیں طے کیں اور خود شاعر بننے کی تمنا ازلی آپ کو آگرہ لے گئی جہاں دوسرے احباب وارباب وطن بھی موجود تھے۔ جناب خواجہ آتش لکھنوی مرحوم کے شاگردوں میں وحید مانک پوری گزرے ہیں۔ اُن کے جانشین اور مقرب باکمال شاگرد سیّد نثار اکبر آبادی کا حلقہ تلامذہ اس وقت آگرہ میں عروج پر تھا۔ آپ بھی اس حلقہ میں داخل وشامل ہو گئے کچھ عرصہ میں ہی نغکو شاعر کا مقام حاصل کر لیا اور تھوڑے ہی دنوں میں سراج الشعراء ولسان الطریقت اور بلبل چمنستان رسالتؐ کے خطاب سے خطاب کئے جانے لگے۔ آپ بحیثیت شاعر مشاعروں میں عامیانہ شرکت سے ہمیشہ اجتناب فرماتے تھے۔ بربنائے تعلقات کبھی کبھی چلے بھی گئے تو آپ کا یہ معمول زندگی رہا ہے۔ کہ کسی محفل میں کبھی بھی کوئی کلام سنانے سے پہلے وہ کلام دیوہ شریف حاضر ہو کر حضور سرکار عالم پناہ قبلہ حافظ حاجی سیّد وارث علی شاہ صاحب حیات تا بعد از وصال کو سناتے

Marfat.com
Marfat.com

پھر وہ کلام دوسروں کو سناتے اپنی شاعری کے دوران تمام زندگی کبھی دنیاداروں کی مدح سرائی نہ کی اور نہ ہی ان کی تعظیم کی۔

سیرت وکردار:

آپ تمام رات عبادت وزکر وفکر میں گزارتے کبھی غفلت نہ فرماتے ملنے والوں سے ملنے میں سبقت فرماتے اور وضع داری کے دامن کو کبھی بھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ آپ کی طبیعت انتہائی سادہ تھی ظاہرداری سے سخت نفرت۔ اخلاق بہت وسیع تھا۔ امیر ہو یا غریب سب سے ایک جیسا سلوک فرماتے۔ آپ ہمیشہ پیلا وسبز کاہی۔ شربتی وکھتی رنگ کے احرام پسند فرماتے تھے۔ کھانے میں بیسن کی روٹی اور چٹنی مرغوب غذا تھی آپ اپنی بڑائی اور بزرگی کبھی کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے۔ موسیقی سے خاص لگاؤ تھا۔ اکثر آپ قوالوں کو اس فن کی تعلیم بھی دیتے تھے۔

''حضرت میاں بیدم شاہ وارثی کا کلام''

عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسول
کہاں کہاں لئے پھرتی ہے جستجوئے رسول
خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزوئے رسول
خوشا وہ آنکھ جو ہو محوِ حسن روئے رسول
تلاش نقش کف پائے مصطفیٰ کی قسم
چنے ہیں آنکھوں سے زرات خاک کوئے رسول
پھر اُن کے نشہ عرفان کا پوچھنا کیا ہے
جو پی چکے ہیں ازل سے مئے سبوئے رسول
بلائیں لوں تیری اے جذب شوق صل علیٰ
کہ آج دامن دل کھنچ رہا ہے سوئے رسول
شگفتہ گلشن زہراؓ کا ہر گل تر ہے
کسی میں رنگ علیؓ اور کسی میں بوئے رسول

Marfat.com
Marfat.com

عجب تماشہ ہو میدان حشر میں بیدم
کہ سب ہوں پیش خدا اور میں روبروئے رسول

"غزل"

کاش مجھ پر ہی مجھے یار کا دھوکا ہو جائے
دید کی دید تماشے کا تماشا ہو جائے
دیدۂ شوق کہیں راز نہ افشاں ہو جائے
دیکھ ایسا نہ ہو اظہار تمنا ہو جائے
آپ ٹھکراتے تو ہیں قبر شہیدان وفا
حشر سے پہلے کہیں حشر بر پا نہ ہو جائے
آپ کا جلوہ بھی کیا چیز ہے اللہ اللہ
جس کو آ جائے نظر وہ بھی تماشا ہو جائے
شرم اس کی ہے کہ کہلاتا ہوں کشتہ تیرا
زندہ عیسیٰ سے ہو جاؤں کہ مرنا ہو جائے
دور میں ہو جائیں جو آنکھوں سے حجابات دوئی
پھر تو کچھ دوسری دنیا میری دنیا ہو جائے
اس کی کیا شرم نہ ہو گی تجھے اے شان کرم
تیرا بندہ تیرے سامنے رسوا ہو جائے
تو اسے بھول گیا وہ تجھے کیونکر بھولے
کیسے ممکن ہے کہ بیدم بھی تجھی سا ہو جائے

حضرت میاں بیدم شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ نے بہت سے کلام ہی نہیں بلکہ دیوان لکھے

Marfat.com
Marfat.com

ہیں۔اس مختصر میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے آپ کے کلاموں کے مقطع پیش کیے جا رہے ہیں۔
اپنے عقیدہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

بیدم یہی تو پانچ ہیں مقصود کائنات
خیرالنساءؓ حسینؓ و حسنؓ مصطفیٰؐ علیؓ

اسی طرح اپنی ایک اور غزل کے مقطع میں فرماتے ہیں۔

اللہ پھر بھی حضرت بیدم پھر آیئے
آپ آ گئے تو آج میرا جی بہل گیا

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

بیدم کی تمنائے دل ہے کہ دم نزع
آئیں وہ مجھے شربت دیدار پلانے

اسی طرح اپنے ایک نعتیہ کلام میں مدینہ پاک کے خطے سے اپنی نسبت کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

سگ طیبہ مجھے سب کہہ کے پکاریں بیدم
یہی رکھیں میری پہچان مدینے والے

اپنی ایک عارفانہ غزل کے مقطع میں فرماتے ہیں۔

بیدم وصال میں جو پلائی تھی یار نے
اب تک اسی شراب کا باقی خمار ہے

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

بیدم تیرے گریہ نے طوفان اٹھا ڈالے
اور نالوں نے دنیا کی بنیاد ہلا ڈالی

اسی طرح ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

بیدم ملے جو مجمع احبابِ دلنواز
پھر تو خزاں بھی ہو تو ہماری بہار ہے

Marfat.com
Marfat.com

اپنے دور کے شاعروں کے بارے میں کچھ اسی طرح فرماتے ہیں۔

کل تک مجھ سے لکھاتے تھے جو غزلیں بیدم
آج وہ صاحب دیوان بنے بیٹھے ہیں

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں آمد آمد اور میدان حشر میں تشریف آوری کے حوالے سے میاں بیدم شاہ صاحب اپنی نعت کے مقطع میں فرماتے ہیں۔

یہی بیدم کی آرزو اور یہی ہے خواہش یہی دعا ہے
جدا ہو سرتن سے یاالٰہی پر ان کا سودا نہ سر سے نکلے

عشق و محبت کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر فرماتے ہیں۔

کس طرح دم تیرا بیدم نہ بھرے اے ساقی
آج تک یاد ہے وہ جام پلانا تیرا

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

دنیا سے بے نیاز زمانے سے بے خبر
بیدم ہے تیرا تیری تمنا لئے ہوئے

اپنے ایک پوربی کلام کے مقطع میں فرماتے ہیں۔

چندن بدن پر تہد سد ہے
بیدم جائے واپے بلہاری

آپ کا کلام عشق و محبت بھرا کلام ہے۔ جس میں معرفت ہی معرفت حقیقت ہی حقیقت اور عشق ہی عشق نظر آتا ہے۔ دنیا بھر میں محفل سماع ہو یا خطیب کا واعظ تقریر ہو یا تحریر شادی ہو یا کوئی دینی محفل اس میں مختلف مقامات پر آپ کا کلام پڑھا اور سنا جاتا ہے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال ۸ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ بمطابق ۲۴ نومبر ۱۹۳۶ء کو شہر لکھنؤ میں ہوا مزار فیض آثار شاہ اویس کے گورستان دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی یوپی بھارت میں مرجع خاص و عام ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اڑا دے
تیرے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

بیدم میری قسمت میں سجدے ہیں اسی در کے
چھوٹا ہے نہ چھوٹے گا سنگ در جانا ناں

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

الحاج حضرت خواجہ فقیر حیرت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

قدوۃ السالکین، برہان الواصلین، امام العاشقین، زبدۃ العارفین، نائب رحمتہ اللعالمین، حضرت الحاج خواجہ فقیر حیرت خواجہ حیرت شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ ماہ جنوری ۱۸۹۴ھ بمقام مشرقی جالندھر پنجاب انڈیا بھارت میں اپنے وقت کے صوفی کامل حضرت میاں احمد بخش وارثیؒ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والد گرامی شب بیدار عبادت گزار اور صوم وصلوٰۃ کے پابند بزرگ تھے۔

اس طرح ایک مذہبی گھرانے میں آپ نے آنکھ کھولی اور اسی ماحول میں آپ کی تربیت ہوئی اور والدین نے سن شعور کے بعد سے ہی آپ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دینا شروع کر دی تھی۔

ابتدائی تعلیم:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے شہر جالندھر میں ہی حاصل کی اور قرآن پاک کے علاوہ دیگر بنیادی علوم دینیہ آپ نے اپنے گھر ہی میں مکمل کئے اور دنیاوی تعلیم بھی اپنے آبائی علاقہ میں حاصل کرنے کے بعد علوم ظاہری کی ڈگری علی گڑھ سے حاصل کرنے کے بعد محکمہ تعلیم پنجاب میں سرکاری ملازمت اختیار کی اس کے چند سال بعد محکمہ مال و پوسٹ اینڈ ٹیلی گراف میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔

خرقہ احرام پوشی:

آپ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم جناب حضرت بیدم شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور پھر ۱۹۲۷ء میں انہی کے دست حق پرست سے بمقام آستانہ عالیہ وارث پاک دیوہ شریف میں آپ کی احرام پوشی ہوئی عشق و مستی میں سراپا عکس حیرت و نقش حیرت ہوئے۔

اس کے بعد آپ نے سرکاری ملازمت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیا اور تعلیمات وارثیہ پر کاربند رہتے ہوئے زندگی گزارنے لگے آپ اکثر کپورتھلہ بھارت کے جنگلوں میں اکثر

Marfat.com
Marfat.com

و بیشتر مصروف عبادت رہتے تھے۔

سیرت و کردار:

آپ انتہائی درجہ کے نیک عابد و زاہد عبادت گزار اور شب بیدار متقی و پرہیز گار تھے۔آپ نے کئی سال تک طے کے روزے رکھے بعض دفعہ آٹھ آٹھ دن کے بعد افطار فرماتے تھے روزے کی افطاری کے لئے سوکھی روٹی پانی میں بھگو کر تناول فرماتے تھے اسی سے روزہ رکھا جاتا اور اسی سے افطاری کی جاتی تھی۔آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ روزہ ایک مخفی عبادت ہے اور روزہ رکھنے سے نفس مغلوب ہوتا ہے اور روحانیت پرورش پاتی ہے۔آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ شوق سے روزے رکھنا عاشقوں کی سنت ہے اور خدا کی محبت بڑھتی ہے۔

آپ نے تمام عمر مکان یا جائیداد کچھ بھی نہ بنائی اور اپنے پیشوا حضور عالم پناہ سرکار وارث پاک علیہ الرحمۃ کے قول کے مطابق کہ فقیر کا کوئی گھر نہیں ہوتا اور تمام گھر فقیر کے ہوتے ہیں۔ آپ نے تمام عمر سیاحت میں گزار دی۔آپ نے اپنے شیخ کے احکامات کی بھرپور پابندی فرمائی اور اس سلسلہ میں سخت مشقت برداشت کی۔سلسلہ عالیہ وارثیہ کے جس طریقے اور تعلیمات سے آپ کو گزرنا پڑا وہ بہت کٹھن راستہ تھا بہت کم درویش ایسے ہیں جنہوں نے اس قسم کی مشقت برداشت کی ہو۔

آپ کے مرشد کامل حضرت بیدم شاہ وارثی علیہ الرحمۃ بھی آپ پر بہت مہربان اور شفیق تھے جس طرح آپ نے مرشد کامل کے طریقے اور شریعت محمدیہ پر عمل پیرا ہو کر مجاہدہ و ریاضت میں وقت گزارا اسی طرح مرشد کامل جناب حضرت بیدم شاہ وارثی علیہ الرحمۃ نے بھی آپ کو نوازنے میں کمی نہ چھوڑی تھی۔کہ اس جہان رنگ عالم میں سراپا حیرت ہی حیرت کے نام نامی اسم گرامی سے معروف ہوئے غرضیکہ مرشد کامل کے صدقے آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہر کام و عمل میں حیرت افزا فرما دیا کہ دیکھنے والے آپ کی روحانی شخصیت سے حیرت زدہ ہوئے بغیر نہیں رہتے تھے۔

آپ کے پاس اس قدر بے طلب نذرانے آتے تھے کہ آپ اگر انہیں جمع فرماتے تو سونے اور چاندی کے محل بن جاتے مگر آپ کی عادت شریفیہ یہ تھی کہ جو کچھ بھی آپ کے پاس آتا اور آیا وہ سب کا سب اسی وقت راہ خدا میں صرف کر دیا کرتے تھے۔آپ کے مرشد کامل نے آپ کو ایسا دست غیب عطا فرمایا تھا کہ آپ نے فقیری میں شہنشاہی کی اور ہر حاجت مند کی ضرورت کو بڑی فراخدلی سے پورا فرماتے تھے اور ضرورت سے زیادہ دیکر رخصت فرماتے۔

Marfat.com
Marfat.com

اور فرماتے کہ اللہ سب کا وارث ہے اور ہم جس کو مانے بیٹھے ہیں اس کا نام رزاق ہے۔
طبیعت میں اس قدر عاجزی کہ اگر کوئی شخص آپ کو سلام کرنے میں سبقت لے جاتا تو آپ اس کا جواب ان الفاظ میں دیتے تھے۔ اللہ اللہ وعلیکم اسلام۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔ آپ جب کھانا تناول فرماتے تو سر کو ڈھانپ لیتے اور فرمایا کرتے کہ ننگے سر کھانے سے رزق میں کمی آجاتی ہے۔ آپ کے پاس اگر کوئی درویش یا فقیر یا احرام پوش آجاتا تو آپ اٹھ کر استقبال فرماتے اور اپنے پاس بیٹھے ہوئے عقیدت مندان کو بھی کھڑے ہونے کا حکم دیتے اور احرام پوش فقیروں کے لئے تو آپ فرماتے کہ یہ میرے وارث پاک سرکار عالم پناہ علیہ الرحمۃ کا رنگین پوش ہے۔ قیام جالندھر کے زمانے میں آپ کا معمول تھا کہ روزانہ شام کے وقت سے صبح تک حضرت امام ناصر پنج پیر علیہ الرحمۃ کی درگاہ میں تمام رات ذکر میں مشغول رہتے پوری رات میں کوئی لمحہ بھی یاد خدا سے غافل نہ گزرتا تھا ہر وقت ذکر و فکر میں مشغول رہتے تھے۔

جمعیۃ الوارثیہ کا قیام:

قیام جالندھر کے دوران آپ نے سلسلہ عالیہ وارثیہ کی تبلیغ و اشاعت کے لئے جمعیۃ الوارثیہ کی بنیاد رکھی اور اس کو پورے برصغیر پاک و ہند میں پھیلانے کے لئے دورے کئے اور جالندھر شہر کرتار پورہ، موضع نڈالہ، ریاست کپورتھلہ، ریلوے اسٹیشن ڈھلواں امرتسر بھارت، پاکپتن شریف، ملتان، بہاولپور، لاہور، کراچی میں اس کے مراکز کھولے اور رکن سازی کی۔
اس دوران آپ ہر مقام پر عرس پاک کی تقاریب میں بھی شرکت کرتے رہے۔

حج بیت اللہ شریف اور زیارت مقامات مقدسہ:

آپ نے ۱۹۳۶ء میں پہلی مرتبہ حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے اپنی عمر عزیز کے طویل عرصہ میں ۲۷ مرتبہ حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل کی اور اس کے ساتھ ساتھ افغانستان ،ایران، عراق، مصر، اردن، شام، دمشق کے علاوہ دیگر ممالک میں زیارات، بزرگان دین سے مشرف ہوئے اور بزرگان دین کے مزارات پر برابر حاضری دیتے رہے۔ اسی طرح ہندوستان اور پاکستان کی تمام خانقاہوں درباروں، مزاروں پر پشاور سے لیکر کلکتہ اور بمبئی تک حاضری دیتے رہے اور بزرگوں کے اعراس میں بھی شرکت فرماتے رہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ نے تمام عمر سیاحت میں ہی گزار دی۔ اور کبھی بھی ایک جگہ پر مستقل قیام نہ کیا۔

Marfat.com
Marfat.com

پاکستان میں قیام:

قیام پاکستان سے قبل ہی آپ جالندھر سے ہجرت کر کے لاہور تشریف لے آئے اور لاہور میں زیادہ تر قیام امیر علی بلڈنگ ریلوے روڈ میں رہا۔ اس دوران آپ رات کے وقت حضرت سید عثمان بن علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری دیتے اور تمام رات وہیں پر عبادات میں مصروف رہتے۔

۱۹۴۷ء میں آپ سعدی پارک مزنگ لاہور میں قیام پذیر ہوئے اور قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۲ء میں آپ برلب دریائے چناب نزد چنیوٹ ایک مندر میں قیام فرمایا۔

۱۹۵۸ء میں آپ چنیوٹ سے کراچی تشریف لے گئے اور وہاں لی مارکیٹ لیاری میں قیام فرمایا۔ کراچی سے آپ دیوئی شریف حضرت سرکار وارث پاکؒ کے عرس میں تشریف لے گئے وہاں سے واپسی پر پھر کراچی تشریف لے آئے اور باقی وقت کراچی میں ہی گزارا اور کراچی ہی کو اپنا مرکز و مسکن بنایا۔

الوارث رسالے کا اجراء:

آپ نے ۱۹۶۳ء میں ماہنامہ رسالہ جاری کیا جس کا نام سرکار الوارث عالم پناہ حضرت حاجی حافظ وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کے نام اسم گرامی سے منسوب کیا۔ جس کو آپ کے وصال ۱۹۶۳ء کے بعد آپ کے صاحبزادے میاں محمد ارشاد وارثی اس کو باقاعدگی سے کراچی سے جاری کرتے رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ سلسلہ وارثیہ کا واحد ترجمان آپ کے صاحبزادے میاں ارشاد احمد وارثی کے وصال ۲۰۰۰ء کے بعد بند ہو گیا۔

ذوق سماع:

آپ کو موسیقی سے خصوصی لگاؤ اور دلچسپی تھی۔ اور موسیقی کے تار و پود سے بخوبی واقف تھے۔ گو کہ موسیقی کے فن پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ آپ نے مولوی مبارک علی فتح علی خان قوال کی اس فن میں خوب ہی اصلاح فرمائی تھی اور انہیں فن موسیقی کے دقیق نکات سے روشناس کرایا اور اپنی شخصی محفل میں کافی محنت کرائی۔ اور جب کراچی میں قیام فرمایا تو حاجی غلام فرید صابری و مقبول احمد صابری و دیگر قوال پارٹیوں کی بھی خوب ہی اس فن قوالی اصلاح و تربیت فرمائی

آپ قوالی کی جان اور روح تھے۔ جس محفل میں جا کر بیٹھ جاتے محفل کے میر مجلس ہو

Marfat.com
Marfat.com

جاتے تمام سامعین کی توجہ کا مرکز بن جاتے جس محفل میں آپ تشریف فرما ہوتے وہاں اگر کوئی ناقص قوال بھی حاضری دیتا تو وہ آپ کی توجہ سے کامل ہو جاتا اور عمر بھر کے لئے آپ کا غلام رہنے پر فخر محسوس کرتا۔ آپ کی نظر کرم محفل میں زیادہ تر قوالوں پر ہوتی تھی۔ جو کچھ پاس ہوتا وہ لٹا دیتے۔ حتیٰ کے احرام شریف کی بھی کئی مرتبہ تقسیم اس انداز سے فرمائی کہ جسم پر چھوٹا سا کپڑا بدن ڈھانپنے کے لئے رہ جاتا۔ ایک مرتبہ تقسیم ہند سے قبل آپ مخدوم العلمین حضرت سیّدنا علاؤالدین علی احمد صابر برکلیری علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس مبارک میں شرکت کے لئے حسب دستور کلیر شریف تشریف لے گئے دوران محفل سماع مولوی مبارک علی خان فتح علی خان قوال نے حضرت میاں بیدم شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کا کلام کا یہ مصرعہ پڑھا۔

باب رحمت ہے در وارثؒ زمانے کے لئے

ہم بھی آ بیٹھے ہیں قسمت آزمانے کے لئے

اس موقع پر آپ کے قریبی عزیز و اقارب بھی عرس میں شرکت کے لئے کلیر شریف آئے ہوئے تھے۔ دوران محفل سماع جب قوال نے حضرت بیدم شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے کلام کا یہ مصرعہ پڑھا تو آپ نے سخاوت کے دریا بہا دیئے اور جو کچھ پاس تھا وہ سب کچھ لٹا دیا عطا جب پاس کچھ نہ رہا تو آپ کی نظر ان کے سامان پر پڑ گئی۔ آپ آگے بڑھے اور ان کے اٹیچی کیس سے زیور نکالا اور قوالوں کی نذر کر دیا۔ یہ ماجرہ دیکھ کر وہ لوگ بہت حیران و پریشان ہوئے ان میں سے آپ کے ایک عزیز نے کہا کہ حضور اس اٹیچی میں جو زیور تھا وہ بچوں کا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ فقیر جب کوئی چیز نذر کر دیتا ہے تو واپس لینا خلاف ادب سمجھتا ہے۔ محفل سماع کے بعد عزیز و احباب جب صبح کو اٹیچی کھولی تو اس سے بھی سوا نقد رقم اس میں موجود تھی۔

حویلی تھانیداراں مزنگ اور سعدی پارک لاہور میں سلسلہ عالیہ وارثیہ کی بہت محفلیں ہوئیں ان میں اکثر بزرگوں کے دل کی حالت بدل گئی اور بہت سے حضرات کی مشکلیں آسان اور حل ہو گئیں۔

عرس مبارک کی محفل پاک کا اہتمام اور اس کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا آپ ہی کا حصہ تھا۔ قل شریف کے وقت تبرکات کو سروں پر اٹھا کر لانا اور کیا مجال کہ ننگے سر اس کام کو کوئی سرانجام دے۔ آپ محفل میں شرکت کرنے والوں اور بیٹھنے والوں سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ننگے سر رہنا اور بزرگوں کے پاس ننگے سر بیٹھنا آسمانی بلاؤں کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ محفل عرس کا جتنا ادب کیا جائے اتنا ہی انسان بانصیب ہونا اور رحمت الٰہی کو جلد حاصل کرنا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

ملفوظات وارشادات:

آپ فرماتے ہیں کہ یہ اس مالک کونین اور خالق برحق کی حقیقی رحمت کاملہ کا حیرت نشاں کرشمہ ہے کہ کسی نہ کسی اور کسی نہ کسی روپ میں وہ ذات محیط کل منصع شہود میں جلوہ افروز ہو کر کائنات کی تسکین کا موجب ہوتی رہی۔ مثلاً اگر بعثت سرور انبیاء سرکار آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے مختلف شانوں کے ساتھ نزول اجلال فرما ہو کر شان خلیل علیہ وکلیم علیہ دکھائی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی بنسری سے صورت سرمدی کی لہر جگائی۔ دوسرے یہ کہ ہر دور میں حالانکہ اسم اقدس نبوت کا انقطاع کل ہوا۔ مگر کارہائے نبوت بڑی شان وشوکت سے جاری وساری بالخصوص حضرت سرکار امام حسین علیہ السلام سید الشہداء کی ذات گرامی نے تو وہ ازلی کرشمے بکھیرے جو حقیقتاً آپ ہی کا حصہ تھا [illegible] پیشوائی ودستگیری حضرت لسان الطریقت قبلہ بیدم شاہ وارثی علیہ الرحمۃ۔

ان شہیدان وفا [illegible] داستان سمجھے گا کون
قطرہ قطرہ جن کے خون کا قلزم صد راز نکلا

اور ان کے بعد حضرات غوث الثقلین میراں محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسرکار والی ہند عطائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اور ارکان کے مابعد در طول و عرض پاکستان وہندوستان، عراق وحجاز، عرب وعجم نے قوس **لِمَنِ الْمُلْکِ** بجایا بقول حضرت قبلہ بیدم شاہ وارثی علیہ الرحمۃ

ہر اک ذرے میں انی انا اللہ کی صدا ساقی
عجب میکش تھے جن کی خاک میں بھی جوش مستی ہے

تو اس بر خود غلط۔ کجرا دور مسموم صدی میں حضور خیر الوارثین، امام الاولیاء برہان الاتقیاء، قبلہ زمان واہل زمان حضرت سیدنا وارث عالم پناہ سید حاجی حافظ وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کی ذات اقدس نے انجمنستان ہستی کو منور فرمایا اور کائنات کا ذرہ ذرہ پکار اٹھا۔

بہر رنگی کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدرت را مے شناسم

یہ آنحضور ہی کے فیضان کا ادنیٰ سا کرشمہ ہے کہ مجھ ایسا ذرہ بے مقدار، آفتاب ومہتاب

Marfat.com
Marfat.com

کے لئے سرمایۂ رشک بنا اور محبت کی مۓ دیرینہ سال نے مجھے بھی بے خودی اور حیرت کے جام پر جام پلا کر بادۂ گساران بزم حقیقت میں شامل کر لیا۔

نمبر۲:

آپ فرماتے ہیں کہ عاشق کی معراج حیات اس کا منتہائے مقصود اور اس کی سعادت عظمیٰ یہی ہے کہ وہ اپنے محبوب کی ہر ادا پر مٹ جائے اور اس کے نقش کف پا پر سجدہ نامے نیاز لٹائے اس کے تبسم زیر لبی پر ہزار جانیں بھی ہوں تو فدا کر دے۔اس کے غمزہ جاں نواز پر لوٹ لوٹ جائے اس کے عشوہ دلفریب پر پروانہ وار نثار ہو کر گوہر مقصود حقیقی کو پالے۔

نمبر۳:

آپ فرماتے ہیں کہ وجود ایک سمندر کی مثال رکھتا ہے جو ہمیشہ موجزن رہتا ہے۔اہل جہاں میں سے کسی نے بھی اس سمندر سے موج کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔مگر دیکھنے والے دیکھ ہی لیتے ہیں کہ اس کے باطن سے ایک موج اٹھی اور تمام سطح سمندر اس میں چھپ گئی انسان کی زندگی کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے۔کہ وہ اپنی ہستی کو اس ہستی لاثانی میں ختم کر دے اور یہی عین حقیقت ہے اب میں کیسے کہوں کے کسی کی مست نگاہ نے مجھے وہ سرمستی ازل عطا کی ہے کہ میں حیرت کی تجلیوں میں کھو کر رہ گیا ہے۔

تیرے خیال زلف نے سب سے ہمیں چھڑا دیا
گرچہ پھنسے ہیں دام میں دل کو مگر فراغ ہے

نمبر۴:

آپ فرماتے ہیں کہ محبت جب اپنی آخری منازل کی طرف رجوع پذیر ہوتی ہے تو جنوں یا جذب کا درجہ اختیار کر لیتی ہے اس وقت فراق و وصل کا امتیاز اٹھ جاتا ہے۔چشم کو سے واسطہ تک نہیں رہتا لب بام کسی کو جلوہ افروز دیکھنے کا خیال پیدا ہی نہیں ہوتا اس وقت معشوق کا وجود عاشق کے وجود میں ضم ہو جاتا ہے۔اور معشوق کی روح عاشق کے جسم میں حلول کر آتی ہے۔حالانکہ

عروس فطرت ہے چھپ کے بیٹھی ہزاروں پردوں میں منہ چھپا کر
ہر ایک سینے میں آرزوئے وصال کی اک خلش بسا کر

Marfat.com
Marfat.com

نمبر ۵:

آپ فرماتے ہیں کہ کلمہ طیبہ کے لفظی ولغوی معنی یہ ہیں کہ اللہ جل شانہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ دو ٹکڑوں پر مشتمل ہے۔ ایک حصہ تو ہے لا الہ اور دوسرا حصہ الا اللہ۔ عربی میں لا بمعنی نہیں کہ استعمال ہوتا ہے۔ اور باقی معنی صاف ہی ہیں اور زور دیکر فرمایا کہ لا الہ کہ لفظی معنی یہ ہوئے کہ نہیں ہے۔ اللہ یعنی کلمہ شریف کا یہ ٹکڑا اللہ کا انکار کر رہا ہے۔ اور الا اللہ کا ہونا بتا رہا ہے۔ پھر فرمایا کہ کلمہ ہی کے الفاظ میں کہ ایک ٹکڑا کہتا ہے کہ اللہ نہیں ہے لیکن فوراً دوسرا حصہ کہہ رہا ہے کہ محمد الرسول اللہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں اگر ہم اس طرح پڑھیں کہ لا الہ اور الا اللہ محمد الرسول اللہ تو مطلب واضح ہو جائے گا کہ نہیں ہے کوئی اللہ لیکن اللہ وہ ہے جس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

نمبر ۶:

آپ فرماتے ہیں کہ انسانی جسم میں سینے کے دونوں حصے جہاں ملتے ہیں اس کے نیچے معدہ ہے۔ معدہ کے منہ کو فم معدہ کہتے ہیں اور کوڑی بھی اور اس فم معدہ میں ہی نفس امارہ ہے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ سینے میں دل بائیں جانب ہوتا ہے۔ لا الہ الا اللہ کا جو ورد ہوتا ہے اس میں لا کو کھینچتے وقت فم معدہ کے پاس سے اٹھایا جاتا ہے۔ اور الہ پر گردن سیدھی کر لیتے ہیں اور پھر ضرب الا اللہ دل پر لگائی جاتی ہے جس کو ذکر نفی واثبات کہتے ہیں۔

لا الہ الا اللہ کے ذکر میں لا الہ کو جو کھینچتے ہیں تو جو غیر اللہ کا خیال پیدا ہوتا ہے وہ اس سانس کے ساتھ باہر چلا جاتا ہے اور نئی تازہ سانس جو باہر سے اندر لے جاتی ہے الا اللہ کی ضرب دل پر لگاتی ہے یعنی اللہ کے ہونے کا یقین پیدا کرتی ہے۔ اور دل کا یقین ہی سب سے بڑی چیز ہے اور اہل سلسلہ وارثیہ کی بڑی عادت یہی ہے کہ وہ ہر وقت رکھیں کہ باہر جانے والی سانس سے لا الہ اور اندر والی سانس سے الا اللہ کے انوار پیدا ہوتے ہیں۔

نمبر ۷:

آپ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ یہ تو بتاؤ کہ تمہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ لگاؤ ہے یا خدا کی ذات سے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تو ازل سے ہی

Marfat.com
Marfat.com

ہمارے ساتھ موجود ہے لیکن ہم اسے نہیں پہچانتے تھے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل ہی سے ہم نے اللہ کو پہچانا اس لئے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت ہے۔

نمبر ۸:

آپ فرماتے ہیں کہ خداوند قدوس کا فرمان ہے کہ فی انفسکم افلا تبصرون اور یہ بھی فرمان ہے کہ یسبح للہ ما فی السموت وما فی الارض اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے اندر کی سانس بھی اسی کے ذکر میں خود بخود مشغول ہے صرف بصارت واحساس کی ضرورت ہے جو اس ذکر کلمہ طیبہ کے نفی اثبات کے بغیر پیدا ہونا بہت مشکل ہے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال باکمال کچھ دن علیل رہنے کے بعد مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۳ء بمطابق ۲۸ جمادی الاول ۱۳۸۳ھ بروز جمعرات کو کراچی میں ہوا اور وہیں پاپوش نگر کراچی کے قبرستان میں تدفین کیا گیا جہاں آج بھی آپ کا مزار پرانوار مرجع خاص وعام ہے۔

حضرت بیدم شاہ وارثی کے صاحبزادے میاں بیدار وارثی نے قطعہ تاریخ لکھی۔

حیرت سخنداں

۱۳۸۳ھ

مرقد شرافت پناہ

۱۳۸۳ھ

مرد مسلک تسلیم عارف زماں

۱۳۸۳ھ

گوہر بحر ولایت مرقد دل حق ہو

۱۳۸۳ھ

حضرت بابا الحاج سید عنبر علی شاہ وارثی چشتی اجمیریؒ نے آپ کی سراپا حیرت شخصیت کا خوب ہی نقش تحریر کیا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے

امامِ دین، سلطانِ الطریقت

وقارِ وارثِ کونین حیرت

Marfat.com
Marfat.com

توئی مقصودِ کُل فردِ یگانہ
امامِ بزمِ رندانِ محبت
نہاں چشمِ حسین میں لاکھ جادُو
سبک رفتار، رفتارِ قیامت
جبین پاک ہے نور اعلیٰ نور
قدرِ زیبا محبت ہی محبت

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت سید خواجہ عنبر علی شاہ وراثی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

عاشق رسول سلسلہ عالیہ چشتیہ وارثیہ کے عظیم المرتبت بزرگ شریعت وطریقت کے عالمی مبلغ ممتاز نعت گوشاعر نقیب الاولیاء سرگروہ فقراء وارثیہ فدائے وارث کونین حضرت الحاج سید خواجہ عنبر علی شاہ وارثی چشتی اجمیری نور اللہ مرقدہ 1906ء رمضان المبارک میں ہندوستان کے ایک انتہائی ممتاز ومحترم خطہ اجمیر شریف کے ایسے گھرانے میں پیدا ہوئے جو روحانی اور اخلاقی قدروں کا حقیقی امین اور پاکیزگی وتقدس کی آماجگاہ تھا آپ کے والد محترم حضرت علامہ سید محمد ظہور حسین قادری چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ اپنے عہد کے جید عالم دین وزبردست صوفی بزرگ کی حیثیت سے سارے اجمیر شریف میں عقیدت واحترام کے ساتھ پہچانے جاتے تھے ان تمام علوم کے علاوہ علم نجوم علم جعفر اور فن مصوری میں بھی کامل دسترس حاصل تھی۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا مثالی زہدوتقویٰ اور عابدانہ طریق زندگی بھی اپنی مثال آپ تھا حضرت قبلہ شاہ صاحب نے اپنے عظیم المرتبت والدین کی آغوش محبت میں پرورش پائی۔

ابتدائی تعلیم وتربیت:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی بعدازاں وہ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ سے فارغ التحصیل ہوئے علاوہ ازیں علم حدیث شریف آپ نے سراج العلماء سے حضرت مولانا امجد علی خان صاحب مصنف (بہار شریعت) سے پڑھا جب کہ علم صرف ونحو اور فلسفہ اپنے عہد کے ممتاز علماء سے پڑھے۔ دینی علوم کے ساتھ ساتھ آپ دنیاوی علوم جوہر سے بھی آراستہ ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم اجمیر شریف کے ایک سرکاری اسکول میں حاصل کی بعدازاں اعلیٰ تعلیم علی گڑھ یونیورسٹی سے مکمل کی قبلہ شاہ صاحب بچپن سے ہی بہت ذہین وفطین تھے۔

بیعت واجازت:

آپ قبلہ شاہ صاحب نے ۱۳ سال کی عمر میں داخل سلسلہ وارثیہ ہونے کا شرف عارف باللہ مجسمہ حیرت ومحبت حضرت الحاج خواجہ حیرت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے توسط سے حاصل کیا۔ جو سراج الطریقت لسان الحقیقت حضرت خواجہ بیدم شاہ صاحب وارثی علیہ الرحمۃ کے تربیت یافتہ فقیر تھے۔

Marfat.com
Marfat.com

حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ نے تعلیمی منازل طے کرنے کے ساتھ ساتھ مسلسل عبادت وریاضت کے ذریعے روحانی مدارج طے فرمائیں اور مختلف سلاسل طریقت وشریعت کے متعدد جلیل القدر بزرگوں کی انتہائی جانفشانی سے خدمت انجام دی انہی پاکباز بزرگوں میں سرکار حضور سیدنا حاجی وارث علی شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے ایک عاشق صادق قلندر زماں قطب دوراں حضرت خواجہ مقصود شاہ صاحب وارثی علیہ الرحمۃ بھی تھے۔ جن کی باہمہ کمال شخصیت قبلہ شاہ صاحبؒ کا مرکز قرار پائی قبلہ شاہ صاحبؒ ان کی ذات صفات کو دیکھ کر تصویر حیرت بن گئے اور ان کی بے مثال فقیری کے ضمن میں بے ساختہ کہہ اٹھے کہ ''وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے'' اور حضور وارث عالم نوازؒ کی ذات اقدس میں سرتا پا محور معترف رہے۔ برس ہا برس کی خدمت اور حضور امام وارث الاولیاء سے آپ کی محبت کا یہ انہماک وعنایت درجے کا لگاؤ ملاحظہ فرما کر حضرت قبلہ سیدنا خواجہ مقصود شاہ صاحب وارثی علیہ الرحمۃ جیسے مستند سرکار فقیر نے آپ کو بعد نماز فجر بروز عید الفطر ۲۸ سال کی عمر میں اپنے دست خاص سے احرام طریقت وارثیہ عطا فرمایا۔ یہ شفقت ومحبت اور عطاو بخشش کی انتہا تھی۔ کیوں کہ نوجوانی میں خرقہ وارثیہ عطا ہونا کوئی معمولی بات یا بچوں کا کھیل نہ تھا۔ لیکن آپ چونکہ اس انعام کے بجا طور پر اہل بھی تھے۔ ان کی زندگی شاعر مشرق کے اس شعر

وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب جس کا ہے بیداغ ضرب ہے کاری

کے مصداق ہمیشہ پاکدامانی کے زیور سے آراستہ اور عشق ومحبت کے حقیقی جوہر سے پیراستہ رہی آپ نے سرکار عالم پناہؒ سے محبت کی بناء پر ان کی حیات طیبہ وطاہرہ کو اپنی زندگی کے تمام گوشوں کے لیے نمونہ عمل بنایا اور اپنے شیخ کی پیروی میں مناقضہ سے احتراز فرما کر الگ رہنے کو ترجیح دی۔ ساتھ ہی ساتھ انہوں نے اپنے شیخ کی دوسری سنت یعنی سیاحت کو بھی اپنایا اور اس ضمن میں برصغیر پاک وہند کے چپے چپے کی سیاحت بھی فرمائی۔ جن میں بالخصوص حجاز مقدس عرق اور ساؤتھ افریقہ بھی شامل ہیں۔

آپ کی زندگی اپنے شیخ کامل وارث الاولیاءؒ کی محبت میں عنائیت کی انوکھی اور قابل تقلید مثال تھی۔

آپ کے ہم عصر علماء صوفیاء صلحاء:

اپنے اپنے دور شباب میں جن بزرگوں کی خدمت کی ان میں حضرت بابا سائیں ولایت علی شاہ (ملیر والے) مولانا مودودی کے بڑے بھائی ابوالخیری مودودی کے جلیل القدر استاد گرامی حضرت

Marfat.com
Marfat.com

مولانا عبدالسلام نیازی دہلویؒ حضرت مولانا سعید دہلوی حضرت مولانا نعیم عطا شاہ اشرفی، حضرت پیر جی عبدالرشید قلندری (سجادہ نشین) حضرت بوعلی شاہ قلندر، حضرت بابا محبت شاہ وارثی، حضرت قبلہ سید الحمدللہ شاہ صاحب وارثی علیھم الرحمۃ سمیت دیگر بہت سے معزز اور مقتدر شخصیات شامل ہیں۔

اپنے عہد کے جن علماء کرام اور مشائخین عظام سے آپ کے دیرینہ مراسم رہے۔ ان میں حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری حضرت سید آل حسن اشرفی حضرت قاضی سید محبوب شاہ قادری حضرت سید ذہین شاہ تاجی، حضرت حکیم عارفین ابوالعلائی حضرت استاد باقر حسین باقر شاہجہان پوری، حضرت پیر سید خالد میاں صابری کمبل پوش حیدر آباد، حضرت مطرب حقانی، حضرت دیوان بدر الاسلام ہانسوی، حضرت میاں محمد حسین قلندر زماں صابری، حضرت شاہ عزیز سلیمانی، حضرت شاہ حافظ غلام رسول قادری، حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت صوفی نصیر میاں کیفی، حضرت علامہ ظہور الحسن درسؒ، حضرت صوفی سجاد حسین میرٹھی صابری، حضرت میاں دیوان غلام قطب الدین حضرت سید اسرار احمد معینی اجمیری (متولی اجمیری شریف) حضرت سید درویش احمد موتی میاں رزاق القادری حضرت قبلہ حکیم عبدالعزیز بخاری دہلوی، حضرت خواجہ قمر الدین سیال شریف، حضرت سید طاہر میاں نیازی، حضرت سید صفدر علی صابریؒ، حضرت علامہ رشید ترابیؒ، حضرت پیر محمد شریف الدین القادری چشتی، حضرت علامہ حمزہ علی القادری، حضرت علامہ محمد اکبر و محمد اصغر درس، حضرت پیر جی فاروق حضرت صوفی جمیل میاں رضوی امروہوتی جمانی، حضرت قبلہ قاری ممتاز احمد رحمانی، حضرت کوثر بابو قادری، حضرت مولانا کوثر نیازی، حضرت صوفی انعام اللہ اشرفی، حضرت صوفی محمود میاں صاحب حضرت مرزا انوار الحسن بیگ، حضرت مولوی یعقوب کاپوری، حضرت قاضی تراب علی نظامی حضرت پیر صوفی اعجاز حسین بلگرامی حضرت صوفی غلام ربانی صاحب علیھم الرحمۃ اجمعین حقیقت یہ ہے کہ قبلہ شاہ صاحبؒ عہد حاضر کی عظیم ترین بزرگ و روحانی شخصیت تھے۔ ان کی زندگی ان کے پیشواء حضرت الحاج بابا خواجہ حیرت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کے اس شعر کی عملی تفسیر تھی۔

خدمت خلق سے ہوئے مخدوم

آبرو پائی آبرو کھو کے

سیرت و کردار:

آپ ایک عالم باعمل درویش خدمت اور ایک عاشق صادق وانسانیت کی فلاح و بہبود کے سچے علمبردار تھے۔ انہوں نے بزرگوں کے بتائے ہوئے راستے پر ثابت قدمی سے چل کر ایک

Marfat.com
Marfat.com

روشن مثال قائم کی انہیں دیکھ کر عہد رفتہ کے صوفیاء کرام کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ انہوں نے اولیاء کرام کے مشن کو انتہائی کامیابی کے ساتھ آگے بڑھانے کا فریضہ انجام دیا۔ قبلہ شاہ صاحب عجز و انکساری کا مجسمہ، صبر و توکل کا پیکر اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کو اپنی زندگی کا مرکز و محور سمجھنے والے بزرگ تھے۔ انہوں نے عقائد و نظریات اور فقہی موشگافیوں میں الجھنے کے بجائے اپنے کردار کی پاکیزگی و عملی قوت کے ذریعے ایک خاموش مبلغ کی حیثیت سے دین متین کی جیسی اور جتنی خدمت فرمائی سینکڑوں مقررین اپنی تقاریر و خطابت اور اپنی تصانیف کے ذریعے انجام نہ دے پائے بہت سے لوگوں نے آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ جب کہ ایسے لوگ بلا مبالغہ ہزاروں کی تعداد میں ہندوستان اور پاکستان کے گوشے گوشے میں موجود ہیں جو آپ کے توسط سے سلسلہ عالیہ وارثیہ میں داخل ہوئے اور سرکار عالم پناہ کی عقیدت و محبت سے اپنے قلوب و اذہان کو مصفیٰ و مجلی کرنے کی سعادت اعظمی و متاع بے بہا حاصل ہوئی۔

علمی وادبی خدمات:

ایک عرصے تک شعبہ صحافت میں بھی اپنی خداداد صلاحیتوں کے جوہر دکھائے۔ وہ ہندوستان میں دہلی سے شائع ہونے والے جناب عبداللہ فاروقی کے رسالے ''محشر خیال'' لکھنؤ سے جناب عزیز حسن حقانی کی ادارت میں نکلنے والے میگزین ''وریش پیشوا'' اور اس قسم کے دیگر اخبارات و رسائل سے وابستہ رہے جن میں مختلف موضوعات پر ان کی سینکڑوں متنوع تحریریں شائع ہوئیں۔ قبلہ شاہ صاحب کی وابستگی کا شرف بے شمار مذہبی اور ادبی تنظیموں کو بھی حاصل ہوا اور مخلوق خدا ان کی بے لوث اور مخلصانہ خدمات سے مستفید ہوتی رہی۔ آخر قبلہ شاہ صاحب نے بمبئی شہر بھارت سے سلسلہ چشتیہ وارثیہ تعلیمی مشن کو انتہائی کامیابی کے ساتھ آگے بڑھانے کے سلسلہ میں ماہانہ رسالہ بارگاہ شائع کیا۔ جو ادبی دنیا میں اپنی مثال آپ تھا۔ قبلہ شاہ صاحب نے تحریک پاکستان میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ وہ اس سلسلے میں ممتاز رہبر اور ادیب و شاعر مولانا ظفر علی خان مرحوم کی قائم کردہ تنظیم (اتحاد ملت) کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے اپنی ولولہ انگیز تقاریر، بصیرت افروز نظموں اور تدبیر سے لبریز تحریروں سے منتشر قوم کو جمع کرنے کا فریضہ تادیر انجام دیتے رہے اسی زمانے میں آپ کی نعتوں اور مناقب اہل بیت اطہار کا مجموعہ بھی شائع ہوا جس کا نام (صحیفہ سیفی) تھا یہ مجموعہ کلام بوہری قوم کے روحانی پیشواء اور علی گڑھ یونیورسٹی کے چانسلر ہز ہائی نس سیدنا طاہر سیف الدین نے اپنی دلی پسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے قبلہ شاہ صاحب کو بذات خود ایک عمامہ ایک خرقہ اور مبلغ پانچ سو روپے نقد نذر سے نوازا اور ساتھ ہی سو روپے ماہوار

Marfat.com
Marfat.com

وظیفہ بھی مقرر فرمایا جو ایک بڑا اعزاز ہے۔ آپ نے فن شاعری میں استاد حضرت اختر مودودی صاحبؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ کا ایک بڑا حوصلہ ان کی شاعری بھی ہے۔ وہ خاص ایک صوفی تھے اور جب صوفی شاعر بھی ہو تو اس کی شاعری کیفیات عشق حقیقی سے یقینی طور پر مالا مال ہوتی ہے اور جس شاعری کا تعلق کسی صاحب جذب و کیف شخصیت اس کے اثرات کا دیر پا ہونا لازمی ہے قبلہ شاہ صاحب کی شاعری ایک صاحب دل شاعر کا ایسا نغمہ ہے۔ جسے سن کر سماعتوں میں رس گھلتا محسوس ہو رہا ہے اور جسم و جان وجد میں آ جاتے ہیں۔ انہوں نے حمد و نعت و مناقب اور فضائل اہل بیت اطہار میں بے شمار نظمیں قلمبند فرمائی ہیں اور وہ سب کی سب ایسی ہیں جنہیں پڑھ کر یا سن کر سر دھنا جا سکتا ہے اور لوگ سر دھنتے ہیں۔ ہمارا مشاہدہ بھی ہے اور تجربہ بھی آپ کے بہت سے نعتیہ شہ پارے بہت مشہور و معروف ہی نہیں بلکہ عالمگیر شہرت کے حامل ہیں۔ خاص طور پر حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ کی لازوال تظمین (سر لامکان سے طلب ہوئی) بے پناہ مقبول ہوئی اس طرح حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی بارگاہ حق تعالیٰ اور بحضور پر نور رسالت مآب ﷺ میں بے انتہائی مستجاب و مقبول قطع کی تظمین

یا صاحب الجمال و یا سید البشر

کی تظمین (داتا سخی کریم دیداللہ نامور)

حد درجہ مقبول و معروف ہیں۔ متذکرہ تظمین کی شہرت مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ عرصہ دراز سے شاید ہی کوئی دن ایسا ہو کہ شائقین نعت نے انہیں بصورت قوال اعظم جناب حاجی غلام فرید و حاجی مقبول احمد صابری و ہمنواؤں سے نہ سنا ہو قبل اس کے یہ نعتیہ کلام شہرت و رفعت کی اس بلندی پر نظر آتے ہیں جس کی لوگ برسوں تمنا کرتے ہیں۔

لیکن بہت کم خوش نصیب ایسے ہوتے ہیں جن کی یہ تمنا پوری ہوئی ہو آپ کا معاملہ اس کے برعکس تھا بقول علامہ اکبر آبادی کہ۔

ہے حصول مدعا کا راز ترک مدعا
میں نے دنیا چھوڑ دی تو مل گیا مولا مجھے

قبلہ شاہ صاحبؒ کو چونکہ حصول شہرت کی کوئی تمنا نہ تھی لہذا نہ چاہتے ہوئے بھی شہرت و عزت و عظمت اور سربلندی ان کے پیروں تلے تھی۔ قبلہ شاہ صاحبؒ نام ہی کے شاہ نہ تھے بلکہ خداوند قدوس نے انہیں حقیقتاً بادشاہ بنا دیا تھا۔ ان کا الطاف و کرم سب کے لیے یکساں تھا ان کی نظر فیض اثر میں اپنا پرایا سب برابر تھے۔ دنیائے تصوف کی جلیل القدر علمی و روحانی شخصیت

Marfat.com
Marfat.com

حضرت بابا ذہین شاہ تاجی یوسفیؒ نے قبلہ شاہ صاحب کو دورِ حاضر میں روحانیت کی کنجی قرار دیا۔

کراچی میں مستقل قیام:

قبلہ شاہ صاحب کا مشغلہ یوں تو سیاست تھا لیکن جب آپ کراچی میں تشریف لائے۔تو میوہ شاہ قبرستان میں واقع خانقاہ جامعہ وارثیہ چشتیہ قادریہ کامران العلوم درگاہ حضرت بی بی مائی آمنہ صاحبؒ میں قیام فرماتے اس خانقاہ عالیہ کی بنیاد اور تعمیر و ترقی آپ ہی کی یادگار ہیں آپ 1936ء میں شہر کراچی تشریف لائے۔تو اوّل شہر کراچی کے معروف روحانی فیض درگاہ حضرت سیدنا قطب عالم شاہ بخاریؒ عیدگاہ بندر روڈ کراچی میں معتکف رہے۔ جہاں آپ کے روز افطار وکھانے کی خدمات متولی درگاہ حضرت منشی شاہ خدا بخش سہروردی چشتی لکھنوی ثم کراچوی کی جانب سے تھا۔ بعدازاں آپ قبلہ شاہ صاحب مستقل درگاہ حضرت سیدہ بی بی مائی آمنہ صاحبہؒ جو نادھوبی گھاٹ قبرستان میں ایک مختصر جگہ پر معتکف ہو کر چلہ کشی ہوگئے۔ آج یہ جگہ جلوہ گاہ وارثیہ کے عنوان سے زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ خانقاہ ہذا میں سلسلہ وارثیہ کے جلیل القدر بزرگ حضرت سیدنا الحمداللہ شاہ وارثی نوشاہی دہلوی علیہ الرحمۃ جو حضور امام وارث الاولیاء کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف اور احترام طریقت وارثیہ حضرت سیدنا محمد ابراہیم شاہ صاحب وارثی علیہ الرحمۃ سے فیض یاب تھے دوم حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ کے والدہ ماجدہ حضرت علامہ سید محمد ظہور حسین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ کا مزار فیض زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ دیگر احرام پوش فقراء وراثیہ خانقاہ ہذا کے عقب میں برصغیر کے معروف میلاد خواں حضرت مولانا محمد اکبر وارثی میرٹھی علیہ الرحمۃ کا مزار مبارک موجود ہے۔

ایام علالت:

قبلہ شاہ صاحب خاصے عرصے علیل رہے اور آپ کا علاج بہاولپور کے بعد کراچی کے عباسی شہید ہسپتال میں ہوا۔ حضرت قبلہ شاہ صاحب خانقاہ ہذا پر ہی ماہ رمضان المبارک خاصے علیل تھے کہ عید الفطر ۱۴۱۳ء کے تیرہ دن بخار نے شدت اختیار کی تو آپ نے خادموں کو جناب سید حسن شاہ وارثی، جناب سید عبدالماجد صوفی وارثی، جناب خواجہ دلبر شاہ صاحب وارثی، جناب سید تنویر احمد نقوی کو فون کرنے کا حکم فرمایا مگر افسوس کے موجود خادموں میں سے کسی نے صرف بدر وارثی اور دوسرے خادم نے سید تنویر احمد نقوی کو فون پر شدید علالت کا کہا۔ خادموں میں سے کسی نے بھی جناب سید حسن شاہ وارثی اور جناب دلبر شاہ وارثی کو اطلاع نہ دی شام کو جناب سید تنویر احمد نقوی نے حضرت قبلہ شاہ صاحب کو عباسی شہید ہسپتال میں داخل کیا۔ جہاں قبلہ شاہ صاحب کو بہت افاقہ ہوا۔

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ دلبر شاہ کی محبت:

دو مرین عباسی ہسپتال جناب سید حسن شاہ وارثی پہنچے قدم بوسی کا شرف حاصل فرمایا تو قبلہ شاہ صاحب نے حالت جلال میں فرمایا کہ سید میاں میں کئی مرتبہ ان لوگوں سے کہتا ہوں کہ میرے دلبر کو فون کر دو مگر یہ لوگ نہ جانے کیوں دلبر شاہ کو مجھ سے ملاقات کرنے نہیں دیتے ہیں۔ آپ برائے مہربانی میرے دلبر شاہ کو فون کر دو کہ وہ مجھ سے ایک بار ضرور ملاقات کر لیں۔ آخر کار جناب سید حسن شاہ صاحب وارثی نے رات بارہ بجکر ۳۵ منٹ پر دلبر شاہ صاحب کے گھر فون پر قبلہ شاہ صاحب کا حکم سنایا فون سنتے ہی جناب دلبر شاہ صاحب کی والدہ ماجدہ عباسی ہسپتال پہنچی تو ان سے بھی قبلہ شاہ صاحب نے یہی فرمایا کہ بیٹی میں نے سب کو بیٹا بنایا ہے مگر تمہارے رشید کو میں نے اپنا دلبر نواسا بنایا ہے۔ تم دلبر کا دودھ بخش دو اور بس...... تم گھر جاؤ اور میرے دلبر کو میرے پاس بھیجو وقت کم ہے۔ وعدہ وفا کرنے میں..... غرض کہ رات ایک بجکر ۱۵ منٹ پر دلبر شاہ صاحب عباسی شہید ہسپتال پہنچے تو ثمر الدین یوسف سے ملاقات ہوئی وہ بولے کہ میاں آپ کو کس نے اطلاع دی۔ خیر بصورت دیگر جناب دلبر شاہ وارثی اپنے وارث مولا کے حضور حاضر ہوئے۔ شیخ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ بعد حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ بیٹا میں تمہیں بہت یاد کرتا ہوں مگر یہ لوگ ہیں۔ کہ مرید ہونے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں اور حکم بھی نہیں سنتے خیر وعدہ کرو کہ اب تم مجھے چھوڑ کر کبھی بھی نہیں جاؤ گے کچھ موجودہ مریدین نے حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ کے ان جملوں پر سخت غمی کا اظہار کیا کہ آخر ہم نے بھی تو بہت خدمت کی ہے۔ اس پر حضرت قبلہ شاہ صاحب نے فرمایا ہمارے سلسلہ وارثیہ میں سجادہ نشینی یا خلافت نہیں ہے۔ ہمارے سلسلہ وارثیہ میں نظامات ہیں اور میں نے از خود بحکم حضور وارث پاکؒ میاں دلبر شاہ وارثی کو ناظم اعلیٰ مقرر کیا ہے۔ وہ تاحیات اس خانقاہ ہذا کے ناظم اعلیٰ رہیں گے کیونکہ ہمارے شیخ عالم پناہ حضور وارث پاک عالم نواز ذکرا اللہ بعد از وصال حضرت سیدنا معروف شاہ صاحب وارثیؒ نے بروز سوئم حضرت سیدنا ابراہیم شاہ وارثی صاحبؒ کو دیوہ شریف کا ناظم اعلیٰ مقرر فرما کر احرام پوشی کی تھی اور حضور وارث عالم نواز ذکرا اللہ کی حیات ظاہری میں ہی از خود سرکار عالم پناہؒ نے حضرت قبلہ حافظ پیاریؒ شاہ وارثی کو دیوہ شریف میں خانقاہ وارثیہ نشست گاہ وارث اولیاء قیام فرما کر خانقاہ کا ناظم اعلیٰ مقرر ارشاد فرمایا۔

وصیت:

مجھے جو حکم سرکارؒ سے عطا ہوتا ہے، اس پر میں عمل کرتا ہوں۔ جو کوئی دلبر شاہ کی رائے سے اتفاق نہ کرے وہ کوفی ہے۔ اس کا حشر قیامت کے دن کوفیوں میں اللہ تعالیٰ کرے غرض کہ دوران

Marfat.com
Marfat.com

علاج آپ عباسی شہید ہسپتال اپنی خواہش کے مطابق ہسپتال سے لاتعلق ہو گئے اور اپنی جاں نثار عقیدت مند مریدہ بنام افشاں آپا وارثیہ کے گھر واقع نیسری تشریف لے گئے۔ بعد نماز عصر محترمہ افشاں آپا وارثیہ نے جناب بدر وارثی کے گھر فون کیا کہ بدر بھائی کچھ لوگ جن میں بنام محمد ندیم ولد محمد اکبر اور راجہ میرے گھر پر بھائی سلیم اجمیری سے غیر اخلاقی شرمناک گفتگو کر رہے ہیں۔ قبلہ شاہ صاحب عباسی ہسپتال سے دوپہر کو ہمراہ سلیم اجمیری صفیہ آپ اور رسیہ آپا کے میرے گھر تشریف لائے مگر یہ لوگ نہ جانے کیوں کیا چاہتے ہیں۔ برائے کرم آپ دلبر بھائی تو جلد اطلاع کریں انکو قبلہ شاہ صاحب یاد فرما رہے ہیں جلد تشریف لائیں نوازش ہو گی لہذا بدرالسلام وارثی اور دلبر شاہ وارثی صاحب پہنچے اور قبلہ شاہ صاحب کو اپنے ہمراہ عبدالجبار واحمد حسین وکیل کے ناظم آباد لائے دوسرے دن قبلہ شاہ صاحب نے مریدین وحلقہ احباب وارثیہ جسمیں حضرت سید حسن شاہ وارثی، بدرالسلام وارثی، خواجہ دلبر شاہ وارثی، سلیمان بدر وارثی، بھائی محمد یوسف کمال شاہ وارثی محترمہ ممتاز آپا تاجیہ، رفیق شاہ وارثی، رئیسہ آپا وارثیہ، صفیہ آپا وارثیہ اور دیگر مریدوں کے سامنے ندیم والد اکبر عبدالجبار عرف راجہ کی افشاں آپا وارثیہ کے گھر پر غیر اخلاقی ریاکاری کے عمل پر نفرت کا اظہار فرمایا۔ وصیت نامہ حرف آخر قانونی تحریر فرمانے کا حکم فرمایا اور از خود دستخط فرمائے اور حاضرین کو بھی دستخط کرنے کا حکم فرمایا بعد ازاں قبلہ شاہ صاحب بروز جمعرات خانقاہ ہذا پر تشریف لائے اور غسل صحت فرمایا غسل کی خدمت محترم خواجہ دلبر شاہ وارثی اور محمد یوسف کمال شاہ وارثی ساکن کوئٹہ نے انجام دیئے بعد محفل سماع منعقد کرنے کا حکم ارشاد فرمایا محفل سماع منعقد ہوئی۔ بعد ازاں بعد نماز عشاء قبلہ شاہ صاحب بدر وارثی کی رہائش گاہ پر تشریف لائے

کراچی سے سفر پنجاب:

آپ کراچی سے حاجی محمد اسلم صاحب قادری کی رہائش گاہ واقع شادمان کالونی لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں سے آپ ہمراہ محمد اسماعیل وارثی کے بہاولپور آئے اور یہاں چند روز قیام فرما کر آپ لودھراں صوفی غلام مصطفےٰ وارثی صاحب کے گھر آ گئے۔ لودھراں سے آمدہ ایک ٹیلی فون اطلاع میں شدید علالت کا سن کر آپ کے جان عزیز خادم خاص محترم خواجہ دلبر شاہ وارثی، ہمراہ بدرالسلام وارثی کو لے کر کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز ملتان اور ملتان سے لودھراں پہنچے اور مورخہ 3 مئی 93ء بروز پیر شب 9 بجکر 45 منٹ پر ہوائی جہاز ہی کے ذریعے قبلہ شاہ صاحبؒ کو لے کر کراچی آ گئے اور کراچی ائیر پورٹ سے ہمراہ جناب خواجہ دلبر شاہ وارثی بھائی بدالسلام وارثی کے گھر ناظم آباد نمبر 4 لے آئے۔ جہاں لودھراں سے اپنی آمد کے بعد قبلہ شاہ صاحب صرف دو دن

Marfat.com
Marfat.com

مقیم رہے۔ شب کو جناب اللہ رکھا الانہ بھائی وارثی ہمراہ اصغر علی کے ناظم آباد پہنچے اور بعد نماز فجر آستانہ عالیہ سے اختری آپا وارثیہ ہمراہ خادم عبدالحفیظ وارثی کے ہمراہ پہنچے اور خدمت میں مصروف ہو گئے کچھ وقت قبلہ شاہ صاحب کو قصیدہ شریف سناتی رہی بعد از محبوب شاہ وارثی، عبدالجبار وارثی، اور سید حسن شاہ وارثی سید عبدالماجد میاں صاحب و ممتاز آپا تاجیہ بھی آ گئے۔

وصال باکمال:

بروز منگل 5 مئی 1993ء صبح 7 بجکر 55 منٹ پر محترم خواجہ دلبر شاہ وارثی کو اپنے دست خاص مبارکہ سے خرقہ احرام فقراً وارثیہ عنایت فرما کر اور کچھ وصیت ضروری فرمائی اور دعا کے عنوان سے دونوں ہاتھ بلند فرما کر محترم جناب خواجہ دلبر شاہ وارثی کا ہاتھ اپنا دست مبارک میں لے کر 8 بجکر ایک منٹ پر کلمہ طیبہ باآواز بلند پڑھا اور ہاتھوں کو چہرہ انور پر پھیر کر واصل بحق ہو گئے۔ آپ کے وصال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح نہ صرف شہر کراچی بلکہ پورے ملک کے اطراف و کناف میں پھیل گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے خانقاہ وارثیہ چشتیہ قادریہ کامران العلوم درگاہ حضرت سیدہ بی بی مائی آمنہ صاحبہؒ واقع جونا دھوبی گھاٹ قبرستان کراچی میں آپ کے ہزاروں سوگواران کا ایک میلہ لگ گیا جس میں سینکڑوں افراد مختلف سلاسل کے مشائخ عظام وعلماء کرام و بزرگ صحافی حضرات وادبا، شعراء، نعت خواں، قوالان اور تمام شعبہ زندگی کے لوگ شامل تھے۔ آپ کو آپ کی وصیت کے مطابق جناب خواجہ دلبر شاہ وارثی، صغیر حسن زبیری الوارثی، محبوب شاہ وارثی، جناب معصوم شاہ وارثی، وحافظ صاحب رفیق شاہ صاحب نے غسل دیا جب کہ آپ کی نماز جنازہ عقیدت مندوں کی کثرت کی وجہ سے 3 مرتبہ خانقاہ ہذا ہی میں ادا کی گئی۔ بعد ازاں آپ کو آپ کے تحریری وصیت نامہ حرف آخیر قانونی جو وصال سے قبل مورخہ 14 اپریل 1993 کو فرمائی تھی کے مطابق درگاہ حضرت سیدہ بی بی مائی آمنہ صاحبہؒ کے ہمراہ آپ کے قدیمی حجرہ چلہ گاہ میں زیر خاک مبارک چھپا دیا گیا۔

اس قحط الرجال کے دور میں اہل دل کو آپ کی موجودگی سے بڑی ڈھارس تھی۔ آپ بیکسوں بے سہاروں اور بے پناہوں کا سہارا اور پناہ تھے آپ نے اپنی چوراسی سالہ زندگی میں بے شمار لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن کیا آپ کا وصال اہل دل اہل نظر و اہل طریقت و تصوف کے لیے پورے ایک عہد اور پوری تاریخ کا خاتمہ ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حافظ فقیر اکمل شاہ وارثی رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

حضرت قبلہ حافظ فقیر اکمل شاہ وارثی کا آبائی نام قاضی محمد خورشید عالم تھا والد کا نام حافظ قاضی محمد عطا آپ 1872ء میں ضلع جہلم کے معروف قصبہ سنگھوئی میں پیدا ہوئے۔ آپکا تعلق مغل برلاس خاندان سے تھا جن کا شجرہ نسب شہزادہ داراشکوہ بن شاہجہان تک ملتا ہے۔ آپ کے اجداد میں قاضی ہدایت اللہ مادرزاد ولی تھے۔ پیدائشی سینہ پر لا الہ اللہ نقش ہے۔

چنانچہ گکھڑوں کے عہد میں آپ پوٹھوار میں قاضی القضاۃ تھے۔ انہوں نے آپ کی مہر و قضاء پر یہ عبارت کندہ کروائی۔ ''کلمہ لا الہ اللہ نقش بر سینہ قاضی ہدایت اللہ'' یہ مہر قضاء خاندان کے نوادرات میں آج بھی موجود ہے۔ حضرت 1109ھ قبلہ حافظ فقیر اکمل شاہ وارثی کے دادا حضور قاضی حافظ رکن عالم چشتی نظامی علیہ الرحمۃ، حضرت خواجہ شمس العارفین شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے اور علاقہ سنگھوئی جہلم کے قاضی القضاء بھی تھے۔ خاندانی روایت کے مطابق حضرت حافظ صاحب نے بہت قلیل عرصہ میں مروجہ دینی علوم کی تکمیل کی اور سب سے پہلے بیعت طریقت کے لیے اپنے احباب کی معیت میں بارگاہ قادریہ میں سلطان العارفین سلطان باہوؒ حاضر ہوئے وہ زمانہ حضرت سائیں نور احمد قبلہؒ کی سجادگی کا تھا۔ آپ نے دیگر تمام احباب کو بیعت فرمایا لیکن حضرت حافظ صاحب کو فرمایا ''آپ کا تمام خاندان ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور تم بھی ہمیں عزیز ہو لیکن تمہارا حصہ پورب میں ہے اور اپنے وقت پر تم کو مل جائے گا گھبرانا مت ایک ہی بات ہے'' اور دعا فرما کر رخصت کر دیا۔ آپ نے اسی پریشانی میں فوج میں بطور خطیب ملازمت اختیار کر لی اور تلاش مرشد بھی جاری رکھی۔ 1897ء میں آپ دہلی میں قیام پذیر تھے کہ شہرہ سنا کہ حاجی صاحب آ رہے ہیں سارا شہر ریلوے اسٹیشن کی طرف دوڑ آیا تھا۔ آپ بھی پھاٹک پر جا پہنچے معلومات لیں کہ کون آ رہا ہے۔ تو پتہ چلا کہ آفتاب ولایت سیدنا حافظ و حاجی وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ دیوہ باشی تشریف لا رہے ہیں۔ بعد میں حافظ صاحب نے خود بیان کیا کہ مجمع کے ازدہام میں میں کھڑا تھا پریشان تھا کہ ملاقات کیسے ہوگی کہ حضرت قبلہ حاجی صاحب اسٹیشن سے باہر نکلے اور سیدھے میری سمت آئے پاس پہنچے تو میں قدموں پر گر پڑا آپ نے اٹھایا اور فرمایا پنجابی حافظ آ گئے اچھا پھر ملاقات ہوگی۔ یہ فرما کر آپ اسٹیشن سے باہر نکل گئے اور مجھے حیران پریشان چھوڑ گئے۔

Marfat.com
Marfat.com

حافظ صاحب تلاش کرتے قیام گاہ تک جا پہنچے بیعت کی درخواست کی جو منظور ہوئی بیعت کے بعد ارشاد فرمایا اسی صورت کو یاد رکھنا۔ تھوڑے عرصہ بعد آپ کی پلٹن کو لکھنؤ بھیجا گیا جہاں آپ دو سال رہے اور شب و روز بارگاہ سرکار عالم پناہ حاجی و حافظ سید وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ میں دیوہ شریف حاضر ہوتے رہے اور فیض یاب ہوتے رہے۔ اسی دوران آپ نے سرکار عالم پناہ کی بارگاہ میں خرقہ فقر احرام کی درخواست پیش کی تو سرکار نے فرمایا جب تک والدین زندہ ہیں انکی خدمت کرو تمہیں تمہارا حصہ وقت پر مل جائے گا۔ والدین کی وفات کے بعد آپ کی حاضری دیوہ شریف بڑھ گئی۔ اسی دوران ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔

آپ کا قیام دیوہ شریف تھا فجر کی نماز کے لیے مسجد جا رہے تھے کہ سر راہ مکان سے کسی عورت کی گریہ زاری کی آواز سنی آپ مکان کے اندر چلے گئے دیکھا کہ بوڑھی عورت کا نوجوان لڑکا انتقال کر گیا ہے اور عورت رو رو کر کہہ رہی تھی کہ میرا ایک ہی بیٹا تھا۔ یہ بھی قدرت نے لے لیا حافظ جی سے یہ برداشت نہ ہوا لڑکے کا چہرہ دیکھا اور فرمایا یہ تو زندہ ہے۔ لڑکا اسی وقت اٹھ کر بیٹھ گیا حافظ جی مکان سے فوراً باہر نکل گئے۔ نماز فجر ادا کی اور بارگاہ مرشد بے نیاز میں جا پہنچے سرکار نے دیکھتے ہی فرمایا۔ ''پنجابی حافظ خدا کی رضا میں آئندہ دخل مت دینا اب دیوہ شریف ہماری زندگی میں نہ آنا۔ تیرہ سال جنگل کی سیاحت کرنا اور کسی بستی میں نہ جانا'' حافظ صاحب پر ان کلمات نے وجدانی کیفیت طاری کر دی اور آپ اسی وقت جنگل کو نکل گئے۔ آخر کار آپ وارث پاک کے وصال کے ایک عرصے کے بعد دیوہ شریف حاضر ہوئے تو قبلہ فقیر اوگھٹ شاہ وارثی علیہ الرحمۃ نے آپ کو خرقہ احرام وارثیہ اپنے دست حق پرست سے عنایت کر کے حافظ اکمل شاہ وارثی کے خطاب سے سرفراز فرمایا جہاں آپ آستانہ وارث پاک میں جاروب کش کی خدمت انجام دیتے رہے پھر سیاحت کا حکم ہوا تو آپ ۵۸ برس تک نڈالہ پیران کلیر شریف انبالہ وغیرہ میں قیام کیا۔ زیادہ وقت نڈالہ میں گذرا اس عرصہ میں آپ کا معمول رہا کہ ہر سال رمضان المبارک دیوہ شریف گذارتے اور اسی دوران درگاہ عالیہ دیوہ شریف میں خدمت بجالاتے 1947ء میں حج وغیرہ باہم ادا فرمایا۔ واپس آئے تو تقسیم ہند کا اعلان ہو چکا تھا تو آپ پاکستان تشریف لے آئے پوٹھوار کے علاقہ میں بے شمار احباب داخل سلسلہ عالیہ وارثیہ تھے فروری 1948ء میں حافظ صاحب راولپنڈی تشریف لائے وہاں سے ڈھوک قاضیاں (تخت پڑی روات) حضرت مقبول بارگاہ غوثیہ قاضی غلام محی الدین صاحب سے ملاقات ہوئی جن کے ساتھ حافظ صاحب کا قلبی لگاؤ اور خاندانی تعلق خاطر بھی تھا دو روز قیام ہوا تھا۔ کہ حافظ عبدالکریم نوشاہی قادری نور وصلہ شریف

Marfat.com
Marfat.com

بمع میاں محمد زمان وارثی تشریف لائے اور بعد اصرار آپ کو چھپر شریف (تحصیل گوجر خان) لے گئے آپ کی طبیعت کچھ دنوں سے کافی ناساز تھی جو وہاں جا کر مزید بگڑ گئی۔
وصال سے ایک روز قبل حافظ جی کی خطرناک حالت کو دیکھ کر حافظ عبدالکریم نوشاہی صاحب نے دریافت کیا کہ حضور مزار اقدس کس جگہ ہو آپ نے فرمایا مجھے دیوہ شریف سرکارؒ کے حضور پہنچا دیں۔ حافظ جی نے عرض کیا حضور دیوہ شریف تو ہندوستان میں رہ گیا ہے۔ حضور کوئی دوسری جگہ تو فرمایا۔ ''جہاں ہم اور تم ملتے رہیں'' پوچھا اگر سنگھوئی والے آ جائیں۔ تو فرمایا ''اڑیہ (پنجابی) ان کا بھی حق ہے'' یہ حالات 7 مارچ کے ہیں۔ 8 مارچ خراب طبیعت کے باوجود صبح سوا چار بجے سرکار عالم پناہ کا قل شریف پڑھا اور سلام پیش کیا۔ شام تک طبیعت بہت بگڑ گئی عجیب بے چینی کی کیفیت میں سرکار عالم پناہؒ کا مرقع شریف منگوایا زیارت کی اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی

انا للہ وانا الیہ راجعون

تاریخ وفات 27 جمادی الثانی 1368ھ بمطابق 8 مارچ 1948ء بروز منگل

مزار فیض آثار چھپر شریف چنگا بنگیال تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں مرجع ہر خاص و عام ہے۔ آپ کے مزار مبارک کا سنگ بنیاد اور سات۔ آٹھ مارچ سالانہ عرس مبارک کی ابتداء اور موجودہ ناظم آستانہ میاں قاضی عبدالعزیز صاحب وارثی کی رنگ احرام پوشی وعزت شاہ وارثی کا خطاب بروز چہلم حضرت قاضی اکمل شاہ وارثی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بابرکت محفل میں حضرت الحاج خواجہ بابا حیرت شاہ صاحب وارثی علیہ الرحمۃ نے دیا اور تاحیات بڑی ہی وضع داری سے سات آٹھ مارچ کے سالانہ عرس مبارک کی نگرانی فرماتے رہے۔

بقول مصنف صاحب ''محبوب الوارثین'' میاں عطاء اللہ ساگر وارثی مرحوم کہ حضور میاں بابا حیرت شاہ وارثی علیہ الرحمۃ کا منعقد کردہ جلوس چادر شریف میں ہزاروں عقیدت مندوں کا قابل دید حیرت نما ازدھام ہوتا تھا۔ آپ کے وصال ۱۹۶۳ء کے بعد حضرت قبلہ بھائی فقیر سید عنبر علی شاہ وارثی علیہ الرحمۃ چشتی اجمیری نے جلوس چادر شریف کو بڑی وضع داری سے برقرار رکھا۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ حافظ مقصود شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

فردیگانہ فنافی اللہ۔ بقاباللہ شیخ العشق والمحبت حضرت خواجہ حافظ مقصود شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حافظ پیاری شاہ علیہ الرحمۃ کے حقیقی چھوٹے بھائی اور برادر طریقت تھے سلسلہ عالیہ وارثیہ میں آپ کی ذات والاصفات بہت ذیشان وباعظمت تھی۔

آپ کامل عاشق صفت معشوق صورت وجیہہ سراپا محبت مکمل درد آئینہ اور حسن ازل تھے۔ آپ توکل میں بے مثال صبر وشکر اور تسلیم ورضا میں یکتا۔ رغبت یاد محبوب میں غرق عاشق مزاج ذوق سماع میں کمال باز وال مجسم اخلاق تبسم برلب خمار توحید سے نگاہیں مست الست۔ رموز آشنائے حقیقت ومعرفت مظہر آیات الفقر وفخری الغرض آپ ایک مکمل درویش جسکی مثال آپ کے ہم عصر لوگوں میں نہ ملتی تھی آپ کی ذات سلسلہ عالیہ وارثیہ میں مثل آفتاب روشن تھی آپ حضرت حاجی سید وارث علی شاہ سرکار عالم پناہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت تھے اور حضور سرکار وارث پاک سے ہی آپ کو نصف احرام حاصل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ایک مرتبہ حضرت خواجہ مقصود شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ سفر کے لیے نکلے دوران سفر بمبئی پہنچے بمئی میں قیام کے دوران لوگ آتے اور دعاؤں کے لیے التجا کرتے اسی دوران چند عورتیں پانی کے پیالے لے کر حاضر ہوگئیں۔ اور عرض کرنے لگیں حضور اس پانی پر دم کر دیں۔ آپ نے سرکاری نلکے کے اوپر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا جس کو جو بھی تکلیف ہو وہ اس تکلیف سے نجات کے لیے یہ پانی پیئے انشاء اللہ شفا ہوگی۔ پورے شہر کے لوگ اس نلکے سے پانی پیتے اور شفایاب ہوتے۔ حتیٰ کہ اس پانی کا نام آب حیات مشہور ہوگیا۔ آپ کے خصوصی خادم نے عرض کیا۔ حضور پانی کے نلکے پر کونسا دم پڑھا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ سرکار کا تصور ہے سرکار جانے ہمیں کیا۔

استاد سید باقر حسین باقر شاہجہان پوری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ حیدرآباد دکن میں قیام فرما تھے کہ نواب طاہر علی خان صاحب نے عرض کیا حضور کیا دینا میں بھی کیمیا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔

یہ کہہ کر آپ نے نواب صاحب کے صحن میں باغیچے میں لگے گھاس کو توڑا اور پانی کے دیگچے میں ڈال کر تانبے کا پیسہ اس میں ڈال کر آگ پر پکنے کے لیے رکھ دیا جب پانی خشک ہوگیا وہ

Marfat.com
Marfat.com

تانبے کا پیسہ زرِخالص بن چکا تھا۔آپ نے اس کو بازار میں فروخت کرواکر شیرنی منگوا کر فاتحہ دیکر لوگوں میں تقسیم کردی۔

نواب صاحب نے عرض کیا حضور یہ کیا تھا آپ نے فرمایا کہ نواب صاحب فقیر جس چیز پر نظر ڈالتے ہیں۔وہی کیمیا ہوجاتی ہے۔

آپ صاحب نظر سیف زبان تھے جو فرماتے ہو جاتا تھا۔حضرت حافظ پیاری صاحب کے وصال باکمال کے بعد عرس وغیرہ اور دیگر تمام معاملات آپ ہی کے زیر نگرانی وسرپرستی میں چلتے رہے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال 11 رجب بمطابق 26 فروری 1957ء کو ہوا مزار شریف خانقاہ حافظ پیاری دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی بھارت میں مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت ڈاکٹر سید سبحان للہ شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

عارف باللہ آیۃ من آیات اللہ درویش کامل حضرت صوفی سید عبدالوہاب المعروف ڈاکٹر سبحان اللہ شاہ وارثی دہلوی نوشاہی ابن حضرت صوفی سید عبدالکریم وارثی نوشاہی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت نوشہ گنج بخش کی اولاد امجاد میں سے ہیں آپ کا نسب نامہ سادات کرام حسنی گیلانی سے ہے۔

1862ھ بمقام فراش خانہ دہلی میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ نے علوم دینیہ کی تکمیل اپنے والد گرامی ہی سے کی بعد ازاں علوم متداولہ میں کمال حاصل کرنے کے لیے آپ نے دہلی اور گردونواح کے نامی گرامی اساتذہ کے پاس زانوے تلمذ طے کر کے علوم متداوالہ میں وہ کمال حاصل کیا کہ آپ کی نظیر نہ ملتی تھی۔ فہم وفراست اور طبی تشخیص میں آپ بڑے ماہر سرجن ڈاکٹر تھے۔ آپ علم وفضل وتقویٰ طہارت میں بلند مقام رکھتے تھے آپ کے خوارق وعادات بھی بہت مشہور ہیں سیف زبان تھے۔ جو فرماتے خدا کے فضل وکرم سے پورا ہوتا اور نظر اس قدر پُر تاثیر تھی کہ جس پر پڑ جاتی وہ آپ ہی کا ہو کر رہ جاتا تھا۔

آپ نے اپنے والد گرامی حضرت صوفی سید عبدالکریم شاہ وارثی کے ہمراہ 15 سال کی عمر شریف ۱۸۷۷ء میں امام الاولیاء حضور قبلہ حضرت حاجی سید وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کی خدمت شریف میں حاضری ہوئے۔ اور حضور قبلہ عالم پناہ وارث پاک سرکار علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور امام الاولیاء قبلہ حضور حاجی صاحب علیہ الرحمۃ کے دست مبارک سے احرام طریقت فقر اوارثیہ حاصل کیا۔

حضور قبلہ ڈاکٹر سید سبحان للہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ہی وہ ذات ہے۔ کہ جنہیں دہلی جیسے شہر میں امام الاولیاء حضور قبلہ عالم پناہ حافظ حاجی سید وارث شاہ علیہ الرحمۃ کا 1905 پہلا سالانہ عرس مبارک کرانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور تادم حیات یہ عرس کراتے رہے بعد ازاں آپ کے بیٹے سیدنا الحمد اللہ شاہ وارثی اس نظام کو اسی طرح چلاتے رہے۔ آپ کا وصال با کمال دہلی میں ہی ہوا مزار شریف دہلی میں مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت سید الحمد اللہ شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

عارف باللہ فنافی المرشد حضرت سید عبد الصمد المعروف حضرت سید الحمد اللہ شاہ وارثی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بن ڈاکٹر سید عبد الوہاب المعروف سید سبحان شاہ علیہ الرحمۃ 1279ھ کو دہلی میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ حضرت الحمد اللہ شاہ اور آپ کے والد گرامی سید سبحان اللہ شاہ اور آپ کے دادا کو سب سے پہلے دہلی میں حضرت سرکار عالم پناہ حضور قبلہ حضرت حافظ حاجی سید وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ سے شرف بیعت واحرام پوشی کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ حضرت سیدنا الحمد اللہ شاہ وارثی کو حضرت سیدنا ابراہیم شاہ وارثی و نبیرہ حضرت سید حاجی خادم علی شاہ لکھنوی علیہ الرحمۃ خادم خاص اول ناظم اعلیٰ آستانہ وارثیہ دیوہ شریف سے احرام شریف حاصل تھا۔ حضرت امام الاولیاء سرکار عالم پناہ حضرت حافظ حاجی سید وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر ابھی آپ بیعت سے مشرف ہوئے ہی تھے۔ کہ عالم خواب میں حضرت مولائے کائنات مولا علی مشکل کشا علی کرم اللہ وجہ الکریم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضرت علی المرتضےٰ وجہ الکریم نے آپکے منہ میں لعاب ڈالا اور قرآن پاک پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ آپ بچپن کے عالم سے ہی روزانہ ایک قرآن کریم ختم فرماتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ مجاہدہ نفس فرماتے تھے۔ آپکے والد ماجد نے آپ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دے رکھی تھی۔ جسکے باعث آپ قرآن کریم کے علوم اور حدیث فقہ منطق اور دیگر علوم ظاہری میں کامل و اکمل و یکتا تھے۔ عالم شباب میں ہی آپ نماز پنجگانہ کثرت نوافل رات کو تہجد کا خصوصی اہتمام فرماتے اس قدر مجاہدہ کرتے کہ آپ کو اپنی خبر نہیں رہتی تھی۔ ہر وقت ذکر خدا کے ساتھ ساتھ مخلوق خدا کی خدمت اور رشد و ہدایت کا سلسلہ بھی عروج پر تھا۔ قیام پاکستان کے بعد آپ دہلی سے مستقل طور پر کراچی تشریف لے آئے اور سلسلہ عالیہ وارثیہ کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہو گئے ہر روز عصر تا مغرب مسجد میں ہی مریدین عقیدت مندان کو ہدایت و روحانی فیضان سے سرفراز فرماتے۔

وصال باکمال:

آپ کا وصال 11 محرم الحرام ۱۳۹۱ھ صبح 4:30 ساڑھے چار بجے ہوا۔ آپکا مزار فیض آثار جامعہ وارثیہ جونا دھوبی گھاٹ قبرستان کراچی میں مرجع ہر خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت بابا رحیم شاہ صاحب وارثی رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

فقیر یگانہ احرام پوش قلندر بیک وقت سالک و مجذوب جناب حضرت بابا رحیم شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ دیوہ شریف ضلع بنکی یوپی بھارت کے ہی رہنے والے تھے یہاں پر ہی آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت حاصل کی اور اس کے بعد امام الاولیاء سرکار عالم پناہ حضرت سیدنا حافظ قاری حاجی سید وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور خرقہ احرام سے مشرف ہوئے اور اپنے مرشد کامل کی خدمت بڑی لگن محبت اور دل جمعی سے کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کو حضور عالم پناہ سرکار وارث پاک کا خصوصی خادم خاص مقرر کر دیا گیا اور حضور کے اتنے قریب رہے۔ اتنے قریب رہے کے مشاہدہ میں آتے ان کا احاطہ تحریر کرنا مشکل ہے۔

آپ حضور وارث پاک علیہ الرحمۃ کی محبت میں اس قدر محو تھے کہ دیکھنے والا ہر شخص کہتا تھا کہ بابا رحیم شاہ تو فنافی الشیخ کی منزل سے گزر چکا ہے۔ آپ نے اپنے شیخ کامل سے اظہار محبت کے لیے بھاگا زبان میں شاعری میں جذبات قلبی کا اظہار فرمایا۔ مرشد کامل نے آپ کی محبت کے اس انداز کو دیکھ کر از خود آپ کا تخلص نادم ارشاد فرمایا۔ آپ کا مجموعہ کلام 1315ھ میں یادگار نام کے نام سے طبع ہو کر جہاں عشق میں معروف ہوا۔ آپ اپنے مرشد کامل حضور امام الاولیاء سرکار عالم پناہ حضور قبلہ سید حاجی وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ کے حکم کی تعمیل کی غرض سے آخری عمر شریف میں گنگوارہ ضلع بارہ بنکی یوپی بھارت میں مقیم رہے۔ اور مخلوق خدا کو رشد و ہدایت دکھاتے رہے۔ اسی جگہ پر آپ کا وصال ہوا وہیں آپ کا مزار شریف بنا جو آج بھی مرجع خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

باب ہشتم

سلسلہ عالیہ قلندریہ

کے بزرگان کے حالات وواقعات پر

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

مقدمتہ الباب

سلسلہ عالیہ قلندریہ کا مشرب اور حقیقت کیا ہے؟

سلسلہ قلندریہ چند سلسلوں کے لوگوں پر مشتمل ہے جو مختلف سلسلوں سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو مشرب قلندریہ سے منسوب کرتے ہیں چنانچہ محمد قلندر اور ان کے مریدین کا ایک گروہ کثیر تھا جو یہ عظیم القدر مشرب قلندریہ رکھتا تھا یہ شعر بھی ان کا ہی ہے۔

ماز دریا ہم زماست

ایں سخن داند کسے کو آشنا است

ترجمہ: ہم دریا سے ہیں اور دریا ہم سے ہے یہ بات وہ جانتا ہے جو آشنا ہے۔ انکے علاوہ شاہ حیدر قلندرؒ شاہ حسین بلخیؒ اور ان کے مرید نیز شیخ شمس الدین تبریزی مولانا روم اور انکے اصحاب اور دیگر اہل اللہ مثلاً شیخ فخر الدین عراقیؒ خواجہ اسحاق مغربیؒ خواجہ حافظ شیرازیؒ وغیرہ ہم دیگر سلاسل کے بہت سے شہباز قلندریہ مشرب رکھتے تھے۔ اور ابدال اکثر اسی مشرب پر ہوتے ہیں اور ہمیشہ اصلاح باطن میں کوشاں رہتے ہیں۔ چنانچہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فحات الانس میں تحریر فرماتے ہیں کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بعض لوگوں نے امامت کی درخواست کی شیخ صدرالدین قونوی بھی اسی مجلس میں موجود تھے مولانا نے کہا کہ ہم ابدال لوگ ہیں ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں بیٹھ جاتے ہیں کھاتے پیتے ہیں امامت کے لائق اہل تمکین ہیں۔ اہل تمکین اسے کہتے ہیں جو غلبہ حال سے مغلوب نہ ہو سکے ایسے حضرات کو ابوالحال بھی کہتے ہیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ صدرالدین کی طرف اشارہ کیا اور انہوں نے امامت کروائی۔ لطائف اشرفی میں لکھا ہے کہ خواجگان چشت کے سرحلقہ و سردار حضرت خواجہ ابواحمد ابدالؒ سے لیکر آج تک ہمارے اکثر خواجگان چشت ابدال تھے۔ اور ان سے عالی شان کرامات خوارق و عادات ظاہر ہوئے حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اخبار الاخیار میں فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں مشرب قلندریہ نے شاہ حضرت رومیؒ سے شہرت پائی وہ سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ میں قلندری لباس میں حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دہلی آ کر مرید ہوئے۔ حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے تربیت کے بعد خرقہ خلافت ان کو عطا فرمایا اور رخصت کیا لیکن لباس قلندری کو تبدیل نہ کیا حضرت شاہ رومی بڑے

Marfat.com
Marfat.com

مستغنی اور عظیم الشان بزرگ تھے ان سے بہت کرامات اور خوارق و عادات ظاہر ہوئیں۔ جب جونپور کے علاقے میں تشریف لے گئے تو شاہ نجم الدین قلندرؒ آپ کے ارادت مندوں میں داخل ہو کر حلقہ بگوش ہوئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا اور خود روم واپس چلے گئے۔ اب ان کا سلسلہ شاہ قطب مینا دلؒ کی بدولت ہندوستان میں جاری ہے۔ شیخ محمود قلندر لکھنویؒ اور شیخ عبدالرحمٰن لاہر پوری اسی سلسلہ میں تھے اس سلسلہ کو چشتیہ قلندریہ کہتے ہیں۔ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندرؒ جنہوں نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے تربیت حاصل کی وہ بھی یہی قلندرانہ مشرب رکھتے تھے اور یہ شعر بھی انہیں کا ہے

گر بو علی نوائے قلندرنہ نواختے

صوفی بدے ہر آنکہ در عالم قلندراست

ترجمہ: اگر بوعلی قلندرانہ نغمہ نہ الاپتا تو جو جہاں میں قلندر ہیں سب صوفی ہوتے قلندر کوئی نہ ہوتا۔ حضرت شیخ الاسلام زبدۃ الانبیاء حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سلطان الاولیاء حضرت خواجہ مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیئری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلیفہ حضرت شیخ شمس الدین ترک علیہ الرحمۃ بھی قلندرانہ روش رکھتے تھے اور میر سید محمد گیسو دراز بھی یہی مشرب رکھتے تھے یہ اشعار بھی انہیں کے ہیں۔

زمین آسمان بردوشریف آند

قلندر رادریں ہر دو مکان نیست

نظر در دیدہ ہا ناقص فتاد

وگرنہ یار من از کس نہاں نیست

ترجمہ: زمین و آسمان دونوں کھلے ہیں لیکن قلندر کے لیے ان دونوں میں جگہ نہیں ہے آنکھوں میں نظر کمزور ہے ورنہ میرا دوست کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ میر سید محمد مکی جو حضرت شیخ نصیرالدین محمود چراغ دہلیؒ کے اعظم خلفاء میں سے ہیں وہ بھی اسی مشرب پر تھے یہ اشعار انہیں کے ہیں۔

اندر رہ عشق سرسری نتواں رفت

بے دیدہ رہ قلندری نتواں رفت

Marfat.com
Marfat.com

خواہی کے پس از کف بیالی ایمان

تاجاں نہ رہی بکا فری نتواں رفت

ترجمہ: راہ حق میں سرسری طریق پر نہیں چلنا چاہیے آنکھوں کے بغیر قلندری کے راستے پر نہیں چلا جا سکتا اگر تو چاہتا ہے کہ کفر کے بعد ایمان حاصل کرے جب تک تو جان نہ دے گا کافری تک نہ پہنچے گا کفر سے مراد یہاں کفر حقیقی ہے۔ اسی طرح حضرت خواجہ مسعود بیک جو کہ شیخ رکن الدین بن شیخ شہاب الدین امام حضرت سلطان المشائخ کے مرید و خلیفہ تھے وہ بھی قلندری مشرب رکھتے تھے۔ آپ بڑے بے باک بزرگ تھے۔ آپ کی طرح سلسلہ عالیہ چشتیہ میں کسی نے حقائق سے لبریز مستانہ کلام نہیں کہا۔ یہ شعر بھی ان کے قصیدے کا حصہ ہے۔

مجرد شواز دین و دنیا قلندر

کہ راہ حقیقت ازیں دو بر تر

ترجمہ: اے قلندر دنیا و دین دونوں سے آزاد ہو جا کیونکہ راہ حقیقت ان دونوں سے برتر ہے۔ حضرت مخدوم شیخ عبدالحق ردولوی بھی یہی عالی قدر مشرب رکھتے تھے۔ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رسالہ قلندریہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ صوفی منتہی جب مقصد کو پہنچتا ہے۔ قلندر ہو جاتا ہے۔ ذکر قلندر حق ہے۔ جس سے تمام جہاں مستغنی یعنی مستفیض ہوتے ہیں قلندر کا دین دانا ہے جو تمام جہاں پر توانا ہے۔ قلندر کی دنیا تفرید یعنی ذات حق میں محویت تامہ ہے جو توحید کی بشارت دیتی ہے۔ یعنی جس کی وجہ سے قلندر ذات حق میں ایک ہو جاتا ہے۔ قلندر کا علم سہو ہے یعنی اپنے آپ کو بھول جانا اور حق رہ جانا قلندر کا عمل محو ہے۔ یعنی ذات حق میں محو ہو جانا اور قلندر کا طریق عشق ہے عشق کیا ہے اللہ ہے حضرت شاہ حسین بلخی فرماتے ہیں۔

قلندر کے بیاید در عبارت، قلندر کے بگنجند در اشارات

آپ فرماتے ہیں کہ قلندر کی حقیقت بیان کرنا ناممکن ہے۔ قلندر ہر قسم کی تعریف و توضیح سے بالاتر ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

حضرت رابعہ بصری قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا

تعارف:

ولی العصر فنا فی اللہ بقا باللہ چراغ اولیاء تارک الدنیا محبوب ذات الٰہ حضرت رابعہ بصری قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا 97ھ میں خدا کے ایک مقرب بندے کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی جس رات آپ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ کے والدین کے گھر چراغ جلانے کے لیے تیل موجود نہ تھا سخت سردی کا موسم اور اندھیری رات میں خدا کی اس ولیہ کا اس دنیا میں ظہور ہوا جبکہ گھر میں دنیا کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ مگر آپ کے والدین کریمین کا دل خدا کے توکل سے مالا مال تھا جس کی وجہ سے آپ کے والدین آزردہ خاطر نہ ہوئے اور نہ ہی کسی کے آگے دست طلب دراز کیا زبان پر حرف شکایت نہ لائے اپنے خالق و مالک کی مرضی پر شاکر ہو کر بارگاہ خداوند میں اپنا سر سجدے میں رکھ کر ثابت قدمی کے لیے دعا کی۔ ادھر خدا کی بارگاہ میں حوصلے کی پختگی کے لیے دعا کی دوسری طرف تھوڑی ہی دیر میں چہرے پر نیند کے اثرات وارد ہوئے اور غنودگی کے عالم میں مدینے کے تاجدار نبی کریم ﷺ نے یہ خوشخبری سنائی کہ تمھاری بیٹی اندھیروں میں روشن چراغ ہے۔ اور آپ کے والد سے یہ بھی فرمایا کہ اے میرے غلام تو ابھی جا اور حاکم وقت کو ہمارے پیغام دے کہ تو نے اپنے معمولات کے مطابق آج ہم پر درود نہیں بھیجا لہٰذا کفارہ کے طور پر وہ تمہیں چار سو درہم دے دے اور تو اس سے اپنی ضرورت پوری کر خواب سے بیدار ہونے پر حضرت رابعہ بصری کے والد گرامی کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی ایک طرف تو کائنات کے مالک و مختار نبی رحمت ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونا کوئی معمولی بات نہ تھی دوسری طرف یہ کہ کسمپرسی کے عالم میں چار سو درہم کا مل جانا گراں بہا خزانہ سے کم نہ تھا اپنے گھر سے نکلے اور اسی وقت شاہی دربار پہنچ کر شہنشاہ دو عالم ﷺ کا پیغام رحمت حاکم وقت کو سنایا بادشاہ پیغام سنتے ہی سجدہ ریز ہو گیا اور کہنے لگا واہ میری قسمت کہ رحمت کائنات ﷺ نے مجھے یاد فرمایا اور ساتھ ہی پیغام پہنچانے والے کا بھی شکر گذار ہوا اور حسب الحکم چار سو درہم پیش کیئے پریشان حال شخص آسودہ خاطر ہو کر گھر لوٹا اور زچہ و بچہ کی ضرورت کو پورا کیا۔ اس کو اپنی بچی کی خوش قسمتی پر ناز تھا کہ جس کی وجہ سے مدینے کے تاجدار ﷺ کی زیارت بھی ہوئی اور آسودہ حالی بھی ختم ہوئی پھر زمانے نے دیکھا کہ وہ بچی اپنے وقت کی عظیم ولیہ اور قلندر رابعہ بصری کہلائی جس کے طواف کے لیے کعبہ بھی اپنے مقام سے گیا۔

Marfat.com
Marfat.com

سیرت و کردار:

آپ نے تمام زندگی شادی کے بغیر گذاری دیگر اہل اللہ کی طرح اپنی زندگی عبادت و ریاضت میں گذارنا چاہتی تھیں۔ اس لیے کہ ازدواجی رشتے عبادت و ریاضت میں رکاوٹ بنتے ہیں چونکہ آپ لمحہ بھر کے لیے بھی خدا سے دوری پسند نہ کرتی تھیں۔ عبادت و ریاضت میں آپ کی مثال ناممکن ہے۔ آپ ایک ہزار نفل روزانہ ادا کرتی تھیں فرض نماز کے ادا کرنے میں آپ نے ذرہ بھر بھی کوتاہی نہ کی حضرت شیخ فریدالدین عطار علیہ الرحمۃ نے اسی وجہ سے آپ کو ثانی مریم اور یکے از خاصان خدا کہا ہے۔ توکل اور تسلیم و رضا آپ کا معمول رہا ہے۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس دو درویش مہمان تشریف لائے اور کھانے کے لیے روٹی طلب کی اس وقت آپ کے گھر میں صرف دو روٹیاں تھیں آپ نے دونوں روٹیاں دسترخوان پر رکھوا دیں اسی وقت دروازے پر ایک سائل آیا اور کہنے لگا کہ اللہ کے نام پر دو روٹیاں دے دو آپ نے وہ دو روٹیاں اس فقیر کو دے دیں اور یہ سمجھا کہ یہ فقیر ان مہمانوں سے زیادہ ان روٹیوں کا مستحق ہے۔ اس کے بعد آپ بھی مہمانوں کے ساتھ خدا کی طرف سے روٹیوں کی آمد کے انتظار میں بیٹھ گئیں۔ مہمان درویش نے جب آپ سے دوبارہ روٹی کا تقاضہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا کا وعدہ ایفا ہونے میں دیر نہیں لگتی ابھی خدا کوئی انتظام فرما دے گا تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ ایک کنیز سر پر روٹیوں کا خوان اٹھائے آپ کے پاس حاضر ہوئی آپ نے فرمایا کہ یہ خوان ہمارے لیے نہیں ہے۔ لہذا اسکو واپس لے جاؤ کنیز نے دست بستہ عرض کی یہ خوان میری مالکہ نے آپ ہی کے لیے بھجوایا ہے۔ لیکن آپ نے لینے سے انکار کر دیا کہ یہ ہمارے لیے نہیں ہے اسکو واپس لے جاؤ کنیز نے دوبارہ دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ مائی صاحبہ یہ خوان میری مالکن نے آپ ہی کے لیے بھیجا ہے لہذا آپ قبول فرمالیں اس کے ساتھ ہی وہ درویش مہمان بھی بول پڑے کہ جب یہ بار بار اصرار کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ آپ ہی کے لیے ہے تو آپ قبول کیوں نہیں کر لیتیں۔ مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ وہ کنیز واپس چلی گئی۔ اور اپنی مالکہ سے تمام قصہ کہہ سنایا مالکہ واقعہ سن کر بہت شرمندہ ہوئی اور کہنے لگی حضرت رابعہ بصری ٹھیک فرماتی ہیں۔ اس نے خوان میں دو روٹیوں کا اضافہ کر کے دوبارہ خوان ان کی خدمت میں بھیجا اس مرتبہ روٹیاں شمار کرنے پر رابعہ بصری نے خوان کو قبول کر لیا اور فرمایا کہ یہ واقعی ہمارے لیے ہے اور فرمایا کہ مجھے اس بات کا کامل یقین تھا کہ رب تعالیٰ ایک کے بدلے دس دیتا ہے۔ میں نے چونکہ دو روٹیاں خدا کی راہ میں دی تھیں۔ اس لیے مجھے یقین کامل تھا کہ رب کائنات ایک کے بدلے دس ضرور دے گا۔

Marfat.com
Marfat.com

راضی ہوں میں اسی میں جس میں تیری رضا ہو

حضرت رابعہ کو خدا نے بہت بلند حوصلے عطا فرمائے تھے۔آپ کو ذات خدا سے اتنا عشق اور محبت تھی کہ ہر آزمائش کو انہوں نے خندہ پیشانی سے قبول کیا والد گرامی کی حیات میں تو زندگی خاصی اچھی بسر ہو رہی تھی لیکن زمانہ طفولیت میں آپ کے والد گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا والد گرامی کا وصال ایسے زمانے میں ہوا کہ بصرے میں دوسال تک ایسا قحط پڑا کہ مٹھی بھر اناج کے لیے جس کا جدھر منہ اٹھا وہ بھاگ کھڑا ہوا۔اسی نفسانفسی کے دور میں حضرت رابعہ بصری بھی اپنی تینوں بہنوں کے ہمراہ گھر سے نکل کھڑی ہوئیں بصرے کے لوگ قافلوں کی شکل میں دمشق سمرقند و بخارا اور بغداد کی جانب ہجرت کر کے جانے لگے ہر طرف لوٹ مچی ہوئی تھی کسی کو کسی کا ہوش نہ تھا اسی افراتفری کے عالم میں دوران سفر گیارہ سالہ حضرت رابعہ بصری اپنی بہنوں سے بچھڑ گئیں۔ پریشانی کے عالم میں ایک چھوٹے سے قصبے کے پاس سڑک کے کنارے بیٹھی رو رہی تھیں کہ ایک شخص انہیں اٹھا کر لے گیا۔اور بغداد میں دوسرے غلاموں کے ساتھ آپ کو بھی نیلام کر دیا گیا آپ کو زمانہ طفولیت میں ایک زرخرید لونڈی کے حیثیت سے زندگی گذارنا پڑی آپ جس شخص کی ملکیت میں تھیں وہ بڑا شقی القلب انسان تھا وہ آپ کے مرتبہ و مقام سے نا آشنا تھا آپ سے اتنی مشقت لیتا کہ آپ کی فرض نمازیں قضا ہو جاتیں لیکن آپ حرف شکایت لب پر نہ لائیں ایک دن آپ کنویں سے پانی لا رہی تھیں چونکہ آپ ایام جوانی میں داخل ہو چکی تھیں لیکن کنیز ہونے کی وجہ سے پردہ نہ کر سکتی تھیں۔آپ کی چڑھتی ہوئی جوانی اور حسن و جمال کو دیکھ کر ایک حوس کا پجاری بدمعاش آدمی آپ کے پیچھے لگ گیا آپ نے رفتار تیز کر دی مگر وہ بھی تیز رفتاری سے آگے بڑھا اور سامنے کھڑا ہو گیا۔آپ اس خیال سے کہ غیر محرم کی نظر آپ پر پڑ گئی ہے۔آپ بے ہوش ہو کر گر گئیں گرنے سے آپ کا بازو ٹوٹ گیا درد کی شدت سے آپ بے حال ہو گئیں مگر آپ نے اس کو مرضی خداوند کریم سمجھ کر برداشت کیا اور حرف شکایت لب پر نہ آنے دیا۔اسی وقت آپ کو غیب سے آواز آئی اے رابعہ بصری تمہیں وہ مقام حاصل ہوگا جس پر ملائکۃ المقربین بھی رشک کریں گے۔اس کے بعد آپ کو وہ درد بھی پیارا لگنے لگا آپ نے عالم وارفتگی میں بار بار ہاتھ کو چومنا شروع کر دیا۔شکرانے کے طور پر آپ نے روزہ رکھا۔لیکن سفاک مالک کی مشقت جوں کی توں رہی۔ وہ اتنا ظالم تھا کہ وہ بجائے اس کے کہ آپ کے روزے کا خیال یا احترام کرتا کام میں اضافہ کر دیا ایک کام کے ختم ہوتے ہی دوسرا کام بتا دیتا دن بھر کی اتنی محنت و مشقت کے باوجود آپ تمام رات اپنے رب کی عبادت و ریاضت میں اس طرح گزارتیں کہ کبھی قیام میں اور کبھی قعود میں رات گذر

Marfat.com
Marfat.com

جاتی ایک رات آپ عبادت میں مصروف تھیں کہ مالک کسی کام کی غرض سے اٹھا اور حضرت رابعہ بصری کی کوٹھڑی کے قریب سے جب اس کا گذر ہوا تو اس نے دیکھا کہ حضرت رابعہ بصری سربسجود ہیں اور ایک بقعۂ نوران کے سر پر فروزاں ہے مگر حضرت رابعہ بصری دنیا و مافیہا سے بے نیاز نہایت ہی خشوع و خضوع کے ساتھ اپنے رب کی عبادت میں مصروف تھیں اور رب کعبہ کی بارگاہ میں عرض کرتی جاتیں کہ اے میرے پروردگار اگر تو نے مجھے غیر کا محکوم نہ بنایا ہوتا تو میں رات کی طرح دن میں بھی تیری عبادت وریاضت کرتی۔ مگر چونکہ یہ مشقت وملامت بھی تری ہی عطا کردہ ہے۔ اسی وجہ سے میں ہر ستم کو خندہ پیشانی سے قبول کیئے ہوئے ہوں۔ مالک نے جب یہ حالت دیکھی تو اس کے دل کی کیفیت بدل گئی وہ ساری رات جاگتا رہا اور اپنا چین وقرار برقرار نہ رکھ سکا۔ صبح سویرے اٹھ کر حضرت رابعہ بصری کے کمرے میں آیا اور ہاتھ جوڑ کر گذشتہ سلوک کی معافی مانگی اور آپ کو آزاد کر دیا اور کہنے لگا کہ آپ آج کے بعد جہاں چاہیں وہاں جاسکتی ہیں مگر میری یہ خواہش ہے کہ اگر آپ میرے پاس ہی قیام کرنا پسند فرمائیں تو میں آپ کا بے حد مشکور رہوں گا اور تمام زندگی آپ کی خدمت میں گذاروں گا۔ مگر آپ نے اسی وقت وہ کوٹھڑی چھوڑ دی اور جنگل کی طرف چل دیں پھر اسکے بعد آپ دن ورات رب قدیر کی عبادت میں ایسی مشغول ہوئیں کہ زمانے کے قطب اور اولیاء اللہ آپ کے پاس درس لینے آتے حضرت شیخ فرید الدین عطار نے آپ کو ثانی مریم اور یکے از خاصان خدا کہا۔

روانگی حج بیت اللہ شریف:

ایک مرتبہ آپ نے حج کا ارادہ کیا اور خدا کے گھر میں حاضری چاہی سامان گدھے پر لادا اور سفر حج کے لیے روانہ ہوگئیں ابھی چند منزلیں ہی طے کی تھیں کہ آپ کا گدھا مر گیا قافلہ والوں نے سواری اور دیگر امداد کی پیش کش کی مگر آپ نے قبول نہ کیا اور خدا کی بارگاہ میں گریہ و زاری کرنے لگیں اے مالک کائنات میں کمزور و ناتواں عورت ہوں اور تیرے دیدار کی پیاسی ہوں مگر تو نے امتحان میں ڈال کر میری تشنگی میں اضافہ کر دیا مجھے اپنے پاس بلانے کی بجائے اس جنگل وبے آب وگیاں میں مجھے اکیلا چھوڑ دیا ابھی آپ خدا سے محوِ گفتگو تھیں کہ آپ کا گدھا زندہ ہوگیا۔ آپ بہت خوش ہوئیں اور عرض کی اے میرے معبود میری لاج ہمیشہ ایسے ہی رکھنا۔ مجھے اپنا قرب ایسے ہی عطا کرنا ورنہ میں تیری راہ میں جان کا نذرانہ پیش کرنا جانتی ہوں اس کے بعد انہوں نے دوبارہ گدھے پر سامان لادا اور مکہ مکرمہ کی طرف عازم سفر ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کے انوار وتجلیات سے نوازی گئیں۔ حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ اس زمانے کے بہت بڑے پاکباز بزرگ

Marfat.com
Marfat.com

تھے جنہوں نے بادشاہت کو ٹھکرا کر درویشی اختیار کی اور ہر وقت ذکر خدا میں مصروف رہتے تھے۔ وہ چودہ سال سے ہر قدم پر نماز شکرانہ ادا کرتے ہوئے کعبے کی طرف آ رہے تھے۔ جب وہ حرم پاک میں داخل ہوئے اور کعبۃ اللہ شریف پر نظر ڈالی تو کیا دیکھا کہ کعبۃ اللہ اپنے مقام پر موجود نہ ہے۔ وہ یہ سمجھے کہ چودہ سال کی عبادت وریاضت اور سفر کی وجہ سے بینائی ختم ہو چکی ہے۔ وہ زارو قطار رونے لگے کہ اچانک غیب سے آواز آئی اے ابراہیم تیری بینائی زائل نہیں ہوئی بلکہ کعبہ میری نیک بندی حضرت رابعہ بصری کے استقبال کے لیے گیا ہوا ہے۔

وارفتگی عشق ہی اپنا امام ہے

کعبہ طواف کرتا ہے یہ وہ مقام ہے

حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ نے جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو حضرت رابعہ بصری بیٹھی ہوئی ہیں اور کعبہ انکا چاروں طرف سے طواف کر رہا ہے حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ کو بڑی حیرت ہوئی اور حضرت رابعہ بصری کو آواز دیکر پوچھا اے رابعہ یہ کیا تماشہ تم نے اس دنیا میں رچا رکھا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اے ابراہیم تماشہ یہ نہیں ہے۔ بلکہ تماشہ تو وہ ہے جو تم نے برپا کر رکھا ہے۔ چودہ برس سے تم آنکھوں کے بل چل رہے ہو لیکن تمہیں منزل دکھائی نہیں دیتی اور اس کی وجہ محض یہ ہے کہ تم کو خانہ کعبہ کے دیکھنے کی آرزو ہے اور مجھ کو خانہ کعبہ کے مالک کو دیکھنے کی تمنا ہے۔ پس جس شخص کو گھر کا مکین دیکھنے کی تمنا ہوگی۔ وہاں مکان تو اسکو نظر آئے گا ہی کیونکہ جہاں مکین ہوتا ہے وہیں مکان ہوتا ہے

توکل:

آپ نے ایک مرتبہ سات یوم سات راتوں کا روزہ رکھا جب سات روز پورے ہو گئے شام کو افطاری کے وقت حضرت رابعہ بصری کے دل میں خیال گذرا کہ دوسرا ہفتہ بھی اگر اسی طرح روزے سے گذار دیا جائے تو بہتر ہے۔ لیکن نفس امارہ بے چین ہوا اسی دم کہیں سے کھانا آ گیا۔ آپ نے نفس کو ملامت کیا اور کہا کہ انتظار کر میں چراغ روشن کر لوں۔ پھر تیری بھوک ختم کر دوں گی۔ ابھی چراغ روشن بھی نہ کر پائیں تھیں کہ بلی نے خوان الٹ دیا۔ نفس صرف پانی سے پیاس بجھانے پر مصر ہوا۔ مگر پانی انڈیل نے سے پہلے ہی آب خورہ ٹوٹ گیا۔ نفس بے چین ہوا۔ اس آزمائش میں اللہ کریم نے حضرت رابعہ بصری سے سوال کیا اے رابعہ ہمارا غم اور نفس ایک ساتھ نہیں چل سکتے اگر تم چاہو تو ہم اپنا غم واپس لے لیتے ہیں۔ اور تمہیں دنیاوی نعمتوں سے مالا مال کر

Marfat.com
Marfat.com

دیتے ہیں۔ مگر حضرت رابعہ بصری نے انکار کیا اور دنیاوی آسائشوں سے منہ موڑ کر خدا کی سوا ہر امید اور ہر سہارے سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔ ہر نماز کو اپنی زندگی کی آخری نماز سمجھا۔ زندگی بھر گوشہ نشینی اختیار کیئے رکھی۔ خدا سے محبت و وارفتگی کا یہ عالم زندگی کی آخری سانسوں تک جاری رہا۔

احمد بہشت دوزخ بر عاشقاں حرام است:

حضرت رابعہ بصری نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ تنہائی اور گوشہ نشینی میں گذارا آپ اکثر فرمایا کرتی تھیں کہ میں کبھی تنہا نہیں رہی ہر لمحہ خداوند قدوس میرے ہمراہ ہوتا ہے میں خدا کا جلوہ دیکھتی ہوں۔ کیونکہ جب تک معبود کو پہچان نہ لیا جائے اسکی عبادت کیونکر ہوسکتی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ خدا کی عبادت صرف اس کی رضا اور خوشنودی کے لیے کرنی چاہیے۔ جہنم اور جنت کے خوف و طلب سے بالاتر ہوکر کی گئی عبادت ہی انسان کو مقام محمود تک پہنچا دیتی ہے آپ فرماتی ہیں کہ دوزخ کے علاوہ تیسرا بھی مقام ہے جو کہ دیدار خدا ہے اور اس کے لیے بھی ریاضت کی جاسکتی ہے آپ اکثر خدا سے دعا کرتیں اے میرے اللہ مجھے اپنے جمال جہاں آرا کی دید سے مشرف فرما۔ غیب سے آواز آئی اے رابعہ گھبراؤ مت تجھے ایسی قربت عطا ہوگی جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوگی بلاشبہ ہم تم سے کلام کریں گے اور تم ہمارے ساتھ ہم کلام ہوگی۔ ایک دن لوگوں نے دیکھا کہ حضرت رابعہ بصری قلندر ایک ہاتھ میں آگ اور دوسرے ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا برتن لیے بازار سے گذر رہی تھیں۔ کسی نے پوچھا اے رابعہ بصری یہ کیا کھیل ہے آپ نے فرمایا کہ آگ سے خدا کی جنت کو جلانے اور پانی سے جہنم کو بجھانے کے لیے جا رہی ہوں۔ اس لیے کہ جو شخص بھی عبادت کرتا ہے۔ اس کے دو ہی نظریئے ہوتے ہیں وہ یا تو جہنم کے خوف سے میرے رب کی عبادت کرتا ہے یا جنت کی لالچ میں میں جنت اور جہنم دونوں کو ختم کرنا چاہتی ہوں تاکہ جو بھی عبادت کرے وہ میرے رب کی رضا کے لیے کرے۔

کشف و کرامات:

آغاز شباب میں حضرت رابعہ بصری قلندر کے حسن و جمال کا بہت چرچا تھا۔ مگر غلامی کے بعد آپ کے چہرے پر خدا نے طہور و پاکیزگی کا ایک نقاب ڈال دیا۔ تاکہ دیکھنے والوں کی نگاہیں خود بخود جھک جائیں۔ گورستان میں ایک شکی جوان نے آپ کے نورانی چہرے کو دیکھا جو رات کی تاریکی میں چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ وہ شخص آپ کی شخصیت سے ناواقف تھا۔

Marfat.com
Marfat.com

لیکن آپ کو غیر مرئی مخلوق سمجھ کر وہاں سے چلا آیا۔ دوبارکئی روز کے بعد بصرہ کے بازار میں پھر اسکی نگاہ آپ کے چہرہ پر پڑی تو وہ فوراً آپکے پیچھے ہولیا اور چلتا چلتا آپ کے دروازے تک پہنچ گیا گھر کا دروازہ کھلا مگر چراغ کمرے میں روشن تھا۔ اقرار وانکار کے خیال سے بے نیاز ہو کر نوجوان اپنے دل کا حال سنانے کے لیے کمرے میں داخل ہو گیا۔ مگر جب اس نے حضرت رابعہ بصری کو خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر ہم کلام ہوتا ہوا اور خدا کے ساتھ راز و نیاز کرتے ہوئے دیکھا تو اسے سکتہ ہو گیا اسکی زبان گنگ ہوگی آپ نے پلٹ کر دیکھا اور آنے کا سبب پوچھا تو نوجوان نے اشارے سے بتایا کہ اسکی زبان کام نہیں کر رہی۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے پہلے کہ تیرا دل بھی کام کرنا چھوڑ دے یہاں سے چلا جا۔ اس نے آنکھوں سے التجا کی کہ میرے گویائی لوٹا دی جائے مگر آپ نے فرمایا کہ اگر میری ذات سے کچھ زیادتی کرتا تو میں تجھے معاف کر دیتی مگر چونکہ میں خدا کی عابدہ ہوں میرا معاملہ خدا کے ساتھ ہے اس لیے تو اگر معافی چاہتا ہے تو خدا سے معافی مانگ یہ کہہ کر آپ دوبارہ سجدہ میں گر گئیں۔ وہ نوجوان بھی سجدہ ریز ہو کر استغفار کرنے لگا طویل گریہ وزاری کے بعد خدا نے اس کی زبان واپس لوٹا دی مگر وہ اسکے باوجود توبہ توبہ کا ہی ورد کرتا رہا۔ اور مجذوبانہ کیفیت بن گئی۔ بصرہ کے بازار سالہا سال اس مجذوب کے نعروں سے گونجتے رہے سردی گرمی میں وہ دیوانہ وار استغفار کے نعرے لگاتا رہا اور بصرہ کا پورا شہر اس کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا۔ آخر ایک دن خاموشی ہوئی وہ مجذوب کسی نامعلوم منزل کی جانب وہاں سے چلا گیا۔

کرامت:

ایک مرتبہ آپ کے گھر ڈاکو آ گئے۔ ان کا خیال تھا کہ آپ کے گھر بڑے بڑے امراء اور رؤسا آتے ہیں لہذا یہاں پر زر و جواہر ضرور ہوں گے۔ مگر گھر کا کونہ کونہ چھاننے کے باوجود اسے پورے گھر میں سے کچھ نہ ملا وہ واپس جا رہا تھا کہ حضرت رابعہ بصری نے آواز دیکر فرمایا کہ تم چور ہو؟ ڈاکو نے غصے میں آ کر جواب دیا ہاں۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہاں سے خالی ہاتھ مت جاؤ ڈاکو بولا یہاں رکھا کیا ہے۔ جو میں لیکر جاؤں میں زر و جواہر کو لوٹنے والا ہوں جو یہاں پر موجود نہیں آپ اسکی بات سن کر مسکرائیں اور فرمایا کہ وضو کر کے میرے حجرے میں دو رکعت نماز نفل پڑھ لو پھر تم دیکھو یہاں سے کتنا کچھ لے کر جاؤ گے۔ کہ ساری زندگی تمھیں اتنا مال نہیں ملا ہوگا۔ جوان نے لالچ میں آ کر جلدی جلدی وضو کیا اور دو رکعت نماز نفل آپ کے حجرے میں پڑھنا شروع کر دی نفل پڑھتے پڑھتے اس کو اتنا کیف و سرور آیا کہ اس نے مزید دو رکعت نفل کی نیت

Marfat.com
Marfat.com

دو بار کر لی۔ اسی طرح مزید دو رکعت حتی کہ تمام رات اس طرح گذر گئی صبح ہوئی تو حضرت رابعہ بصری نے دیکھا کہ وہ سر بسجود ہو کر گریہ وزاری کرتے ہوئے اپنے خالق و مالک کے سامنے اپنے عیوب کا اعتراف کر رہا ہے۔ اور اپنے گناہوں پر شرمندہ ہے معافی کا طلب گار ہے لب پہ استغفار ہے۔ خالق کائنات کو اسکی گریہ وزاری اس قدر پسند آئی کہ رب کائنات نے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے اور وہ چور اور گناہ گار بندہ حضرت رابعہ بصری کے حجرے سے ولی بن کر نکلا۔ یہ کرم نوازیاں دیکھ کر حضرت رابعہ بصری قلندر نے سر سجدے میں رکھ کر مالک کائنات کی بارگاہ میں التجا کی اے مالک الملک تو نے اپنے گناہگار بندے کو اتنی جلدی معاف کر دیا اور اس کو پہچان کرا تنا بلند و اعلیٰ مقام بھی عطا کر دیا اس کا مطلب ہے کہ تو نے اپنے بندے کو قبول کر لیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے میرے اللہ میں بھی تو تیری بندی ہوں تو مجھے کیوں نہیں قبول کرتا اے اللہ مجھے بھی قبول فرما لے اور میری تمام کوتاہیوں کو معاف فرما دے رب کائنات کی رحمت کو جوش آیا اور آواز آئی اے رابعہ بصری تو اپنے بارے میں کیا سوچتی ہے۔ ہم نے تو تیری وجہ سے اسکی توبہ بھی قبول کی اور تیری ہی وجہ سے اسکو اپنے دامن کرم میں جگہ عطا کی ہے اور تیری ہی وجہ سے اس کو اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے۔

کرامت:

ایک دفعہ حضرت رابعہ بصری کو عبادت کے دوران تھکن کی وجہ سے نیند آ گئی اچانک آپکے گھر میں چور داخل ہوا۔ اور آپ کو آرام کرتے ہوئے پا کر آپ کی چادر مبارک اٹھا کر فرار ہونے لگا لیکن اسے اچانک ایسا محسوس ہوا کہ وہ بغیر دروازے کے کمرے میں بند ہو چکا ہے۔ جب اس نے چادر واپس رکھ دی تو دروازہ نظر آ گیا۔ لیکن پھر دوبارا اسکی نیت میں فتور آ گیا اور چادر دوبارہ اٹھا کر باہر جانے کا ارادہ کیا تو پھر وہی کیفیت کہ دروازہ نہیں نظر آ رہا ہے۔ چنانچہ اسی طرح کئی مرتبہ ہوا۔ بالآخر کمرے سے آواز آئی کہ اے شخص کیا تجھے معلوم نہیں کہ چادر والی نے خود کو ہماری حفاظت اور نگہبانی میں دے دیا ہے۔ اب ایک دوست سو رہا ہے تو کیا ہوا۔ دوسرا تو جاگ رہا ہے چور نے فوراً توبہ کی اور اسی وقت بھاگ کھڑا ہوا

کرامت:

حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ بھی آپ کے ہم عصر اللہ کے ولی گذرے ہیں ایک دفعہ حضرت حسن بصری کی حضرت رابعہ بصری سے دریائے فرات کے کنارے ملاقات ہوئی دوران گفتگو نماز کا وقت آیا تو حضرت خواجہ حسن بصری نے اپنا مصلہ دریاء کے پانی پر بچھاتے

Marfat.com
Marfat.com

ہوئے فرمایا کہ اے رابعہ آؤ نماز کا وقت ہے نماز ادا کریں۔ حضرت رابعہ بصری نے پانی پر مصلہ دیکھ کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اے حسن بصری اگر پانی پر مصلے مخلوق کو دکھانے کے لیے بچھایا ہے تو اچھا تماشا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنا مصلے ہوا پر بچھا دیا اور حضرت حسن بصری سے کہا کہ آؤ حسن ہم دونوں یہاں نماز ادا کرلیں تا کہ لوگوں کی نظروں سے محفوظ رہیں نماز عبادت ہے اسے شعبدہ کیوں بنائیں حضرت حسن بصری سخت شرمندہ ہوئے اور حضرت رابعہ بصری سے معافی مانگی آپ نے فرمایا کہ اے حسن بصری جو کام تم نے کیا وہ مچھلی بھی کرسکتی ہے۔ اور جو میں نے کیا وہ مکھی بھی کر سکتی ہے۔ لیکن اصل کام ان دونوں امور سے بالاتر ہے۔

کرامت:

حضرت رابعہ بصری کے پاس صبح سے شام تک اور شام سے رات گئے تک علماء صوفیاء اتقیاء اصفیاء اولیاء اللہ آتے جاتے رہتے اور تمام آنے والے آپ کی تعلیمات اور فیض و برکات سے مستفید ہو کر جاتے تھے۔ ایک مرتبہ گفتگو جاری تھی کہ رات ہوگئی مگر گھر کے چراغ میں تیل ڈالنے کے لیے موجود نہ تھا اس موقع پر حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ اپنے خاص معتقدین کے ہمراہ آپ کی محفل میں موجود تھے۔ جوں جوں گفتگو طویل ہوتی گئی رات کی تاریکی بھی بڑھتی گئی۔ حضرت رابعہ بصری نے اپنا ہاتھ بلند کیا تو انگلیاں اس قدر روشن ہوئیں کہ تمام کمرہ نور سے بھر گیا آپ نے صبح تک ہاتھ بلند کیئے رکھا اور اسکی روشنی میں پوری رات دینی باتیں ہوتی رہیں۔

حضرت خواجہ حسن بصری کے حضرت رابعہ بصری سے مختلف سوال و جواب۔

نمبر 1:

ایک دن حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ نے حضرت رابعہ بصری سے سوال کیا اے رابعہ آپ شادی کیوں نہیں کرتیں۔ آپ نے جواب دیا عقد نکاح وجود پر ہوتا ہے۔ یہاں وجود ہی کہاں ہے اے حسن میں خود نہیں ہوں بلکہ اس کا سایہ ہوں سایہ کے لیے جو حکم ہے وہ ہی کرنا چاہیے خواجہ حسن بصری نے فرمایا کہ اے رابعہ تو نے یہ مرتبہ ذیشان کیسے پایا آپ نے فرمایا اے حسن بصری میں نے اپنے تمام مقاصد اور خواہشات کو یکسر ختم کر کے یہ بلند مقام پایا۔

نمبر 2:

حضرت خواجہ حسن بصری نے ایک دفعہ آپ سے سوال کیا اے رابعہ بصری تم خدا کو کیسے جانتی ہو۔ آپ نے جواب دیا کہ میں خدا کو بے چون و چرا جانتی اور مانتی ہوں۔

Marfat.com
Marfat.com

نمبر 3:

ایک مرتبہ کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ کیا آپ حق تعالیٰ کو دوست رکھتی ہیں فرمایا ہاں۔ اس نے پھر پوچھا کہ کیا آپ شیطان کو دشمن رکھتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ رحمن کی دوستی میں اسقدر مستغرق ہوں کہ شیطان کی دشمنی کی مجھے خبر ہی نہیں رہی۔

نمبر 4:

حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ اپنے زمانے کے چوٹی کے ولی تھے۔لوگ دور دور سے آپ کے پاس آپ کا وعظ و نصیحت سننے کے لیے آتے کبھی کبھی تعداد لاکھوں تک بنتی ورنہ ہزاروں افراد روزانہ ایک معمولی کھیل تھا۔مگر جب تک حضرت رابعہ بصری آپ کی مجلس میں تشریف نہ لیے آتیں آپ اسوقت تک وعظ شروع نہ کرتے ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ آپ ایک بڑھیا عورت کی خاطر اتنی انتظار فرماتے ہیں اس کو اتنی ترجیح دیتے ہیں اور دوسروں کو نظر انداز فرماتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ ہاتھی کا شربت چیونٹی کے برتن میں کیسے سما سکتا ہے۔ حضرت رابعہ بصری اور خواجہ حسن بصری پوری پوری رات جاگ کر حقیقت اور معرفت کے موضوع پر گفتگو کرتے رہتے حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ ہم مرد وزن کے خیال سے بالاتر ہو کر معرفت کے اسرار پر گفتگو کرتے ہیں لیکن صبح کے وقت میں آپ کو پہلے سے زیادہ مفلس اور حضرت رابعہ کو کہیں زیادہ مخلص پاتا ہوں۔

زیارت نبی پاک ﷺ:

حضرت رابعہ بصری فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول خدا ﷺ کو خواب میں دیکھا تو آپؐ نے دریافت فرمایا کہ اے رابعہ کیا تو مجھے دوست رکھتی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہے جسے آپ سے محبت نہ ہو۔لیکن میں تو حق تعالیٰ کی محبت میں اس قدر غرق ہوں کہ دوسرے کی محبت یا دشمنی میرے دل میں باقی نہیں رہی۔

وصال باکمال:

حضرت رابعہ بصری نے طویل عمر کے باعث بہت سارے مجاہدات خیر اور تقویٰ کے کام سرانجام دیئے اسی لیے آپ سوختہ عشق اور امّ الخیر کہلاتی ہیں آپ فرمایا کرتی تھیں کہ جام شراب اور ندیم کے لیے میں چوتھی چیز وارفتۂ محبت سرور کے جام میں نے اس قدر نوش کیئے ہیں کہ جس

Marfat.com
Marfat.com

طرف نظر اٹھاتی ہوں اسکو دیکھتی ہوں اور جہاں ہوتی ہوں وہی ذات پاک میرے ساتھ ہوتی ہے۔ آپ اپنی گریہ وزاری اور شب بیداریوں کے باعث ولایت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں آپ کو عمر بھر یہی خوف دامن گیر رہا کہ آخری وقت دم وصال کہیں میں محبوب کے قرب سے محروم نہ ہو جاؤں آپ ہر وقت فرماتیں کہ میرے مالک چاند ستارے سمندر شجر و حجر سب مخلوق تجھے سجدہ کرتی ہیں میں بھی تیرے آگے سجدہ کرتی ہوں تو نے سب کا انجام مقرر کیا ہے۔ میرا بھی انجام مقرر فرما دے آپ کا جسم جوں جوں کمزور ہوتا گیا مگر دل مضبوط اور بیدار ہوتا گیا عمر بھر وہ بہت کم کھاتی تھیں بسا اوقات کمزوری اور نقاہت کی وجہ سے نماز پڑھتے ہوئے گر بھی جاتیں آپ ایک بات شدت سے محسوس فرماتیں تھیں کہ محبّ اور محبوب کے درمیان ایک دیوار ہے جو ہٹ جائے تو دوری ختم ہو جاتی ہے آپ کی بیماری کے ایام میں شہر بھر کے لوگ ٹوٹ ٹوٹ کر آپ کی خدمت کے لیے آتے اور آپ کی دعائیں حاصل کرنے کے لیے بے چین ہوتے جب بھی کوئی دعا کے لیے درخواست کرتا تو آپ فرماتیں کہ میں کمزور ناتواں تمہاری لیے کیا دعا کر سکتی ہوں۔ جس کو اپنے انجام کا بھی پتہ نہ ہو۔ آپ اپنے دل میں یہ لاتے ہوئے ڈرتی تھیں کہ لوگ انکو اپنے اور خدا کے درمیان وسیلہ نہ سمجھ لیں۔ آپ ہر شخص کو عبادت الہیٰ کی تلقین فرماتیں قرب خدا کا یہ اشتیاق اور عالم تھا کہ اپنے سفر کے سامان میں کفن ہر وقت تیار رہتا تھا آپ کی ہمیشہ خواہش رہی کہ میرے کفن دفن کا انتظام و انصرام عام آدمیوں کی طرح کیا جائے اور عام آدمیوں کی طرح ہی سپرد خاک کیا جائے کہ قبر بھی مدتوں تک لوگوں سے چھپی رہی آخری ایام میں آپ نے کھانا پینا بالکل ترک کر دیا بہت کم سوتیں کم بولتیں اینٹوں کے چبوترے پر ہی نماز پڑھتیں اور اسی پر ذرا سا ستانے کے بعد دوبارہ عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جاتیں 180ھ میں ایک دن درس نصیحت دینے میں مصروف تھیں کہ منادی آگئی آپ نے مسکرا کر دیکھا اور اپنے سامنے بیٹھے ہوئے مشائخ کبار علمائے امت اور اپنے ارادتمندوں سے فرمایا کہ راستہ چھوڑ دو کمرے سے باہر نکل جاؤ اللہ کے پیغمبر فرشتے ملائکۃ المقربین اور صلحائے کاملین تشریف لا رہے ہیں۔ جب تمام لوگ باہر نکل گئے تو کمرے کا دروازہ خود بخود بند ہو گیا چند لمحے بعد جب آپ کی کنیزہ نے جا کر دیکھا تو آپ کا وصال ہو چکا تھا۔ آپ کا مزار پر انور بصرہ کے قریب مدس کے مقام پر ہے جو کہ آج بھی مرجع ہر خاص و عام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین برہان الواصلین فنافی اللہ بقاباللہ کشتۂ عشق رسول ﷺ حضرت شیخ شرف الدین بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب حضرت امام اعظم ابو حنیفہ سے ملتا ہے۔ آپ ایران کے صوبہ کرمان کے سالار خاندان کے عظیم بزرگ جناب فخر الدین کے گھر 602ھ میں پیدا ہوئے جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو ماں باپ بہت خوش تھے۔ مگر ایک حیران کن بات یہ تھی کہ پیدا ہوتے ہی آپ نے رونا شروع کر دیا اور مسلسل روتے رہے۔ بڑی کوشش کی مگر آپ کا رونا بند نہ ہوا ماں باپ باری باری حتی کے آپ کے بھائی نظام الدین بھی آپ کو اٹھاتے اور بہلاتے رہے۔ مگر جوں جوں آپ کو بہلایا جاتا آپ کے رونے میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ کمی کوئی نہ واقع ہوئی آپ کے والدین نے آپ کے پورے جسم کا جائزہ لیا کہ کہیں کوئی چوٹ تو نہیں آئی جسکی وجہ سے آپ رو رہے ہیں مگر چوٹ کا کہیں نام ونشان نہ تھا رونے کے ساتھ ساتھ آپ کی آنکھوں بھی بند تھیں جو کہ کھلتی نہ تھیں آخر یہ طے پایا کہ آنکھوں میں تکلف ہوگی جس کی وجہ سے آپ رو رہے ہیں مگر معاملہ یہ تھا کہ آنکھ کھلے تو پتہ چلے۔ آنکھ کھولنے کے لیے بہت جتن کیئے مگر آپ نہ آنکھ کھولتے تھے نہ ہی دودھ پیتے تھے نہ ہی رونا بند کرتے آپ کے والدین اس وجہ سے سخت پریشان تھے سالار فخر الدین جب تمام حربے استعمال کر کے ناکام ہو گئے تو کہنے لگے جس جگہ دوا کام نہ کرتی ہو اس جگہ دعا کام کرتی ہے۔ یہ سوچ کر مصلے پر آ گئے اور سجدے میں سر رکھ کر اللہ کریم کی بارگاہ میں التجا کی اے قادر مطلق تو قادر کریم اور علی کل شیئی قدیر ہے۔ میری عقل اور تدبیر ناقص ہے۔ مگر میں نے پھر بھی اسکو استعمال کیا۔ میری تمام کوششیں اور تدبیریں اکارت ہو گئیں۔ اے اللہ بچے کا رونا ناقابل برداشت ہے۔ میں تیری مدد چاہتا ہوں۔ تو اپنے فضل سے بچے کا رونا بند کر دے اور اسکی آنکھیں کھول دے اور عرض کی اے اللہ جب تک تو میری دعا قبول نہ کرے گا میں سجدہ میں ہی پڑا رہوں گا۔ دعا کے بعد حضرت سالار فخر الدین کے دل میں طمانت اور تشفی پیدا ہو گئی مگر انتظار دعا کی قبولیت کا تھا کہ اس اثنا میں ان پر غنودگی طاری ہو گئی اور حالت خواب میں انکو بشارت دی گئی کہ تمھاری مراد دو دن کے اندر پوری ہو جائے گی جب آنکھ کھلی تو سالار فخر الدین کو گمان گذرا کہ یہ خواب کہیں شیطانی وسوسہ نہ ہو آپ بدستور اسی طرح سجدے

Marfat.com
Marfat.com

میں پڑے رہے انہیں دوبارہ بتایا گیا کہ اسکو شیطانی وسوسہ نہ سمجھے تمہاری مراد دو روز بعد بر آئے گی۔ سالار فخر الدین خوشی سے اٹھے اور تمام ماجرہ ہاتف غیبی والا اپنی بیوی سے بیان کر دیا۔ سب گھر والے محلے دار پڑوسی اور رشتہ دار حیران و پریشان تھے۔ بچہ مسلسل یکبارگی کے ساتھ رو رہا ہے۔ مگر نہ تو اسکی آواز بیٹھ رہی ہے اور نہ ہی وہ ٹھیک ہو رہا ہے۔ بس رو رہا ہے۔ نہ دودھ پینے سے غرض اور نہ ہی آنکھ کھل رہی ہے۔ حضرت سالار فخر الدین کو اپنی دعا پر ناز تھا۔ مگر اب اس کے پورا ہونے کے وقت کا انتظار تھا۔ مگر بچے کی گریہ وزاری نے ماں باپ کو بے کل کر کے رکھ دیا اب بچے کی ماں نے اپنے شوہر سے کہا کہ مشیت ایزدی پر میں شاکر ہوں مگر بچہ رو رو کر نڈھال ہو رہا ہے۔ کسی حاذق کو تلاش کرو شاید اسکی تدبیر ہی ہمارے لیے بہتری کا کوئی سبب پیدا کر دے سالار فخر الدین دروازے سے باہر نکلے تو ایک درویش کو دیکھا جس نے چمڑے کا لباس پہنا ہوا تھا۔

فخر الدین سالار کو خیال گزرا کہ یہ کوئی سائل ہے۔ انہوں نے اس درویش سے کہا کہ بابا پھر کسی وقت آنا اس وقت میں جلدی میں ہوں۔ آپ کی حسب حیثیت خدمت کر دوں گا۔ درویش نے حضرت فخر الدین سالار کی طرف دیکھا اور فرمایا اے فخر الدین تم کیا کہہ رہے ہوں۔ میں تمہیں کچھ دینے آیا ہوں تم سے کچھ لینے کے لئے نہیں آیا۔ تمہیں تمہارا بیٹا مبارک ہو۔ میں تو اس کے دیدار کے لئے آیا ہوں۔ جلدی کرو اس کو میرے روبرو لیکر آؤ۔ سالار فخر الدین نے درویش کو غور سے دیکھا تو ان کے قلب و ذہن میں ایک جھما کا سا ہوا اور بلا تامل بولے بابا آیئے۔ شاید میں آپ ہی کا منتظر تھا۔ یہ کہہ کر حضرت فخر الدین سالار اندر سے بچے کو لیکر آئے اور درویش کے سامنے رکھ دیا۔ مگر بچہ ہے کہ اب بھی مسلسل روئے چلا جا رہا تھا۔ اور آنکھیں بھی بند ہیں درویش نے آپ کو گود میں اٹھایا اور کہا قلندر آپ دنیا میں آگئے ہیں۔ اس لئے آنکھیں کھول لو اور رونا بند کر دو اس کے بعد درویش نے آپ کے کان میں کوئی قرآنی آیت پڑھی۔ آیت پڑھنے کی دیر تھی کہ آپ نے آنکھیں بھی کھول دیں اور رونا بھی بند کر دیا۔ آپ کے والدین حیرت سے کبھی آپ کو دیکھتے کبھی درویش کو دیکھ رہے تھے۔ اور درویش کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ جب سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے۔ اس نے دودھ بھی نہیں پیا ہے۔ درویش نے کہا کہ گھبرائیں مت آپ دودھ پلائیں اب یہ دودھ پیئے گا۔ اور روئے گا بھی نہیں آپ کے والدین یہ جواب سن کر خوش ہوئے۔ اس لئے کہ اب ان کا بچہ روتا بھی نہیں تھا۔ اور دودھ بھی پی رہا تھا۔ درویش نے کہا کہ اے شیخ فخر الدین یہ بچہ کوئی معمولی نوعیت کا نہیں۔ یہ قلندر ہے اور ایک عظیم روح ہے لہٰذا اس کی تعلیم تربیت کا خاص خیال رکھنا۔ پیدا ہونے والا بچہ مادر زاد ولی ہے۔ قرآن کی آیت کے احترام میں

Marfat.com
Marfat.com

اسی لئے فوراً چپ ہو گیا تھا۔ جبکہ اس سے پہلے تین روز سے مسلسل رو رہا ہے۔ اس بزرگ نے ہی آپ کا نام شرف دین رکھا۔ جوں جوں آپ بڑے ہوتے گئے۔ آپ میں غیر معمولی اور حیرت انگیز واقعات رونما ہونے لگے متعدد واقعات اور مشاہدات سے اُس چرم پوش درویش کی پیشن گوئی پوری ہوتی نظر آنے لگی۔

تعلیم و تربیت:

آپ کے والدین نے اس درویش کے کہنے کے مطابق آپ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی ابتداء ہی میں عربی کی تعلیم پر توجہ دی گئی۔ فقہ حدیث پر مکمل عبور حاصل کرنے کے بعد آپ نے فارسی ہندی زبانیں بھی سیکھ لیں آپ کو شروع ہی شاعری سے بہت لگاؤ تھا۔ آپ نے اپنی غیر معمولی صفات اور خصوصیات کی وجہ سے دنیا میں بڑی شہرت پائی۔

بیعت و خلافت:

آپ کو حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین علیہ الرحمۃ سے بہت عقیدت و محبت تھی آپ جب بھی پانی پت سے دہلی تشریف لے جاتے تو حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ضرور حاضری دیتے۔ کئی مرتبہ دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کی بیعت کر لی جائے مگر متامل ہو جاتے۔ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ میں اس شخص کے ہاتھ پر بیعت کروں گا جس کا تصرف آسمانوں پر بھی ہو۔ یہی وجہ تھی کہ آپ حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر بیعت نہ ہوئے تھے۔ آپ کی عبادت و ریاضت کا یہ عالم تھا اور اس قدر تاثیر پیدا ہو گئی تھی کہ عالم پنہاں بھی آپ سے پوشیدہ نہ رہا۔ آپ جب بھی شیخ کامل کی تلاش میں پہلے آسمان پر مشاہدہ فرماتے تو آپ کو وہاں جو بزرگ نماز پڑھتے نظر آئے وہ حضرت خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ تھے۔ جب دوسرے آسمان پر گئے تو کیا دیکھا وہاں بھی حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ موجود ہیں۔ تیسرے آسمان پر گئے تو وہاں بھی حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا، چوتھے آسمان پر گئے تو وہاں بھی آپ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ علی ہذا القیاس ساتویں آسمان پر چشم باطنی سے مشاہدہ کیا تو کیا دیکھا کہ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ وہاں پر بھی نماز کی حالت میں ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت بوعلی شاہ قلندر نے پچاس ہزار تاریک پردوں کے بعد بیس ہزار نورانی پردوں کی منازل طے کر لیں آپ نے اس سے آگے جانے کی کوشش کی لیکن بغیر مرشد کامل آگے جانا ممکن نہ تھا۔ آپ بہت آزردہ خاطر ہوئے اور

Marfat.com
Marfat.com

اگلے ہی روز حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی۔ حضرت خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ مسکرائے اور فرمایا کہ ساتویں آسمان کی سیر تو بغیر مرشد کے ہی کر لی اب مرید ہونا چاہتے ہو۔ تمہیں مرید ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت بوعلی شاہ قلندر سخت مایوس ہوئے اور بڑے بھائی کے پاس جا کر سارا ماجرا سنایا۔ انہوں نے آپ کو تسلی دی اور فرمایا کہ حضرت خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے بغیر کسی مصلحت کے آپ کی بیعت درخواست کو رد نہیں فرمایا۔ آپ اس کا زیادہ اثر نہ لیں اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انتظار کریں۔ اس کے بعد حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ پانی پت سے اپنی سکونت ترک کر کے مستقلاً دہلی آ کر قیام پذیر ہو گئے اور قطب مینار کے پاس ہی مسجد قوۃ الاسلام میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اور یہیں پر فتاویٰ نویسی بھی فرماتے رہے اس کے ساتھ ساتھ ہی اپنی عبادات، مجاہدات اور ریاضت میں بھی مصروف رہے۔

بعض مورخین کا خیال ہے کہ آپ قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ ہیں اور تعلیم یافتہ حضرت شیخ شہاب الدین عاشق باخدا علیہ الرحمۃ جو حضرت امام الدین ابدال کے مرید و خلیفہ ہیں اور حضرت امام الدین ابدال حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ بعض حضرات کے نزدیک آپ حضرت نجم الدین قلندر کے مرید و خلیفہ ہیں بعض مورخین کے نزدیک آپ حضرت خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کو حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے نماز عصر کے وقت دریائے جمناء کے کنارے بیعت سے مشرف فرمایا تھا۔ اور یہی روایت ثقہ ہے۔

عبادت و ریاضت:

جس زمانے میں آپ دہلی کی جامع مسجد قوۃ الاسلام میں وعظ و نصیحت اور درس و تدریس فرماتے تھے ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ مجمع میں واعظ فرما رہے تھے کہ مسجد میں ایک درویش آئے اور با آواز بلند یہ کہہ کر چلے گئے کہ شرف الدین جس کام کے لئے آپ کو پیدا کیا گیا ہے۔ اس کو بھول کر قیل و قال میں کب تک رہو گے۔ بزرگ کی زبان سے نکلنے والے جملوں نے آپ کے دل پر اتنا اثر کیا کہ آپ فوراً مسجد سے باہر آ گئے اور درس و تدریس اور وعظ و نصیحت کو خیر باد کہہ دیا اور تمام کتابیں دریاء میں ڈال دیں اس کے بعد عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے اور ایک عرصہ تک دریا کے اندر پانی میں کھڑے ہو کر عبادت کرتے رہے حتیٰ کہ آپ کی پنڈلیوں کا گوشت دریاء کی مچھلیاں کھا گئیں۔ اسی دوران حضرت علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے جب آپ

Marfat.com
Marfat.com

کو عبادت و ریاضت کرتے ہوئے ۱۲ سال گزر گئے تو غیب سے آواز آئی اے شرف الدین بوعلی شاہ قلندر ہم نے تیری عبادت قبول کر لی ہے مانگ کیا مانگتا ہے۔

چنانچہ دوبارہ پھر یہ آواز آئی کہ اچھا پانی سے تو نکل آ۔ آپ نے فرمایا خود نہیں نکلوں گا تو خود آ کر پانی سے نکال حضرت بوعلی شاہ قلندر نے دریائے چناب (چنیوٹ ضلع جھنگ) پر ایک مدت تک چلہ کشی کی اور وہ حجرہ جہاں آپ عبادت و ریاضت میں مشغول رہے آج بھی محفوظ و موجود ہے۔ دور دور سے لوگ زیارت کے لئے آتے ہیں۔ جہاں آپ کا حجرہ موجود ہے۔ پہلے دریائے چناب کے پانی کا وہاں سے گزر تھا۔ آپ کے قیام کے بعد دریائے چناب نے اپنا رخ تبدیل کر لیا تھا۔ اس جگہ پر چند اہل ثروت حضرات نے ایک خوبصورت مسجد بھی تعمیر کرا دی ہے۔ وہاں باقاعدہ سیرگاہ بھی موجود ہے۔ ہر سال میلہ بھی لگتا ہے محفل سماع بھی منعقد ہوتی ہے جس سے یہ بات باور ہو جاتی ہے کہ اللہ والے جہاں جس جگہ قدم رکھ دیتے ہیں وہ جگہ رشک جنت بن جاتی ہے اور جو لوگ اللہ والوں کی جگہ کو آباد کرتے ہیں اور پیار کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اُن سے محبت کرتا ہے۔

سیرت و کردار:

آپ اپنے زمانے کے بہترین فاضل اور عالم تھے درس و تدریس آپ کا بہترین مشغلہ تھا۔ عبادت و ریاضت میں یکتا تھے۔ نماز پنجگانہ کثرت نوافل آپ کا معمول خاص تھا۔ پوری زندگی شریعت و طریقت پر سختی سے کاربند رہے۔ ۳۰ برس تک سخت سے سخت مجاہدے کئے ہر وقت عبادت الٰہی میں مشغول و مستغرق رہتے تھے۔ آپ پر جذب الٰہی کا غلبہ اس درجہ غالب تھا کہ آپ کو اپنی خبر تک نہ رہتی۔ قلندرانہ روش اور مجذوب ہونے کے باوجود آپ شریعت و طریقت کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کی مونچھوں کے بال بڑھ گئے کسی کی ہمت نہ تھی کہ آپ سے کہتا کہ مونچھوں کے بال کٹوا دیں۔ بالآخر مولانا ضیاء الدین سنامی جو کہ ہر وقت شریعت کا کوڑہ ہاتھ میں لئے پھرتے تھے اور شریعت کے اصولوں پر ہمہ وقت پابندی سے رہا کرتے تھے۔ ان سے آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر نہ رہا گیا انہوں نے ایک ہاتھ سے آپ کی ریش مبارک کو پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے مونچھوں کے بال قینچی سے کاٹ کر درست کر دیئے۔ اس دن کے بعد آپ اپنی داڑھی مبارک کو کاٹتے اور فرماتے تھے کہ یہ شریعت محمدی کے راستے میں پکڑی جا چکی ہے۔ آپ نے کئی کتابیں بھی لکھی ہیں آپ شاعر بھی ہیں اور صاحب دیوان بھی آپ کا کلام حقائق و معارف ترک تجرید اور عشق و محبت کی چاشنی میں ڈوبا ہوا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ کے ایک کلام کے چند اشعار درج ذیل ہیں جو کہ فارسی میں ہیں۔

اگر بینم شب ناگاں منا سلطان خوباں را
شرم در پائے وے آرم فدا سازم دلو جاں را
روم در تبکدہ شینم بہ پیش بت کنم سجدہ
اگر یابم خریدارِ فروشم دین و ایمان را
بگر د کعبہ کے گر دم کے روئے یار من کعبہ
کنم طواف میخانہ بہ بوسم پائے مستاں را
مگوئی کلمہ کفر است اگر گوئی شوی کافر
بروائے مدعی ناداں چہ دانی سرِ مستاں را
شرم پیشاں دلم پیشاں منم پیچیدہ جاناں
شرف توں ماری پیچد تو دینی زلف پیشاں را

سلطان علاؤالدین خلجی کی نذرِ عقیدت:

مشہور بادشاہ سلطان علاؤالدین خلجی آپ کے روحانی تصرفات و کرامات کا شہرہ سن کر آپ کا دل وجان سے معتقد ہو گیا اس نے آپ کی خدمت میں چند تحائف پیش کرنا چاہیے بادشاہ کے وزراء حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں جاتے ہوئے ڈرتے تھے اُن پر آپ کا ایسا رعب طاری تھا کہ آپ کے پاس جانے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ اس نے اپنے امراء سے مشورہ کیا کہ کس طرح یہ نذرانہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ سب نے رائے دی کہ اس کام کے لئے حضرت امیر خسرو کو بھیجا جائے۔

چنانچہ فوراً حضرت امیر خسرو کو طلب کیا گیا اور بادشاہ نے اپنی پریشانی ان کو بتائی اور عرض کیا کہ یہ تحائف آپ حضرت کے پاس لے جائیں امیر خسرو نے کہا کہ اے بادشاہ جناب کا ارشاد بجا ہے۔ مگر میں حضرت بوعلی قلندر کے پاس اس وقت تک نہیں جا سکتا۔ جب تک مجھے میرے مرشد حضرت خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ اجازت نہیں دینگے۔ سلطان علاؤالدین خلجی نے حضرت امیر خسرو کی بات فوراً مان لی اور کہنے لگا کہ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ سے اجازت میں خود لے

Marfat.com
Marfat.com

دوں گا۔

چنانچہ سلطان علاؤ الدین خلجی نے اپنا قاصد روانہ کر کے حضرت محبوب الٰہی سے قلندر صاحب کی خدمت میں جانے کے لئے امیر خسرو کے بارے میں اجازت طلب کی حضرت خواجہ محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے فوراً بلا تامل اجازت دے دی۔ حضرت امیر خسرو اجازت ملتے ہی فوراً وہ تحائف لے کر حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے۔ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ پہلے ہی امیر خسرو کے استقبال کے لئے گھر سے باہر کھڑے آپ کی آمد کے انتظار میں کھڑے تھے۔ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر خسرو کو بڑے ہی والہانہ انداز میں آگے بڑھ کر سینے سے لگایا اور گھر لے گئے۔ پہلے خوب خاطر تواضع کی بعد ازاں فرمایا کہ امیر خسرو اب اپنا کلام تو سناؤ تو حضرت امیر خسرو نے یہ غزل سنائی۔

اے کہ گوئی ہیچ سختی چوں فراق یار نیست
گر امید وصل باشد آں چناں دشوار نیست
عاشقاں را در جہاں یکساں بناشد روز گار
زانکہ ایں انگشتہا بردست من ہموار نیست
خالق را بیداری باید بوز آب چشم من
ایں عجب کاں وقت میگوئم کہ کس بیدار نیست
یک قدم برنفس خود نہ واں دگر در کوئے دوست
ہرچہ بینی ہست ہیں باایں دانت کار نیست
چند میگوئی بروز نار بندائے بت پرست
برتن خسرو کدامی لگ کہ آں زنار نیست

حضرت بوعلی شاہ قلندر غزل سن کر بہت خوش ہوئے اور حضرت امیر خسرو سے فرمایا کہ اے خسرو۔

خوش می گوئی خوش خواہی گفت و خوشتر خواہی رفت

ترجمہ: اے خسرو خوب کہتے ہو خوب کہو گے اور خوش جاؤ گے۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ نے پھر حضرت امیر خسرو سے فرمایا کہ تمہارا کلام تو میں نے سن لیا اب ہماری بھی ایک غزل سنو۔

دیہم خسرواں برما فعل استر است
خسرو کسے کہ حلقہ و تجرید برسر است
سیمرغ داراد بنہفتم بقاف عشق
کو عارف کہ منظر او عرش اکبر است
نخل کلست علمِ لدنی بعار فاں
ایں عقل علم و حسنِ فردوس مقرر است
گفتم ز علم و عقل بملکے دگر شوم
ملکم ز علم و عقل چوں دیدم فروں تراست
درس شرف بنو دبا لواح ابجدی
لوح جمال دوست مرادر برا براست

حضرت امیر خسرو آپ کی غزل سن کر رونے لگے آپ نے پوچھا خسرو روتا کیوں ہے۔ کچھ سمجھا بھی؟

حضرت امیر خسرو نے جواب دیا کہ اسی وجہ سے روتا ہوں کہ کچھ نہیں سمجھا آپ خسرو کا جواب سن کر بہت خوش ہوئے اور حضرت امیر خسرو کو تین روز تک اپنے مہمان خانے میں رکھا اور سلطان علاؤالدین خلجی کے بھیجے ہوئے تحفے یہ کہہ کر اگر حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کا واسطہ درمیان میں نہ ہوتا تو قبول نہ کرتا از راہ نوازش و کرم قبول فرمائے۔ حضرت امیر خسرو جب رخصت ہوئے تو آپ نے دو خط انہیں دیئے اور تاکید فرمائی کہ ایک خط حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ اور دوسرا علاؤالدین خلجی کو دینا۔ سلطان علاؤالدین خلجی کے نام جو خط تھا اس میں تحریر تھا۔

علاؤالدین فوطہ دار دہلی مقرر داند کہ با بندگان خدائے تعالیٰ نیکو کند

ترجمہ:

Marfat.com
Marfat.com

علاؤالدین فوطہ دار کو سلام ہو کہ بندگان خدا کے ساتھ بھلائی کرے سلطان علاؤالدین کے امراء نے چہ میگوئیاں کیں کہ بادشاہ کو فوطہ دار لکھنا ادب کے خلاف ہے۔ سلطان علاؤالدین خلجی نے اپنے امراء سے کہا کہ غنیمت ہے کہ انہوں نے اس نام سے یاد تو کیا۔ یہی بہت بڑی بات ہے۔

بادشاہ کو معافی دے دی:

ایک مرتبہ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید جو کہ مست اور بے خود تھا۔ بازار سے گزر رہا تھا کہ آگے سے حاکم شہر کی سواری آ رہی تھی۔ ہٹو، بچو کا شور برپا تھا مگر مست و سرشار مرید نے حاکم وقت کی شاہی سواری کو کوئی اہمیت نہ دی۔ حاکم کے چوبداروں نے اسے راستے سے ہٹ جانے کو کہا۔ مگر اُس نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہ دی۔ بالآخر حاکم کے چوبداروں نے اس کی اتنی پٹائی کی کہ ادھ موا کر دیا وہ فقیر مست الست روتا سسکتا ہوا حضرت بوعلی شاہ قلندر کے خدمت میں حاضر ہوا اور سارا واقعہ سنایا۔ حضرت بوعلی شاہ قلندر کو بہت دکھ ہوا۔ انہوں نے فوراً جلال میں آ کر بادشاہ وقت سلطان علاؤالدین خلجی کو خط تحریر کیا جس کا مضمون حسب ذیل ہے۔

علاؤالدین فوطہ دار دہلی میں نے تمہیں بھلائی نیکی اور بندگان خدا کی فلاح و بہبود کی نصیحت کی تھی۔ مگر آج تیرے ایک حاکم کے کارندوں نے میرے مرید کو مار مار کر بے حال کر دیا ہے۔ اس کی آہوں نے عرش الٰہی کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اپنے حاکم کو سزا دو اور کوتاہی نہ کرو ورنہ عذاب الٰہی کے لئے تیار رہ۔ اگر تو سزا دینے میں ناکام رہا تو حکومت کے لائق نہیں۔

سلطان علاؤالدین پر خط پڑھتے ہی سناٹا چھا گیا اور فوراً مذکورہ حاکم کو پابہ جولاں پیش ہونے کا حکم جاری کیا۔ جب حاکم کو زنجیروں میں جکڑ کر سلطان علاؤالدین خلجی کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے مرید کو مارنے کی تفصیل پوچھی۔ حاکم نے کہا جہاں پناہ بلاشبہ میرے چوبداروں نے حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید کو مارا ہے مگر اس میں میری مرضی کا کوئی دخل نہ تھا۔ چوبداروں نے میری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ایسا عمل از خود کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ اگرچہ تو نے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا لیکن تیرے چوبدار جس وقت مارنے والی نامعقول حرکت کر رہے تھے۔ تو تو دیکھ رہا تھا تو ان کو روک بھی سکتا تھا اور تمہاری خاموشی اور تماشہ بینی کا صریحاً مطلب یہ ہے کہ تو نے جان بوجھ کر اپنے چوبداروں کو ایسا کرنے دیا اس میں تیری ایما اور رضامندی شامل تھی۔

Marfat.com
Marfat.com

حاکم بادشاہ کے ارادوں کو بھانپ گیا اور رونے لگا عالی جاہ میں بے قصور ہوں میں بے گناہ ہوں۔ سلطان نے کہا کہ تو میری نظر میں حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے مرید کی نظر میں گنہگار ہے۔ اور ان کا گنہگار خدا اور اس کے رسول کا بھی گنہگار ہے۔ اور ایسے گنہگار کو معاف کرنا کہاں کی عقل مندی ہے۔ ہزار منتوں کے باوجود بادشاہ نے کہا کہ حاکم شہر کی بھی اتنی پٹائی کی جائے جتنی اس فقیر کی ہوئی تھی۔ اور اس کی جائیداد ضبط کر لی جائے اور آئندہ ہمیشہ کے لئے اس کے خاندان کے کسی بھی فرد کو شاہی ملازمت کا نااہل قرار دیا جائے۔

اس کے بعد بادشاہ سلطان علاؤالدین خلجی حضرت امیر خسرو کی وساطت سے حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے معذرت کا خواستگار ہوا۔ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سلطان نے انصاف کا بول بالا کر دیا ہے۔ ورنہ اس مرید کی آہ وفغاں سے تو عرش بھی لرز گیا تھا۔ اب میں سلطان کو معاف کرتا ہوں اللہ بھی معاف کرے۔

تعلیمات:

نمبر ۱:

آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بہشت اور دوزخ بنائے اور فرمایا کہ ہر دو کو پر کیا جائے گا۔ معشوق کو اس کے عاشق کے ہمراہ بہشت میں جگہ دوں گا اور شیطان کو اس کے پیروں کے ساتھ دوزخ میں ڈالوں گا۔ بہشت اور دوزخ میں عاشق کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ دونوں عاشق کے حسن سے پیدا ہوئے ہیں اور دونوں میں کسی دوسرے کو جگہ نہیں دی جائے گی۔ بہشت دوستوں کے ساتھ وصال کا مقام ہے اور دوزخ دشمنوں کے لئے مقام فراق ہے۔

نمبر ۲:

آپ فرماتے ہیں کہ اپنی طاقت میں رہ اور اپنے آپ کو پہچان جب تو اپنے نفس کو پہچان لے گا تو عشق کو جان لے گا۔ جب عاشق کو اپنے حسن پر معائنہ کرے گا تو زبان کو گونگا پائے گا۔ عاشق ہو کر معشوق کو اپنی آغوش میں دیکھے گا۔ اور حسن کا معائنہ اپنے دل کے آئینے میں کرے گا۔

نمبر ۳:

آپ فرماتے ہیں کہ خیال ہمیشہ اندیشہ کے ساتھ وابستہ رہتا ہے۔ کبھی اندیشہ ہمارے دل کے آئینے کو آراستہ کرتا ہے۔ اور عاشق کے سامنے معشوق کو ظاہر کرتا ہے۔ عاشق کا فرمان جو معشوق نے پہنچایا ہے۔ اس کے مطالعہ سے فرض عاشق اور نسبت معشوق بجا لاتا ہے۔ اور عاشق

Marfat.com
Marfat.com

کے عشق سے اور معشوق کے حسن سے باطن کو معمور رکھتا ہے۔ اور حسن کے تماشے سے عاشق اپنے ظاہر کو بھلا دیتا ہے اور باطن کے تماشے میں مصروف ہو جاتا ہے۔ تاکہ جو حکم پہنچا ہے۔ اس کا نفاذ ہو جائے۔

نمبر۴:

آپ فرماتے ہیں کہ معشوق بھی تمہاری ہی شکل و صورت میں پیدا کیا گیا ہے اور تمہارے درمیان بھیجا گیا ہے تاکہ تمہیں صحیح راستے کی طرف بلائے۔

نمبر۵:

جب عنایت الٰہی تیرے شامل حال ہو اور تجھے جذبہ عطا کیا جائے اور تجھ کو تیری توئی سے جدا کر دیں اس وقت تمہارے اندر عشق داخل ہوتا ہے اور تمہیں جلوہ حسن دکھاتا ہے۔

نمبر۶:

جب تو حسن کو جان لے گا تو معشوق کو پہچان لے گا اور معشوق پر عاشق ہو جائے گا۔

نمبر۷:

جس وقت عاشق سے معشوق مل جائے تو وہ سنت معشوق اور فریضہ عاشق کو ملحوظ رکھے گا۔ اس وقت معشوق اور عاشق میں تمیز ہو سکے گی۔

نمبر۸:

عاشقی اختیار کر اور دونوں جہاں کو معشوق کا حسن تصور کر اور خود کو معشوق کا حسن سمجھو۔

نمبر۹:

عاشق نے اپنے عشق سے تیرا ملک وجود بنایا تاکہ تیرے آئینے میں جمال حسن دیکھے اور تم کو محرم اسرار جانے۔

نمبر۱۰:

نفس کو اچھی طرح سمجھ جب تو اپنے نفس کو جان لے گا تو دنیا کو پہچان سکے گا اور اگر تو روح کو پہچان لے تو عقبیٰ کو پہچان لے گا۔

کشف و کرامت:

Marfat.com
Marfat.com

حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طویل عمر میں کئی مسلمان بادشاہوں کے ادوار دیکھے۔ ایک مرتبہ غیاث الدین تغلق اپنے بیٹے محمد شاہ تغلق اور بھتیجے فیروز شاہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کھانے کے وقت تینوں ایک پیالے میں کھانا کھا رہے تھے۔ حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ یہ منظر دیکھ کر فرمانے لگے تین بادشاہ ایک پیالے میں کھانا کھا رہے ہیں۔ اس وقت یہ بات سب کو بڑی عجیب لگی لیکن بعد میں آپ کی پیشین گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ غیاث الدین کے بعد اس کا بیٹا محمد شاہ تغلق تخت نشین ہوا اس کے بعد غیاث الدین کا بھتیجا فیروز شاہ تغلق بادشاہ بنا۔

کرامت ۲:

ایک مرتبہ محمد شاہ تغلق سے حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ تو یہاں کتنے دن کھڑا رہے گا۔ یعنی مراد تھی کہ حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کتنی دیر حاضری کے لئے رکا رہے گا۔ تو اس نے جواب دیا حضور تین دن رہوں گا۔ حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ فوراً بولے اور فرمایا تین دن نہیں بلکہ چار سال رہے گا یہ بات سن کر بادشاہ فوراً سمجھ گیا کہ حضرت نے میری عمر کی بابت بات کی ہے۔ چنانچہ بادشاہ اس روز کے ٹھیک چار سال بعد اس دارِ فانی سے رخصت ہو گیا۔

کرامت ۳:

حضرت بو علی شاہ قلندر کی کاوشوں اور محنتوں کی برکت سے کئی ہندو مسلمان ہو گئے۔ بالخصوص پانی پت کے راجپوتوں نے تو کثیر تعداد میں اسلام قبول کیا۔ پانی پت میں تین سو کے قریب ہندو رہ گئے تھے۔ باقی سب مسلمان ہو گئے تھے۔ خلجیوں کی حکومت نے جہاں کہیں بھی راجپوتوں کی ریاستی حکومتیں تھیں ختم کر دیں۔ اور آپس کی لڑائیوں میں ایک کثیر تعداد راجپوتوں کی ماری گئی۔

اس علاقہ کی ایک حاملہ عورت بچتی بچاتی چھپتی چھپاتی ضلع سہارنپور کے ایک گاؤں جوار پور میں چلی گئی۔ اس کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام امر سنگھ رکھا گیا جب امر سنگھ جوان ہوا تو اسے اس کی ماں نے مسلمانوں اور ان کی حکومتوں کے مظالم سے آگاہ کیا۔ اور ساتھ یہ بھی بتلا دیا کہ فلاں فلاں علاقے پر ہماری حکومت اور جاگیر تھی۔ امر سنگھ نے ماں سے وعدہ کیا کہ وہ نہ صرف مسلمانوں سے اپنے آباؤ اجداد کا انتقام لے گا بلکہ اپنی کھوئی ہوئی حکومت بحال اور جاگیروں کو واگزار کرائے گا۔ اس کام کے لئے امر سنگھ اپنے گھر سے نکلا اور دریائے جمنا کے کنارے کشتی کے

Marfat.com
Marfat.com

انتظار میں کھڑا ہو گیا۔

اتفاق سے اس دریا کے کنارے پر قریب ہی حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ عبادت میں مشغول تھے۔ امر سنگھ کافی دیر تک کھڑا آپ کو نماز پڑھتے دیکھتا رہا۔ جب آپ سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کی مقناطیسی نگاہ امر سنگھ کے چہرے پر پڑی آپ اس کو دیکھ کر مسکرائے اور اپنے قریب بلایا اور نام پوچھا۔ اس نے نام بھی بتلایا اور اپنی آمد کے اغراض و مقاصد بھی بتلائے۔ حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بات سن کر فرمایا امر سنگھ اگر تو اسلام قبول کر کے حلقے میں داخل ہو جائے تو تیری زندگی کے سارے مقاصد بغیر کسی تکلیف کے پورے ہو جائیں گے۔ امر سنگھ نے جب یہ بات سنی تو مسکرا کر کہنے لگا اے محترم بزرگ آپ بھی کمال کی بات کر رہے ہیں کہ جائیداد اور جاگیریں تو پہلے ہی جا چکی ہیں۔ اب اسلام قبول کر کے اپنے دھرم سے بھی جاؤں۔ یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے۔ حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بیٹے اسلام کی حلقہ بگوشی تیری کایا پلٹ دے گی وہ عزتیں جن کو تلاش کرتا پھر رہا ہے اس سے کروڑوں گنا تجھے مرتبہ و مقام حاصل ہو گا۔ امر سنگھ آپ کی شگفتہ گوئی سے متاثر ہو گیا مگر اس نے عرض کی کہ میری ماں زندہ ہے اور اس کی اجازت کے بغیر میں کوئی فیصلہ کرنے سے قاصر ہوں۔

حضرت بو علی شاہ قلندر نے فرمایا کہ ہاں گھر جا اور اپنی ماں سے اسلام میں داخل ہونے کی اجازت لے کر آ جا لڑکا گھر واپس پہنچا تو ماں سمجھی کہ شاید کشتی نہیں ملی اس وجہ سے امر سنگھ واپس آ گیا ہے۔ مگر جب ماں کو پتہ چلا کہ بات قبول اسلام کی ہو رہی ہے۔ تو اس نے تفصیل سے امر سنگھ اور حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کا قصہ سنا ابھی بات چیت ہو رہی تھی کہ امر سنگھ نے اپنے پہلو میں حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو کھڑا پایا اور اپنی ماں کو بتایا کہ یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے مجھے دعوت اسلام دی ہے۔ امر سنگھ کی ماں نے بھی حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا اور قبل اس کے کہ وہ کوئی بات کرتی حضرت قلندر صاحب نے فرمایا کہ اے خاتون اپنے فرزند کو اسلام قبول کرنے کی اجازت دے دے۔

عورت مرعوب تو پہلے ہی ہو چکی تھی مگر اپنی مشکلات بیان کرتے ہوئے کہنے لگی یا حضرت مجھے امر سنگھ کو مسلمان ہونے کی اجازت دینے میں کوئی تامل نہیں مگر پریشان ہوں کہ امر سنگھ میرا اکلوتا فرزند ہے۔ اگر یہ مسلمان ہو گیا تو برادری میں اس سے ناطہ رشتہ کون کرے گا۔ حضرت شیخ شرف الدین بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا کہ تیری ساری برادری مسلمان ہو جائے گی۔ پھر رشتہ ناطہ کی فکر کیسی؟

Marfat.com
Marfat.com

یہ سن کر امر سنگھ کی ماں نے کہا کہ حضرت پھر ابھی امر سنگھ کو مسلمان کر لیجئے مجھے کوئی عذر نہیں۔ یہ سن کر وہاں سے حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ غائب ہو گئے۔ جب امر سنگھ اجازت لے کر دریا کے کنارے واپس پہنچا تو حیران رہ گیا کہ حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ تو وہاں بدستور نماز پڑھ رہے تھے۔ امر سنگھ نے پہنچتے ہی قدموں میں سر رکھ دیا اور عرض کیا یا حضرت مجھے ابھی مسلمان کر لیا جائے میری مادر محترم نے مجھے مسلمان ہونے کی اجازت دے دی ہے۔ حضرت قلندر صاحب نے اسی وقت امر سنگھ کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور اس کا اسلامی نام امر اللہ خان رکھا۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد امر اللہ خان کی خاندانی جاگیریں بھی واگزار ہو گئیں اور اس کے ننھیال کے لوگ تمام کے تمام ہی اجتماعی طور پر مسلمان ہو گئے اور اس کی شادی بھی اس کے خاندان میں ہو گئی اور امر اللہ خان کو خدا نے تین بیٹے دیئے جن کے نام بالترتیب شہاب الدین دولت خان اور شہباز خان تھے۔ اور ان تینوں کی اولادیں ہنوز پانی پت میں موجود ہیں۔

کرامت ۴:

آپ کا ایک مرید اولاد سے محروم تھا اس نے کئی مرتبہ سوچا کہ آپ سے اپنا یہ مسئلہ بیان کروں مگر ہمت نہ پڑتی تھی ایک روز اس نے آپ کی خدمت میں گزارش کی کہ حضور میں اور میری بیوی آپ کی دعوت کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ پسند فرمائیں گے کہ آپ ہمارے گھر میں تشریف لائیں۔ مرید نے مزید یہ بھی کہا کہ میری بیوی کی یہ خواہش ہے کہ جب آپ ہمارے گھر تشریف لائیں تو وہ خود آپ کے ہاتھ دھلوائے گی۔ حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے متبسم نظروں سے مرید کو دیکھا اور دعوت قبول فرماتے ہوئے کہا دیکھو میں تمہارے گھر ضرور آؤں گا۔ دعوت بھی کھاؤں گا اور تمہاری بیوی کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔

چنانچہ وقت مقررہ پر جب حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ مرید کے گھر پہنچے تو مرید نے عرض کی کہ حضور میری اور میری بیوی کی خواہش ہے کہ آپ ہمارے لئے اولاد کی دعا فرما دیں۔ اس دوران مرید کی بیوی کھانا تیار کر رہی تھی جب کھانا پکا چکی۔ تو غسل کر کے پاک وصاف لباس پہنا اور اپنے ہاتھوں میں طشت و آفتابہ پکڑے حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ دھلوانے آئی عورت بڑی قیامت خیز حسین جمیل تھی حضرت نے جب اس عورت کو دیکھا تو آپ پر جذب طاری ہو گیا۔ آپ کو نہ کھانے کا ہوش رہا نہ دعا کا خیال بس ایک ہی فقرہ آپ کی زبان پر کہ بے عیب ذات اللہ کی۔ اللہ بس باقی ہوس اس جذب کے عالم میں آپ نے ہر چیز حتیٰ کہ نماز بھی ترک کر دی۔

Marfat.com
Marfat.com

لوگوں نے مفتی ضیاء الدین سنامی سے شکایت کی اور کہا کہ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو زبردستی نماز پڑھائی جائے۔ اب مفتی ضیاء الدین سنامی حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے سوال کیا کہ بوعلی آپ نے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔ آپ نے پھر وہی فقرا دھرایا۔ بے عیب ذات اللہ کی۔ اللہ بس باقی ہوس۔ مفتی نے کہا کہ جو کچھ بھی ہو نماز کی ادائیگی ہر حال میں ضروری ہے۔ اس سے پہلو تہی کرنے کی بالکل اجازت نہیں۔ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مفتی صاحب آپ اپنا کام کریں مجھے نماز معاف ہو چکی ہے۔ اب مفتی کو بہت غصہ آیا اور وہ بولا تم عجیب آدمی ہو نماز تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف نہ ہوئی تمہیں کیسے معاف ہو گئی۔ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مفتی صاحب مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجئے میں مست الست ہوں اور دکھاوے کی نماز پڑھنے کا مجھے کوئی شوق نہیں ہے۔ مگر مفتی صاحب بضد رہے کہ نہیں نماز تمہیں ضرور پڑھنی پڑھے گی۔ یہ بات سن کر حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو بھی جوش اور ہوش آ گیا اور فرمایا کہ مفتی میری کمر کے ساتھ رسی باندھ دے اگر میری کمر بندھی رہی تو میں تیرے کلموں کا پابند ہوں اور اگر میری کمر آزاد ہو گئی تو میرا پیچھا چھوڑ دینا کیونکہ میں آزاد آدمی ہوں مجھے اپنی پابندیوں میں مت گھسیٹو۔ مفتی ضیاء الدین نے آپ کی کمر میں رسی باندھی مگر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ رسی کمر سے دور جا گری اور حضرت بوعلی بدستور آزاد کھڑے ہیں۔ مفتی صاحب بہت شرمندہ ہوئے اس پر حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ خاص لہجے میں بولے۔ بابا میں عاشق ہوں اور عشق میں مبتلا ہوں۔ تو مجھے کس نماز کے پڑھنے کی بات کر رہا ہے۔ اگر تو بضد ہے تو میں تیرے ساتھ نماز ادا کرنے کو تیار ہوں۔ نیت باندھو فرض نماز کی یہ حالت دیکھ کر مفتی صاحب کی خوشی دیدنی تھی۔ کہ انہوں نے کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اب مفتی صاحب امام بنے اور حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ سمیت سب مقتدی بنے جب نماز شروع ہوئی تو حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ پر استغراق کا عالم طاری ہو گیا۔ مفتی صاحب نماز پڑھا بھی چکے مگر قلندر صاحب جوں کے توں کھڑے ہیں۔ اب مفتی صاحب نے پوچھا کہ بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ نماز ختم ہو چکی ہے جبکہ تو ابھی تک نیت باندھے کھڑا ہے۔ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں ایک شعر پڑھا جس کا مطلب حاضرین کو سمجھ نہ آیا۔ انہوں نے عرض کیا حضرت تفصیل سے بیان فرمائیں کہ آپ نماز کو نیت سے آگے کیوں نہیں لے گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ مفتی کی گھوڑی نے بچہ دیا ہے۔ اور جہاں مفتی کی گھوڑی اور بچہ موجود ہے۔ وہاں گندم رکھنے والی کنواں نما جگہ بنی ہوئی ہے۔ لہٰذا ساری نماز میں مفتی

Marfat.com
Marfat.com

صاحب کے دل و دماغ پر اس فکر کا ڈیرہ جما رہا کہ کہیں گھوڑی کا بچہ گندم والے کنویں میں نہ گر جائے۔ بس میں ایسی نماز کا قائل نہیں میں اپنے حواس سے بیگانہ ہوں اور ایک غلام کی طرح عشق الٰہی میں غرق ہوں اور خاموش رہتا ہوں کیونکہ غلام بولا نہیں کرتے۔

آپ کی باتیں سن کر مفتی صاحب بہت شرمندہ اور پریشان ہوئے اور وہاں سے چلے گئے اس شرمندگی کے انتقام کے طور پر مفتی ضیاء الدین سنامی نے مقامی لوگوں کے ساتھ مل کر حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے ترک نماز کے معاملہ پر ایک محضر نامہ تیار کیا تاکہ حضرت بوعلی کو نماز چھوڑنے کے الزام میں سزا مل سکے محضر نامہ میں یہ بات تحریر تھی کہ حضرت بوعلی شاہ شرف الدین قلندر عالم فاضل شخص ہے۔ اور وہ دہلی میں چالیس سال تک وعظ و نصیحت درس و تدریس اور علمی مشاغل میں مصروف رہا۔ مگر اپنے آبائی وطن پانی پت میں آکر علوم ظاہری سے دور ہو کر عالموں فاضلوں سے متنفر ہو گیا ہے اور متاع شریعت سے بھی تہی دست ہو چکا ہے۔ لہٰذا سزا کا مستوجب ہے۔ محضر نامے پر مفتی ضیاء الدین کے علاوہ دیگر مفتیان کے بھی دستخط تھے۔ جب یہ محضر نامہ خواجہ علی انصاری کے پاس آخری تصدیق کے لئے پہنچا تو اس نے محضر نامہ پھاڑ دیا۔ یہ دیکھ کر مفتی ضیاء الدین نے غصہ میں آکر خواجہ علی انصاری پر دعویٰ دائر کر دیا۔ جب عدالت میں خواجہ علی انصاری پیش ہوئے تو عدالت نے محضر نامہ پھاڑنے سے متعلق استفسار کیا آپ نے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ تھا کہ مت جاؤ نماز کے قریب نشے کی حالت میں اور فرمایا کہ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے حواس میں ہی نہیں ہیں تو وہ شرعی پابندیوں کے کیونکر متحمل ہو سکتے ہیں۔ اس پر مفتی ضیاء الدین کی تسلی و تشفی ہو گئی اور معاملہ ختم ہو گیا۔ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی دعا تھی کہ خواجہ علی انصاری ہمیشہ پانی پت میں رہیں ان کی یہ دعا اس قدر قبول ہوئی کہ ان کی اولادیں آج بھی پانی پت میں شاد و آباد ہیں۔

کرامت ۵:

حضرت مخدوم سید صابر علاؤ الدین کلیری علیہ الرحمۃ نے جب خواجہ شمس الدین ترک علیہ الرحمۃ پانی پتی کو پانی پت کی ولایت عطا کی تو حضرت خواجہ شمس الدین ترک علیہ الرحمۃ پانی پت میں آکر مقیم ہوئے۔ ایک روز ان کا مرید کسی کام کی غرض سے حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کے سامنے سے گزرا۔ اس نے دیکھا کہ قلندر صاحب شیر کی صورت میں بیٹھے ہیں اس شخص نے اس بات کا ذکر حضرت خواجہ شمس الدین ترک علیہ الرحمۃ سے کر دیا۔ انہوں نے اس شخص کو حکم دیا کہ وہ آپ قلندر صاحب کے مکان پر جائے اور ان کا سلام کہے۔ اور پھر ان کو شیر کی شکل

Marfat.com
Marfat.com

میں بیٹھا دیکھے تو یہ پیغام ان کو پہنچا دے کر شیر کی جگہ جنگل میں ہے وہ شخص حکم بجالایا جب آپ کے پاس پہنچا تو آپ کو پھر شیر کی صورت میں بیٹھا پایا اس نے حضرت شمس الدین ترک علیہ الرحمۃ کا پیغام آپ کو سنایا آپ وہاں سے شیر کی صورت میں اٹھے اور بڈھ کھیڑہ میں جا کر قیام کیا۔ بڈھ کھیڑہ شہر سے باہر ایک جگہ کا نام ہے۔

حضرت بوعلی شاہ قلندر کی نذر کا طریقہ:

حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی نذر کے لئے صوفیاء فرماتے ہیں کہ گوشت کی یخنی، دہی کی لسی اور باریک روٹی جس قدر ہو سکے احتیاط سے تیار کر کے اور فاتحہ پڑھ کر حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر کی روح پرفتوح کو ایصال ثواب کرے اور لوگوں میں تقسیم کرے دل میں جو بھی مراد ہوگی انشاء اللہ جلد پوری ہوگی۔ صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں شادی کے موقع پر پہلے یہ نذر پیش کی جاتی تھی بعد ازاں کوئی اور کام کرتے تھے۔

وصال:

آپ کا وصال باکمال ۷۲۴ھ ۱۳۲۳ء ۹ رمضان المبارک کو بعمر ۱۲۲ برس کرنال میں ہوا۔ آپ کے وصال پر کرنال اور پانی پت والوں کا جھگڑا ہو گیا تھا۔ پانی پت والے کہتے تھے کہ جنازہ ہم لے جائیں گے مگر کرنال کے باشندے کہتے تھے کہ جنازہ ہم کرنال میں ہی دفنائیں گے۔ اسی کشمکش میں تلواریں کھینچ گئیں۔ اہل کرنال کسی قیمت پر بھی آپ کو پانی پت بھیجنے کے حق میں نہ تھے۔ انہوں نے آپ کو غسل دیکر کفن بھی پہنا دیا۔ مگر پانی پت والوں کا اصرار تھا کہ حضرت نے تمام عمر پانی پت ہی میں گذاری ہے لہٰذا مزار بھی پانی پت میں بنے گا۔

چنانچہ کافی لے دے اور بحث ومباحثے کے بعد کرنال والے اس بات پر راضی ہو گئے کہ آپ کو پانی پت میں ہی دفن کیا جائے اس طرح آپ کو کرنال سے پانی پت لایا گیا نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد پانی پت میں دفن کیا گیا۔ مزار پر انوار پانی پت میں مرجع خاص وعام ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

امام العارفین قدوۃ السالکین برھان الواصلین فنا فی اللہ بقا باللہ مرد حق آ گاہ حضرت شیخ سید عثمان مروندی المعروف حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت اپنے وقت کے شیخ کبیر حضرت سید کبیر الدین علیہ الرحمۃ کے گھر آذر بائیجان (آرمینا) کے ایک گاؤں مروند 538ھ میں ہوئی آپ کا حقیقی نام شیخ سید محمد عثمان تھا لیکن آپ نے لعل شہباز قلندر کے نام سے شہرت پائی یہ نام آپ کی پیدائش سے قبل ہی مشہور ہو چکا تھا اسکی وجہ مورخین نے اس طرح لکھی ہے کہ سہون پر ہندو راجہ جیسر جسکا لقب چوپٹ تھا کی حکومت تھی اس کے ظلم وستم نے لوگوں کی زندگی تاریک کر رکھی تھی ہر شخص دل سے راجہ کا مخالف تھا مگر مخالفت میں آواز اٹھانا کسی کے بس میں نہ تھا رعایا اس کے ظلم کی بھٹی میں جل رہی تھی لوگوں کو بے بس اور لاچار دیکھ کر ایک مست الست فقیر جسکا نام سائیں طالب سکندر تھا وہ ایک نعرہ مستانہ لگاتے تھے کہ میرا مرشد لعل سائیں آ رہا ہے۔ اس مجذوب اور درویش کا قیام اگرچہ کسی ایک جگہ پر نہ تھا لیکن لوگوں کو اکثر سہون میں ہی نظر آیا کرتے تھے ان کا معمول تھا کہ قلعہ کے باہر جا کر کھڑے ہو جاتے اور اپنا قلندرانہ نعرہ لگاتے یہ واحد فلک شگاف نعرہ تھا کہ جو نہ صرف راجہ جیسر کو مشتعل کرتا بلکہ خوفزدہ بھی کر دیتا تھا مگر عام لوگوں کے دل سے دعا نکلتی کہ خدا کرے ہمارا نجات دہندہ لعل سائیں جلدی آ جائے۔ ہمیں اس ظالم حکومت سے نجات دلا دے راجہ جیسر نے ایک روز طالب سکندر سائیں کے نعروں سے تنگ آ کر ایک ظالم ہندو قصاب کو خفیہ حکم دیا کہ وہ کسی بہانے سے اس درویش کو ٹھکانے لگا دے مگر خدا نے اس قصاب کو ایسا کرنے کی مہلت ہی نہ دی بلکہ ایسا کرنے سے پہلے وہ خود ہی مر گیا اور راجہ کو جو سلطان ناصر الدین کے مقرر کردہ حاکم قتلغ خان نے قتل کرا کر 649ء میں سہون شریف میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ یہ وہی زمانہ تھا کہ جب حضرت شہباز قلندر سہون میں تشریف لائے اور یہ آپ کی آمد کا اعجاز تھا کہ سہون کے باسیوں کو ہندو راجہ کے ظلم سے سکون و آرام ملا اور آپ کی برکت سے فضا اسلام کی خوشبو سے معطر ہوگئی اور آپ نے کفرستان ہند کو اپنی ضیا باریوں سے منور فرمایا۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ کی پیدائش سے قبل کا ایک اور واقعہ:

آپ کے والد گرامی سید کبیر الدین ہر وقت عبادت و ریاضت اور ذکر خدا میں مصروف و مشغول رہتے۔ یاد الٰہی میں اتنا غرق ہو گئے کہ شادی کا خیال دل سے بالکل نکال دیا۔ ایک رات محو استراحت تھے کہ خواب میں حضرت لعل شہباز قلندر کی زیارت ہوئی انہوں نے عرض کیا بابا مجھے باہر نکلواس پر آپ نے جواب دیا کہ جنت سے باہر نکلنا افضل ہے عرض کی ہاں دنیا میں ظہور پذیر ہونا احسن ہے اس غیبی اشارہ کے بعد سید کبیر الدین نے شادی کا ارادہ کر لیا۔ ادھر مروند کے حاکم سلطان شاہ کو باطنی طور پر حکم ملا کہ اپنی بیٹی کی شادی سید کبیر الدین شاہ سے کر دو چنانچہ اس طرح حضرت سید کبیر الدین شاہ کی شادی ہوئی اور آپ دنیا میں رہبر روحانی مولود ہوئے۔

سیرت و کردار:

آپ کو خداوند عالم نے حسن و جمال سے اسقدر نوازا تھا کہ آپ کی پیشانی کے نور کے آگے چاندنی بھی شرماتی تھی آپ بلا کے ذہین و فطین تھے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں اپنے والد محترم سے حاصل کی سات سال کی عمر شریف میں آپ نے قرآن کریم حفظ کر لیا عربی اور فارسی میں آپ نے بہت کم عرصہ میں خاصی مہارت حاصل کر لی تھی آذر بائیجان اور تبریز سے 40 میل کے فاصلے پر مروند واقع ہے۔ اس میں ایک چھوٹا سا قلعہ اور خوبصورت سی مسجد ہے اور مروند کو چاروں طرف خوبصورت درختوں نے گھیرا ہوا ہے۔ انہی باغات مسجد اور دوسری تاریخی جگہوں پر روحانیت کے ایک پروانے نے اپنی زندگی کے ابتدائی دن گذارے اور ریاضت و ولایت کی منزل طے کرتا ہوا ایک دن شہباز قلندر کے نام سے چمکا جس کی ضوفشانیوں سے آج بھی سہون شریف منور اور تاباں ہے۔

غیاث الدین بلبن سے ملاقات:

ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ نے اپنا قدم گھر سے باہر نکالا آپ کی ملاقات سیاحت کے دوران اس زمانے کے بادشاہ غیاث الدین بلبن سے ہوئی وہ عارفین اور کاملین کا بہت بڑا قدر دان تھا ملتان میں قیام کے دوران سلطان بلبن نے آپ کے علم و حکمت سے متاثر ہو کر آپ کو بیش بہا تحفے دیئے اور ملتان میں قیام کرنے کی درخواست بھی کی مگر آپ تحصیل علم کے لیے ابھی آگے جانا چاہتے تھے۔ اس لیے آپ نے شہنشاہ کی پیش کش قبول کرنے سے معذوری ظاہر کی

Marfat.com
Marfat.com

تلاش مرشد کامل:

تحصیل علم کی تکمیل کے بعد آپ کو مرشد کامل کی جستجو ہوئی آپ سیاحت کرتے ہوئے ایران کے علاقہ مشہد میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ الاسلام کے مزار پر پہنچے اس مقام پر آپ کی ملاقات حضرت شیخ جمال مجرد کے مرید کامل حضرت بابا ابراہیم سے ہوئی حضرت بابا ابراہیم کو آپ کی آمد سے قبل ہی آپ کی آمد سے متعلق باخبر اور بیعت لینے کا حکم دیا گیا تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بابا ابراہیم کو خواب میں حضرت عثمان مروندی المعروف لعل شہباز قلندر کو سرخ لباس میں دکھادیا تھا اور حکم تھا کہ اس خوبرو نوجوان کو اپنی بیعت میں لے لو۔ اس خواب کے بعد جب حضرت لعل شہباز قلندر حضرت بابا ابراہیم کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے انہیں فوراً پہچان لیا اور فرمایا کہ سید عثمان آؤ میں تمہارا ہی منتظر ہوں تمہیں قلندری طریقت کے مطابق بیعت کرنے کا مجھے حکم ربی ملا ہے اسکے بعد لعل شہباز قلندر کو قلندری طریقت کا مرید کرلیا گیا آپ نے مرشد کی خدمت میں رہ کر علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی روحانیت وولایت اور قلندریت کی منازل طے کر کے حکمت کے اسرار موز سے بہرہ ور ہوئے آپ نے اپنے مرشد کی اتنی خدمت کی کہ مرید ہونے کا حق ادا کر دیا۔ آپ کی خدمت سے خوش ہو کر آپ کے مرشد حضرت بابا ابراہیم نے آپ کو ایک گلوبند عطا فرمایا جو ان کو اپنے پیرو مرشد حضرت سید جمال مجرد سے ملا تھا وہ گلوبند آج بھی درگاہ حضرت لعل شہباز قلندر کی درگاہ میں موجود ہے۔ ہر سال عرس کے موقع پر زائرین کو زیارت کرائی جاتی ہے۔ اس گلوبند سے حضرت لعل شہباز کی تصویر نظر آتی تھی۔ آپ نے اس کو ہمیشہ عقیدت و محبت سے رکھا اس کے علاوہ آپ کو خرقہ خلافت اور ایک عصا عطا کی گئی۔ ایک عصا جو کہ بادام کی لکڑی کی ساخت کا بنا ہوا تھا جو کہ آج بھی دربار سیہون شریف میں موجود و محفوظ ہے۔ اس عصا کے متعلق مورخین فرماتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اس عصا کو اپنے دست رحمت میں رکھا کرتے تھے۔ اس کے بعد یہ مختلف اکابرین اولیاء اللہ کے پاس سے ہوتا ہوا آپ حضرت شہباز قلندر تک پہنچا۔

طریقت قلندرانہ:

مجذوبیت و قلندری دراصل شکر کا مظہر ہے۔ اہل سکر و جذب رسوم و عادات کی نفی کرتے ہیں ریاء اور دورخے پن پر ضرب کاری لگاتے ہیں۔ حسن نیت اور اخلاق کا پرچار کرتے ہیں" اس طرح قلندری جذب اور سکر کی دورخی حیثیت اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ تصوف کی تاریخ اور تصوف کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے۔ جتنا کہ اسلام یہ ایک ایسا مشرب ہے۔ جو ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ

Marfat.com
Marfat.com

رہے گا۔ نبی آخرالزمان وذی شان ﷺ نے اسے دین کامل قرار دیا ہے۔ اسلام کے اندر کسی غیر اسلامی فلسفہ کو داخل نہیں کیا جاسکتا پھر قلندرانہ افعال اور سکر وجذب کی کیفیات غیر اسلامی کیونکر ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ ایمان کا نور جب عقل اور پھر قلب میں جذب ہو کر اس حد تک غالب آجائے کہ وہ دنیا کے مصالحے اور اسکے نفع ونقصان کو بھول جائے تو ایسی حالت میں انسان سے مشابہ ہوتی ہے۔ جس پر نشہ چڑھا ہوا ہو۔ جیسے رب تعالیٰ سے ملاقات کے شوق میں انسان موت کو پسند کرتا ہے۔ وہ اس مرض کو اس لیے محبوب سمجھتا ہے کہ وہ گناہ سے دور رکھتی ہے۔ فقر و مسکینی اس وجہ سے اس کو اچھی لگتی ہے کہ اس کی بدولت وہ حق تعالیٰ کے سامنے متواضع رہتا ہے۔ حضرت لعل شہباز بھی اسی قلندران رنگ میں رنگ ہوئے تھے۔ علامہ اقبال کی شاعری نے بھی اس قلندر اور قلندری کی رمزیت کو بیان کیا ہے۔ قلندر اولیاء اللہ میں ایسا طبقہ ہوتا ہے جو ایک خاص مزاج اور ایک مخصوص رنگ نسبت سے مشرف ہوتا ہے۔ ان لوگوں کو خدا کے ساتھ ایک کیفیت استحضاری نصیب ہوتی ہے۔ یہ لوگ اپنے سروں پر ہر وقت نسبت کا ایک پہاڑ رکھے ہوئے تصور کرتے ہیں۔ نوافل کی کثرت وظائف کی بہتات انکا خاصہ نہیں ہوتی بلکہ یہ ایک لحہ کے لیے بھی اپنے دل کو حق تعالیٰ سے غافل نہیں رکھتے معاشرتی ریا کاری طبقاتی بے حسی کے خلاف مجاہدانہ سعی و عمل کو فروغ دینا انکا اصل نقطہ نظر وفکر ہوتا ہے۔

مسلک قلندرانہ کی تعلیم حضرت لعل شہباز قلندر نے انہی خطوط پر حاصل کی۔ آپ ہمیشہ سرخ لباس زیب تن کرتے تھے۔ آپ کے رفیق حضرت جلاالدین سرخ بخاری بھی آپ کی تقلید میں سرخ کپڑا پہنتے تھے اسی سرخ لباس کیوجہ سے آپ کو لعل شہباز کہا جاتا ہے آپ کا فرمان ہے کہ تارک الدنیا تجد گذار اور نفسانی لذتوں سے پاک فرد کو قلندر کہتے ہیں۔

ایک سندھی شاعر نے اس قول کو اس طرح بیان کیا ہے۔

وہ تارک الدنیا و مافیھا قلندر تن جھونام وہ

حضرت لعل شہباز قلندر فرماتے ہیں کہ قلندروں کا طریق ہے کہ وہ دنیا سے آزاد ہو کر صرف معبود میں محو ہوجاتے ہیں۔ آپ کے انہیں اوصاف کے پیش نظر آپ کے مرشد نے آپ کو شہباز کا خطاب دیا تھا۔

اور اسی مقام پر حضرت حافظ شیرازی نے بھی خوب کہا۔

فرض ایزد بگتر اریم و بکس

و آنچہ گو بند ردانیست بگو یم دواست

Marfat.com
Marfat.com

حج بیت اللہ شریف وزیارت روضہ رسول کریم ﷺ:

حج بیت اللہ شریف کے لیے آپ کی بے تابیوں کا منظر بہت عجیب تھا جب حج بیت اللہ شریف کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنے ذمہ تمام قرض ادا کر دیے لوگوں کی جو امانتیں آپ کے پاس تھیں ان کو واپس کر دیں اور اپنے پاس اتنا مال رکھا کہ جس سے زادراہ اور سواری خریدی جا سکے خدا کی قدرت کی نشانیوں کے لیے دل بے قرار مضطرب تھا عرفہ کا دن یاد کرتے تو آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتیں جب حق تعالیٰ آسمان دینا پر نزول فرماتے ہیں اور اہل عرفات سے فرشتوں پر فخر کرتے ہیں دیکھو میرے بندوں کو دور دراز سے آئے ہیں اے فرشتو میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں ان کی مغفرت کر چکا ہوں حج پر روانگی اور عرفات کا منظر ایسا تھا کہ جیسے سفر آخرت پر جا رہے ہوں آپ اپنے کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ اے عثمان آج اس سواری پر سفر کر رہا ہے۔ کل سفر جناہ کی سواری پر آخرت کا کیا توشہ اور زادراہ رکھتا ہے؟

احرام کے دو کپڑے پہنے تو کفن کو یاد کر رہے تھے عثمان ایک دن اس میں لپیٹا جائے گا۔ آپ جب میدان عرفات کے منظر کو سامنے لاتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ اے عثمان حشر کے میدان میں جب لوگ قبروں سے محشور ہو کر اس طرح قیامت کے میدان میں جمع ہونگے ساری مخلوق داخلہ کی امید میں جنت کی طرف دوڑے گی تو اسوقت دو فریق ہو جائیں گے کسی کو داخلہ کی اجازت ملے گی اور ان کا رخ ادھر سے پھیر دیا جائے گا اسی طرح حجاج کے دو فریق ہوں گے ایک مقبول دوسرا وہ جسے رد کر دیا جائے گا۔ طواف کعبہ کے وقت آپ نے محبت وتعظیم کو اپنے قلب میں حاضر کر کے طواف کعبہ میں مصروف رہے اس طرح جیسے کوئی نماز میں مصروف ہو۔ حجرہ اسود کو بوسہ دیا تو یوں کہ جیسے اللہ سے اس کی اطاعت کی بیعت کر رہے ہیں۔ اس موقع پر آپ کی ہر ہر ادا نرالی تھی ملتزم اور پردہ ہائے یعنی غلاف کعبہ سے لپٹنے کے وقت لوگوں نے دیکھا کہ جیسے کوئی خطا کار اپنی خطاء پر نادم ہو کر اس سے لپٹ کر روتا ہے اور معافی کا طلب گار ہوتا ہے۔ حضرت مخدوم حافظ سید عثمان مروندی جب مدینہ الرسول ﷺ میں داخل ہوئے تو قلندران بیابان کی وضع قطع تھی رسالت مآب ﷺ سے عقیدت ومحبت کا یہ عالم تھا کہ گریہ تھمتا نہ تھا کبھی باب عبدالمجید کبھی باب جبریل کے پاس جاتے کبھی باب السلام پر کھڑے ہوتے روضہ اطہر کو دیکھتے تو ہوش نہ رہتا بارگاہ سرکار دو عالم ﷺ میں قلندر سراپا صدق واخلاص کا پیکر اور تسلیم ورضا کا پیکر بنا مواجہ شریف کے سامنے کھڑا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

زیارت مقامات مقدسہ:

زیارت روضۂ رسول کریم ﷺ سے فارغ ہو کر آپ عازم بغداد شریف ہوئے جب بغداد شریف پہنچے تو یہاں بڑے بڑے علماء وفضلا موجود تھے جس سے انہیں استفادہ کا موقع ملا سید علی جنکا مزار شریف سیہون شریف میں ہے وہ بغداد کے قیام کے دوران ہی آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تھے۔ سید علی کے متعلق صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے۔ حضرت قلندر کے ساتھ ان کے خلوص کا یہ حال تھا کہ انہوں نے سب کچھ آپ پر تصدق کر دیا تھا۔ بغداد شریف سے آپ مشہد مقدس پہنچے جہاں حضرت امام موسیٰ رضا کی زیارت سے مشرف ہوئے حضرت بابا ابراہیم ولی سے کربلائے معلیٰ میں ہی ملاقات ہوئی ان سے روحانی فیض و برکات حاصل کیے کئی دوسرے اہل اللہ سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ ایران کے بعد آپ تبریز تشریف لے گئے بعد ازاں اپنے وطن مروند پہنچے تزکیہ نفس اور سلوک کی منازل طے کیں یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک یہاں حفظ وامان کی فضاء قائم رہی۔ بڑے بڑے علماء اور مشائخ جب تک منگولوں کی شورش اور تشدد قتل و غارت کا بازار گرم تھا اس وقت آپ ہجرت پر آمادہ رہے۔ اس وقت آپ کی کیفیت بڑی عجیب تھی کہ رفاقتیں چھوٹ رہی تھیں وطن کی محبتوں کو الوداع کہہ رہے تھے مروند سے تبریز کا سفر پیادہ طے کیا تھا۔ آذربائیجان کا پورا خطہ تاتاریوں کے وحشی لشکروں نے پامال کر رکھا تھا شہروں پر ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ کہیں کہیں کوئی انسان نظر آ جاتا تھا تاتاریوں کے انقلاب کے بعد ساری آبادیاں تاراج تھیں۔ حضرت حافظ عثمان مروندی ان آبادیوں کی بربادیوں کو دیکھ کر بے قرار ہو جاتے الغرض اسی طرح سفر کرتے کرتے مکران کے راستے سیہون شریف میں داخل ہوئے مکران کی حدود جہاں ایران سے ملتی ہے وہاں ایک بہت بڑا دشت پایا جاتا ہے۔ اسکو آج بھی دشت شہباز کہا جاتا ہے اس راستے میں کئی تکیہ گاہیں موجود ہیں جو ان کے نام سے منسوب ہیں۔ جس طرح سیہون کے راستے لعل کے باغ پر تکیہ گاہ موجود ہے۔ لاہوت لامکان جو کراچی سے 120 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اور قلات کا حصہ ہے یہ مقام قادر مطلق کی قدرت کا ایک کرشمہ معلوم ہوتا ہے۔ یہاں بھی حضرت لعل شہباز قلندر کا تکیہ ملتا ہے۔

سیہون میں ورود:

کوبہ کو قریہ بہ قریہ بستی در بستی سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے جب یہ شہباز لامکاں سیہون کے شہر میں اس طرح وارد ہوا کہ جسم پر قلندرانہ عبا کے سوا کچھ نہ تھا لوگوں کے پہلے پہل انکو

Marfat.com
Marfat.com

دیکھنے کا منظر عجیب تھا کہ ایک مسافر اجنبی زبان سے بھی اجنبی اور لباس سے بھی اجنبی سیہون کے خوش منظر شہر کے ایک گوشے میں پھٹی عبا اوڑھے خاموش بیٹھا تھا سیہون کفر و عصیاں کا مرکز تھا مسلمانوں کے علاوہ بدھ مت اور برہمنوں کی کثرت تھی۔ آج ایک مرد قلندر لعل شہباز کی آمد سے اس شہر کی فضا کا انداز بدلا تھا۔ حضرت لعل شہباز قلندر کی آمد کے بعد آپ کے آہ و نالہ سے سیہون کے در و دیوار گونج اٹھے آپ کا اضطراب اہل سیہون سے دیکھا نہ جارہا تھا بلا تفریق مذہب و ملت سب ان کے گرویدہ تھے۔ آنکھیں ہر وقت روتی تھیں۔ وقت کے اس قلندر اور قطب کے متعلق کس کو خبر تھی کہ اس کی آمد سے ساری وادی مہران کے خطہ میں تہلکہ مچ جائے گا۔

آپ کے معاصرین اور یاران طریقت:

حضرت مخدوم حافظ سید عثمان المروندی کے سفر کے حالات اور مصاحبین کے رفاقتوں کے احوال بہت عجیب ہیں۔

شیخ عثمان مروند عرف مخدوم لعل شہباز
یکے از چہار یار بود کہ یکجا سیاحت کروند

یعنی حضرت شیخ عثمان مرندی ان چار یاروں میں سے ایک ہیں جو مل کر سیاحت کرتے ہیں۔

بر کوہش چشمہ ورہی از عجائبات است
گو بند آنجائے چار یار اعنی مخدوم عثمان
شیخ بہاؤ الدین زکریا شیخ فرید
سید جلال بمکا شفات نشتہ اند

ترجمہ: یعنی سیہون کے قریب پہاڑ پر چشمہ ورہی ایک عجیب مقام ہے۔ مشہور ہے کہ اس جگہ چار یاروں یعنی مخدوم عثمان شیخ بہاؤ الدین زکریا حضرت بابا شیخ فرید الدین گنج شکر حضرت سید جلال الدین بخاری نے کئی کئی دن مکاشفہ میں بر کیے جہاں اب لعل باغ واقع ہے۔ ان یاران طریقت نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ سیر و سیاحت میں بسر کیا ان کی سیاحت با مقصد سیاحت تھی۔ جس آبادی میں پہنچتے تو لوگ علم و عرفان سے استفادہ کرتے فیوض و کمالات کی دولت سے سرفراز ہوتے اپنے قلوب و اذہان کو نور ایمان سے منور کرتے رہے۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ کے معاصرین معتقدین ومتاخرین:

آپ کے ہم عصر صوفیاء فضلاء معتقدین و متاخرین کا ذکر نہ کیا جائے تو آپ کی سوانح نہ مکمل کہلائے گی آپ سمیت آپ کے ہم عصر صوفیاء میں دعوت خیر جوان کا امتیازی وصف تھا۔ اسلام میں کار نبوت کا سب سے بڑا فریضہ یہی تھا جسکی ادائیگی میں حضرت مخدوم سید حافظ عثمان مروندی نے پوری کوشش فرمائی تھی وادی مہران میں اسلام کی روشنی انہیں کے مجاہدات کا ثمر ہے۔ مجالس کی کیا تاثیر تھی کہ مریدین معتقدین کی برائیوں کا زنگ ومیل دور ہو گیا تھا۔ اخلاق انسان کے خدوخال سنور گئے تھے مریدین کے خلق میں وہ ظاہری و باطنی خوبیاں پیدا ہوئیں کہ اس وقت کے شیخ واستاد مشہور ہوئے درس وتدریس کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے خلوتیں انکی شب زندہ داری پر گواہ بنی تھیں۔ ان میں سے ایک ایک نے اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ کر تعلیم وتزکیہ نفس کے چشمے جاری کئے اور بعض ایسے ہوئے کہ ان میں مدرسہ خانقاہ کے کمالات کی جامعیت عیاں ہوئی انہوں نے حضرت مخدوم لعل شہباز قلندر کی کسبی تعلیم کو جو دھندلے غبار میں صبح کے جھلملاتے ہوئے ستاروں کی صورت میں بے نور ہو جانا چاہتی تھی چمکائے رکھا۔ آیئے اس وقت کو دیکھیں کہ وہ کتنا حسین وقت تھا جس میں انسانوں کی اصلاح کا کام سنن الٰہیہ کے مطابق ہورہا تھا۔ زبان کی تاثیر کثرت ذکر سے کیا سماں پیدا کر رہی تھی۔ ان تمام ہستیوں کے کمالات کا بیان موجب طوالت ہوگا صرف ان حضرات کے اسمائے گرامی درج کرنے کی جسارت کروں گا تاکہ آپ کے ہم عصر صوفیاء معتقدین متاخرین کا علم ہو سکے وہ کون تھے اور کہاں کہاں جلوہ افروز ہیں ان شہرآفاق ہستیوں میں پہلا نام حضرت شیخ الاسلام شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی دوسرے حضرت مخدوم سید جلال الدین بخاری حضرت بابا فریدالدین گنج شکر حضرت مخدوم صدرالدین عارف حضرت پیر پٹھہ جنکا اصل نام شیخ حسین بن راحبار بن لاکھا تھا والدہ کا نام سلطانی بنت مراد تھا آپ شیخ پھٹہ دبیلی کہلاتے ہیں مسجد محمد بن قاسم کے قریب پہاڑ کی کھوہ میں آپ کا مزار ہے۔ سن وفات 646ھ ہے۔ اسی کھوہ میں آپ تمام زندگی عبادت کرتے رہے شیخ صابو اور شیخ ساجن اس کے سجادہ نشنی ہوئے ہیں۔ حضرت قاضی اسماعیل ثقفی جو اپنے وقت کے بہت بڑے محقق ادیب وخطیب تھے۔ یہ الور (اروڑ) یعنی روہڑی کے منصب قضا پر فائز تھے یہ بھی حضرت شہباز قلندر کے ہم عصر تھے سید بدرالدین بھی حضرت مخدوم لعل شہباز قلندر کے ہم عصر تھے۔ انکی ولادت ماہ شعبان 630ھ شہر بھکر میں ہوئی حضرت امام نقی علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آج بھی انکا خاندان اپنی شرافت و بزرگی کے سبب روہڑی میں مشہور ہے۔ آپ کا وصال حضرت لعل شہباز قلندر کے وصال کے بعد وہوا۔ تاریخ

Marfat.com
Marfat.com

معلوم نہ ہوسکی۔ حضرت سید صدرالدین محمد بن محمد سندھی یہ بھی اپنے وقت کے اکابر اولیاء میں سے تھے۔ رجب المرجب 609ھ میں ولادت ہوئی اور 669 ہجری میں حضرت لعل شہباز قلندر کے وصال سے کچھ قبل وصال ہوا۔

حضرت لعل موسیٰ یہ حضرت مخدوم سید عثمان مرندی لعل شہباز قلندر کے مرید و خلیفہ اور فیض یافتہ ہیں۔ شیخ نورالدین دریائی یہ معروف بزرگ مقتدر اولیائے کبار میں سے ہیں صاحب تصرف تھے دھارلجہ بندر پر بحر عرب کے کنارے مدفون ہیں شیخ نوح بکھری جو کہ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے مرید و خلیفہ اور مخدوم لعل شہباز قلندر کے ہم عصر تھے۔ حضرت سید محمد مکی بڑے عارف کامل اور حضرت مخدوم لعل شہباز قلندر کے ہم عصر تھے سادات بکھر کی سرداری آپ ہی سے منسوب ہے۔ آپ پہلے سید تھے جو اس سرزمین پر تشریف لائے تھے آپ حضرت سلطان العارفین سید محمد شجاع کے فرزند ہیں آپکے والد حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے نہ صرف مرید ہی تھے بلکہ دامادی کا شرف بھی حاصل تھا۔ انہی کے بطن سے سید محمد مکی تولد ہوئے بھکر میں آکر سکونت اختیار کی اور یہیں آپ کا وصال ہوا شاہی قلعہ میں آپ کا مزار مرجع خاص و عام ہے۔ حضرت مخدوم بلال یہ بھی حضرت مخدوم عثمان مروندی کے ہم عصر گذرے ہیں کہاں جاتا ہے کہ جب دریا کے کنارے ذکر اللہ کرتے تھے تو پانی گرداب کی طرح چکر کھانے لگتا۔ آپ اکثر حضرت مخدوم مروندی کی زیارت کو آتے تھے حضرت قاضی دتہ سیوھانی آپ بھی حضرت لعل شہباز قلندر کے ہم عصر ہوئے ہیں۔ مولانا ہروی آپ کا اصلی نام مولانا عبدالعزیز البصری ہے۔ سندھ کے اندر علم معقول و منقول ان کے ذریعے پھیلا ہے۔ حاکمان وقت بھی آپ کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے آپ بھی حضرت مخدوم لعل شہباز قلندر کے ہم عصر گذرے ہیں مخدوم محمود فخر پوترہ آپ ہرات سے سندھ پہنچے اور گاہن کو اپنا مستقر بنالیا شیخ الاسلام بہاؤالدین ذکریا ملتانی کی صحبت آپ کو کافی نصیب رہی اور حضرت لعل شہباز قلندر کے معاصرین میں سے تھے۔ سید میر کلاں آپ عرق کے جلیل القدر سادات میں سے تھے۔ فتح سندھ کے بعد قندھار سے سندھ پہنچ آپ کا اکثر وقت حضرت لعل شہباز قلندر کے ہاں ہی گذرتا تھا۔ حضرت مخدوم شیخ رکن الدین شاہ رکن عالم ملتانی آپ شیخ صدرالدین عارف کے بیٹے اور شیخ الاسلام بہاؤالدین ذکریا ملتانی کے پوتے اور حضرت لعل شہباز قلندر کے ہم عصر گذرے ہیں۔ مولانا ابوبکر بن داؤد آپ حضرت لعل شہباز قلندر کے ہم عصر ہیں اور آپ تنہائی پسند اور صاحب کمال بزرگ گذرے ہیں قاضی شیخ محمد اچوی آپ بھی اپنے وقت کے اکابر علماء اور صلحاء کی جماعت سے متعلقہ سرکردہ افراد میں سے تھے۔ جنکی

Marfat.com
Marfat.com

صورت دیکھ کر خدا کی یاد تازہ ہوتی تھی آپ بھی حضرت شہباز قلندر کے ہم عصر گذرے ہیں

حضرت مخدوم سید عثمان مروندی کی شاعری:

سندھ کے بہت سے مصنفین نے حضرت مخدوم حافظ سید عثمان مروندی المعروف حضرت لعل شہباز قلندر کے متعلق لکھا ہے۔ کہ آپ سندھ کے فارسی شاعر تھے۔ آپ کے کلام کا کچھ حصہ مندرجہ ذیل ہے۔

عشق دوست ہر ساعت درون ناری رقصم
گہی در خاک می غلطم گہی برخاری رقصم
بیاری مطرب مجلس سماع ذوق رادردہ
کہ من از شادی وصلش قلندر واری رقصم
شدم بدنام در عشقش بیادی پار ساا کنون
نمی ترسم زرسوائی بھربازاری رقصم
میرا خلقی ہمی گوید گرا چندیں چہ می رقصم؟
بدل داریم اسراری ازاں اسراری رقصم
منم عثمان مروندی کہ یار خواجہ منصور م
ملامت می کند خلقی و من برادری رقصم

کلام دیگراست

من آں درم کہ در سجر جلال اللہ بودہ ہستم
بکوہ طور با موسیٰ کلام اللہ بودہستم
گہی زناری بستم گہی قرآن می خواندم
گہی درمذہب تر سا بس محنت کشید استم
دو صد حاسہ کہن کر دم لباس فقر پوشید استم

Marfat.com
Marfat.com

برآن بربی کہ من بودم ہزاراں یک رسیداستم
با سماعیل پیغمبر با ابراہم بن آذر
دراں سر وقت قربانی بقر بانگاہ بو داستم
ایا ملا مکن ظاہر سراسرار مرداں را
ندا سنتی ندا سنتی کہ سر اللہ بوداستم
ایاعثمان میمندی (مروندی) چرا مستی دریں عالم
کہ جز باہو و بامن ہو دیگر چیزی نہ دانستم

نوبت قلندر:

حضرت لعل شہباز قلندر کے دربار پر آج بھی 24 گھنٹے میں تین مرتبہ نوبت بجتی ہے پہلی صبح صادق کے وقت دوسری شام کے وقت اور تیسری تہجد کے وقت جب مزار کا دروازہ بند کیا جاتا ہے۔ یہ نوبت کا دستور قدیم زمانہ سے رائج ہے بلکہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت شہباز قلندر کے زمانے سے ہی اوقات کا اندازہ اس نوبت سے کیا جاتا تھا آپ کے زمانے میں وقت کا اندازہ کرنے کے لیے ایک دیگ میں پانی بھر کر رکھ دیا جاتا تھا اور دیگ کے اندر ایک سوراخ ہوتا تھا جس میں پانی ایک ایک قطرے کی شکل میں رستا تھا اور یوں پانی کی سطح سے اوقات معلوم ہو جایا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ اب بھی قائم ودائم ہے پانی کی دیگ آج بھی آپکے مزار کے اندر موجود ہوتی ہے۔ جس سے اوقات کا اندازہ آج کے جدید دور میں بھی بالکل درست ہوتا ہے۔ سندھ کے کافی بزرگوں کی درگاہوں پر دھمال لگانے کا اہتمام ہوتا ہے۔ دھمال ایک سر کا نام ہے۔ دھمال میں ڈھل یا نقارہ خاص وجد پیدا کرتا ہے۔ اس راگ کے بلند ہو جانے کے بعد فقراء وجد میں آجاتے ہیں اور حلقۂ باندھ کر قلندر مست قلندر قلندر مست قلندر کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ سید عبدالرحمٰن شاہ موسوی نے اپنی کتاب سرہان میں بیان کیا ہے کہ لعل شہباز قلندر کے شیدائی عملی طور پر جب ذکر وفکر سے غافل ہوتے ہیں جب ان پر نیند غلبہ کرنے لگتی ہے تو یہ لوگ راگ الاپتے ہیں اور دھمال کرتے ہیں اس طرح ان کو دوبارہ ذکر وفکر کرنے کا ازسرنو موقع مل جاتا ہے۔ حضرت لعل شہباز قلندر بھی دھمال کو پسند فرماتے تھے آپ کا یہ طریقہ کار مولانا رومی علیہ الرحمۃ کے مریدوں کی محفل سماع کے وقت لوگ دف بجاتے تھے۔ اور پھر ان میں سے بعض کھڑے ہو کر چکر لگاتے ہوئے رقص کرتے تھے۔

Marfat.com
Marfat.com

حضرت لعل شہباز قلندر کے مزار پر یوں تو دن میں تین مرتبہ دھمال لگائی جاتی ہے لیکن عرس کے دنوں میں اسکا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔لوگ دور دور سے آتے ہیں انہوں نے اپنے ہاتھوں میں مختلف رنگوں کے جھنڈے اٹھائے ہوتے ہیں۔ بعض لوگوں نے اپنے پیروں میں گھنگرو باندھے ہوتے ہیں۔ عام دنوں میں نوبت کو مزار کے اندر رکھ کر ہی اس پر چوٹ لگائی جاتی ہے۔ جبکہ عرس کے دنوں میں اسکو اٹھا کر باہر میدان میں رکھ دیا جاتا ہے۔ اور یوں دھمال ڈالی جاتی ہے نوبت کی آواز سے دھمال میں ایک کیف ورسرور پیدا ہوتا ہے لوگ زبان سے مست قلندر مست قلندر کے نعرے لگاتے ہوئے دھمال ڈالتے ہیں حتیٰ کے انکو ہوش تک باقی نہیں رہتا۔ ایسا سماع اور رقص و سرور جائز ہے اس سے قلب میں نرمی پیدا ہوتی ہے اور نرمی سے محبوب کی توجہ حاصل ہوتی ہے۔ اور اس طرح سرور وسماع محبوب حقیقی کے وصال کا وسیلہ بن جاتا ہے۔ آپ نے مخصوص سماع کو عبادت کا درجہ عطا کر رکھا تھا۔

کشف وکرامات:

ایک مرتبہ آپ گرنار میں قیام پذیر تھے کہ ایک روز آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اورعرض کی یا حضرت میرا بیٹا گم ہو گیا ہے۔ آپ اس کو تلاش کر دیں آپ نے وعدہ فرمالیا کہ میں تمہارے بیٹے کی تلاش میں تمھاری مدد ضرور کروں گا۔ اس کے بعد آپ اس شخص کو لے کر ایک خانقاہ میں گئے اس خانقاہ کے اندر سات بزرگ بیٹھے ہوئے اپنی عبادت وذکر وفکر میں مشغول تھے آپ نے ان بزرگوں میں سے ایک کو بازو سے پکڑا اور اپنے ساتھ خانقاہ سے باہر لے آئے لڑکے کا باپ بڑا حیران تھا کہ جو بزرگ خانقاہ سے باہر آئے ہیں وہ انکا بیٹا تھا آپ نے اس شخص کو بتایا کہ دراصل تمہارا بیٹا ولی ہے اور یہ گم نہیں ہوا بلکہ یہ عبادت کی غرض سے آبادی سے دور جا کر خدا کی یاد میں مشغول تھا اس شخص نے اپنے بیٹے کو آپ کے حوالے کر دیا آپ نے اس کی تربیت کی اور وہ آپ کے تلطف وفیض سے روحانیت میں نہایت اعلیٰ مقام حاصل کر گیا۔

کرامت:

حضرت مخدوم لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہم عصر حضرت شیخ رکن الدین المعروف شاہ رکن عالم ملتانی علیہ الرحمۃ کے ہمراہ سندھ کے ایک گاؤں ایمان سے گذرے جو بعد میں شیخ رکن الدین کی نسبت سے رکن پور کہلانے لگا ہے۔ یہ گاؤں بالکل بیاباں اور بنجر علاقے پر مشتمل تھا اس گاؤں میں کسی قسم کی کوئی پیداوار نہیں تھی نہ ہی سبزہ پیدا ہوتا تھا۔ آپ دونوں بزرگ جب اس

Marfat.com
Marfat.com

گاؤں میں پہنچے تو آپ کے قدموں کی برکت سے قدرت نے قدرتی حسن پیدا کر دیا اور اس ویرانے کو اللہ تعالیٰ آپ کی ضیاباریوں سے منور کر دیا آپ کے قیام کے آثار اب بھی رکن پور میں ملتے ہیں۔

کرامت:

بلخ بخارا کے بادشاہ ایک مرتبہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے اے شہنشاہ ولایت میرے پاس خدا کی دی ہوئی نعمتوں کی کوئی کمی نہیں بادشاہت بھی میرے پاس ہے۔ میرے حکم کے بغیر میرے ملک میں کوئی کام ممکن نہیں ہوتا خدا کی ہر نعمت سے مالا مال ہوں لیکن میں ایک چیز کی کمی شدت سے محسوس کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میرے ہاں اولاد نہیں ہے اولاد جیسی نعمت سے نوازدیں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ کے لیے دعا فرمائی اور ساتھ ہی یہ بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بہت جلد ایک نیک اور صالح بیٹا دے گا لیکن اس میں ہمارا ساجھا ہوگا بادشاہ نے عرض کی حضور مجھے آپ کی ہر شرط منظور ہے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میری سلطنت کا ولی عہد پیدا ہو جائے چنانچہ کچھ ہی عرصہ کے بعد خدا کے فضل وکرم سے اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا بادشاہ نے بیٹے کی پیدائش کی خوشی میں زر و جواہر تول کر حضرت کی خدمت میں پیش کیئے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمیں دنیاوی دولت سے کیا سروکار ہم درویش لوگ ہیں ہمیں ان جھگڑوں سے کیا غرض دنیا کی دولت سے ہمارا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے ہمارا تو تمہارے بیٹے میں ساجھا ہے ہم اس میں سے حصہ لیں گے یہ کہہ کر آپ نے حکم دیا کہ بچے کو ہمارے سامنے لایا جائے بادشاہ نے فوراً آپ کے حکم کی تعمیل اور بچہ آپ کو دے دیا آپ نے بچہ اٹھا کر اپنی گود میں چھپا کر بادشاہ کو کہا کہ اب تم جو مرضی کر لو اس میں آدھا حصہ میرا ہوگا آپ نے ہی اسکا نام اردم رکھا یہی لڑکا بڑا ہو کر سلطان ادھم کے نام سے مشہور ہوا لیکن کچھ عرصہ حکومت کرنے کے بعد اس دنیا نے ترک کر دی اور حکومت چھوڑ دی باقی آدھی عمر فقیری میں گذاری سلطان ادھم نے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے خیر پور کے پاس قیام کیا اور یہیں وفات پائی آپ کا مزار خیر پور میں واقع ہے۔ سلطان ادھم میں سے حضرت لعل شہباز قلندر نے اسکی درویشی کی شکل میں آدھا حصہ لیا۔

کرامت:

آپ کی درگاہ شریف کے موجودہ سجادہ نشین سے پہلے جو سجادہ نشین تھے انکا انتقال ہو گیا ان کے انتقال کے بعد اب نئے جانشین کے انتخاب کا مسئلہ تھا اس انتخاب میں تین افراد امیدوار

Marfat.com
Marfat.com

تھے تینوں کو روحانیت میں بڑی دستگاہ حاصل تھی۔ ہر ایک کے ماننے والے بے شمار تھے اور تینوں کو بیک وقت منتخب کرنا بھی بہت مشکل کام تھا تاہم یہ بات بعید از قیاس نہ تھی کہ اس انتخاب کے نتائج باعث تنازعہ بنتے تینوں امیدواروں کو انتخاب کی تاریخ سے قبل ایک رات ایک جیسا خواب آیا جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے غیب سے ان تینوں کو حکم دیا تھا کہ تم تینوں میں سے کوئی بھی سجادہ نشین نہ ہوگا بلکہ اس کے لیے کسی اور کو منتخب کیا گیا ہے۔ تینوں حضرات خواب دیکھنے کے بعد خاموش رہے اور اپنے خواب کو ایک دوسرے کے سامنے بیان کرنے سے گریز کیا غیب سے دوسرے روز بھی تینوں کو وہی خواب دیکھایا اور اس میں اس شخص کا پتہ بھی بتایا مگر ان تینوں نے پھر بھی سکوت طاری رکھا۔ تیسرے روز ایک مرتبہ پھر خواب میں کہا کہ تم میرے حکم کی تعمیل کیوں نہیں کرتے جاؤ اس شخص کو ڈھونڈ کر لاؤ جسکو ہم نے لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی سجادہ نشینی اور مجاوری کے لیے منتخب کیا ہے۔ صبح ہوتے ہی تینوں امیدواروں نے ایک دوسرے کو اپنے خواب جو تواتر سے دیکھے تھے سنائے اور اس شخص کا پتہ بھی بتایا جس کے متعلق اللہ رب العزت نے ان تینوں کو سجادہ نشینی کے لیے لانے کا حکم دیا تھا۔ وہ خوش نصیب شخص جن پر خدا کی عنایت بے پایاں تھیں پشاور کے کسی ہسپتال میں ڈاکٹر اور ماہر امراض چشم تھے بظاہر ایک ڈاکٹر کا سجادہ نشینی سے کوئی تعلق تو ہو نہیں سکتا لیکن پھر بھی حکم ایزدی تھا۔ وہ تینوں صاحبان جو خود سجادہ نشینی کے امیدوار تھے اللہ کے منتخب کردہ سجادہ نشین کو لینے کے لیے چل پڑے۔ پشاور پہنچ کر وہ ان ڈاکٹر صاحب کو ملے انکا نام ڈاکٹر عارف تھا انہوں نے سندھ سے آنے کا اپنا مقصد اور مدعا بیان کیا اور حکم خدا کا پیغام دیا کہ ہم آپ کو بحکم خدا لینے کے لیے آئے ہیں آپ چلیں اور سجادہ نشینی کے فرائض سنبھالیں۔ جب ڈاکٹر صاحب نے ان سے سجادہ نشینی کا سنا تو کہنے لگے بھائی لوگو میرا اور جانشینی کا کیا واسطہ میں ڈاکٹر ہوں میرا کام تو مریضوں کا علاج کرنا ہے میں تو تم لوگوں کے ساتھ ہرگز نہیں جاؤں گا ان تینوں اشخاص نے بیک زبان ہو کر کہا کہ ڈاکٹر صاحب ہم خدا کے حکم سے آپ کے پاس آئے ہیں اور انشاء اللہ آپ کو لیکر جائیں گے اس پر ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ بے شک تمہیں خدا نے حکم دیا ہے لیکن مجھے تو خدا نے کوئی حکم نہیں دیا اس لیے میں بھی خدا کے حکم کا انتظار کروں گا اور جب تک مجھے خدا کی طرف سے کوئی حکم نہیں ملے گا میں تم لوگوں کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ یہ بات سن کر تینوں اشخاص ڈاکٹر صاحب کی بات سے متفق ہوگئے۔ اور کہنے لگے آپ بھی ٹھیک ہی کہتے ہیں لہذا آپ حکم خداوندی کا انتظار کریں اور ہم اسوقت تک یہیں قیام کریں گے دو تین روز کے بعد ڈاکٹر صاحب نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے تمہیں اس وجہ سے لعل شہباز قلندر کی درگاہ کا سجادہ نشین بتایا ہے۔ کہ تمہارے والد نے حضرت موصوف کی بہت خدمت کی تھی۔

Marfat.com
Marfat.com

چنانچہ تم اسی وقت سہون شریف روانہ ہو جاؤ۔ اب ڈاکٹر صاحب کا دل مطمئن ہو گیا اور انہوں نے ان تینوں افراد کو بلایا اور کہا کہ بھئی تم سچ کہتے ہو یہ واقعی اللہ کا حکم ہے۔ اس لیے مجھے تمہارے ساتھ جانے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اور میں جانے کے لیے تیار ہوں چنانچہ ڈاکٹر صاحب ان تینوں کے ہمراہ سیہون کے لیے روانہ ہوئے اور منزل پر پہنچ کر مسند سجادگی سنبھال لی۔ آج بھی وہی درگاہ شریف کے سجادہ نشین ہیں وہ ڈاکٹر صاحب سجادہ نشینی کے فرائض کے علاوہ لوگوں کی آنکھوں کا بھی مفت علاج معالجہ کرتے ہیں۔

کرامت:

ایک مشہور کتاب تحفۃ الکرام میں روایت ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر کی درگاہ کی کلید قدیم زمانے سے شیخوں کے پاس تھی ایک مرتبہ مقامی سادات برادری نے وہ چابی زبردستی شیخوں سے لے لی مگر قدرت خدوندی کہ جب سادات نے درگاہ شریف کا تالا کھولنا چاہا تو اس چابی سے تالا نہ کھلا غرضیکہ لوہاروں کو بلایا گیا مگر باوجود اسکے بھی تالا نہ کھل سکا اس کے بعد مجبوراً سادات نے چابی شیخوں کو دے دی اس وقت شیخ مکھن نامی آدمی نے اپنی مرضی سے چابی سادات کے ایک بزرگ سید ولی محمد کے حوالے کر دی تب سے اب تک سادات کرام کلید بردار ہیں۔ شیخوں کے پاس چابی رہنے کی وجہ یہ تھی کہ انکے کسی بزرگ نے حضرت لعل شہباز قلندر کی بہت خدمت کی تھی اور حضرت کے لطف کرم اور انوار کے بارش نے شیخوں کو کلید برداری کا اعزاز بخشا۔

وصال باکمال:

آپ کی آخری زندگی مکمل جذب وسکر میں گذری ہزاروں مرید اور عقیدتمند آپ کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہتے تھے۔ مگر آپ نے گوشہ نشینی اختیار کیئے رکھی آپ کے وصال با کمال کے متعلق تاریخ نگاروں میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے تاریخ ہند کے مطابق آپ کا وصال 21 شعبان 650ھ بمطابق 1252ء بتائی جاتی ہے جبکہ دیگر مورخین آپ کے وصال کی تاریخ 18 اور کوئی 21 تاریخ بتاتا ہے۔ معتبر تاریخ کی رو سے آپ کا عرس مبارک 18 تا 21 شعبان المعظم کو سہون شریف صوبہ سندھ میں منایا جاتا ہے عرس میں عقیدتمندان کا ایک جم غفیر پنجاب سرحد بلوچستان اور صوبہ سندھ کے لوگ جوق در جوق شرکت کرتے ہیں۔ آپ کا روضہ مبارک سلطان فیروز شاہ تغلق کے زمانے میں اس کے منظور۔ دہ سیوستان کے والی اختیار الدین نے تعمیر کروایا جو کہ چھ گنبدوں پر مشتمل ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت بابا سیّد لعل شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ

تعارف:

فنا فی اللہ و فنا فی الرسولؐ، ہمہ صفت قلندرانہ، نسبت رسولی، دلیل الکاملین، امام الواصلین، حضرت بابا سیّد لعل شاہ قلندر رحمتہ اللہ علیہ مورخہ 2 فروری 1904ء کو فخر السادات جناب حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ کے گھر سوراسی تحصیل مری ضلع راولپنڈی کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

آپ کے پردادا عراق سے ترک سکونت کر کے فرنگی حکومت سے پہلے موضع سوار اسی تحصیل مری میں سکونت پذیر ہوئے اور اسی جگہ کو مستقلاً اپنی آماجگاہ بنالیا اور اپنے آباؤ اجداد کا روحانی سلسلہ رشید و ہدایت تعلیم و تربیت شروع کر دیا۔ اور سادات کے اس چشمہ فیض سے ہزاروں افراد سیراب ہوتے رہے۔

جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو گھر کا پورا ماحول ایک مذہبی رنگ میں رنگا ہوا تھا۔ گھر کے اس مذہبی ماحول میں آپ نے ہوش سنبھالا اور بچپن ہی سے ظاہری و باطنی تعلیم اپنے والد گرامی حضرت پیر سیّد مردان علی شاہ مشہدی علیہ الرحمۃ سے مکمل کی اور اپنے اجداد کے طریقہ پر چلتے ہوئے سلسلہ رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے۔ ہزاروں افراد نے آپ سے منازل سلوک طے کیں اور اسی طرح کئی ہزار افراد نے آپ سے دینی و دنیاوی فائدے حاصل کئے آپ کی تمام زندگی یاد خدا ہی بسر ہوئی۔ زندگی کا ایک ایک لمحہ کرامت بن کر گزرا ہے۔ آپ حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی کا کلام سیف الملوک مستی میں جھوم جھوم کر پڑھا کرتے تھے اس دوران کبھی کبھی آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو جایا کرتی تھی۔

شادی و اولاد:

جب آپ جوان ہوئے تو والدین نے آپ کی شادی اپنے خاندان کی ایک خاتون سے کر دی۔ میں سے اللہ کریم نے آپ کو ایک بیٹی جو بچپن کے عالم میں ہی رحلت ہو گی تھی اور چار بیٹے عطا

Marfat.com
Marfat.com

فرمائے جن میں حضرت پیر سیّد فدا حسین شاہ جن کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جذب کے عالم میں ملوٹ ستیاں کے مقام پر دریائے جہلم میں کود گئے تھے اور آج تک تا دم تحریر لاپتہ ہیں۔

دیگر صاحبزادگان میں سیّد برکت حسین شاہ کاظمی سیّد محمود حسین شاہ کاظمی جو آج کل دربار شریف پر آنے والے زائرین کی خدمت میں مصروف اور آپ کے دربار کے سجادہ نشین ہیں جبکہ ایک صاحبزادے کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

عبادت وریاضت ومجاہدہ:

آپ ۵۲ برس تک کھلے میدان میں دن رات اکڑوں بیٹھے رہتے تھے۔ آپ پر جذب و مستی کا عالم طاری رہتا۔ اس مستی وکیف کے عالم میں آپ زیر لب ذکر خدا میں مصروف رہتے اور وہیں بیٹھے بیٹھے سو جاتے۔ صبح وشام دن ورات کھلے آسمان کے نیچے بیٹھے رہتے بارش دھوپ چھاؤں سردی گرمی آندھی طوفان حتیٰ کے موسم سرما کی برف باری بھی آپ کو متاثر نہ کرسکی۔ اہل دنیا آپ کی اس کیفیت کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔ مگر چونکہ آپ تو عشق حقیقی کے دریا میں مست ومستغرق تھے اس لئے موسم کے تغیر وتبدل سے آپ کبھی متاثر نہ ہوئے۔

آپ کی زندگی ایک عاشق صادق کی زندگی تھی۔ آپ کا تعلق قلندری طریق سے تھا آپ ایک مجذوب قلندر تھے۔

آپ نے باقاعدہ مجاہدہ ۱۹۲۸ء میں شروع کیا اور دن رات یاد خدا میں مصروف رہتے تھے۔ آپ نے مہنگل نامی جنگل میں چلہ معکوس مکمل کیا۔ جب آپ چلہ معکوس سے فارغ ہوئے تو آپ کے اہل خانہ نے بہت کوشش کی آپ کو واپس گھر لے جائیں۔ ایک دن آپ کی بیوی اپنی چھوٹی معصوم بچی کو لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے گھر چلنے کے لئے اصرار کیا تو پہلے تو آپ نے ناراضگی کا اظہار کیا مگر گھر والوں کے زیادہ اصرار پر آپ گھر جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ جب آپ واپس گھر کی طرف آرہے تھے تو راستے میں ہی آپ کی معصوم بچی کا انتقال ہو گیا۔

اس واقعہ کے بعد آپ کی زندگی میں یک لخت انقلاب برپا ہو گیا۔ آپ پر دیوانگی کی کیفیت طاری ہوئی۔ آپ جذب ومستی کی کیفیت میں اپنے آپ سے باتیں کرتے رہتے۔ اسی کیفیت میں آپ نے لوگوں سے بولنا کم کردیا اور ہمہ وقت ذکر خدا میں مصروف ہو گئے۔

Marfat.com
Marfat.com

اس دوران طعن وتشیع کے تیر آپ پر برسنے لگے۔ جس کی وجہ سے آپ نے مہنگل نامی جنگل کو خیر باد کہہ کر پتریاٹہ جھیکا گلی اور گلہڑہ گلی کو اپنا نشیمن بنالیا۔ بعدازاں گلہڑہ گلی کے پاس ملحقہ جنگل میں ڈیرہ جمالیا۔ اس طرف آتے ہی آپ کی شہرت چہار دانگ عالم میں پھیل گئی۔ لوگ اپنی حاجات اور مسائل کے حل کے لئے اور حصول برکت کے لئے آپ کے پاس آنے لگے۔ آپ کو خدا نے وہ بلند و بالا مقام و مرتبہ عطا فرمایا تھا کہ آنے والے ہر شخص کے دل کے حالات سے آپ پہلے ہی باخبر ہوتے تھے۔ آنے والا ابھی اپنا مسئلہ پیش بھی نہ کر پاتا کہ آپ اس کا مسئلہ حل فرمادیتے تھے۔

اکثر اوقات آپ اپنے پاس آنے والوں کو زوب کوب کرتے ہوئے مخاطب ہوتے۔ لوگوں کو مارتے پیٹتے ہاتھ مروڑ دیتے۔ اس سے آپ کا مقصود یہ ہوتا کہ میرے معمولات میں دخل نہ دیا جائے۔ لیکن اس کے باوجود لوگ قافلہ در قافلہ جوق در جوق چلے آتے تھے اور ان حرکات کو اپنے لئے بہتر خیال کرتے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ آپ اپنے پاس آنے والوں کو نہ تعویز دیتے نہ دم کرتے بلکہ صرف آپ کی خصوصی توجہ کے باعث لوگوں کے بڑے بڑے مسائل یکدم حل ہو جاتے تھے۔

کشف وکرامات:

دو عورتیں آپس میں سہیلیاں تھیں۔ مگر ایک امیر اور دوسری غریب تھی۔ امیر عورت کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ جبکہ غریب عورت کے گیارہ بچے تھے۔ ایک دن دونوں سہیلیاں آپس میں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ امیر عورت اولاد کے لئے رو رہی تھی۔ غریب کہہ رہی تھی۔ گیارہ بچے ہو گئے۔ اب اللہ مہربانی کرے کہ کوئی اولاد نہ ہو۔ قریب ہی کسی دوسری عورت نے آواز دیکر کہا کہ تم دونوں سواری مری چلی جاؤ۔ وہاں جا کر بابا لعل شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کراؤ۔ دونوں سہیلیاں آپ کے دربار میں پہنچیں۔ آ کر اپنا اپنا دکھ سنایا۔ آپ نے ان کی بات سن کر قریب ہی رکھے ہوئے برتن سے دو روٹیاں اٹھا کر دونوں کی طرف پھینکی۔ ایک روٹی امیر عورت کی جھولی میں گری جبکہ دوسری روٹی غریب عورت کے پیٹ سے ٹکرا کر زمین پر جا گری۔ آپ نے ان کی طرف دیکھ کر گالی دی۔ اور فرمایا کہ تم دونوں کا کام ہو گیا۔

Marfat.com
Marfat.com

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جس کی جھولی میں روٹی گری تھی اس امیر عورت کو خدا نے بیٹا دیا۔ اور جس کے پیٹ سے لگ کر روٹی زمین پر گری تھی۔ اس کے ہاں بچے پیدا ہونا بند ہو گئے۔

گل محمد نقوی:

سروے آف پاکستان کے ایک سرکاری ملازم سید امانت حسین جو کہ رسالپور میں ڈیوٹی کرتے تھے۔ قدرت خداوندی کے ان کے گھر بیٹے تو پیدا ہوتے تھے۔ مگر پیدائش کے کچھ عرصہ بعد مر جاتے اور بیٹیاں تمام حیات تھیں۔ ایک دن ان کے گھر مانگنے والی ایک فقیر عورت آئی اور بیگم نقوی سے کہنے لگی۔ تمہارے بیٹے پیدا ہو کر مر جاتے ہیں۔ اب اگر بیٹا پیدا ہوا تو اس کا نام سیّد گل محمد نقوی رکھنا۔ ابھی وہ بوڑھی عورت بیگم نقوی سے بات کر رہی تھی کہ نقوی صاحب دفتر سے تشریف لے آئے۔ اور بیگم کو سخت سست کہنے لگے۔ وہ بوڑھی نقوی صاحب کے سامنے سے چند سیکنڈوں میں غائب ہو گئی۔ نقوی اور بیگم نقوی نے دور دور تک دیکھا مگر بوڑھی عورت نظر نہ آئی۔ تمام رات دن اسی پریشانی میں رہے کہ خدا کو معلوم یہ عورت کون تھی۔ کہاں سے آئی تھی۔ نقوی صاحب کا اچانک تبادلہ رسالپور سے مری ہو گیا۔ نقوی صاحب کے محلّہ میں ایک بوڑھی عورت جو کہ حضرت بابا لعل حسین شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت مند تھی۔ نے بیگم نقوی سے کہا کہ تم دونوں میاں بیوی حضرت بابا لعل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر دعا کراؤ اللہ تمہاری مراد پوری کرے گا۔ دونوں میاں بیوی سواری پہنچے۔ آپ کی خدمت میں حاضری دی۔ نقوی صاحب نے اپنے سر پر ہیٹ پہنا ہوا تھا۔ ان کو اس حال میں دیکھتے ہی آپ نے فرمایا۔ سر پر ٹوپی رکھے صاحب بنا پھرتا ہے۔ اب قبریں بنا کر میرے پاس آیا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے سید امانت حسین نقوی کا بازو پکڑ کر مروڑا اور ایک جلیبی کھانے کو دی۔ بیگم نقوی یہ تمام ماجرا دیکھتی رہی۔ چند دنوں کے بعد دونوں میاں بیوی کی خواہش دوبارہ بابا لعل حسین شاہ سے ملنے کی ہوئی۔ آپ کی خدمت میں جب یہ دونوں پہنچے تو آپ نے ایک میلا تولیہ ایک قمیص کا کپڑا جو کہ بارہ گرہ کا تھا۔ اور ایک بوتل پانی دیا۔ اور نقوی صاحب کو ایک گرم گرم جلیبی کھلائی اور فرمایا۔ چلے جاؤ۔ اللہ کی کرنی کے چند ماہ گزرے۔ بچے کی پیدائش کے آثار شروع ہو گئے۔ دونوں میاں بیوی پھر دوبارہ آپ کی خدمت میں پہنچے۔ تو آپ نے فرمایا گل محمد آئے گا۔ چلی جاؤ۔ خدا کی قدرت سے بیگم نقوی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ انہوں نے اس کا نام سیّد گل

Marfat.com
Marfat.com

محمد نقوی رکھا۔ جو حیات ہیں۔ اور راولپنڈی میں مقیم ہیں۔ چند برس پہلے جاپان سے ایم ایس سی کر کے واپس آئے ہیں۔ آج بھی انجینئر سید گل محمد نقوی بمع اپنے اہل خانہ کے آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دیتے ہیں۔ اور باقاعدگی سے آپ کے سالانہ عرس مبارک میں شرکت کرتے ہیں۔

خواب میں بشارت:

نجیب خان آف ہنگو جو کہ آپ کے مرید ہیں۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ نجیب خان تو مری سواری میرے مزار کے قریب جا کر کھدائی کر وہاں سے کچھ ملے گا۔ نجیب خان مری پہنچا۔ آپ کے مزار کے ایک طرف کچی جگہ پر اس نے کھدائی کی۔ تو وہاں سے ایک پتھر ملا۔ جس پر آپ کے پاؤں کا نشان موجود تھا۔ اس نے وہ پتھر نکالا۔ اور مزار شریف کے اندر رکھ دیا۔ جو کہ آج بھی وہاں موجود ہے۔

میاں عبدالحمید لاہوری:

میاں عبدالحمید لاہوری ایک غریب گھرانے کے آدمی ہیں۔ جو آپ کے مرید ہو گئے۔ آپ نے اس کے لئے دعا کی۔ خدا نے اس کو دین دنیا کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ وہ غریب شخص اُس زمانے لاکھوں کی جائیداد اور روپے کا مالک بن گیا۔ یہی وہ حاجی عبدالحمید ہیں جنہوں نے آپ کے مزار شریف کی تعمیر کروائی ہے۔

وصال باکمال:

زندگی کے آخری ایام میں مسلسل چلہ کشی عبادت و ریاضت کی وجہ سے آپ بہت کمزور ہو گئے تھے۔ ۲۷ نومبر ۱۹۵۹ء کو آپ کے صاحبزادگان آپ کو زبردستی گھر لے آئے لیکن آپ گھر پر صرف ایک ہی رات آرام کرنے کے بعد گھر سے باہر زمینوں میں کھلی جگہ پر براجمان ہو گئے۔ گیارہ جون ۱۹۶۷ء کو آپ اپنے مریدین کے جھرمٹ میں تشریف فرما تھے۔ کہ اچانک آپ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا مزار فیض آثار سوراسی شریف نزد گلہڑہ گلی تحصیل مری ضلع راولپنڈی میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں اہل عقیدت آج بھی حاضری دیکر اپنے قلوب و اذہان کو منور کرتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف کو بار

Marfat.com
Marfat.com

ہااس دربار مقدسہ کی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی ہے آج بھی ایک روحانی کیفیت کا سماں دل کو نظر آتا ہے۔

رہے آستاں سلامت رہے برقرار شاہی

آج مورخہ یکم جولائی 2003ء بوقت رات 3 بجے کتاب مذکورہ مکمل ہوئی دعا ہے رب کریم ان پاکان امت کا صدقہ اس کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

طالب دعا: خویدم اہل تصوف

صاحبزادہ مقصود احمد صابری

خلف الرشید حافظ فیض محمد چشتی صابری رحمتہ اللہ علیہ

بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ فیض القرآن رجسٹرڈ جامع مسجد اکبری صابری

آستانہ عالیہ گلستان غریب نواز موہڑہ چھپر چکری روڈ راولپنڈی پاکستان

w.w.w.geocities.com/maqsoodsabri

E-mail: maqsoodsabri@yahoo.com

Mobile: 0300-9500314, 0333-5594225

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com
Marfat.com